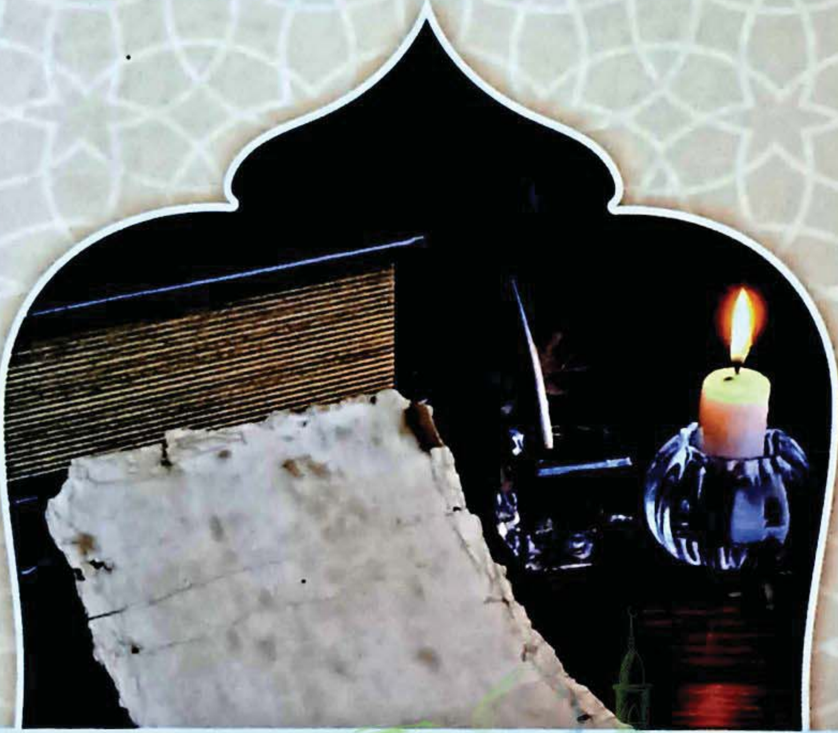




علومُ الحدیث کی اہم اور ابتدائی کتاب

# مقدمہ ابن صلاح رحمہ اللہ




مؤلف

الأمام اَبی عَمرو بن عُثمان بن عبدالرحمن الشہرزوری

المتوفی ٦٤٣ ھجری

مترجم

مولانا تنصیر احمد دامت برکاتہم








علوم الحدیث کی اہم اور ابتدائی کتاب

# مقدمہ ابن صلاح رحمہ اللہ


مؤلف

الامام ابی عمرو بن عثمان بن عبدالرحمن الشہرزوری

المتوفی ۶۴۳ ہجری

مترجم

مولانا تنصیر احمد دامت برکاتہم





مکتبۂ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-37224228-37355743

بسم اللہ الرحمن الرحیم





مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

نام کتاب

# مقدمہ ابن صلاح

مترجم

مولانا تنصیر احمد دامت برکاتہم

ناشر

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

مطبع

خضر جاوید پرنٹرز لاہور

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 37355743-37224228-042

## ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

## تنبیہ

# انتساب

اس ادنیٰ سی کاوش کا انتساب بالعموم اپنے تمام اساتذہ کرام کی طرف اور بالخصوص
مولانا مفتی شیر محمد علوی صاحب رئیس دارالافتاء جیلی و مہتمم مدرسہ خدام اہل سنت تعلیم القرآن لاہور،
مولانا مفتی محمد حسن صاحب شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ جدید و جامعہ محمدیہ لاہور دامت برکاتہم العالیہ کی طرف
اور اپنے والدین کریمین کی طرف کرتا ہوں جن کی بے پناہ شفقتوں سے بندہ علوم حدیث کی اس
عظیم کتاب (مقدمہ ابن صلاح) کی خدمت کے قابل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو
دنیا اور آخرت میں اپنی شان کے مطابق اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کے سایہ کو
صحت و عافیت کے ساتھ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے۔
آمین

# عرضِ ناشر

یہ بات کسی بھی ذی شعور سے بالعموم اور علماء وطلباء سے بالخصوص مخفی نہیں کہ شریعت اسلامیہ کے بنیادی مصادر و مآخذ دو ہی ہیں یعنی قرآن اور سنت اس لیے علوم شریعت کے علماء وطلباء کے لیے جہاں قرآن مقدس کے اسرار و رموز سے آگاہی ضروری ہے وہیں احادیث نبویہ میں نبی مکرم ومحترم ﷺ نے امت مسلمہ کے لیے زندگی کے مختلف گوشوں سے متعلق جو سنہری ہدایات دی ہیں، انہیں جاننا بھی بہت ضروری ہے۔

اور یہ بالکل واضح ہے کہ علم حدیث میں مہارت کے لیے علم المصطلح یا علم اصول حدیث میں مہارت تامہ ہونا بہت ضروری ہے۔ اللہ جزائے خیر عطاء فرمائے حضرات محدثین کو انہوں نے مختلف ادوار میں علم اصول حدیث میں مختلف کتابیں لکھیں تاکہ شائقین علم حدیث اس فن کی باریکیوں سے بخوبی آگاہ ہوسکیں۔

چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے اپنی مایہ ناز کتاب الرسالۃ میں اس فن کے اہم مباحث کو زیر بحث لیا لیکن الرسالۃ کا مقصد دراصل یونانی فلسفے سے متاثر ہ لوگوں کے اذہان میں احادیث نبویہ کے حوالے سے پیدا شدہ شبہات کا ازالہ تھا نہ کہ فن مصطلح کی تدوین۔ اس لیے ہم اسے مستقل فن کی کتاب شمار نہیں کر سکتے۔

علم مصطلح کی پہلی مستقل کتاب الحدث الفاصل بین الراوی والراوی ہے جس کے مؤلف ابو محمد الحسن بن عبدالرحمن بن خلاد الرامھرمزی المتوفی ۳۰۵ ھجری ہیں۔ امام رامھرمزی کے بعد اس فن پہ لکھی جانے والی دوسری کتاب "الکفایۃ فی علم الروایۃ" یہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے۔ یہ کتاب فن کے تمام مباحث کا باتفصیل احاطہ کیے ہوئے ہے اس لیے اس کتاب کا شمار فن کی اہم ترین کتابوں میں ہوتا ہے۔ فن اصول حدیث کے ارتقاء میں ایک بہت بڑی پیش رفت "علوم الحدیث" نامی کتاب کا اضافہ ہے جسے عرف عام میں "مقدمہ ابن صلاح" کہتے ہیں۔ اس کے مؤلف ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمان شھر زوری ہیں۔ جو کہ ابن صلاح کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ کتاب فن مصطلح کی اہم کتاب شمار ہوتی ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر یہ کتاب دہائیوں سے برصغیر کے درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے۔

اس کتاب میں امام ابن صلاح نے اپنے پہلے سے آئمہ حدیث کی کتب میں فن مصطلح سے متعلقہ مباحث کو جمع کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فن مصطلح کا کوئی بھی طالب علم اس کتاب سے مستغنی نہیں رہ سکتا۔ اس کتاب میں ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے فن سے متعلقہ تمام مباحث کو باتفصیل بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ علماء کے اختلافات ان کے اقوال پر ملاحظات ومناقشات کو بھی ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ

نے خوب بیان کیا ہے اور پھر اس کے بعد راجح قول کو دلائل سے ثابت کرنا بھی مقدمہ ابن صلاح کی اہم خوبی ہے۔ اہل علم کے ہاں ''مقدمہ ابن صلاح'' کو اللہ نے غیر معمولی مقبولیت عطاء کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بے شک اصطلاحات المحدثین کی معرفت میں جو سب سے بہترین کتاب لکھی گئی ہے وہ ابن صلاح کی علوم الحدیث ہے۔ (فتح المغیث) اور ایک جگہ پھر فرماتے ہیں۔ ابن صلاح رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ان تمام مباحث کو جمع کر دیا جو بکھرے پڑے تھے۔ اسی لیے لوگ ان کی کتاب کے گرویدہ ہیں۔

ابن صلاح رحمہ اللہ ۵۷۷ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی جائے پیدائش شہرزور تھی۔ بچپن میں ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی پھر کچھ عرصہ موصل میں علم حاصل کیا۔ پھر مزید تحصیل علم کے لیے بغداد اور نیشاپور کے سفر کیے۔ تحصیل علم کے بعد، تدریس، افتاء وغیرہ میں مشغول ہو گئے۔ آپ کا علمی مقام و مرتبہ علماء کے حلقے میں مسلمہ ہے یعنی ابن صلاح رحمہ اللہ کا شمار اپنے دور کے ان علماء میں ہوتا ہے جو تفسیر، حدیث اور فقہ میں بلند مقام رکھتے تھے۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علم نافع میں آپ کی جلالت علمی عجیب تھی۔ آپ صاحب وقار و ھیبت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فصاحت اور علم نافع عطاء فرمایا تھا۔

''مقدمہ ابن صلاح'' کے علاوہ آپ رحمہ اللہ نے اور بھی کتب لکھیں جن میں طبقات الشافعیہ، شرح الوسیط اور ادب المفتی والمستفتی قابل ذکر ہیں۔ آداب المفتی والمستفتی قابل ذکر ہیں۔

آپ کی وفات ۶۴۳ھ میں خوارزمیہ میں ہوئی جامع مسجد دمشق میں لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے آپ کا نماز جنازہ پڑھا۔ آپ کو مقابر صوفیہ میں دفن کیا گیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

الحمد للہ مکتبہ رحمانیہ کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ کتب درس نظامی کو بہترین انداز میں علماء طلباء کی خدمت میں پیش کریں۔ اسی سلسلے میں ایک کڑی ''مقدمہ ابن صلاح'' کے ترجمے کی طباعت ہے۔ چونکہ ''مقدمہ ابن صلاح'' فن کی منتہی کتاب شمار ہوتی ہے۔ اس لیے ضروری تھا کہ اس کا اردو ترجمہ کر دیا جائے تاکہ متوسط اور کمزور استعداد کے حامل طلباء کے لیے آسانی ہو جائے۔ اللہ کے فضل اور توفیق سے یہ ترجمہ بھی آپ حضرات کے سامنے ہے۔ یہ ترجمے کی سعادت مولانا تصیر احمد صاحب کے حصے میں آئی ہے۔ کتاب کی کمپوزنگ کا کام جناب رشید سبحانی نے کیا۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں انتہائی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے اور اس کام میں شامل تمام احباب کو اپنی جناب سے بہترین اجر عطاء فرمائے۔

آخر میں اس بات کی طرف توجہ مبذول کروانا ضروری سمجھتا ہوں کہ مکتبہ رحمانیہ سمیت تمام دینی اشاعت کے اداروں کی مکمل کوشش ہوتی ہے کہ دینی کتابیں اپنی طباعت کے تمام مراحل میں اغلاط سے پاک رہیں اور کوئی بھی مسلمان جان بوجھ کر کسی بھی دینی کتاب میں غلطی کا سوچ بھی نہیں سکتا لیکن سہو و نسیان سے مبراء اور منزہ صرف اللہ ہی کی ذات ہے۔ اس لیے دوران مطالعہ اگر حضرات علماء و طلباء میں سے کوئی بھی شخص کسی بھی قابل اصلاح غلطی سے مطلع ہوتا ہے تو وہ ادارے کو بھی اس غلطی سے ضرور آگاہ

کرے۔ان شاءاللہ ناصرف یہ کہ آپ کی شکایت پر اس غلطی کا ازالہ کیا جائے گا بلکہ ادارہ آپ کا شکر گزار بھی ہوگا۔

آخر میں ہم تمام علماء وطلباء اور دیگر قارئین کی خدمت میں عاجزانہ التماس کرتے ہیں کہ مکتبہ رحمانیہ کو اس سال دو بڑے عظیم نقصانوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ایک ہمارے مشفق ومحسن والد حاجی مقبول الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی وفات جو کہ مکتبہ رحمانیہ کے بانی بھی تھے اور دوسرا بڑا نقصان میرے بڑے بھائی جناب طارق مقبول رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہے۔تمام قارئین سے درخواست ہے کہ وہ ہمارے والد محترم اور بڑے بھائی کی مغفرت اور ارفع درجات کے لیے دعا ضرور فرمائیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔

آخر میں بارگاہ الٰہی میں درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے اور حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ، مترجم، ناشر اور ہمارے والدین کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔آمین یارب العالمین۔

خادم العلم والعلماء

عقیل مقبول عفی عنہ



# فہرست عنوانات



# پیشِ لفظ

الحمد لله الذی بعزته وجلاله تتم الصالحات والصلوة والسلام علی رسولنا المصطفی بجوامع الکلمات

ہمارے ہاں عام طور پر مدارس دینیہ کے طلبہ کو اصطلاحات حدیث کے متعلق کم علم ہوتا ہے حالانکہ بڑے درجات کے طلبہ کو اس فن کی ضروری ضروری اصطلاحات یاد ہونی چاہیے نیز یہ اصطلاحات علماء فاضلین کے لیے بھی نہایت مفید اور کارآمد ہیں چنانچہ اس فن میں مقدمہ ابنِ صلاح علوم حدیث کی ایک عظیم الشان کتاب ہے اس سلسلے میں یہ ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی ہے اگر طلبہ و فاضلین نصابی کتابوں کے ساتھ اس کو بھی مطالعہ میں رکھیں اور اس کی ضروری ضروری اصطلاحات کو یاد کرلیں تو یہ ان کے لیے نہایت مفید ہوگا اور بہت حد تک ان کی ضرورت بھی پوری ہوگی۔

اس عظیم فکر کے پیش نظر اپنے شفیق استاد و مربی حضرت اقدس مفتی شیر محمد علوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے زیرِ سایہ اور اپنے مادر علمی منبع علوم و فیوض دارالافتاء جمیلی و مدرسہ خدام اہلسنت تعلیم القران کرم آباد وحدت روڈ لاہور میں تدریس کی بدولت اس قابل ہوا کہ اللہ کے فضل و کرم سے دل بستہ ہوکر بندہ نے دو سال پہلے اس کتاب کے ترجمہ پر کام شروع کیا تاکہ ہر قسم کی استعداد کے طلبہ اس سے استفادہ کرسکیں۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ خدمت تقریباً پندرہ ماہ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اس کتاب کے ترجمہ سے لے کر کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، اور سیٹنگ کا مکمل کام بندہ نے اپنے فاضل ساتھیوں کے ساتھ مل کر کیا اس سلسلے میں برادر عزیز مولانا مفتی محمد ابوبکر صاحب مدظلہ العالی (فاضل جامعہ دارالعلوم اسلامیہ لاہور) نے جان توڑ کوشش کی اور اس کتاب کے ہر مرحلے میں بندہ کی بھرپور معاونت کی، اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو دنیا اور آخرت میں جزائے خیر عطا فرمائے۔

باوجود انتہائی کوشش کے کوئی بھی شخص غلطی سے مامون ہونے کا دعوے دار نہیں ہوسکتا۔ بنابریں اس کتاب میں کسی بھی قسم کی کوئی غلطی، کوئی کمی کوتاہی کسی صاحب علم کو نظر آئے تو از راہِ شفقت اور اشاعتِ حق کے پیش نظر اس کے بارے میں ہمیں ضرور آگاہ کریں، اس سے ہمیں خوشی ہوگی اور ہم ان کے لیے دعا خیر کریں گے اور اس غلطی کی اصلاح کریں گے۔

تیری رحمت سے الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کیلئے

بس یہی التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادنیٰ کاوش کو اپنی عظیم الشان بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کو قارئین کے لیے مفید بنائے اور ہمارے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔

(مفتی) محمد تنصیر عفی عنہ
مدرس مدرسہ خدام اہل سنت تعلیم القران کرم آباد وحدت روڈ لاہور



# مقدمۃ الکتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَةً وَّهَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا الکھف:۱۰

ترجمہ۔اے ہمارے رب ہم کو دے اپنے پاس سے بخشش اور پوری کردے ہمارے کام کی درستی۔ (معارف القرآن)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْهَادِي مَنِ اسْتَهْدَاهُ، الْوَاقِي مَنِ اتَّقَاهُ، الْكَافِي مَنْ تَحَرَّى رِضَاهُ، حَمْدًا بَالِغًا أَمَدَ التَّمَامِ وَمُنْتَهَاهُ. وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْأَكْمَلَانِ عَلَى نَبِيِّنَا وَالنَّبِيِّينَ، وَآلِ كُلٍّ، مَا رَجَا رَاجٍ مَغْفِرَتَهُ وَرُحْمَاهُ، آمِينَ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو ہر اس شخص کو ہدایت دینے والا ہے جس نے اس سے ہدایت طلب کی، وہ ہر اس شخص کو پناہ دینے والا ہے جس نے اس سے پناہ مانگی، وہ ہر اس شخص کے لیے کافی ہے جس نے اس کی رضا کی جستجو کی، ایسی تعریفیں جو تعریف کی چوٹی اور انتہاء کو پہنچنے والی ہوں، اور ہمارے نبی (یعنی حضرت محمد ﷺ) اور تمام انبیاء علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ کی کامل ترین رحمتیں اور سلامتی نازل ہو اور تمام انبیاء کے ان اقرباء اور ساتھیوں پر بھی جو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کے امیدوار ہوئے۔ (یعنی مسلمان ہوئے) آمین۔

هَذَا، وَإِنَّ عِلْمَ الْحَدِيثِ مِنْ أَفْضَلِ الْعُلُومِ الْفَاضِلَةِ، وَأَنْفَعِ الْفُنُونِ النَّافِعَةِ، يُحِبُّهُ ذُكُورُ الرِّجَالِ وَفُحُولَتُهُمْ، وَيُعْنَى بِهِ مُحَقِّقُو الْعُلَمَاءِ وَكَمَلَتُهُمْ، وَلَا يَكْرَهُهُ مِنَ النَّاسِ إِلَّا رُذَالَتُهُمْ وَسَفَلَتُهُمْ. وَهُوَ مِنْ أَكْثَرِ الْعُلُومِ تَوَلُّجًا فِي فُنُونِهَا، لَا سِيَّمَا الْفِقْهُ الَّذِي هُوَ إِنْسَانُ عُيُونِهَا. وَلِذَلِكَ كَثُرَ غَلَطُ الْعَاطِلِينَ مِنْهُ مِنْ مُصَنِّفِي الْفُقَهَاءِ، وَظَهَرَ الْخَلَلُ فِي كَلَامِ الْمُخِلِّينَ بِهِ مِنَ الْعُلَمَاءِ.

یہ تو خطبہ کا ذکر ہوا، اور جہاں تک علم حدیث کا تعلق ہے تو وہ فضیلت والے علوم میں سب سے زیادہ فضیلت والا ہے اور نفع دینے والے فنون میں سب سے زیادہ نفع دینے والا ہے، امت کے عظیم ترین افراد یعنی محققین اور کامل علماء علم حدیث کو پسند کرتے ہیں، اور صرف رذیل اور گھٹیا لوگ اس علم کو ناپسند کرتے ہیں اور اس فن کو تمام فنون کے ساتھ سب سے زیادہ تعلق ہے، فقہ کے ساتھ تو اس کا خاص تعلق ہے کہ یہ علم فقہ کے آنکھوں کی پتلی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس علم سے کورے فقہاء مصنفین سے زیادہ غلطیاں ہوئیں اور علماء ہی کے کلام میں اس باب میں خلل ظاہر ہوا۔

وَلَقَدْ كَانَ شَأْنُ الْحَدِيثِ فِيمَا مَضَى عَظِيمًا، عَظِيمَةً جُمُوعُ طَلَبَتِهِ، رَفِيعَةً مَقَادِيرُ حُفَّاظِهِ وَحَمَلَتِهِ. وَكَانَتْ عُلُومُهُ بِحَيَاتِهِمْ حَيَّةً، وَأَفْنَانُ فُنُونِهِ بِبَقَائِهِمْ غَضَّةً، وَمَغَانِيهِ بِأَهْلِهِ آهِلَةً. فَلَمْ يَزَالُوا فِي انْقِرَاضٍ، وَلَمْ يَزَلْ فِي انْدِرَاسٍ حَتَّى آضَتْ بِهِ الْحَالُ إِلَى أَنْ صَارَ أَهْلُهُ إِنَّمَا هُمْ شِرْذِمَةٌ قَلِيلَةُ الْعَدَدِ، ضَعِيفَةُ الْعُدَدِ. لَا تُعْنَى عَلَى الْأَغْلَبِ فِي تَحَمُّلِهِ بِأَكْثَرَ مِنْ سَمَاعِهِ غُفْلًا، وَلَا تَتَعَنَّى فِي تَقْيِيدِهِ بِأَكْثَرَ مِنْ كِتَابَتِهِ عُطْلًا، مُطَّرِحِينَ عُلُومَهُ الَّتِي بِهَا جَلَّ قَدْرُهُ، مُبَاعِدِينَ مَعَارِفَهُ الَّتِي بِهَا فُخِّمَ أَمْرُهُ.

حالانکہ پہلے زمانہ میں علم حدیث ایک عظیم الشان علم تھا، اس کے طلبہ کا مجمع بہت وسیع ہوا کرتا تھا حاملین حدیث اور حفاظ حدیث کی تعداد کی شرح بہت زیادہ تھی، ان ہی حضرات کی زندگیوں کی بدولت علوم حدیث زندہ تھے، اور ان کے باقی رہنے کی وجہ سے اس کے فنون کی شاخیں جھکی ہوئی تھیں، اور ان ہی حضرات کی وجہ سے علم حدیث کے محلات آباد تھے، پھر وہ مسلسل گھٹتے رہے اور انکی تعداد ہمیشہ کم ہوتی رہی یہاں تک کہ ان پر ایسا وقت آیا کہ اس طبقہ کی ایک چھوٹی سی جماعت رہ گئی اور ان کی تعداد انتہائی کم ہوگئی، اور ان میں سے بھی اکثر احادیث مبارکہ کو اچھی طرح ضبط کرنے میں بے توجہی کا شکار رہے اور زیادہ تر نے بغیر فہم و دانش کے محض سماع پر اکتفا کیا اور علوم حدیث کو مکمل طور پر قید تحریر میں لانے کی طرف توجہ نہیں کی ان میں سے اکثر نے محض نفس حدیث لکھنے کی طرف توجہ کی، حالت یہ ہوئی کہ وہ علوم حدیث کے تارک بنے جن کی وجہ سے اس علم کی شان اونچی تھی اور حدیث کے معانی ومعارف سے دور ہوئے جن کی وجہ سے اس علم کی بڑی عظمت تھی۔

فَحِينَ كَادَ الْبَاحِثُ عَنْ مُشْكِلِهِ لَا يُلْفِي لَهُ كَاشِفًا، وَالسَّائِلُ عَنْ عِلْمِهِ لَا يَلْقَى بِهِ عَارِفًا، مَنَّ اللّٰهُ الْكَرِيمُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَيَّ وَلَهُ الْحَمْدُ أَجْمَعُ بِكِتَابِ "مَعْرِفَةِ أَنْوَاعِ عِلْمِ الْحَدِيثِ"، هَذَا الَّذِي بَاحَ بِأَسْرَارِهِ الْخَفِيَّةِ، وَكَشَفَ عَنْ مُشْكِلَاتِهِ الْأَبِيَّةِ، وَأَحْكَمَ مَعَاقِدَهُ، وَقَعَّدَ قَوَاعِدَهُ، وَأَنَارَ مَعَالِمَهُ، وَبَيَّنَ أَحْكَامَهُ، وَفَصَّلَ أَقْسَامَهُ، وَأَوْضَحَ أُصُولَهُ، وَشَرَحَ فُرُوعَهُ وَفُصُولَهُ، وَجَمَعَ شَتَاتَ عُلُومِهِ وَفَوَائِدِهِ، وَقَنَصَ شَوَارِدَ نُكَتِهِ وَفَرَائِدِهِ.

پس اُس وقت قریب تھا کہ ایسا زمانہ آجاتا کہ اس علم کی مشکل ابحاث کو حل کرنے کے لیے کوئی حل کرنے والا نہ ملتا اور اس علم کے بارے میں پوچھنے والے کو اس کا جواب دینے والا کوئی عالم نہ ملتا تو کریم ذات یعنی اللہ تعالیٰ جس کے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں، نے مجھ پر یہ احسان کیا کہ میں ایک کتاب میں علم حدیث کی اقسام کی تعریفات جمع کروں یہ ایسی کتاب ہو جو اس علم کے چھپے رازوں کو آشکارا کرے اور اس کے بے قابو مشکل مسائل کو کھول کے رکھ دے اور اس کے گرہوں کو مضبوط کرے اور اس کے قواعد کو منطبق کرے اور اس کے راستہ کے نشانوں کو روشن کرے اور اس کے احکام کو واضح کردے اور اس کی اقسام کی تفصیل کرے اور اس کی اصول کی وضاحت کرے اور اس کی فروعات کو بیان کرے اور اس کے مختلف علوم اور فوائد کو جمع کرے اور اس کے منتشر نکتوں اور نفیس مسائل کو جمع کرے۔

فَاللّٰهُ الْعَظِيمُ الَّذِي بِيَدِهِ الضَّرُّ وَالنَّفْعُ، وَالْإِعْطَاءُ وَالْمَنْعُ أَسْأَلُ، وَإِلَيْهِ أَضْرَعُ وَأَبْتَهِلُ، مُتَوَسِّلًا إِلَيْهِ بِكُلِّ وَسِيلَةٍ، مُتَشَفِّعًا إِلَيْهِ بِكُلِّ شَفِيعٍ، أَنْ يَجْعَلَهُ مَلِيًّا بِذٰلِكَ وَأَمْلَى وَفِيًّا بِكُلِّ ذٰلِكَ وَأَوْفَى. وَأَنْ يُعَظِّمَ الْأَجْرَ وَالنَّفْعَ بِهِ فِي الدَّارَيْنِ، إِنَّهُ قَرِيبٌ مُجِيبٌ. (وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ).

پس اللہ تعالیٰ عظمت والا ہے اسی کے ہاتھ میں نفع ونقصان ہے اور اسی کے ہاتھ میں عطا کرنا اور محروم رکھنا ہے میں اسی سے سوال کرتا ہوں اور میں اسی کی طرف فروتنی کرتا ہوں اس حال میں اس کی بارگاہ میں ہر وسیلہ کے ساتھ وسیلہ پکڑنے والا ہوں اور ہر شفاعت کرنے والے کے واسطے سے اس کا قرب حاصل کرنے والا ہوں یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ان مذکورہ چیزوں سے مالا مال کردے اور اس کو ان مذکورہ اشیاء کا جامع اور کامل ترین کتاب بنائے اور اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں اس کے بدلے میں اجرعظیم اور نفع کثیر نصیب فرمائے، بے شک وہ اپنے بندوں کے بہت زیادہ قریب اور ان کی دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے اور مجھے تمام امور میں صرف اللہ تعالیٰ کی مدد وتوفیق حاصل ہو اور میں تمام امور میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

## وَهٰذِهِ فَهْرَسَةُ أَنْوَاعِهِ:

الرَّابِعَ عَشَرَ : مَعْرِفَةُ الْمُنْكَرِ.

الْخَامِسَ عَشَرَ : مَعْرِفَةُ الِاعْتِبَارِ وَالْمُتَابَعَاتِ وَالشَّوَاهِدِ.

السَّادِسَ عَشَرَ : مَعْرِفَةُ زِيَادَاتِ الثِّقَاتِ وَحُكْمُهَا.

السَّابِعَ عَشَرَ : مَعْرِفَةُ الْأَفْرَادِ.

الثَّامِنَ عَشَرَ : مَعْرِفَةُ الْحَدِيثِ الْمُعَلَّلِ.

التَّاسِعَ عَشَرَ : مَعْرِفَةُ الْمُضْطَرِبِ مِنَ الْحَدِيثِ.

الْعِشْرُونَ: مَعْرِفَةُ الْمُدْرَجِ فِي الْحَدِيثِ.

الْحَادِي وَالْعِشْرُونَ: مَعْرِفَةُ الْحَدِيثِ الْمَوْضُوعِ.

الثَّانِي وَالْعِشْرُونَ: مَعْرِفَةُ الْمَقْلُوبِ.

الثَّالِثُ وَالْعِشْرُونَ: مَعْرِفَةُ صِفَةِ مَنْ تُقْبَلُ رِوَايَتُهُ، وَمَنْ تُرَدُّ رِوَايَتُهُ.

الرَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ: مَعْرِفَةُ كَيْفِيَّةِ سَمَاعِ الْحَدِيثِ وَتَحَمُّلِهِ، وَفِيهِ بَيَانُ أَنْوَاعِ الْإِجَازَةِ وَأَحْكَامِهَا وَسَائِرِ وُجُوهِ الْأَخْذِ وَالتَّحَمُّلِ، وَعِلْمٌ جَمٌّ.

الْخَامِسُ وَالْعِشْرُونَ: مَعْرِفَةُ كِتَابَةِ الْحَدِيثِ، وَكَيْفِيَّةُ ضَبْطِ الْكِتَابِ وَتَقْيِيدِهِ، وَفِيهِ مَعَارِفُ مُهِمَّةٌ رَائِقَةٌ.

السَّادِسُ وَالْعِشْرُونَ: مَعْرِفَةُ كَيْفِيَّةِ رِوَايَةِ الْحَدِيثِ وَشَرْطِ أَدَائِهِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِذَلِكَ، وَفِيهِ كَثِيرٌ مِنْ نَفَائِسِ هَذَا الْعِلْمِ.

السَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ: مَعْرِفَةُ آدَابِ الْمُحَدِّثِ.

الثَّامِنُ وَالْعِشْرُونَ: مَعْرِفَةُ آدَابِ طَالِبِ الْحَدِيثِ.

التَّاسِعُ وَالْعِشْرُونَ: مَعْرِفَةُ الْإِسْنَادِ الْعَالِي وَالنَّازِلِ.

النَّوْعُ الْمُوفِي ثَلَاثِينَ: مَعْرِفَةُ الْمَشْهُورِ مِنَ الْحَدِيثِ.

الْحَادِي وَالثَّلَاثُونَ: مَعْرِفَةُ الْغَرِيبِ وَالْعَزِيزِ مِنَ الْحَدِيثِ.

الثَّانِي وَالثَّلَاثُونَ: مَعْرِفَةُ غَرِيبِ الْحَدِيثِ.

الثَّالِثُ وَالثَّلَاثُونَ: مَعْرِفَةُ الْمُسَلْسَلِ.

الرَّابِعُ وَالثَّلَاثُونَ: مَعْرِفَةُ نَاسِخِ الْحَدِيثِ وَمَنْسُوخِهِ.

الْخَامِسُ وَالثَّلَاثُونَ: مَعْرِفَةُ الْمُصَحَّفِ مِنْ أَسَانِيدِ الْأَحَادِيثِ وَمُتُونِهَا.

السَّادِسُ وَالثَّلَاثُونَ: مَعْرِفَةُ مُخْتَلِفِ الْحَدِيثِ.

السَّابِعُ وَالثَّلَاثُونَ: مَعْرِفَةُ الْمَزِيدِ فِي مُتَّصِلِ الْأَسَانِيدِ.

الثَّامِنُ وَالثَّلَاثُونَ: مَعْرِفَةُ الْمَرَاسِيلِ الْخَفِيِّ إِرْسَالُهَا.

التَّاسِعُ وَالثَّلَاثُونَ: مَعْرِفَةُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

الْمُوفِي أَرْبَعِينَ: مَعْرِفَةُ التَّابِعِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

الْحَادِي وَالْأَرْبَعُونَ: مَعْرِفَةُ الْأَكَابِرِ الرُّوَاةِ عَنِ الْأَصَاغِرِ.

الثَّانِي وَالْأَرْبَعُونَ: مَعْرِفَةُ الْمُدَبَّجِ وَمَا سِوَاهُ مِنْ رِوَايَةِ الْأَقْرَانِ بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ.

الثَّالِثُ وَالْأَرْبَعُونَ: مَعْرِفَةُ الْإِخْوَةِ وَالْأَخَوَاتِ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالرُّوَاةِ.

الرَّابِعُ وَالْأَرْبَعُونَ: مَعْرِفَةُ رِوَايَةِ الْآبَاءِ عَنِ الْأَبْنَاءِ.

الْخَامِسُ وَالْأَرْبَعُونَ: عَكْسُ ذَلِكَ: مَعْرِفَةُ رِوَايَةِ الْأَبْنَاءِ عَنِ الْآبَاءِ.

السَّادِسُ وَالْأَرْبَعُونَ: مَعْرِفَةُ مَنِ اشْتَرَكَ فِي الرِّوَايَةِ عَنْهُ رَاوِيَانِ مُتَقَدِّمٌ وَمُتَأَخِّرٌ، تَبَاعَدَ مَا بَيْنَ وَفَاتَيْهِمَا.

السَّابِعُ وَالْأَرْبَعُونَ: مَعْرِفَةُ مَنْ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ إِلَّا رَاوٍ وَاحِدٌ.

الثَّامِنُ وَالْأَرْبَعُونَ: مَعْرِفَةُ مَنْ ذُكِرَ بِأَسْمَاءٍ مُخْتَلِفَةٍ أَوْ نُعُوتٍ مُتَعَدِّدَةٍ.

التَّاسِعُ وَالْأَرْبَعُونَ: مَعْرِفَةُ الْمُفْرَدَاتِ مِنْ أَسْمَاءِ الصَّحَابَةِ وَالرُّوَاةِ وَالْعُلَمَاءِ.

الْمُوفِي خَمْسِينَ: مَعْرِفَةُ الْأَسْمَاءِ وَالْكُنَى.

الْحَادِي وَالْخَمْسُونَ: مَعْرِفَةُ كُنَى الْمَعْرُوفِينَ بِالْأَسْمَاءِ دُونَ الْكُنَى.

الثَّانِي وَالْخَمْسُونَ: مَعْرِفَةُ أَلْقَابِ الْمُحَدِّثِينَ.

الثَّالِثُ وَالْخَمْسُونَ: مَعْرِفَةُ الْمُؤْتَلِفِ وَالْمُخْتَلِفِ.

الرَّابِعُ وَالْخَمْسُونَ: مَعْرِفَةُ الْمُتَّفِقِ وَالْمُفْتَرِقِ.

الْخَامِسُ وَالْخَمْسُونَ: نَوْعٌ يَتَرَكَّبُ مِنْ هَذَيْنِ النَّوْعَيْنِ.

السَّادِسُ وَالْخَمْسُونَ: مَعْرِفَةُ الرُّوَاةِ الْمُتَشَابِهِينَ فِي الِاسْمِ وَالنَّسَبِ، الْمُتَمَايِزِينَ بِالتَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فِي الِابْنِ وَالْأَبِ.

السَّابِعُ وَالْخَمْسُونَ: مَعْرِفَةُ الْمَنْسُوبِينَ إِلَى غَيْرِ آبَائِهِمْ.

الثَّامِنُ وَالْخَمْسُونَ: مَعْرِفَةُ الْأَنْسَابِ الَّتِي بَاطِنُهَا عَلَى خِلَافِ ظَاهِرِهَا.

التَّاسِعُ وَالْخَمْسُونَ: مَعْرِفَةُ الْمُبْهَمَاتِ.
الْمُوفِي سِتِّينَ: مَعْرِفَةُ تَوَارِيخِ الرُّوَاةِ فِي الْوَفَيَاتِ وَغَيْرِهَا.
الْحَادِي وَالسِّتُّونَ: مَعْرِفَةُ الثِّقَاتِ وَالضُّعَفَاءِ مِنَ الرُّوَاةِ.
الثَّانِي وَالسِّتُّونَ: مَعْرِفَةُ مَنْ خَلَطَ فِي آخِرِ عُمُرِهِ مِنَ الثِّقَاتِ.
الثَّالِثُ وَالسِّتُّونَ: مَعْرِفَةُ طَبَقَاتِ الرُّوَاةِ وَالْعُلَمَاءِ.
الرَّابِعُ وَالسِّتُّونَ: مَعْرِفَةُ الْمَوَالِي مِنَ الرُّوَاةِ وَالْعُلَمَاءِ.
الْخَامِسُ وَالسِّتُّونَ: مَعْرِفَةُ أَوْطَانِ الرُّوَاةِ وَبُلْدَانِهِمْ.

## اقسام حدیث کی فہرست

نمبر ۱: صحیح حدیث کا تعارف
نمبر ۲: حسن حدیث کا تعارف
نمبر ۳: ضعیف حدیث کا تعارف
نمبر ۴: مسند کا تعارف
نمبر ۵: متصل کا تعارف
نمبر ۶: مرفوع کا تعارف
نمبر ۷: موقوف کا تعارف
نمبر ۸: مقطوع یعنی غیر منقطع کا تعارف
نمبر ۹: مرسل کا تعارف
نمبر ۱۰: منقطع کا تعارف
نمبر ۱۱: معضل کا تعارف اور اس کے ساتھ متعدد تفریعات کا ذکر ان میں سے بعض معنعن کی اسناد کے بارے میں اور بعض تعلیق کے بارے میں ہیں۔
نمبر ۱۲: تدلیس اور مدلس کے حکم کا تعارف
نمبر ۱۳: شاذ کا تعارف
نمبر ۱۴: منکر کا تعارف
نمبر ۱۵: اعتبار، متابعات اور شواہد کا تعارف

نمبر ۱۶: ثقہ راویوں کے احادیث میں اضافوں اور ان کے حکم کا تعارف

نمبر ۱۷: افراد کا تعارف

نمبر ۱۸: حدیث معلل کا تعارف

نمبر ۱۹: حدیث مضطرب کا تعارف

نمبر ۲۰: حدیث مدرج کا تعارف

نمبر ۲۱: موضوع حدیث کا تعارف

نمبر ۲۲: مقلوب کا تعارف

نمبر ۲۳: ان راویوں کا تعارف جن کی روایت قبول کی جاتی ہے اور ان راویوں کا تعارف جن کی روایت رد کی جاتی ہے۔

نمبر ۲۴: حدیث کے سننے اور اس کو محفوظ کرنے کی کیفیت کا تعارف، اس قسم میں اجازتِ حدیث کی اقسام اور احکام کا بیان ہے، نیز اس میں حدیث لینے اور اس کو محفوظ کرنے کی تمام صورتوں کا بیان ہے اور اس میں علم کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔

نمبر ۲۵: حدیث کو لکھنے اور لکھے ہوئے کو مقید و محفوظ رکھنے کا تعارف، اس قسم میں بہت اہم اور اعلیٰ درجے کے علوم و معارف ہیں۔

نمبر ۲۶: حدیث کو نقل کرنے کی کیفیت اور اس کو بیان کرنے کی شرائط کی کیفیت کا تعارف۔ اس قسم میں علم حدیث کی بہت عمدہ بحثیں ہیں۔

نمبر ۲۷: آدابِ محدث کا تعارف۔

نمبر ۲۸: حدیث کے طالب علم کے آداب۔

نمبر ۲۹: سند عالی اور نازل کا تعارف۔

نمبر ۳۰: مشہور حدیث کا تعارف۔

نمبر ۳۱: غریب اور عزیز حدیث کا تعارف۔

نمبر ۳۲: حدیث غریب کا تعارف۔

نمبر ۳۳: حدیث مسلسل کا تعارف۔

نمبر ۳۴: ناسخ اور منسوخ حدیث کا تعارف۔

نمبر ۳۵: مصحف اسناد اور متون کا تعارف۔

نمبر ۳۶: حدیث مختلف کا تعارف۔

نمبر ۳۷: متصل اسناد میں کی گئی زیادتی کا تعارف۔

نمبر ۳۸: ان مراسیل کا تعارف جن کی ارسال میں خفاء ہو۔

نمبر ۳۹: صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعارف۔

نمبر ۴۰: تابعین رحمہم اللہ کا تعارف۔

نمبر ۴۱: اکابر راویوں کا کم سن راویوں سے روایت کا تعارف۔

نمبر ۴۲: حدیث مدبج کا تعارف اور بعض ہم عصر راویوں کا ایک دوسرے سے راویت کرنے کا بیان۔

نمبر ۴۳: بھائیوں اور بہنوں کا علماء اور راویوں سے روایت کرنے کا تعارف۔

نمبر ۴۴: والدوں کا اپنے بیٹوں سے روایت کرنے کا تعارف۔

نمبر ۴۵: اس کے برعکس یعنی بیٹوں کا اپنے والدوں سے روایت کرنے کا تعارف۔

نمبر ۴۶: ان حضرات کا تعارف جن سے روایت کرنے میں دو راوی شریک ہوئے جن میں سے ایک زمانہ کے اعتبار سے مقدم اور دوسرا مؤخر ہو اور ان کے وفات کے درمیان بُعد واقع ہو۔

نمبر ۴۷: ان حضرات کا تعارف جن سے صرف ایک ہی راوی نے روایت نقل کی ہو۔

نمبر ۴۸: ان حضرات کا تعارف جن کو مختلف ناموں یا مختلف صفات کے ساتھ ذکر کیا گیا ہو۔

نمبر ۴۹: علماء، راویوں اور صحابہ کے ناموں میں سے مفردات کا تعارف۔

نمبر ۵۰: ناموں اور کنیتوں کا تعارف۔

نمبر ۵۱: ان راویوں کے کنیتوں کا تعارف جو کنیتوں کی بجائے ناموں سے مشہور ہوئے۔

نمبر ۵۲: محدثین کے القاب کا تعارف۔

نمبر ۵۳: مؤتلف اور مختلف کا تعارف۔

نمبر ۵۴: متفق اور مفترق کا تعارف۔

نمبر ۵۵: وہ قسم جو ان دونوں (متفق اور مفترق) سے مرکب ہو۔

نمبر ۵۶: ان راویوں کا تعارف جو نام ونسب میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوں لیکن باپ اور بیٹے میں تقدیم وتاخیر کی وجہ سے ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا ہوں۔

نمبر ۵۷: ان راویوں کا تعارف جو آباء کے علاوہ افراد کی طرف منسوب ہوئے۔

نمبر ۵۸: ان انساب کا تعارف جن کا باطن ان کے ظاہر کے خلاف ہو۔

نمبر ۵۹: مبہمات کا تعارف۔

نمبر ۶۰: وفات وغیرہ میں راویوں کی تاریخوں کا تعارف۔

نمبر ۶۱: ثقہ اور ضعیف راویوں کا تعارف۔

نمبر ۶۲: ان ثقہ راویوں کا تعارف جنہوں نے آخری عمر میں (نقل روایت میں) کوتاہی کی۔

نمبر ۶۳: علماء اور راویوں کے طبقات کا تعارف۔

نمبر ۶۴: علماء اور راویوں میں سے موالی کا تعارف۔

نمبر ۶۵: راویوں کے شہروں اور ان کے ممالک کا تعارف۔

وَذٰلِكَ اٰخِرُهَا، وَلَيْسَ بِآخِرِ الْمُمْكِنِ فِي ذٰلِكَ، فَإِنَّهُ قَابِلٌ لِلتَّنْوِيعِ إِلٰى مَا لَا يُحْصٰى، إِذْ لَا تُحْصٰى أَحْوَالُ رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَصِفَاتُهُمْ، وَلَا أَحْوَالُ مُتُونِ الْحَدِيثِ وَصِفَاتُهَا، وَمَا مِنْ حَالَةٍ مِنْهَا وَلَا صِفَةٍ إِلَّا وَهِيَ بِصَدَدِ أَنْ تُفْرَدَ بِالذِّكْرِ وَأَهْلِهَا، فَإِذَا هِيَ نَوْعٌ عَلٰى حِيَالِهِ، وَلٰكِنَّهُ نَصَبٌ مِنْ غَيْرِ أَرَبٍ، وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ.

یہ بظاہر تو ان اقسام کی آخری قسم ہوئی لیکن دراصل اس علم کی اور بھی اقسام ممکن ہیں کیونکہ اس کی بے شمار قسمیں بن سکتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث کے راویوں کے احوال اور ان کی صفات بے شمار ہیں اور اسی طرح متون حدیث کے احوال وصفات بھی ان گنت ہیں اور ان میں سے ہر حالت اور صاحب حال اسی طرح ہر صفت اور صاحب صفت مستقل ذکر کو چاہتی ہے، تب ان میں سے ہر ایک مستقل قسم بن جائے گی لیکن ان کو ذکر کرنا اپنے آپ کو بلا فائدہ تھکاوٹ میں مبتلا کرنا ہے، اور ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔



## النوع الأول من أنواع علوم الحديث

## علوم حدیث کی اقسام میں سے پہلی قسم

## مَعْرِفَةُ الصَّحِيحِ مِنَ الْحَدِيثِ

# صحیح حدیث کا تعارف

النَّوْعُ الْأَوَّلُ مِنْ أَنْوَاعِ عُلُومِ الْحَدِيثِ

اعْلَمْ - عَلَّمَكَ اللّٰهُ وَإِيَّايَ - أَنَّ الْحَدِيثَ عِنْدَ أَهْلِهِ يَنْقَسِمُ إِلَى: صَحِيحٍ، وَحَسَنٍ، وَضَعِيفٍ.

(اے طالب علم حدیث) اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے بھی علم (نافع) عطا فرمائے۔ آپ جان لیجیے کہ محدثین کے نزدیک حدیث تین قسموں پر منقسم ہو جاتی ہے۔

۱۔ صحیح ۲۔ حسن ۳۔ ضعیف۔

أَمَّا الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ:

پہلی قسم: حدیث صحیح کی تعریف

فَهُوَ الْحَدِيثُ الْمُسْنَدُ الَّذِي يَتَّصِلُ إِسْنَادُهُ بِنَقْلِ الْعَدْلِ الضَّابِطِ عَنِ الْعَدْلِ الضَّابِطِ إِلَى مُنْتَهَاهُ، وَلَا يَكُونُ شَاذًّا، وَلَا مُعَلَّلًا.

صحیح حدیث وہ حدیث ہے جس کی سند متصل ہو اور اس کو کامل العدالۃ اور کامل الضبط راویوں نے اپنے ہی جیسے راویوں سے نقل کیا ہو اور سند کے آخر تک تمام راوی ان مذکورہ صفات کے حامل ہوں اور وہ حدیث شاذ اور معلل نہ ہو۔

وَفِي هَذِهِ الْأَوْصَافِ احْتِرَازٌ عَنِ الْمُرْسَلِ، وَالْمُنْقَطِعِ، وَالْمُعْضَلِ، وَالشَّاذِّ، وَمَا فِيهِ عِلَّةٌ قَادِحَةٌ، وَمَا فِي رَاوِيهِ نَوْعُ جَرْحٍ. وَهَذِهِ أَنْوَاعٌ يَأْتِي ذِكْرُهَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

اس تعریف میں مذکورہ قیودات کی وجہ سے حدیث مرسل، منقطع، معضل، شاذ، نیز وہ روایت جس میں علت قادحہ ہو اور وہ روایت جس پر کسی قسم کی جرح کی گئی ہو، حدیث صحیح کی اس تعریف سے خارج ہو جائیگی، ان اقسام کا ذکر آگے چل کر آئے گا۔ ان شاء اللہ تبارک و تعالیٰ۔

فَهَذَا هُوَ الْحَدِيثُ الَّذِي يُحْكَمُ لَهُ بِالصِّحَّةِ بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ أَهْلِ الْحَدِيثِ. وَقَدْ يَخْتَلِفُونَ فِي صِحَّةِ بَعْضِ الْأَحَادِيثِ لِاخْتِلَافِهِمْ فِي وُجُودِ هَذِهِ الْأَوْصَافِ فِيهِ، أَوْ لِاخْتِلَافِهِمْ فِي اشْتِرَاطِ بَعْضِ هَذِهِ

الأَوْصَافِ، كَمَا فِي الْمُرْسَلِ.

پس صحیح حدیث وہ حدیث ہے جس کے بارے میں محدثین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور جو بعض احادیث کے صحیح ہونے کے بارے میں محدثین کا اختلاف ہے تو وہ صحیح حدیث کی تعریف میں مذکورہ اوصاف کے پائے جانے (یا نہ پائے جانے کے) بارے میں اختلاف کی وجہ سے ہے، یا ان مذکورہ بعض اوصاف کو شرط ٹھہرانے کے بارے میں اختلاف کی وجہ سے ہے جیسا کہ مرسل حدیث کے بارے میں۔

وَمَتَى قَالُوا: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ " فَمَعْنَاهُ: أَنَّهُ اتَّصَلَ سَنَدُهُ مَعَ سَائِرِ الْأَوْصَافِ الْمَذْكُورَةِ، وَلَيْسَ مِنْ شَرْطِهِ أَنْ يَكُونَ مَقْطُوعًا بِهِ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ، إِذْ مِنْهُ مَا يَنْفَرِدُ بِرِوَايَتِهِ عَدْلٌ وَاحِدٌ، وَلَيْسَ مِنَ الْأَخْبَارِ الَّتِي أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى تَلَقِّيهَا بِالْقَبُولِ.

جب محدثین کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس حدیث کی سند تمام مذکورہ اوصاف کے پائے جانے کے ساتھ متصل ہے۔ صحیح حدیث کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ نفس الامر میں قطعیت کا فائدہ دیتی ہو اس لیے کہ بعض صحیح احادیث کو ایک عادل راوی اکیلے روایت کرتا ہے حالانکہ وہ ان احادیث میں سے نہیں ہوتی جن کو امت کی جانب سے بالاجماع تلقی بالقبول حاصل ہو۔

وَكَذَلِكَ إِذَا قَالُوا فِي حَدِيثٍ: " إِنَّهُ غَيْرُ صَحِيحٍ " فَلَيْسَ ذَلِكَ قَطْعًا بِأَنَّهُ كَذِبٌ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ، إِذْ قَدْ يَكُونُ صِدْقًا فِي نَفْسِ الْأَمْرِ، وَإِنَّمَا الْمُرَادُ بِهِ أَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ إِسْنَادُهُ عَلَى الشَّرْطِ الْمَذْكُورِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

اس طرح جب محدثین کسی حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ حدیث واقعی یقینی طور پر جھوٹ ہی ہوگی، کیونکہ بعض اوقات وہ حدیث حقیقت میں صحیح ہوتی ہے لیکن ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس حدیث کی سند مذکورہ شرائط کے مطابق نہیں ہے۔

فَوَائِدُ مُهِمَّةٌ

إِحْدَاهَا: الصَّحِيحُ يَتَنَوَّعُ إِلَى مُتَّفَقٍ عَلَيْهِ، وَمُخْتَلَفٍ فِيهِ، كَمَا سَبَقَ ذِكْرُهُ. وَيَتَنَوَّعُ إِلَى مَشْهُورٍ، وَغَرِيبٍ، وَبَيْنَ ذَلِكَ.

ثُمَّ إِنَّ دَرَجَاتِ الصَّحِيحِ تَتَفَاوَتُ فِي الْقُوَّةِ بِحَسَبِ تَمَكُّنِ الْحَدِيثِ مِنَ الصِّفَاتِ الْمَذْكُورَةِ الَّتِي تَنْبَنِي الصِّحَّةُ عَلَيْهَا، وَتَنْقَسِمُ بِاعْتِبَارِ ذَلِكَ إِلَى أَقْسَامٍ يَسْتَعْصِي إِحْصَاؤُهَا عَلَى الْعَادِّ الْحَاصِرِ. وَلِهَذَا نَرَى الْإِمْسَاكَ عَنِ الْحُكْمِ لِإِسْنَادٍ أَوْ حَدِيثٍ بِأَنَّهُ الْأَصَحُّ عَلَى الْإِطْلَاقِ. عَلَى أَنَّ جَمَاعَةً مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ خَاضُوا غَمْرَةَ ذَلِكَ، فَاضْطَرَبَتْ أَقْوَالُهُمْ.

## اہم فائدے

### پہلا فائدہ:

صحیح حدیث کی دو قسمیں ہیں، متفق علیہ اور مختلف فیہ جیسا کہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور حدیث صحیح کی مزید تین قسمیں ہیں یعنی مشہور، غریب اور جو شہرت اور غرابت کے درمیان ہو، پھر قوت میں صحیح حدیث کے مختلف درجے ہیں اور ان درجات میں ان صفات کے پائے جانے کا اعتبار کیا جاتا ہے جن پر حدیث کی صحت کا مدار ہوتا ہے اور اس اعتبار سے صحیح حدیث کی اتنی زیادہ قسمیں بنتی ہیں کہ محدود گنتی کرنے والے بندے کے لیے ان کو شمار کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔

اس وجہ سے ہماری رائے تو یہ ہے کہ کسی حدیث یا سند کے بارے میں مطلقا اس کے اصح ہونے کا حکم لگانے سے توقف کرنا چاہیے۔ حالانکہ جماعتِ محدثین اسکی تحقیق میں تہہ تک غوطہ زن ہوئے پھر بھی ان کے اقوال میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

فَرُوِينَا عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاهَوَيْهِ أَنَّهُ قَالَ: " أَصَحُّ الْأَسَانِيدِ كُلِّهَا: الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ ".

وَرُوِّينَا نَحْوَهُ عَنْ (أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ).

وَرُوِّينَا عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِيٍّ الْفَلَّاسِ أَنَّهُ قَالَ: " أَصَحُّ الْأَسَانِيدِ: مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ ".

وَرُوِّينَا نَحْوَهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ، وَرُوِيَ ذَلِكَ عَنْ غَيْرِهِمَا.

پس ہم نے اسحاق ابن راھویہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ سب سے صحیح ترین سند، زُھری عن سالم عن ابیہ والی سند ہے۔ اور اسی طرح ہم نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی نقل کیا ہے، اور ہم نے عمرو بن علی الفلاس سے نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ صحیح ترین سند، محمد بن سرین عن عبیدہ عن علی رضی اللہ عنہ، والی سند ہے اسی طرح ہم نے علی بن مدینی اور دیگر محدثین سے نقل کیا ہے۔

ثُمَّ مِنْهُمْ مَنْ عَيَّنَ الرَّاوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَجَعَلَهُ أَيُّوبَ السِّخْتِيَانِيَّ. وَمِنْهُمْ مَنْ جَعَلَهُ ابْنَ عَوْنٍ.

وَفِيمَا نَرْوِيهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ قَالَ: " أَجْوَدُهَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ".

وَرُوِّينَا عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: " أَصَحُّ الْأَسَانِيدِ كُلِّهَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ ".

وَرُوِّينَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْبُخَارِيِّ - صَاحِبِ الصَّحِيحِ - أَنَّهُ قَالَ: " أَصَحُّ الْأَسَانِيدِ كُلِّهَا: مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ". وَبَنَى الْإِمَامُ أَبُو مَنْصُورٍ عَبْدُ الْقَاهِرِ بْنُ طَاهِرٍ التَّمِيمِيُّ عَلَى ذَلِكَ: أَنَّ أَجَلَّ

الْأَسَانِيدِ: " الشَّافِعِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ " وَاحْتَجَّ بِإِجْمَاعِ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الرُّوَاةِ عَنْ مَالِكٍ أَجَلُّ مِنَ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

پھر بعض محدثین نے امام محمد بن سیرین سے نقل کرنے والے راوی کو متعین کرتے ہوئے حضرت ایوب سختیانی کا نام لیا ہے اور بعضوں نے ابن عون کو متعین کیا ہے۔اور اس روایت میں جس کو ہم یحیی بن معین سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ عمدہ ترین سند اعمش عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) والی سند ہے اور ہم نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ اسانید میں سے صحیح ترین سند، زہری عن علی بن الحسین عن ابیہ عن علی رضی اللہ عنہ والی سند ہے اور ہم نے ابوعبداللہ البخاری، مصنف صحیح بخاری (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) سے نقل کیا کہ صحیح ترین سند، مالک عن نافع عن بن عمر رضی اللہ عنہ والی سند ہے۔

امام ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر التمیمی نے، امام بخاری رحمہ اللہ کے اس مذکورہ قول کو بنیاد بناتے ہوئے، الشافعی عن مالک عن نافع عن بن عمر رضی اللہ عنہ والی سند کو سب سے اعلی سند قرار دے دیا ہے اور انہوں نے اس پر اس بات سے استدلال کیا ہے کہ تمام محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کرنے والے راویوں میں سے کوئی بھی راوی امام شافعی سے عظیم المرتبہ نہیں ہے واللہ اعلم۔

الثَّانِيَةُ: إِذَا وَجَدْنَا فِيمَا يُرْوَى مِنْ أَجْزَاءِ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهَا حَدِيثًا صَحِيحَ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ نَجِدْهُ فِي أَحَدِ الصَّحِيحَيْنِ، وَلَا مَنْصُوصًا عَلَى صِحَّتِهِ فِي شَيْءٍ مِنْ مُصَنَّفَاتِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ الْمُعْتَمَدَةِ الْمَشْهُورَةِ، فَإِنَّا لَا نَتَجَاسَرُ عَلَى جَزْمِ الْحُكْمِ بِصِحَّتِهِ، فَقَدْ تَعَذَّرَ فِي هَذِهِ الْأَعْصَارِ الِاسْتِقْلَالُ بِإِدْرَاكِ الصَّحِيحِ بِمُجَرَّدِ اعْتِبَارِ الْأَسَانِيدِ؛ لِأَنَّهُ مَا مِنْ إِسْنَادٍ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا وَنَجِدُ فِي رِجَالِهِ مَنِ اعْتَمَدَ فِي رِوَايَتِهِ عَلَى مَا فِي كِتَابِهِ، عَرِيًّا عَمَّا يُشْتَرَطُ فِي الصَّحِيحِ مِنَ الْحِفْظِ وَالضَّبْطِ وَالْإِتْقَانِ. فَآلَ الْأَمْرُ إِذًا - فِي مَعْرِفَةِ الصَّحِيحِ وَالْحَسَنِ - إِلَى الِاعْتِمَادِ عَلَى مَا نَصَّ عَلَيْهِ أَئِمَّةُ الْحَدِيثِ فِي تَصَانِيفِهِمُ الْمُعْتَمَدَةِ الْمَشْهُورَةِ، الَّتِي يُؤْمَنُ فِيهَا - لِشُهْرَتِهَا - مِنَ التَّغْيِيرِ وَالتَّحْرِيفِ، وَصَارَ مُعْظَمُ الْمَقْصُودِ بِمَا يُتَدَاوَلُ مِنَ الْأَسَانِيدِ خَارِجًا عَنْ ذَلِكَ إِبْقَاءَ سِلْسِلَةِ الْإِسْنَادِ الَّتِي خُصَّتْ بِهَا هَذِهِ الْأُمَّةُ، زَادَهَا اللهُ تَعَالَى شَرَفًا، آمِينَ.

دوسرا فائدہ:

جب ہم احادیث میں سے کسی حدیث کو صحیح الاسناد پائیں اور وہ ہمیں صحیحین (بخاری و مسلم) میں سے کسی کتاب میں نہ ملے اور نہ ہی دیگر مشہور اور قابل اعتماد محدثین میں سے کسی محدث نے اس کی صحت کو اپنی کتاب میں صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہو، تو ہم اس حدیث کے یقینی طور پر صحت کا حکم لگانے کی جسارت نہیں کر سکتے۔پس آج کل محض اسانید کا اعتبار کرتے ہوئے کسی حدیث کی

صحت کا ادراک مشکل ہے۔ اس لیے کہ مذکورہ حدیث کی کوئی ایسی سند نہیں ہوتی مگر ہم اس کے راویوں کو حدیث کی کتابوں میں معتمد راویوں کے طور پر پاتے ہیں اور حالت یہ ہوتی ہے کہ ان راویوں میں صحیح حدیث کی شرائط یعنی حفظ، ضبط اور اتقان نہیں پائی جاتی۔

پس اب معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ صحیح اور حسن حدیث کی پہچان کرنے کیلئے ائمہ حدیث کے اپنی معتمد اور مشہور کتابوں میں اس کے ذکر کرنے پر اعتماد کیا جانے لگا، جن کی شہرت کی وجہ سے حدیث تبدیلی اور تحریف سے محفوظ ہو جاتی ہے، سلسلہ اسناد کی حفاظت کی غرض سے، تحقیق سے قطع نظر، مشہور اسانید کے ساتھ روایت کرنا ہی بڑا مقصود بن گیا، جس کے ساتھ یہ امت خاص کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عظمت کو اور بڑھائے۔ آمین!

الثَّالِثَةُ: أَوَّلُ مَنْ صَنَّفَ الصَّحِيحَ الْبُخَارِيُّ أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْجُعْفِيُّ مَوْلَاهُمْ. وَتَلَاهُ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ النَّيْسَابُورِيُّ الْقُشَيْرِيُّ مِنْ أَنْفُسِهِمْ. وَمُسْلِمٌ - مَعَ أَنَّهُ أَخَذَ عَنِ الْبُخَارِيِّ وَاسْتَفَادَ مِنْهُ - يُشَارِكُهُ فِي أَكْثَرِ شُيُوخِهِ.

وَكِتَابَاهُمَا أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللهِ الْعَزِيزِ. وَأَمَّا مَا رُوِّينَا عَنِ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ أَنَّهُ قَالَ: " مَا أَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ كِتَابًا فِي الْعِلْمِ أَكْثَرَ صَوَابًا مِنْ كِتَابِ مَالِكٍ "، وَمِنْهُمْ مَنْ رَوَاهُ بِغَيْرِ هَذَا اللَّفْظِ، فَإِنَّمَا قَالَ ذَلِكَ قَبْلَ وُجُودِ كِتَابَيِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

تیسرا فائدہ:

سب سے پہلے صحیح (کے نام سے) کتاب تمام محدثین کے آقا و سردار ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری جعفی نے لکھی اور محدثین میں سے ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری ان کے نقش قدم پر چلے اور اس کے باوجود کہ امام مسلم نے امام بخاری سے حدیث لی ہے اور ان سے استفادہ کیا ہے لیکن اکثر شیوخ میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔

ان دونوں حضرات (امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ) کی یہ دو کتابیں (بخاری و مسلم) کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتابیں ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ سے جو یہ منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں روئے زمین پر امام مالک رحمہ اللہ کی کتاب (موطا امام مالک) سے علم حدیث میں زیادہ صحیح کتاب کوئی نہیں ہے، بعض حضرات سے یہی مفہوم دوسرے الفاظ کے ساتھ بھی منقول ہے، تو یہ انہوں نے بخاری و مسلم کے لکھنے سے پہلے فرمایا تھا۔

ثُمَّ إِنَّ كِتَابَ الْبُخَارِيِّ أَصَحُّ الْكِتَابَيْنِ صَحِيحًا، وَأَكْثَرُهُمَا فَوَائِدَ.

وَأَمَّا مَا رُوِّينَاهُ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْحَافِظِ النَّيْسَابُورِيِّ أُسْتَاذِ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحَافِظِ مِنْ أَنَّهُ قَالَ: " مَا تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ كِتَابٌ أَصَحُّ مِنْ كِتَابِ مُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ "، فَهَذَا وَقَوْلُ مَنْ فَضَّلَ مِنْ شُيُوخِ الْمَغْرِبِ كِتَابَ مُسْلِمٍ عَلَى كِتَابِ الْبُخَارِيِّ، إِنْ كَانَ الْمُرَادُ بِهِ أَنَّ كِتَابَ مُسْلِمٍ يَتَرَجَّحُ

بِأَنَّهُ لَمْ يُمَازِجْهُ غَيْرُ الصَّحِيحِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ فِيهِ بَعْدَ خُطْبَتِهِ إِلَّا الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ مَسْرُودًا، غَيْرَ مَمْزُوجٍ بِمِثْلِ مَا فِي كِتَابِ الْبُخَارِيِّ فِي تَرَاجِمِ أَبْوَابِهِ مِنَ الْأَشْيَاءِ الَّتِي لَمْ يُسْنِدْهَا عَلَى الْوَصْفِ الْمَشْرُوطِ فِي الصَّحِيحِ، فَهَذَا لَا بَأْسَ بِهِ. وَلَيْسَ يَلْزَمُ مِنْهُ أَنَّ كِتَابَ مُسْلِمٍ أَرْجَحُ فِيمَا يَرْجِعُ إِلَى نَفْسِ الصَّحِيحِ عَلَى كِتَابِ الْبُخَارِيِّ. وَإِنْ كَانَ الْمُرَادُ بِهِ أَنَّ كِتَابَ مُسْلِمٍ أَصَحُّ صَحِيحًا، فَهَذَا مَرْدُودٌ عَلَى مَنْ يَقُولُهُ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

پھر بخاری و مسلم میں سے زیادہ صحیح اور زیادہ نفع رساں بخاری شریف ہے اور جو ہم نے امام ابوعلی الحافظ نیشاپوری جو امام حاکم ابوعبداللہ الحافظ کے استاد ہیں، سے یہ نقل کیا ہے کہ آسمان کی چھڑی کے نیچے امام مسلم بن حجاج کی کتاب (صحیح مسلم) سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے۔ تو حافظ نیشاپوری کا یہ قول اور دوسرے مغربی محدثین جنہوں صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر فضیلت دی اگر ان کی مراد یہ ہو کہ کتاب مسلم اس وجہ سے افضل ہے کہ اس میں صحیح حدیث کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ہے تو اس بات میں تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس میں خطبہ کے بعد صحیح احادیث کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ہے اور بخاری شریف میں صحیح احادیث کے علاوہ تراجم ابواب وغیرہ ہیں جس کی اسناد صحیح حدیث کی شرط پر نہیں ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتاب مسلم نفس صحت میں کتاب بخاری سے افضل ہے اور اگر ان کی مراد یہ ہو کہ کتاب مسلم صحت کے اعتبار سے کتاب بخاری سے زیادہ صحیح ہے تو ان کا قول انہی پر مردود ہوگا۔ واللہ اعلم۔

الرَّابِعَةُ: لَمْ يَسْتَوْعِبَا الصَّحِيحَ فِي صَحِيحَيْهِمَا، وَلَا الْتَزَمَا ذَلِكَ.

فَقَدْ رُوِّينَا عَنِ الْبُخَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: " مَا أَدْخَلْتُ فِي كِتَابِي (الْجَامِعِ) إِلَّا مَا صَحَّ، وَتَرَكْتُ مِنَ الصِّحَاحِ لِحَالِ الطُّولِ ".

وَرُوِّينَا عَنْ مُسْلِمٍ أَنَّهُ قَالَ: " لَيْسَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدِي صَحِيحٌ وَضَعْتُهُ هَاهُنَا - يَعْنِي فِي كِتَابِهِ الصَّحِيحِ - إِنَّمَا وَضَعْتُ هَاهُنَا مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ ".

**چوتھا فائدہ:**

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اپنی اپنی کتابوں میں تمام صحیح احادیث کا احاطہ نہیں کیا اور نہ ہی ان حضرات نے اس کا التزام کیا ہے۔

پس ہم نے امام بخاری سے نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی اس کتاب جامع صحیح بخاری میں صرف صحیح احادیث کو داخل کیا ہے اور کتاب کی طوالت کے خوف سے میں نے بہت سی صحیح احادیث کو چھوڑ دیا ہے۔

ہم نے امام مسلم سے نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی اس کتاب صحیح مسلم میں ان احادیث کو نہیں رکھا جو صرف میرے نزدیک صحیح تھیں، میں نے تو اس میں ان احادیث کو رکھا ہے جن کی صحت پر محدثین نے اجماع کیا ہے۔

قُلْتُ: أَرَادَ - وَاللهُ أَعْلَمُ - أَنَّهُ لَمْ يَضَعْ فِي كِتَابِهِ إِلَّا الْأَحَادِيثَ الَّتِي وَجَدَ عِنْدَهُ فِيهَا شَرَائِطَ الصَّحِيحِ الْمُجْمَعِ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَظْهَرِ اجْتِمَاعُهَا فِي بَعْضِهَا عِنْدَ بَعْضِهِمْ.

میں کہتا ہوں کہ امام مسلم رحمہ اللہ کے اس قول کا مطلب یہ ہے میں نے اپنی اس کتاب میں صرف ان احادیث کو رکھا ہے جن میں میرے کے نزدیک بالاجماع صحیح حدیث کی شرائط پائی جاتی ہیں اگرچہ بعض محدثین کے نزدیک بعض احادیث میں صحیح حدیث کی تمام شرائط نہیں پائی جاتی۔

ثُمَّ إِنَّ أَبَا عَبْدِ اللهِ بْنَ الْأَخْرَمِ الْحَافِظَ قَالَ: " قَلَّ مَا يَفُوتُ الْبُخَارِيَّ وَمُسْلِمًا مِمَّا يَثْبُتُ مِنَ الْحَدِيثِ ". يَعْنِي فِي كِتَابَيْهِمَا. وَلِقَائِلٍ أَنْ يَقُولَ: لَيْسَ ذَلِكَ بِالْقَلِيلِ، فَإِنَّ الْمُسْتَدْرَكَ عَلَى الصَّحِيحَيْنِ لِلْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللهِ كِتَابٌ كَبِيرٌ، يَشْتَمِلُ مِمَّا فَاتَهُمَا عَلَى شَيْءٍ كَثِيرٍ، وَإِنْ يَكُنْ عَلَيْهِ فِي بَعْضِهِ مَقَالٌ فَإِنَّهُ يَصْفُو لَهُ مِنْهُ صَحِيحٌ كَثِيرٌ.

وَقَدْ قَالَ الْبُخَارِيُّ: " أَحْفَظُ مِائَةَ أَلْفِ حَدِيثٍ صَحِيحٍ، وَمِائَتَيْ أَلْفِ حَدِيثٍ غَيْرِ صَحِيحٍ "، وَجُمْلَةُ مَا فِي كِتَابِهِ الصَّحِيحِ سَبْعَةُ آلَافٍ وَمِائَتَانِ وَخَمْسَةٌ وَسَبْعُونَ حَدِيثًا بِالْأَحَادِيثِ الْمُتَكَرِّرَةِ. وَقَدْ قِيلَ: إِنَّهَا بِإِسْقَاطِ الْمُكَرَّرَةِ أَرْبَعَةُ آلَافِ حَدِيثٍ، إِلَّا أَنَّ هَذِهِ الْعِبَارَةَ قَدْ يَنْدَرِجُ تَحْتَهَا عِنْدَهُمْ آثَارُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، وَرُبَّمَا عُدَّ الْحَدِيثُ الْوَاحِدُ الْمَرْوِيُّ بِإِسْنَادَيْنِ حَدِيثَيْنِ.

پھر ابوعبداللہ بن اخرم الحافظ نے فرمایا کہ ایسا بہت کم پایا گیا ہے کہ کوئی صحیح حدیث ان دونوں حضرات کی کتابوں سے رہ گئی ہو، لیکن کوئی یہ سوال کرسکتا ہے کہ اس قسم کی صحیح احادیث کم تو نہیں۔ امام حاکم ابوعبداللہ کی کتاب، مستدرک حاکم ایک ذخیم کتاب ہے جو بہت سی ایسی صحیح احادیث پر مشتمل ہے جو بخاری و مسلم میں نہیں ہیں، اگرچہ ان کے برعکس مستدرک کی بعض احادیث کی صحت میں کلام کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کتاب بہت سی بے غبار صحیح احادیث بھی موجود ہیں۔ خود امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد ہیں، حالانکہ صحیح بخاری میں مکررات سمیت کل صحیح احادیث کی تعداد سات ہزار دو سو پچھتر ہے اور ایک قول کے مطابق مکررات کے بغیر صحیح احادیث کی تعداد چار ہزار ہے۔ مگر اس صورت میں تطبیق ہوسکتی ہے کہ ان ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث میں آثار صحابہ اور آثار تابعین بھی شامل ہوں یا انہوں نے دو سندوں سے مروی ایک حدیث کو دو حدیثیں شمار کیا ہو۔

ثُمَّ إِنَّ الزِّيَادَةَ فِي الصَّحِيحِ عَلَى مَا فِي الْكِتَابَيْنِ يَتَلَقَّاهَا طَالِبُهَا مِمَّا اشْتَمَلَ عَلَيْهِ أَحَدُ الْمُصَنَّفَاتِ الْمُعْتَمَدَةِ الْمَشْهُورَةِ لِأَئِمَّةِ الْحَدِيثِ، كَأَبِي دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيِّ، وَأَبِي عِيسَى التِّرْمِذِيِّ، وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّسَائِيِّ، وَأَبِي بَكْرِ بْنِ خُزَيْمَةَ، وَأَبِي الْحَسَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ، وَغَيْرِهِمْ. مَنْصُوصًا عَلَى صِحَّتِهِ فِيهَا.

پھر ان دو کتابوں یعنی بخاری و مسلم کی صحیح احادیث کے علاوہ صحیح احادیث کے اضافے کی صورت یہ ہوئی کہ صحیح حدیث کی تحقیق کرنے والوں کو وہ حدیث مشہور اور قابل اعتماد محدثین جیسا کہ ابوداؤد سجستانی، ابوعیسیٰ ترمذی، ابوعبدالرحمٰن نسائی، ابوبکر بن خزیمہ

اور ابوالحسن دارقطنی وغیرہ۔ میں سے کسی کی کتاب میں دستیاب ہوئی، اس حال میں کہ انہوں نے اس حدیث کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہو۔

وَلَا يَكْفِي فِي ذَلِكَ مُجَرَّدُ كَوْنِهِ مَوْجُودًا فِي كِتَابِ أَبِي دَاوُدَ، وَ كِتَابِ التِّرْمِذِيِّ، وَ كِتَابِ النَّسَائِيِّ، وَسَائِرِ مَنْ جَمَعَ فِي كِتَابِهِ بَيْنَ الصَّحِيحِ وَغَيْرِهِ.

وَيَكْفِي مُجَرَّدُ كَوْنِهِ مَوْجُودًا فِي كُتُبِ مَنِ اشْتَرَطَ مِنْهُمُ الصَّحِيحَ فِيمَا جَمَعَهُ، كَكِتَابِ ابْنِ خُزَيْمَةَ، وَ كَذَلِكَ مَا يُوجَدُ فِي الْكُتُبِ الْمُخَرَّجَةِ عَلَى كِتَابِ الْبُخَارِيِّ وَ كِتَابِ مُسْلِمٍ، كَكِتَابِ أَبِي عَوَانَةَ الْإِسْفَرَائِينِيِّ، وَ كِتَابِ أَبِي بَكْرٍ الْإِسْمَاعِيلِيِّ، وَ كِتَابِ أَبِي بَكْرٍ الْبُرْقَانِيِّ، وَغَيْرِهَا، مِنْ تَتِمَّةٍ لِمَحْذُوفٍ، أَوْ زِيَادَةِ شَرْحٍ فِي كَثِيرٍ مِنْ أَحَادِيثِ الصَّحِيحَيْنِ. وَ كَثِيرٌ مِنْ هَذَا مَوْجُودٌ فِي (الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيحَيْنِ) لِأَبِي عَبْدِ اللهِ الْحُمَيْدِيِّ.

حدیث کے صحیح ہونے کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ان حضرات کی کتابوں میں موجود ہے جنہوں نے اپنی کتابوں میں صحیح اور غیر صحیح دونوں طرح کی احادیث جمع کی ہیں اور جن حضرات نے اپنی کتابوں میں صحیح حدیث کی شرط پر احادیث کو جمع کیا ہے ان کی کتابوں میں کسی حدیث کا موجود ہونا اس حدیث کے صحیح ہونے کے لیے کافی ہے جیسے صحیح ابن خزیمہ۔ اسی طرح بخاری و مسلم پر جن کتابوں کی تخریج کی گئی ہے ان میں موجود ہونا بھی حدیث کی صحت کے لیے کافی ہے، جیسا کہ ابوعوانہ اسفرائینی، ابوبکر اسماعیلی اور ابوبکر برقانی وغیرہ کی کتابیں، جو محذوف روایات کا تکملہ اور تتمہ ہیں یا صحیحین میں موجود روایات کی مزید شرح اور تفصیل ہیں۔ اس قسم کی بہت سی روایات ابوعبداللہ الحمیدی کی کتاب ''الجمع بین الصحیحین'' میں موجود ہیں۔

وَاعْتَنَى الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ بِالزِّيَادَةِ فِي عَدَدِ الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ عَلَى مَا فِي الصَّحِيحَيْنِ، وَجَمَعَ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ سَمَّاهُ (الْمُسْتَدْرَكَ) أَوْدَعَهُ مَا لَيْسَ فِي وَاحِدٍ مِنَ الصَّحِيحَيْنِ مِمَّا رَآهُ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، قَدْ أَخْرَجَا عَنْ رُوَاتِهِ فِي كِتَابَيْهِمَا، أَوْ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَحْدَهُ، أَوْ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَحْدَهُ، وَمَا أَدَّى اجْتِهَادُهُ إِلَى تَصْحِيحِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَى شَرْطِ وَاحِدٍ مِنْهُمَا.

وَهُوَ وَاسِعُ الْخَطْوِ فِي شَرْطِ الصَّحِيحِ، مُتَسَاهِلٌ فِي الْقَضَاءِ بِهِ. فَالْأَوْلَى أَنْ نَتَوَسَّطَ فِي أَمْرِهِ فَنَقُولَ: مَا حَكَمَ بِصِحَّتِهِ، وَلَمْ نَجِدْ ذَلِكَ فِيهِ لِغَيْرِهِ مِنَ الْأَئِمَّةِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ قَبِيلِ الصَّحِيحِ فَهُوَ مِنْ قَبِيلِ الْحَسَنِ، يُحْتَجُّ بِهِ وَيُعْمَلُ بِهِ، إِلَّا أَنْ تَظْهَرَ فِيهِ عِلَّةٌ تُوجِبُ ضَعْفَهُ.

وَيُقَارِبُهُ فِي حُكْمِهِ صَحِيحُ أَبِي حَاتِمِ بْنِ حِبَّانَ الْبُسْتِيِّ رَحِمَهُمُ اللهُ أَجْمَعِينَ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

صحیح احادیث کی جتنی تعداد صحیحین میں موجود تھی ان پر اضافہ کرتے ہوئے امام حاکم ابوعبداللہ الحافظ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید صحیح احادیث جمع کرنے کا اہتمام کیا۔ انہوں نے جس کتاب میں ان صحیح احادیث کو جمع کیا اس کا نام مستدرک رکھا، انہوں نے اپنی اس

کتاب میں ان صحیح احادیث کو رکھا جو صحیحین میں سے کسی میں نہیں تھیں۔ اس کتاب میں یا تو وہ روایتیں ہیں جس کو امام حاکم نے شیخین کی شرط پر پایا یعنی انہی راویوں سے شیخین نے بھی اپنی کتابوں میں روایت نقل کی ہو، یا صرف امام بخاری کی شرط پر ہو یا صرف امام مسلم کی شرط پر ہو، اور اس میں وہ روایتیں بھی ہیں جن کی تصحیح امام حاکم کے اجتہاد نے کی ہے اگرچہ وہ شیخین میں سے کسی کی شرط پر بھی نہیں ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ شرط صحیح کے معاملے میں وسیع قدم اٹھانے والے ہیں اور حدیث کی صحت کے معاملے میں نرمی برتنے والے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ہم اس بارے میں میانہ روی اختیار کریں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ جس حدیث کی صحت کا فیصلہ امام حاکم نے اپنے اجتہاد سے کیا ہو اور ہمیں دیگر محدثین کی طرف سے اس حدیث کی صحت کی تصریح نہ ملے تو وہ حدیث اگر صحیح کے قبیل سے نہ بھی ہو تو حسن کے قبیل سے تو ضرور ہوگی، مگر اس وقت حسن کے قبیل سے بھی نہیں ہوگی جب اس میں کوئی ایسی علت پائی جائے جو ضعف کو ثابت کرتی ہو۔

اور حکم میں اس کے قریب قریب صحیح ابی حاتم بن حبان ہے۔ اللہ ان سب حضرات پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

الْخَامِسَةُ: الْكُتُبُ الْمُخَرَّجَةُ عَلَى كِتَابِ الْبُخَارِيِّ أَوْ كِتَابِ مُسْلِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَمْ يَلْتَزِمْ مُصَنِّفُوهَا فِيهَا مُوَافَقَتَهُمَا فِي أَلْفَاظِ الْأَحَادِيثِ بِعَيْنِهَا مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ، لِكَوْنِهِمْ رَوَوْا تِلْكَ الْأَحَادِيثَ مِنْ غَيْرِ جِهَةِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ، طَلَبًا لِعُلُوِّ الْإِسْنَادِ، فَحَصَلَ فِيهَا بَعْضُ التَّفَاوُتِ فِي الْأَلْفَاظِ.

## پانچواں فائدہ:

بخاری و مسلم پر جن کتابوں کی تخریج کی گئی ہے ان کے مصنفین نے اس بات کا التزام نہیں کیا ہے کہ ان کی نقل کردہ احادیث بغیر کمی و بیشی کے ان کتب کی احادیث کے موافق ہیں کیونکہ انہوں نے سند کے عالی ہونے کی وجہ سے ان احادیث کو روایت کیا ہے نہ کہ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کی طرف سے۔ لہٰذا ان کتب کی روایات کے الفاظ میں کچھ تفاوت موجود ہے۔

وَهَكَذَا مَا أَخْرَجَهُ الْمُؤَلِّفُونَ فِي تَصَانِيفِهِمُ الْمُسْتَقِلَّةِ كَالسُّنَنِ الْكَبِيرِ لِلْبَيْهَقِيِّ، وَشَرْحِ السُّنَّةِ لِأَبِي مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيِّ، وَغَيْرِهِمَا مِمَّا قَالُوا فِيهِ: " أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ أَوْ مُسْلِمٌ "، فَلَا يُسْتَفَادُ بِذَلِكَ أَكْثَرُ مِنْ أَنَّ الْبُخَارِيَّ أَوْ مُسْلِمًا أَخْرَجَ أَصْلَ ذَلِكَ الْحَدِيثِ مَعَ احْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُمَا تَفَاوُتٌ فِي اللَّفْظِ، وَرُبَّمَا كَانَ تَفَاوُتًا فِي بَعْضِ الْمَعْنَى، فَقَدْ وَجَدْتُ فِي ذَلِكَ مَا فِيهِ بَعْضُ التَّفَاوُتِ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنَى.

وَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ فِي ذَلِكَ عَلَى هَذَا فَلَيْسَ لَكَ أَنْ تَنْقُلَ حَدِيثًا مِنْهَا وَتَقُولَ: هُوَ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ فِي كِتَابِ الْبُخَارِيِّ أَوْ كِتَابِ مُسْلِمٍ، إِلَّا أَنْ تُقَابِلَ لَفْظَهُ، أَوْ يَكُونَ الَّذِي خَرَّجَهُ قَدْ قَالَ أَخْرَجَهُ

الْبُخَارِيُّ بِهٰذَا اللَّفْظِ.

اس طرح محدثین کی مستقل تصانیف جیسے سنن الکبیر للبیہقی اور شرح السنۃ لابی محمد بغوی وغیرہ میں جو مؤلفین نے احادیث کو نقل کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ ''اخرجه البخاري و مسلم'' تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ انہوں نے اس نفس حدیث کو نقل کیا ہے اس احتمال کے ساتھ کہ لفظوں میں کچھ کمی بیشی ہو بلکہ بعض اوقات تو معنی میں بھی کچھ تفاوت ہوتا ہے، بلاشبہ اس قسم کی تصانیف میں کچھ معنوی تفاوت موجود ہے۔ جب ان کتابوں کا معاملہ یوں ہے تو ان کتب کی احادیث نقل کرنے کے بعد یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہی حدیث اسی طرح بخاری یا مسلم میں ہے مگر اس صورت میں کہہ سکتے ہیں جب آپ دونوں روایتوں کے الفاظ کا موازنہ کریں یا ان کتب کے مصنفین نے حدیث نقل کرنے کے بعد یہ الفاظ نقل کیے ہوں ''اخرجه البخاري بهذا اللفظ''۔

بِخِلَافِ الْكُتُبِ الْمُخْتَصَرَةِ مِنَ الصَّحِيحَيْنِ، فَإِنَّ مُصَنِّفِيهَا نَقَلُوا فِيهَا أَلْفَاظَ الصَّحِيحَيْنِ أَوْ أَحَدِهِمَا.

غَيْرَ أَنَّ " الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّحِيحَيْنِ " لِلْحُمَيْدِيِّ الْأَنْدَلُسِيِّ مِنْهَا يَشْتَمِلُ عَلَى زِيَادَةِ تَتِمَّاتٍ لِبَعْضِ الْأَحَادِيثِ كَمَا قَدَّمْنَا ذِكْرَهُ، فَرُبَّمَا نَقَلَ مَنْ لَا يُمَيِّزُ بَعْضَ مَا يَجِدُهُ فِيهِ عَنِ الصَّحِيحَيْنِ أَوْ أَحَدِهِمَا وَهُوَ مُخْطِئٌ، لِكَوْنِهِ مِنْ تِلْكَ الزِّيَادَاتِ الَّتِي لَا وُجُودَ لَهَا فِي وَاحِدٍ مِنَ الصَّحِيحَيْنِ.

ان کتابوں کے برعکس ان کتب کی حالت ہے جو صحیحین میں سے اختصار کر کے لکھی گئی ہیں کیونکہ ان کے مصنفین نے صحیحین یا ان میں سے کسی ایک کتاب کے الفاظ کو ہی نقل کیا ہے مگر حمیدی اندلسی کی کتاب الجمع بین الصحیحین ان کتب مختصرہ کے حکم سے خارج ہے جو ایسی زیادتیوں پر مشتمل ہے جو احادیث صحیحین کے لیے بطور تتمہ ہیں۔ بسا اوقات ناقل ان زیادتیوں کی تمیز نہیں رکھتا تو ان کو صحیحین کی طرف سے نقل کر دیتا ہے حالانکہ وہ اس نقل میں غلطی کر رہا ہوتا ہے کیونکہ ان زیادتیوں کا صحیحین میں سے کسی ایک میں بھی وجود تک نہیں ہوتا۔

ثُمَّ إِنَّ التَّخَارِيجَ الْمَذْكُورَةَ عَلَى الْكِتَابَيْنِ يُسْتَفَادُ مِنْهَا فَائِدَتَانِ: إِحْدَاهُمَا: عُلُوُّ الْإِسْنَادِ. وَالثَّانِيَةُ: الزِّيَادَةُ فِي قَدْرِ الصَّحِيحِ، لِمَا يَقَعُ فِيهَا مِنْ أَلْفَاظٍ زَائِدَةٍ وَتَتِمَّاتٍ فِي بَعْضِ الْأَحَادِيثِ، تَثْبُتُ صِحَّتُهَا بِهٰذِهِ التَّخَارِيجِ، لِأَنَّهَا وَارِدَةٌ بِالْأَسَانِيدِ الثَّابِتَةِ فِي الصَّحِيحَيْنِ أَوْ أَحَدِهِمَا، وَخَارِجَةٌ مِنْ ذٰلِكَ الْمَخْرَجِ الثَّابِتِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

پھر بخاری و مسلم پر جن کتابوں کی تخریج کی گئی ہے ان سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں، پہلا فائدہ سند کا عالی ہونا ہے اور دوسرا صحیحین کی احادیث پر کچھ الفاظ کی زیادتی کا ہے، کیونکہ ان کتب میں بعض احادیث میں کچھ زیادتیاں اور بعض میں کچھ ایسے تتمے ہیں جن کی صحت انہی کتابوں سے ثابت ہیں اس لیے کہ صحیحین یا ان میں سے کسی ایک کی ثابت شدہ اسانید سے ہی یہ زیادتیاں اور تتمے منقول ہیں۔

السَّادِسَةُ: مَا أَسْنَدَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ - رَحِمَهُمَا اللهُ - فِي كِتَابَيْهِمَا بِالْإِسْنَادِ الْمُتَّصِلِ فَذَلِكَ الَّذِي حَكَمَا بِصِحَّتِهِ بِلَا إِشْكَالٍ. وَأَمَّا الْمُعَلَّقُ وَهُوَ الَّذِي حُذِفَ مِنْ مُبْتَدَأِ إِسْنَادِهِ وَاحِدٌ أَوْ أَكْثَرُ، وَأَغْلَبُ مَا وَقَعَ ذَلِكَ فِي كِتَابِ الْبُخَارِيِّ، وَهُوَ فِي كِتَابِ مُسْلِمٍ قَلِيلٌ جِدًّا، فَفِي بَعْضِهِ نَظَرٌ.

وَيَنْبَغِي أَنْ نَقُولَ: مَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ وَنَحْوِهِ بِلَفْظٍ فِيهِ جَزْمٌ، وَحُكْمٌ بِهِ عَلَى مَنْ عَلَّقَهُ عَنْهُ، فَقَدْ حُكِمَ بِصِحَّتِهِ عَنْهُ، مِثَالُهُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: كَذَا وَكَذَا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَذَا، قَالَ مُجَاهِدٌ: كَذَا، قَالَ عَفَّانُ: كَذَا. قَالَ الْقَعْنَبِيُّ: كَذَا، رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ كَذَا وَكَذَا، وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِنَ الْعِبَارَاتِ.

## چھٹا فائدہ:

پھر جس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے صحیحین میں سندِ متصل کے ساتھ نقل کیا ہے تو بلا شبہ انہوں نے ایسی حدیث کی صحت کا فیصلہ کیا ہے۔ بہرحال حدیث معلق بخاری میں تو نسبتاً زیادہ ہے اور مسلم میں نہایت کم ہے اور ان میں سے بعض کی تعلیق میں اشکال ہے۔

## حدیث معلق کی تعریف:

حدیث معلق وہ ہوتی ہے جس کی سند کے شروع میں ایک یا ایک سے زیادہ راویوں کو حذف کیا گیا ہو۔

حدیثِ معلق کے بارے میں ہمارا مناسب قول یہ ہے کہ معلق احادیث میں سے جن احادیث کو صیغہ جزم کے ساتھ نقل کیا گیا ہو اور صیغہ جزم کی نسبت اس شخص کی طرف کی گئی ہو جس سے حدیث معلق نقل کی گئی ہو تو اس وقت معلق عنہ سے منقول حدیث کی صحت کا حکم کیا جائیگا۔ اس کی مثال جیسے تعلیق کرنے والا راوی کہتا ہے "قال رسول اللہ ﷺ کذا و کذا" قال :ابن عباس کذا" قال مجاھد کذا ،قال عفان کذا ،قال قعنبی کذا اور روی ابوھریرہ کذا و کذا اور ان جیسے دوسرے الفاظ۔

فَكُلُّ ذَلِكَ حُكْمٌ مِنْهُ عَلَى مَنْ ذَكَرَهُ عَنْهُ بِأَنَّهُ قَدْ قَالَ ذَلِكَ وَرَوَاهُ، فَلَنْ يَسْتَجِيزَ إِطْلَاقَ ذَلِكَ إِلَّا إِذَا صَحَّ عِنْدَهُ ذَلِكَ عَنْهُ، ثُمَّ إِذَا كَانَ الَّذِي عَلَّقَ الْحَدِيثَ عَنْهُ دُونَ الصَّحَابَةِ، فَالْحُكْمُ بِصِحَّتِهِ يَتَوَقَّفُ عَلَى اتِّصَالِ الْإِسْنَادِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّحَابِيِّ.

پس تمام ایسی جگہوں میں راوی کو اپنے مروی عنہ سے اپنی نقل کردہ روایت کے متعلق یقین ہوتا ہے کہ انہوں نے ہی یہ کہا اور روایت کیا ہے، لیکن مطلقاً ایسا کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دی جائے گی سوائے اس صورت کے جب اس کے نزدیک یہ روایت صحیح ہو، پھر یہ کہ حدیث کو معلق ذکر کرنے والا اصحابہ رضی اللہ عنہم سے نچلے طبقے کا ہو تو حدیث کے صحیح ہونے کا حکم اس کے اور صحابی رضی اللہ عنہ کے مابین سند کے متصل ہونے پر موقوف ہوگا۔

وَأَمَّا مَا لَمْ يَكُنْ فِي لَفْظِهِ جَزْمٌ وَحُكْمٌ، مِثْلَ: رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَذَا وَكَذَا، أَوْ رُوِيَ عَنْ فُلَانٍ كَذَا، أَوْ فِي الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَذَا وَكَذَا، فَهَذَا وَمَا أَشْبَهَهُ مِنَ الْأَلْفَاظِ لَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْهُ حُكْمٌ مِنْهُ بِصِحَّةِ ذَلِكَ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْهُ، لِأَنَّ مِثْلَ هَذِهِ الْعِبَارَاتِ تُسْتَعْمَلُ فِي الْحَدِيثِ الضَّعِيفِ أَيْضًا. وَمَعَ ذَلِكَ فَإِيرَادُهُ لَهُ فِي أَثْنَاءِ الصَّحِيحِ مُشْعِرٌ بِصِحَّةِ أَصْلِهِ إِشْعَارًا يُؤْنَسُ بِهِ وَيُرْكَنُ إِلَيْهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

جس معلق حدیث کے الفاظ سے جزم اور حکم معلوم نہ ہو جیسے روی عن النبی ﷺ کذا و کذا، یا روی عن فلان کذا، یا فی الباب عن النبی ﷺ کذا و کذا، یا ان جیسے دیگر الفاظ۔ تو اس قسم کے الفاظ پر حدیث معلق میں صحت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اس لیے کہ اس قسم کے الفاظ حدیث ضعیف میں بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود تعلیق کے ہوتے ہوئے اس روایت کو صحیح احادیث کے درمیان میں لانا اصلِ حدیث کی صحت پر دلالت کرتا ہے اور یہ ایسی دلالت ہے جو میلان اور توجہ کے قابل ہے۔ واللہ اعلم۔

ثُمَّ إِنَّ مَا يَتَقَاعَدُ مِنْ ذَلِكَ عَنْ شَرْطِ الصَّحِيحِ قَلِيلٌ، يُوجَدُ فِي كِتَابِ الْبُخَارِيِّ فِي مَوَاضِعَ مِنْ تَرَاجِمِ الْأَبْوَابِ دُونَ مَقَاصِدِ الْكِتَابِ وَمَوْضُوعِهِ الَّذِي يُشْعِرُ بِهِ اسْمُهُ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ، وَهُوَ (الْجَامِعُ الْمُسْنَدُ الصَّحِيحُ الْمُخْتَصَرُ مِنْ أُمُورِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَنِهِ وَأَيَّامِهِ).

وَإِلَى الْخُصُوصِ الَّذِي بَيَّنَّاهُ يَرْجِعُ مُطْلَقُ قَوْلِهِ: "مَا أَدْخَلْتُ فِي كِتَابِ الْجَامِعِ إِلَّا مَا صَحَّ".

وَكَذَلِكَ مُطْلَقُ قَوْلِ الْحَافِظِ أَبِي نَصْرٍ الْوَائِلِيِّ السِّجْزِيِّ: " أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ - الْفُقَهَاءُ وَغَيْرُهُمْ - عَلَى أَنَّ رَجُلًا لَوْ حَلَفَ بِالطَّلَاقِ أَنَّ جَمِيعَ مَا فِي كِتَابِ الْبُخَارِيِّ مِمَّا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَدْ صَحَّ عَنْهُ، وَرَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَهُ لَا شَكَّ فِيهِ، أَنَّهُ لَا يَحْنَثُ وَالْمَرْأَةُ بِحَالِهَا فِي حِبَالَتِهِ".

پھر اس قسم میں سے جو حدیث صحیح حدیث کی شرائط پر پوری نہیں اترتی، بخاری میں تو اس طرح کی احادیث چند مقامات میں یعنی تراجم ابواب میں تھوڑی بہت پائی جاتی ہیں۔ لیکن مقاصد اور موضوع کتاب میں اس قسم کی احادیث نہیں ہیں اور مصنف رحمہ اللہ نے کتاب کا جو نام رکھا ہے وہ اس کے موضوع پر دلالت کرتا ہے یعنی الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ و ایامہ. (لہٰذا غیر صحیح احادیث اس کتاب کا موضوع اور مقصد نہیں ہیں۔)

اور امام بخاری رحمہ اللہ کے اس قول (ما ادخلت فی کتاب الجامع الا ما صح) کا یہی مطلب ہے کہ اس کے مقاصد اور موضوع میں کوئی غیر صحیح حدیث نہیں ہے۔

اسی طرح حافظ ابونصر وائلی کا مطلق قول کہ تمام اہلِ علم، فقہاء وغیرہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کسی آدمی نے طلاق کے

ساتھ قسم اٹھائی کہ کتاب بخاری میں جو احادیث رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں وہ سب کے سب امام بخاری رحمہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں، تو یہ شخص حانث نہیں ہوگا اور اس کی بیوی بدستور اس کے پھندے (نکاح) میں رہے گی۔

وَكَذٰلِكَ مَا ذَكَرَهُ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحُمَيْدِيُّ فِي كِتَابِهِ " الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيحَيْنِ " مِنْ قَوْلِهِ: " لَمْ نَجِدْ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْمَاضِينَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ - أَجْمَعِينَ مَنْ أَفْصَحَ لَنَا فِي جَمِيعِ مَا جَمَعَهُ بِالصِّحَّةِ إِلَّا هٰذَيْنِ الْإِمَامَيْنِ ".

اسی طرح امام ابوعبداللہ حمیدی کا مطلق قول جو ان کی کتاب ''الجمع بین الصحیحین'' میں ہے کہ ہم نے پہلے ائمہ میں سے کسی کو ایسا نہیں پایا کہ انہوں اپنی جمع کردہ تمام احادیث کی صحت کی تصریح کی ہو مگر ان دو اماموں کو یعنی امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کو۔

فَإِنَّمَا الْمُرَادُ بِكُلِّ ذٰلِكَ: مَقَاصِدُ الْكِتَابِ وَمَوْضُوعُهُ، وَمُتُونُ الْأَبْوَابِ دُونَ التَّرَاجِمِ وَنَحْوِهَا؛ لِأَنَّ فِي بَعْضِهَا مَا لَيْسَ مِنْ ذٰلِكَ قَطْعًا.

مِثْلَ قَوْلِ الْبُخَارِيِّ: " بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْفَخِذِ، وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَرْهَدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " الْفَخِذُ عَوْرَةٌ ".

اس قسم کے تمام مطلق اقوال سے مراد یہ ہے مقاصدِ کتاب، موضوعِ کتاب اور متونِ ابواب میں تمام احادیث صحیح ہیں نہ کہ تراجمِ ابواب وغیرہ میں، کیونکہ تراجمِ ابواب وغیرہ میں تو بعض احادیث قطعاً صحیح نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر امام بخاری رحمہ اللہ کا قول:

باب ما یذکر فی الفخذ: ویروی عن ابن عباس وجرهد ومحمد بن جحش عن النبی ﷺ الفخذ عورة یعنی ابن عباس، جرھد اور محمد بن جحش رضی اللہ عنہم سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نبی پاک ﷺ سے نقل کیا ہے کہ ران ستر میں داخل ہے۔

وَقَوْلُهُ فِي أَوَّلِ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْغُسْلِ: " وَقَالَ بَهْزُ ابْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " اللهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَى مِنْهُ "، فَهٰذَا قَطْعًا لَيْسَ مِنْ شَرْطِهِ، وَلِذٰلِكَ لَمْ يُورِدْهُ الْحُمَيْدِيُّ فِي جَمْعِهِ بَيْنَ الصَّحِيحَيْنِ، فَاعْلَمْ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ مُهِمٌّ خَافٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور ابوابِ غسل میں سے پہلے باب میں انہی کا قول ہے: وقال بهز بن حكيم عن ابيه عن جده عن النبي ﷺ الله احق ان يستحي منه. یعنی بھز بن حکیم نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے نبی پاک ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔

یہ دونوں روایتیں بالکل بھی صحیح کی شرط پر نہیں ہیں اس لیے امام حمیدی ان کو اپنی کتاب الجمع بین الصحیحین میں نہیں لائے۔ اس بحث کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کیونکہ یہ نہایت اہم اور باریک بحث ہے۔ واللہ اعلم۔

السَّابِعَةُ: وَإِذَا انْتَهَى الْأَمْرُ فِي مَعْرِفَةِ الصَّحِيحِ إِلَى مَا خَرَّجَهُ الْأَئِمَّةُ فِي تَصَانِيفِهِمُ الْكَافِلَةِ بِبَيَانِ ذٰلِكَ - كَمَا سَبَقَ ذِكْرُهُ - فَالْحَاجَةُ مَاسَّةٌ إِلَى التَّنْبِيهِ عَلَى أَقْسَامِهِ بِاعْتِبَارِ ذٰلِكَ.

فَأَوَّلُهَا: صَحِيحٌ أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ جَمِيعًا.

الثَّانِي: صَحِيحٌ انْفَرَدَ بِهِ الْبُخَارِيُّ، أَيْ عَنْ مُسْلِمٍ.

الثَّالِثُ: صَحِيحٌ انْفَرَدَ بِهِ مُسْلِمٌ، أَيْ عَنِ الْبُخَارِيِّ.

الرَّابِعُ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِهِمَا لَمْ يُخْرِجَاهُ.

الْخَامِسُ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ لَمْ يُخْرِجْهُ.

السَّادِسُ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ لَمْ يُخْرِجْهُ.

السَّابِعُ: صَحِيحٌ عِنْدَ غَيْرِهِمَا، وَلَيْسَ عَلَى شَرْطِ وَاحِدٍ مِنْهُمَا.

**ساتواں فائدہ:**

جب صحیح حدیث کی پہچان کا معاملہ یہاں پر ختم ہو گیا کہ وہ ایسی حدیث ہے جس کو ائمہ محدثین نے اپنی ان کتابوں میں نقل کیا ہو جو حدیث کی صحت کی ضمانت دیتی ہیں تو کتابوں میں نقل کے اعتبار سے حدیث کی اقسام پر تنبیہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

پہلی قسم: وہ صحیح حدیث جس کو امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے نقل کیا ہو۔

دوسری قسم: وہ صحیح حدیث جس کو صرف امام بخاری نے نقل کیا ہو۔

تیسری قسم: وہ صحیح حدیث جس کو صرف امام مسلم نے نقل کیا ہو۔

چوتھی قسم: جو امام بخاری اور امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہو اور اس کو دونوں میں سے کسی نے نقل نہ کیا۔

پانچویں قسم: جو صرف امام بخاری کی شرائط پر صحیح ہو اور انہوں نے اس کو نقل نہ کیا ہو۔

چھٹی قسم: جو صرف امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہو اور انہوں نے اس کو نقل نہ کیا ہو۔

ساتویں قسم: جو امام بخاری اور امام مسلم کے علاوہ دوسرے محدثین کے نزدیک صحیح ہو اور امام بخاری اور امام مسلم کے شرائط پر نہ ہو۔

هَذِهِ أُمَّهَاتُ أَقْسَامِهِ، وَأَعْلَاهَا الْأَوَّلُ، وَهُوَ الَّذِي يَقُولُ فِيهِ أَهْلُ الْحَدِيثِ كَثِيرًا: " صَحِيحٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ". يُطْلِقُونَ ذَلِكَ وَيَعْنُونَ بِهِ اتِّفَاقَ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ، لَا اتِّفَاقَ الْأُمَّةِ عَلَيْهِ. لَكِنَّ اتِّفَاقَ الْأُمَّةِ عَلَيْهِ لَازِمٌ مِنْ ذَلِكَ وَحَاصِلٌ مَعَهُ، لِاتِّفَاقِ الْأُمَّةِ عَلَى تَلَقِّي مَا اتَّفَقَا عَلَيْهِ بِالْقَبُولِ.

اس اعتبار سے یہ صحیح حدیث کی اہم اقسام ہیں اور ان سب میں اعلیٰ اور مستند پہلی قسم ہے۔ اکثر محدثین اسی قسم کی حدیث بارے میں کہتے ہیں اور اس سے ان کی مراد امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق مراد ہے نہ کہ پوری امت کے محدثین کا اتفاق اور امت کے تمام ائمہ کا اتفاق اس پر بایں معنی لازم اور حاصل ہے کہ جس حدیث پر ان دو اماموں کا اتفاق ہوا ہے امت کے تمام محدثین نے

اس حدیث کو بالاتفاق قبول کیا ہے۔

وَهٰذَا الْقِسْمُ جَمِيعُهُ مَقْطُوعٌ بِصِحَّتِهِ وَالْعِلْمُ الْيَقِينِيُّ النَّظَرِيُّ وَاقِعٌ بِهِ. خِلَافًا لِقَوْلِ مَنْ نَفَى ذٰلِكَ، مُحْتَجًّا بِأَنَّهُ لَا يُفِيدُ فِي أَصْلِهِ إِلَّا الظَّنَّ، وَإِنَّمَا تَلَقَّتْهُ الْأُمَّةُ بِالْقَبُولِ؛ لِأَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِمُ الْعَمَلُ بِالظَّنِّ، وَالظَّنُّ قَدْ يُخْطِئُ.

حدیث کی یہ پوری قسم (یعنی وہ احادیث جو صحیحین میں مروی ہیں۔) قطعی طور پر صحیح ہے اور اس سے علم یقینی نظری حاصل ہوتا ہے۔ یہ موقف ان حضرات کے قول کے خلاف ہے جنہوں نے اس کی قطعیت کا انکار کیا انہوں نے اس بات سے استدلال کیا کہ فی نفسہ یہ احادیث ظنی ہیں۔ ان پر عمل کرنا تو اس وجہ سے واجب ہے کہ امت کی جانب سے ان کو تلقی بالقبول حاصل ہے کیونکہ ان کے لیے ظن پر عمل کرنا واجب ہے اور بسا اوقات ظن میں خطا ہو جاتی ہے۔

وَقَدْ كُنْتُ أَمِيلُ إِلَى هٰذَا وَأَحْسَبُهُ قَوِيًّا، ثُمَّ بَانَ لِي أَنَّ الْمَذْهَبَ الَّذِي اخْتَرْنَاهُ أَوَّلًا هُوَ الصَّحِيحُ، لِأَنَّ ظَنَّ مَنْ هُوَ مَعْصُومٌ مِنَ الْخَطَأِ لَا يُخْطِئُ. وَالْأُمَّةُ فِي إِجْمَاعِهَا مَعْصُومَةٌ مِنَ الْخَطَأِ، وَلِهٰذَا كَانَ الْإِجْمَاعُ الْمُنْبَنِي عَلَى الِاجْتِهَادِ حُجَّةً مَقْطُوعًا بِهَا، وَأَكْثَرُ إِجْمَاعَاتِ الْعُلَمَاءِ كَذٰلِكَ.

میں پہلے اس رائے کی طرف مائل تھا اور اسی کو قوی سمجھتا تھا لیکن بعد میں میرے اوپر یہ بات کھل گئی کہ مذکورۃ الصدر موقف ہی صحیح ہے۔ اس لیے کہ جو خطا سے معصوم ہو اس کے ظن میں خطا نہیں ہوتی اور امت اجماعی لحاظ سے خطا سے محفوظ ہے۔ اسی وجہ سے جس اجماع کی بنیاد اجتہاد پر ہوتی ہے وہ حجت قطعی ہے اور علماء کے اکثر اجماع اسی طرح ہیں۔

وَهٰذِهِ نُكْتَةٌ نَفِيسَةٌ نَافِعَةٌ، وَمِنْ فَوَائِدِهَا: الْقَوْلُ بِأَنَّ مَا انْفَرَدَ بِهِ الْبُخَارِيُّ أَوْ مُسْلِمٌ مُنْدَرِجٌ فِي قَبِيلِ مَا يُقْطَعُ بِصِحَّتِهِ لِتَلَقِّي الْأُمَّةِ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْ كِتَابَيْهِمَا بِالْقَبُولِ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي فَصَّلْنَاهُ مِنْ حَالِهِمَا فِيمَا سَبَقَ، سِوَى أَحْرُفٍ يَسِيرَةٍ تَكَلَّمَ عَلَيْهَا بَعْضُ أَهْلِ النَّقْدِ مِنَ الْحُفَّاظِ، كَالدَّارَقُطْنِيِّ وَغَيْرِهِ، وَهِيَ مَعْرُوفَةٌ عِنْدَ أَهْلِ هٰذَا الشَّأْنِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

یہ ایک نفیس اور مفید نقطہ ہے اور اس کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ جس حدیث کو اکیلے امام بخاری یا اکیلے امام مسلم نے نقل کیا ہو وہ ان احادیث کے قبیل سے ہوگی جن کی صحت قطعی ہوتی ہے کیونکہ ان میں سے ہر کتاب کو تلقی بالقبول حاصل ہے جیسا کہ ہم ان دونوں اماموں کے احوال بیان کرتے ہوئے تفصیلاً ذکر کر چکے ہیں مگر چند حروف اس قطعیت سے مستثنیٰ ہیں جن پر بعض ناقدین حفاظ جیسے دارقطنی وغیرہ نے تنقید کی ہے اور وہ حروف اس شان کے اہل علم کے نزدیک معروف و مشہور ہیں۔ واللہ اعلم۔

الثَّامِنَةُ: إِذَا ظَهَرَ بِمَا قَدَّمْنَاهُ انْحِصَارُ طَرِيقِ مَعْرِفَةِ الصَّحِيحِ وَالْحَسَنِ الْآنَ فِي مُرَاجَعَةِ الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْكُتُبِ الْمُعْتَمَدَةِ، فَسَبِيلُ مَنْ أَرَادَ الْعَمَلَ أَوِ الِاحْتِجَاجَ بِذٰلِكَ - إِذَا كَانَ مِمَّنْ يَسُوغُ لَهُ الْعَمَلُ بِالْحَدِيثِ، أَوِ الِاحْتِجَاجُ بِهِ لِذِي مَذْهَبٍ - أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَصْلٍ قَدْ قَابَلَهُ هُوَ

أَوْ ثِقَةٍ غَيْرِهِ بِأُصُولٍ صَحِيحَةٍ مُتَعَدِّدَةٍ، مَرْوِيَّةٍ بِرِوَايَاتٍ مُتَنَوِّعَةٍ، لِيَحْصُلَ لَهُ بِذٰلِكَ - مَعَ اشْتِهَارِ هٰذِهِ الْكُتُبِ وَبُعْدِهَا عَنْ أَنْ تُقْصَدَ بِالتَّبْدِيلِ وَالتَّحْرِيفِ - الثِّقَةُ بِصِحَّةِ مَا اتَّفَقَتْ عَلَيْهِ تِلْكَ الْأُصُولُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

**آٹھواں فائدہ:**

جب ہماری ذکر کردہ تفصیل سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ آج کل صحیح اور حسن حدیث کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ اس حدیث کی حیثیت جاننے کے لیے صرف صحیحین اور دیگر کتب معتبرہ کی طرف مراجعت کرنے پر انحصار کیا جائے پس جو شخص حدیث پر عمل کرنا چاہتا ہے یا اس سے استدلال کرنا چاہتا ہے بشرطیکہ وہ ان لوگوں میں سے ہو جن کے لیے (خود حدیث سے احکام مستنبط کرکے) حدیث پر عمل کرنا جائز ہو یا کسی مذہب والوں کے ہاں ان کے لیے حدیث سے استدلال کرنا جائز ہو تو اس کو حدیث کے کسی اصل ماخذ کی طرف رجوع کرنا چاہیے جس کے ساتھ حدیث مذکور کا خود موازنہ کرے کیونکہ اس طرح کے مآخذ (علماء امت کے ہاں) مشہور و معروف بھی ہیں اور تبدیلی اور تحریف سے بھی محفوظ ہیں یا اس کے علاوہ اصول صحیحہ اور مختلف قسم کی روایات کے ذریعے اعتماد حاصل کرے کیونکہ جو روایت اصول کے مطابق ہو اس کے متعلق صحیح ہونے کا اعتماد ہوگا۔



النَّوْعُ الثَّانِي — دوسری قسم

# مَعْرِفَةُ الْحَسَنِ مِنَ الْحَدِيثِ

## حدیثِ حسن کا تعارف

رُوِّينَا عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ الْخَطَّابِيِّ - رَحِمَهُ اللهُ - أَنَّهُ قَالَ بَعْدَ حِكَايَتِهِ أَنَّ الْحَدِيثَ عِنْدَ أَهْلِهِ يَنْقَسِمُ إِلَى الْأَقْسَامِ الثَّلَاثَةِ الَّتِي قَدَّمْنَا ذِكْرَهَا:

" الْحَسَنُ مَا عُرِفَ مَخْرَجُهُ وَاشْتَهَرَ رِجَالُهُ ". قَالَ: " وَعَلَيْهِ مَدَارُ أَكْثَرِ الْحَدِيثِ، وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُهُ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ، وَيَسْتَعْمِلُهُ عَامَّةُ الْفُقَهَاءِ ".

ہم نے ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ سے نقل کیا انہوں نے حدیث حسن نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ محدثین کے نزدیک حدیث تین قسموں پر تقسیم ہو جاتی ہے جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا۔ پس حسن وہ حدیث ہے جس کا مخرج (جائے نقل) معروف ہو اور اس کے راوی مشہور ہوں۔ فرمایا کہ اکثر احادیث کا مدار اسی پر ہے اور یہی وہ حدیث ہے جس کو علماء نے قبول کیا ہے اور اکثر فقہاء نے اس کو (بطورِ دلیل کے) استعمال کیا ہے۔

وَرُوِّينَا عَنْ أَبِي عِيسَى التِّرْمِذِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ يُرِيدُ بِالْحَسَنِ " أَنْ لَا يَكُونَ فِي إِسْنَادِهِ مَنْ يُتَّهَمُ بِالْكَذِبِ، وَلَا يَكُونُ حَدِيثًا شَاذًّا، وَيُرْوَى مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ نَحْوُ ذَلِكَ ".

وَقَالَ بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِينَ: " الْحَدِيثُ الَّذِي فِيهِ ضَعْفٌ قَرِيبٌ مُحْتَمَلٌ هُوَ الْحَدِيثُ الْحَسَنُ، وَيَصْلُحُ لِلْعَمَلِ بِهِ ".

ہم نے امام ابوعیسیٰ ترمذی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ حدیثِ حسن سے ان کی مراد وہ حدیث ہے جس کی سند میں کسی راوی پر جھوٹ بولنے کی تہمت نہ ہو اور نہ ہی وہ حدیث شاذ ہو اور دوسری سند سے بھی اس کے مثل روایت منقول ہو۔

بعض متاخرین نے فرمایا کہ وہ حدیث جس میں کچھ تھوڑا بہت قابلِ برداشت ضعف ہو تو حدیثِ حسن ہے اور اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

قُلْتُ: كُلُّ هَذَا مُسْتَبْهَمٌ لَا يَشْفِي الْغَلِيلَ، وَلَيْسَ فِيمَا ذَكَرَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ مَا يَفْصِلُ الْحَسَنَ مِنَ الصَّحِيحِ.

وَقَدْ أَمْعَنْتُ النَّظَرَ فِي ذَلِكَ وَالْبَحْثَ، جَامِعًا بَيْنَ أَطْرَافِ كَلَامِهِمْ، مُلَاحِظًا مَوَاقِعَ اسْتِعْمَالِهِمْ، فَتَنَقَّحَ لِي وَاتَّضَحَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْحَسَنَ قِسْمَانِ:

میں کہتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک تعریف ابہام سے بھر پور ہے اور سخت پیاسے آدمی کے لیے اس میں کوئی شفا نہیں ہے اور امام ترمذی اور امام خطابی کی ذکر کردہ تعریفیں بھی صحیح اور حسن کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتیں۔

میں نے اس کے بارے میں نہایت غور سے سوچا اس حال میں کہ میں محدثین کے کلام کے کناروں کو جمع کرنے والا تھا اور ان کے استعمال کے مواقع کو ملاحظہ کرنے والا تھا تو میرے سامنے یہ بات کھل گئی کہ حدیث حسن کی دو قسمیں ہیں۔

أَحَدُهُمَا: الْحَدِيثُ الَّذِي لَا يَخْلُو رِجَالُ إِسْنَادِهِ مِنْ مَسْتُورٍ لَمْ تَتَحَقَّقْ أَهْلِيَّتُهُ، غَيْرَ أَنَّهُ لَيْسَ مُغَفَّلًا كَثِيرَ الْخَطَأِ فِيمَا يَرْوِيهِ، وَلَا هُوَ مُتَّهَمٌ بِالْكَذِبِ فِي الْحَدِيثِ، أَيْ لَمْ يَظْهَرْ مِنْهُ تَعَمُّدُ الْكَذِبِ فِي الْحَدِيثِ وَلَا سَبَبٌ آخَرُ مُفَسِّقٌ، وَيَكُونُ مَتْنُ الْحَدِيثِ مَعَ ذَلِكَ قَدْ عُرِفَ بِأَنْ رُوِيَ مِثْلُهُ أَوْ نَحْوُهُ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ أَوْ أَكْثَرَ حَتَّى اعْتَضَدَ بِمُتَابَعَةِ مَنْ تَابَعَ رَاوِيَهُ عَلَى مِثْلِهِ، أَوْ بِمَا لَهُ مِنْ شَاهِدٍ، وَهُوَ وُرُودُ حَدِيثٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ، فَيَخْرُجُ بِذَلِكَ عَنْ أَنْ يَكُونَ شَاذًّا وَمُنْكَرًا، وَكَلَامُ التِّرْمِذِيِّ عَلَى هَذَا الْقِسْمِ يَتَنَزَّلُ.

پہلی قسم:

وہ حسن حدیث جس کے سند کے راوی کسی ایسے راوی سے خالی نہ ہو جو مستور الحال ہو اور اس کی اہلیت محقق نہ ہو مگر وہ بہت زیادہ سادہ لوح اور بے خبر نہ ہو اور اپنی مرویات میں بہت زیادہ غلطی کرنے والا نہ ہو اور وہ حدیث میں متہم بالکذب نہ ہو یعنی اس کی طرف حدیث میں کبھی جھوٹ کا ظہور نہ ہوا ہو اور اس کے اندر فاسق بنانے والا کوئی اور سبب بھی نہ ہو اور اس حدیث کا متن ایک یا ایک سے زیادہ دوسری اسناد کے ساتھ بھی مروی ہو تاکہ جن راویوں نے اس جیسی حدیث نقل کرنے میں ان راویوں کی اتباع کی اس حدیث کو تقویت ملے یا اس روایت کے لیے کوئی دوسرا شاہد ہو یعنی اس حدیث کی طرح کوئی دوسری حدیث بھی مروی ہو۔ ان قیودات کے ذریعے حسن کی تعریف سے شاذ اور منکر خارج ہو جائیں گے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف اسی قسم پر منطبق ہوتی ہے۔

الْقِسْمُ الثَّانِي: أَنْ يَكُونَ رَاوِيهِ مِنَ الْمَشْهُورِينَ بِالصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ دَرَجَةَ رِجَالِ الصَّحِيحِ، لِكَوْنِهِ يَقْصُرُ عَنْهُمْ فِي الْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ، وَهُوَ مَعَ ذَلِكَ يَرْتَفِعُ عَنْ حَالِ مَنْ يُعَدُّ مَا يَنْفَرِدُ بِهِ مِنْ حَدِيثِهِ مُنْكَرًا، وَيُعْتَبَرُ فِي كُلِّ هَذَا - مَعَ سَلَامَةِ الْحَدِيثِ مِنْ أَنْ يَكُونَ شَاذًّا وَمُنْكَرًا - سَلَامَتُهُ مِنْ أَنْ يَكُونَ مُعَلَّلًا.

وَعَلَى الْقِسْمِ الثَّانِي يَتَنَزَّلُ كَلَامُ الْخَطَّابِيِّ.

## دوسری قسم:

وہ حسن حدیث جس کے راوی صدق وامانت میں مشہور ہوں مگر اس کے راوی صحیح حدیث کے راویوں کے درجہ تک نہیں پہنچے ہوتے کیونکہ اس کے راوی ان راویوں سے حفظ واتقان میں کم ہوتے ہیں۔اس کے باوجود بھی اس حسن حدیث کے راوی اس ان راویوں سے اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں جن کی منفرد اور تنہا روایت منکر شمار کی جاتی ہے۔امام خطابی رحمہ اللہ کی حسن کی تعریف اسی قسم پر صادق آتی ہے۔

فَهٰذَا الَّذِي ذَكَرْنَاهُ جَامِعٌ لِمَا تَفَرَّقَ فِي كَلَامِ مَنْ بَلَغَنَا كَلَامُهُ فِي ذٰلِكَ، وَكَأَنَّ التِّرْمِذِيَّ ذَكَرَ أَحَدَ نَوْعَيِ الْحَسَنِ، وَذَكَرَ الْخَطَّابِيُّ النَّوْعَ الْآخَرَ، مُقْتَصِرًا كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى مَا رَأَى أَنَّهُ يُشْكِلُ، مُعْرِضًا عَمَّا رَأَى أَنَّهُ لَا يُشْكِلُ. أَوْ أَنَّهُ غَفَلَ عَنِ الْبَعْضِ وَذَهِلَ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، هٰذَا تَأْصِيلُ ذٰلِكَ.

حدیث حسن کی تعریف کے بارے میں بزرگوں کے کلام میں جو تفصیل مختلف جگہوں پر بکھری ہوئی تھی وہ ہم نے یہاں ایک جگہ جمع کر کے ذکر کردی ہے گویا کہ امام ترمذیؒ نے حدیث حسن کی ایک قسم کو ذکر کیا ہے اور امام خطابیؒ نے اس کی دوسری قسم کو ذکر کیا ہے۔ان میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی فہم کے مطابق حسن کی تعریف کی، بالفاظِ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک قسم کی طرف توجہ نہیں دے پائے اور ان کے ذہنوں سے اس کا ذہول ہو گیا۔واللہ اعلم یہ اس کی اصل کا بیان اور اس کی وضاحت تھی۔

وَنُوَضِّحُهُ بِتَنْبِيهَاتٍ وَتَفْرِيعَاتٍ

أَحَدُهَا: الْحَسَنُ يَتَقَاصَرُ عَنِ الصَّحِيحِ فِي أَنَّ الصَّحِيحَ مِنْ شَرْطِهِ: أَنْ يَكُونَ جَمِيعُ رُوَاتِهِ قَدْ ثَبَتَتْ عَدَالَتُهُمْ وَضَبْطُهُمْ وَإِتْقَانُهُمْ، إِمَّا بِالنَّقْلِ الصَّرِيحِ، أَوْ بِطَرِيقِ الِاسْتِفَاضَةِ، عَلَى مَا سَنُبَيِّنُهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى، وَذٰلِكَ غَيْرُ مُشْتَرَطٍ فِي الْحَسَنِ، فَإِنَّهُ يُكْتَفَى فِيهِ بِمَا سَبَقَ ذِكْرُهُ مِنْ مَجِيءِ الْحَدِيثِ مِنْ وُجُوهٍ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا تَقَدَّمَ شَرْحُهُ.

ہم تنبیہات اور تفریعات کے ساتھ اس کی وضاحت کرتے ہیں:

## پہلی تفریع:

حدیثِ حسن اس بات میں حدیثِ صحیح سے کم درجہ ہے کہ حدیث صحیح میں یہ شرط ہے کہ اس کے تمام راویوں کی عدالت ضبط اور اتقان ثابت ہو یا تو نقل صریح کے طریقے پر یا شہرت کے طریقے پر، اس کی تفصیل ان شاء اللہ ہم عنقریب بیان کرینگے اور حسن حدیث میں یہ شرط نہیں ہے۔اس لیے کہ حسن حدیث میں ایک حدیث کا کئی طرق سے آنا کافی ہوتا ہے اور بھی چیزیں ہیں جو حدیث حسن میں کفایت کر جاتی ہیں جن کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

وَإِذَا اسْتَبْعَدَ ذٰلِكَ مِنَ الْفُقَهَاءِ الشَّافِعِيَّةِ مُسْتَبْعِدٌ ذَكَرْنَا لَهُ نَصَّ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي

مَرَاسِيلِ التَّابِعِينَ: أَنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهَا الْمُرْسَلُ الَّذِي جَاءَ نَحْوُهُ مُسْنَدًا، وَكَذٰلِكَ لَوْ وَافَقَهُ مُرْسَلٌ آخَرُ، أَرْسَلَهُ مَنْ أَخَذَ الْعِلْمَ عَنْ غَيْرِ رِجَالِ التَّابِعِيِّ الْأَوَّلِ فِي كَلَامٍ لَهُ ذَكَرَ فِيهِ وُجُوهًا مِنَ الِاسْتِدْلَالِ عَلَى صِحَّةِ مُخْرَجِ الْمُرْسَلِ لِمَجِيئِهِ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ.

جب بعض شافعی فقہاء نے اس کو بعید از عقل سمجھا تو ہم نے ان کے لیے مراسیلِ تابعین کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ صریح عبارت پیش کر دی جس میں انہوں نے فرمایا کہ تابعین کی مراسیل میں سے اس روایت کو قبول کیا جائے گا جس کی طرح مسند روایت بھی منقول ہو۔ اسی طرح اگر کوئی اور مرسل روایت اس کے موافق ہو جس کے راوی نے مذکورہ تابعی کے علاوہ کسی اور سے علم حدیث حاصل کیا ہو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصریح ان کے اس کلام میں مذکور ہے جس میں انہوں نے ایسے مرسل حدیث کی صحت پر استدلالات ذکر کیے ہیں جو دوسری اسناد کے ساتھ بھی مروی ہو۔

وَذَكَرْنَا لَهُ أَيْضًا مَا حَكَاهُ الْإِمَامُ أَبُو الْمُظَفَّرِ السَّمْعَانِيُّ وَغَيْرُهُ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ مِنْ أَنَّهُ تُقْبَلُ رِوَايَةُ الْمَسْتُورِ، وَإِنْ لَمْ تُقْبَلْ شَهَادَةُ الْمَسْتُورِ، وَلِذٰلِكَ وَجْهٌ مُتَّجِهٌ. كَيْفَ وَإِنَّا لَمْ نَكْتَفِ فِي الْحَدِيثِ الْحَسَنِ بِمُجَرَّدِ رِوَايَةِ الْمَسْتُورِ عَلَى مَا سَبَقَ آنِفًا. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

مذکورہ بالا شخص کے لیے ہم نے امام ابو المظفر سمعانی وغیرہ کا وہ قول بھی ذکر کیا جو انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اصحاب سے نقل کیا کہ مستور الحال راوی کی روایت قبول کی جائے گی اگرچہ اس کی شہادت قبول نہیں کی جاتی اور اس کے لیے وجہ ترجیح بھی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ ہم حدیثِ حسن کے بارے میں محض مستور الحال کی روایت کافی نہیں سمجھتے جیسا کہ ابھی ابھی گزرا ہے۔ واللہ اعلم۔

الثَّانِي: لَعَلَّ الْبَاحِثَ الْفَهِمَ يَقُولُ: إِنَّا نَجِدُ أَحَادِيثَ مَحْكُومًا بِضَعْفِهَا مَعَ كَوْنِهَا قَدْ رُوِيَتْ بِأَسَانِيدَ كَثِيرَةٍ مِنْ وُجُوهٍ عَدِيدَةٍ مِثْلَ حَدِيثِ: "الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ" وَنَحْوِهِ، فَهَلَّا جَعَلْتُمْ ذٰلِكَ وَأَمْثَالَهُ مِنْ نَوْعِ الْحَسَنِ، لِأَنَّ بَعْضَ ذٰلِكَ عَضَدَ بَعْضًا، كَمَا قُلْتُمْ فِي نَوْعِ الْحَسَنِ عَلَى مَا سَبَقَ آنِفًا.

## دوسری تفریع:

ہو سکتا ہے کہ کوئی کھود کرید کرنے والا ذہین آدمی یہ کہہ دے کہ ہم تو بہت سی ایسی احادیث دیکھتے ہیں جن کے ضعیف ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے حالانکہ وہ مختلف طرق سے متعدد سندوں کے ساتھ مروی ہوتی ہیں جیسے "الاذنان من الرأس" اور اس کے مثل دوسری احادیث۔ تو کیا آپ اس اور جیسی احادیث کو بھی حدیث حسن کی ایک قسم قرار دیں گے کیونکہ تعدد طرق کی وجہ سے بعض کو بعض سے تقویت ملتی ہے جیسا کہ حدیث حسن کی ایک قسم میں آپ نے ابھی ابھی بیان کیا۔

وَجَوَابُ ذٰلِكَ أَنَّهُ لَيْسَ كُلُّ ضَعْفٍ فِي الْحَدِيثِ يَزُولُ بِمَجِيئِهِ مِنْ وُجُوهٍ، بَلْ ذٰلِكَ يَتَفَاوَتُ:

فَمِنْهُ ضَعْفٌ يُزِيلُهُ ذٰلِكَ بِأَنْ يَكُونَ ضَعْفُهُ نَاشِئًا مِنْ ضَعْفِ حِفْظِ رَاوِيهِ، مَعَ كَوْنِهِ مِنْ أَهْلِ الصِّدْقِ

وَالدِّيَانَةِ. فَإِذَا رَأَيْنَا مَا رَوَاهُ قَدْ جَاءَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَرَفْنَا أَنَّهُ مِمَّا قَدْ حَفِظَهُ، وَلَمْ يَخْتَلَّ فِيهِ ضَبْطُهُ لَهُ. وَكَذَلِكَ إِذَا كَانَ ضَعْفُهُ مِنْ حَيْثُ الْإِرْسَالُ زَالَ بِنَحْوِ ذَلِكَ، كَمَا فِي الْمُرْسَلِ الَّذِي يُرْسِلُهُ إِمَامٌ حَافِظٌ، إِذْ فِيهِ ضَعْفٌ قَلِيلٌ، يَزُولُ بِرِوَايَتِهِ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ.

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں پایا جانے والا ہر قسم کا ضعف تعدد طرق سے زائل نہیں ہوتا بلکہ اس میں تفصیل ہے ایک تو وہ ضعف جو راوی کے حافظہ میں ضعف کی وجہ سے پیدا ہو وہ تعدد طرق سے ختم ہو جاتا ہے حالانکہ وہ راوی اہل صدق اور اہل دیانت میں سے ہوتا ہے۔ پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس راوی نے اس حدیث کو دوسرے طریق سے بھی روایت کیا ہے تو ہم سمجھ لیتے ہیں کہ اس راوی نے اس حدیث کو اچھی طرح محفوظ کیا ہے اور اس نے اس کے ضبط میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے۔ اسی طرح مرسل حدیث میں ارسال کی وجہ سے جو ضعف پیدا ہوتا ہے وہ بھی تعدد طرق سے زائل ہو جاتا ہے جیسا کہ حافظ امام کی مرسل روایت کا ضعف بھی تعدد طرق سے زائل ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں تھوڑا سا ضعف پایا جاتا ہے۔

وَمِنْ ذَلِكَ ضَعْفٌ لَا يَزُولُ بِنَحْوِ ذَلِكَ، لِقُوَّةِ الضَّعْفِ وَتَقَاعُدِ هَذَا الْجَابِرِ عَنْ جَبْرِهِ وَمُقَاوَمَتِهِ. وَذَلِكَ كَالضَّعْفِ الَّذِي يَنْشَأُ مِنْ كَوْنِ الرَّاوِي مُتَّهَمًا بِالْكَذِبِ، أَوْ كَوْنِ الْحَدِيثِ شَاذًّا. وَهَذِهِ جُمْلَةٌ تَفَاصِيلُهَا تُدْرَكُ بِالْمُبَاشَرَةِ وَالْبَحْثِ، فَاعْلَمْ ذَلِكَ، فَإِنَّهُ مِنَ النَّفَائِسِ الْعَزِيزَةِ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

اور دوسری قسم کا ضعف وہ ہے جو تعدد طرق سے زائل نہیں ہوتا کیونکہ یہ ضعف پہلے کی بنسبت قوی ہوتا ہے اور تعدد طرق اس کو زائل کرنے کے لیے کافی نہیں ہوتا۔ اس کی مثال وہ ضعف ہے جو راوی کے متہم بالکذب ہونے یا حدیث کے شاذ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

یہ وہ جملہ تفاصیل ہیں جو تحقیق اور کھود کُرید کے بعد حاصل ہوئیں ان کو خوب سمجھنا چاہیے اس لیے کہ یہ بہت قیمتی اور نایاب تفصیلات ہیں۔ واللہ اعلم

الثَّالِثُ: إِذَا كَانَ رَاوِي الْحَدِيثِ مُتَأَخِّرًا عَنْ دَرَجَةِ أَهْلِ الْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ، غَيْرَ أَنَّهُ مِنَ الْمَشْهُورِينَ بِالصِّدْقِ وَالسَّتْرِ، وَرُوِيَ مَعَ ذَلِكَ حَدِيثُهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ، فَقَدِ اجْتَمَعَتْ لَهُ الْقُوَّةُ مِنَ الْجِهَتَيْنِ، وَذَلِكَ يُرَقِّي حَدِيثَهُ مِنْ دَرَجَةِ الْحَسَنِ إِلَى دَرَجَةِ الصَّحِيحِ.

مِثَالُهُ: حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ".

## تیسری تفریع:

جب حدیث کا راوی، اہل حفظ واتقان سے کم درجہ کا راوی ہو مگر ان راویوں میں سے ہو جو صدق وستر میں مشہور ہوں اور اس

راوی سے یہی حدیث دوسرے طریق سے بھی مروی ہو تو اس طرح اس کی روایت میں دو جہتوں سے قوت جمع ہو جاتی ہے اور وہ حدیث حسن کے درجہ سے بلند ہو کر صحیح کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔اس کی مثال یہ حدیث ہے

احمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة : أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال : (( لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك عند كل صلاة ))

ترجمہ: محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری امت پہ شاق نہ گزرتا تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

فَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ مِنَ الْمَشْهُورِينَ بِالصِّدْقِ وَالصِّيَانَةِ، لَكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْإِتْقَانِ، حَتَّى ضَعَّفَهُ بَعْضُهُمْ مِنْ جِهَةِ سُوءِ حِفْظِهِ، وَوَثَّقَهُ بَعْضُهُمْ لِصِدْقِهِ وَجَلَالَتِهِ، فَحَدِيثُهُ مِنْ هَذِهِ الْجِهَةِ حَسَنٌ. فَلَمَّا انْضَمَّ إِلَى ذَلِكَ كَوْنُهُ رُوِيَ مِنْ أَوْجُهٍ أُخَرَ، زَالَ بِذَلِكَ مَا كُنَّا نَخْشَاهُ عَلَيْهِ مِنْ جِهَةِ سُوءِ حِفْظِهِ، وَانْجَبَرَ بِهِ ذَلِكَ النَّقْصُ الْيَسِيرُ، فَصَحَّ هَذَا الْإِسْنَادُ وَالْتَحَقَ بِدَرَجَةِ الصَّحِيحِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

پس محمد بن عمرو بن علقمہ ان راویوں میں سے ہیں جو صدق وصیانت میں مشہور ہیں لیکن اہل اتقان میں سے نہیں ہیں حتیٰ کہ بعض حضرات نے سوء حافظہ کی جہت سے ان کو ضعیف قرار دیا ہے اور بعضوں نے ان کی صداقت اور عظمت شان کی وجہ سے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔اس جہت سے تو ان کی حدیث حسن ہے۔جب اس کے ساتھ دوسرے طرق مل گئے تو اس سے وہ خدشہ جو سوء حفظ کے حوالے سے تھا، زائل ہو گیا اور جو تھوڑا سا نقصان اور ضعف تھا وہ پورا ہو گیا۔اس طرح یہ اسناد صحیح ہوئی اور درجہ صحیح کے ساتھ ملحق ہو گئی۔واللہ اعلم

الرَّابِعُ: كِتَابُ أَبِي عِيسَى التِّرْمِذِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ أَصْلٌ فِي مَعْرِفَةِ الْحَدِيثِ الْحَسَنِ وَهُوَ الَّذِي نَوَّهَ بِاسْمِهِ، وَأَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهِ فِي جَامِعِهِ.

وَيُوجَدُ فِي مُتَفَرِّقَاتٍ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ مَشَايِخِهِ وَالطَّبَقَةِ الَّتِي قَبْلَهُ، كَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَالْبُخَارِيِّ، وَغَيْرِهِمَا.

وَتَخْتَلِفُ النُّسَخُ مِنْ كِتَابِ التِّرْمِذِيِّ فِي قَوْلِهِ: " هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ". أَوْ: " هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ " وَنَحْوِ ذَلِكَ. فَيَنْبَغِي أَنْ تُصَحِّحَ أَصْلَكَ بِهِ بِجَمَاعَةِ أُصُولٍ، وَتَعْتَمِدَ عَلَى مَا اتَّفَقَتْ عَلَيْهِ.

وَنَصَّ الدَّارَقُطْنِيُّ فِي سُنَنِهِ عَلَى كَثِيرٍ مِنْ ذَلِكَ.

چوتھی تفریع:

معرفت میں اصل اور بنیاد ہیں اور جامع ترمذی میں حدیث حسن کا ذکر کثرت سے ہے اور ان کے بعض مشائخ اور ان سے پہلے والے طبقہ کے مختلف کلاموں میں بھی حدیث حسن پائی جاتی ہے جیسا کہ احمد بن حنبلؒ، بخاریؒ اور ان کے علاوہ حضرات۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کی کتاب کے نسخوں میں ان کے قول "هٰذا حديث حسن" اور "هٰذا حديث حسن صحيح" کے بارے میں اختلاف ہے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے اصل نسخے کی اہل اصول سے حاصل شدہ اصول کے مطابق تصحیح کریں اور اس پر اعتماد کریں جس پر جماعت اصولیین متفق ہوں۔ امام دارقطنی نے اپنی کتاب سنن دارقطنی میں بہت سی حسن احادیث کی نشاندہی کی ہے۔

وَمِنْ مَظَانِّهِ سُنَنُ أَبِي دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيِّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى. رُوِّينَا عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: " ذَكَرْتُ فِيهِ الصَّحِيحَ وَمَا يُشْبِهُهُ وَيُقَارِبُهُ ". وَرُوِّينَا عَنْهُ أَيْضًا مَا مَعْنَاهُ: أَنَّهُ يَذْكُرُ فِي كُلِّ بَابٍ أَصَحَّ مَا عَرَفَهُ فِي ذَلِكَ الْبَابِ. وَقَالَ: " مَا كَانَ فِي كِتَابِي مِنْ حَدِيثٍ فِيهِ وَهْنٌ شَدِيدٌ فَقَدْ بَيَّنْتُهُ، وَمَا لَمْ أَذْكُرْ فِيهِ شَيْئًا فَهُوَ صَالِحٌ، وَبَعْضُهَا أَصَحُّ مِنْ بَعْضٍ ".

جن کتابوں میں حدیث حسن پائی جاتی ہے ان میں سے ایک کتاب سنن ابی داؤد سجستانی رحمہ اللہ بھی ہے۔ چنانچہ ہم نے ان سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی اس کتاب میں وہ احادیث ذکر کی ہیں جو صحیح ہیں یا صحیح کے قریب ہیں یا صحیح کے مشابہ ہیں اور ہم نے ان سے ایک اور قول بھی نقل کیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب کے ہر باب میں صحیح ترین حدیث ذکر کرتے ہیں اور انہوں نے فرمایا کہ میری کتاب کی جس حدیث میں شدید ضعف ہو تو میں نے اس کے ضعف کو بیان کر دیا ہے اور جس کے بارے میں کچھ نہ کہوں تو وہ حدیث صحیح ہوگی اور ان میں سے بعض احادیث دوسری احادیث سے اصح ہیں۔

قُلْتُ: فَعَلَى هَذَا مَا وَجَدْنَاهُ فِي كِتَابِهِ مَذْكُورًا مُطْلَقًا، وَلَيْسَ فِي وَاحِدٍ مِنَ الصَّحِيحَيْنِ، وَلَا نَصَّ عَلَى صِحَّتِهِ أَحَدٌ مِمَّنْ يُمَيِّزُ بَيْنَ الصَّحِيحِ وَالْحَسَنِ، عَرَفْنَاهُ بِأَنَّهُ مِنَ الْحَسَنِ عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ.

میں کہتا ہوں کہ جو حدیث امام ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ کی کتاب ہمیں مطلق ملے اور وہ صحیحین میں سے کسی کتاب میں نہ ہو اور نہ ہی صحیح اور حسن حدیث میں فرق کرنے والے کسی اور امام نے اس کی صحت کی تصریح کی ہو تو ہم سمجھیں گے کہ وہ حدیث امام ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ کے نزدیک حسن ہوگی۔

وَقَدْ يَكُونُ فِي ذَلِكَ مَا لَيْسَ بِحَسَنٍ عِنْدَ غَيْرِهِ، وَلَا مُنْدَرِجٍ فِيمَا حَقَّقْنَا ضَبْطَ الْحَسَنِ بِهِ عَلَى مَا سَبَقَ، إِذْ حَكَى أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ مَنْدَهْ الْحَافِظُ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ الْبَاوَرْدِيَّ بِمِصْرَ يَقُولُ: " كَانَ مِنْ مَذْهَبِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّسَائِيِّ أَنْ يُخْرِجَ عَنْ كُلِّ مَنْ لَمْ يُجْمَعْ عَلَى تَرْكِهِ ". وَقَالَ ابْنُ مَنْدَهْ: " وَكَذَلِكَ أَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ يَأْخُذُ مَأْخَذَهُ، وَيُخْرِجُ الْإِسْنَادَ الضَّعِيفَ إِذَا لَمْ يَجِدْ فِي الْبَابِ غَيْرَهُ؛ لِأَنَّهُ أَقْوَى عِنْدَهُ مِنْ رَأْيِ الرِّجَالِ "، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور کبھی اس کتاب میں ایسی حدیث بھی ہوتی ہے جو نہ ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ کے نزدیک حسن ہوتی ہے اور نہ ہی حدیث حسن کے

بارے میں ہماری سابقہ تحقیق کے ماتحت داخل ہوتی ہے اس لیے کہ امام ابوعبداللہ مندہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مصر میں محمد بن سعد باوردی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ امام ابوعبدالرحمن نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ ہراس راوی سے حدیث نقل کرتے ہیں جس کی روایت کے ترک کرنے پر اجماع نہ کیا گیا ہواور ابن مندہ نے فرمایا کہ اسی طرح امام ابوداؤد بحستانی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ماخذ کو لے لیتے ہیں اور سند ضعیف کو بھی نقل کرتے ہیں جب کسی باب میں ضعیف حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث نہ ہو کیونکہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث رائے سے زیادہ قوی ہے۔ واللہ اعلم

الْخَامِسُ: مَا صَارَ إِلَيْهِ صَاحِبُ الْمَصَابِيحِ رَحِمَهُ اللهُ مِنْ تَقْسِيمِ أَحَادِيثِهِ إِلَى نَوْعَيْنِ: الصِّحَاحِ وَالْحِسَانِ، مُرِيدًا بِالصِّحَاحِ مَا وَرَدَ فِي أَحَدِ الصَّحِيحَيْنِ أَوْ فِيهِمَا، وَبِالْحِسَانِ مَا أَوْرَدَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَشْبَاهُهُمَا فِي تَصَانِيفِهِمْ. فَهَذَا اصْطِلَاحٌ لَا يُعْرَفُ، وَلَيْسَ الْحَسَنُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ عِبَارَةً عَنْ ذَلِكَ. وَهَذِهِ الْكُتُبُ تَشْتَمِلُ عَلَى حَسَنٍ وَغَيْرِ حَسَنٍ كَمَا سَبَقَ بَيَانُهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## پانچویں تفریع:

حدیث حسن کی وہ ہے جس کو صاحب المصابیح نے حدیث کی دو قسمیں بیان کرتے ہوئے ذکر کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حدیث کی دو قسمیں صحاح اور حسان ہیں۔ صحاح سے ان کی مراد وہ حدیث ہے جو صحیحین میں سے کسی ایک کتاب میں یا دونوں میں ہواور حسان سے ان کی مراد وہ حدیث ہے جس کو امام ابوداؤ، امام ترمذی اور ان جیسے دوسرے محدثین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہو۔ پس یہ ایک غیر معروف اصطلاح ہے اور محدثین کے نزدیک حسن سے مراد یہ نہیں ہے، مذکورہ بالا کتابیں حسن اور غیر حسن دونوں طرح کی روایتوں پر مشتمل ہیں جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

السَّادِسُ: كُتُبُ الْمَسَانِيدِ غَيْرُ مُلْتَحِقَةٍ بِالْكُتُبِ الْخَمْسَةِ الَّتِي هِيَ: الصَّحِيحَانِ، وَسُنَنُ أَبِي دَاوُدَ، وَسُنَنُ النَّسَائِيِّ، وَجَامِعُ التِّرْمِذِيِّ، وَمَا جَرَى مَجْرَاهَا فِي الِاحْتِجَاجِ بِهَا وَالرُّكُونِ إِلَى مَا يُورَدُ فِيهَا مُطْلَقًا، كَمُسْنَدِ أَبِي دَاوُدَ الطَّيَالِسِيِّ، وَمُسْنَدِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مُوسَى، وَمُسْنَدِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَمُسْنَدِ إِسْحَاقَ بْنِ رَاهَوَيْهِ، وَمُسْنَدِ عَبْدِ بْنِ حُمَيْدٍ، وَمُسْنَدِ الدَّارِمِيِّ، وَمُسْنَدِ أَبِي يَعْلَى الْمَوْصِلِيِّ، وَمُسْنَدِ الْحَسَنِ بْنِ سُفْيَانَ، وَمُسْنَدِ الْبَزَّارِ أَبِي بَكْرٍ، وَأَشْبَاهِهَا، فَهَذِهِ عَادَتُهُمْ فِيهَا أَنْ يُخْرِجُوا فِي مُسْنَدِ كُلِّ صَحَابِيٍّ مَا رَوَوْهُ مِنْ حَدِيثِهِ، غَيْرَ مُتَقَيِّدِينَ بِأَنْ يَكُونَ حَدِيثًا مُحْتَجًّا بِهِ. فَلِهَذَا تَأَخَّرَتْ مَرْتَبَتُهَا - وَإِنْ جَلَّتْ لِجَلَالَةِ مُؤَلِّفِيهَا - عَنْ مَرْتَبَةِ الْكُتُبِ الْخَمْسَةِ وَمَا الْتَحَقَ بِهَا مِنَ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ عَلَى الْأَبْوَابِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

چھٹی تفریع:

وہ مسانید جوان مذکورہ بالا کتب خمسہ یعنی صحیحین، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، جامع ترمذی کے ساتھ ملحق نہیں ہیں اوران کتابوں کے ساتھ بھی ملحق نہیں ہیں جن میں واردشدہ روایتیں استدلال اور رجحان (ترجیح) میں کتب خمسہ کی روایتوں کی طرح ہیں جیسے مسند ابی داؤد طیالسی، مسند عبید اللہ بن موسیٰ، مسند احمد بن حنبل، مسند اسحاق بن راہویہ، مسند عبد بن حُمید، مسند دارمی، مسند ابی یعلیٰ موصلی، مسند الحسن بن سفیان، مسند ابی بکر بزاراوران کے مثل دوسری مسانید توان کتب کے مصنّفین کی عادت یہی رہی ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں ہر صحابی رضی اللہ عنہ کی مسند میں ان کی مرویات کو نقل کرتے ہیں لیکن وہ یہ قید نہیں لگاتے کہ ان میں سے ہر حدیث قابل استدلال ہے یہی وجہ ہے کہ اس قسم کی مسانید کا مرتبہ کتب خمسہ اوران کے ساتھ ملحق، ترتیب ابواب پر لکھی گئی کتابوں سے کم ہے اگرچہ ان کے مصنفین کی عظمت شان کی وجہ سے فی نفسہ ان کتابوں کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے۔

السَّابِعُ: قَوْلُهُمْ " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، أَوْ حَسَنُ الْإِسْنَادِ " دُونَ قَوْلِهِمْ: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ أَوْ حَدِيثٌ حَسَنٌ " لِأَنَّهُ قَدْ يُقَالُ: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ "، وَلَا يَصِحُّ، لِكَوْنِهِ شَاذًّا أَوْ مُعَلَّلًا.

غَيْرَ أَنَّ الْمُصَنِّفَ الْمُعْتَمَدَ مِنْهُمْ إِذَا اقْتَصَرَ عَلَى قَوْلِهِ: إِنَّهُ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ عِلَّةً، وَلَمْ يَقْدَحْ فِيهِ، فَالظَّاهِرُ مِنْهُ الْحُكْمُ لَهُ بِأَنَّهُ صَحِيحٌ فِي نَفْسِهِ؛ لِأَنَّ عَدَمَ الْعِلَّةِ وَالْقَادِحِ هُوَ الْأَصْلُ وَالظَّاهِرُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

ساتویں تفریع:

محدثین کا یہ قول "هذا حديث صحيح الاسناد او حسن الاسناد" ان کے اس قول "هذا حديث صحيح او حديث حسن" سے کم درجہ ہے۔اس لیے کہ بعض اوقات "هذا حديث صحيح الاسناد" کہا جاتا ہے اوروہ حدیث شاذ یا معلل ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں ہوتی۔

مگرکوئی قابل اعتماد مصنف جب اپنے اس قول "انه صحيح الاسناد" پر اکتفاء کرلیتا ہے اوراس حدیث کے لیے کوئی علت بیان نہیں کرتا اورنہ ہی اس میں عیب نکالتا ہے تو بظاہر یہ ان کی طرف سے اس حدیث کے صحیح ہونے کا حکم ہوتا ہے کیونکہ علت بیان نہ کرنا اورعیب نہ نکالنا اصل اور ظاہر ہے۔واللہ اعلم

الثَّامِنُ: فِي قَوْلِ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهِ: " هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ " إِشْكَالٌ، لِأَنَّ الْحَسَنَ قَاصِرٌ عَنِ الصَّحِيحِ، كَمَا سَبَقَ إِيضَاحُهُ، فَفِي الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا فِي حَدِيثٍ وَاحِدٍ جَمْعٌ بَيْنَ نَفْيِ ذَلِكَ الْقُصُورِ وَإِثْبَاتِهِ.

وَجَوَابُهُ: أَنَّ ذَٰلِكَ رَاجِعٌ إِلَى الْإِسْنَادِ، فَإِذَا رُوِيَ الْحَدِيثُ الْوَاحِدُ بِإِسْنَادَيْنِ: أَحَدُهُمَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ، وَالْآخَرُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ اسْتَقَامَ أَنْ يُقَالَ فِيهِ: إِنَّهُ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، أَيْ إِنَّهُ حَسَنٌ بِالنِّسْبَةِ إِلَى إِسْنَادٍ، صَحِيحٌ بِالنِّسْبَةِ إِلَى إِسْنَادٍ آخَرَ.

عَلَى أَنَّهُ غَيْرُ مُسْتَنْكَرٍ أَنْ يَكُونَ بَعْضُ مَنْ قَالَ ذَٰلِكَ أَرَادَ بِالْحُسْنِ مَعْنَاهُ اللُّغَوِيَّ، وَهُوَ: مَا تَمِيلُ إِلَيْهِ النَّفْسُ وَلَا يَأْبَاهُ الْقَلْبُ، دُونَ الْمَعْنَى الْاِصْطِلَاحِيِّ الَّذِي نَحْنُ بِصَدَدِهِ، فَاعْلَمْ ذَٰلِكَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## آٹھویں تفریع:

سوال: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے محدثین کے اس قول "هٰذا حديث حسن صحيح" پر اشکال وارد ہوتا ہے اس لیے کہ حسن کا درجہ صحیح سے کم ہے جیسا کہ پہلے تفصیل سے گزر چکا ہے اور ایک ہی حدیث میں دونوں کو جمع کرنے میں اس کا اثبات بھی ہے اور نفی بھی۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ ایک ہی حدیث کو حسن اور صحیح کہنے کا تعلق اس کی سند سے ہے یعنی جب ایک حدیث دو سندوں کے ساتھ روایت کی جائے اور ان میں ایک سند حسن اور دوسری صحیح ہو تو ایسی حدیث کے بارے میں یہ کہنا صحیح ہوگا وہ حدیث حسن صحیح ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ حدیث ایک سند کے اعتبار سے حسن اور دوسری سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔

اس کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حسن سے ان محدثین کی مراد حسن کا لغوی معنی ہو یعنی جس کی طرف دل مائل ہوتا ہو اور دل اس کا انکار نہ کرتا ہو، وہ اصطلاحی معنی مراد نہ ہو جس کے ہم در پے ہیں اس کو خوب سمجھ لیں۔ واللہ اعلم

التَّاسِعُ: مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ مَنْ لَا يُفْرِدُ نَوْعَ الْحَسَنِ، وَيَجْعَلُهُ مُنْدَرِجًا فِي أَنْوَاعِ الصَّحِيحِ، لِانْدِرَاجِهِ فِي أَنْوَاعِ مَا يُحْتَجُّ بِهِ، وَهُوَ الظَّاهِرُ مِنْ كَلَامِ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحَافِظِ فِي تَصَرُّفَاتِهِ، وَإِلَيْهِ يُومِي فِي تَسْمِيَتِهِ كِتَابَ التِّرْمِذِيِّ بِالْجَامِعِ الصَّحِيحِ، وَأَطْلَقَ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ أَيْضًا عَلَيْهِ اسْمَ الصَّحِيحِ، وَعَلَى كِتَابِ النَّسَائِيِّ. وَذَكَرَ الْحَافِظُ أَبُو الطَّاهِرِ السِّلَفِيُّ الْكُتُبَ الْخَمْسَةَ، وَقَالَ: "اتَّفَقَ عَلَى صِحَّتِهَا عُلَمَاءُ الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ".

وَهَذَا تَسَاهُلٌ؛ لِأَنَّ فِيهَا مَا صَرَّحُوا بِكَوْنِهِ ضَعِيفًا أَوْ مُنْكَرًا أَوْ نَحْوَ ذَٰلِكَ مِنْ أَوْصَافِ الضَّعِيفِ. وَصَرَّحَ أَبُو دَاوُدَ فِيمَا قَدَّمْنَا رِوَايَتَهُ عَنْهُ بِانْقِسَامِ مَا فِي كِتَابِهِ إِلَى صَحِيحٍ وَغَيْرِهِ، وَالتِّرْمِذِيُّ مُصَرِّحٌ فِيمَا فِي كِتَابِهِ بِالتَّمْيِيزِ بَيْنَ الصَّحِيحِ وَالْحَسَنِ.

ثُمَّ إِنَّ مَنْ سَمَّى الْحَسَنَ صَحِيحًا لَا يُنْكِرُ أَنَّهُ دُونَ الصَّحِيحِ الْمُقَدَّمِ الْمُبَيَّنِ أَوَّلًا، فَهَذَا إِذًا اخْتِلَافٌ فِي الْعِبَارَةِ دُونَ الْمَعْنَى. وَاللهُ أَعْلَمُ.

## نویں تفریع:

بعض محدثین نے حسن کو مستقل اور الگ قسم شمار نہیں کیا بلکہ اس کو صحیح کی قسموں میں داخل کیا ہے کیونکہ حسن حدیث بھی حدیث کی ان اقسام میں داخل ہے جو قابل استدلال ہیں۔ حاکم ابو عبداللہ کے تصرفات سے ان کے کلام میں حسن کا یہی معنی ظاہر ہوتا ہے اور وہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کو الجامع الصحیح کہنے میں بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ خطیب ابو بکر بغدادی نے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب پر صحیح کا اطلاق کیا ہے۔ امام ابو طاہر سلفی نے پانچ کتابوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ مشرق اور مغرب کے علماء نے ان کتب کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔

یہ ان حضرات کا تسامح ہے کیونکہ اُن کی کتابوں میں ایسی حدیثیں ہیں جن کے بارے خود ان مصنفین نے تصریح کی ہے کہ وہ ضعیف یا منکر ہیں یا اسی طرح ان میں ضعیف حدیث کی صفات ہیں اور ما قبل میں جو ہم نے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے اس میں بھی انہوں اپنی کتاب میں صحیح اور غیر صحیح حدیث کی تقسیم کی تصریح کی ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی کتاب میں حدیث صحیح اور حسن کے درمیان فرق کی تصریح کرتے ہیں۔

پھر جن حضرات نے حسن کو صحیح کہا ہے وہ بھی اس کا انکار نہیں کرتے کہ حسن، صحیح سے کم درجہ ہے۔ پس یہ اختلاف صرف لفظی اختلاف ہے معنوی اختلاف نہیں ہے۔ واللہ اعلم



## النَّوْعُ الثَّالِثُ تیسری قسم

# مَعْرِفَةُ الضَّعِيفِ مِنَ الْحَدِيثِ

## ضعیف حدیث کا تعارف

كُلُّ حَدِيثٍ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيهِ صِفَاتُ الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ، وَلَا صِفَاتُ الْحَدِيثِ الْحَسَنِ الْمَذْكُورَاتُ فِيمَا تَقَدَّمَ، فَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ.

وَأَطْنَبَ أَبُو حَاتِمِ بْنُ حِبَّانَ الْبُسْتِيُّ فِي تَقْسِيمِهِ، فَبَلَغَ بِهِ خَمْسِينَ قِسْمًا إِلَّا وَاحِدًا، وَمَا ذَكَرْتُهُ ضَابِطٌ جَامِعٌ لِجَمِيعِ ذَلِكَ.

ہر وہ حدیث جس میں نہ تو صحیح حدیث کی صفات جمع ہوں اور نہ ہی اس میں حسن حدیث کی مذکورہ بالا صفات جمع ہوں تو وہ حدیث، حدیث ضعیف ہے۔ امام ابو حاتم ابن حبان رحمہ اللہ نے اس کی تقسیم میں مبالغہ سے کام لیا ہے۔ انہوں نے اس کی انچاس قسمیں ذکر کی ہیں اور میں نے جو تعریف اس کی ذکر کی ہے وہ ان سب قسموں کو شامل ہے۔

وَسَبِيلُ مَنْ أَرَادَ الْبَسْطَ: أَنْ يَعْمِدَ إِلَى صِفَةٍ مُعَيَّنَةٍ مِنْهَا، فَيَجْعَلَ مَا عُدِمَتْ فِيهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَخْلُفَهَا جَابِرٌ عَلَى حَسَبِ مَا تَقَرَّرَ فِي نَوْعِ الْحَسَنِ قِسْمًا وَاحِدًا، ثُمَّ مَا عُدِمَتْ فِيهِ تِلْكَ الصِّفَةُ مَعَ صِفَةٍ أُخْرَى مُعَيَّنَةٍ قِسْمًا ثَانِيًا، ثُمَّ مَا عُدِمَتْ فِيهِ مَعَ صِفَتَيْنِ مُعَيَّنَتَيْنِ قِسْمًا ثَالِثًا، وَهَكَذَا إِلَى أَنْ يَسْتَوْفِيَ الصِّفَاتِ الْمَذْكُورَاتِ جُمَعَ، ثُمَّ يَعُودَ وَيُعَيِّنَ مِنَ الِابْتِدَاءِ صِفَةً غَيْرَ الَّتِي عَيَّنَهَا أَوَّلًا، وَيَجْعَلَ مَا عُدِمَتْ فِيهِ وَحْدَهَا قِسْمًا، ثُمَّ الْقِسْمُ الْآخَرُ مَا عُدِمَتْ فِيهِ مَعَ عَدَمِ صِفَةٍ أُخْرَى، وَلْتَكُنِ الصِّفَةُ الْأُخْرَى غَيْرَ الصِّفَةِ الْأُولَى الْمَبْدُوءِ بِهَا، لِكَوْنِ ذَلِكَ سَبَقَ فِي أَقْسَامِ عَدَمِ الصِّفَةِ الْأُولَى، وَهَكَذَا هَلُمَّ جَرًّا إِلَى آخِرِ الصِّفَاتِ.

جو شخص ان قسموں کی تفصیل کا طلب گار ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ حسن اور صحیح کی صفات میں سے ایک صفت کو متعین کر دیا جائے پھر جس حدیث میں وہ صفت نہ ہو اور نہ اس کی تلافی کے لیے اس کا کوئی قائم مقام اور خلیفہ ہو جیسا کہ حسن کی قسم میں بیان ہو چکا ہے تو اس کو ضعیف کی ایک قسم قرار دیا جائے۔ پھر جس حدیث میں اس متعین ایک صفت کے ساتھ کوئی دوسری صفت بھی معدوم ہو تو وہ ضعیف کی دوسری قسم ہوگی اور جس حدیث میں ان دو متعین صفات کے ساتھ کوئی تیسری صفت معدوم ہو تو وہ اس کی تیسری قسم

ہوگی۔اس طرح مذکورہ بالا تمام صفات کے آخر تک ضعیف کی علیحدہ علیحدہ قسم بنتی چلی جائے گی۔ پھر جس صفت کو پہلے متعین کیا چکا ہے اس کو چھوڑ کر کسی اور صفت کو لیا جائے تو جس حدیث میں صفتِ متعینہ نہ پائی جائے تو وہ ضعیف حدیث کی ایک مستقل قسم بن جائے گی اور جس حدیث میں اس صفت کے ساتھ کوئی دوسری صفت بھی نہ پائی جائی تو وہ ضعیف حدیث کی علیحدہ قسم شمار ہوگی لیکن یہ دوسری صفت اس صفت کے علاوہ ہوگی جس کو پہلی دفعہ متعین کیا گیا تھا کیونکہ یہ قسم، پہلی متعین کردہ صفت کے نہ پائے جانے والی صورتوں میں بیان ہو چکی ہے۔اس طرح آخری صفت تک یہ قسمیں بنتی چلی جائیں گی۔

ثُمَّ مَا عُدِمَ فِيهِ جَمِيعُ الصِّفَاتِ هُوَ الْقِسْمُ الْأَخِرُ الْأَرْذَلُ. وَمَا كَانَ مِنَ الصِّفَاتِ لَهُ شُرُوطٌ فَاعْمَلْ فِي شُرُوطِهِ نَحْوَ ذٰلِكَ، فَتَتَضَاعَفُ بِذٰلِكَ الْأَقْسَامُ.

پھر جس ضعیف حدیث میں حسن حدیث اور صحیح حدیث کی تمام صفات معدوم ہوں تو وہ ضعیف کی سب سے آخری اور ادنیٰ قسم شمار ہوگی۔ پھر مذکورہ صفات کے لیے بھی شرائط ہیں جن کے نہ پائے جانے کی وجہ سے حدیث ضعیف کی قسمیں اور بڑھ جائیں گی۔

وَالَّذِي لَهُ لَقَبٌ خَاصٌّ مَعْرُوفٌ مِنْ أَقْسَامِ ذٰلِكَ: الْمَوْضُوعُ، وَالْمَقْلُوبُ، وَالشَّاذُّ، وَالْمُعَلَّلُ، وَالْمُضْطَرِبُ، وَالْمُرْسَلُ، وَالْمُنْقَطِعُ، وَالْمُعْضَلُ، فِي أَنْوَاعٍ سَيَأْتِي عَلَيْهَا الشَّرْحُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى.

وَالْمَلْحُوظُ فِيمَا نُورِدُهُ مِنَ الْأَنْوَاعِ عُمُومُ أَنْوَاعِ عُلُومِ الْحَدِيثِ، لَا خُصُوصُ أَنْوَاعِ التَّقْسِيمِ الَّذِي فَرَغْنَا الْآنَ مِنْ أَقْسَامِهِ. وَنَسْأَلُ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تَعْمِيمَ النَّفْعِ بِهِ فِي الدَّارَيْنِ، آمِينَ.

حدیث ضعیف کی چند اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔موضوع ۲۔مقلوب ۳۔ ۴۔شاذ ۵۔معلل ۶۔مضطرب ۷۔معضل ۸۔منقطع ۹۔مرسل۔ان شاء اللہ ان اقسام کی مزید تفصیل عنقریب انواع میں آئے گی اور ان انواع میں علوم حدیث کی عام اقسام کا بیان ہوگا۔خاص اس تقسیم کی انواع کو بیان کرنا مقصود نہیں ہے جس کی اقسام (یعنی صحیح، حسن، ضعیف) سے ابھی ہم فارغ ہوئے۔ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے نفع کے عام ہونے کی دعا کرتے ہیں۔آمین۔

النَّوْعُ الرَّابِعُ　　چوتھی قسم

# مَعْرِفَةُ الْمُسْنَدِ

## مسند کا تعارف

ذَكَرَ أَبُو بَكْرٍ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ رَحِمَهُ اللهُ: أَنَّ الْمُسْنَدَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ هُوَ الَّذِي اتَّصَلَ إِسْنَادُهُ مِنْ رَاوِيهِ إِلَى مُنْتَهَاهُ، وَأَكْثَرُ مَا يُسْتَعْمَلُ ذَلِكَ فِيمَا جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - دُونَ مَا جَاءَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَغَيْرِهِمْ.

حافظ ابوبکر خطیب رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ محدثین کے نزدیک مسند اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند پہلے راوی سے لیکر آخر تک متصل ہو اور اکثر مسند کی اصطلاح ان احادیث میں استعمال کی جاتی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں، صحابہ وغیرہ سے منقول روایات میں یہ اصطلاح کم استعمال کی جاتی ہے۔

وَذَكَرَ أَبُو عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ الْحَافِظُ: أَنَّ الْمُسْنَدَ مَا رُفِعَ إِلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - خَاصَّةً. وَقَدْ يَكُونُ مُتَّصِلًا مِثْلَ: " مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -"، وَقَدْ يَكُونُ مُنْقَطِعًا مِثْلَ: " مَالِكٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ". فَهَذَا مُسْنَدٌ؛ لِأَنَّهُ قَدْ أُسْنِدَ إِلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَهُوَ مُنْقَطِعٌ؛ لِأَنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

وَحَكَى أَبُو عُمَرَ عَنْ قَوْمٍ أَنَّ الْمُسْنَدَ لَا يَقَعُ إِلَّا عَلَى مَا اتَّصَلَ مَرْفُوعًا إِلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -.

حافظ ابوعمر بن عبدالبر فرماتے ہیں کہ مسند وہ حدیث ہے جس کی سند رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہے، چاہے وہ متصل ہو جیسے مالك عن نافع عن بن عمر عن رسول اللہ ﷺ. یا منقطع ہو جیسے مالك عن الزهری عن ابن عباس عن رسول اللہ ﷺ . اب یہ آخر الذکر روایت مسند تو ہے کیونکہ اس کی سند رسول اللہ ﷺ تک پہنچی ہے لیکن منقطع ہے کیونکہ امام زہری کا سماع حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔ ابو عمر نے محدثین سے نقل کیا ہے کہ مسند صرف اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند اتصال کے ساتھ رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہے۔

قُلْتُ: وَبِهٰذَا قَطَعَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي كِتَابِهِ غَيْرَهُ.

فَهٰذِهِ أَقْوَالٌ ثَلَاثَةٌ مُخْتَلِفَةٌ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ حافظ حاکم ابوعبداللہ نے اپنی کتاب میں اسی تعریف کو صحیح اور قطعی قرار دیا ہے اور اس کے علاوہ مذکورہ بالا تعریفوں میں سے کسی ایک کو بھی ذکر نہیں کیا ہے۔ تو اس طرح حدیث مسند کی تعریف کے بارے میں یہ تین مختلف اقوال ہوئے۔ واللہ اعلم



النَّوْعُ الْخَامِسُ پانچویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمُتَّصِلِ

## متصل کا تعارف

وَيُقَالُ فِيهِ أَيْضًا: الْمَوْصُولُ، وَمُطْلَقُهُ يَقَعُ عَلَى الْمَرْفُوعِ وَالْمَوْقُوفِ.

وَهُوَ الَّذِي اتَّصَلَ إِسْنَادُهُ، فَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ رُوَاتِهِ قَدْ سَمِعَهُ مِمَّنْ فَوْقَهُ، حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى مُنْتَهَاهُ.

متصل کو موصول بھی کہا جاتا ہے اور عام طور پر اس کا اطلاق مرفوع اور موقوف دونوں پر کیا جاتا ہے۔ پس متصل اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند متصل ہو اور اس کے راویوں میں سے ہر ایک راوی کا سماع اپنے شیخ سے ثابت ہو حتیٰ کہ سند اسی طرح آخر تک پہنچی ہوئی ہو۔

مِثَالُ الْمُتَّصِلِ الْمَرْفُوعِ مِنَ الْمُوَطَّأ: (مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -).

وَمِثَالُ الْمُتَّصِلِ الْمَوْقُوفِ: (مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ). وَاللهُ أَعْلَمُ.

متصل مرفوع کی مثال مؤطا امام مالک میں یہ ہے مالك عن ابن شهاب عن سالم عن عبدالله عن ابيه عن رسول الله ﷺ. متصل موقوف کی مثال: مالك عن نافع عن ابن عمر عن عمر قوله. والله اعلم.



النَّوْعُ السَّادِسُ چھٹی قسم

# مَعْرِفَةُ الْمَرْفُوعِ

# مرفوع کا تعارف

وَهُوَ: مَا أُضِيفَ إِلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - خَاصَّةً، وَلَا يَقَعُ مُطْلَقُهُ عَلَى غَيْرِ ذٰلِكَ، نَحْوَ الْمَوْقُوفِ عَلَى الصَّحَابَةِ وَغَيْرِهِمْ.

وَيَدْخُلُ فِي الْمَرْفُوعِ الْمُتَّصِلُ، وَالْمُنْقَطِعُ، وَالْمُرْسَلُ، وَنَحْوُهَا، فَهُوَ وَالْمُسْنَدُ عِنْدَ قَوْمٍ سَوَاءٌ، وَالِانْقِطَاعُ وَالِاتِّصَالُ يَدْخُلَانِ عَلَيْهِمَا جَمِيعًا. وَعِنْدَ قَوْمٍ يَفْتَرِقَانِ فِي أَنَّ الِانْقِطَاعَ وَالِاتِّصَالَ يَدْخُلَانِ عَلَى الْمَرْفُوعِ، وَلَا يَقَعُ الْمُسْنَدُ إِلَّا عَلَى الْمُتَّصِلِ الْمُضَافِ إِلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -.

حدیث مرفوع وہ ہے جس کی نسبت خاص طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف کی گئی ہو اور عام طور پر اس کا اطلاق اس کے علاوہ کسی اور معنی پر نہیں ہوتا جیسے موقوف کا اطلاق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور غیر صحابہ کرام دونوں کی نقل کردہ روایت پر ہوتا ہے۔ اس تعریف کے مطابق مرفوع میں متصل، منقطع، مرسل اور ان جیسی روایات داخل ہو جائیں گی۔ بعض محدثین کے نزدیک متصل اور مسند میں کوئی فرق نہیں ہے دونوں ایک ہیں اور متصل اور منفصل ان دونوں کے ماتحت داخل ہیں۔ بعض حضرات کے نزدیک ان دونوں میں فرق ہے وہ اس طرح کہ متصل اور منقطع مرفوع میں داخل ہیں اور مسند کا اطلاق صرف اس متصل حدیث پر ہوتا ہے جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی گئی ہو۔

وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرِ بْنُ ثَابِتٍ: "الْمَرْفُوعُ مَا أَخْبَرَ فِيهِ الصَّحَابِيُّ عَنْ قَوْلِ الرَّسُولِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَوْ فِعْلِهِ". فَخَصَّصَهُ بِالصَّحَابَةِ، فَيَخْرُجُ عَنْهُ مُرْسَلُ التَّابِعِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -.

حافظ ابو بکر بن ثابت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مرفوع وہ حدیث ہے جس میں کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے قول یا فعل کے بارے میں خبر دی ہو۔ اس طرح اس تعریف سے رسول اللہ ﷺ سے تابعی کی نقل کردہ روایت خارج ہو جائے گی۔

قُلْتُ: وَمَنْ جَعَلَ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ الْمَرْفُوعَ فِي مُقَابَلَةِ الْمُرْسَلِ فَقَدْ عَنَى بِالْمَرْفُوعِ الْمُتَّصِلَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ جن محدثین حضرات نے مرفوع کو مرسل کا مقابل قرار دیا ان کے نزدیک مرفوع سے مراد متصل ہی ہے۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ السَّابِعُ ساتویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمَوْقُوفِ

## موقوف کا تعارف

وَهُوَ مَا يُرْوَى عَنِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ مِنْ أَقْوَالِهِمْ أَوْ أَفْعَالِهِمْ وَنَحْوِهَا، فَيُوقَفُ عَلَيْهِمْ، وَلَا يُتَجَاوَزُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -.

ثُمَّ إِنَّ مِنْهُ مَا يَتَّصِلُ الْإِسْنَادُ فِيهِ إِلَى الصَّحَابِيِّ، فَيَكُونُ مِنَ الْمَوْقُوفِ الْمَوْصُولِ. وَمِنْهُ مَا لَا يَتَّصِلُ إِسْنَادُهُ، فَيَكُونُ مِنَ الْمَوْقُوفِ غَيْرِ الْمَوْصُولِ، عَلَى حَسَبِ مَا عُرِفَ مِثْلُهُ فِي الْمَرْفُوعِ إِلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَاللهُ أَعْلَمُ.

موقوف وہ روایت ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال یا افعال وغیرہ میں سے کوئی چیز منقول ہو۔ اور اس قول یا فعل وغیرہ کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچی ہو۔

پس جس روایت میں پہلے راوی سے لیکر صحابی تک سند متصل ہو تو اس کو موقوف متصل کہتے ہیں اور جس موقوف روایت میں سند متصل نہ ہو اس کو موقوف غیر متصل کہتے ہیں جیسا کہ مرفوع کی سند جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو تو وہ مرفوع متصل کہلاتی ہے اور جو سند آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل نہ ہو تو وہ مرفوع منقطع کہلاتی ہے۔ واللہ اعلم

وَمَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ تَخْصِيصِهِ بِالصَّحَابِيِّ فَذَلِكَ إِذَا ذُكِرَ الْمَوْقُوفُ مُطْلَقًا، وَقَدْ يُسْتَعْمَلُ مُقَيَّدًا فِي غَيْرِ الصَّحَابِيِّ، فَيُقَالُ: " حَدِيثُ كَذَا وَكَذَا، وَقَفَهُ فُلَانٌ عَلَى عَطَاءٍ، أَوْ عَلَى طَاوُسٍ، أَوْ نَحْوَ هَذَا " وَاللهُ أَعْلَمُ.

وَمَوْجُودٌ فِي اصْطِلَاحِ الْفُقَهَاءِ الْخُرَاسَانِيِّينَ تَعْرِيفُ الْمَوْقُوفِ بِاسْمِ الْأَثَرِ. قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ الْفُورَانِيُّ مِنْهُمْ فِيمَا بَلَغَنَا عَنْهُ: الْفُقَهَاءُ يَقُولُونَ: " الْخَبَرُ مَا يُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَالْأَثَرُ مَا يُرْوَى عَنِ الصَّحَابَةِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ ".

ہم نے جو موقوف کو صحابی کے ساتھ خاص کیا ہے یہ تو اس وقت ہے جب موقوف کو مطلق ذکر کیا جائے اور کبھی کبھی موقوف کو غیر

صحابی کے ساتھ مقید کر کے ذکر کیا جاتا ہے جیسے یوں کہا جاتا ہے کہ فلاں راوی نے فلانی روایت کو عطاء پر موقوف کیا ہے یا طاؤس پر موقوف کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

خراسانی فقہاء کی اصطلاح میں اثر کی بھی وہی تعریف کی گئی ہے جو موقوف کی، کی گئی ہے چنانچہ ان میں سے ایک خراسانی فقیہ ابوالقاسم فورانی سے ہم تک یہ بات پہنچی ہے، انہوں نے فرمایا کہ فقہاء فرماتے ہیں کہ خبر وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو اور اثر وہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہو۔



النَّوْعُ الثَّامِنُ — آٹھویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمَقْطُوعِ

## حدیث مقطوع کا تعارف

وَهُوَ غَيْرُ الْمُنْقَطِعِ الَّذِي يَأْتِي ذِكْرُهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى. وَيُقَالُ فِي جَمْعِهِ: الْمَقَاطِعُ وَالْمَقَاطِيعُ.
وَهُوَ مَا جَاءَ عَنِ التَّابِعِينَ مَوْقُوفًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْوَالِهِمْ أَوْ أَفْعَالِهِمْ.
قَالَ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ الْحَافِظُ فِي جَامِعِهِ: " مِنَ الْحَدِيثِ: الْمَقْطُوعُ ". وَقَالَ: " الْمَقَاطِعُ هِيَ الْمَوْقُوفَاتُ عَلَى التَّابِعِينَ ". [وَاللّٰهُ أَعْلَمُ]

مقطوع وہ حدیث ہے جو منقطع نہ ہو اور منقطع کا ذکر ان شاءاللہ عنقریب آئے گا اور مقطوع کی جمع کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مقاطع اور مقاطیع آتی ہے۔ پس مقطوع وہ حدیث ہے جو تابعین سے منقول ہو اور اس میں ان کے اقوال اور افعال کا بیان ہو۔

حافظ خطیب ابوبکر نے اپنی کتاب "جامع من حدیث المقطوع" میں فرمایا کہ مقاطع وہ روایات ہیں جو تابعین رحمہم اللہ پر موقوف ہوں۔ واللہ اعلم

قُلْتُ: وَقَدْ وَجَدْتُ التَّعْبِيرَ بِالْمَقْطُوعِ عَنِ الْمُنْقَطِعِ غَيْرِ الْمَوْصُولِ فِي كَلَامِ الْإِمَامِ الشَّافِعِيِّ، وَأَبِي الْقَاسِمِ الطَّبَرَانِيِّ، وَغَيْرِهِمَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ میں نے امام شافعی اور امام ابوالقاسم طبرانی اور کچھ دیگر حضرات رحمہم اللہ کے کلام میں دیکھا ہے کہ یہ حضرات منقطع غیر متصل کو مقطوع سے تعبیر کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

تَفْرِيعَاتٌ:

أَحَدُهَا: قَوْلُ الصَّحَابِيِّ: " كُنَّا نَفْعَلُ كَذَا، أَوْ كُنَّا نَقُولُ كَذَا " إِنْ لَمْ يُضِفْهُ إِلَى زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَهُوَ مِنْ قَبِيلِ الْمَوْقُوفِ، وَإِنْ أَضَافَهُ إِلَى زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَالَّذِي قَطَعَ بِهِ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ الْبَيِّعِ الْحَافِظُ وَغَيْرُهُ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ ذَلِكَ مِنْ قَبِيلِ الْمَرْفُوعِ.

# تفریعات

## پہلی تفریع:

کسی صحابی کا یہ کہنا کہ کنا نفعل کذا أو کنا نقول کذا یعنی ہم اس طرح کا کام کرتے تھے یا ہم اس طرح کی بات کہتے تھے۔ اگر انہوں اپنے قول کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے زمانے کی طرف نہ کی ہو تو ان کا یہ قول موقوف کے قبیل سے ہوگا اور اگر رسول اللہ ﷺ کے زمانے کی طرف نسبت کی ہو تو حافظ ابوعبداللہ بن البیع اور ان کے علاوہ کچھ دوسرے محدثین وغیرہ نے جزم کے ساتھ کہا ہے کہ اس وقت صحابی مذکور کا یہ قول حدیث مرفوع کے قبیل سے ہوگا۔

وَبَلَغَنِي عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْبُرْقَانِيِّ: أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا بَكْرٍ الْإِسْمَاعِيلِيَّ الْإِمَامَ عَنْ ذَلِكَ، فَأَنْكَرَ كَوْنَهُ مِنَ الْمَرْفُوعِ.

وَالْأَوَّلُ هُوَ الَّذِي عَلَيْهِ الِاعْتِمَادُ، لِأَنَّ ظَاهِرَ ذَلِكَ مُشْعِرٌ بِأَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اطَّلَعَ عَلَى ذَلِكَ وَقَرَّرَهُمْ عَلَيْهِ، وَتَقْرِيرُهُ أَحَدُ وُجُوهِ السُّنَنِ الْمَرْفُوعَةِ، فَإِنَّهَا أَنْوَاعٌ: مِنْهَا أَقْوَالُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمِنْهَا أَفْعَالُهُ، وَمِنْهَا تَقْرِيرُهُ وَسُكُوتُهُ عَنِ الْإِنْكَارِ بَعْدَ اطِّلَاعِهِ.

مجھے ابوبکر برقانی سے یہ خبر پہنچی ہے کہ انہوں نے امام ابوبکر اسماعیلی سے اس قسم کی روایت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کے مرفوع ہونے کا انکار کر دیا لیکن پہلا قول (اس کے مرفوع ہونے کا قول) معتمد ہے اس لیے کہ صحابی کا کسی فعل یا قول کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے کی طرف منسوب کرنا بظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس فعل یا قول کا علم ہوا اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی اور رسول اللہ ﷺ کا کسی کام پر خاموش رہنا اور اس پر نکیر نہ کرنا سنن مرفوعہ میں سے ہے کیونکہ مرفوع کی متعدد قسمیں ہیں، رسول اللہ ﷺ کے افعال، رسول اللہ ﷺ کے اقوال اور رسول اللہ کی تقریر یعنی اطلاع کے باوجود کسی کام پر خاموش رہنا اور اس پر نکیر نہ کرنا۔

وَمِنْ هَذَا الْقَبِيلِ قَوْلُ الصَّحَابِيِّ: " كُنَّا لَا نَرَى بَأْسًا بِكَذَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا، أَوْ كَانَ يُقَالُ كَذَا وَكَذَا عَلَى عَهْدِهِ، أَوْ كَانُوا يَفْعَلُونَ كَذَا وَكَذَا فِي حَيَاتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ".

فَكُلُّ ذَلِكَ وَشِبْهُهُ مَرْفُوعٌ مُسْنَدٌ، مُخَرَّجٌ فِي كُتُبِ الْمَسَانِيدِ.

اس قبیل سے کسی صحابی کا یہ قول بھی ہے کنا لا نری بأسا بکذا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا أو: کان یقال کذا و کذا علی عهده. أو: کانوا یفعلون کذا و کذا فی حیاته صلی اللہ علیه وسلم)

ہم فلاں بات یا کام میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے یا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں فلاں فلاں بات کہی جاتی تھی یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں فلاں فلاں کام کیا کرتے

تھے۔ صحابہ کرام کے مذکورہ بالا الفاظ اور اس کے مثل الفاظ سب مرفوع مسند روایتیں ہیں اور کتب مسانید نے ان کو نقل کیا ہے۔

وَذَكَرَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ - فِيمَا رُوِّينَاهُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: " كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَعُونَ بَابَهُ بِالْأَظَافِيرِ " أَنَّ هَذَا يَتَوَهَّمُهُ مَنْ لَيْسَ مِنْ أَهْلِ الصَّنْعَةِ مُسْنَدًا - يَعْنِي مَرْفُوعًا - لِذِكْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ، وَلَيْسَ بِمُسْنَدٍ، بَلْ هُوَ مَوْقُوفٌ.

وَذَكَرَ الْخَطِيبُ أَيْضًا نَحْوَ ذَلِكَ فِي جَامِعِهِ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے جو ہم نے یہ روایت نقل کی ہے قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه و سلم يقرعون بابه بالأظافير انہوں نے فرمایا کہ صحابہ کرام ناخنوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتے تھے، اس روایت کے بارے میں حاکم ابوعبداللہ نے ذکر کیا ہے کہ علم حدیث کے فن سے ناواقف شخص اس روایت کو مسند یعنی مرفوع سمجھے گا کیونکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے حالانکہ یہ روایت مرفوع نہیں بلکہ موقوف ہے اور خطیب بغدادی نے بھی اپنی کتاب جامع میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

قُلْتُ: بَلْ هُوَ مَرْفُوعٌ كَمَا سَبَقَ ذِكْرُهُ. وَهُوَ بِأَنْ يَكُونَ مَرْفُوعًا أَحْرَى، لِكَوْنِهِ أَحْرَى بِاطِّلَاعِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ. وَالْحَاكِمُ مُعْتَرِفٌ بِكَوْنِ ذَلِكَ مِنْ قَبِيلِ الْمَرْفُوعِ، وَقَدْ كُنَّا عَدَدْنَا هَذَا فِيمَا أَخَذْنَاهُ عَلَيْهِ. ثُمَّ تَأَوَّلْنَاهُ لَهُ عَلَى أَنَّهُ أَرَادَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُسْنَدٍ لَفْظًا، بَلْ هُوَ مَوْقُوفٌ لَفْظًا، وَكَذَلِكَ سَائِرُ مَا سَبَقَ مَوْقُوفٌ لَفْظًا، وَإِنَّمَا جَعَلْنَاهُ مَرْفُوعًا مِنْ حَيْثُ الْمَعْنَى، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت مرفوع ہے جیسا کہ پہلے اس کا ذکر ہو چکا ہے کہ اس کا مرفوع ہونا زیادہ مناسب ہے اس لیے کہ ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مطلع ہوئے ہوں اور امام حاکم اس کے مرفوع کے قبیل سے ہونے کا اعتراف کرتے ہیں اور ہم نے ان سے جو روایات لی ہیں وہاں بھی ہم نے اس قسم کی روایات کو مرفوع میں شمار کیا ہے۔ تو ہم ان کی مذکورہ بالا نفی سے یہ مراد لیتے ہیں کہ یہ روایت ان کے نزدیک لفظاً مسند نہیں ہے بلکہ لفظاً موقوف ہے۔ اس طرح پہلی تفریع میں ذکر کردہ باقی روایتیں بھی لفظاً موقوف ہیں اور ہم نے ان کو معنی کے اعتبار سے مرفوع قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم

الثَّانِي: قَوْلُ الصَّحَابِيِّ " أُمِرْنَا بِكَذَا، أَوْ نُهِينَا عَنْ كَذَا " مِنْ نَوْعِ الْمَرْفُوعِ وَالْمُسْنَدِ عِنْدَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ، وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَخَالَفَ فِي ذَلِكَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ الْإِسْمَاعِيلِيُّ، وَالْأَوَّلُ هُوَ الصَّحِيحُ؛ لِأَنَّ مُطْلَقَ ذَلِكَ يَنْصَرِفُ بِظَاهِرِهِ إِلَى مَنْ إِلَيْهِ الْأَمْرُ وَالنَّهْيُ، وَهُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَهَكَذَا قَوْلُ الصَّحَابِيِّ: " مِنَ السُّنَّةِ كَذَا " فَالْأَصَحُّ أَنَّهُ مُسْنَدٌ مَرْفُوعٌ؛ لِأَنَّ الظَّاهِرَ أَنَّهُ لَا يُرِيدُ بِهِ إِلَّا سُنَّةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَجِبُ اتِّبَاعُهُ.

وَكَذٰلِكَ قَوْلُ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: " أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ ". وَسَائِرُ مَا جَانَسَ ذٰلِكَ، فَلَا فَرْقَ بَيْنَ أَنْ يَقُولَ ذٰلِكَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَعْدَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

## دوسری تفریع:

کسی صحابی کا یہ کہنا أمرنا بکذا أو نهینا عن کذا: کہ ہمیں فلاں کام یا فلاں بات کا حکم دیا گیا ہے یا ہمیں فلاں کام یا فلاں بات سے منع کیا گیا ہے، یہ محدثین کے نزدیک مرفوع اور مسند کی ایک قسم ہے اور اکثر اہل علم کا بھی یہی قول ہے۔ایک فریق نے اس کی مخالفت کی ہے جن میں ابوبکر اسماعیلی بھی ہیں۔ پہلا قول ہی صحیح ہے اس لیے کہ صحابہ کرام کے اس طرح کے مطلق اقوال سے مراد صاحب امر اور صاحب نہی ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ۔اسی طرح کسی صحابی کا قول من السنۃ کذا. اس طرح کے قول کے بارے میں صحیح تر قول یہ ہے کہ یہ مسند مرفوع ہے اس لیے کہ ظاہر ہے کہ اس سے مراد صرف رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے جس کی اتباع ضروری ہے اس طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے: أمر بلال أن یشفع الأذان ویوتر الإقامۃ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان دُہرے کلمات کے ساتھ کہے اور اقامت کو اکہرے کلمات کے ساتھ کہے اور اس طرح کے تمام اقوال کا یہی حکم ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ صحابی کا یہ قول رسول اللہ کے زمانے میں ہو یا رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے بعد ہو۔

الثَّالِثُ: مَا قِيلَ مِنْ أَنَّ تَفْسِيرَ الصَّحَابِيِّ حَدِيثٌ مُسْنَدٌ، فَإِنَّمَا ذٰلِكَ فِي تَفْسِيرٍ يَتَعَلَّقُ بِسَبَبِ نُزُولِ آيَةٍ يُخْبِرُ بِهِ الصَّحَابِيُّ أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ، كَقَوْلِ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: " كَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ: مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ مِنْ دُبُرِهَا فِي قُبُلِهَا جَاءَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: (نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ) الْآيَةَ.

فَأَمَّا سَائِرُ تَفَاسِيرِ الصَّحَابَةِ الَّتِي لَا تَشْتَمِلُ عَلَى إِضَافَةِ شَيْءٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَعْدُودَةٌ فِي الْمَوْقُوفَاتِ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

## تیسری تفریع:

جو یہ کہا گیا ہے کہ صحابی کا کسی آیت کی تفسیر کرنا حدیث مسند ہے تو اس سے وہ تفسیر مراد ہے جس کا تعلق کسی آیت کے سبب نزول کے ساتھ ہو جس کی خبر کسی صحابی نے دی ہو یا اس سے ملتی جلتی روایت ہو جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہود کہتے تھے کہ جس نے اپنی بیوی کے ساتھ پچھلی جانب سے فرج میں مباشرت کی تو اس کی اولاد بھینگی پیدا ہوگی، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باقی تفاسیر جن کو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب نہ کیا ہو تو وہ موقوف روایات میں شمار ہوں گی۔ واللہ اعلم

الرَّابِعُ: مِنْ قَبِيلِ الْمَرْفُوعِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي قِيلَ فِي أَسَانِيدِهَا عِنْدَ ذِكْرِ الصَّحَابِيِّ: " يَرْفَعُ الْحَدِيثَ، أَوْ يَبْلُغُ بِهِ، أَوْ يُنْمِيهِ، أَوْ رِوَايَةً ".

مِثَالُ ذَلِكَ: " سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رِوَايَةً: " تُقَاتِلُونَ قَوْمًا صِغَارَ الْأَعْيُنِ.. " الْحَدِيثَ.

وَبِهِ " عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ، قَالَ: النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ.. " الْحَدِيثَ.

فَكُلُّ ذَلِكَ وَأَمْثَالُهُ كِنَايَةٌ عَنْ رَفْعِ الصَّحَابِيِّ الْحَدِيثَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحُكْمُ ذَلِكَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ حُكْمُ الْمَرْفُوعِ صَرِيحًا.

### چوتھی تفریع:

وہ روایات بھی حدیث مرفوع کی قبیل سے ہوں گی جن کی سند میں صحابی کا ذکر کرنے کے وقت مندرجہ ذیل الفاظ کہے گئے ہوں۔

یرفع الحدیث أو: یبلغ بہ أو: ینمیہ أو: روایة: اس کی مثال مندرجہ ذیل روایت ہے۔

سفیان بن عیینة عن أبی الزناد عن الأعرج عن أبی ھریرة روایة: (تقاتلون قوما صغار الأعین ..) الحدیث

وبہ عن أبی ھریرة یبلغ بہ قال: (الناس تبع لقریش..) الحدیث

یہ تمام روایتیں اور ان جیسی روایتیں رسول اللہ ﷺ تک مرفوع روایتوں سے کنایہ ہیں اور اہل علم کے نزدیک یہ روایتیں صریح مرفوع کے حکم میں ہیں۔

قُلْتُ: وَإِذَا قَالَ الرَّاوِي عَنِ التَّابِعِيِّ: " يَرْفَعُ الْحَدِيثَ، أَوْ يَبْلُغُ بِهِ " فَذَلِكَ أَيْضًا مَرْفُوعٌ، وَلَكِنَّهُ مَرْفُوعٌ مُرْسَلٌ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ جب تابعی سے نقل کرنے والا راوی یہی الفاظ یعنی: یرفع الحدیث أو یبلغ بہ: کہے تو اس قسم کی روایت بھی مرفوع ہوگی لیکن مرفوع مرسل ہوگی۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ التَّاسِعُ — نویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمُرْسَلِ

## مرسل کا تعارف

وَصُورَتُهُ الَّتِي لَا خِلَافَ فِيهَا: حَدِيثُ التَّابِعِيِّ الْكَبِيرِ، الَّذِي لَقِيَ جَمَاعَةً مِنَ الصَّحَابَةِ وَجَالَسَهُمْ، كَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ، ثُمَّ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَمْثَالِهِمَا، إِذَا قَالَ: " قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ". وَالْمَشْهُورُ: التَّسْوِيَةُ بَيْنَ التَّابِعِينَ أَجْمَعِينَ فِي ذَلِكَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

وَلَهُ صُوَرٌ اخْتُلِفَ فِيهَا: أَهِيَ مِنَ الْمُرْسَلِ أَمْ لَا؟

حدیث مرسل کی غیر مختلف فیہ صورت یہ ہے کہ یہ وہ حدیث ہے جو ایسے جلیل القدر تابعی سے مروی ہو جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے ملاقاتوں کا شرف حاصل کیا ہو اور وہ ان کی مجالس میں کثرت کے ساتھ شریک ہوئے ہوں جیسے عبید اللہ بن عدی بن خیار پھر ان کے بعد سعید بن مسیب اور ان کے مثل دوسرے تابعین حضرات جب یوں کہیں قال: قال رسول اللہ ﷺ۔

اور مشہور یہ ہے کہ اس باب میں تمام تابعین رضی اللہ عنہم برابر ہیں۔ اس کی اور بھی بہت سی صورتیں ہیں جن کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا وہ مرسل ہیں یا نہیں ہیں؟

إِحْدَاهَا: إِذَا انْقَطَعَ الْإِسْنَادُ قَبْلَ الْوُصُولِ إِلَى التَّابِعِيِّ، فَكَانَ فِيهِ رِوَايَةُ رَاوٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الْمَذْكُورِ فَوْقَهُ، فَالَّذِي قَطَعَ بِهِ الْحَاكِمُ الْحَافِظُ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَغَيْرُهُ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَنَّ ذَلِكَ لَا يُسَمَّى مُرْسَلًا، وَأَنَّ الْإِرْسَالَ مَخْصُوصٌ بِالتَّابِعِينَ.

بَلْ إِنْ كَانَ مَنْ سَقَطَ ذِكْرُهُ قَبْلَ الْوُصُولِ إِلَى التَّابِعِيِّ شَخْصًا وَاحِدًا سُمِّيَ مُنْقَطِعًا فَحَسْبُ، وَإِنْ كَانَ أَكْثَرَ مِنْ وَاحِدٍ سُمِّيَ مُعْضَلًا، وَيُسَمَّى أَيْضًا مُنْقَطِعًا. وَسَيَأْتِي مِثَالُ ذَلِكَ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى.

### پہلی صورت:

پہلی صورت یہ ہے کہ جب تابعی تک پہنچنے سے پہلے ہی سند منقطع ہو جائے اور اس سند میں ایسا راوی ہو جس کا اپنے سے اوپر والے راوی سے سماع ثابت نہ ہو تو ایسی حدیث کے بارے میں حاکم حافظ ابو عبد اللہ اور دوسرے محدثین رحمہم اللہ کی قطعی رائے یہ ہے

کہ اس کو مرسل نہیں کہا جائے گا اور ان کے نزدیک ارسال تابعین کے ساتھ خاص ہے بلکہ اگر تابعی تک سند کے پہنچنے سے پہلے ایک راوی ساقط ہو تو اس کو صرف منقطع کہا جائے گا اور اگر تابعی سے پہلے ایک سے زیادہ راوی ساقط ہوں تو اس کو معضل کہتے ہیں اور اسی کو منقطع بھی کہا جاتا ہے۔ ان اقسام کی مثالیں ان شاء اللہ عنقریب آ رہی ہیں۔ واللہ اعلم

وَالْمَعْرُوفُ فِي الْفِقْهِ وَأُصُولِهِ أَنَّ كُلَّ ذَلِكَ يُسَمَّى مُرْسَلًا، وَإِلَيْهِ ذَهَبَ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَبُو بَكْرٍ الْخَطِيبُ وَقَطَعَ بِهِ، وَقَالَ: " إِلَّا أَنَّ أَكْثَرَ مَا يُوصَفُ بِالْإِرْسَالِ مِنْ حَيْثُ الِاسْتِعْمَالُ مَا رَوَاهُ التَّابِعِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَّا مَا رَوَاهُ تَابِعِيُّ التَّابِعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيُسَمُّونَهُ الْمُعْضَلَ "، وَاللهُ أَعْلَمُ.

فقہ اور اصول فقہ میں مشہور یہ ہے کہ اس قسم کی تمام احادیث مرسل ہیں اور محدثین میں سے امام ابوبکر خطیب کا مذہب بھی یہی ہے اور انہوں نے اسی کو قطعی قرار دیا ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ استعمال کے اعتبار سے اس حدیث کو ارسال کی صفت کے ساتھ متصف کیا جاتا ہے جو تابعی نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہو اور جس روایت کو تبع تابعی نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہو اس کو محدثین معضل کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

الثَّانِيَةُ: قَوْلُ الزُّهْرِيِّ، وَأَبِي حَازِمٍ، وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، وَأَشْبَاهِهِمْ مِنْ أَصَاغِرِ التَّابِعِينَ: " قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "، حَكَى ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ أَنَّ قَوْمًا لَا يُسَمُّونَهُ مُرْسَلًا، بَلْ مُنْقَطِعًا، لِكَوْنِهِمْ لَمْ يَلْقَوْا مِنَ الصَّحَابَةِ إِلَّا الْوَاحِدَ وَالِاثْنَيْنِ، وَأَكْثَرُ رِوَايَتِهِمْ عَنِ التَّابِعِينَ.

## دوسری صورت:

امام زہری، ابو حازم اور یحییٰ بن سعید انصاری اور ان کے مثل اصاغر تابعین رحمہم اللہ کا یہ کہنا کہ قال رسول اللہ ﷺ. ابن عبدالبر رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ بعض محدثین اس قسم کی حدیث کو مرسل نہیں کہتے بلکہ وہ اس کو منقطع کہتے ہیں کیونکہ ان حضرات نے صرف ایک دو صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے اور ان کی اکثر روایتیں تابعین سے مروی ہیں۔

قَالَ الشَّيْخُ أَبْقَاهُ اللهُ: وَهَذَا الْمَذْهَبُ فَرْعٌ لِمَذْهَبِ مَنْ لَا يُسَمِّي الْمُنْقَطِعَ قَبْلَ الْوُصُولِ إِلَى التَّابِعِيِّ مُرْسَلًا.

وَالْمَشْهُورُ التَّسْوِيَةُ بَيْنَ التَّابِعِينَ فِي اسْمِ الْإِرْسَالِ كَمَا تَقَدَّمَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

حضرت شیخ نے فرمایا، اللہ انہیں سلامت رکھے کہ یہ مذہب ان حضرات کے مذہب کی فرع ہے جو تابعی تک پہنچنے سے پہلے منقطع روایت کو مرسل نہیں کہتے اور مشہور یہ ہے کہ حدیث کے مرسل ہونے میں تمام تابعین یکساں اور برابر ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ واللہ اعلم

الثَّالِثَةُ: إِذَا قِيلَ فِي الْإِسْنَادِ: " فُلَانٌ، عَنْ رَجُلٍ أَوْ عَنْ شَيْخٍ عَنْ فُلَانٍ " أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ، فَالَّذِي ذَكَرَهُ الْحَاكِمُ فِي " مَعْرِفَةِ عُلُومِ الْحَدِيثِ " أَنَّهُ لَا يُسَمَّى مُرْسَلًا بَلْ مُنْقَطِعًا، وَهُوَ فِي بَعْضِ الْمُصَنَّفَاتِ الْمُعْتَبَرَةِ فِي أُصُولِ الْفِقْهِ مَعْدُودٌ مِنْ أَنْوَاعِ الْمُرْسَلِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## تیسری صورت:

جب کسی سند کے اندر یہ کہا جائے کہ فلان عن رجل یا عن شیخ عن فلان یا اس سے ملتے جلتے الفاظ تو اس قسم کی حدیث کے بارے میں امام حاکم نے یہ ذکر کیا ہے کہ اس کو مرسل نہیں کہتے بلکہ ایسی حدیث کو منقطع کہتے ہیں اور اصول فقہ کی بعض معتبر کتابوں میں اس کو مرسل کی اقسام میں شمار کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ حُكْمَ الْمُرْسَلِ حُكْمُ الْحَدِيثِ الضَّعِيفِ، إِلَّا أَنْ يَصِحَّ مُخْرَجُهُ بِمَجِيئِهِ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ، كَمَا سَبَقَ بَيَانُهُ فِي نَوْعِ الْحَسَنِ. وَلِهَذَا احْتَجَّ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمُرْسَلَاتِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَإِنَّهَا وُجِدَتْ مَسَانِيدَ مِنْ وُجُوهٍ أُخَرَ، وَلَا يَخْتَصُّ ذَلِكَ عِنْدَهُ بِإِرْسَالِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، كَمَا سَبَقَ.

پھر جاننا چاہئے کہ حدیث مرسل، حدیث ضعیف کے حکم میں ہے مگر یہ اس وقت ضعف سے خارج ہو جاتی ہے جب دوسری سند کے ساتھ اس کی جائے تخریج کوئی صحیح کتاب ہو جیسا کہ حدیث حسن کی ایک قسم میں اس کا بیان گزر چکا اس لیے امام شافعی رحمہ اللہ نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما کی مرسل احادیث سے استدلال کیا ہے کیونکہ ان کی مراسیل دوسری سندوں کے ساتھ مسانید مروی ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مرسل حدیث سے استدلال کا جواز مراسیل سعید بن مسیب کے ساتھ خاص نہیں ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ (بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہر تابعی کی مرسل سے استدلال کرنا جائز ہے۔)

وَمَنْ أَنْكَرَ ذَلِكَ زَاعِمًا أَنَّ الِاعْتِمَادَ حِينَئِذٍ يَقَعُ عَلَى الْمُسْنَدِ دُونَ الْمُرْسَلِ، فَيَقَعُ لَغْوًا لَا حَاجَةَ إِلَيْهِ، فَجَوَابُهُ أَنَّهُ بِالْمُسْنَدِ يَتَبَيَّنُ صِحَّةُ الْإِسْنَادِ الَّذِي فِيهِ الْإِرْسَالُ، حَتَّى يُحْكَمَ لَهُ مَعَ إِرْسَالِهِ بِأَنَّهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ تَقُومُ بِمِثْلِهِ الْحُجَّةُ، عَلَى مَا مَهَّدْنَا سَبِيلَهُ فِي النَّوْعِ الثَّانِي. وَإِنَّمَا يُنْكِرُ هَذَا مَنْ لَا مَذَاقَ لَهُ فِي هَذَا الشَّأْنِ.

جن حضرات نے یہ سمجھا کہ جو صورت آپ نے مرسل حدیث کے جوازِ استدلال کے لیے ذکر کی ہے اس صورت میں تو اعتماد در اصل مسند روایت پر ہی کیا جاتا ہے نہ کہ مرسل روایت پر لہٰذا مذکورہ صورت میں مرسل روایت کار آمد اور مفید للاستدلال نہیں ہوئی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسند روایت کی وجہ سے مرسل روایت کی سند کی صحت ظاہر ہو جاتی ہے یہاں تک کہ ارسال کے باوجود بھی اس کی صحت کا حکم لگا دیا جاتا ہے اور اس طرح اس کے ساتھ دلیل قائم کی جا سکتی ہے جیسا کہ نوع ثانی میں ہم نے اس کو تفصیل کے ساتھ ذکر کر دیا ہے اور حدیث کے معاملے میں بالکل بے ذوق شخص ہی اس کا انکار کر سکتا ہے کوئی اور نہیں۔

وَمَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ سُقُوطِ الِاحْتِجَاجِ بِالْمُرْسَلِ وَالْحُكْمِ بِضَعْفِهِ هُوَ الْمَذْهَبُ الَّذِي اسْتَقَرَّ عَلَيْهِ آرَاءُ جَمَاهِيرِ حُفَّاظِ الْحَدِيثِ وَنُقَّادِ الْأَثَرِ، وَقَدْ تَدَاوَلُوهُ فِي تَصَانِيفِهِمْ.

جو ہم نے پہلے یہ ذکر کیا تھا کہ مرسل روایت ساقط الاستدلال ہے اور ہم نے اس کے ضعیف ہونے کا حکم بھی لگایا تھا تو وہ، وہ مذہب ہے جس کی بنیاد جمہور حفاظ حدیث اور ائمہ جرح وتعدیل کی آراء پر ہے اور انہوں نے اس مذہب کو اپنی کتابوں میں کثرت کے ساتھ ذکر بھی کیا ہے۔

وَفِي صَدْرِ صَحِيحِ مُسْلِمٍ: "الْمُرْسَلُ فِي أَصْلِ قَوْلِنَا وَقَوْلِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ لَيْسَ بِحُجَّةٍ".

وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ - حَافِظُ الْمَغْرِبِ - مِمَّنْ حَكَى ذَلِكَ عَنْ جَمَاعَةِ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ.

وَالِاحْتِجَاجُ بِهِ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِمَا رَحِمَهُمُ اللهُ فِي طَائِفَةٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

چنانچہ صحیح مسلم کے شروع میں ہے کہ ہمارے اصل قول اور اہل علم کے قول کے مطابق مرسل روایت حجت نہیں ہے اور اہل مغرب کے امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ محدثین کی ایک بڑی جماعت سے یہ (مرسل کا ساقط الاستدلال اور ضعیف ہونا) منقول ہے۔ مرسل سے استدلال (کا جواز)، یہ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ کا متفقہ مذہب ہے۔ واللہ اعلم

ثُمَّ إِنَّا لَمْ نَعُدَّ فِي أَنْوَاعِ الْمُرْسَلِ وَنَحْوِهِ مَا يُسَمَّى فِي أُصُولِ الْفِقْهِ مُرْسَلَ الصَّحَابِيِّ مِثْلَ مَا يَرْوِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَغَيْرُهُ مِنْ أَحْدَاثِ الصَّحَابَةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَسْمَعُوهُ مِنْهُ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ فِي حُكْمِ الْمَوْصُولِ الْمُسْنَدِ، لِأَنَّ رِوَايَتَهُمْ عَنِ الصَّحَابَةِ، وَالْجَهَالَةَ بِالصَّحَابِيِّ غَيْرُ قَادِحَةٍ، لِأَنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمْ عُدُولٌ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

پھر ہم اس حدیث کو مرسل کی اقسام میں شمار نہیں کرتے جن کو اصول فقہ میں مرسل صحابی کہتے ہیں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ یعنی کم سن صحابہ رضی اللہ عنہم کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان روایات کو نقل کرنا جن کا سماع انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کیا ہو، اس لیے کہ یہ روایات حدیث متصل مسند کے حکم میں ہوتی ہیں کیونکہ ان حضرات کی یہ روایات دوسرے صحابہ سے ہی منقول ہوتی ہیں (اور وہ مجہول ہوتے ہیں یعنی الفاظ میں ان کا ذکر نہیں ہوتا) اور صحابی کا مجہول ہونا ان روایات کے لیے مضر نہیں ہے کیونکہ صحابہ سارے کے سارے عادل ہیں۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ الْعَاشِرُ دسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمُنْقَطِعِ

## منقطع کا تعارف

وَفِيهِ وَفِي الْفَرْقِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمُرْسَلِ مَذَاهِبُ لِأَهْلِ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِمْ:
فَمِنْهَا: مَا سَبَقَ فِي نَوْعِ الْمُرْسَلِ عَنِ الْحَاكِمِ، صَاحِبِ كِتَابِ (مَعْرِفَةِ أَنْوَاعِ عُلُومِ الْحَدِيثِ) مِنْ أَنَّ الْمُرْسَلَ مَخْصُوصٌ بِالتَّابِعِيِّ، وَأَنَّ الْمُنْقَطِعَ مِنْهُ الْإِسْنَادُ فِيهِ قَبْلَ الْوُصُولِ إِلَى التَّابِعِيِّ رَاوٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الَّذِي فَوْقَهُ، وَالسَّاقِطُ بَيْنَهُمَا غَيْرُ مَذْكُورٍ، لَا مُعَيَّنًا وَلَا مُبْهَمًا، وَمِنْهُ: الْإِسْنَادُ الَّذِي ذُكِرَ فِيهِ بَعْضُ رُوَاتِهِ بِلَفْظٍ مُبْهَمٍ نَحْوَ رَجُلٍ، أَوْ شَيْخٍ، أَوْ غَيْرِهِمَا.
حدیث منقطع اور مرسل کے درمیان فرق کے بارے میں محدثین وغیرہ کے متعدد مذاہب ہیں۔

**پہلا مذہب:**

ان میں سے ایک تو امام حاکم صاحب کتاب (معرفۃ أنواع علوم الحدیث) کا مذہب ہے جو مرسل کی بحث میں گزر چکا ہے کہ مرسل تابعی کے ساتھ خاص ہے۔

### منقطع کی اقسام

**پہلی قسم:**

منقطع کی ایک قسم تو وہ ہے جس کی سند میں تابعی تک پہنچنے سے پہلے ایسا راوی ہو جس نے اپنے سے اوپر والے راوی سے سماع نہ کیا ہو اور ان دونوں کے درمیان جو راوی ساقط ہو وہ نہ تو تعیین کے ساتھ اور نہ ہی ابہام کے ساتھ مذکور ہو۔

**دوسری قسم:**

دوسری قسم وہ ہے جس کی سند میں کوئی راوی مبہم الفاظ کے ساتھ مذکور ہو جیسے رجل یا شیخ وغیرہ۔

مِثَالُ الْأَوَّلِ: مَا رُوِّينَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنْ وَلَّيْتُمُوهَا أَبَا بَكْرٍ فَقَوِيٌّ أَمِينٌ.."

الْحَدِيثَ. فَهٰذَا إِسْنَادٌ إِذَا تَأَمَّلَهُ الْحَدِيثِيُّ وَجَدَ صُورَتَهُ صُورَةَ الْمُتَّصِلِ، وَهُوَ مُنْقَطِعٌ فِي مَوْضِعَيْنِ، لِأَنَّ عَبْدَ الرَّزَّاقِ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنَ الثَّوْرِيِّ، وَإِنَّمَا سَمِعَهُ مِنَ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ الْجَنَدِيِّ عَنِ الثَّوْرِيِّ، وَلَمْ يَسْمَعْهُ الثَّوْرِيُّ أَيْضًا مِنْ أَبِي إِسْحَاقَ، إِنَّمَا سَمِعَهُ مِنْ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

## پہلی قسم کی مثال:

وہ روایت ہے جس کو ہم نے امام عبدالرزاقؒ سے نقل کیا ہے عن عبد الرازق عن سفيان الثوری عن أبي إسحاق عن زيد بن يثيع عن حذيفة قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: ((إن وليتموها أبا بكر فقوی أمين..)) الحديث.

جب کوئی قاری حدیث اس کی سند کو ملاحظہ کرے گا تو بظاہر اس کو یہ سند متصل دکھائی دے گی حالانکہ اس میں دو جگہوں میں انقطاع ہے اس لیے کہ اس سند کے پہلے راوی عبدالرزاق کا سفیان ثوری سے سماع ثابت نہیں ہے بلکہ انہوں نے یہ حدیث نعمان بن ابی شیبہ جندی سے اور انہوں نے سفیان ثوری سے سنی ہے۔ اسی طرح سفیان ثوری کا بھی ابو اسحاق سے سماع ثابت نہیں ہے بلکہ انہوں نے یہ حدیث شریک سے اور انہوں نے ابو اسحاق سے سنی ہے۔

وَمِثَالُ الثَّانِي: الْحَدِيثُ الَّذِي رُوِّينَاهُ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ رَجُلَيْنِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ: " اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ... " الْحَدِيثَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## دوسری قسم کی مثال:

وہ روایت ہے جس کو ہم نے ابو العلاء سے نقل کیا ہے عن أبي العلاء بن عبد الله بن الشخير عن رجلين عن شداد بن أوس عن رسول الله صلى الله عليه و سلم في الدعاء في الصلاة ((اللهم إني أسالك الثبات في الأمر..)) الحديث. والله اعلم

وَمِنْهَا: مَا ذَكَرَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ رَحِمَهُ اللهُ، وَهُوَ أَنَّ الْمُرْسَلَ مَخْصُوصٌ بِالتَّابِعِينَ، وَالْمُنْقَطِعَ شَامِلٌ لَهُ وَلِغَيْرِهِ، وَهُوَ عِنْدَهُ كُلُّ مَا لَا يَتَّصِلُ إِسْنَادُهُ سَوَاءٌ كَانَ يُعْزَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ إِلَى غَيْرِهِ.

## دوسرا مذہب:

مرسل اور منقطع کے درمیان فرق کے بارے میں دوسرا مذہب امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ کا ذکر کردہ ہے۔ ان کے نزدیک مرسل وہ روایت ہے جو تابعین کے ساتھ خاص ہو اور منقطع، مرسل اور غیر مرسل دونوں کو شامل ہے اس لیے کہ ان کے نزدیک منقطع وہ حدیث

ہے جس کی سند متصل نہ ہو چاہے وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہو یا آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہو۔

وَمِنْهَا: أَنَّ الْمُنْقَطِعَ مِثْلُ الْمُرْسَلِ، وَكِلَاهُمَا شَامِلَانِ لِكُلِّ مَا لَا يَتَّصِلُ إِسْنَادُهُ، وَهٰذَا الْمَذْهَبُ أَقْرَبُ. صَارَ إِلَيْهِ طَوَائِفُ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَغَيْرِهِمْ، وَهُوَ الَّذِي ذَكَرَهُ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْخَطِيبُ فِي كِفَايَتِهِ. إِلَّا أَنَّ أَكْثَرَ مَا يُوصَفُ بِالْإِرْسَالِ مِنْ حَيْثُ الِاسْتِعْمَالُ مَا رَوَاهُ التَّابِعِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَكْثَرُ مَا يُوصَفُ بِالِانْقِطَاعِ مَا رَوَاهُ مَنْ دُونَ التَّابِعِينَ عَنِ الصَّحَابَةِ مِثْلَ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَنَحْوَ ذٰلِكَ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

### تیسرا مذہب:

تیسرا مذہب یہ ہے کہ مرسل منقطع کی طرح ہے جس حدیث کی سند متصل نہ ہو اس پر مرسل اور منقطع دونوں صادق آتے ہیں۔ یہ مذہب صحت کے زیادہ قریب ہے اور بہت سے فقہاء اور محدثین نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی وہ مذہب ہے جس کو حافظ ابو بکر خطیب نے اپنی کتاب کفایہ میں ذکر کیا ہے لیکن استعمال کے اعتبار سے زیادہ تر مرسل کا اطلاق رسول اللہ ﷺ سے تابعی کی نقل کردہ روایت پر ہوتا ہے اور منقطع کا اطلاق زیادہ تر اس روایت پر ہوتا ہے جو تابعی سے کم درجہ راوی نے صحابی سے نقل کی ہو جیسے مالك عن ابن عمر ونحو ذلك. واللہ أعلم

وَمِنْهَا: مَا حَكَاهُ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ أَنَّ "الْمُنْقَطِعَ مَا رُوِيَ عَنِ التَّابِعِيِّ أَوْ مَنْ دُونَهُ مَوْقُوفًا عَلَيْهِ، مِنْ قَوْلِهِ أَوْ فِعْلِهِ". وَهٰذَا غَرِيبٌ بَعِيدٌ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

### چوتھا مذہب:

چوتھا مذہب وہ ہے جس کو حافظ ابو بکر خطیب نے بعض محدثین سے نقل کیا ہے کہ منقطع وہ حدیث ہے جو تابعی یا اس سے بعد کے راوی سے منقول ہو اور انہی کے قول یا فعل پر موقوف ہو۔ یہ مذہب نادر اور قلیل ہے اور بعید از فہم ہے۔ واللہ اعلم



النَّوْعُ الْحَادِيَ عَشَرَ — گیارہویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمُعْضَلِ

# معضل کا تعارف

وَهُوَ لَقَبٌ لِنَوْعٍ خَاصٍّ مِنَ الْمُنْقَطِعِ، فَكُلُّ مُعْضَلٍ مُنْقَطِعٌ، وَلَيْسَ كُلُّ مُنْقَطِعٍ مُعْضَلًا.

وَقَوْمٌ يُسَمُّونَهُ مُرْسَلًا كَمَا سَبَقَ.

معضل دراصل منقطع کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ پس ہر معضل منقطع ہے اور ہر منقطع معضل نہیں ہے۔ بعض حضرات معضل کو مرسل بھی کہتے ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

وَهُوَ عِبَارَةٌ عَمَّا سَقَطَ مِنْ إِسْنَادِهِ اثْنَانِ فَصَاعِدًا.

معضل کی تعریف: معضل سے مراد ہر وہ روایت ہے جس کی سند میں سے دو یا دو سے زیادہ راوی ساقط ہوں۔

وَأَصْحَابُ الْحَدِيثِ يَقُولُونَ: أَعْضَلَهُ فَهُوَ مُعْضَلٌ - بِفَتْحِ الضَّادِ - وَهُوَ اصْطِلَاحٌ مُشْكِلُ الْمَأْخَذِ مِنْ حَيْثُ اللُّغَةُ، وَبَحَثْتُ فَوَجَدْتُ لَهُ قَوْلَهُمْ: (أَمْرٌ عَضِيلٌ)، أَيْ مُسْتَغْلِقٌ شَدِيدٌ. وَلَا الْتِفَاتَ فِي ذَلِكَ إِلَى مُعْضِلٍ - بِكَسْرِ الضَّادِ - وَإِنْ كَانَ مِثْلَ عَضِيلٍ فِي الْمَعْنَى.

معضل کے اشتقاق کے بارے میں محدثین فرماتے ہیں کہ یہ باب افعال اعضلہ سے ضاد کے فتحہ کے ساتھ اسم مفعول کا صیغہ ہے لیکن لغت کے اعتبار سے یہ اصطلاح مشکل الماخذ ہے۔ میں نے اس کو تلاش کیا تو اس کی تائید کے لیے عربوں کا یہ قول ملا: امر عضیل: یعنی مشکل اور سخت کام۔ محدثین میں سے کسی نے بھی اس کو معضل، ضاد کے کسرہ کے ساتھ پڑھنے کی طرف التفات نہیں کیا اگرچہ وہ عضیل کے معنی میں ہے۔

وَمِثَالُهُ: مَا يَرْوِيهِ تَابِعُ التَّابِعِيِّ قَائِلًا فِيهِ: " قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "، وَكَذَلِكَ مَا يَرْوِيهِ مَنْ دُونَ تَابِعِ التَّابِعِيِّ " عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَغَيْرِهِمَا " غَيْرَ ذَاكِرٍ لِلْوَسَائِطِ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ.

وَذَكَرَ أَبُو نَصْرٍ السِّجْزِيُّ الْحَافِظُ قَوْلَ الرَّاوِي: " بَلَغَنِي " نَحْوَ قَوْلِ مَالِكٍ: " بَلَغَنِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ وَكُسْوَتُهُ. . " الْحَدِيثَ وَقَالَ: أَصْحَابُ الْحَدِيثِ يُسَمُّونَهُ الْمُعْضَلَ.

معضل کی مثال وہ روایت ہے جس کو ایک تابعی دوسرے تابعی سے یہ کہتے ہوئے روایت کرے قال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم۔ اس طرح جو راوی تابعی سے کم درجہ ہو جب وہ تابعی سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے یا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کرے اور درمیان کے واسطوں کو ذکر نہ کرے۔

حافظ ابونصر سجزی نے راوی کا یہ قول (بلغنی) بطور مثال ذکر کیا ہے جیسے امام مالک رحمہ اللہ کا یہ قول: بلغني عن أبي هريرة: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((للمملوك طعامه وكسوته..)) الحديث. امام سجزی نے فرمایا کہ محدثین راوی کے اس قول کو معضل کہتے ہیں۔

قُلْتُ: وَقَوْلُ الْمُصَنِّفِينَ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَغَيْرِهِمْ: " قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا " وَنَحْوُ ذَلِكَ، كُلُّهُ مِنْ قَبِيلِ الْمُعْضَلِ، لِمَا تَقَدَّمَ. وَسَمَّاهُ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ الْحَافِظُ فِي بَعْضِ كَلَامِهِ مُرْسَلًا، وَذَلِكَ عَلَى مَذْهَبِ مَنْ يُسَمِّي كُلَّ مَا لَا يَتَّصِلُ مُرْسَلًا كَمَا سَبَقَ.

میں کہتا ہوں کہ فقہاء اور غیر فقہاء مصنفین کا یہ قول قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا وكذا: اور اس جیسے اقوال معضل کے قبیل سے ہیں۔ حافظ ابوبکر خطیب نے اس کو مرسل کے نام سے موسوم کیا ہے اور اس کو مرسل کا نام دینا یہ ان حضرات کے مذہب کے مطابق ہے جو ہر اس حدیث کو مرسل کہتے ہیں جس کی سند متصل نہ ہو جیسا کہ پہلے اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

وَإِذَا رَوَى تَابِعٌ عَنِ التَّابِعِ حَدِيثًا مَوْقُوفًا عَلَيْهِ، وَهُوَ حَدِيثٌ مُتَّصِلٌ مُسْنَدٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدْ جَعَلَهُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ نَوْعًا مِنَ الْمُعْضَلِ.

مِثَالُهُ: " مَا رُوِّينَاهُ عَنِ الْأَعْمَشِ، ... عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: يُقَالُ لِلرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: " عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُولُ: مَا عَمِلْتُهُ، فَيُخْتَمُ عَلَى فِيهِ ..... " الْحَدِيثَ. فَقَدْ أَعْضَلَهُ الْأَعْمَشُ، وَهُوَ عِنْدَ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَنَسٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُتَّصِلًا مُسْنَدًا.

جب کوئی تبع تابعی، تابعی سے روایت کرے اور اس کو تابعی پر موقوف کر دے اور دراصل وہ حدیث رسول اللہ ﷺ تک متصل اور مسند ہو تو امام حافظ ابوعبداللہ اس قسم کی روایت کو معضل کی ایک قسم قرار دیتے ہیں۔ اس کی مثال عن الأعمش عن الشعبي قال: (يقال للرجل يوم القيامة: عملت كذا وكذا؟ فيقول: ما عملته فيختم على فيه..) الحديث. یہ روایت امام اعمش کی جانب سے معضل ہے ورنہ امام شعبی سے یہ روایت الشعبي: عن أنس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم کی صورت میں متصل مسند مروی ہے۔

قُلْتُ: هَذَا جَيِّدٌ حَسَنٌ؛ لِأَنَّ هَذَا الِانْقِطَاعَ بِوَاحِدٍ مَضْمُومًا إِلَى الْوَقْفِ يَشْتَمِلُ عَلَى الِانْقِطَاعِ بِاثْنَيْنِ: الصَّحَابِيِّ وَرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَلِكَ بِاسْتِحْقَاقِ اسْمِ الْإِعْضَالِ أَوْلَى، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ مذکورہ بالا حدیث کو معضل کہنا بہترین اور عمدہ رائے ہے اس لیے کہ یہ ایک راوی کا انقطاع جبکہ یہ روایت تابعی پر موقوف بھی دراصل دو راویوں کا انقطاع ہے یعنی صحابی اور رسول اللہ ﷺ کا انقطاع، اس طرح یہ معضل کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔ واللہ اعلم

## تَفْرِيعَاتٌ:

أَحَدُهَا: الْإِسْنَادُ الْمُعَنْعَنُ، وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ فِيهِ: " فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ " عَدَّهُ بَعْضُ النَّاسِ مِنْ قَبِيلِ الْمُرْسَلِ وَالْمُنْقَطِعِ، حَتَّى يَتَبَيَّنَ اتِّصَالُهُ بِغَيْرِهِ.

وَالصَّحِيحُ - وَالَّذِي عَلَيْهِ الْعَمَلُ - أَنَّهُ مِنْ قَبِيلِ الْإِسْنَادِ الْمُتَّصِلِ، وَإِلَى هَذَا ذَهَبَ الْجَمَاهِيرُ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِمْ، وَأَوْدَعَهُ الْمُشْتَرِطُونَ لِلصَّحِيحِ فِي تَصَانِيفِهِمْ فِيهِ وَقَبِلُوهُ، وَكَادَ أَبُو عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ الْحَافِظُ يَدَّعِي إِجْمَاعَ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ عَلَى ذَلِكَ. وَادَّعَى أَبُو عَمْرٍو الدَّانِيُّ - الْمُقْرِئُ الْحَافِظُ - إِجْمَاعَ أَهْلِ النَّقْلِ عَلَى ذَلِكَ.

وَهَذَا بِشَرْطِ أَنْ يَكُونَ الَّذِينَ أُضِيفَتِ الْعَنْعَنَةُ إِلَيْهِمْ قَدْ ثَبَتَتْ مُلَاقَاةُ بَعْضِهِمْ بَعْضًا، مَعَ بَرَاءَتِهِمْ مِنْ وَصْمَةِ التَّدْلِيسِ. فَحِينَئِذٍ يُحْمَلُ عَلَى ظَاهِرِ الِاتِّصَالِ، إِلَّا أَنْ يَظْهَرَ فِيهِ خِلَافُ ذَلِكَ.

## تفریعات

### پہلی تفریع:

اسناد معنعن یعنی وہ سند جس میں حدیث کو نقل کرتے وقت (فلان عن فلان) کہا جاتا ہے، بعض حضرات نے اس سند کو مرسل اور منقطع کہا ہے یہاں تک کہ دوسری سند کے ساتھ اس کا اتصال ظاہر ہو جائے۔

صحیح اور معمول بہ مذہب یہ ہے کہ یہ اسناد، اسناد متصل کے قبیل سے ہے۔ جمہور محدثین اور غیر محدثین دیگر اہل علم کا بھی یہی مذہب ہے۔ اسناد کے صحیح ہونے کے لیے شرائط مقرر کرنے والے محدثین نے اس اسناد کو اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے اور اس کو قبول بھی کیا ہے۔ حافظ ابوعمر بن عبدالبر نے تو اس سند کے اتصال کے متعلق محدثین کے تقریباً اجماع کا دعوی کیا ہے اور حافظ المقری ابو عمرو دانی نے اس پر اہل نقل کے اجماع کا دعوی کیا ہے۔

لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ اسناد معنعن کی نسبت ایسے راویوں کی طرف کی گئی ہو جن کی آپس میں ملاقات ثابت ہو اور اس کے ساتھ وہ تدلیس کے عیب سے بھی بری ہوں۔ اس وقت یہ سند ظاہراً اتصال پر محمول ہو گی مگر اس کے خلاف ہونے کی صورت میں اتصال باقی نہیں رہے گا۔

وَكَثُرَ فِي عَصْرِنَا وَمَا قَارَبَهُ بَيْنَ الْمُنْتَسِبِينَ إِلَى الْحَدِيثِ اسْتِعْمَالُ " عَنْ " فِي الْإِجَازَةِ، فَإِذَا قَالَ

أَحَدُهُمْ: " قَرَأْتُ عَلَى فُلَانٍ عَنْ فُلَانٍ "، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ، فَظُنَّ بِهِ أَنَّهُ رَوَاهُ عَنْهُ بِالْإِجَازَةِ، وَلَا يُخْرِجُهُ ذَلِكَ مِنْ قَبِيلِ الِاتِّصَالِ عَلَى مَا لَا يَخْفَى، وَاللهُ أَعْلَمُ.

ہمارے زمانے اور اس کے قریب والے زمانے میں حدیث کے ساتھ تعلق رکھنے والے طبقہ میں عن کا استعمال اجازتِ حدیث میں بہت کثرت سے ہوا ہے۔ جب ان میں سے کوئی یہ کہے کہ: قرأت علی فلان عن فلان أو نحو ذلك تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے فلاں سے اس حدیث کو اجازت کے ساتھ روایت کیا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ اس حدیث کو متصل کے قبیل سے نقل نہیں کرتے۔ واللہ اعلم

الثَّانِي: اخْتَلَفُوا فِي قَوْلِ الرَّاوِي: " أَنَّ فُلَانًا قَالَ كَذَا وَكَذَا " هَلْ هُوَ بِمَنْزِلَةِ (عَنْ) فِي الْحَمْلِ عَلَى الِاتِّصَالِ، إِذَا ثَبَتَ التَّلَاقِي بَيْنَهُمَا، حَتَّى يَتَبَيَّنَ فِيهِ الِانْقِطَاعُ.

مِثَالُهُ: (مَالِكٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَذَا).

فَرُوِّينَا عَنْ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَرَى (عَنْ فُلَانٍ) وَ (أَنَّ فُلَانًا) سَوَاءً.

وَعَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُمَا لَيْسَا سَوَاءً.

**دوسری تفریع:**

راوی کے قول (أن فلانا قال كذا و كذا) کے بارے میں محدثین کا اختلاف ہے کہ آیا یہ قول بھی عن کی طرح ہے یعنی جس طرح عن کو ثبوت ملاقات کے وقت اتصال سند پر محمول کیا جاتا ہے یہاں تک کہ انقطاع ظاہر ہو جائے اس طرح اس قول کو بھی ناقل اور منقول عنہ کے درمیان ملاقات کے ثبوت کے وقت اتصال سند قرار دیا جائے گا یہاں تک کہ انقطاع ثابت ہو جائے۔ اس کی مثال مالك عن الزهري: أن سعيد بن المسيب قال كذا

ہم نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ (عن فلان) اور (ان فلانا) کو یکساں اور برابر سمجھتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے نزدیک یہ دونوں الفاظ برابر نہیں ہیں۔

وَحَكَى ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ عَنْ جُمْهُورِ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ " عَنْ " وَ " أَنَّ " سَوَاءٌ، وَأَنَّهُ لَا اعْتِبَارَ بِالْحُرُوفِ وَالْأَلْفَاظِ، وَإِنَّمَا هُوَ بِاللِّقَاءِ وَالْمُجَالَسَةِ، وَالسَّمَاعِ وَالْمُشَاهَدَةِ، يَعْنِي مَعَ السَّلَامَةِ مِنَ التَّدْلِيسِ، فَإِذَا كَانَ سَمَاعُ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ صَحِيحًا كَانَ حَدِيثُ بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ بِأَيِّ لَفْظٍ وَرَدَ مَحْمُولًا عَلَى الِاتِّصَالِ، حَتَّى يَتَبَيَّنَ فِيهِ الِانْقِطَاعُ.

وَحَكَى ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْبَرْدِيجِيِّ أَنَّ حَرْفَ " أَنَّ " مَحْمُولٌ عَلَى الِانْقِطَاعِ، حَتَّى يَتَبَيَّنَ السَّمَاعُ فِي ذَلِكَ الْخَبَرِ بِعَيْنِهِ مِنْ جِهَةٍ أُخْرَى. وَقَالَ: عِنْدِي لَا مَعْنَى لِهَذَا، لِإِجْمَاعِهِمْ عَلَى أَنَّ الْإِسْنَادَ الْمُتَّصِلَ بِالصَّحَابِيِّ سَوَاءٌ فِيهِ قَالَ: " قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "، أَوْ " أَنَّ

رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ "، أَوْ " عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہُ قَالَ "، أَوْ " سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "، وَاللّٰہُ أَعْلَمُ.

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے جمہور اہل علم سے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ عن اوران دونوں برابر ہیں، انہوں نے فرمایا کہ حروف اورالفاظ کا کوئی اعتبار نہیں ہے بلکہ اس سلسلہ میں ملاقات مجالست، سماع اور مشاہدے کا اعتبار ہوگا یعنی تدلیس سے سلامت اور محفوظ ہونے کے ساتھ جب ان میں سے بعض راویوں کا دوسرے بعض راویوں سے ملاقات ثابت ہوتو ان کی روایت اتصال پر محمول ہوگی چاہے وہ اس کوکوئی سے بھی الفاظ کے ساتھ نقل کریں تاوقتیکہ انقطاع ثابت ہوجائے۔

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بردیجی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حرف (أن) جس روایت میں آئے وہ مقطوع پر محمول ہوگی تاوقتیکہ اس حدیث میں دوسری جہت سے سماع ثابت ہوجائے۔ ابن عبدالبر نے قول مذکور نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ امام ابوبکر کا یہ قول کوئی معنی اور وقعت نہیں رکھتا کیونکہ محدثین کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو سند صحابی تک متصل ہو (وہ مرفوع ہی ہوگی) اس میں سب الفاظ برابر ہیں (چاہے صحابی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں سے کسی بھی لفظ کے ساتھ روایت نقل کی ہو۔)

(قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم) یا (أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم) یا (عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم) یا (سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول) واللہ أعلم

قُلْتُ: وَوَجَدْتُ مِثْلَمَا حَكَاهُ عَنِ الْبَرْدِيجِيِّ أَبِي بَكْرٍ الْحَافِظِ لِلْحَافِظِ الْفَحْلِ يَعْقُوبَ بْنِ شَيْبَةَ فِي مُسْنَدِهِ الْفَحْلِ، فَإِنَّهُ ذَكَرَ مَا رَوَاهُ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَمَّارٍ قَالَ: " أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ ". وَجَعَلَهُ مُسْنَدًا مَوْصُولًا. وَذَكَرَ رِوَايَةَ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ لِذَلِكَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ " أَنَّ عَمَّارًا مَرَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي ". فَجَعَلَهُ مُرْسَلًا، مِنْ حَيْثُ كَوْنُهُ قَالَ: " إِنَّ عَمَّارًا فَعَلَ " وَلَمْ يَقُلْ: " عَنْ عَمَّارٍ "، وَاللّٰہُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ امام ابن عبدالبر نے جو امام حافظ ابوبکر بردیجی کا قول نقل کیا ہے میں نے بھی امام حافظ یعقوب بن شیبہ کی مسند میں ان کا ایک قول دیکھا ہے چنانچہ انہوں نے ابوالزبیر کی یہ روایت ذکر کی ہے رواہ أبو الزبیر عن ابن الحنفیۃ عن عمار قال: أتیت النبی صلی اللہ علیہ و سلم وھو یصلی فسلمت علیہ فرد علی السلام۔

انہوں اس روایت کو مسند موصول قرار دیا ہے۔ امام یعقوب بن شیبہ نے اس حدیث کو قیس بن سعد کی سند کے ساتھ ان الفاظ کے ذکر کیا ہے عن عطاء بن أبی رباح عن ابن الحنفیۃ: أن عمارا مر بالنبی صلی اللہ علیہ و سلم وھو یصلی۔

اس روایت کو انہوں نے مرسل کہا ہے اس لیے کہ اس روایت میں ابن حنفیہ نے عن عمار کی بجائے: أن عمارا مر بالنبی صلی اللہ علیہ و سلم کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ واللہ اعلم

ثُمَّ إِنَّ الْخَطِيبَ مَثَّلَ هَذِهِ الْمَسْأَلَةَ بِحَدِيثِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ: " أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ "... الْحَدِيثَ. وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: " يَا رَسُولَ اللهِ... " الْحَدِيثَ. ثُمَّ قَالَ: " ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ الْأُولَى يُوجِبُ أَنْ يَكُونَ مِنْ مُسْنَدِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّانِيَةُ ظَاهِرُهَا يُوجِبُ أَنْ يَكُونَ مِنْ مُسْنَدِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ".

پھر حضرت خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کی مثال حدیث نافع سے دی ہے یعنی: نافع عن ابن عمر عن عمر : أنه سأل النبی صلی اللہ علیہ و سلم : أينام أحدنا وهو جنب ؟ . الحدیث .اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے: عن نافع عن ابن عمر أن عمر : قال یا رسول اللہ... الحدیث .ان دونوں روایتوں کو نقل کرنے کے بعد انہوں نے فرمایا کہ پہلی روایت کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسند روایت ہے اور دوسری روایت سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسند روایت ہے۔

قُلْتُ: لَيْسَ هَذَا الْمِثَالُ مُمَاثِلًا لِمَا نَحْنُ بِصَدَدِهِ؛ لِأَنَّ الِاعْتِمَادَ فِيهِ فِي الْحُكْمِ بِالِاتِّصَالِ عَلَى مَذْهَبِ الْجُمْهُورِ إِنَّمَا هُوَ عَلَى اللِّقَاءِ وَالْإِدْرَاكِ، وَذَلِكَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مُشْتَرَكٌ مُتَرَدِّدٌ، لِتَعَلُّقِهِ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَبِصُحْبَةِ الرَّاوِي ابْنِ عُمَرَ لَهُمَا، فَاقْتَضَى ذَلِكَ مِنْ جِهَةٍ: كَوْنَهُ رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمِنْ جِهَةٍ أُخْرَى: كَوْنَهُ رَوَاهُ عَنْ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ یہ مثال مذکورہ بالا بحث کے مطابق نہیں ہے اس لیے کہ جمہور کے مذہب کے مطابق حدیث میں اتصال کا حکم لگانے میں اعتماد اور مدار تو باہم ملاقات اور ادراک پر ہے اور لقاء اور ادراک اس حدیث میں مشترک اور متردد ہے کیونکہ اس حدیث کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دونوں کی صحبت کا شرف حاصل ہے تو ایک جہت اس میں یہ ہوئی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو اور دوسری جہت اس میں یہ ہے کہ یہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہو۔ واللہ اعلم

الثَّالِثُ: قَدْ ذَكَرْنَا مَا حَكَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ مِنْ تَعْمِيمِ الْحُكْمِ بِالِاتِّصَالِ فِيمَا يَذْكُرُهُ الرَّاوِي عَمَّنْ لَقِيَهُ بِأَيِّ لَفْظٍ كَانَ، وَهَكَذَا أَطْلَقَ أَبُو بَكْرٍ الشَّافِعِيُّ الصَّيْرَفِيُّ ذَلِكَ فَقَالَ: " كُلُّ مَنْ عُلِمَ لَهُ سَمَاعٌ مِنْ إِنْسَانٍ، فَحَدَّثَ عَنْهُ فَهُوَ عَلَى السَّمَاعِ حَتَّى يُعْلَمَ أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ مَا حَكَاهُ، وَكُلُّ مَنْ عُلِمَ لَهُ لِقَاءُ إِنْسَانٍ، فَحَدَّثَ عَنْهُ فَحُكْمُهُ هَذَا الْحُكْمُ ". وَإِنَّمَا قَالَ هَذَا فِيمَنْ لَمْ يَظْهَرْ تَدْلِيسُهُ.

## تیسری تفریع:

جو ہم نے اس سے پہلے ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ذکر کیا کہ جب راوی کی ملاقات مروی عنہ سے ثابت ہو تو اس روایت پر متصل ہونے کا حکم لگایا جائے گا چاہے راوی کے الفاظ کوئی سے بھی ہوں اور ابوبکر شافعی صیرفی نے بھی اس کو علی الاطلاق ذکر کیا ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ جب ایک راوی کا دوسرے راوی سے سماع ثابت ہو پھر وہ ان سے کوئی حدیث نقل کرے تو وہ بھی سماع پر محمول ہوگی یہاں تک کہ اس خاص روایت میں اس کے عدم سماع کا یقین ہو جائے۔ اس طرح جب راوی کا دوسرے راوی سے ملاقات ثابت ہو جب وہ ان سے کوئی حدیث نقل کرے تو وہ اتصال پر محمول ہوگی۔ یہ صرف اس راوی کے بارے میں ہے جس کی تدلیس ظاہر نہ ہو۔

وَمِنَ الْحُجَّةِ فِي ذَلِكَ وَفِي سَائِرِ الْبَابِ أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَكُنْ قَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ لَكَانَ بِإِطْلَاقِهِ الرِّوَايَةَ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ ذِكْرِ الْوَاسِطَةِ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ مُدَلِّسًا، وَالظَّاهِرُ السَّلَامَةُ مِنْ وَصْمَةِ التَّدْلِيسِ، وَالْكَلَامُ فِيمَنْ لَمْ يُعْرَفْ بِالتَّدْلِيسِ.

اس تفریع میں اور پورے باب میں دلیل یہ ہے کہ اگر راوی مذکور نے مروی عنہ سے یہ روایت نہ سنی ہوتی تو درمیان کے واسطوں کو ذکر کیے بغیر ان کی طرف اس حدیث کی نسبت کرنے سے وہ مدلس بن جاتا حالانکہ ظاہر یہی ہے کہ راوی تدلیس کی عیب سے محفوظ ہو اور ہماری بحث اس راوی کے بارے میں ہے جو تدلیس کے ساتھ معروف نہ ہو۔

وَمِنْ أَمْثِلَةِ ذَلِكَ: قَوْلُهُ: " قَالَ فُلَانٌ كَذَا وَ كَذَا " مِثْلَ أَنْ يَقُولَ نَافِعٌ: " قَالَ ابْنُ عُمَرَ ". وَ كَذَلِكَ لَوْ قَالَ عَنْهُ: " ذَكَرَ، أَوْ فَعَلَ، أَوْ حَدَّثَ، أَوْ كَانَ يَقُولُ كَذَا وَ كَذَا "، وَمَا جَانَسَ ذَلِكَ، فَكُلُّ ذَلِكَ مَحْمُولٌ ظَاهِرًا عَلَى الِاتِّصَالِ، وَأَنَّهُ تَلَقَّى ذَلِكَ مِنْهُ مِنْ غَيْرِ وَاسِطَةٍ بَيْنَهُمَا، مَهْمَا ثَبَتَ لِقَاؤُهُ لَهُ عَلَى الْجُمْلَةِ.

اس کی مثال یہ ہے کہ راوی یوں کہے (قال فلان كذا و كذا) جیسے نافع: قال ابن عمر. اسی طرح اگر ان الفاظ کے ساتھ ان سے روایت نقل کی (ذكر أو: فعل أو: حدث أو: كان يقول كذا و كذا) اور ان کے ساتھ ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ، تو یہ بظاہر اتصال اور ان سے بغیر کسی واسطہ کے حدیث نقل کرنے پر محمول ہوگا بشرطیکہ ان کی ملاقات کسی بھی درجہ میں ثابت ہو۔

ثُمَّ مِنْهُمْ مَنِ اقْتَصَرَ فِي هَذَا الشَّرْطِ الْمَشْرُوطِ فِي ذَلِكَ وَنَحْوِهِ عَلَى مُطْلَقِ اللِّقَاءِ، أَوِ السَّمَاعِ، كَمَا حَكَيْنَاهُ آنِفًا. وَقَالَ فِيهِ أَبُو عَمْرٍو الْمُقْرِئُ: " إِذَا كَانَ مَعْرُوفًا بِالرِّوَايَةِ عَنْهُ ". وَقَالَ فِيهِ أَبُو الْحَسَنِ الْقَابِسِيُّ: " إِذَا أَدْرَكَ الْمَنْقُولَ عَنْهُ إِدْرَاكًا بَيِّنًا ".

وَذَكَرَ أَبُو الْمُظَفَّرِ السَّمْعَانِيُّ فِي الْعَنْعَنَةِ أَنَّهُ يُشْتَرَطُ طُولُ الصُّحْبَةِ بَيْنَهُمْ.

بعض محدثین نے اس باب میں لقاء اور سماع کی شرط میں مطلق سماع اور مطلق لقاء پر اکتفا کیا ہے جیسا کہ ہم نے ابھی نقل کیا

ہے۔البتہ ابوعمرو المقری نے اس میں یہ قید لگائی ہے کہ یہ اتصال کا حکم تب ہوگا جب راوی مروی عنہ سے روایت کرنے میں معروف ہو اور ابوالحسن قابسی نے اس میں یہ شرط لگائی ہے کہ جب راوی کی مروی عنہ کے ساتھ ملاقات ظاہر وبین ہو اور ابوالمظفر سمعانی نے معنعن روایت میں شرط لگائی ہے کہ راوی کو عرصہ دراز تک مروی عنہ کی صحبت کا شرف حاصل رہا ہو۔

وَأَنْكَرَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ فِي خُطْبَةِ صَحِيحِهِ عَلَى بَعْضِ أَهْلِ عَصْرِهِ، حَيْثُ اشْتَرَطَ فِي الْعَنْعَنَةِ ثُبُوتَ اللِّقَاءِ وَالِاجْتِمَاعِ، وَادَّعَى أَنَّهُ قَوْلٌ مُخْتَرَعٌ لَمْ يُسْبَقْ قَائِلُهُ إِلَيْهِ، وَأَنَّ الْقَوْلَ الشَّائِعَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ قَدِيمًا وَحَدِيثًا أَنَّهُ يَكْفِي فِي ذَلِكَ أَنْ يَثْبُتَ كَوْنُهُمَا فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ، وَإِنْ لَمْ يَأْتِ فِي خَبَرٍ قَطُّ أَنَّهُمَا اجْتَمَعَا أَوْ تَشَافَهَا.

امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کے خطبہ میں اپنے بعض ہم زمانہ محدثین پر رد کیا ہے جنہوں نے حدیث معنعن میں ملاقات اور اجتماع کو شرط قرار دیا ہے اور انہوں نے دعوی کیا ہے کہ یہ قول من گھڑت ہے اور ہمارے زمانے سے پہلے اس کا کوئی قائل نہیں تھا اور ان کا دعوی ہے کہ متقدمین اور متاخرین محدثین سب کے ہاں بالاتفاق اتصال سند کے راوی اور مروی عنہ کا ہم زمانہ ہونا کافی ہے اگرچہ کسی بھی روایت کے اندر ان آپس میں ملاقات ثابت نہ ہو۔

وَفِيمَا قَالَهُ مُسْلِمٌ نَظَرٌ، وَقَدْ قِيلَ: إِنَّ الْقَوْلَ الَّذِي رَدَّهُ مُسْلِمٌ هُوَ الَّذِي عَلَيْهِ أَئِمَّةُ هَذَا الْعِلْمِ: عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ، وَالْبُخَارِيُّ، وَغَيْرُهُمَا، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

امام مسلم رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا قول میں اشکال اور تردد ہے بعض حضرات نے فرمایا کہ جس قول کو انہوں نے رد کیا ہے یہ وہی قول ہے جسے اہل علم ائمہ محدثین علی بن مدینی اور امام بخاری اور ان کے علاوہ حضرات رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے واللہ اعلم

قُلْتُ: وَهَذَا الْحُكْمُ لَا أُرَاهُ يَسْتَمِرُّ بَعْدَ الْمُتَقَدِّمِينَ، فِيمَا وُجِدَ مِنَ الْمُصَنِّفِينَ فِي تَصَانِيفِهِمْ، مِمَّا ذَكَرُوهُ عَنْ مَشَايِخِهِمْ قَائِلِينَ فِيهِ: "ذَكَرَ فُلَانٌ، قَالَ فُلَانٌ" وَنَحْوَ ذَلِكَ، فَافْهَمْ كُلَّ ذَلِكَ، فَإِنَّهُ مُهِمٌّ عَزِيزٌ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ میں اس حکم کو متقدمین کے بعد چلتا ہوا نہیں دیکھتا اس لئے کہ بعد والے مصنفین نے اپنے مشائخ سے نقل کردہ چیزوں کو اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے جس کے بارے میں وہ ذکر فلان، یا اس کے مثل الفاظ کہتے ہیں۔آپ ان تمام تر تفصیلات کو اچھی طرح سمجھیں کیونکہ یہ تمام ابحاث انتہائی اہم اور عمدہ ہیں۔واللہ اعلم

الرَّابِعُ: التَّعْلِيقُ الَّذِي يَذْكُرُهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُمَيْدِيُّ، صَاحِبُ (الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيحَيْنِ) وَغَيْرُهُ مِنَ الْمَغَارِبَةِ، فِي أَحَادِيثَ مِنْ صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ قُطِعَ إِسْنَادُهَا - وَقَدِ اسْتَعْمَلَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ مِنْ قَبْلُ -: صُورَتُهُ صُورَةُ الِانْقِطَاعِ، وَلَيْسَ حُكْمُهُ حُكْمَهُ، وَلَا خَارِجًا مَا وُجِدَ ذَلِكَ فِيهِ مِنْهُ مِنْ قَبِيلِ الصَّحِيحِ إِلَى قَبِيلِ الضَّعِيفِ، وَذَلِكَ لِمَا عُرِفَ مِنْ شَرْطِهِ وَحُكْمِهِ، عَلَى مَا نَبَّهْنَا عَلَيْهِ فِي الْفَائِدَةِ

السَّادِسَةِ مِنَ النَّوْعِ الْأَوَّلِ.

## چوتھی تفریع:

وہ تعلیق جس کو صاحب (الجمع بین الصحیحین) یعنی امام ابوعبداللہ حمیدی اور ان کے علاوہ مغربی محدثین صحیح بخاری کی بعض احادیث کے بارے میں ذکر کرتے ہیں اس سے مراد سند کے اندر انقطاع کا آنا ہے اور ان حضرات سے پہلے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اصطلاح کو استعمال کیا ہے، یہ دراصل صورتاً انقطاع تو ہے لیکن اس کا حکم حدیث منقطع والا نہیں ہے اور نہ ہی وہ احادیث جن کے اندر صورۃً انقطاع پایا جاتا ہے صحیح سے نکل کر ضعیف کے قبیل میں داخل ہوتی ہیں اور اس قسم کی حدیث کی شرط اور اس کا حکم پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے جہاں حدیث کی نوع اول کے چھٹے فائدے میں ہم نے اس پر تنبیہ کی ہے۔

وَلَا الْتِفَاتَ إِلَى أَبِي مُحَمَّدِ بْنِ حَزْمٍ الظَّاهِرِيِّ الْحَافِظِ فِي رَدِّهِ مَا أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ، مِنْ حَدِيثِ أَبِي عَامِرٍ، أَوْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَيَكُونَنَّ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ. . " الْحَدِيثَ. مِنْ جِهَةِ أَنَّ الْبُخَارِيَّ أَوْرَدَهُ قَائِلًا فِيهِ: قَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسَاقَهُ بِإِسْنَادِهِ، فَزَعَمَ ابْنُ حَزْمٍ أَنَّهُ مُنْقَطِعٌ فِيمَا بَيْنَ الْبُخَارِيِّ وَهِشَامٍ، وَجَعَلَهُ جَوَابًا عَنِ الِاحْتِجَاجِ بِهِ عَلَى تَحْرِيمِ الْمَعَازِفِ. وَأَخْطَأَ فِي ذَلِكَ مِنْ وُجُوهٍ، وَالْحَدِيثُ صَحِيحٌ مَعْرُوفُ الِاتِّصَالِ بِشَرْطِ الصَّحِيحِ.

ابو محمد ابن حزم ظاہری نے جو ابو عامر یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت کے حوالے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر رد کیا وہ قابل توجہ نہیں ہے وہ روایت یوں ہے حدیث أبي عامر - أو : أبي مالك - الأشعري عن رسول الله صلى الله عليه و سلم : ((ليكونن في أمتي أقوام يستحلون الحرير والخمر والمعازف..)) الحديث.

ابن حزم کو اس مذکورہ روایت میں اس جہت سے اعتراض ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو یہ کہتے ہوئے روایت کیا ہے: قال (ہشام بن عمار) اور پھر سند کو آخر تک ذکر کیا ہے۔ ابن حزم کا اس کے بارے میں یہ خیال ہے کہ اس روایت میں امام بخاری اور ہشام کے درمیان انقطاع ہے۔ ابن حزم نے اس انقطاع کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استدلال کا جواب بھی بنایا ہے جو انہوں نے اس حدیث سے بانسری بجانے کی حرمت پر کیا ہے۔ ابن حزم نے اس حدیث کو منقطع کہہ کر، کئی وجوہات کی بنا پر خطا کی ہے۔ یہ حدیث، حدیث صحیح کی شرائط کے مطابق صحیح ہے اور اس کی سند کا اتصال معروف و مشہور ہے۔

وَالْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللهُ قَدْ يَفْعَلُ ذَلِكَ، لِكَوْنِ ذَلِكَ الْحَدِيثِ مَعْرُوفًا مِنْ جِهَةِ الثِّقَاتِ عَنْ ذَلِكَ الشَّخْصِ الَّذِي عَلَّقَهُ عَنْهُ، وَقَدْ يَفْعَلُ ذَلِكَ لِكَوْنِهِ قَدْ ذَكَرَ ذَلِكَ الْحَدِيثَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ مِنْ كِتَابِهِ مُسْنَدًا مُتَّصِلًا وَقَدْ يَفْعَلُ ذَلِكَ لِغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْأَسْبَابِ الَّتِي لَا يَصْحَبُهَا خَلَلُ الِانْقِطَاعِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یا تو اس وجہ سے منقطع روایت کو ذکر کرتے ہیں کیونکہ وہ روایت دوسرے ثقہ راویوں کی سند سے معروف

ہوتی ہے اس راوی سے جس نے معلق نقل کیا ہو، کبھی کبھی اس وجہ سے منقطع روایت کو ذکر کرتے ہیں کہ انہوں اپنی ہی کتاب میں دوسری جگہ پر یہی حدیث مسند اور متصل سند کے ساتھ ذکر کی ہوتی ہے اور کبھی کبھی ان کے علاوہ دوسرے ایسے اسباب کی وجہ سے حدیث منقطع ذکر کرتے ہیں جن کے ساتھ انقطاع کا خلل واقع نہیں ہوتا۔

وَمَا ذَكَرْنَاهُ مِنَ الْحُكْمِ فِي التَّعْلِيقِ الْمَذْكُورِ فَذَلِكَ فِيمَا أَوْرَدَهُ مِنْهُ أَصْلًا وَمَقْصُودًا لَا فِيمَا أَوْرَدَهُ فِي مَعْرِضِ الِاسْتِشْهَادِ، فَإِنَّ الشَّوَاهِدَ يُحْتَمَلُ فِيهَا مَا لَيْسَ مِنْ شَرْطِ الصَّحِيحِ، مُعَلَّقًا كَانَ أَوْ مَوْصُولًا.

ثُمَّ إِنَّ لَفْظَ التَّعْلِيقِ وَجَدْتُهُ مُسْتَعْمَلًا فِيمَا حُذِفَ مِنْ مُبْتَدَأِ إِسْنَادِهِ وَاحِدٌ فَأَكْثَرُ، حَتَّى إِنَّ بَعْضَهُمْ اسْتَعْمَلَهُ فِي حَذْفِ كُلِّ الْإِسْنَادِ.

ہم نے جو حدیث معلق کا حکم ذکر کیا ہے یہ ان احادیث کے بارے میں ہے جن کو امام بخاری رحمہ اللہ بطور مقصود لائے ہیں نہ کہ ان احادیث کے بارے میں جن کو استدلال کے موقع لائے ہیں کیونکہ شواہد اور دلائل میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ ان میں صحیح کی شرائط نہ ہو چاہے وہ معلق ہو یا مسند ہو۔ پھر میں نے لفظ تعلیق کا استعمال ان اسناد میں دیکھا ہے جن کے شروع سے ایک یا ایک سے زائد راویوں کا حذف کیا گیا ہو یہاں تک کہ بعض حضرات نے تمام سند میں کسی بھی جگہ حذف کے لیے اس لفظ کو استعمال کیا ہے۔

مِثَالُ ذَلِكَ: قَوْلُهُ " قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَا وَكَذَا. رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ كَذَا وَكَذَا. قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا ". وَهَكَذَا إِلَى شُيُوخِ شُيُوخِهِ.

اس کی مثال راوی کا یہ قول ہے: قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا و كذا. قال ابن عباس كذا و كذا. روى أبو هريرة كذا و كذا. قال سعيد بن المسيب عن أبي هريرة كذا و كذا. قال الزهري عن أبي سلمة عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم كذا و كذا. اس طرح راوی کا اپنے شیوخ کے شیوخ تک۔

وَأَمَّا مَا أَوْرَدَهُ كَذَلِكَ عَنْ شُيُوخِهِ فَهُوَ مِنْ قَبِيلِ مَا ذَكَرْنَاهُ قَرِيبًا فِي الثَّالِثِ مِنْ هَذِهِ التَّفْرِيعَاتِ.

وَبَلَغَنِي عَنْ بَعْضِ الْمُتَأَخِّرِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَغْرِبِ أَنَّهُ جَعَلَهُ قِسْمًا مِنَ التَّعْلِيقِ ثَانِيًا، وَأَضَافَ إِلَيْهِ قَوْلَ الْبُخَارِيِّ - فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِنْ كِتَابِهِ -: " وَقَالَ لِي فُلَانٌ، وَزَادَنَا فُلَانٌ " فَوَسَمَ كُلَّ ذَلِكَ بِالتَّعْلِيقِ الْمُتَّصِلِ مِنْ حَيْثُ الظَّاهِرُ، الْمُنْفَصِلِ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنَى، وَقَالَ: مَتَى رَأَيْتَ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ: " وَقَالَ لِي، وَقَالَ لَنَا " فَاعْلَمْ أَنَّهُ إِسْنَادٌ لَمْ يَذْكُرْهُ لِلِاحْتِجَاجِ بِهِ، وَإِنَّمَا ذَكَرَهُ لِلِاسْتِشْهَادِ بِهِ.

وَكَثِيرًا مَا يُعَبِّرُ الْمُحَدِّثُونَ بِهَذَا اللَّفْظِ عَمَّا جَرَى بَيْنَهُمْ فِي الْمُذَاكَرَاتِ وَالْمُنَاظَرَاتِ، وَأَحَادِيثُ الْمُذَاكَرَةِ قَلَّمَا يَحْتَجُّونَ بِهَا.

اور جو راوی اپنے شیوخ سے اس طرح کی معلق روایت نقل کرے تو وہ ہمارے ذکر کردہ تفریعات میں سے تیسری تفریع کے قبیل سے ہوگا۔

اہل مغرب میں سے بعض متاخرین کے بارے میں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے اس قسم کی روایت کو معلق ہی کی دوسری قسم قرار دیا ہے اور انہوں نے اس کی طرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو منسوب کیا ہے جو ان کی کتاب میں متعدد جگہوں میں مذکور ہے (وقال لی فلان وزادنا فلان) پس بعض اہل مغرب نے اس کو ظاہر کے اعتبار سے تعلیق متصل اور معنی کے اعتبار سے تعلیق منفصل بنایا ہے اور ان کے نزدیک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جب یہ فرماتے ہیں (وقال لی وقال لنا) تو آپ سمجھیں کہ اس اسناد کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بطور استدلال کے نہیں ذکر فرمارہے بلکہ بطور استشہاد کے ذکر فرمارہے ہیں۔ محدثین کی عادت ہے کہ وہ زیادہ تر اس لفظ کا استعمال مذاکرہ اور مناظرہ کے دوران کرتے ہیں اور بہت کم ہی اس سے استدلال کرتے ہیں۔

قُلْتُ: وَمَا ادَّعَاهُ عَلَى الْبُخَارِيِّ مُخَالِفٌ لِمَا قَالَهُ مَنْ هُوَ أَقْدَمُ مِنْهُ وَأَعْرَفُ بِالْبُخَارِيِّ، وَهُوَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ أَبُو جَعْفَرِ بْنُ حَمْدَانَ النَّيْسَابُورِيُّ، فَقَدْ رُوِّينَا عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: كُلُّ مَا قَالَ الْبُخَارِيُّ: " قَالَ لِي فُلَانٌ " فَهُوَ عَرْضٌ وَمُنَاوَلَةٌ.

میں کہتا ہوں کہ بعض اہل مغرب نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف جو دعویٰ کیا ہے وہ ایک جلیل القدر بزرگ ابوجعفر بن حمدان نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ہے جو ان سے زمانے کے اعتبار سے مقدم ہیں اور ان سے زیادہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے ان سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ جب بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (قال لی فلان) کہتے ہیں تو اس سے مقصود محض حدیث پیش کرنا اور زیر بحث لانا ہوتا ہے۔

قُلْتُ: وَلَمْ أَجِدْ لَفْظَ التَّعْلِيقِ مُسْتَعْمَلًا فِيمَا سَقَطَ فِيهِ بَعْضُ رِجَالِ الْإِسْنَادِ مِنْ وَسَطِهِ أَوْ مِنْ آخِرِهِ، وَلَا فِي مِثْلِ قَوْلِهِ: " يُرْوَى عَنْ فُلَانٍ، وَيُذْكَرُ عَنْ فُلَانٍ " وَمَا أَشْبَهَهُ مِمَّا لَيْسَ فِيهِ جَزْمٌ عَلَى مَنْ ذَكَرَ ذَلِكَ بِأَنَّهُ قَالَهُ وَذَكَرَهُ.

وَكَأَنَّ هَذَا التَّعْلِيقَ مَأْخُوذٌ مِنْ تَعْلِيقِ الْجِدَارِ، وَتَعْلِيقِ الطَّلَاقِ وَنَحْوِهِ، لِمَا يَشْتَرِكُ الْجَمِيعُ فِيهِ مِنْ قَطْعِ الِاتِّصَالِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ میں نے نہیں دیکھا ہے کہ کبھی محدثین نے لفظ تعلیق کا استعمال ان اسناد پر کیا ہو جن کے درمیان یا آخر سے کسی راوی کو حذف کیا گیا ہو اور نہ ہی (یروی عن فلان ویذکر عن فلان) جیسے قول پر اور نہ ہی اسی طرح اس قول پر جو ایسے معنی پر مشتمل ہو جس میں جزم اور یقین نہ ہو جیسے وذکرہ۔ گویا کہ یہ تعلیق تعلیق الجدار یا تعلیق الطلاق وغیرہ سے ماخوذ ہے جن میں قطع اتصال والا معنی پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

الْخَامِسُ: الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَاهُ بَعْضُ الثِّقَاتِ مُرْسَلًا وَبَعْضُهُمْ مُتَّصِلًا اخْتَلَفَ أَهْلُ الْحَدِيثِ فِي

أَنَّهُ مُلْحَقٌ بِقَبِيلِ الْمَوْصُولِ أَوْ بِقَبِيلِ الْمُرْسَلِ.

مِثَالُهُ: حَدِيثُ: " لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ "، رَوَاهُ إِسْرَائِيلُ بْنُ يُونُسَ فِي آخَرِينَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي إِسْحَاقَ السَّبِيعِيِّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْنَدًا هَكَذَا مُتَّصِلًا.

وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَشُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا هَكَذَا.

## پانچویں تفریع:

وہ حدیث جس کو بعض ثقہ راویوں نے مرسل روایت کیا اور بعضوں نے اس کو متصل روایت کیا ہو تو وہ حدیث مرسل کے قبیل کے ساتھ ملحق ہوگی یا متصل کے قبیل کے ساتھ ملحق ہوگی؟ اس بارے میں محدثین کا اختلاف ہے۔ اس کی مثال حدیث (لا نکاح إلا بولی) ہے اس کو: إسرائیل بن یونس فی آخرین عن جده أبی إسحاق السبیعی عن أبی بردة عن أبیه أبی موسی الأشعری عن رسول الله صلی الله علیه و سلم: کی سند کے ساتھ مسنداً متصلاً روایت کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس حدیث کو سفیان الثوری وشعبة عن أبی إسحاق عن أبی بردة عن النبی صلی الله علیه و سلم کی سند کے ساتھ مرسلاً بھی روایت کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

فَحَكَى الْخَطِيبُ الْحَافِظُ أَنَّ أَكْثَرَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ يَرَوْنَ الْحُكْمَ فِي هَذَا وَأَشْبَاهِهِ لِلْمُرْسَلِ.

وَعَنْ بَعْضِهِمْ: أَنَّ الْحُكْمَ لِلْأَكْثَرِ.

وَعَنْ بَعْضِهِمْ: أَنَّ الْحُكْمَ لِلْأَحْفَظِ، فَإِذَا كَانَ مَنْ أَرْسَلَهُ أَحْفَظَ مِمَّنْ وَصَلَهُ فَالْحُكْمُ لِمَنْ أَرْسَلَهُ، ثُمَّ لَا يَقْدَحُ ذَلِكَ فِي عَدَالَةِ مَنْ وَصَلَهُ وَأَهْلِيَّتِهِ.

وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: " مَنْ أَسْنَدَ حَدِيثًا قَدْ أَرْسَلَهُ الْحُفَّاظُ فَإِرْسَالُهُمْ لَهُ يَقْدَحُ فِي مُسْنَدِهِ وَفِي عَدَالَتِهِ وَأَهْلِيَّتِهِ ".

وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: " الْحُكْمُ لِمَنْ أَسْنَدَهُ إِذَا كَانَ عَدْلًا ضَابِطًا، فَيُقْبَلُ خَبَرُهُ وَإِنْ خَالَفَهُ غَيْرُهُ، سَوَاءٌ كَانَ الْمُخَالِفُ لَهُ وَاحِدًا أَوْ جَمَاعَةً ".

قَالَ الْخَطِيبُ: " هَذَا الْقَوْلُ هُوَ الصَّحِيحُ ".

حافظ ابو بکر الخطیب سے منقول ہے کہ اکثر محدثین کے نزدیک اس قسم کی روایت اور اس جیسی روایت مرسل خیال کی جاتی ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جس کا راوی احفظ ہوگا وہی حکم لگایا جائے گا اگر مسند کے مقابلے میں مرسل کا راوی احفظ ہوگا تو وہ حدیث مرسل ہوگی لیکن اس ارسال کی وجہ سے اس راوی کی عدالت اور اہلیت متاثر نہیں ہوگی جس نے اس حدیث کو مسنداً نقل کیا

تھا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس حدیث کے بارے میں مسند ہونے کا حکم کیا جائے گا بشرطیکہ اس کا راوی عادل اور ضابط ہو اگرچہ اس کی مخالفت بھی کی گئی ہو، چاہے مخالفت کرنے والا ایک راوی ہو یا پوری ایک جماعت ہو۔ اس آخری قول کے بارے میں خطیب نے فرمایا کہ یہی قول صحیح ہے۔

قُلْتُ: وَمَا صَحَّحَهُ هُوَ الصَّحِيحُ فِي الْفِقْهِ وَأُصُولِهِ، وَسُئِلَ الْبُخَارِيُّ عَنْ حَدِيثِ: "لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ" الْمَذْكُورِ، فَحَكَمَ لِمَنْ وَصَلَهُ، وَقَالَ: "الزِّيَادَةُ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُولَةٌ"، فَقَالَ الْبُخَارِيُّ هَذَا، مَعَ أَنَّ مَنْ أَرْسَلَهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ، وَهُمَا جَبَلَانِ لَهُمَا مِنَ الْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ الدَّرَجَةُ الْعَالِيَةُ.

میں کہتا ہوں کہ خطیب نے جس قول کی تصحیح کی ہے فقہ اور اصول فقہ میں وہی قول صحیح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ سے حدیث: ((لا نکاح إلا بولی)) کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے مسنداً روایت کرنے والے راوی کے حق میں اس پر حکم لگایا یعنی اس کے مسند ہونے کا حکم لگایا اور فرمایا کہ ثقہ راویوں کی جانب سے زیادتی مقبول ہے اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ باوجود اس کے کہ اس روایت کو مرسلاً روایت کرنے والے سفیان ثوری اور شعبہ ہیں اور وہ دونوں علم کے پہاڑ ہیں اور حفظ واتقان میں ان کا اعلیٰ مرتبہ ہے۔

وَيَلْتَحِقُ بِهَذَا مَا إِذَا كَانَ الَّذِي وَصَلَهُ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَهُ، وَصَلَهُ فِي وَقْتٍ وَأَرْسَلَهُ فِي وَقْتٍ. وَهَكَذَا إِذَا رَفَعَ بَعْضُهُمُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَقَفَهُ بَعْضُهُمْ عَلَى الصَّحَابِيِّ، أَوْ رَفَعَهُ وَاحِدٌ فِي وَقْتٍ وَوَقَفَهُ هُوَ أَيْضًا فِي وَقْتٍ آخَرَ، فَالْحُكْمُ عَلَى الْأَصَحِّ فِي كُلِّ ذَلِكَ لِمَا زَادَهُ الثِّقَةُ مِنَ الْوَصْلِ وَالرَّفْعِ؛ لِأَنَّهُ مُثْبِتٌ وَغَيْرُهُ سَاكِتٌ، وَلَوْ كَانَ نَافِيًا فَالْمُثْبِتُ مُقَدَّمٌ عَلَيْهِ؛ لِأَنَّهُ عَلِمَ مَا خَفِيَ عَلَيْهِ. وَلِهَذَا الْفَصْلِ تَعَلُّقٌ بِفَصْلِ زِيَادَةِ الثِّقَةِ فِي الْحَدِيثِ، وَسَيَأْتِي إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى، وَهُوَ أَعْلَمُ.

اس حدیث کے ساتھ حکم میں وہ حدیث بھی ملحق ہے جس کو ایک ہی راوی نے مرسلاً اور مسنداً روایت کیا ہو یعنی ایک وقت میں اس کو مرسلاً اور دوسرے وقت میں اس کو مسنداً روایت کیا ہو۔ اسی طرح وہ حدیث بھی حدیث مذکور کے حکم میں ہے جس کو بعض راویوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نقل کیا ہو اور دوسرے بعض راویوں نے اس کو صحابی پر موقوف نقل کیا ہو، یا ایک ہی راوی نے اس کو ایک وقت میں مرفوع روایت کیا ہو اور اسی راوی نے اس کو دوسرے وقت میں موقوف نقل کیا ہو۔ پس اس قسم کی تمام روایات میں صحیح تر قول کے مطابق ثقہ راوی کی مرفوع اور موصول ہونے کی زیادتی کے حق میں حکم لگایا جائے گا کیونکہ وہ راوی حدیث میں زیادتی کو ثابت کرنے والا ہے اور مرسلاً روایت کرنے والا راوی اس زیادتی کے بارے میں خاموش ہے اور اگر وہ اس کے مرفوع اور متصل ہونے کی نفی بھی کرے تب بھی مثبت ہی مقدم ہوگا کیونکہ اس راوی کو اتصال کا علم ہوا جو کہ نفی کرنے والے راوی پر مخفی رہا۔ اس فصل مذکور کا تعلق (زیادۃ الثقۃ فی الحدیث) کی فصل کے ساتھ ہے جس کا ذکر ان شاء اللہ عنقریب آئے گا۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ الثَّانِيَ عَشَرَ — بارہویں قسم

# مَعْرِفَةُ التَّدْلِيسِ وَحُكْمُ الْمُدَلِّسِ
# تدلیس اور مدلس کے حکم کا تعارف

التَّدْلِيسُ قِسْمَانِ:

أَحَدُهُمَا: تَدْلِيسُ الْإِسْنَادِ، وَهُوَ أَنْ يَرْوِيَ عَمَّنْ لَقِيَهُ مَا لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ، مُوهِمًا أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ، أَوْ عَمَّنْ عَاصَرَهُ وَلَمْ يَلْقَهُ مُوهِمًا أَنَّهُ قَدْ لَقِيَهُ وَسَمِعَهُ مِنْهُ، ثُمَّ قَدْ يَكُونُ بَيْنَهُمَا وَاحِدٌ وَقَدْ يَكُونُ أَكْثَرُ.

وَمِنْ شَأْنِهِ أَنْ لَا يَقُولَ فِي ذَلِكَ: (أَخْبَرَنَا فُلَانٌ) وَلَا (حَدَّثَنَا) وَمَا أَشْبَهَهُمَا، وَإِنَّمَا يَقُولُ: (قَالَ فُلَانٌ أَوْ عَنْ فُلَانٍ) وَنَحْوَ ذَلِكَ.

مِثَالُ ذَلِكَ: " مَا رُوِّينَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ خَشْرَمٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عُيَيْنَةَ، فَقَالَ: " الزُّهْرِيُّ "، فَقِيلَ لَهُ: " حَدَّثَكُمُ الزُّهْرِيُّ؟ " فَسَكَتَ، ثُمَّ قَالَ: " الزُّهْرِيُّ "، فَقِيلَ لَهُ: " سَمِعْتَهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ؟ " فَقَالَ: " لَا، لَمْ أَسْمَعْهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ، وَلَا مِمَّنْ سَمِعَهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ".

## تدلیس کی اقسام:

تدلیس کی دو قسمیں ہیں۔

## پہلی قسم:

اس سے مراد اسناد میں تدلیس ہے یعنی ایک راوی جب ایسے شیخ سے روایت کرے جن سے راوی کی ملاقات تو ثابت ہو لیکن سماع ثابت نہ ہو اس حال میں کہ ان سے سماع کا وہم ہوتا ہو یا راوی اپنے ہم عصر شیخ سے روایت کرے جن سے راوی کی ملاقات ثابت نہ ہو اس حال میں اس کی ملاقات اور سماع کا وہم ہوتا ہو۔ پھر کبھی تو راوی اور مروی عنہ کے درمیان ایک راوی ہوتا ہے اور کبھی ایک سے زیادہ راوی ہوتے ہیں۔

اس قسم کی حدیث کے بارے میں راوی: اخبرنا فلان، حدثنا فلان: اور اس سے ملتے جلتے الفاظ نہیں کہے گا بلکہ قال فلان یا عن فلان اور اس سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ اس کو نقل کرے گا۔ اس کی مثال وہ حدیث ہے جس کو ہم نے علی بن خشرم سے نقل کیا ہے۔ چنانچہ وہ نقل کرتے ہیں کہ ہم ابن عیینہ کی خدمت میں حاضر تھے، انہوں نے فرمایا کہ قال الزھری: ان سے پوچھا گیا کہ کیا امام زہری نے خود یہ حدیث آپ کے سامنے بیان کی ہے؟ تو ابن عیینہ خاموش ہو گئے۔ پھر انہوں نے کہا کہ قال الزھری: ان سے دوسری مرتبہ بھی وہی سوال کیا گیا کہ کیا آپ نے یہ روایت خود امام زہری سے سنی ہے؟ تو فرمایا کہ نہیں، میں نے نہ تو یہ حدیث خود امام زہری سے سنی ہے اور نہ ہی ان کے کسی شاگرد سے سنی ہے بلکہ عبدالرزاق نے معمر سے اور انہوں نے امام زہری سے یہ روایت بیان کی ہے۔

الْقِسْمُ الثَّانِي: تَدْلِيسُ الشُّيُوخِ، وَهُوَ: أَنْ يَرْوِيَ عَنْ شَيْخٍ حَدِيثًا سَمِعَهُ مِنْهُ، فَيُسَمِّيَهُ أَوْ يُكَنِّيَهُ، أَوْ يَنْسُبَهُ، أَوْ يَصِفَهُ بِمَا لَا يُعْرَفُ بِهِ، كَيْ لَا يُعْرَفَ.

مِثَالُهُ: مَا رُوِيَ لَنَا عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُجَاهِدٍ الْإِمَامِ الْمُقْرِئِ: أَنَّهُ رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيِّ فَقَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ، وَرَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ النَّقَّاشِ الْمُفَسِّرِ الْمُقْرِئِ، فَقَالَ: "حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَنَدٍ"، نَسَبَهُ إِلَى جَدٍّ لَهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## تدلیس کی دوسری قسم:

شیوخ میں تدلیس کرنا، اس سے مراد وہ تدلیس ہے کہ راوی اپنے شیخ سے ایسی حدیث نقل کرتا ہے جو اس نے ان سے سنی ہوتی ہے پھر وہ اپنے شیخ کا نام، کنیت، نسبت یا کوئی ایسا وصف ذکر کرتا ہے جس کے ساتھ وہ شیخ معروف نہ ہوتا کہ اس کے شیخ کا پتہ نہ چل سکے۔

اس کی مثال وہ حدیث ہے جس کو امام المقری ابوبکر بن مجاہد نے ہم سے روایت کیا أنه روى عن أبي بكر عبد الله بن أبي داود السجستاني فقال: حدثنا عبد الله بن أبي عبد الله.

اور ابوبکر بن مجاہد نے ابوبکر بن الحسن بن نقاش المقری سے روایت کیا ہے چنانچہ فرمایا: حدثنا محمد بن سند یعنی راوی نے محمد بن حسن کے دادا سند کی طرف نسبت کی ہے۔ واللہ اعلم

أَمَّا الْقِسْمُ الْأَوَّلُ: فَمَكْرُوهٌ جِدًّا، ذَمَّهُ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ، وَكَانَ شُعْبَةُ مِنْ أَشَدِّهِمْ ذَمًّا لَهُ. فَرُوِّينَا عَنِ الشَّافِعِيِّ الْإِمَامِ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) عَنْهُ - أَنَّهُ قَالَ: "التَّدْلِيسُ أَخُو الْكَذِبِ". وَرُوِّينَا عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: "لَأَنْ أَزْنِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُدَلِّسَ". وَهَذَا مِنْ شُعْبَةَ إِفْرَاطٌ مَحْمُولٌ عَلَى الْمُبَالَغَةِ فِي الزَّجْرِ عَنْهُ وَالتَّنْفِيرِ.

## پہلی قسم کا حکم:

بہر حال پہلی قسم کا حکم یہ ہے کہ اس کو نہایت مکروہ سمجھا جاتا ہے اکثر علماء نے اس کی مذمت بیان کی ہے اور اس کی سب سے

زیادہ مذمت شعبہ نے بیان کی ہے۔ہم نے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے فرمایا کہ تدلیس جھوٹ کے مثل ہے اورہم نے شعبہ سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں زنا کروں بنسبت اس کے کہ میں تدلیس کروں۔شعبہ کا یہ قول افراط پر مبنی ہے اور تدلیس پر زجر اور اس سے تنفر کرنے کے لیے مبالغہ پر محمول ہے۔

ثُمَّ اخْتَلَفُوا فِي قَبُولِ رِوَايَةِ مَنْ عُرِفَ بِهَذَا التَّدْلِيسِ فَجَعَلَهُ فَرِيقٌ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالْفُقَهَاءِ مَجْرُوحًا بِذَلِكَ، وَقَالُوا: لَا تُقْبَلُ رِوَايَتُهُ بِحَالٍ بَيَّنَ السَّمَاعَ أَوْ لَمْ يُبَيِّنْ.

جو راوی پہلی قسم کی تدلیس کے ساتھ مشہور ہو اس کی روایت قبول کرنے کے بارے اختلاف ہے۔محدثین اور فقہاء کی ایک جماعت نے تو اس راوی کو تدلیس کی وجہ سے مجروح قرار دیا ہے اور انہوں نے اس قسم کے راوی کے بارے میں فرمایا کہ ایسے راوی کی روایت کسی حال میں بھی قبول نہیں کی جائے گی چاہے اس نے سماع کو بیان کیا ہو یا بیان نہ کیا ہو۔

وَالصَّحِيحُ التَّفْصِيلُ، وَأَنَّ مَا رَوَاهُ الْمُدَلِّسُ بِلَفْظٍ مُحْتَمَلٍ لَمْ يُبَيِّنْ فِيهِ السَّمَاعَ وَالِاتِّصَالَ حُكْمُهُ حُكْمُ الْمُرْسَلِ وَأَنْوَاعِهِ، وَمَا رَوَاهُ بِلَفْظٍ مُبَيِّنٍ لِلِاتِّصَالِ نَحْوَ (سَمِعْتُ، وَحَدَّثَنَا، وَأَخْبَرَنَا) وَأَشْبَاهِهَا فَهُوَ مَقْبُولٌ مُحْتَجٌّ بِهِ.

وَفِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْكُتُبِ الْمُعْتَمَدَةِ مِنْ حَدِيثِ هَذَا الضَّرْبِ كَثِيرٌ جِدًّا: كَقَتَادَةَ، وَالْأَعْمَشِ، وَالسُّفْيَانَيْنِ، وَهِشَامِ بْنِ بَشِيرٍ، وَغَيْرِهِمْ.

وَهَذَا لِأَنَّ التَّدْلِيسَ لَيْسَ كَذِبًا، وَإِنَّمَا هُوَ ضَرْبٌ مِنَ الْإِيهَامِ بِلَفْظٍ مُحْتَمَلٍ.

وَالْحُكْمُ بِأَنَّهُ لَا يُقْبَلُ مِنَ الْمُدَلِّسِ حَتَّى يُبَيِّنَ قَدْ أَجْرَاهُ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيمَنْ عَرَفْنَاهُ دَلَّسَ مَرَّةً، وَاللهُ أَعْلَمُ.

لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے اگر تدلیس کرنے والے راوی کے الفاظ ایسے ہوں جن میں سماع اور اتصال کو صراحت کے ساتھ بیان نہ کیا گیا ہو تو اس حدیث کا حکم مرسل اور اس کی اقسام جیسا ہوگا اور اگر راوی کے الفاظ اتصال اور سماع کی تصریح کرتے ہوں جیسے (سمعت وحدثنا وأخبرنا) اور اس سے ملتے جلتے الفاظ، تو وہ روایت مقبول اور قابل استدلال ہوگی۔
صحیحین اور حدیث کی دوسری معتمد کتابوں میں اس کی مثالیں بہت کثرت سے پائی جاتی ہیں جیسے قتادہ، اعمش، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ اور ہشام بن بشیر وغیرہ، اس کی وجہ یہ ہے کہ تدلیس جھوٹ نہیں ہے بلکہ لفظ محتمل کے ذریعے ایک قسم کے وہم میں مبتلا کرنا ہے۔اور اس کا حکم یہ ہے کہ تدلیس کرنے والے کی روایت کو قبول نہ کیا جائے جب تک کہ وہ اس کی وضاحت نہ کردے۔البتہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے ہماری معلومات کے مطابق ایک مرتبہ تدلیس کرنے والے راوی کی روایت کو جائز رکھا ہے۔

وَأَمَّا الْقِسْمُ الثَّانِي: فَأَمْرُهُ أَخَفُّ، وَفِيهِ تَضْيِيعٌ لِلْمَرْوِيِّ عَنْهُ، وَتَوْعِيرٌ لِطَرِيقِ مَعْرِفَتِهِ عَلَى مَنْ يَطْلُبُ الْوُقُوفَ عَلَى حَالِهِ وَأَهْلِيَّتِهِ.

وَيَخْتَلِفُ الْحَالُ فِي كَرَاهَةِ ذٰلِكَ بِحَسَبِ الْغَرَضِ الْحَامِلِ عَلَيْهِ، فَقَدْ يَحْمِلُهُ عَلَى ذٰلِكَ كَوْنُ شَيْخِهِ الَّذِي غَيَّرَ سِمَتَهُ غَيْرَ ثِقَةٍ، أَوْ كَوْنُهُ مُتَأَخِّرَ الْوَفَاةِ قَدْ شَارَكَهُ فِي السَّمَاعِ مِنْهُ جَمَاعَةٌ دُونَهُ، أَوْ كَوْنُهُ أَصْغَرَ سِنًّا مِنَ الرَّاوِي عَنْهُ، أَوْ كَوْنُهُ كَثِيرَ الرِّوَايَةِ عَنْهُ فَلَا يُحِبُّ الْإِكْثَارَ مِنْ ذِكْرِ شَخْصٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةٍ وَاحِدَةٍ.

وَتَسَمَّحَ بِذٰلِكَ جَمَاعَةٌ مِنَ الرُّوَاةِ الْمُصَنِّفِينَ، مِنْهُمُ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ، فَقَدْ كَانَ لَهِجًا بِهِ فِي تَصَانِيفِهِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

دوسری قسم کا حکم:

تدلیس کی دوسری قسم کا حکم پہلی قسم کے حکم کے مقابلے میں نسبتاً ہلکا اور خفیف ہے اور اس میں مروی عنہ کو ضائع کرنا لازم آتا ہے اور کسی شخص کے لیے اس کو پہچاننے کے راستے کو مسدود کرنا ہے جو اس کی حالت اور اہلیت کو معلوم کرنا چاہتا ہو۔ جس غرض کی خاطر تدلیس کی جاتی ہے اس کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس کی کراہت کی حالت بھی مختلف ہوتی رہتی ہے۔ بعض اوقات تو تدلیس اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ شیخ جس کا نام سند میں ظاہر نہ کیا گیا ہو وہ غیر ثقہ ہوتا ہے یا وہ اس قدر متاخر الوفاۃ ہوتا ہے کہ راوی کے ساتھ اس سے کم درجہ کے راوی اس روایت میں شریک ہوتے ہیں یا مروی عنہ راوی سے کم عمر ہوتا ہے یا وہ مروی عنہ سے کثرت سے روایت کرنے والا ہوتا ہے اور وہ ایک ہی طرز پر ایک ہی راوی سے کثرت سے روایت کرنا پسند نہیں کرتا۔ مصنفین راویوں کی ایک جماعت نے جن میں خطیب ابو بکر بھی شامل ہیں اس قسم کی تدلیس کو جائز قرار دیا ہے اور وہ اپنی تصانیف اس قسم کے بہت دلدادہ نظر آتے ہیں۔ واللہ اعلم



النَّوْعُ الثَّالِثَ عَشَرَ                تیرھویں قسم

# مَعْرِفَةُ الشَّاذِّ

## حدیثِ شاذ کا تعارف

رُوِّينَا عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: قَالَ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: "لَيْسَ الشَّاذُّ مِنَ الْحَدِيثِ أَنْ يَرْوِيَ الثِّقَةُ مَا لَا يَرْوِي غَيْرُهُ، إِنَّمَا الشَّاذُّ أَنْ يَرْوِيَ الثِّقَةُ حَدِيثًا يُخَالِفُ مَا رَوَى النَّاسُ".

وَحَكَى الْحَافِظُ أَبُو يَعْلَى الْخَلِيلِيُّ الْقَزْوِينِيُّ نَحْوَ هَذَا عَنِ الشَّافِعِيِّ وَجَمَاعَةٍ مِنْ أَهْلِ الْحِجَازِ. ثُمَّ قَالَ: "الَّذِي عَلَيْهِ حُفَّاظُ الْحَدِيثِ أَنَّ الشَّاذَّ مَا لَيْسَ لَهُ إِلَّا إِسْنَادٌ وَاحِدٌ، يَشِذُّ بِذَلِكَ شَيْخٌ ثِقَةٌ كَانَ أَوْ غَيْرَ ثِقَةٍ. فَمَا كَانَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ فَمَتْرُوكٌ لَا يُقْبَلُ، وَمَا كَانَ عَنْ ثِقَةٍ يُتَوَقَّفُ فِيهِ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ.

ہم نے یونس بن عبدالاعلیٰ سے روایت کیا، انہوں نے کہا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاذ اس حدیث کونہیں کہتے کہ ثقہ راوی ایسی روایت نقل کرے جسکو غیر ثقہ راویوں نے نقل نہ کیا ہو بلکہ شاذ اس حدیث کو کہتے ہیں کہ ثقہ راوی ایسی روایت نقل کرے جو دوسرے راویوں کی روایت کے خلاف ہو۔

حافظ ابویعلی خلیلی قزوینی نے بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل حجاز کی ایک جماعت سے اسی طرح نقل کیا ہے پھر اس نقل کے بعد انہوں نے فرمایا کہ حفاظ حدیث کے مذہب کے مطابق شاذ وہ حدیث ہے جو صرف ایک ہی سند سے مروی ہو ایک شیخ اس کے نقل کرنے میں شاذ اور منفرد ہو چاہے وہ ثقہ ہو یا غیر ثقہ ہو۔ پس ان میں سے جو غیر ثقہ شیخ سے مروی ہو تو ایسی روایت متروک ہوگی اور اس کو قبول نہیں کیا جائے گا اور جو ثقہ شیخ سے مروی ہو اسکے بارے میں توقف کیا جائے گا اور ایسی روایت ناقابل استدلال ہوگی۔

وَذَكَرَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ أَنَّ الشَّاذَّ هُوَ الْحَدِيثُ الَّذِي يَتَفَرَّدُ بِهِ ثِقَةٌ مِنَ الثِّقَاتِ، وَلَيْسَ لَهُ أَصْلٌ بِمُتَابِعٍ لِذَلِكَ الثِّقَةِ. وَذَكَرَ أَنَّهُ يُغَايِرُ الْمُعَلَّلَ مِنْ حَيْثُ إِنَّ الْمُعَلَّلَ وُقِفَ عَلَى عِلَّتِهِ الدَّالَّةِ عَلَى جِهَةِ الْوَهْمِ فِيهِ، وَالشَّاذُّ لَمْ يُوقَفْ فِيهِ عَلَى عِلَّتِهِ كَذَلِكَ.

حافظ حاکم ابوعبداللہ نے ذکر کیا ہے کہ شاذ اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے نقل کرنے میں ثقہ راویوں میں کوئی ثقہ راوی متفرد ہو اور اس ثقہ کے اتباع میں کوئی اصل نہ ہو اور انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ شاذ حدیث، معلل سے اس لحاظ سے مغایر ہے کہ معلل وہم اور شبہ والی جہت پر دلالت کرنے ولی علت پر موقوف ہوتی ہے اور شاذ اس کی طرح علت پر موقوف نہیں ہوتی۔

قُلْتُ: أَمَّا مَا حَكَمَ الشَّافِعِيُّ عَلَيْهِ بِالشُّذُوذِ فَلَا إِشْكَالَ فِي أَنَّهُ شَاذٌّ غَيْرُ مَقْبُولٍ.

وَأَمَّا مَا حَكَيْنَاهُ عَنْ غَيْرِهِ فَيُشْكِلُ بِمَا يَنْفَرِدُ بِهِ الْعَدْلُ الْحَافِظُ الضَّابِطُ، كَحَدِيثِ: " إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ " فَإِنَّهُ حَدِيثٌ فَرْدٌ تَفَرَّدَ بِهِ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ تَفَرَّدَ بِهِ عَنْ عُمَرَ عَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، ثُمَّ عَنْ عَلْقَمَةَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثُمَّ عَنْهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَلَى مَا هُوَ الصَّحِيحُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

میں کہتا ہوں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے جس حدیث پر شاذ ہونے کا حکم لگایا ہے اس کے شاذ ہونے اور غیر مقبول ہونے میں تو کسی قسم کا کوئی اشکال نہیں ہے۔ ہاں جو ہم نے شاذ کی تعریف کے سلسلے میں دوسرے حضرات کے اقوال ذکر کیے ہیں ان پر اس صورت میں اشکال ہوتا ہے جب عادل، حافظ اور ضابط راوی کسی حدیث میں متفرد ہو جائے جیسے حدیث ((إنما الأعمال بالنيات)) کیونکہ اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متفرد ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے علقمہ بن وقاص بھی متفرد ہیں پھر محمد بن ابراہیم، علقمہ سے اور پھر یحییٰ بن سعید، محمد بن ابراہیم سے متفرد ہیں۔ محدثین کے نزدیک یہی صحیح قول ہے۔

وَأَوْضَحُ مِنْ ذَلِكَ فِي ذَلِكَ: حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهِ ". تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ.

وَحَدِيثُ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ ". تَفَرَّدَ بِهِ مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

اس باب میں مذکورہ بالا حدیث سے بھی زیادہ واضح حدیث عبداللہ بن دینار کی حدیث ہے عبد الله بن دينار عن ابن عمر: أن النبي صلى الله عليه و سلم نهى عن بيع الولاء وهبته. اس حدیث میں عبداللہ بن دینار متفرد ہیں۔ اس کی دوسری مثال امام مالک رحمہ اللہ کی حدیث ہے مالك عن الزهري عن أنس: أن النبي صلى الله عليه و سلم دخل مكة وعلى رأسه مغفر. اس حدیث میں امام مالک رحمہ اللہ زہری سے نقل کرنے میں متفرد ہیں۔

فَكُلُّ هَذِهِ مُخَرَّجَةٌ فِي الصَّحِيحَيْنِ مَعَ أَنَّهُ لَيْسَ لَهَا إِلَّا إِسْنَادٌ وَاحِدٌ تَفَرَّدَ بِهِ ثِقَةٌ. وَفِي غَرَائِبِ الصَّحِيحِ أَشْبَاهٌ لِذَلِكَ غَيْرُ قَلِيلَةٍ. وَقَدْ قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ: " لِلزُّهْرِيِّ نَحْوُ تِسْعِينَ حَرْفًا يَرْوِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يُشَارِكُهُ فِيهَا أَحَدٌ، بِأَسَانِيدَ جِيَادٍ ". وَاللهُ أَعْلَمُ.

یہ تمام احادیث صحیحین میں منقول ہیں حالانکہ یہ صرف ایک ہی سند کے ساتھ مروی ہیں اور ایک ثقہ راوی ان کے نقل کرنے میں متفرد ہے اور غرائب الصحیح میں تفرد کی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔ امام مسلم بن حجاج نے فرمایا کہ امام زہری کی تقریباً نوے روایات ایسی ہیں جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں اور کوئی دوسرا راوی ان کے نقل میں ان کے ساتھ شریک نہیں ہے اور وہ تمام اسناد بھی جید اور اعلیٰ ہیں۔ واللہ اعلم

فَهٰذَا الَّذِي ذَكَرْنَاهُ وَغَيْرُهُ مِنْ مَذَاهِبِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ يُبَيِّنُ لَكَ أَنَّهُ لَيْسَ الْأَمْرُ فِي ذٰلِكَ عَلَى الْإِطْلَاقِ الَّذِي أَتَى بِهِ الْخَلِيلِيُّ وَالْحَاكِمُ، بَلِ الْأَمْرُ فِي ذٰلِكَ عَلَى تَفْصِيلٍ نُبَيِّنُهُ فَنَقُولُ:

یہ جو ہم نے محدثین کے مذاہب ذکر کیے ہیں اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شاذ کا معاملہ اس طرح علی الاطلاق نہیں ہے جیسا کہ امام حاکم اور خلیلی نے ذکر کیا ہے بلکہ اس میں کچھ تفصیل ہے جس کو ہم ذکر کرتے ہیں۔ پس اس تفصیل کو بیان کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں:

إِذَا انْفَرَدَ الرَّاوِي بِشَيْءٍ نُظِرَ فِيهِ: فَإِنْ كَانَ مَا انْفَرَدَ بِهِ مُخَالِفًا لِمَا رَوَاهُ مَنْ هُوَ أَوْلَى مِنْهُ بِالْحِفْظِ لِذٰلِكَ، وَأَضْبَطُ كَانَ مَا انْفَرَدَ بِهِ شَاذًّا مَرْدُودًا، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فِيهِ مُخَالَفَةٌ لِمَا رَوَاهُ غَيْرُهُ، وَإِنَّمَا هُوَ أَمْرٌ رَوَاهُ هُوَ وَلَمْ يَرْوِهِ غَيْرُهُ، فَيُنْظَرُ فِي هٰذَا الرَّاوِي الْمُنْفَرِدِ: فَإِنْ كَانَ عَدْلًا حَافِظًا مَوْثُوقًا بِإِتْقَانِهِ وَضَبْطِهِ قُبِلَ مَا انْفَرَدَ بِهِ، وَلَمْ يَقْدَحِ الِانْفِرَادُ فِيهِ، كَمَا فِيمَا سَبَقَ مِنَ الْأَمْثِلَةِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مِمَّنْ يُوثَقُ بِحِفْظِهِ وَإِتْقَانِهِ لِذٰلِكَ الَّذِي انْفَرَدَ بِهِ كَانَ انْفِرَادُهُ بِهِ خَارِمًا لَهُ، مُزَحْزِحًا لَهُ عَنْ حَيِّزِ الصَّحِيحِ.

جب کوئی راوی کسی حدیث میں متفرد ہو جائے تو دیکھا جائے گا کہ اگر اس کی روایت کسی ایسے راوی کی روایت کے مخالف ہو جو ضبط و حافظہ میں اس سے اعلیٰ ہو تو متفرد کی روایت شاذ اور مردود ہوگی۔ اگر اس متفرد راوی کی روایت کسی اور راوی کی روایت کی مخالف نہ ہو بلکہ اس روایت کو صرف متفرد راوی نے ہی روایت کیا اور اس کے علاوہ کسی اور راوی نے روایت نہ کیا ہو تو اس متفرد راوی کو دیکھا جائے گا اگر وہ عادل ہو قوی الحافظہ ہو اور اس کے ضبط و اتقان پر اعتماد کیا جاتا ہو تو اس کی متفرد روایت قبول کی جائے گی اور یہ تفرد اس کے لیے مضر نہیں ہوگا جیسا کہ مثالوں میں گزر چکا ہے۔ اگر وہ متفرد راوی ضبط و اتقان میں معتمد نہ ہو تو راوی کا تفرد اس کے لیے مضر ہوگا اور اس کو صحیح کے مرتبے سے ساقط کر دے گا۔

ثُمَّ هُوَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَائِرٌ بَيْنَ مَرَاتِبَ مُتَفَاوِتَةٍ بِحَسَبِ الْحَالِ فِيهِ، فَإِنْ كَانَ الْمُنْفَرِدُ بِهِ غَيْرَ بَعِيدٍ مِنْ دَرَجَةِ الْحَافِظِ الضَّابِطِ الْمَقْبُولِ تَفَرُّدُهُ اسْتَحْسَنَّا حَدِيثَهُ ذٰلِكَ، وَلَمْ نَحُطَّهُ إِلَى قَبِيلِ الْحَدِيثِ الضَّعِيفِ، وَإِنْ كَانَ بَعِيدًا مِنْ ذٰلِكَ رَدَدْنَا مَا انْفَرَدَ بِهِ، وَكَانَ مِنْ قَبِيلِ الشَّاذِّ الْمُنْكَرِ.

پھر راوی کے درجہ حفظ و اتقان سے ساقط ہونے کے بعد مراتب ہیں، پس اگر وہ حفظ و اتقان کے درجہ سے زیادہ دور نہ ہو اور اس راوی کے درجہ کے قریب قریب ہو جس کی متفرد روایت مقبول ہوتی ہے تو ہم اس کی روایت کو مستحسن سمجھیں گے اور اس کو حدیث ضعیف کے قبیل میں داخل نہیں کریں گے اور اگر متفرد راوی درجہ حفظ و اتقان سے زیادہ دور ہو تو اس کی متفرد روایت کو ہم قبول نہیں کریں گے اور وہ روایت شاذ اور منکر کے قبیل سے ہوگی۔

فَخَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ أَنَّ الشَّاذَّ الْمَرْدُودَ قِسْمَانِ: أَحَدُهُمَا: الْحَدِيثُ الْفَرْدُ الْمُخَالِفُ، وَالثَّانِي: الْفَرْدُ

الَّذِی لَیْسَ فِی رَاوِیهِ مِنَ الثِّقَةِ وَالضَّبْطِ مَا یَقَعُ جَابِرًا لِمَا یُوجِبُهُ التَّفَرُّدُ وَالشُّذُوذُ مِنَ النَّکَارَةِ وَالضَّعْفِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ شاذ مردود کی دو قسمیں ہیں ایک وہ متفرد روایت جو راوی اپنے سے اقوی راوی کے خلاف نقل کرے، دوسری قسم وہ متفرد روایت جس کا راوی اس قدر ثقہ اور ضابط نہ ہو کہ اس کے تفرد اور شاذ ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والے ضعف اور نکارت کا ازالہ ہو جائے۔ واللہ اعلم



النَّوْعُ الرَّابِعَ عَشَرَ          چودھویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمُنْكَرِ مِنَ الْحَدِيثِ

# حدیثِ منکر کا تعارف

بَلَغَنَا عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَحْمَدَ بْنِ هَارُونَ الْبَرْدِيجِيِّ الْحَافِظِ: أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي يَنْفَرِدُ بِهِ الرَّجُلُ، وَلَا يُعْرَفُ مَتْنُهُ مِنْ غَيْرِ رِوَايَتِهِ لَا مِنَ الْوَجْهِ الَّذِي رَوَاهُ مِنْهُ وَلَا مِنْ وَجْهٍ آخَرَ، فَأَطْلَقَ الْبَرْدِيجِيُّ ذٰلِكَ وَلَمْ يُفَصِّلْ.

ہمیں حافظ ابو بکر احمد بن ہارون بردیجی سے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ روایت جس کے نقل کرنے میں راوی متفرد ہو اور اس حدیث کا متن اس کے راوی کے علاوہ کسی راوی سے معروف نہ ہو، نہ تو خود اس راوی سے دوسری سند کے ساتھ مروی ہو اور نہ ہی کسی دوسرے راوی سے۔ اس طرح حافظ بردیجی نے حدیث منکر کی مطلق تعریف کی ہے اور اس میں تفصیل ذکر نہیں کی ہے۔

وَإِطْلَاقُ الْحُكْمِ عَلَى التَّفَرُّدِ بِالرَّدِّ أَوِ النَّكَارَةِ أَوِ الشُّذُوذِ مَوْجُودٌ فِي كَلَامِ كَثِيرٍ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَالصَّوَابُ فِيهِ التَّفْصِيلُ الَّذِي بَيَّنَّاهُ آنِفًا فِي شَرْحِ الشَّاذِّ.

مطلق تفرد پر حدیث کے مردود، شاذ اور منکر ہونے کا حکم کرنا بہت سے محدثین کے کلام میں موجود ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ ان تعریفات میں اطلاق کی بنسبت تفصیل ذکر کی جائے جیسا کہ کچھ دیر پہلے شاذ کی تشریح میں گزر چکا۔

وَعِنْدَ هٰذَا نَقُولُ: الْمُنْكَرُ يَنْقَسِمُ قِسْمَيْنِ، عَلَى مَا ذَكَرْنَاهُ فِي الشَّاذِّ، فَإِنَّهُ بِمَعْنَاهُ.

مِثَالُ الْأَوَّلِ - وَهُوَ الْمُنْفَرِدُ الْمُخَالِفُ لِمَا رَوَاهُ الثِّقَاتُ -: رِوَايَةُ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ ".

فَخَالَفَ مَالِكٌ غَيْرَهُ مِنَ الثِّقَاتِ فِي قَوْلِهِ: عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ، بِضَمِّ الْعَيْنِ.

وَذَكَرَ مُسْلِمٌ صَاحِبُ الصَّحِيحِ فِي كِتَابِ " التَّمْيِيزِ " أَنَّ كُلَّ مَنْ رَوَاهُ مِنْ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ قَالَ فِيهِ: عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، يَعْنِي، بِفَتْحِ الْعَيْنِ.

وَذَكَرَ أَنَّ مَالِكًا كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى دَارِ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ، كَأَنَّهُ عَلِمَ أَنَّهُمْ يُخَالِفُونَهُ، وَعَمْرٌو وَعُمَرُ جَمِيعًا وَلَدُ عُثْمَانَ، غَيْرَ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ إِنَّمَا هُوَ عَنْ عَمْرٍو - بِفَتْحِ الْعَيْنِ - وَحَكَمَ مُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ عَلَى

مَالِكٍ بِالْوَهْمِ فِيهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

پس ہم کہتے ہیں کہ منکر حدیث کی بھی شاذ کی طرح دو قسمیں ہیں کیونکہ منکر بھی شاذ کے معنی میں ہے۔

پہلی قسم کی وہ منکر حدیث کہ راوی جس کے نقل کرنے میں متفرد ہوا اور اس نے اس میں اپنے سے زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت کی ہو۔ اس کی مثال وہ روایت ہے جس کو امام مالک رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے اس کی سند کچھ یوں ہے: مالك عن الزهري عن علي بن حسين عن عمر بن عثمان عن أسامة بن زيد عن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال: ((لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم))

اس سند میں امام مالک رحمہ اللہ اپنے سے زیادہ ثقہ رویوں کی مخالفت کرتے ہوئے ایک راوی کا نام عین کے ضمہ کے ساتھ عمر بن عثمان نقل کیا ہے اور امام مسلم، صاحب صحیح مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب التمییز میں ذکر کیا ہے کہ امام زھری کے شاگروں سے روایت کرنے والے تمام راویوں نے راوی مذکور کا نام عین کے فتحہ کے ساتھ عمرو بن عثمان نقل کیا ہے اور اس کے ساتھ امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ اس سند کو بیان کرنے کے وقت عمر بن عثمان کے گھر کی طرف اشارہ بھی کیا کرتے تھے گویا کہ ان کو اپنے مخالفین کا علم تھا۔ اس سند میں مذکور عمر اور عمرو، عثمان کے بیٹے ہیں مگر دراصل یہ روایت عمرو بفتح العین سے مروی ہے اور امام مسلم وغیرہ نے امام مالک پر اس میں وہم اور خطا کا حکم لگایا ہے۔ واللہ اعلم

وَمِثَالُ الثَّانِي: وَهُوَ الْفَرْدُ الَّذِي لَيْسَ فِي رَاوِيهِ مِنَ الثِّقَةِ وَالْإِتْقَانِ مَا يُحْتَمَلُ مَعَهُ تَفَرُّدُهُ: مَا رُوِّينَاهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي زُكَيْرٍ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كُلُوا الْبَلَحَ بِالتَّمْرِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا رَأَى ذَلِكَ غَاظَهُ، وَيَقُولُ: عَاشَ ابْنُ آدَمَ حَتَّى أَكَلَ الْجَدِيدَ بِالْخَلِقِ". تَفَرَّدَ بِهِ أَبُو زُكَيْرٍ، وَهُوَ شَيْخٌ صَالِحٌ، أَخْرَجَ عَنْهُ مُسْلِمٌ فِي كِتَابِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ مَبْلَغَ مَنْ يُحْتَمَلُ تَفَرُّدُهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

دوسری قسم وہ ہے جس کے راوی کو ضبط و اتقان میں وہ مرتبہ حاصل نہ ہو جس کے ہوتے ہوئے اس کی متفرد روایت بھی قبول کی جاتی ہو اس کی مثال مندرجہ ذیل روایت ہے جس کو ہم نے ابوزکیر سے نقل کیا ہے

أبي زكير يحيى بن محمد بن قيس عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها: أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال: ((كلوا البلح بالتمر فإن الشيطان إذا رأى ذلك غاظه ويقول عاش ابن آدم حتى أكل الجديد بالخلق)).

اس روایت کے نقل کرنے میں ابوزکیر متفرد ہیں جو ایک پارسا بزرگ ہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب میں ان سے روایت نقل کی ہے لیکن ان راویوں کے مرتبے کو نہیں پہنچے جن کی متفرد روایت قبول کی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ الْخَامِسَ عَشَرَ　　　پندرھویں قسم

# مَعْرِفَةُ الِاعْتِبَارِ وَالْمُتَابَعَاتِ وَالشَّوَاهِدِ

# اعتبار، متابعات اور شواہد کا تعارف

هَذِهِ أُمُورٌ يَتَدَاوَلُونَهَا فِي نَظَرِهِمْ فِي حَالِ الْحَدِيثِ، هَلْ تَفَرَّدَ بِهِ رَاوِيهِ أَوْ لَا؟ وَهَلْ هُوَ مَعْرُوفٌ أَوْ لَا؟
ذَكَرَ أَبُو حَاتِمٍ مُحَمَّدُ بْنُ حِبَّانَ التَّمِيمِيُّ الْحَافِظُ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ طَرِيقَ الِاعْتِبَارِ فِي الْأَخْبَارِ مِثَالُهُ: أَنْ يَرْوِيَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدِيثًا لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یہ وہ چیزیں ہیں جن کے متعلق اہل حدیث بحث و گفتگو کرتے ہیں کہ آیا راوی حدیث میں منفرد ہے یا نہیں؟ آیا وہ راوی معروف ہے یا نہیں؟ حافظ ابو حاتم محمد بن حبان تمیمی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ روایت میں طریق اعتبار کی مثال یہ ہے کہ حماد بن سلمۃ نے ایک روایت نقل کی ہے اور اس کا کوئی متابع نہیں ہے جس کی سند کچھ اس طرح تھی۔

حماد بن سلمة عن أيوب عن ابن سيرين عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم

فَيُنْظَرُ: هَلْ رَوَى ذَلِكَ ثِقَةٌ غَيْرُ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ؟ فَإِنْ وُجِدَ عُلِمَ أَنَّ لِلْخَبَرِ أَصْلًا يُرْجَعُ إِلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يُوجَدْ ذَلِكَ فَثِقَةٌ غَيْرُ ابْنِ سِيرِينَ رَوَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَإِلَّا فَصَحَابِيٌّ غَيْرُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَيُّ ذَلِكَ وُجِدَ يُعْلَمُ بِهِ أَنَّ لِلْحَدِيثِ أَصْلًا يُرْجَعُ إِلَيْهِ، وَإِلَّا فَلَا.

اب دیکھا جائے گا کہ ایوب کے علاوہ کسی اور ثقہ راوی نے بھی یہ حدیث ابن سیرین رحمہ اللہ سے نقل کی ہے یا نہیں اگر اس کے علاوہ کسی اور ثقہ راوی نے بھی یہ حدیث ابن سیرین سے نقل کی ہو ہم سمجھ لیں گے کہ اس حدیث کے لیے اصل ہے اور اسی کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اگر کسی اور ثقہ راوی نے اس روایت کو ابن سرین سے نقل نہ کیا ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر ابن سیرین کے علاوہ کسی اور ثقہ راوی نے حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو نقل کیا ہو یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس روایت کو نقل کیا ہو تو تب بھی یہ سمجھا جائے گا کہ اس روایت کی اصل ہے اور اس کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اگر مذکورہ بالا تین صورتوں میں کوئی بھی صورت نہ پائی جائے تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔

قُلْتُ: فَمِثَالُ الْمُتَابَعَةِ أَنْ يَرْوِيَ ذَلِكَ الْحَدِيثَ بِعَيْنِهِ عَنْ أَيُّوبَ غَيْرُ حَمَّادٍ، فَهَذِهِ الْمُتَابَعَةُ التَّامَّةُ،

فَإِنْ لَمْ يَرْوِهِ أَحَدٌ غَيْرُهُ عَنْ أَيُّوبَ لَكِنْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ أَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَوْ رَوَاهُ غَيْرُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَلِكَ قَدْ يُطْلَقُ عَلَيْهِ اسْمُ الْمُتَابَعَةِ أَيْضًا، لَكِنْ تَقْصُرُ عَنِ الْمُتَابَعَةِ الْأُولَى بِحَسَبِ بُعْدِهَا مِنْهَا، وَيَجُوزُ أَنْ يُسَمَّى ذَلِكَ بِالشَّاهِدِ أَيْضًا.

میں کہتا ہوں کہ متابعت یہ ہے کہ یہی روایت ایوب سے حماد کے علاوہ کسی اور سے مروی ہو اس کو متابعت تامہ کہتے ہیں اور اگر ایوب سے حماد کے علاوہ کسی اور راوی نے اس روایت کو نقل نہ کیا ہو لیکن اگر ایوب کے علاوہ بعض دوسرے راویوں نے اس روایت کو ابن سیرین سے یا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یا کسی اور صحابی سے نقل کیا ہو تو اس پر بھی بعض اوقات متابعت کا اطلاق کیا جاتا ہے لیکن بُعد کی وجہ سے یہ پہلی متابعت سے کم درجہ ہے اور اس کو شاہد بھی کہتے ہیں۔

فَإِنْ لَمْ يُرْوَ ذَلِكَ الْحَدِيثُ أَصْلًا مِنْ وَجْهٍ مِنَ الْوُجُوهِ الْمَذْكُورَةِ، لَكِنْ رُوِيَ حَدِيثٌ آخَرُ بِمَعْنَاهُ فَذَلِكَ الشَّاهِدُ مِنْ غَيْرِ مُتَابَعَةٍ.

فَإِنْ لَمْ يُرْوَ أَيْضًا بِمَعْنَاهُ حَدِيثٌ آخَرُ فَقَدْ تَحَقَّقَ فِيهِ التَّفَرُّدُ الْمُطْلَقُ حِينَئِذٍ، وَيَنْقَسِمُ عِنْدَ ذَلِكَ إِلَى مَرْدُودٍ مُنْكَرٍ وَغَيْرِ مَرْدُودٍ، كَمَا سَبَقَ.

اگر یہ حدیث مذکورہ بالا صورتوں میں سے کسی ایک صورت پر بھی مروی نہ ہو لیکن کوئی اور حدیث اس کے ہم معنی مروی ہو تو اس کو صرف شاہد کہتے ہیں اس کو متابع نہیں کہتے اور اگر اس سند کے علاوہ یہ حدیث کسی طرح بھی سے مروی نہ ہو تو اس وقت اس میں مطلقاً تفرد ثابت ہوگا اور اس کی دو قسمیں بنتی ہیں ایک مردود منکر اور دوسری غیر مردود، جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔

وَإِذَا قَالُوا فِي مِثْلِ هَذَا: "تَفَرَّدَ بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَتَفَرَّدَ بِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ابْنُ سِيرِينَ، وَتَفَرَّدَ بِهِ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ أَيُّوبُ، وَتَفَرَّدَ بِهِ عَنْ أَيُّوبَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ"، كَانَ فِي ذَلِكَ إِشْعَارٌ بِانْتِفَاءِ وُجُوهِ الْمُتَابَعَاتِ فِيهِ.

جب مذکورہ بالا حدیث جیسی احادیث کے بارے میں محدثین مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کریں کہ اس حدیث کے نقل کرنے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ متفرد ہیں اور ابن سیرین رحمہ اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے میں متفرد ہیں اور ایوب، ابن سیرین رحمہ اللہ سے نقل کرنے میں متفرد ہیں اور حماد بن سلمۃ، ایوب سے نقل کرنے میں متفرد ہیں، تو ان کے یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس حدیث کا کوئی متابع نہیں ہے۔

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّهُ قَدْ يَدْخُلُ فِي بَابِ الْمُتَابَعَةِ وَالِاسْتِشْهَادِ رِوَايَةُ مَنْ لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ وَحْدَهُ، بَلْ يَكُونُ مَعْدُودًا فِي الضُّعَفَاءِ، وَفِي كِتَابَيِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ جَمَاعَةٌ مِنَ الضُّعَفَاءِ ذَكَرَاهُمْ فِي الْمُتَابَعَاتِ وَالشَّوَاهِدِ، وَلَيْسَ كُلُّ ضَعِيفٍ يَصْلُحُ لِذَلِكَ، وَلِهَذَا يَقُولُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَغَيْرُهُ فِي الضُّعَفَاءِ: "فُلَانٌ يُعْتَبَرُ بِهِ وَفُلَانٌ لَا يُعْتَبَرُ بِهِ" وَقَدْ تَقَدَّمَ التَّنْبِيهُ عَلَى نَحْوِ ذَلِكَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

پھر آپ یہ بھی جان لیں کہ متابعت اور استشہاد کے باب میں بعض اوقات ایسے راوی کی روایت بھی داخل ہو جاتی ہے جس کی متفرد روایت قابل استدلال نہیں ہوتی اور اس راوی کو ضعیف راویوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اپنی اپنی کتابوں بخاری و مسلم میں شواہد اور متابعات میں ضعیف راویوں کو بڑی تعداد میں ذکر کیا ہے۔ ہر ایک ضعیف راوی اس قابل نہیں ہوتا کہ اس کی روایت متابع اور شاہد کے طور پر پیش کی جا سکے یہی وجہ ہے کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ وغیرہ ضعیف راویوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ (فلان يعتبر به وفلان لا يعتبر به) یعنی اس باب میں فلاں راوی کو معتبر سمجھا جاتا ہے اور فلاں راوی کو معتبر نہیں سمجھا جاتا۔ اس کے متعلق پہلے بھی ایک تنبیہ گزر چکی ہے۔ واللہ اعلم

مِثَالٌ لِلْمُتَابِعِ وَالشَّاهِدِ: رُوِّينَا مِنْ حَدِيثِ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَوْ أَخَذُوا إِهَابَهَا فَدَبَغُوهُ فَانْتَفَعُوا بِهِ " وَرَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الدِّبَاغَ.

متابع اور شاہد کی مثال وہ روایت ہے جس کو سفیان ثوری اور ابن عیینہ نے روایت کیا ہے: روينا من حديث سفيان وابن عيينة عن عمرو بن دينار عن عطاء بن أبي رباح عن ابن عباس: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((لو أخذوا إهابها فدبغوه فانتفعوا به)) اس روایت کو ابن جریج نے بھی عمر بن دینار سے اور انہوں عطاء سے نقل کیا ہے لیکن انہوں نے اس میں دباغت کا ذکر نہیں کیا ہے۔

فَذَكَرَ الْحَافِظُ أَحْمَدُ الْبَيْهَقِيُّ لِحَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ مُتَابِعًا وَشَاهِدًا:

أَمَّا الْمُتَابِعُ: فَإِنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ تَابَعَهُ عَنْ عَطَاءٍ، وَرَوَى بِإِسْنَادِهِ عَنْ أُسَامَةَ، عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَلَا نَزَعْتُمْ جِلْدَهَا فَدَبَغْتُمُوهُ، فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ".

وَأَمَّا الشَّاهِدُ: فَحَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَعْلَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ ". وَاللهُ أَعْلَمُ.

حافظ احمد بیہقی نے ابن عیینہ کی روایت کے لیے متابع اور شاہد ذکر کیا ہے:

تو اس کا متابع وہ روایت ہے جس کو اسامہ بن زید نے نقل کیا اور اس میں انہوں نے عطاء سے نقل کرنے میں ابن عیینہ کی متابعت کی ہے اس روایت کی سند اور اس کا متن کچھ یوں ہے: عن أسامة عن عطاء عن ابن عباس: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((ألا نزعتم جلدها فدبغتموه فاستمتعم به))

حدیث مذکور کے لیے شاہد وہ روایت ہے جس کو عبد الرحمن بن وعلۃ نے نقل کیا ہے اس کی سند کچھ اس طرح ہے: عبد الرحمن بن وعلة عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أيما إهاب دبغ فقد طهر)). والله اعلم

النَّوْعُ السَّادِسَ عَشَرَ سولہویں قسم

# مَعْرِفَةُ زِيَادَاتِ الثِّقَاتِ وَحُكْمُهَا

# ثقہ راویوں کے اضافوں اور ان کے حکم کا تعارف

وَذَلِكَ فَنٌّ لَطِيفٌ تُسْتَحْسَنُ الْعِنَايَةُ بِهِ. وَقَدْ كَانَ أَبُو بَكْرِ بْنُ زِيَادٍ النَّيْسَابُورِيُّ، وَأَبُو نُعَيْمٍ الْجُرْجَانِيُّ، وَأَبُو الْوَلِيدِ الْقُرَشِيُّ الْأَئِمَّةُ مَذْكُورِينَ بِمَعْرِفَةِ زِيَادَاتِ الْأَلْفَاظِ الْفِقْهِيَّةِ فِي الْأَحَادِيثِ.

یہ ایک عمدہ اور لطیف فن ہے اس کی طرف توجہ کرنا مستحسن ہے۔ امام ابوبکر بن زیاد نیشاپوری، امام ابونعیم جرجانی اور امام ابو ولید قرشی کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ یہ حضرات احادیث میں الفاظ فقہیہ کی زیادتی کیا کرتے تھے۔

وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَأَصْحَابِ الْحَدِيثِ فِيمَا حَكَاهُ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ: أَنَّ الزِّيَادَةَ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُولَةٌ إِذَا تَفَرَّدَ بِهَا، سَوَاءٌ كَانَ ذَلِكَ مِنْ شَخْصٍ وَاحِدٍ بِأَنْ رَوَاهُ نَاقِصًا مَرَّةً وَرَوَاهُ مَرَّةً أُخْرَى وَفِيهِ تِلْكَ الزِّيَادَةُ، أَوْ كَانَتِ الزِّيَادَةُ مِنْ غَيْرِ مَنْ رَوَاهُ نَاقِصًا.

خِلَافًا لِمَنْ رَدَّ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ ذَلِكَ مُطْلَقًا، وَخِلَافًا لِمَنْ رَدَّ الزِّيَادَةَ مِنْهُ وَقَبِلَهَا مِنْ غَيْرِهِ. وَقَدْ قَدَّمْنَا عَنْهُ حِكَايَتَهُ عَنْ أَكْثَرِ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِيمَا إِذَا وَصَلَ الْحَدِيثَ قَوْمٌ وَأَرْسَلَهُ قَوْمٌ: أَنَّ الْحُكْمَ لِمَنْ أَرْسَلَهُ، مَعَ أَنَّ وَصْلَهُ زِيَادَةٌ مِنَ الثِّقَةِ.

خطیب ابوبکر بغدادی کی نقل کے مطابق جمہور فقہاء اور جمہور محدثین کا مذہب یہ ہے کہ جب کوئی ثقہ راوی کسی روایت کے اندر زیادتی میں متفرد ہو تو اس کی زیادتی مقبول ہوگی چاہے وہ زیادتی ایک راوی کی طرف سے ہو بایں صورت کہ ایک راوی نے ایک دفعہ تو بغیر زیادتی کے نقل کی ہو اور دوسری دفعہ زیادتی کے ساتھ نقل کی ہو یا وہ زیادتی دوسرے راوی کی طرف سے ہو۔ جمہور کا یہ مذہب ان حضرات کے مذہب کے خلاف ہے جنہوں نے مطلقاً ہر قسم کی زیادتی کا انکار کیا۔ اس بارے میں بعض دوسرے محدثین کا مذہب بھی نقل کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں ایک راوی کی اپنی ہی روایت کے اندر زیادتی کو قبول کیا لیکن دوسرے راوی کی زیادتی کا انکار کیا۔ ہم نے پہلے بھی خطیب بغدادی سے انہی محدثین حضرات کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب بعض راویوں نے ایک حدیث کو متصلاً روایت کیا ہو اور بعض دوسرے راویوں نے اس کو مرسلاً نقل کیا ہو تو ان کے نزدیک حکم مرسل ہی کا لگایا جائے گا باوجود اس کے کہ اتصال ثقہ راوی کی زیادتی ہے۔

وَقَدْ رَأَيْتُ تَقْسِيمَ مَا يَنْفَرِدُ بِهِ الثِّقَةُ إِلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ:

أَحَدُهَا: أَنْ يَقَعَ مُخَالِفًا مُنَافِيًا لِمَا رَوَاهُ سَائِرُ الثِّقَاتِ، فَهَذَا حُكْمُهُ الرَّدُّ كَمَا سَبَقَ فِي نَوْعِ الشَّاذِّ.

میں سمجھتا ہوں کہ جس زیادتی کے ساتھ ثقہ راوی متفرد ہو اس کی تین قسمیں بنتی ہیں۔

## پہلی قسم:

وہ زیادتی جو تمام ثقہ راویوں کی روایت کے مخالف اور منافی ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو رد کر دیا جائے گا جیسا کہ شاذ کی نوع بیان ہو چکا۔

الثَّانِي: أَنْ لَا تَكُونَ فِيهِ مُنَافَاةٌ وَمُخَالَفَةٌ أَصْلًا لِمَا رَوَاهُ غَيْرُهُ كَالْحَدِيثِ الَّذِي تَفَرَّدَ بِرِوَايَةِ جُمْلَتِهِ ثِقَةٌ، وَلَا تَعَرُّضَ فِيهِ لِمَا رَوَاهُ الْغَيْرُ بِمُخَالَفَةٍ أَصْلًا، فَهَذَا مَقْبُولٌ، وَقَدِ ادَّعَى الْخَطِيبُ فِيهِ اتِّفَاقَ الْعُلَمَاءِ عَلَيْهِ، وَسَبَقَ مِثَالُهُ فِي نَوْعِ الشَّاذِّ.

## دوسری قسم:

وہ زیادتی جس میں غیر کی طرف سے کوئی مخالفت نہ پائی گئی ہو جب انہوں نے اس کو روایت کیا ہو جیسے وہ حدیث جو ایک زیادتی کے ساتھ متفرد ہو اور اسی روایت کو ثقہ راویوں نے بھی نقل کیا ہو لیکن وہ انہوں نے اس زیادتی پر کوئی اعتراض نہ کیا ہو۔ اس قسم کی زیادتی کا حکم یہ ہے کہ اس کو قبول کیا جائے گا۔ خطیب ابوبکر بغدادی نے اس پر علماء کے اتفاق کا دعویٰ کیا ہے اور اس کی مثال شاذ کی قسم میں پہلے گزر چکی ہے۔

الثَّالِثُ: مَا يَقَعُ بَيْنَ هَاتَيْنِ الْمَرْتَبَتَيْنِ مِثْلَ زِيَادَةِ لَفْظَةٍ فِي حَدِيثٍ لَمْ يَذْكُرْهَا سَائِرُ مَنْ رَوَى ذَلِكَ الْحَدِيثَ.

مِثَالُهُ: مَا رَوَاهُ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: " أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ ".

## تیسری قسم:

وہ زیادتی ہے جو ان دونوں مراتب کے بین بین واقع ہو جیسے ایک حدیث میں ایک راوی کا کوئی لفظ ذکر کرے اور دیگر راویوں میں کسی راوی نے بھی اس زیادتی کو ذکر نہ کیا ہو، اس کی مثال وہ حدیث ہے جس کو امام مالک رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے جس کی سند کچھ یوں ہے

مالك عن نافع عن ابن عمر : أن رسول الله صلى الله عليه و سلم فرض زكاة الفطر من رمضان على كل حر أو عبد ذكر أو أنثى من المسلمين

فَذَكَرَ أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ أَنَّ مَالِكًا تَفَرَّدَ مِنْ بَيْنِ الثِّقَاتِ بِزِيَادَةِ قَوْلِهِ: " مِنَ الْمُسْلِمِينَ ".
وَرَوَى عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَأَيُّوبُ، وَغَيْرُهُمَا هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ دُونَ هَذِهِ الزِّيَادَةِ، فَأَخَذَ بِهَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ وَاحْتَجُّوا بِهَا، مِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، وَاللهُ أَعْلَمُ.
وَمِنْ أَمْثِلَةِ ذَلِكَ حَدِيثُ: " جُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ مَسْجِدًا، وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا ". فَهَذِهِ الزِّيَادَةُ تَفَرَّدَ بِهَا أَبُو مَالِكٍ سَعْدُ بْنُ طَارِقٍ الْأَشْجَعِيُّ، وَسَائِرُ الرِّوَايَاتِ لَفْظُهَا: " وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا ".

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ اس حدیث میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ :من المسلمین: کے الفاظ کی زیادتی کو نقل کرنے میں متفرد ہیں۔ عبیداللہ بن عمر اور ایوب وغیرہ نے عن نافع عن ابن عمر کی سند سے اس روایت کو مذکورہ بالا زیادتی کے بغیر نقل کیا ہے اور ائمہ نے اس حدیث کو زیادتی سمیت لیا ہے اور اس سے استدلال بھی کیا ہے ان میں امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما بھی شامل ہیں۔ واللہ اعلم

اس قسم کی زیادتی کی مثال حدیث (( جعلت لنا الأرض مسجدا وجعلت تربتها لنا طهورا )) بھی ہے اس روایت میں ابو مالک سعد بن طارق الأشجعی ان الفاظ: وجعلت تربتها لنا طهور: کی زیادتی کے ساتھ متفرد ہیں اور باقی سب راویوں نے اس حدیث کے یہ الفاظ وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا نقل کیے ہیں۔

فَهَذَا وَمَا أَشْبَهَهُ يُشْبِهُ الْقِسْمَ الْأَوَّلَ مِنْ حَيْثُ إِنَّ مَا رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ عَامٌّ، وَمَا رَوَاهُ الْمُنْفَرِدُ بِالزِّيَادَةِ مَخْصُوصٌ، وَفِي ذَلِكَ مُغَايَرَةٌ فِي الصِّفَةِ وَنَوْعٌ مِنَ الْمُخَالَفَةِ يَخْتَلِفُ بِهِ الْحُكْمُ.
وَيُشْبِهُ أَيْضًا الْقِسْمَ الثَّانِيَ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ لَا مُنَافَاةَ بَيْنَهُمَا.

یہ اور ان جیسی احادیث قسم اول کے مشابہ ہیں اس طرح کہ جس کو محدثین کی ایک بڑی جماعت نے روایت کیا ہو وہ تو عام ہوگی اور جس کو منفرد بالزیادۃ نے نقل کیا ہو وہ خاص ہوگی۔ اس میں صفت کے اعتبار سے مغایرت ہے اور ایک طرح سے قسم اول سے مخالفت بھی ہے اس وجہ سے اس کا حکم مختلف ہے اور یہ قسم، قسم ثانی کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے کیونکہ ان دونوں میں منافات نہیں ہے۔

وَأَمَّا زِيَادَةُ الْوَصْلِ مَعَ الْإِرْسَالِ فَإِنَّ بَيْنَ الْوَصْلِ وَالْإِرْسَالِ مِنَ الْمُخَالَفَةِ نَحْوَ مَا ذَكَرْنَاهُ، وَيَزْدَادُ ذَلِكَ بِأَنَّ الْإِرْسَالَ نَوْعُ قَدْحٍ فِي الْحَدِيثِ، فَتَرْجِيحُهُ وَتَقْدِيمُهُ مِنْ قَبِيلِ تَقْدِيمِ الْجَرْحِ عَلَى التَّعْدِيلِ. وَيُجَابُ عَنْهُ بِأَنَّ الْجَرْحَ قُدِّمَ لِمَا فِيهِ مِنْ زِيَادَةِ الْعِلْمِ، وَالزِّيَادَةُ هَاهُنَا مَعَ مَنْ وَصَلَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور جہاں تک ارسال حدیث کے ساتھ اتصال حدیث کی زیادتی کا تعلق ہے تو ان دونوں میں ایک طرح کی مخالفت ہے جیسا

کہ ہم نے پہلے بھی ذکر کیا اور یہ زیادتی اس طرح ہے کہ ارسال میں حدیث کے اندر ایک قسم کا عیب پایا جاتا ہے پس اس کی تقدیم اور ترجیح، تقدیم الجرح علی التعدیل کی قبیل سے ہے۔ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جرح کو تعدیل پر ترجیح اس وجہ سے حاصل ہے کہ جرح میں عیب پر مطلع ہونے کے علم کی زیادتی پائی جاتی ہے اور ارسال اور اتصال میں زیادتی متصلاً روایت کرنے والے کی روایت میں ہوتی ہے۔ واللہ اعلم



النَّوعُ السَّابِعَ عَشَرَ سترھویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْأَفْرَادِ

## افراد کا تعارف

وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ الْمُهِمِّ مِنْ هَذَا النَّوْعِ فِي الْأَنْوَاعِ الَّتِي تَلِيهِ قَبْلَهُ، لَكِنْ أَفْرَدْتُهُ بِتَرْجَمَةٍ كَمَا أَفْرَدَهُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ، وَلِمَا بَقِيَ مِنْهُ فَنَقُولُ:

الْأَفْرَادُ مُنْقَسِمَةٌ إِلَى مَا هُوَ فَرْدٌ مُطْلَقًا، وَإِلَى مَا هُوَ فَرْدٌ بِالنِّسْبَةِ إِلَى جِهَةٍ خَاصَّةٍ.

أَمَّا الْأَوَّلُ: فَهُوَ مَا يَنْفَرِدُ بِهِ وَاحِدٌ عَنْ كُلِّ أَحَدٍ، وَقَدْ سَبَقَتْ أَقْسَامُهُ وَأَحْكَامُهُ قَرِيبًا.

وَأَمَّا الثَّانِي: وَهُوَ مَا هُوَ فَرْدٌ بِالنِّسْبَةِ، فَمِثْلُمَا يَنْفَرِدُ بِهِ ثِقَةٌ عَنْ كُلِّ ثِقَةٍ، وَحُكْمُهُ قَرِيبٌ مِنْ حُكْمِ الْقِسْمِ الْأَوَّلِ.

اس قسم کی اہم تفصیل تو ماقبل کی اقسام میں گزر چکی ہے اور اس کے لیے علیحدہ عنوان اس وجہ سے باندھا کیونکہ امام حاکم ابوعبد اللہ نے بھی اس کے لیے علیحدہ عنوان قائم کیا ہے اور اس کی دوسری وجہ یہ ہے تا کہ اس کی باقی تفصیل اس کے ماتحت ذکر کروں۔ پس باقی تفصیل کو بیان کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ فرد کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم فرد مطلق ہے اور قسم وہ فرد ہے جو کسی خاص جہت کی طرف نسبت کرتے ہوئے فرد ہو۔ پس پہلی قسم وہ ہے جس میں ایک راوی ہر ایک سے نقل کرنے میں منفرد ہو اس کی اقسام اور احکام ماقبل قریب میں گزر چکے ہیں۔ دوسری قسم وہ ہے جس میں راوی ایک جہت کی نسبت سے منفرد ہو۔ اس کی مثال جیسے کسی روایت میں ہر ثقہ راوی دوسرے ثقہ راوی سے زیادتی روایت کرنے میں منفرد ہو۔ اس کا حکم قسم اول کے قریب قریب ہے۔

وَمِثْلُمَا يُقَالُ فِيهِ:

" هَذَا حَدِيثٌ تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ مَكَّةَ، أَوْ: تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الشَّامِ، أَوْ: أَهْلُ الْكُوفَةِ، أَوْ: أَهْلُ خُرَاسَانَ، عَنْ غَيْرِهِمْ. أَوْ: لَمْ يَرْوِهِ عَنْ فُلَانٍ غَيْرُ فُلَانٍ، وَإِنْ كَانَ مَرْوِيًّا مِنْ وُجُوهٍ عَنْ غَيْرِ فُلَانٍ، أَوْ: تَفَرَّدَ بِهِ الْبَصْرِيُّونَ عَنِ الْمَدَنِيِّينَ، أَوْ: الْخُرَاسَانِيُّونَ عَنِ الْمَكِّيِّينَ "، وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ، وَلَسْنَا نُطَوِّلُ بِأَمْثِلَةِ ذَلِكَ فَإِنَّهُ مَفْهُومٌ دُونَهَا.

مندرجہ ذیل الفاظ جس روایت میں آ جائیں تو وہ قسم ثانی کی مثال بنے گی۔

هذا حديث تفرد به أهل مكة أو : تفرد به أهل الشام أو : أهل الكوفة أو : أهل خراسان عن غيرهم . أو : لم يروه عن فلان غير فلان وإن كان مرويا من وجوه عن غير فلان أو : تفرد به البصريون عن المدنيين أو : الخراسانيون عن المكيين وما أشبه ذلك

ہم مزید مثالوں کے ذریعے اپنے آپ کو بحث کی طوالت میں مبتلا نہیں کرتے کیونکہ اس کے بغیر بھی مقصود سمجھ آ ہی گیا ہے۔

وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْ هَذَا مَا يَقْتَضِي الْحُكْمَ بِضَعْفِ الْحَدِيثِ، إِلَّا أَنْ يُطْلِقَ قَائِلٌ قَوْلَهُ: تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ مَكَّةَ، أَوْ تَفَرَّدَ بِهِ الْبَصْرِيُّونَ عَنِ الْمَدَنِيِّينَ "، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ عَلَى مَا لَمْ يَرْوِهِ إِلَّا وَاحِدٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، أَوْ وَاحِدٌ مِنَ الْبَصْرِيِّينَ وَنَحْوَهُ، وَيُضِيفُهُ إِلَيْهِمْ كَمَا يُضَافُ فِعْلُ الْوَاحِدِ مِنَ الْقَبِيلَةِ إِلَيْهَا مَجَازًا. وَقَدْ فَعَلَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ هَذَا فِيمَا نَحْنُ فِيهِ، فَيَكُونُ الْحُكْمُ فِيهِ عَلَى مَا سَبَقَ فِي الْقِسْمِ الْأَوَّلِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

مذکورہ مثالوں میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو حدیث کے ضعف کا مقتضی ہو ہاں مگر ان الفاظ کو استعمال کرتے وقت ایک صورت میں حدیث کے اندر ضعف آ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ان الفاظ :تفرد به أهل مكة أو : تفرد به البصريون عن المدنيين: یا ان سے ملتے جلتے الفاظ کو اس روایت کے لیے استعمال کیا جائے جس کو اہل مکہ یا اہل بصرہ میں سے ایک ہی راوی نے روایت کیا ہو اور اس روایت نقل کرنے کی نسبت سب کی طرف کی جائے جیسا کہ قبیلہ کے ایک فرد کے فعل کو مجازاً سب کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور امام حاکم نے قسم مذکور میں اس طرح ہی کیا ہے تو اس وقت اس پر قسم اول والا حکم ہی جاری ہوگا۔ واللہ اعلم



اٹھارھویں قسم النَّوْعُ الثَّامِنَ عَشَرَ

# مَعْرِفَةُ الْحَدِيثِ الْمُعَلَّلِ

## حدیث معلل کا تعارف

وَيُسَمِّيهِ أَهْلُ الْحَدِيثِ (الْمَعْلُولَ)، وَذَلِكَ مِنْهُمْ وَمِنَ الْفُقَهَاءِ فِي قَوْلِهِمْ فِي بَابِ الْقِيَاسِ: "الْعِلَّةُ وَالْمَعْلُولُ" مَرْذُولٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعَرَبِيَّةِ وَاللُّغَةِ.

اعْلَمْ أَنَّ مَعْرِفَةَ عِلَلِ الْحَدِيثِ مِنْ أَجَلِّ عُلُومِ الْحَدِيثِ وَأَدَقِّهَا وَأَشْرَفِهَا، وَإِنَّمَا يَطَّلِعُ بِذَلِكَ أَهْلُ الْحِفْظِ وَالْخِبْرَةِ وَالْفَهْمِ الثَّاقِبِ، وَهِيَ عِبَارَةٌ عَنْ أَسْبَابٍ خَفِيَّةٍ غَامِضَةٍ قَادِحَةٍ فِيهِ.

اس کو محدثین معلول بھی کہتے ہیں۔ اسی کو قیاس کے باب میں محدثین وفقہاء علت اور معلول کہتے ہیں۔ اہل عربیت اور اہلِ لغت کے نزدیک یہ کم درجے کی روایت ہے۔ آپ جان لیجیے کہ علل حدیث کا علم علوم حدیث میں سب سے عظیم ترین، دقیق ترین اور معزز ترین علم ہے۔ محدثین میں سے عمدہ رائے رکھنے والے ماہر محدثین ان علتوں پر مطلع ہوتے ہیں۔ علل سے مراد وہ دقیق اور پوشیدہ اسباب ہیں جو حدیث میں عیب اور نقص پیدا کرتے ہیں۔

فَالْحَدِيثُ الْمُعَلَّلُ هُوَ الْحَدِيثُ الَّذِي اطُّلِعَ فِيهِ عَلَى عِلَّةٍ تَقْدَحُ فِي صِحَّتِهِ، مَعَ أَنَّ ظَاهِرَهُ السَّلَامَةُ مِنْهَا.

وَيَتَطَرَّقُ ذَلِكَ إِلَى الْإِسْنَادِ الَّذِي رِجَالُهُ ثِقَاتٌ، الْجَامِعِ شُرُوطَ الصِّحَّةِ مِنْ حَيْثُ الظَّاهِرُ.

وَيُسْتَعَانُ عَلَى إِدْرَاكِهَا بِتَفَرُّدِ الرَّاوِي وَبِمُخَالَفَةِ غَيْرِهِ لَهُ، مَعَ قَرَائِنَ تَنْضَمُّ إِلَى ذَلِكَ تُنَبِّهُ الْعَارِفَ بِهَذَا الشَّأْنِ عَلَى إِرْسَالٍ فِي الْمَوْصُولِ، أَوْ وَقْفٍ فِي الْمَرْفُوعِ، أَوْ دُخُولِ حَدِيثٍ فِي حَدِيثٍ، أَوْ وَهْمِ وَاهِمٍ بِغَيْرِ ذَلِكَ، بِحَيْثُ يَغْلِبُ عَلَى ظَنِّهِ ذَلِكَ، فَيَحْكُمُ بِهِ، أَوْ يَتَرَدَّدُ فَيَتَوَقَّفُ فِيهِ. وَكُلُّ ذَلِكَ مَانِعٌ مِنَ الْحُكْمِ بِصِحَّةِ مَا وُجِدَ ذَلِكَ فِيهِ.

پس حدیث معلل سے مراد وہ حدیث ہے جس میں کوئی ایسا عیب پایا جائے جو اس کی صحت کو مجروح کردے اور بظاہر وہ حدیث عیب سے سالم اور محفوظ ہو اور اس قسم کا عیب ان اسناد میں پایا جاتا ہے جن کے راوی بظاہر ثقہ ہوتے ہیں اور بظاہر ان میں حدیث صحیح کی شرائط پائی جاتی ہیں۔ راوی کے متفرد ہونے اور دوسرے راویوں کی اس کی مخالفت سے اس قسم کی علتوں کا ادراک کیا جا سکتا ہے جبکہ اس کے ساتھ ایسے قرائن پائے جائیں جن کی بدولت اس فن کا ماہر محدث، موصول روایت میں ارسال کا ادراک کر

لیتا ہے اس طرح وہ مرفوع میں موقوف کو یا ایک حدیث میں دوسری حدیث داخل کرنے کو پہچان لیتا ہے یا اسی طرح اگر کسی راوی کو کسی روایت کے متعلق کوئی اور وہم ہو جائے اور اس کو ظن غالب کی حیثیت حاصل ہو جائے اور پھر وہ اس کے مطابق اس پر حکم لگائے یا راوی کو اس میں تردد ہو جائے پھر وہ اس روایت کے بارے میں توقف اختیار کر لے۔ پس جس حدیث میں ان میں سے کوئی بات پائی جائے تو اس کے متعلق صحت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

وَكَثِيرًا مَا يُعَلِّلُونَ الْمَوْصُولَ بِالْمُرْسَلِ مِثْلَ: أَنْ يَجِيءَ الْحَدِيثُ بِإِسْنَادٍ مَوْصُولٍ، وَيَجِيءَ أَيْضًا بِإِسْنَادٍ مُنْقَطِعٍ أَقْوَى مِنْ إِسْنَادِ الْمَوْصُولِ، وَلِهَذَا اشْتَمَلَتْ كُتُبُ عِلَلِ الْحَدِيثِ عَلَى جَمْعِ طُرُقِهِ.

قَالَ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ: "السَّبِيلُ إِلَى مَعْرِفَةِ عِلَّةِ الْحَدِيثِ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ طُرُقِهِ، وَيُنْظَرَ فِي اخْتِلَافِ رُوَاتِهِ، وَيُعْتَبَرَ بِمَكَانِهِمْ مِنَ الْحِفْظِ وَمَنْزِلَتِهِمْ فِي الْإِتْقَانِ وَالضَّبْطِ".

محدثین اکثر حدیث موصول میں ارسال کی علت بیان کرتے ہیں مثال کے طور پر ایک حدیث سند متصل کے ساتھ مروی ہو اور وہی حدیث سند منقطع کے ساتھ بھی مروی ہو اور سند منقطع متصل سے اقوی ہو یہی وجہ ہے کہ علل حدیث کی کتابیں طرق حدیث کے مجموعہ پر مشتمل ہیں۔ خطیب ابوبکر بغدادی فرماتے ہیں کہ حدیث کی علت کو معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس حدیث کے تمام طرق کو جمع کیا جائے اور اس میں راویوں کے اختلاف کو دیکھا جائے اور حفظ حدیث کے حوالے ان کا مقام دیکھا جائے اور ضبط واتقان کے حوالے سے ان کے مرتبہ کو دیکھا جائے۔

وَرَوَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ قَالَ: "الْبَابُ إِذَا لَمْ تُجْمَعْ طُرُقُهُ لَمْ يَتَبَيَّنْ خَطَؤُهُ".

ثُمَّ قَدْ تَقَعُ الْعِلَّةُ فِي إِسْنَادِ الْحَدِيثِ، وَهُوَ الْأَكْثَرُ، وَقَدْ تَقَعُ فِي مَتْنِهِ.

ثُمَّ مَا يَقَعُ فِي الْإِسْنَادِ قَدْ يَقْدَحُ فِي صِحَّةِ الْإِسْنَادِ وَالْمَتْنِ جَمِيعًا، كَمَا فِي التَّعْلِيلِ بِالْإِرْسَالِ وَالْوَقْفِ، وَقَدْ يَقْدَحُ فِي صِحَّةِ الْإِسْنَادِ خَاصَّةً مِنْ غَيْرِ قَدْحٍ فِي صِحَّةِ الْمَتْنِ.

فَمِنْ أَمْثِلَةِ مَا وَقَعَتِ الْعِلَّةُ فِي إِسْنَادِهِ مِنْ غَيْرِ قَدْحٍ فِي الْمَتْنِ: مَا رَوَاهُ الثِّقَةُ يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ..." الْحَدِيثَ. فَهَذَا إِسْنَادٌ مُتَّصِلٌ بِنَقْلِ الْعَدْلِ عَنِ الْعَدْلِ، وَهُوَ مُعَلَّلٌ غَيْرُ صَحِيحٍ، وَالْمَتْنُ عَلَى كُلِّ حَالٍ صَحِيحٌ، وَالْعِلَّةُ فِي قَوْلِهِ: "عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ"، إِنَّمَا هُوَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، هَكَذَا رَوَاهُ الْأَئِمَّةُ مِنْ أَصْحَابِ سُفْيَانَ عَنْهُ. فَوَهِمَ يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، وَعَدَلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ إِلَى عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، وَكِلَاهُمَا ثِقَةٌ.

علی بن مدینی سے منقول ہے کہ جب ایک حدیث کے تمام طرق مدنظر نہ ہو تو اس کی خطا ظاہر نہیں ہو سکتی۔ پھر بعض اوقات علت سند حدیث میں پائی جاتی ہے اور بعض اوقات متن حدیث میں پائی جاتی ہے۔ پھر جو سند میں پائی جاتی ہے وہ بعض اوقات سند

اور متن دونوں کی صحت کو مجروح کر دیتی ہے جیسا کہ موقوف اور مرسل ہونے کی علت، اور کبھی کبھی صرف سند کی صحت کو مجروح کر دیتی ہے متن کی صحت کو مجروح نہیں کرتی۔ اس کی مثالوں میں سے جن میں علت صرف سند میں پائی جاتی ہے اور متن کو مجروح نہیں کرتی، ایک وہ حدیث بھی ہے جس کو ثقہ راویوں نے روایت کیا ہے اس کی سند کچھ یوں ہے۔ یعلی بن عبید عن سفیان الثوری عن عمرو بن دینار عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ((البیعان بالخیار)) الحدیث.

اس حدیث کی سند متصل ہے اور اس کا ہر راوی عادل ہے لیکن معلل ہے اور صحیح نہیں ہے، متن اس کا بہر حال صحیح ہے اور علت یعلی بن عبید کے اس قول عن عمرو بن دینار عن ابن عمر میں ہے۔ دراصل یہ روایت عبداللہ بن دینار سے مروی ہے سفیان ثوری کے تمام اصحاب اس کو انہی سے روایت کرتے ہیں تو یہاں یعلی بن عبید کو عبداللہ بن دینار کی بجائے عمرو بن دینار کا وہم ہوا اور بلاشبہ دونوں ہی راوی ثقہ ہیں۔

وَمِثَالُ الْعِلَّةِ فِي الْمَتْنِ: مَا انْفَرَدَ مُسْلِمٌ بِإِخْرَاجِهِ فِي حَدِيثِ أَنَسٍ مِنَ اللَّفْظِ الْمُصَرِّحِ بِنَفْيِ قِرَاءَةِ " بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ "، فَعَلَّلَ قَوْمٌ رِوَايَةَ اللَّفْظِ الْمَذْكُورِ لَمَّا رَأَوُا الْأَكْثَرِينَ إِنَّمَا قَالُوا فِيهِ: " فَكَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِـ " الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ "، مِنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ لِذِكْرِ الْبَسْمَلَةِ، وَهُوَ الَّذِي اتَّفَقَ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَلَى إِخْرَاجِهِ فِي الصَّحِيحِ، وَرَأَوْا أَنَّ مَنْ رَوَاهُ بِاللَّفْظِ الْمَذْكُورِ رَوَاهُ بِالْمَعْنَى الَّذِي وَقَعَ لَهُ، فَفَهِمَ مِنْ قَوْلِهِ: كَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ بِالْحَمْدِ أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يُبَسْمِلُونَ، فَرَوَاهُ عَلَى مَا فَهِمَ وَأَخْطَأَ، لِأَنَّ مَعْنَاهُ أَنَّ السُّورَةَ الَّتِي كَانُوا يَفْتَتِحُونَ بِهَا مِنَ السُّوَرِ هِيَ الْفَاتِحَةُ، وَلَيْسَ فِيهِ تَعَرُّضٌ لِذِكْرِ التَّسْمِيَةِ.

وَانْضَمَّ إِلَى ذٰلِكَ أُمُورٌ، مِنْهَا: أَنَّهُ ثَبَتَ ... عَنْ أَنَسٍ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الِافْتِتَاحِ بِالتَّسْمِيَةِ، فَذَكَرَ أَنَّهُ لَا يَحْفَظُ فِيهِ شَيْئًا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

متن میں علت کے پائے جانے کی مثال وہ حدیث ہے جس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اس روایت میں نماز کے اندر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی قرآت کی نفی کے صریح الفاظ مروی ہیں۔ جب محدثین کی ایک جماعت نے دیکھا کہ اکثر راوی اس کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کر رہے ہیں: فکانوا یستفتحون القراءۃ بالحمد للہ رب العالمین: یعنی وہ بسم اللہ کو ذکر کرنے کے درپے نہیں ہوئے اور اتنے ہی الفاظ پر امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے بھی اتفاق کیا ہے تو انہوں نے ان الفاظ صریحہ کو معلول قرار دیا اور انہوں نے یہ سمجھا کہ راوی نے حدیث انس رضی اللہ عنہ کو بالمعنی روایت کیا ہے جو ان کو سمجھ آیا، انہوں نے یہ سمجھا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں قرآت کی ابتدا الحمد للہ رب العلمین سے کرتے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ بسم اللہ کی قرآت نہیں کرتے تھے۔ پس راوی نے جیسے اس حدیث کے معنی کو سمجھا تھا ویسے ہی روایت کر دیا اور انہوں نے اس روایت میں خطا کی اس لیے کہ اس روایت کا صحیح معنی تو یہ ہے کہ صحابہ کرام اپنی نمازوں میں سورتوں میں سے جس سورت سے

قرآت کی ابتدا کرتے تھے وہ سورۃ فاتحہ تھی اس طرح سے اس حدیث میں بسم اللہ کی قرآت کا کوئی حکم مذکور نہیں ہوا ہے۔ اس مسئلے کے ساتھ چند اور چیزوں کا بھی تعلق ہے جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ثابت ہے جس میں جب ان سے بسم اللہ سے قرآت کی ابتدا کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔

ثُمَّ اعْلَمْ: أَنَّهُ قَدْ يُطْلَقُ اسْمُ الْعِلَّةِ عَلَى غَيْرِ مَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ بَاقِي الْأَسْبَابِ الْقَادِحَةِ فِي الْحَدِيثِ الْمُخْرِجَةِ لَهُ مِنْ حَالِ الصِّحَّةِ إِلَى حَالِ الضَّعْفِ، الْمَانِعَةِ مِنَ الْعَمَلِ بِهِ عَلَى مَا هُوَ مُقْتَضَى لَفْظِ الْعِلَّةِ فِي الْأَصْلِ، وَلِذَلِكَ تَجِدُ فِي كُتُبِ عِلَلِ الْحَدِيثِ الْكَثِيرَ مِنَ الْجَرْحِ بِالْكَذِبِ، وَالْغَفْلَةِ، وَسُوءِ الْحِفْظِ، وَنَحْوِ ذَلِكَ مِنْ أَنْوَاعِ الْجَرْحِ.

وَسَمَّى التِّرْمِذِيُّ النَّسْخَ عِلَّةً مِنْ عِلَلِ الْحَدِيثِ.

جاننا چاہیے کہ کبھی کبھی لفظ علت کا اطلاق معنی مذکور کے علاوہ دوسرے ایسے اسباب پر بھی کیا جاتا ہے جو حدیث کو عیب دار کرتے ہیں اور اس کو صحت سے نکال کر ضعیف بنا دیتے ہیں اور اس طرح وہ حدیث نا قابل عمل ہو جاتی ہے جیسا کہ علت کے لغوی معنی کا تقاضا بھی یہی ہے اس لیے علل حدیث کی زیادہ تر کتابوں میں آپ کو جھوٹ، غفلت اور کمزور حافظے کی وجہ سے جرح ملے گی۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے نسخ کو علل میں سے ایک علت قرار دیا ہے۔

ثُمَّ إِنَّ بَعْضَهُمْ أَطْلَقَ اسْمَ الْعِلَّةِ عَلَى مَا لَيْسَ بِقَادِحٍ مِنْ وُجُوهِ الْخِلَافِ، نَحْوَ إِرْسَالِ مَنْ أَرْسَلَ الْحَدِيثَ الَّذِي أَسْنَدَهُ الثِّقَةُ الضَّابِطُ حَتَّى قَالَ: مِنْ أَقْسَامِ الصَّحِيحِ مَا هُوَ صَحِيحٌ مَعْلُولٌ، كَمَا قَالَ بَعْضُهُمْ: مِنَ الصَّحِيحِ مَا هُوَ صَحِيحٌ شَاذٌّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

بعض حضرات نے علت کا اطلاق ایسے معنی پر بھی کیا ہے جس کی وجہ سے حدیث میں کوئی عیب نہیں پایا جاتا کیونکہ اس کے بارے اختلاف پایا جاتا ہے جیسے ایک راوی کا روایت کو مرسلاً روایت کرنا جبکہ اس روایت دوسرے ثقہ اور ضابط راوی نے مسنداً روایت کیا ہو، یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ صحیح حدیث کی اقسام میں صحیح معلول بھی ہے جیسا کہ بعض محدثین کا قول ہے کہ صحیح کی اقسام میں سے ایک قسم صحیح شاذ بھی ہے۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ التَّاسِعَ عَشَرَ        انیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمُضْطَرِبِ مِنَ الْحَدِيثِ

## حدیث مضطرب کا تعارف

الْمُضْطَرِبُ مِنَ الْحَدِيثِ: هُوَ الَّذِي تَخْتَلِفُ الرِّوَايَةُ فِيهِ فَيَرْوِيهِ بَعْضُهُمْ عَلَى وَجْهٍ وَبَعْضُهُمْ عَلَى وَجْهٍ آخَرَ مُخَالِفٍ لَهُ، وَإِنَّمَا نُسَمِّيهِ مُضْطَرِبًا إِذَا تَسَاوَتِ الرِّوَايَتَانِ. أَمَّا إِذَا تَرَجَّحَتْ إِحْدَاهُمَا بِحَيْثُ لَا تُقَاوِمُهَا الْأُخْرَى بِأَنْ يَكُونَ رَاوِيهَا أَحْفَظَ، أَوْ أَكْثَرَ صُحْبَةً لِلْمَرْوِيِّ عَنْهُ، أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ مِنْ وُجُوهِ التَّرْجِيحَاتِ الْمُعْتَمَدَةِ، فَالْحُكْمُ لِلرَّاجِحَةِ، وَلَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ حِينَئِذٍ وَصْفُ الْمُضْطَرِبِ وَلَا لَهُ حُكْمُهُ.

حدیث مضطرب وہ ہے جس میں اختلاف روایات پایا جاتا ہے بعض راویوں نے اس کو ایک طرح سے روایت کیا ہو اور دوسرے بعض رویوں نے اس کے برخلاف دوسری طرح روایت کیا ہو۔ ہم اس قسم کی روایت کو مضطرب اس وقت کہتے ہیں جب دونوں روایتیں درجہ میں ہم پلہ ہوں۔ اگر ان دو روایتوں میں ایک روایت دوسری روایت سے راجح ہو اس حیثیت سے کہ وہ دوسری روایت کا معارض نہ بن سکے با ایں صورت کہ ایک روایت کا راوی دوسری روایت کے راوی کے مقابلے میں زیادہ قوی حافظہ والا ہو یا ایک راوی دوسرے راوی کے مقابلے میں مروی عنہ کی صحبت میں زیادہ دیر تک رہا ہو یا ان کے علاوہ وجوہات ترجیح میں سے کوئی اور وجہ ترجیح پائی جاتی ہو تو اس وقت راجح ہی کو لیا جائے گا اور اس وقت اس پر نہ تو مضطرب کا اطلاق ہوگا اور نہ ہی اس پر مضطرب کا حکم جاری ہوگا۔

ثُمَّ قَدْ يَقَعُ الِاضْطِرَابُ فِي مَتْنِ الْحَدِيثِ، وَقَدْ يَقَعُ فِي الْإِسْنَادِ، وَقَدْ يَقَعُ ذَلِكَ مِنْ رَاوٍ وَاحِدٍ: وَقَدْ يَقَعُ بَيْنَ رُوَاةٍ لَهُ جَمَاعَةٍ.

وَالِاضْطِرَابُ مُوجِبٌ ضَعْفَ الْحَدِيثِ؛ لِإِشْعَارِهِ بِأَنَّهُ لَمْ يُضْبَطْ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

پھر کبھی تو اضطراب متن میں ہوتا ہے اور کبھی سند میں ہوتا ہے اور کبھی اضطراب ایک راوی کی جانب سے ہوتا ہے اور یہ راویوں کی ایک جماعت کے درمیان پایا جاتا ہے۔ اضطراب پائے جانے کی وجہ سے حدیث میں ضعف آتا ہے کیونکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس حدیث کو راویوں نے صحیح طرح سے محفوظ نہیں کیا۔ واللہ اعلم

وَمِنْ أَمْثِلَتِهِ: مَا رُوِّينَاهُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِي عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ جَدِّهِ حُرَيْثٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُصَلِّي: " إِذَا لَمْ يَجِدْ عَصًا يَنْصِبُهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَخُطَّ خَطًّا ".

اس کی مثال وہ روایت ہو جس کو ہم نے اسماعیل بن امیہ سے روایت کیا ہے جس کی سند کچھ یوں ہے:

ما رويناه عن إسماعيل بن أمية عن أبي عمرو بن محمد بن حريث عن جده حريث عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه و سلم في المصلى: ((إذا لم يجد عصا ينصبها بين يديه فليخط خطا)).

فَرَوَاهُ بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ وَرَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ هَكَذَا. وَرَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْهُ عَنْ أَبِي عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَرَوَاهُ حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حُرَيْثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَرَوَاهُ وُهَيْبٌ، وَعَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ جَدِّهِ حُرَيْثٍ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعَ إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُرَيْثِ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَفِيهِ مِنَ الِاضْطِرَابِ أَكْثَرُ كَمَا ذَكَرْنَاهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اس روایت کو بشر بن مفضل اور روح بن اسماعیل نے اسی طرح ہی رویت کیا ہے۔ سفیان ثوری نے اس روایت کو اسماعیل سے سفيان الثوري عنه عن أبي عمرو بن حريث عن أبيه عن أبي هريرة کی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ حمید نے اس کو اسماعیل سے حميد بن الأسود عن إسماعيل عن أبي عمرو بن محمد بن حريث بن سليم عن أبيه عن أبي هريرة کی سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور وھیب اور عبدالوارث نے اس کو اسماعیل سے وهيب وعبد الوارث عن إسماعيل عن أبي عمرو بن حريث عن جده حريث کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور عبدالرزاق نے ابن جریج اور انہوں نے اسماعیل سے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے: عبد الرزاق: عن ابن جريج: سمع إسماعيل عن حريث بن عمار عن أبي هريرة
اس روایت میں اس سے کہیں زیادہ اضطراب ہے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم



النَّوْعُ الْعِشْرُونَ بیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمُدْرَجِ فِي الْحَدِيثِ

## حدیث مدرج کا تعارف

وَهُوَ أَقْسَامٌ:

مِنْهَا: مَا أُدْرِجَ فِي حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ رُوَاتِهِ، بِأَنْ يَذْكُرَ الصَّحَابِيُّ أَوْ مَنْ بَعْدَهُ عَقِيبَ مَا يَرْوِيهِ مِنَ الْحَدِيثِ كَلَامًا مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ، فَيَرْوِيَهُ مَنْ بَعْدَهُ مَوْصُولًا بِالْحَدِيثِ غَيْرَ فَاصِلٍ بَيْنَهُمَا بِذِكْرِ قَائِلِهِ، فَيَلْتَبِسَ الْأَمْرُ فِيهِ عَلَى مَنْ لَا يَعْلَمُ حَقِيقَةَ الْحَالِ، وَيَتَوَهَّمَ أَنَّ الْجَمِيعَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حدیث مدرج کی کئی قسمیں ہیں۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں کسی راوی کے کلام کو داخل کیا جائے بایں صورت کہ کوئی صحابی یا ان کے بعد کا کوئی راوی رسول اللہ ﷺ کی حدیث نقل کرنے کے بعد اس کے ساتھ متصل ہی اپنا کلام ذکر کرے اور فرق کے طور پر اس کے قائل کو ذکر نہ کرے تو بعد کے راوی پر یہ معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے جس کو اصل صورت حال معلوم نہ ہو اور وہ یہ سمجھتا ہے آخر تک ہی رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔

وَمِنْ أَمْثِلَتِهِ الْمَشْهُورَةِ: مَا رُوِّينَاهُ فِي التَّشَهُّدِ عَنْ أَبِي خَيْثَمَةَ زُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: " قُلِ: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ فَذَكَرَ التَّشَهُّدَ، وَفِي آخِرِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَإِذَا قُلْتَ هَذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُومَ فَقُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ "، هَكَذَا رَوَاهُ أَبُو خَيْثَمَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ، فَأَدْرَجَ فِي الْحَدِيثِ قَوْلَهُ: فَإِذَا قُلْتَ هَذَا إِلَى آخِرِهِ، وَإِنَّمَا هَذَا مِنْ كَلَامِ ابْنِ مَسْعُودٍ، لَا مِنْ كَلَامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کی مشہور مثال: وہ روایت ہے جس کو ہم نے تشہد کے باب میں ابوخیثمہ زہیر بن معاویہ سے روایت کیا ہے جس کی سند کچھ اس طرح سے ہے

عن أبي خيثمة زهير بن معاوية عن الحسن بن الحر عن القاسم بن مخيمرة عن علقمة عن عبد الله بن مسعود : أن رسول الله صلى الله عليه و سلم علمه التشهد في الصلاة فقال : (( قل : التحيات لله ..)) فذكر التشهد وفي آخره : (( أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا رسول الله فإذا قلت هذا فقد قضيت صلاتك إن شئت أن تقوم فقم وإن شئت أن تقعد فاقعد))

ابوخیثمہ نے اس روایت کو حسن بن حر سے اسی طرح نقل کیا ہے اور اس میں انہوں نے فاذا قلت هذا ... الخ کو داخل کیا ہے حالانکہ یہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں ہے۔

وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَيْهِ أَنَّ الثِّقَةَ الزَّاهِدَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ رَوَاهُ عَنْ رِوَايَةِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ كَذَلِكَ، وَاتَّفَقَ حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ وَابْنُ عَجْلَانَ وَغَيْرُهُمَا فِي رِوَايَتِهِمْ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ عَلَى تَرْكِ ذِكْرِ هَذَا الْكَلَامِ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ، مَعَ اتِّفَاقِ كُلِّ مَنْ رَوَى التَّشَهُّدَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَنْ غَيْرِهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَلَى ذَلِكَ، وَرَوَاهُ شَبَابَةُ عَنْ أَبِي خَيْثَمَةَ فَفَصَلَهُ أَيْضًا.

اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک ثقہ اور معتمد راوی عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان نے حسن بن حر سے اس روایت کو اسی طرح نقل کیا ہے جس طرح ہم نے بیان کر دیا ہے (یعنی اس میں یہ آخر والا اضافہ نہیں ہے)۔ حسین جعفی اور ابن عجلان اور ان جیسے دوسرے راویوں نے حسن بن حر سے نقل کردہ اپنی اپنی روایات میں اس اضافے کو ترک کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت علقمہ اور ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دوسرے شاگردوں نے بھی اس طرح نقل کرنے پر اتفاق کیا ہے اور شبابہ نے بھی ابوخیثمہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس میں یہی تفصیل ذکر کی ہے۔

وَمِنْ أَقْسَامِ الْمُدْرَجِ: أَنْ يَكُونَ مَتْنُ الْحَدِيثِ عِنْدَ الرَّاوِي لَهُ بِإِسْنَادٍ إِلَّا طَرَفًا مِنْهُ، فَإِنَّهُ عِنْدَهُ بِإِسْنَادٍ ثَانٍ، فَيُدْرِجُهُ مَنْ رَوَاهُ عَنْهُ عَلَى الْإِسْنَادِ الْأَوَّلِ، وَيَحْذِفُ الْإِسْنَادَ الثَّانِيَ، وَيَرْوِي جَمِيعَهُ بِالْإِسْنَادِ الْأَوَّلِ.

مدرج کی اقسام میں سے ایک قسم یہ بھی ہے کہ ایک روایت کا متن ایک راوی سے ایک سند سے مروی ہو مگر اس متن کا بعض حصہ دوسری سند سے مروی ہو تو بعد والا راوی اس پوری روایت کو پہلی سند سے نقل کر کے اس میں ادراج کر دیتا ہے اور دوسری سند کو حذف کر دیتا ہے اور مکمل متن کو پہلی سند کے ساتھ نقل کر دیتا ہے۔

مِثَالُهُ: " حَدِيثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَزَائِدَةَ بْنِ قُدَامَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ فِي صِفَةِ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي آخِرِهِ: أَنَّهُ جَاءَ فِي الشِّتَاءِ، فَرَآهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ مِنْ تَحْتِ الثِّيَابِ ". وَالصَّوَابُ رِوَايَةُ مَنْ رَوَى عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ صِفَةَ الصَّلَاةِ خَاصَّةً، وَفَصَلَ ذِكْرَ رَفْعِ الْأَيْدِي عَنْهُ، فَرَوَاهُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ

بَعْضِ أَهْلِهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ.

اس کی مثال ابن عیینہ اور زائدہ بن قدامہ کی روایت ہے جس کی سند کچھ یوں ہے: ابن عيينة وزائدة بن قدامة عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر: في صفة صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي آخره: أنه جاء في الشتاء فرآهم يرفعون أيديهم من تحت الثياب. لیکن ان راویوں کی روایت صحیح ہے جنہوں نے صرف نماز کے طریقے کو نقل کیا ہے اور رفع یدین کے تذکرے کو حدیث سے علیحدہ سند کے ساتھ ذکر کر دیا ہے ان کی سند یوں ہے عن عاصم عن عبد الجبار بن وائل عن بعض أهله عن وائل بن حجر.

وَمِنْهَا: أَنْ يُدْرِجَ فِي مَتْنِ حَدِيثٍ بَعْضَ مَتْنِ حَدِيثٍ آخَرَ، مُخَالِفٍ لِلْأَوَّلِ فِي الْإِسْنَادِ.

مِثَالُهُ: "رِوَايَةُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَنَافَسُوا.." الْحَدِيثَ. فَقَوْلُهُ: "لَا تَنَافَسُوا" أَدْرَجَهُ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ مِنْ مَتْنِ حَدِيثٍ آخَرَ، رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِيهِ: "لَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَنَافَسُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا". وَاللهُ أَعْلَمُ.

مدرج کی اقسام میں سے ایک قسم وہ حدیث بھی ہے جس کے متن میں دوسری حدیث کے متن کا کچھ حصہ داخل کیا گیا ہو اور دونوں کی اسناد میں اختلاف ہو اس کی مثال سعید بن ابی مریم کی روایت ہے جس کی سند کچھ یوں ہے: سعيد بن أبي مريم عن مالك عن الزهري عن أنس: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا ولا تنافسوا..)) الحديث. ابن ابی مریم نے اس حدیث کے متن میں دوسری حدیث کے متن سے ولا تنافسوا کے الفاظ کو داخل کیا ہے اور اس دوسری حدیث کی سند اور متن کچھ یوں ہے مالك عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة فيه: ((لا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا)). والله أعلم

وَمِنْهَا أَنْ يَرْوِيَ الرَّاوِي حَدِيثًا عَنْ جَمَاعَةٍ، بَيْنَهُمُ اخْتِلَافٌ فِي إِسْنَادِهِ، فَلَا يَذْكُرُ الِاخْتِلَافَ، بَلْ يُدْرِجُ رِوَايَتَهُمْ عَلَى الِاتِّفَاقِ.

مِثَالُهُ: " رِوَايَةُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، وَمُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ الْعَبْدِيِّ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ وَوَاصِلٍ الْأَحْدَبِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قُلْتُ: " يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ.. " الْحَدِيثَ. وَوَاصِلٌ إِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ مِنْ غَيْرِ ذِكْرِ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ بَيْنَهُمَا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

مدرج کی ایک قسم وہ حدیث ہے جس میں ایک راوی، راویوں کی ایک جماعت سے روایت نقل کرتا ہے جس کی سند کے بارے میں ان کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، پس یہ مدرج راوی ان کے اختلاف کو ذکر نہیں کرتا اور ان کی راویت کو متفقہ

روایتوں میں داخل کر دیتا ہے۔اس کی مثال عبدالرحمن بن مہدی وغیرہ کی روایت ہے جس کی سند کچھ یوں ہے: عبد الرحمن بن مهدی و محمد بن كثير العبدي عن الثوري عن منصور والأعمش وواصل الأحدب عن أبي وائل عن عمرو بن شرحبيل عن ابن مسعود قلت: يا رسول الله أي الذنب أعظم .. الحديث .اسی روایت کو واصل نے عمرو بن شرحبیل کا ذکر کیے بغیر ابو وائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔واللہ اعلم

وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ تَعَمُّدُ شَيْءٍ مِنَ الْإِدْرَاجِ الْمَذْكُورِ، وَهَذَا النَّوْعُ قَدْ صَنَّفَ فِيهِ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ كِتَابَهُ الْمَوْسُومَ "بِالْفَصْلِ لِلْوَصْلِ الْمُدْرَجِ فِي النَّقْلِ" فَشَفَى وَكَفَى، وَاللهُ أَعْلَمُ.

آپ جان لیں کہ جان بوجھ کر مذکورہ اقسام میں سے کسی قسم کا ادراج بھی جائز نہیں ہے اور اسی قسم یعنی مدرج کے بارے میں خطیب ابو بکر بغدادی نے مستقل تصنیف لکھی ہے جس کا نام (الفصل للوصل المدرج فی النقل) ۔ یہ کتاب مدرج روایت کی تفصیل کے لیے کافی وشافی ہے۔واللہ اعلم



## النَّوْعُ الْحَادِي وَالْعِشْرُونَ اکیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمَوْضُوعِ

## حدیث موضوع کا تعارف

وَهُوَ الْمُخْتَلَقُ الْمَصْنُوعُ

اعْلَمْ أَنَّ الْحَدِيثَ الْمَوْضُوعَ شَرُّ الْأَحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ، وَلَا تَحِلُّ رِوَايَتُهُ لِأَحَدٍ عَلِمَ حَالَهُ فِي أَيِّ مَعْنًى كَانَ إِلَّا مَقْرُونًا بِبَيَانِ وَضْعِهِ، بِخِلَافِ غَيْرِهِ مِنَ الْأَحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ الَّتِي يُحْتَمَلُ صِدْقُهَا فِي الْبَاطِنِ، حَيْثُ جَازَ رِوَايَتُهَا فِي التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ، عَلَى مَا نُبَيِّنُهُ قَرِيبًا إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى.

موضوع حدیث خود ساختہ اور من گھڑت روایت کو کہتے ہیں۔ آپ یہ اچھی طرح جان لیں کہ اس کو روایت کرنا کسی بھی اس شخص کے لیے بھی جائز نہیں ہے جو اس کے ضعف سے واقف ہو چاہے وہ جس معنی کی بھی روایت ہو۔ ہاں مگر ایک صورت اس سے استثناء ہے کہ اس کے من گھڑت ہونے کو بیان کرنے کے لیے اس کو نقل کرنا جائز ہے۔ حدیث موضوع کا حکم ان تمام احادیث ضعیفہ کے برخلاف ہے جو باطن میں صدق کا احتمال رکھتے ہیں کیونکہ ترغیب وترہیب کے طور پر ان کو نقل کرنا جائز ہے۔ ان شاء اللہ ہم عنقریب اس کو تفصیل سے بیان کریں گے۔

وَإِنَّمَا يُعْرَفُ كَوْنُ الْحَدِيثِ مَوْضُوعًا بِإِقْرَارِ وَاضِعِهِ، أَوْ مَا يَتَنَزَّلُ مَنْزِلَةَ إِقْرَارِهِ، وَقَدْ يَفْهَمُونَ الْوَضْعَ مِنْ قَرِينَةِ حَالِ الرَّاوِي أَوِ الْمَرْوِيِّ، فَقَدْ وُضِعَتْ أَحَادِيثُ طَوِيلَةٌ يَشْهَدُ بِوَضْعِهَا رَكَاكَةُ أَلْفَاظِهَا وَمَعَانِيهَا.

وَلَقَدْ أَكْثَرَ الَّذِي جَمَعَ فِي هَذَا الْعَصْرِ (الْمَوْضُوعَاتِ) فِي نَحْوِ مُجَلَّدَيْنِ، فَأَوْدَعَ فِيهَا كَثِيرًا مِمَّا لَا دَلِيلَ عَلَى وَضْعِهِ، إِنَّمَا حَقُّهُ أَنْ يُذْكَرَ فِي مُطْلَقِ الْأَحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ.

موضوع روایت ایک تو من گھڑت روایت گھڑنے والے کے اقرار سے معلوم ہو سکتی ہے یا جو چیز اقرار کے قائم مقام ہو اور اسی طرح اہل وجرح وتعدیل کے ائمہ موضوع روایت کو راوی یا روایت کے قرینہ حالیہ سے بھی پہچان لیتے ہیں۔ موضوع احادیث کے ذخیرے میں بہت لمبی لمبی روایات بھی منقول ہیں جن کے الفاظ اور معانی کے لچر، کمزور اور ناموزوں ہونے سے ان کے ضعیف ہونے کا پتا چلتا ہے۔

(مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) ہمارے اس زمانے میں مختلف حضرات نے موضوع احادیث کے نام سے بہت سی احادیث

کا ذخیرہ کئی کئی جلدوں میں جمع کر رکھا ہے اور ان میں ایسی بہت سی احادیث کو شامل کیا ہے جن کے موضوع ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ان احادیث کو مطلق احادیث ضعیفہ میں شمار کرنا چاہیے تھا۔

وَالْوَاضِعُونَ لِلْحَدِيثِ أَصْنَافٌ، وَأَعْظَمُهُمْ ضَرَرًا قَوْمٌ مِنَ الْمَنْسُوبِينَ إِلَى الزُّهْدِ، وَضَعُوا الْحَدِيثَ احْتِسَابًا فِيمَا زَعَمُوا، فَتَقَبَّلَ النَّاسُ مَوْضُوعَاتِهِمْ ثِقَةً مِنْهُمْ بِهِمْ وَرُكُونًا إِلَيْهِمْ، ثُمَّ نَهَضَتْ جَهَابِذَةُ الْحَدِيثِ بِكَشْفِ عُوَارِهَا وَمَحْوِ عَارِهَا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ.

احادیث گھڑنے والوں کی کئی قسمیں ہیں ان میں سے سب سے زیادہ ضرر رساں وہ ہیں جنہوں نے زھد کا لبادہ اوڑھا اور اپنے گمان کے مطابق ثواب کا کام سمجھتے ہوئے احادیث گھڑیں، پھر لوگوں نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی موضوعات کو قبول کیا اور ہم بھی ان کی طرف مائل ہو گئے۔ پھر الحمدللہ ان کے عیب کو ظاہر کرنے کے لیے اور ان کے عار کو مٹانے کے لئے اس فن کے ماہر نقاد اور کھوٹے اور کھرے میں تمیز کرنے والے حضرات اٹھ کھڑے ہوئے۔

وَفِيمَا رُوِّينَا عَنِ الْإِمَامِ أَبِي بَكْرٍ السَّمْعَانِيِّ: أَنَّ بَعْضَ الْكَرَّامِيَّةِ ذَهَبَ إِلَى جَوَازِ وَضْعِ الْحَدِيثِ فِي بَابِ التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ.

ثُمَّ إِنَّ الْوَاضِعَ رُبَّمَا صَنَعَ كَلَامًا مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ فَرَوَاهُ، وَرُبَّمَا أَخَذَ كَلَامًا لِبَعْضِ الْحُكَمَاءِ أَوْ غَيْرِهِمْ، فَوَضَعَهُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَرُبَّمَا غَلِطَ غَالِطٌ، فَوَقَعَ فِي شُبَهِ الْوَضْعِ مِنْ غَيْرِ تَعَمُّدٍ، كَمَا وَقَعَ لِثَابِتِ بْنِ مُوسَى الزَّاهِدِ فِي حَدِيثِ: "مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ".

امام ابوبکر سمعانی رحمہ اللہ سے ہم نے ایک روایت نقل کی ہے جس میں یہ وارد ہوا ہے کہ بعض کرامیہ کا مذہب یہ ہے کہ ترغیب و ترہیب کے لیے اپنی طرف سے حدیث گھڑنا جائز ہے پھر واضع بعض اوقات تو اپنا کلام اور بعض اوقات حکماء میں سے کسی حکیم کا قول نقل کرتا ہے اور پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف اس کی جھوٹی نسبت کرتا ہے اور زیادہ تر تو راوی سے غیر ارادی طور غلطی ہو جاتی ہے اور من گھڑت روایت کے نقل کرنے میں واقع ہو جاتا ہے جیسا کہ موسیٰ بن ثابت جو بڑے زاہد گزرے ہیں وہ اس روایت کے نقل کرنے میں واقع ہوئے: من كثرت صلاته بالليل حسن وجهه بالنهار.

مِثَالٌ: "رُوِّينَا ... عَنْ أَبِي عِصْمَةَ - وَهُوَ نُوحُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ - أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: "مِنْ أَيْنَ لَكَ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي فَضَائِلِ الْقُرْآنِ سُورَةً سُورَةً؟"، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ النَّاسَ قَدْ أَعْرَضُوا عَنِ الْقُرْآنِ، وَاشْتَغَلُوا بِفِقْهِ أَبِي حَنِيفَةَ وَمَغَازِي مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، فَوَضَعْتُ هَذِهِ الْأَحَادِيثَ حِسْبَةً...".

موضوع حدیث کی مثال ابوعصمہ یہ نوح بن مریم کی کنیت ہے، کی روایت ہے جس میں یہ آیا ہے کہ اس سے جب پوچھا گیا

کہ تو نے یہ قرآن کی سورتوں کے فضائل کے بارے میں عکرمہ عن بن عباس کی سند والی روایت کہاں سے لی ہے؟ تو اس نے جوب میں کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ لوگ امام ابوحنیفہ کی فقہ اور محمد بن اسحاق کے مغازی میں مشغول ہو رہے تھے تو میں نے قرآن کی طرف متوجہ کرنے کے لیے اپنی طرف سے قرآنی سورتوں کے فضائل والی یہ احادیث گھڑ لیں۔

وَهٰكَذَا حَالُ الْحَدِيثِ الطَّوِيلِ الَّذِي يُرْوَى عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فَضْلِ الْقُرْآنِ سُورَةً فَسُورَةً. بَحَثَ بَاحِثٌ عَنْ مُخْرَجِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَنِ اعْتَرَفَ بِأَنَّهُ وَجَمَاعَةً وَضَعُوهُ، وَإِنَّ أَثَرَ الْوَضْعِ لَبَيِّنٌ عَلَيْهِ، وَلَقَدْ أَخْطَأَ الْوَاحِدِيُّ الْمُفَسِّرُ، وَمَنْ ذَكَرَهُ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ فِي إِيدَاعِهِ تَفَاسِيرَهُمْ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

یہی حال اس طویل حدیث کا بھی ہے (یعنی وہ بھی موضوع ہے) جس کو قرآنی سورتوں کے فضائل کے بارے میں ابی بن کعب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، جب کسی ناقد نے اس کے مخرج کے بارے میں کھوج لگایا تو وہ نتیجۃً اس راوی تک پہنچے جس نے یہ اعتراف کیا کہ میں نے ایک جماعت کے ساتھ مل کر اس روایت کو گھڑ لیا تھا اور اس پر موضوع ہونے کی واضح علامت بھی ہے۔ مفسر قرآن امام واحدی اور دوسرے مفسرین نے جو اس روایت کو اپنی اپنی تفاسیر میں ذکر کیا ہے یقیناً یہ ان کی خطا ہے۔ واللہ اعلم



النَّوْعُ الثَّانِي وَالْعِشْرُونَ بائیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمَقْلُوبِ

## حدیث مقلوب کا تعارف

هُوَ نَحْوُ حَدِيثٍ مَشْهُورٍ عَنْ سَالِمٍ جُعِلَ عَنْ نَافِعٍ لِيَصِيرَ بِذَلِكَ غَرِيبًا مَرْغُوبًا فِيهِ.

وَكَذَلِكَ مَا رُوِّينَا أَنَّ الْبُخَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدِمَ بَغْدَادَ، فَاجْتَمَعَ قَبْلَ مَجْلِسِهِ قَوْمٌ مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ، وَعَمَدُوا إِلَى مِائَةِ حَدِيثٍ فَقَلَبُوا مُتُونَهَا وَأَسَانِيدَهَا، وَجَعَلُوا مَتْنَ هَذَا الْإِسْنَادِ لِإِسْنَادٍ آخَرَ، وَإِسْنَادَ هَذَا الْمَتْنِ لِمَتْنٍ آخَرَ، ثُمَّ حَضَرُوا مَجْلِسَهُ وَأَلْقَوْهَا عَلَيْهِ، فَلَمَّا فَرَغُوا مِنْ إِلْقَاءِ تِلْكَ الْأَحَادِيثِ الْمَقْلُوبَةِ الْتَفَتَ إِلَيْهِمْ فَرَدَّ كُلَّ مَتْنٍ إِلَى إِسْنَادِهِ، وَكُلَّ إِسْنَادٍ إِلَى مَتْنِهِ، فَأَذْعَنُوا لَهُ بِالْفَضْلِ.

حدیث مقلوب جیسے ایک حدیث کا حضرت سالم سے منقول ہونا مشہور ہے تو اس کو حضرت نافع سے نقل کرنا تا کہ وہ لوگوں کے لیے اجنبی ہو جائے اور لوگ اس کی طرف رغبت کریں۔ اسی قبیل سے وہ روایت بھی ہے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں وارد ہے کہ جب آپ تشریف لے گئے تو وہاں کے محدثین نے آپ کی مجلس جمنے سے پہلے سو احادیث مبارکہ لیے اور ان کے متون اور اسناد کو آپس میں خلط ملط کیا، ایک حدیث کی سند کو دوسری حدیث کے متن کے ساتھ جوڑ لیا اور کسی حدیث کے متن کو دوسری حدیث کی سند کے ساتھ جوڑ لیا۔ پھر یہ حضرات آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور وہ احادیث آپ کے سامنے پیش کر دیں۔ جب وہ ان احادیث کو آپ کے سامنے پیش کرنے سے فارغ ہوئے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر ہر حدیث کے متن کو اس کی اپنی سند کے ساتھ جوڑ دیا اور ہر سند کو اس کے متن کے ساتھ جوڑ دیا، تب ان محدثین کو آپ کی عظمت کا یقین ہو گیا۔

وَمِنْ أَمْثِلَتِهِ، وَيَصْلُحُ مِثَالًا لِلْمُعَلَّلِ: مَا رُوِّينَاهُ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عِيسَى الطَّبَّاعِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي"، قَالَ إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى فَأَتَيْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْحَدِيثِ، فَقَالَ: وَهِمَ أَبُو النَّضْرِ إِنَّمَا كُنَّا جَمِيعًا فِي مَجْلِسِ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ مَعَنَا، فَحَدَّثَنَا حَجَّاجٌ الصَّوَّافُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي"، فَظَنَّ أَبُو النَّضْرِ أَنَّهُ فِيمَا حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ. أَبُو النَّضْرِ هُوَ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

مقلوب کی ایک مثال وہ روایت ہے جس کو ہم نے اسحاق بن عیسی طباع سے نقل کیا ہے جو معلل کی مثال بھی بن سکتی ہے اس کی سند کچھ یوں ہے

عن إسحاق بن عيسى الطباع قال: حدثنا جرير بن حازم عن ثابت عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا أقيمت الصلاة فلا تقوموا حتى تروني))

اسحاق بن عیسی کہتے ہیں کہ میں حماد بن زید کے پاس آیا اور ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس سند میں ابو النضر کو وہم ہوا ہے اس لیے کہ ہم سب ثابت بنانی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھے اور حجاج بن ابو عثمان بھی ہمارے ساتھ تھے تو اسی مجلس میں حجاج نے صحیح سند کے ساتھ یہ روایت ہمارے سامنے بیان کی جس کی سند یہ تھی:

عن يحيى بن أبي كثير عن عبد الله بن أبي قتادة عن أبيه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إذا أقيمت الصلاة فلا تقوموا حتى تروني)).

اور ابو النضر نے یہ سمجھا کہ یہ حدیث ثابت بنانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں ابو النضر سے مراد جریر بن حازم ہی ہے۔ واللہ اعلم

## فَصْلٌ

قَدْ وَفَيْنَا بِمَا سَبَقَ الْوَعْدُ بِشَرْحِهِ مِنَ الْأَنْوَاعِ الضَّعِيفَةِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، فَلْنُنَبِّهِ الْآنَ عَلَى أُمُورٍ مُهِمَّةٍ:

أَحَدُهَا: إِذَا رَأَيْتَ حَدِيثًا بِإِسْنَادٍ ضَعِيفٍ فَلَكَ أَنْ تَقُولَ: هَذَا ضَعِيفٌ، وَتَعْنِيَ أَنَّهُ بِذَلِكَ الْإِسْنَادِ ضَعِيفٌ، وَلَيْسَ لَكَ أَنْ تَقُولَ هَذَا ضَعِيفٌ وَتَعْنِيَ بِهِ ضَعْفَ مَتْنِ الْحَدِيثِ بِنَاءً عَلَى مُجَرَّدِ ضَعْفِ ذَلِكَ الْإِسْنَادِ، فَقَدْ يَكُونُ مَرْوِيًّا بِإِسْنَادٍ آخَرَ صَحِيحٍ يَثْبُتُ بِمِثْلِهِ الْحَدِيثُ، بَلْ يَتَوَقَّفُ جَوَازُ ذَلِكَ عَلَى حُكْمِ إِمَامٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ بِأَنَّهُ لَمْ يُرْوَ بِإِسْنَادٍ يَثْبُتُ بِهِ، أَوْ بِأَنَّهُ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ، أَوْ نَحْوُ هَذَا مُفَسِّرًا وَجْهَ الْقَدْحِ فِيهِ. فَإِنْ أَطْلَقَ وَلَمْ يُفَسِّرْ، فَفِيهِ كَلَامٌ يَأْتِي إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى، فَاعْلَمْ ذَلِكَ فَإِنَّهُ مِمَّا يُغْلَطُ فِيهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## فصل:

ہم نے جو پہلے ضعیف حدیث کی اقسام بیان کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ الحمد للہ ہم نے ہم نے پورا کیا اور اب ہم چند اہم امور پر تنبیہ کرنا چاہتے ہیں۔

امر اول:

جب آپ کسی حدیث کو دیکھیں کہ وہ ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے تو اس کے متعلق آپ کو یہ کہنا جائز ہے ھذا ضعیف جبکہ آپ کی مراد یہ ہو کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن اس نیت سے ھذا ضعیف کہنا جائز نہیں ہے کہ محض ضعفِ سند کی وجہ سے اس حدیث کا متن ضعیف ہے اس لیے بعض اوقات اس قسم کی حدیث دوسری صحیح سند کے ساتھ بھی مروی ہوتی ہے جس سے حدیث ثابت ہوتی ہے بلکہ اس وقت متن کا ضعف کسی محدث کے قول پر موقوف ہوگا بایں صورت کہ وہ اس پر یہ حکم لگائے کہ یہ حدیث کسی دوسری صحیح سند کے ساتھ مروی نہیں ہے یا یہ حکم لگائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے یا اس کی کوئی ایسی بات کہے جس سے اس میں عیب کی صورت حال معلوم ہوتی ہو۔ اگر محدث نے اس کی کوئی تفصیل نہ کی اور اس کو مطلقاً نقل کر دیا تو اس کی تفصیل ان شاء اللہ بعد میں آئے گی۔ آپ اس مقام کو اچھی طرح سمجھ کر جائیں کیونکہ لوگ اس میں غلطی میں واقع ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم

الثَّانِي: يَجُوزُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِمُ التَّسَاهُلُ فِي الْأَسَانِيدِ وَرِوَايَةِ مَا سِوَى الْمَوْضُوعِ مِنْ أَنْوَاعِ الْأَحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ مِنْ غَيْرِ اهْتِمَامٍ بِبَيَانِ ضَعْفِهَا فِيمَا سِوَى صِفَاتِ اللهِ تَعَالَى وَأَحْكَامِ الشَّرِيعَةِ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَغَيْرِهَا. وَذَلِكَ كَالْمَوَاعِظِ، وَالْقِصَصِ، وَفَضَائِلِ الْأَعْمَالِ، وَسَائِرِ فُنُونِ التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ، وَسَائِرِ مَا لَا تَعَلُّقَ لَهُ بِالْأَحْكَامِ وَالْعَقَائِدِ. وَمِمَّنْ رُوِّينَا عَنْهُ التَّنْصِيصَ عَلَى التَّسَاهُلِ فِي نَحْوِ ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

امر ثانی:

محدثین وغیرہ کے نزدیک موضوع احادیث کے علاوہ ضعیف احادیث کی باقی قسموں کی اسانید اور متون میں تساہل اور نرمی برتنا جائز ہے یعنی اگرچہ اس کے ضعف بیان کرنے کا اہتمام نہ بھی کیا جائے جبکہ وہ احادیث اللہ تعالیٰ کی صفات اور احکام شریعت یعنی حلال اور حرام وغیرہ کے بارے میں نہ ہو جیسے مواعظ، واقعات، فضائل اعمال اور ہر قسم کی ترغیب و ترہیب کے بارے میں ہوں اور عقائد اور احکام شریعت کے علاوہ چاہے جس باب سے بھی ان کا تعلق ہو اس میں نرمی برتی جاسکتی ہے اور اس بارے میں جن حضرات سے تساہل کی تصریح منقول ہے ان میں عبدالرحمن بن مہدی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں۔

الثَّالِثُ: إِذَا أَرَدْتَ رِوَايَةَ الْحَدِيثِ الضَّعِيفِ بِغَيْرِ إِسْنَادٍ فَلَا تَقُلْ فِيهِ: "قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا" وَمَا أَشْبَهَ هَذَا مِنَ الْأَلْفَاظِ الْجَازِمَةِ بِأَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ، وَإِنَّمَا تَقُولُ فِيهِ: "رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا، أَوْ بَلَغَنَا عَنْهُ كَذَا وَكَذَا، أَوْ وَرَدَ عَنْهُ، أَوْ جَاءَ عَنْهُ، أَوْ رَوَى بَعْضُهُمْ" وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ. وَهَكَذَا الْحُكْمُ فِيمَا تَشُكُّ فِي صِحَّتِهِ وَضَعْفِهِ، وَإِنَّمَا تَقُولُ: "قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" فِيمَا ظَهَرَ لَكَ صِحَّتُهُ بِطَرِيقِهِ

الَّذِي أَوْضَحْنَاهُ أَوَّلًا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

امر ثالث:

جب آپ حدیث ضعیف کو بغیر سند کے نقل کرنے کا ارادہ کریں تو آپ اس کو ان الفاظ: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا و كذا: یا ان کے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ نقل نہ کریں جن سے یہ یقین ہوتا ہو کہ مذکور آپ ﷺ کا ہی قول ہے بلکہ حدیث ضعیف کو بغیر سند کے نقل کرتے وقت آپ اس کو مندرجہ ذیل قسم کے الفاظ کے ساتھ نقل کریں گے۔

روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا و كذا یا: بلغنا عنه كذا و كذا یا ورد عنه یا: جاء عنه یا: روى بعضهم یا ان جیسے دوسرے الفاظ کے ساتھ۔ یہی حکم ہر اس حدیث کا بھی ہے جس کی صحت اور ضعف مشکوک ہو۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا و كذا کے الفاظ تو صرف اس حدیث کو نقل کرنے کے وقت استعمال کیے جائیں گے جس کی صحت اس طریقے پر ظاہر ہو جس کو ہم نے پہلے تفصیل سے ذکر کر دیا ہے۔



## النَّوْعُ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُونَ — تیئسویں قسم

مَعْرِفَةُ صِفَةِ مَنْ تُقْبَلُ رِوَايَتُهُ وَمَنْ تُرَدُّ رِوَايَتُهُ، وَمَا يَتَعَلَّقُ بِذَلِكَ مِنْ قَدْحٍ وَجَرْحٍ وَتَوْثِيقٍ وَتَعْدِيلٍ

ان روایوں کا بیان جن کی روایت قبول کی جاتی ہے اوران راویوں کا بیان جن کی روایت رد کی جاتی ہے اوران امور کا بیان جو ان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں یعنی حدیث پر جرح اوراوراس کی تعدیل کرنا اور قابل اعتماد قرار دینا

أَجْمَعَ جَمَاهِيرُ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ عَلَى: أَنَّهُ يُشْتَرَطُ فِيمَنْ يُحْتَجُّ بِرِوَايَتِهِ أَنْ يَكُونَ عَدْلًا، ضَابِطًا لِمَا يَرْوِيهِ، وَتَفْصِيلُهُ أَنْ يَكُونَ مُسْلِمًا، بَالِغًا، عَاقِلًا، سَالِمًا مِنْ أَسْبَابِ الْفِسْقِ وَخَوَارِمِ الْمُرُوءَةِ، مُتَيَقِّظًا غَيْرَ مُغَفَّلٍ، حَافِظًا إِنْ حَدَّثَ مِنْ حِفْظِهِ، ضَابِطًا لِكِتَابِهِ إِنْ حَدَّثَ مِنْ كِتَابِهِ.

وَإِنْ كَانَ يُحَدِّثُ بِالْمَعْنَى اشْتُرِطَ فِيهِ مَعَ ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ عَالِمًا بِمَا يُحِيلُ الْمَعَانِي، وَاللهُ أَعْلَمُ.

جمہور محدثین اور جمہور فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس راوی کی روایت قابل استدلال ہوتی ہے اس میں یہ شرائط ہونی چاہیے کہ وہ عادل ہو اور اپنی مروی کو اچھی طرح سوچ سمجھ کے یاد کرنے والا ہو اس کی تفصیل یہ ہے کہ مسلمان ہو، عاقل ہو، بالغ ہو ،اسباب فسق اور مردانگی شوخیوں سے محفوظ ہو، بیدار مغز ہو، بھولا بالا نہ ہو قوی الحافظہ ہو اگر زبانی روایت نقل کرے اور اچھی طرح سے حدیث کو محفوظ کرنے والا ہو اگر وہ مکتوب کو نقل کرے اور اگر بالمعنی روایت نقل کرتا ہو تو اس کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ وہ یہ بھی جانتا ہو کس کس صورت میں کلام کا معنی بدل جاتا ہے۔

وَنُوَضِّحُ هَذِهِ الْجُمْلَةَ بِمَسَائِلَ:

إِحْدَاهَا: عَدَالَةُ الرَّاوِي

تَارَةً تَثْبُتُ بِتَنْصِيصِ مُعَدِّلَيْنِ عَلَى عَدَالَتِهِ، وَتَارَةً تَثْبُتُ بِالِاسْتِفَاضَةِ، فَمَنِ اشْتَهَرَتْ عَدَالَتُهُ بَيْنَ أَهْلِ النَّقْلِ أَوْ نَحْوِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَشَاعَ الثَّنَاءُ عَلَيْهِ بِالثِّقَةِ وَالْأَمَانَةِ، اسْتُغْنِيَ فِيهِ بِذَلِكَ عَنْ بَيِّنَةٍ شَاهِدَةٍ بِعَدَالَتِهِ تَنْصِيصًا، وَهَذَا هُوَ الصَّحِيحُ فِي مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَعَلَيْهِ الِاعْتِمَادُ فِي فَنِّ أُصُولِ الْفِقْهِ.

اب ہم ان تمام شرائط کو تمام تر تفصیلات سمیت ذکر کرتے ہیں۔

**مسئلہ نمبر ۱:**

عدالت راوی: راوی کی عدالت یا تو اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ ائمہ تعدیل اس کے عادل ہونے کی تصریح کر دیتے ہیں

یا اس کی عدالت راویانِ حدیث اور اس کے مثل دوسرے اہل علم کے ہاں معروف ہوتی ہے اور ہر طرف اس کے قابل اعتماد اور امین ہونے کا چرچا ہوتا ہے تو اس وقت اس کی عدالت کے لیے کسی واضح اور کھلی دلیل کی ضرورت نہیں رہے گی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح مذہب بھی یہی ہے اور فن اصول فقہ میں اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

وَمِمَّنْ ذَكَرَ ذَلِكَ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَبُو بَكْرٍ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ، وَمَثَّلَ ذَلِكَ بِمَالِكٍ، وَشُعْبَةَ، وَالسُّفْيَانَيْنِ، وَالْأَوْزَاعِيِّ، وَاللَّيْثِ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَوَكِيعٍ، وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَيَحْيَى بْنِ مَعِينٍ، وَعَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ، وَمَنْ جَرَى مَجْرَاهُمْ فِي نَبَاهَةِ الذِّكْرِ وَاسْتِقَامَةِ الْأَمْرِ، فَلَا يُسْأَلُ عَنْ عَدَالَةِ هَؤُلَاءِ وَأَمْثَالِهِمْ، وَإِنَّمَا يُسْأَلُ عَنْ عَدَالَةِ مَنْ خَفِيَ أَمْرُهُ عَلَى الطَّالِبِينَ.

جن ائمہ نے اسی کو ذکر کیا ہے ان میں خطیب ابو بکر بغدادی بھی شامل ہیں اور انہوں اس قسم کے راویوں میں امام مالك وشعبه والسفيانين والأوزاعي والليث وابن المبارك ووكيع وأحمد بن حنبل ويحيى بن معين وعلى بن المديني اور ان جیسے دوسرے راوی جو شہرت ذکر اور نقل روایت میں مستقل ہونے کی وجہ سے ان مذکورہ راویوں کی طرح ہوں تو ایسے راویوں کی عدالت کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا اور ایسے راویوں کی عدالت کے بارے میں سوال کیا جائے گا جن کی عدالت معروف نہ ہو۔

وَتَوَسَّعَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ الْحَافِظُ فِي هَذَا فَقَالَ: " كُلُّ حَامِلِ عِلْمٍ مَعْرُوفُ الْعِنَايَةِ بِهِ فَهُوَ عَدْلٌ، مَحْمُولٌ فِي أَمْرِهِ أَبَدًا عَلَى الْعَدَالَةِ حَتَّى يَتَبَيَّنَ جَرْحُهُ؛ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَحْمِلُ هَذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُولُهُ "، وَفِيمَا قَالَهُ اتِّسَاعٌ غَيْرُ مَرْضِيٍّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں مزید وسعت دی ہے اور فرمایا کہ ہر مشہور صاحب علم عادل ہے اور روایت حدیث کے معاملے میں اس کو ہمیشہ عدالت پر محمول کیا جائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ((يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله)). رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام بعد والے لوگوں سے عادل لوگ ہی علم حدیث کو حاصل کریں گے۔
مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب میں اتنی وسعت دینا ناپسندیدہ ہے۔ واللہ اعلم

الثَّانِيَةُ: يُعْرَفُ كَوْنُ الرَّاوِي ضَابِطًا بِأَنْ نَعْتَبِرَ رِوَايَاتِهِ بِرِوَايَاتِ الثِّقَاتِ الْمَعْرُوفِينَ بِالضَّبْطِ وَالْإِتْقَانِ، فَإِنْ وَجَدْنَا رِوَايَاتِهِ مُوَافِقَةً - وَلَوْ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنَى - لِرِوَايَاتِهِمْ، أَوْ مُوَافِقَةً لَهَا فِي الْأَغْلَبِ وَالْمُخَالَفَةُ نَادِرَةٌ، عَرَفْنَا حِينَئِذٍ كَوْنَهُ ضَابِطًا ثَبْتًا، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ كَثِيرَ الْمُخَالَفَةِ لَهُمْ، عَرَفْنَا اخْتِلَالَ ضَبْطِهِ، وَلَمْ نَحْتَجَّ بِحَدِيثِهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

مسئلہ نمبر ۲:

راوی کا ضابط ہونا: راوی کے ضابط ہونے کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی روایات کا معروف ثقہ راویوں کی روایات

کے ساتھ موازنہ کیا جائے اگر ہم نے اس کی روایات کو ان کی روایات کے موافق پایا اگر چہ معنی کے اعتبار سے موافقت ہو یا اس کی اکثر روایات میں تو موافقت ہو اور مخالفت بہت ہی نایاب ہو تو اس وقت ہم سمجھیں گے کہ وہ ضابط اور ثبت ہے اور اگر ہم نے اس کو اکثر روایات میں مخالفت کرتا ہوا پایا تو ہم سمجھیں گے کہ اس کا ضبط ناقص ہے اور ہم اس کی روایت سے استدلال نہیں کریں گے۔ واللہ اعلم

الثَّالِثَةُ: التَّعْدِيلُ مَقْبُولٌ مِنْ غَيْرِ ذِكْرِ سَبَبِهِ عَلَى الْمَذْهَبِ الصَّحِيحِ الْمَشْهُورِ؛ لِأَنَّ أَسْبَابَهُ كَثِيرَةٌ يَصْعُبُ ذِكْرُهَا، فَإِنَّ ذَلِكَ يُحْوِجُ الْمُعَدِّلَ إِلَى أَنْ يَقُولَ: "لَمْ يَفْعَلْ كَذَا، لَمْ يَرْتَكِبْ كَذَا، فَعَلَ كَذَا وَكَذَا" فَيُعَدِّدُ جَمِيعَ مَا يُفَسَّقُ بِفِعْلِهِ أَوْ بِتَرْكِهِ، وَذَلِكَ شَاقٌّ جِدًّا.

مسئلہ نمبر ۳:

راوی کی تعدیل: صحیح مذہب کے مطابق سبب تعدیل ذکر کیے بغیر بھی راوی کی تعدیل مقبول ہوگی کیونکہ اسباب تعدیل بہت زیادہ ہیں اور ان کو ذکر کرنا دشوار ہے کیونکہ اس میں تعدیل کرنے والے ہر ایک سبب کو گنوا کر یہ کہنا پڑے گا کہ اس نے فلاں برا کام بھی نہیں کیا فلاں برا کام بھی نہیں کیا اور فلاں حکم کو بھی نہیں چھوڑا اور فلاں حکم کو بھی نہیں چھوڑا کیونکہ تعدیل کرنے والے کو ہر اس چیز کو شمار کرنا پڑے گا جس کے کرنے یا چھوڑنے سے بندہ فاسق بنتا ہو اور یہ کام نہایت مشکل ہے۔

وَأَمَّا الْجَرْحُ فَإِنَّهُ لَا يُقْبَلُ إِلَّا مُفَسَّرًا مُبَيَّنَ السَّبَبِ؛ لِأَنَّ النَّاسَ يَخْتَلِفُونَ فِيمَا يَجْرَحُ وَمَا لَا يَجْرَحُ، فَيُطْلِقُ أَحَدُهُمُ الْجَرْحَ بِنَاءً عَلَى أَمْرٍ اعْتَقَدَهُ جَرْحًا وَلَيْسَ بِجَرْحٍ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ، فَلَا بُدَّ مِنْ بَيَانِ سَبَبِهِ، لِيُنْظَرَ فِيهِ أَهُوَ جَرْحٌ أَمْ لَا، وَهَذَا ظَاهِرٌ مُقَرَّرٌ فِي الْفِقْهِ وَأُصُولِهِ.

جہاں تک جرح کا تعلق ہے تو وہ صرف مفسر ہی مقبول ہوتی ہے یعنی جس میں جرح کے سبب کو بھی بیان کیا گیا ہو اس لیے کہ اس فن کے ماہرین اس میں اختلاف رکھتے ہیں کہ کن امور کی وجہ سے جرح کی جاسکتی ہے اور کن کی وجہ سے جرح نہیں کی جاسکتی۔ بعض اوقات ایک آدمی ایک ایسی چیز کو بنیاد بنا کر کسی راوی پر جرح کرتا ہے جو ان کے نزدیک تو سبب جرح ہوتا ہے لیکن نفس الامر میں وہ سبب جرح نہیں ہوتا۔ لہٰذا سبب جرح کو بیان کرنا ضروری ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ جس کو جرح کرنے والے نے سبب بنایا ہے وہ حقیقت میں بھی سبب ہے یا نہیں؟ یہی اصول ظاہر ہے اور فقہ اور اصول فقہ میں ثابت ہے۔

وَذَكَرَ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ أَنَّهُ مَذْهَبُ الْأَئِمَّةِ مِنْ حُفَّاظِ الْحَدِيثِ وَنُقَّادِهِ مِثْلِ الْبُخَارِيِّ، وَمُسْلِمٍ، وَغَيْرِهِمَا.

وَلِذَلِكَ احْتَجَّ الْبُخَارِيُّ بِجَمَاعَةٍ سَبَقَ مِنْ غَيْرِهِ الْجَرْحُ لَهُمْ، كَعِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَكَإِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ، وَعَاصِمِ بْنِ عَلِيٍّ، وَعَمْرِو بْنِ مَرْزُوقٍ، وَغَيْرِهِمْ.

وَاحْتَجَّ مُسْلِمٌ بِسُوَيْدِ بْنِ سَعِيدٍ، وَجَمَاعَةٍ اشْتَهَرَ الطَّعْنُ فِيهِمْ، وَهَكَذَا فَعَلَ أَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ،

وَذٰلِكَ دَالٌّ عَلَى أَنَّهُمْ ذَهَبُوا إِلَى أَنَّ الْجَرْحَ لَا يَثْبُتُ إِلَّا إِذَا فُسِّرَ سَبَبُهُ، وَمَذَاهِبُ النُّقَّادِ لِلرِّجَالِ غَامِضَةٌ مُخْتَلِفَةٌ.

حافظ ابو بکر خطیب نے یہ ذکر کیا ہے کہ ائمہ حفاظ حدیث اور ائمہ ناقدین حدیث کا بھی یہی مذہب ہے جیسے امام بخاری، امام مسلم وغیرہ اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے مجروح راویوں کی ایک جماعت کی روایات سے استدلال کیا ہے جیسے عکرمۃ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما و کاسماعیل بن أبی أویس وعاصم بن علی وعمرو بن مرزوق وغیرھم ۔امام مسلم رحمہ اللہ نے سوید بن سعید اور ایسے راویوں کی ایک جماعت کی روایات سے استدلال کیا ہے جن کے بارے نکتہ چینی مشہور و معروف ہے۔ امام ابوداؤد سجستانی نے بھی ایسا ہی کیا ہے ان حضرات کا یہ طرز عمل اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرات کا مذہب یہ ہے جرح صرف وہ معتبر ہے جس کا سبب بھی بیان کیا جائے اور اس بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے مذاہب گمنام اور اختلافات پر مبنی ہیں۔

وَعَقَدَ الْخَطِيبُ بَابًا فِي بَعْضِ أَخْبَارِ مَنِ اسْتُفْسِرَ فِي جَرْحِهِ، فَذَكَرَ مَا لَا يَصْلُحُ جَارِحًا، مِنْهَا عَنْ شُعْبَةَ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: " لِمَ تَرَكْتَ حَدِيثَ فُلَانٍ؟ " فَقَالَ: " رَأَيْتُهُ يَرْكُضُ عَلَى بِرْذَوْنٍ، فَتَرَكْتُ حَدِيثَهُ ".

وَمِنْهَا: عَنْ مُسْلِمِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ حَدِيثٍ لِصَالِحٍ الْمُرِّيِّ، فَقَالَ: مَا تَصْنَعُ بِصَالِحٍ؟ ذَكَرُوهُ يَوْمًا عِنْدَ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ فَامْتَخَطَ حَمَّادٌ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

خطیب ابو بکر بغدادی نے ایک باب باندھا ہے جس کے ماتحت انہوں نے ان راویوں کو ذکر کیا ہے جن کے مجروح ہونے کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اور اس باب کے ماتحت انہوں نے ایسے امور کو ذکر کیا ہے جو جارح بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اسی ناقابل جرح امور میں سے ایک وہ ہے جو شعبۃ کے بارے میں مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے فلاں راوی کی روایت کو کیوں چھوڑا؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں اس کو گھوڑ سواری کرتے ہوئے دیکھا تھا اس لیے میں نے اس کی حدیث کو چھوڑ دیا۔ جو امور جرح کی صلاحیت نہیں رکھتے ان میں ایک یہ ہے کہ مسلم بن ابراہیم سے صالح مری کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ صالح کی کیا شان ہے؟ لوگوں نے ایک دفعہ حماد بن سلمۃ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو حماد نے تلوار سونت لی۔ واللہ اعلم

قُلْتُ: وَلِقَائِلٍ أَنْ يَقُولَ: إِنَّمَا يَعْتَمِدُ النَّاسُ فِي جَرْحِ الرُّوَاةِ وَرَدِّ حَدِيثِهِمْ عَلَى الْكُتُبِ الَّتِي صَنَّفَهَا أَئِمَّةُ الْحَدِيثِ فِي الْجَرْحِ أَوْ فِي الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ، وَقَلَّ مَا يَتَعَرَّضُونَ فِيهَا لِبَيَانِ السَّبَبِ، بَلْ يَقْتَصِرُونَ عَلَى مُجَرَّدِ قَوْلِهِمْ: " فُلَانٌ ضَعِيفٌ، وَفُلَانٌ لَيْسَ بِشَيْءٍ " وَنَحْوَ ذٰلِكَ، أَوْ " هٰذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ، وَهٰذَا حَدِيثٌ غَيْرُ ثَابِتٍ " وَنَحْوَ ذٰلِكَ، فَاشْتِرَاطُ بَيَانِ السَّبَبِ يُفْضِي إِلَى تَعْطِيلِ ذٰلِكَ وَسَدِّ بَابِ الْجَرْحِ فِي الْأَغْلَبِ الْأَكْثَرِ.

میں کہتا ہوں کہ کوئی اعتراض کرنے والا یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ لوگ تو راویوں کی جرح اور ان کی روایت کو رد کرنے کے سلسلے میں ان کتابوں پر اعتماد کرتے ہیں جو راوی کی جرح یا ان کی جرح اور تعدیل کے عنوان سے لکھی گئی ہیں اور ان کتابوں بہت ہی کم مصنفین اسباب جرح کے درپے ہوتے ہیں بلکہ وہ اپنے اس قدر قول پر اکتفا کرتے ہیں کہ فلاں راوی ضعیف ہے اور فلاں راوی کی حیثیت نہیں ہے وغیرہ وغیرہ، یا وہ یہ کہتے ہیں کہ فلاں حدیث ضعیف ہے اور یہ حدیث ثابت نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ پس جرح کے باب میں سبب بیان کرنے کی شرط لگانے سے یہ کتابیں غیر مفید ہو جائیں گی اور جرح کا دروازہ بند ہونے کے قریب ہو جائے گا۔

وَجَوَابُهُ: أَنَّ ذَلِكَ وَإِنْ لَمْ نَعْتَمِدْهُ فِي إِثْبَاتِ الْجَرْحِ وَالْحُكْمِ بِهِ، فَقَدِ اعْتَمَدْنَاهُ فِي أَنْ تَوَقَّفْنَا عَنْ قَبُولِ حَدِيثِ مَنْ قَالُوا فِيهِ مِثْلَ ذَلِكَ، بِنَاءً عَلَى أَنَّ ذَلِكَ أَوْقَعَ عِنْدَنَا فِيهِمْ رِيبَةً قَوِيَّةً يُوجِبُ مِثْلُهَا التَّوَقُّفَ. ثُمَّ مَنِ انْزَاحَتْ عَنْهُ الرِّيبَةُ مِنْهُمْ بِبَحْثٍ عَنْ حَالِهِ أَوْجَبَ الثِّقَةَ بِعَدَالَتِهِ قَبِلْنَا حَدِيثَهُ وَلَمْ نَتَوَقَّفْ، كَالَّذِينَ احْتَجَّ بِهِمْ صَاحِبَا الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرُهُمَا مِمَّنْ مَسَّهُمْ مِثْلُ هَذَا الْجَرْحِ مِنْ غَيْرِهِمْ، فَافْهَمْ ذَلِكَ، فَإِنَّهُ مَخْلَصٌ حَسَنٌ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ ہم نے اثبات جرح اور اس کا حکم لگانے کے لیے محض جرح پر اعتماد نہیں کیا لیکن ہم نے ایسے راوی کی روایت قبول کرنے میں توقف کیا جس پر جرح مبہم کی گئی ہو اس لیے کہ اس قسم کی جرح نے ہمیں اس راوی کے بارے میں ایک بڑے شک میں ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے ہمارے اوپر توقف کرنا لازم ہے پھر جب تحقیق کے ذریعے اس شک کا ازالہ ہو جائے اور اس کی عدالت ثابت ہو جائے تو ہم توقف کو چھوڑ کر اس کی حدیث کو قبول کرلیں گے جیسا کہ امام بخاری و امام مسلم وغیرہ محدثین نے ایسے راویوں کی روایت سے استدلال کیا ہے جن پر دوسرے حضرات کی طرف سے اس قسم کی جرح کی گئی تھی۔ اس جواب کو اچھی طرح سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ ایک عمدہ جواب ہے۔ واللہ اعلم

الرَّابِعَةُ: اخْتَلَفُوا فِي أَنَّهُ هَلْ يَثْبُتُ الْجَرْحُ وَالتَّعْدِيلُ بِقَوْلِ وَاحِدٍ، أَوْ لَا بُدَّ مِنَ اثْنَيْنِ؟

فَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: لَا يَثْبُتُ ذَلِكَ إِلَّا بِاثْنَيْنِ، كَمَا فِي الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ فِي الشَّهَادَاتِ.

وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ - وَهُوَ الصَّحِيحُ الَّذِي اخْتَارَهُ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْخَطِيبُ وَغَيْرُهُ - أَنَّهُ يَثْبُتُ بِوَاحِدٍ، لِأَنَّ الْعَدَدَ لَمْ يُشْتَرَطْ فِي قَبُولِ الْخَبَرِ، فَلَمْ يُشْتَرَطْ فِي جَرْحِ رَاوِيهِ وَتَعْدِيلِهِ، بِخِلَافِ الشَّهَادَاتِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

مسئلہ نمبر ۴:

ثبوت جرح و تعدیل: اس بارے میں اہل فن کا اختلاف ہے کہ آیا جرح و تعدیل کے ثبوت کے لیے ایک امام کا قول کافی ہوگا یا اس کے لیے دو کا نصاب پورا ہونا لازمی ہے؟

**پہلا مذہب:**

تو اس سلسلے میں بعض حضرات کا مذہب تو یہ ہے کہ جس طرح گواہوں کی جرح وتعدیل کے لیے دو کا نصاب لازمی ہے اس طرح راویوں کی جرح وتعدیل کے ثبوت کے لیے بھی دو کا نصاب لازمی ہے

**دوسرا مذہب:**

بعض حضرات کا مذہب یہ ہے کہ اس کے لیے دو کا نصاب ضروری نہیں ہے جیسا کہ قبول خبر کے لیے بھی نصاب شرط نہیں ہے اور یہ مسئلہ گواہوں کی جرح وتعدیل کے برخلاف ہے، یہی صحیح مذہب ہے اور خطیب حافظ ابوبکر بغدادی وغیرہ نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم

الْخَامِسَةُ: إِذَا اجْتَمَعَ فِي شَخْصٍ جَرْحٌ وَتَعْدِيلٌ، فَالْجَرْحُ مُقَدَّمٌ؛ لِأَنَّ الْمُعَدِّلَ يُخْبِرُ عَمَّا ظَهَرَ مِنْ حَالِهِ، وَالْجَارِحَ يُخْبِرُ عَنْ بَاطِنٍ خَفِيَ عَلَى الْمُعَدِّلِ، فَإِنْ كَانَ عَدَدُ الْمُعَدِّلِينَ أَكْثَرَ فَقَدْ قِيلَ التَّعْدِيلُ أَوْلَى.

وَالصَّحِيحُ - وَالَّذِي عَلَيْهِ الْجُمْهُورُ - أَنَّ الْجَرْحَ أَوْلَى لِمَا ذَكَرْنَاهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

**مسئلہ نمبر ۵:**

جب ایک راوی میں جرح اور تعدیل دونوں جمع ہو جائیں تو جرح تعدیل پر مقدم ہوگی کیونکہ معدل نے اس کی ظاہری حالت کی خبر دی ہے اور جرح کرنے والے نے اس کے باطن کی خبر دی ہے جو معدل سے پوشیدہ رہا۔ ایسی صورت حال میں اگر اس کو عادل قرار دینے والوں کی تعداد زیادہ ہو اور جرح کرنے والے کم ہوں تو بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ اس وقت تعدیل راجح ہوگی لیکن صحیح اور راجح مذہب یہ ہے کہ اس وقت بھی جرح ہی راجح ہوگی اور اس کی وجہ وہی ہے جس کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم

السَّادِسَةُ: لَا يُجْزِئُ التَّعْدِيلُ عَلَى الْإِبْهَامِ مِنْ غَيْرِ تَسْمِيَةِ الْمُعَدَّلِ، فَإِذَا قَالَ: " حَدَّثَنِي الثِّقَةُ " أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ مُقْتَصِرًا عَلَيْهِ لَمْ يُكْتَفَ بِهِ، فِيمَا ذَكَرَهُ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ وَالصَّيْرَفِيُّ الْفَقِيهُ وَغَيْرُهُمَا، خِلَافًا لِمَنِ اكْتَفَى بِذَلِكَ، وَذَلِكَ لِأَنَّهُ قَدْ يَكُونُ ثِقَةً عِنْدَهُ، وَغَيْرُهُ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى جَرْحِهِ بِمَا هُوَ جَارِحٌ عِنْدَهُ أَوْ بِالْإِجْمَاعِ، فَيُحْتَاجُ إِلَى أَنْ يُسَمِّيَهُ حَتَّى يُعْرَفَ، بَلْ إِضْرَابُهُ عَنْ تَسْمِيَتِهِ مُرِيبٌ يُوقِعُ فِي الْقُلُوبِ فِيهِ تَرَدُّدًا، فَإِنْ كَانَ الْقَائِلُ لِذَلِكَ عَالِمًا أَجْزَأَ ذَلِكَ فِي حَقِّ مَنْ يُوَافِقُهُ فِي مَذْهَبِهِ، عَلَى مَا اخْتَارَهُ بَعْضُ الْمُحَقِّقِينَ. وَذَكَرَ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ أَنَّ الْعَالِمَ إِذَا قَالَ: " كُلُّ مَنْ رَوَيْتُ عَنْهُ فَهُوَ ثِقَةٌ وَإِنْ لَمْ أُسَمِّهِ، ثُمَّ رَوَى عَمَّنْ لَمْ يُسَمِّهِ فَإِنَّهُ يَكُونُ مُزَكِّيًا لَهُ، غَيْرَ أَنَّا لَا نَعْمَلُ بِتَزْكِيَتِهِ هَذِهِ " وَهَذَا عَلَى مَا قَدَّمْنَاهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

مسئلہ نمبر ٦:

عادل قرار دیے گئے راوی کا نام ذکر کیے بغیر تعدیل کافی نہیں ہوگی یعنی جب تعدیل کرنے والا یوں کہے: حدثنی الثقة یا اس سے ملتے جلتے الفاظ کہے تو یہ الفاظ تعدیل کے لیے کافی نہیں ہونگے اسی کو حافظ خطیب ابوبکر اور فقیہ صیرفی نے بھی ذکر کیا ہے۔ بعض محدثین نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے یہ مذہب اختیار کیا ہے کہ معدل کا نام ذکر کیے بغیر بھی تصدیق کافی ہے، مذہب اول کی دلیل یہ ہے کہ بعض اوقات ایک راوی کسی کے نزدیک عادل ہوتا ہے لیکن دوسرے حضرات کے نزدیک وہ مجروح ہوتا ہے کیونکہ ان حضرات کو اس کے ایسے وصف پر اطلاع ہوتی ہے جو صرف ان کے نزدیک جرح کا سبب ہوتا ہے یا بالاجماع جرح کا سبب ہوتا ہے لہٰذا اس کا نام لینا ضروری ہے تا کہ اس کا پتا چل جائے، بلکہ اس کا نام ذکر نہ کرنے سے دلوں میں مزید تردد پیدا ہوتا ہے۔ بعض محققین کا مذہب یہ کہ اگر توثیق کرنے والا عالم ہو تو مذہب ثانی کے مطابق تعدیل مبہم کافی ہوگی۔ حافظ ابوبکر خطیب نے ذکر کیا ہے کہ جب کوئی عالم یہ کہے کہ میں جس سے بھی روایت نقل کروں وہ ثقہ ہی ہوگا پھر وہ ایسے راوی سے روایت نقل کرے جس کی تعدیل کسی اور نے کی تھی ہم اس کے اس تزکیہ پر عمل نہیں کریں گے۔ یہ ان کا وہی مذہب ہے جس کو ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے۔ واللہ اعلم

السَّابِعَةُ: إِذَا رَوَى الْعَدْلُ عَنْ رَجُلٍ وَسَمَّاهُ لَمْ تُجْعَلْ رِوَايَتُهُ عَنْهُ تَعْدِيلًا مِنْهُ لَهُ، عِنْدَ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِمْ.

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَبَعْضُ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ: " يُجْعَلُ ذَلِكَ تَعْدِيلًا مِنْهُ لَهُ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ يَتَضَمَّنُ التَّعْدِيلَ "، وَالصَّحِيحُ هُوَ الْأَوَّلُ؛ لِأَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يَرْوِيَ عَنْ غَيْرِ عَدْلٍ فَلَمْ تَتَضَمَّنْ رِوَايَتُهُ عَنْهُ تَعْدِيلَهُ.

وَهَكَذَا نَقُولُ: إِنَّ عَمَلَ الْعَالِمِ أَوْ فُتْيَاهُ عَلَى وَفْقِ حَدِيثٍ لَيْسَ حُكْمًا مِنْهُ بِصِحَّةِ ذَلِكَ الْحَدِيثِ، وَكَذَلِكَ مُخَالَفَتُهُ لِلْحَدِيثِ لَيْسَتْ قَدْحًا مِنْهُ فِي صِحَّتِهِ وَلَا فِي رَاوِيهِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

مسئلہ نمبر ٧:

جب ایک عادل راوی دوسرے راوی سے روایت نقل کرے اور اس کا نام بھی ذکر کرے تو جمہور محدثین وغیرھم کے نزدیک یہ اس راوی کی تعدیل نہیں سمجھی جائے گی، بعض محدثین اور بعض شوافع کے نزدیک یہ تعدیل سمجھی جائے گی کیونکہ اس صورت میں ضمناً تعدیل پائی جا رہی ہے۔ مذہب اول ہی صحیح ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ عادل نے غیر عادل سے روایت کی ہو تو اس وقت یہ ضمناً تعدیل نہیں ہوگی۔ اس طرح ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی عالم کا عمل یا اس کا فتوی کسی حدیث کے موافق ہو تو اس سے اس حدیث کی صحت ثابت نہیں ہوگی۔ اس طرح اگر کسی عالم کا عمل یا فتوی کسی حدیث کے خلاف ہو یہ اس کی صحت میں نقصان کا باعث نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

الثَّامِنَةُ: فِي رِوَايَةِ الْمَجْهُولِ، وَهُوَ فِي غَرَضِنَا هَاهُنَا أَقْسَامٌ:

(أَحَدُهَا): الْمَجْهُولُ الْعَدَالَةِ مِنْ حَيْثُ الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ جَمِيعًا، وَرِوَايَتُهُ غَيْرُ مَقْبُولَةٍ عِنْدَ الْجَمَاهِيرِ عَلَى مَا نَبَّهْنَا عَلَيْهِ أَوَّلًا.

(الثَّانِي): الْمَجْهُولُ الَّذِي جُهِلَتْ عَدَالَتُهُ الْبَاطِنَةُ، وَهُوَ عَدْلٌ فِي الظَّاهِرِ، وَهُوَ الْمَسْتُورُ، فَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَئِمَّتِنَا: " الْمَسْتُورُ مَنْ يَكُونُ عَدْلًا فِي الظَّاهِرِ، وَلَا تُعْرَفُ عَدَالَةُ بَاطِنِهِ ". فَهَذَا الْمَجْهُولُ يَحْتَجُّ بِرِوَايَتِهِ بَعْضُ مَنْ رَدَّ رِوَايَةَ الْأَوَّلِ، وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ الشَّافِعِيِّينَ وَبِهِ قَطَعَ مِنْهُمُ الْإِمَامُ سُلَيْمُ بْنُ أَيُّوبَ الرَّازِيُّ، قَالَ: " لِأَنَّ أَمْرَ الْأَخْبَارِ مَبْنِيٌّ عَلَى حُسْنِ الظَّنِّ بِالرَّاوِي؛ وَلِأَنَّ رِوَايَةَ الْأَخْبَارِ تَكُونُ عِنْدَ مَنْ يَتَعَذَّرُ عَلَيْهِ مَعْرِفَةُ الْعَدَالَةِ فِي الْبَاطِنِ، فَاقْتُصِرَ فِيهَا عَلَى مَعْرِفَةِ ذَلِكَ فِي الظَّاهِرِ، وَتُفَارِقُ الشَّهَادَةَ فَإِنَّهَا تَكُونُ عِنْدَ الْحُكَّامِ، وَلَا يَتَعَذَّرُ عَلَيْهِمْ ذَلِكَ، فَاعْتُبِرَ فِيهَا الْعَدَالَةُ فِي الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ ".

مسئلہ نمبر ۸:

یہ مسئلہ مجہول راوی کی روایت کے بارے میں ہے ہمارے مقصود کے مطابق یہاں اس کی چند قسمیں ہیں۔

پہلی قسم:

وہ راوی، ظاہر اور باطن کی حیثیت سے جس کی عدالت مجہول ہو، جمہور کے نزدیک ایسے راوی کی روایت قبول نہیں کی جائے گی ہم پہلے ہی اس کے متعلق ایک تنبیہ ذکر کر چکے ہیں۔

دوسری قسم:

وہ راوی جو ظاہری حالت کے اعتبار سے تو عادل اور باطن کی حیثیت سے مجہول ہو اور اسی کو مستور کہتے ہیں کیونکہ ہمارے بعض ائمہ نے مستور کی یہ تعریف کی ہے کہ جو ظاہر کی حیثیت سے عادل ہو اور اس کی باطنی عدالت مجہول ہو۔ جمہور محدثین میں سے بعض حضرات ایسے مجہول راوی کی روایت سے استدلال کرتے ہیں اور بعض شوافع کا بھی یہی قول ہے اور ان کے ہاں یہی معتمد ہے ان میں سے امام سلیم بن ایوب رازی بھی ہیں چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ ایسے راوی کی روایت اس لیے قابل استدلال ہے کہ راویوں کے معاملے میں حسن ظن سے کام لیا جاتا ہے اور احادیث کی روایت عوام کے سامنے کی جاتی ہے جن کے لیے باطنی عدالت پر مطلع ہونا متعذر ہے اور راوی کی باطنی عدالت کا معاملہ گواہی کے برخلاف ہے کیونکہ گواہی حکام کے سامنے دی جاتی ہے اور ان کے لیے باطنی عدالت پر مطلع ہونا متعذر نہیں ہوتا اس لیے گواہی میں ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی عدالت کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

قُلْتُ: وَيُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ الْعَمَلُ عَلَى هَذَا الرَّأْيِ فِي كَثِيرٍ مِنْ كُتُبِ الْحَدِيثِ الْمَشْهُورَةِ فِي غَيْرِ وَاحِدٍ

مِنَ الرُّوَاةِ الَّذِينَ تَقَادَمَ الْعَهْدُ بِهِمْ، وَتَعَذَّرَتِ الْخِبْرَةُ الْبَاطِنَةُ بِهِمْ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ حدیث کی اکثر کتابوں میں متعدد راویوں کے بارے میں تقریباً اسی رائے کے مطابق عمل ہوگا یعنی جن کا زمانہ گزر گیا اور اب ان کے باطنی احوال پر مطلع ہونا ناممکن ہے۔ واللہ اعلم

(الثَّالِثُ): الْمَجْهُولُ الْعَيْنِ، وَقَدْ يَقْبَلُ رِوَايَةَ الْمَجْهُولِ الْعَدَالَةِ مَنْ لَا يَقْبَلُ رِوَايَةَ الْمَجْهُولِ الْعَيْنِ، وَمَنْ رَوَى عَنْهُ عَدْلَانِ وَعَيَّنَاهُ فَقَدِ ارْتَفَعَتْ عَنْهُ هَذِهِ الْجَهَالَةُ.

ذَكَرَ أَبُو بَكْرٍ الْخَطِيبُ الْبَغْدَادِيُّ فِي أَجْوِبَةِ مَسَائِلَ سُئِلَ عَنْهَا أَنَّ الْمَجْهُولَ عِنْدَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ هُوَ كُلُّ مَنْ لَمْ تَعْرِفْهُ الْعُلَمَاءُ، وَمَنْ لَمْ يُعْرَفْ حَدِيثُهُ إِلَّا مِنْ جِهَةِ رَاوٍ وَاحِدٍ مِثْلَ عَمْرٍو ذِي مُرٍّ، وَجَبَّارٍ الطَّائِيِّ، وَسَعِيدِ بْنِ ذِي حُدَّانَ، لَمْ يَرْوِ عَنْهُمْ غَيْرُ أَبِي إِسْحَاقَ السَّبِيعِيِّ، وَمِثْلَ الْهَزْهَازِ بْنِ مَيْزَنٍ، لَا رَاوِيَ عَنْهُ غَيْرُ الشَّعْبِيِّ، وَمِثْلَ جُرَيِّ بْنِ كُلَيْبٍ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ إِلَّا قَتَادَةُ.

## تیسری قسم:

مجہول العین یعنی وہ راوی جس کی ذات ہی مجہول ہو اور بعض اوقات جو حضرات مجہول العین راوی کی روایت کو قبول نہیں کرتے وہ مجہول العدالۃ راوی کی روایت کو قبول کر لیتے ہیں۔ مجہول العین راوی سے اگر دو عادل راوی روایت نقل کریں اور اس کی شناخت کرا دے تو اس سے یہ جہالت ختم ہو جائے گی۔

حافظ خطیب ابوبکر سے کچھ مسائل پوچھے گئے تھے تو انہوں نے اس کے جواب میں یہ فرمایا کہ محدثین کے نزدیک مجہول ہر اس راوی کو کہتے ہیں جو علماء کے ہاں معروف نہ ہو اور اس راوی کو بھی مجہول کہتے ہیں جس کی حدیث ایک ہی راوی کی جہت سے مشہور ہو مثال کے طور پر: عمرو ذی مر، جبار الطائی اور سعید بن ذی حدان، ان سب سے صرف ایک ہی راوی أبی اسحاق السبیعی نے حدیث نقل کی ہے اور جیسے الھز ہاز بن میزن ان سے شعبی کے علاوہ کسی اور راوی نے حدیث نقل نہیں کی ہے اور جیسے جری بن کلیب، ان سے صرف قتادہ ہی نے حدیث نقل کی ہے۔

قُلْتُ: قَدْ رَوَى عَنِ الْهَزْهَازِ الثَّوْرِيُّ أَيْضًا.

قَالَ الْخَطِيبُ: "وَأَقَلُّ مَا تَرْتَفِعُ بِهِ الْجَهَالَةُ أَنْ يَرْوِيَ عَنِ الرَّجُلِ اثْنَانِ مِنَ الْمَشْهُورِينَ بِالْعِلْمِ، إِلَّا أَنَّهُ لَا يَثْبُتُ لَهُ حُكْمُ الْعَدَالَةِ بِرِوَايَتِهِمَا عَنْهُ". وَهَذَا مِمَّا قَدَّمْنَا بَيَانَهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ ہزہاز سے حضرت ثوری نے بھی روایت نقل کی ہے۔ واللہ اعلم

حافظ ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس راوی سے دو مشہور علماء حدیث روایت نقل کریں تو کم از کم اس سے اس کی جہالت ختم ہو جاتی ہے مگر ان کی اس روایت کرنے کی وجہ سے اس کے عادل ہونے کا حکم نہیں کیا جائے گا۔ اس کو ہم پہلے بھی تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

قُلْتُ: قَدْ خَرَّجَ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ حَدِيثَ جَمَاعَةٍ لَيْسَ لَهُمْ غَيْرُ رَاوٍ وَاحِدٍ، مِنْهُمْ مِرْدَاسٌ الْأَسْلَمِيُّ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، وَكَذَلِكَ خَرَّجَ مُسْلِمٌ حَدِيثَ قَوْمٍ لَا رَاوِيَ لَهُمْ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْهُمْ رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَذَلِكَ مِنْهُمَا مُصَيَّرٌ إِلَى أَنَّ الرَّاوِيَ قَدْ يَخْرُجُ عَنْ كَوْنِهِ مَجْهُولًا مَرْدُودًا بِرِوَايَةِ وَاحِدٍ عَنْهُ. وَالْخِلَافُ فِي ذَلِكَ مُتَّجِهٌ نَحْوَ اتِّجَاهِ الْخِلَافِ الْمَعْرُوفِ فِي الِاكْتِفَاءِ بِوَاحِدٍ فِي التَّعْدِيلِ عَلَى مَا قَدَّمْنَاهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں بہت سے ایسے راویوں کی احادیث ذکر کی ہیں جن سے ایک ہی راوی حدیث نقل کرتا ہے جیسے مرداس اسلمی، ان سے صرف قیس بن ابی حازم نے ہی روایت نقل کی ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے ایسے متعدد راویوں کی احادیث نقل کی ہیں جن سے صرف ایک ہی راوی نے روایت نقل کی ہے ان میں سے ایک ربیعۃ بن کعب اسلمی ہیں جن سے ابوسلمۃ بن عبدالرحمن کے علاوہ کسی اور راوی نے حدیث نقل نہیں کی ہے۔ اس سے ان دونوں حضرات کا اس طرف میلان ثابت ہوتا ہے کہ کبھی کبھی ایک مجہول راوی، ایک راوی کے روایت کرنے کی وجہ سے مجہول اور مردود ہونے سے نکل جاتا ہے۔ اس مسئلہ میں اسی طرح مشہور اختلاف ہے جیسا کہ ایک امام کی جانب سے راوی کی تعدیل کے اکتفاء کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

التَّاسِعَةُ: اخْتَلَفُوا فِي قَبُولِ رِوَايَةِ الْمُبْتَدِعِ الَّذِي لَا يُكَفَّرُ فِي بِدْعَتِهِ.

فَمِنْهُمْ مَنْ رَدَّ رِوَايَتَهُ مُطْلَقًا؛ لِأَنَّهُ فَاسِقٌ بِبِدْعَتِهِ، وَكَمَا اسْتَوَى فِي الْكُفْرِ الْمُتَأَوِّلُ وَغَيْرُ الْمُتَأَوِّلِ يَسْتَوِي فِي الْفِسْقِ الْمُتَأَوِّلُ وَغَيْرُ الْمُتَأَوِّلِ.

وَمِنْهُمْ مَنْ قَبِلَ رِوَايَةَ الْمُبْتَدِعِ إِذَا لَمْ يَكُنْ مِمَّنْ يَسْتَحِلُّ الْكَذِبَ فِي نُصْرَةِ مَذْهَبِهِ أَوْ لِأَهْلِ مَذْهَبِهِ، سَوَاءٌ كَانَ دَاعِيَةً إِلَى بِدْعَتِهِ أَوْ لَمْ يَكُنْ، وَعَزَا بَعْضُهُمْ هَذَا إِلَى الشَّافِعِيِّ، لِقَوْلِهِ: "أَقْبَلُ شَهَادَةَ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ إِلَّا الْخَطَّابِيَّةَ مِنَ الرَّافِضَةِ؛ لِأَنَّهُمْ يَرَوْنَ الشَّهَادَةَ بِالزُّورِ لِمُوَافِقِيهِمْ".

وَقَالَ قَوْمٌ: "تُقْبَلُ رِوَايَتُهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ دَاعِيَةً، وَلَا تُقْبَلُ إِذَا كَانَ دَاعِيَةً"، وَهَذَا مَذْهَبُ الْكَثِيرِ أَوِ الْأَكْثَرِ مِنَ الْعُلَمَاءِ.

**مسئلہ نمبر ۹:**

ایسے بدعتی راوی کی روایت قبول کرنے کے بارے میں اختلاف ہے جس کی بدعت کفر کی حد تک نہ پہنچتی ہو۔

**پہلا مذہب:**

بعض حضرات کا مذہب یہ ہے کہ مطلقاً اس کی راویت مردود ہوگی اس لیے کہ وہ اپنی بدعت کی بنا پر فاسق ہے جس طرح کفر

تاویلی اور غیر تاویلی اس باب میں برابر ہیں اس طرح فسق تاویلی اور غیر تاویلی میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔

**دوسرا مذہب:**

بعض حضرات نے بدعتی کی روایت کو اس شرط کے ساتھ قبول کیا ہے جو اپنے مذہب یا مذہب والوں کی مدد کی خاطر جھوٹ کو جائز نہ سمجھتا ہو چاہے بدعت کی دعوت دینے والا ہو یا نہ ہو بعض حضرات نے اس مذہب کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ آپ کا فرمان ہے کہ میں اہل بدعت کی گواہی قبول کرتا ہوں مگر روافض میں خطابیہ فرقہ کی نہیں، کیونکہ وہ اپنی موافقت میں جھوٹ کو جائز سمجھتے ہیں۔

**تیسرا مذہب:**

بعض حضرات نے کہا کہ ان میں سے جو بدعت کی طرف دعوت نہ دیتا ہو اس کی روایت قبول کی جائے گی اور جو بدعت کی طرف دعوت دیتا ہو اس کی روایت رد کر دی جائے گی۔ یہی مذہب کثیر یا اکثر علماء کا ہے۔

وَحَكَى بَعْضُ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خِلَافًا بَيْنَ أَصْحَابِهِ فِي قَبُولِ رِوَايَةِ الْمُبْتَدِعِ إِذَا لَمْ يَدْعُ إِلَى بِدْعَتِهِ، وَقَالَ: أَمَّا إِذَا كَانَ دَاعِيَةً فَلَا خِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي عَدَمِ قَبُولِ رِوَايَتِهِ.

وَقَالَ أَبُو حَاتِمِ بْنُ حِبَّانَ الْبُسْتِيُّ أَحَدُ الْمُصَنِّفِينَ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ: "الدَّاعِيَةُ إِلَى الْبِدَعِ لَا يَجُوزُ الِاحْتِجَاجُ بِهِ عِنْدَ أَئِمَّتِنَا قَاطِبَةً، لَا أَعْلَمُ بَيْنَهُمْ فِيهِ خِلَافًا".

وَهَذَا الْمَذْهَبُ الثَّالِثُ أَعْدَلُهَا وَأَوْلَاهَا، وَالْأَوَّلُ بَعِيدٌ مُبَاعِدٌ لِلشَّائِعِ عَنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ، فَإِنَّ كُتُبَهُمْ طَافِحَةٌ بِالرِّوَايَةِ عَنِ الْمُبْتَدِعَةِ غَيْرِ الدُّعَاةِ.

وَفِي الصَّحِيحَيْنِ كَثِيرٌ مِنْ أَحَادِيثِهِمْ فِي الشَّوَاهِدِ وَالْأُصُولِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور بعض شوافع نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے درمیان اس بارے میں اختلاف نقل کیا ہے کہ جو مبتدع بدعت کی طرف دعوت نہ دیتا ہو تو اس کی روایت قبول کرنے کے بارے میں اختلاف ہے اور انہوں نے فرمایا کہ جب وہ بدعت کی طرف دعوت دیتا ہو تو اس کی روایت بالاتفاق قبول نہیں کی جائے گی۔

ابو حاتم بن حبان بستی جو محدثین مصنفین میں سے ایک ہیں نے فرمایا کہ جو راوی داعی الی البدعۃ ہو ہمارے ائمہ کے نزدیک بالاتفاق اس کی روایت سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے مجھے اس بارے میں ان کے درمیان اختلاف کا کوئی علم نہیں ہے۔ یہ تیسرا مذہب زیادہ معتدل اور راجح ہے اور پہلا قول محدثین کے ہاں جو مشہور ہے اس سے بعید ہے کیونکہ ان کی کتابیں غیر داعی مبتدعین کی روایات سے بھری پڑی ہے۔ صحیحین میں مبتدعین کی بہت سی روایات شواہد اور اصول کے طور پر نقل کی گئی ہیں۔ واللہ اعلم

الْعَاشِرَةُ: التَّائِبُ مِنَ الْكَذِبِ فِي حَدِيثِ النَّاسِ وَغَيْرِهِ مِنْ أَسْبَابِ الْفِسْقِ تُقْبَلُ رِوَايَتُهُ، إِلَّا

التَّائِبَ مِنَ الْكَذِبِ مُتَعَمِّدًا فِي حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّهُ لَا تُقْبَلُ رِوَايَتُهُ أَبَدًا، وَإِنْ حَسُنَتْ تَوْبَتُهُ، عَلَى مَا ذُكِرَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، مِنْهُمْ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَبُو بَكْرٍ الْحُمَيْدِيُّ شَيْخُ الْبُخَارِيِّ.

وَأَطْلَقَ الْإِمَامُ أَبُو بَكْرٍ الصَّيْرَفِيُّ الشَّافِعِيُّ فِيمَا وَجَدْتُ لَهُ فِي شَرْحِهِ لِرِسَالَةِ الشَّافِعِيِّ، فَقَالَ: " كُلُّ مَنْ أَسْقَطْنَا خَبَرَهُ مِنْ أَهْلِ النَّقْلِ بِكَذِبٍ وَجَدْنَاهُ عَلَيْهِ لَمْ نَعُدْ لِقَبُولِهِ بِتَوْبَةٍ تَظْهَرُ، وَمَنْ ضَعَّفْنَا نَقْلَهُ لَمْ نَجْعَلْهُ قَوِيًّا بَعْدَ ذَلِكَ ".

وَذَكَرَ أَنَّ ذَلِكَ مِمَّا افْتَرَقَتْ فِيهِ الرِّوَايَةُ وَالشَّهَادَةُ، وَذَكَرَ الْإِمَامُ أَبُو الْمُظَفَّرِ السَّمْعَانِيُّ الْمَرْوَزِيُّ أَنَّ مَنْ كَذَبَ فِي خَبَرٍ وَاحِدٍ وَجَبَ إِسْقَاطُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ حَدِيثِهِ، وَهَذَا يُضَاهِي مِنْ حَيْثُ الْمَعْنَى مَا ذَكَرَهُ الصَّيْرَفِيُّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

مسئلہ نمبر ۱۰:

عام اقوال میں جھوٹ بولنے والا یا اور اسباب فسق میں مبتلا شخص جب تائب ہو جائے تو اس کی روایت مقبول ہو گی مگر حدیث رسول ﷺ میں جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والے کی روایت کبھی بھی قبول نہیں کی جائے گی اگرچہ بہت سے علماء کے قول کے مطابق اس کی توبہ ایک اچھا فعل ہے جن میں امام احمد بن حنبل اور امام بخاری کے استاد ابو بکر حمیدی رحمہم اللہ بھی شامل ہیں۔ امام ابو بکر شافعی نے امام شافعی رحمہ اللہ کے رسالے کی جو شرح لکھی ہے میں نے اس میں دیکھا ہے کہ انہوں نے اس کو مطلقاً ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ ہر وہ راوی جس کی روایت کو ہم اس کے جھوٹا ہونے کی بنا پر چھوڑ دیں تو اس کی توبہ ظاہر ہونے کے بعد بھی ہم اس کی روایت سے استدلال نہیں کرتے اور جس راوی کو ہم ضعیف قرار دیں تو اس کو کبھی قوی نہیں قرار دیتے اور انہوں نے اپنی شرح میں یہ ذکر کیا ہے کہ روایت اور شہادت میں پائے جانے والے فروق میں سے ایک فرق یہ بھی ہے امام ابو المظفر سمعانی مروزی نے فرمایا کہ جس راوی نے کسی ایک روایت میں جھوٹ بولا تو اس کی پہلی تمام روایتوں کو ساقط کرنا واجب ہے امام سمعانی کا یہ کلام معنی کے اعتبار سے امام صیرفی کے مذکورہ بالا کلام کی طرح ہے۔ واللہ اعلم

الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: إِذَا رَوَى ثِقَةٌ عَنْ ثِقَةٍ حَدِيثًا وَرُوجِعَ الْمَرْوِيُّ عَنْهُ فَنَفَاهُ فَالْمُخْتَارُ أَنَّهُ إِنْ كَانَ جَازِمًا بِنَفْيِهِ بِأَنْ قَالَ: " مَا رَوَيْتُهُ، أَوْ كَذَبَ عَلَيَّ " أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ، فَقَدْ تَعَارَضَ الْجَزْمَانِ، وَالْجَاحِدُ هُوَ الْأَصْلُ، فَوَجَبَ رَدُّ حَدِيثِ فَرْعِهِ ذَلِكَ، ثُمَّ لَا يَكُونُ ذَلِكَ جَرْحًا لَهُ يُوجِبُ رَدَّ بَاقِي حَدِيثِهِ؛ لِأَنَّهُ مُكَذِّبٌ لِشَيْخِهِ أَيْضًا فِي ذَلِكَ، وَلَيْسَ قَبُولُ جَرْحِ شَيْخِهِ لَهُ بِأَوْلَى مِنْ قَبُولِ جَرْحِهِ لِشَيْخِهِ، فَتَسَاقَطَا.

أَمَّا إِذَا قَالَ الْمَرْوِيُّ عَنْهُ: " لَا أَعْرِفُهُ، أَوْ لَا أَذْكُرُهُ " أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ، فَذَلِكَ لَا يُوجِبُ رَدَّ رِوَايَةِ الرَّاوِي عَنْهُ.

## مسئلہ نمبر ۱۱:

ایک ثقہ راوی نے دوسرے ثقہ راوی سے روایت نقل کی لیکن جب مروی عنہ کی طرف مراجعت کی گئی تو انہوں اس کا انکار کر دیا تو اس وقت دیکھا جائے گا کہ اگر مروی عنہ کی نفی جزم اور یقین کے ساتھ ہو مثال کے طور پر انہوں نے ان الفاظ کے ساتھ نفی کی کہ میں نے اس حدیث کو بیان نہیں کیا ہے یا راوی نے مجھ پر جھوٹ باندھا ہے یا ان سے ملتے جلتے الفاظ، تو دو جزم یعنی جزم کے ساتھ روایت حدیث اور جزم کے ساتھ اس کی نفی جمع ہو گئے اب اس میں انکار کرنے والا اصل ہے لہٰذا راوی کی روایت کو رد کرنا واجب ہوگا اور اس کی وجہ سے روای مجروح نہیں ہوگا کہ اس کی تمام روایتیں ہی ساقط الاستدلال ہو جائیں کیونکہ وہ اس روایت کے نقل کرنے میں اپنے شیخ کو بھی جھٹلا رہا ہے اور مروی عنہ کا راوی کے اوپر جرح کرنا، راوی کا اس کے اوپر جرح کرنے سے کسی بھی طرح سے راجح نہیں ہے اس لیے دونوں جرح ساقط ہو جائیں گی اور جب مروی عنہ نے مذکورہ بالا الفاظ کی بجائے لا اعرفہ یا لا اذکرہ یا ان کے ساتھ ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ انکار کیا ہو تو اس وقت راوی کی روایت کو رد کرنا واجب نہیں ہوگا۔

وَمَنْ رَوَى حَدِيثًا ثُمَّ نَسِيَهُ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ مُسْقِطًا لِلْعَمَلِ بِهِ عِنْدَ جُمْهُورِ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَجُمْهُورِ الْفُقَهَاءِ، وَالْمُتَكَلِّمِينَ، خِلَافًا لِقَوْمٍ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ صَارُوا إِلَى إِسْقَاطِهِ بِذَلِكَ، وَبَنَوْا عَلَيْهِ رَدَّهُمْ حَدِيثَ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا نُكِحَتِ الْمَرْأَةُ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ... " الْحَدِيثَ، مِنْ أَجْلِ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ: " لَقِيتُ الزُّهْرِيَّ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ ".

وَكَذَا حَدِيثُ رَبِيعَةَ الرَّأْيِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِشَاهِدٍ وَيَمِينٍ " فَإِنَّ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيَّ قَالَ: " لَقِيتُ سُهَيْلًا فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ، فَلَمْ يَعْرِفْهُ ".

جب ایک راوی پہلے ایک حدیث نقل کرے اور بعد میں اس کو بھول جائے تو جمہور محدثین، فقہاء اور متکلمین کے نزدیک اس کی وہ روایت ساقط العمل نہیں ہوگی، امام ابو حنیفہ رحمہ کے بعض اصحاب نے اس میں اختلاف کیا ہے چنانچہ انہوں نے ایسی روایت کو ساقط العمل قرار دیا ہے راوی کے بھولنے کی وجہ سے انہوں نے آئندہ مذکور اس روایت کو ساقط العمل قرار دیا ہے سلیمان بن موسی عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم : (( إذا نكحت المرأة بغير إذن وليها فنكاحها باطل... )) الحدیث. اس لیے کہ ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں امام زہری سے ملا اور ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کے بارے میں عدم معرفت ظاہر کی۔ اسی طرح انہوں نے ربیعہ رائے کی آئندہ مذکور حدیث کو بھی وجہ مذکور کی بنا پر چھوڑ دیا ہے، ربيعة الرأي عن سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه و سلم : قضى بشاهد و يمين. کیونکہ عبد العزیز بن محمد دراوردی نے فرمایا کہ میں نے سہیل سے ملاقات کی اور

ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس حدیث کے بارے میں عدم معرفت کا اظہار کیا۔

وَالصَّحِيحُ مَا عَلَيْهِ الْجُمْهُورُ؛ لِأَنَّ الْمَرْوِيَّ عَنْهُ بِصَدَدِ السَّهْوِ وَالنِّسْيَانِ، وَالرَّاوِي عَنْهُ ثِقَةٌ جَازِمٌ، فَلَا يُرَدُّ بِالِاحْتِمَالِ رِوَايَتُهُ، وَلِهَذَا كَانَ سُهَيْلٌ بَعْدَ ذَلِكَ يَقُولُ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ عَنِّي، عَنْ أَبِي وَيَسُوقُ الْحَدِيثَ.

وَقَدْ رَوَى كَثِيرٌ مِنَ الْأَكَابِرِ أَحَادِيثَ نَسُوهَا بَعْدَ مَا حَدَّثُوا بِهَا عَمَّنْ سَمِعَهَا مِنْهُمْ، فَكَانَ أَحَدُهُمْ يَقُولُ: " حَدَّثَنِي فُلَانٌ عَنِّي، عَنْ فُلَانٍ، بِكَذَا وَكَذَا.

وَجَمَعَ الْحَافِظُ الْخَطِيبُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ (أَخْبَارِ مَنْ حَدَّثَ وَنَسِيَ).

وَلِأَجْلِ أَنَّ الْإِنْسَانَ مُعَرَّضٌ لِلنِّسْيَانِ كَرِهَ مَنْ كَرِهَ مِنَ الْعُلَمَاءِ الرِّوَايَةَ عَنِ الْأَحْيَاءِ "، مِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ قَالَ لِابْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ: " إِيَّاكَ وَالرِّوَايَةَ عَنِ الْأَحْيَاءِ "، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

صحیح مذہب جمہور کا مذہب ہی ہے کہ کیونکہ مروی عنہ کے قول میں بھول اور خطا کا احتمال ہے اور راوی ان سے جزم و یقین کے ساتھ روایت نقل کرتا ہے، محض احتمال کی وجہ سے اس کی روایت کورد نہیں کیا جاسکتا، یہی وجہ ہے کہ سہیل اس کے بعد بھی یہ کہتے رہے ربیعہ نے میرے سامنے میری نقل کی ہوئی حدیث بیان کی ۔۔۔ اور آخر تک یہی حدیث ذکر کرتے تھے۔ بہت سے اکابر ایسے گزرے ہیں جن سے احادیث مروی ہیں لیکن احادیث بیان کرنے کے بعد ان کو یہ یاد نہیں رہا کہ انہوں یہ روایت کس راوی سے سنی تھی ان میں سے بعض اس قسم کی احادیث کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔:(حدثنی فلان عنی عن فلان بکذا و کذا)۔ حافظ ابوبکر خطیب بغدادی نے اس قسم کی تمام احادیث کو اپنی کتاب (أخبار من حدث و نسی) میں جمع کیا ہے اور انسان کو چونکہ نسیان اور بھول کا عارضہ پیش آسکتا ہے اس لیے بعض حضرات نے راوی کی زندگی میں اس سے حدیث نقل کرنے کو ناپسندیدہ سمجھا ان میں امام شافعی رحمہ اللہ بھی شامل ہیں، چنانچہ انہوں نے ابن عبدالحکم سے فرمایا کہ جو راوی بقید حیات ہو ان سے روایت نقل نہ کریں۔ واللہ اعلم

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ: مَنْ أَخَذَ عَلَى التَّحْدِيثِ أَجْرًا مَنَعَ ذَلِكَ مِنْ قَبُولِ رِوَايَتِهِ عِنْدَ قَوْمٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ، رُوِّينَا عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمُحَدِّثِ يُحَدِّثُ بِالْأَجْرِ، فَقَالَ: " لَا يُكْتَبُ عَنْهُ "، وَعَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَأَبِي حَاتِمٍ الرَّازِيِّ نَحْوُ ذَلِكَ.

وَتَرَخَّصَ أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَكِّيُّ وَآخَرُونَ فِي أَخْذِ الْعِوَضِ (عَلَى التَّحْدِيثِ)، وَذَلِكَ شَبِيهٌ بِأَخْذِ الْأُجْرَةِ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَنَحْوِهِ، غَيْرَ أَنَّ فِي هَذَا مِنْ حَيْثُ الْعُرْفُ خَرْمًا لِلْمُرُوءَةِ، وَالظَّنُّ يُسَاءُ بِفَاعِلِهِ إِلَّا أَنْ يَقْتَرِنَ ذَلِكَ بِعُذْرٍ يَنْفِي ذَلِكَ عَنْهُ، كَمِثْلِ مَا حَدَّثَنِيهِ الشَّيْخُ أَبُو الْمُظَفَّرِ، عَنْ أَبِيهِ الْحَافِظِ أَبِي سَعْدٍ السَّمْعَانِيِّ أَنَّ أَبَا الْفَضْلِ مُحَمَّدَ بْنَ نَاصِرٍ السَّلَامِيَّ ذَكَرَ

أَنَّ أَبَا الْحُسَيْنِ بْنَ النَّقُورِ فَعَلَ ذٰلِكَ، لِأَنَّ الشَّيْخَ أَبَا إِسْحَاقَ الشِّيرَازِيَّ أَفْتَاهُ بِجَوَازِ أَخْذِ الْأُجْرَةِ عَلَى التَّحْدِيثِ؛ لِأَنَّ أَصْحَابَ الْحَدِيثِ كَانُوا يَمْنَعُونَهُ عَنِ الْكَسْبِ لِعِيَالِهِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

**مسئلہ نمبر ۱۲:**

جوراوی حدیث بیان کرنے پر اجرت وصول کرتا ہو بعض حضرات محدثین کے نزدیک اس کا یہ فعل اس کی روایت قبول کرنے سے مانع ہوگا اس سلسلے میں ہم نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے جب اس محدث کے بارے میں پوچھا گیا جو اجرت لیکر حدیث بیان کرتا ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اس سے روایت نہ لکھی جائے۔ امام احمد بن حنبل اور امام ابو حاتم رازی رحمہما اللہ سے اسی طرح اقوال مروی ہیں۔ ابونعیم الفضل بن دکین، علی بن عبدالعزیز مکی اور دوسرے محدثین رحمہم اللہ نے حدیث بیان کرنے پر اجرت وصول کرنے کو جائز قرار دیا ہے، ان حضرات کے نزدیک یہ بھی تعلیم القرآن پر اجرت وصول کرنے کی طرح ہے البتہ ان دونوں میں اتنا فرق ضرور ہے کہ عرف میں حدیث بیان کرنے پر اجرت وصول کرنے کو خلاف مروت سمجھا جاتا ہے اور ایسا کرنے والے کے بارے میں اچھا گمان نہیں کیا جاتا۔ ہاں اس میں ایک صورت استثنائی ہے وہ یہ کہ اگر یہ اجرت وصول کرنا کسی عذر کی وجہ سے ہو اس کو خلاف مروت نہیں سمجھا جائے گا اور اس میں بدگمانی نہیں پائی جائے گی جیسے شیخ ابوالمظفر نے اپنے والد گرامی حافظ ابوسعد سمعانی سے نقل کرتے ہوئے میرے سامنے یہ روایت بیان کی کہ ابوالفضل محمد بن ناصر سلامی نے کہ یہ ذکر کیا ہے کہ ابو الحسین بن نقور نے حدیث بیان کرنے پر اجرت وصول کی ہے کیونکہ شیخ ابو اسحاق شیرازی نے ان کو اس کے جواز کا فتوی دیا تھا اس لیے کہ اصحاب حدیث نے ان کو اپنے اہل وعیال کے کمائی کرنے سے منع کر دیا تھا۔ واللہ اعلم

الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ: لَا تُقْبَلُ رِوَايَةُ مَنْ عُرِفَ بِالتَّسَاهُلِ فِي سَمَاعِ الْحَدِيثِ أَوْ إِسْمَاعِهِ، كَمَنْ لَا يُبَالِي بِالنَّوْمِ فِي مَجْلِسِ السَّمَاعِ، وَكَمَنْ يُحَدِّثُ لَا مِنْ أَصْلٍ مُقَابَلٍ صَحِيحٍ، وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيلِ مَنْ عُرِفَ بِقَبُولِ التَّلْقِينِ فِي الْحَدِيثِ.

وَلَا تُقْبَلُ رِوَايَةُ مَنْ كَثُرَتِ الشَّوَاذُّ وَالْمَنَاكِيرُ فِي حَدِيثِهِ. جَاءَ عَنْ شُعْبَةَ أَنَّهُ قَالَ: " لَا يَجِيئُكَ الْحَدِيثُ الشَّاذُّ إِلَّا مِنَ الرَّجُلِ الشَّاذِّ ".

وَلَا تُقْبَلُ رِوَايَةُ مَنْ عُرِفَ بِكَثْرَةِ السَّهْوِ فِي رِوَايَاتِهِ إِذَا لَمْ يُحَدِّثْ مِنْ أَصْلٍ صَحِيحٍ.

وَكُلُّ هٰذَا يَخْرِمُ الثِّقَةَ بِالرَّاوِي وَبِضَبْطِهِ.

وَوَرَدَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَالْحُمَيْدِيِّ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ مَنْ غَلِطَ فِي حَدِيثٍ وَبُيِّنَ لَهُ غَلَطُهُ، وَلَمْ يَرْجِعْ عَنْهُ وَأَصَرَّ عَلَى رِوَايَةِ ذٰلِكَ الْحَدِيثِ سَقَطَتْ رِوَايَتُهُ وَلَمْ يُكْتَبْ عَنْهُ. وَفِي هٰذَا نَظَرٌ، وَهُوَ غَيْرُ مُسْتَنْكَرٍ إِذَا ظَهَرَ أَنَّ ذٰلِكَ مِنْهُ عَلَى جِهَةِ الْعِنَادِ أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

مسئلہ نمبر ۱۳:

جوراوی حدیث سننے اور سنانے میں تساہل برتتا ہواس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی جیسے جو مجلس حدیث میں سونے کی پرواہ نہ کرے یا جوراوی بدون اصل صحیح حدیث کے مقابلے میں روایت کرتا ہو، اسی قبیل سے اس راوی کی روایت بھی ہے جو حدیث میں یاددہانی کروانے کے حوالے سے مشہور ہواسی سرح اس راوی کی روایت بھی قبول نہیں کی جائے گی جس سے شاذ اور منکر روایتیں کثرت کے ساتھ مروی ہوں، اس بارے میں شعبہ سے مروی ہے کہ آپ کے پاس شاذ روایت صرف شاذ راوی ہی کی طرف سے آئے گی اور نہ ہی اس راوی کی روایت قبول کی جائے گی جو روایت نقل کرنے میں بھول چوک میں مشہور ہو جب تک کہ صحیح اصل سے روایت نقل نہ کریں۔ یہ تمام مذکورہ بالا چیزیں راوی کے ثقہ ہونے اور ضابط ہونے کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل، حمیدی اور دوسرے ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم سے یہ منقول ہے کہ جس راوی نے حدیث میں غلطی کی اور اسے اپنی غلطی معلوم ہوئی پھر بھی اس نے اس حدیث سے رجوع نہیں کیا اور اسی روایت پھر مصر رہا تو اس کی روایت ساقط الاستدلال ہو جائے گی اور اس سے کوئی روایت نقل نہیں کی جائے گی۔ اس پر ایک اعتراض وارد کیا جاتا ہے لیکن وہ اس وقت بے سود ہے جب راوی نے جان بوجھ کر عناد کی وجہ سے یا اسی طرح کسی اور وجہ سے اس حدیث سے رجوع نہ کیا ہو۔ واللہ اعلم

الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ: أَعْرَضَ النَّاسُ فِي هَذِهِ الْأَعْصَارِ الْمُتَأَخِّرَةِ عَنِ اعْتِبَارِ مَجْمُوعِ مَا بَيَّنَّا مِنَ الشُّرُوطِ فِي رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَمَشَايِخِهِ، فَلَمْ يَتَقَيَّدُوا بِهَا فِي رِوَايَاتِهِمْ، لِتَعَذُّرِ الْوَفَاءِ بِذَلِكَ عَلَى نَحْوِ مَا تَقَدَّمَ، وَكَانَ عَلَيْهِ مَنْ تَقَدَّمَ.

وَوَجْهُ ذَلِكَ مَا قَدَّمْنَا فِي أَوَّلِ كِتَابِنَا هَذَا مِنْ كَوْنِ الْمَقْصُودِ آلَ آخِرًا إِلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَى خِصِيصَةِ هَذِهِ الْأُمَّةِ فِي الْأَسَانِيدِ، وَالْمُحَاذَرَةِ مِنَ انْقِطَاعِ سِلْسِلَتِهَا، فَلْيُعْتَبَرْ مِنَ الشُّرُوطِ الْمَذْكُورَةِ مَا يَلِيقُ بِهَذَا الْغَرَضِ عَلَى تَجَرُّدِهِ، وَلْيُكْتَفَ فِي أَهْلِيَّةِ الشَّيْخِ بِكَوْنِهِ مُسْلِمًا، بَالِغًا، عَاقِلًا، غَيْرَ مُتَظَاهِرٍ بِالْفِسْقِ وَالسُّخْفِ، وَفِي ضَبْطِهِ بِوُجُودِ سَمَاعِهِ مُثْبَتًا بِخَطٍّ غَيْرِ مُتَّهَمٍ، وَبِرِوَايَتِهِ مِنْ أَصْلٍ مُوَافِقٍ لِأَصْلِ شَيْخِهِ.

مسئلہ نمبر ۱۴:

متاخرین علماء حدیث نے راویوں اور ان کے شیوخ میں مذکورہ بالا تمام شرائط کے ایک وقت میں جمع ہونے کو لازم نہیں قرار دیا اور انہوں نے اُن کو ان شرائط کے ساتھ مقید نہیں کیا کیونکہ متاخرین راویوں کا ان شرائط پر پورا اترنا مشکل ہے اور متقدمین راوی واقعی ان شرائط پر پورا اترتے تھے اس کی وجہ وہی ہے جو ہم نے اپنی اس کتاب کے شروع میں بھی ذکر کی ہے کہ مقصود اسانید کو محفوظ رکھنا ہے، یہ اس امت کی خصوصیت ہے اور اسانید کے سلسلے کو انقطاع سے بچانا بھی مقصود ہے پس صرف ان شروط کا اعتبار کرنا چاہیے

جن کی وجہ سے سند محفوظ رہے۔شیخ میں ان شرائط پر اکتفا کرنا چاہیے کہ وہ مسلمان، عاقل، بالغ ہو، اعلانیہ طور پر فسق میں مبتلا نہ ہو، وہ کم عقلی کا اظہار نہ کرتا ہو اور ضبط حدیث میں اس کی سماع کا پایا جانا جو کسی بھی تحریر سے ثابت ہو اور روایت حدیث میں اس شرط پر اکتفا کیا جائے گا کہ راوی نے ایسی اصل سے اس کو روایت کیا ہو جو اس کی شیخ کی اصل کے مطابق ہو۔

وَقَدْ سَبَقَ إِلَى نَحْوِ مَا ذَكَرْنَاهُ الْحَافِظُ الْفَقِيهُ أَبُو بَكْرٍ الْبَيْهَقِيُّ رَحِمَهُ اللهُ، فَإِنَّهُ ذَكَرَ فِيمَا رُوِّينَا عَنْهُ تَوَسُّعَ مَنْ تَوَسَّعَ فِي السَّمَاعِ مِنْ بَعْضِ مُحَدِّثِي زَمَانِهِ الَّذِينَ لَا يَحْفَظُونَ حَدِيثَهُمْ وَلَا يُحْسِنُونَ قِرَاءَتَهُ مِنْ كُتُبِهِمْ، وَلَا يَعْرِفُونَ مَا يُقْرَأُ عَلَيْهِمْ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ الْقِرَاءَةُ عَلَيْهِمْ مِنْ أَصْلِ سَمَاعِهِمْ. وَوَجْهُ ذَلِكَ بِأَنَّ الْأَحَادِيثَ الَّتِي قَدْ صَحَّتْ، أَوْ وَقَفَتْ بَيْنَ الصِّحَّةِ وَالسُّقْمِ قَدْ دُوِّنَتْ وَكُتِبَتْ فِي الْجَوَامِعِ الَّتِي جَمَعَهَا أَئِمَّةُ الْحَدِيثِ، وَلَا يَجُوزُ أَنْ يَذْهَبَ شَيْءٌ مِنْهَا عَلَى جَمِيعِهِمْ، وَإِنْ جَازَ أَنْ يَذْهَبَ عَلَى بَعْضِهِمْ، لِضَمَانِ صَاحِبِ الشَّرِيعَةِ حِفْظَهَا.

قَالَ: " فَمَنْ جَاءَ الْيَوْمَ بِحَدِيثٍ لَا يُوجَدُ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ لَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ، وَمَنْ جَاءَ بِحَدِيثٍ مَعْرُوفٍ عِنْدَهُمْ فَالَّذِي يَرْوِيهِ لَا يَنْفَرِدُ بِرِوَايَتِهِ، وَالْحُجَّةُ قَائِمَةٌ بِحَدِيثِهِ بِرِوَايَةِ غَيْرِهِ، وَالْقَصْدُ مِنْ رِوَايَتِهِ وَالسَّمَاعِ مِنْهُ أَنْ يَصِيرَ الْحَدِيثُ مُسَلْسَلًا " بِحَدَّثَنَا وَأَخْبَرَنَا "، وَتَبْقَى هَذِهِ الْكَرَامَةُ الَّتِي خُصَّتْ بِهَا هَذِهِ الْأُمَّةُ شَرَفًا لِنَبِيِّنَا الْمُصْطَفَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ "، وَاللهُ أَعْلَمُ.

جو کچھ ہم نے یہاں ذکر کیا ہم سے پہلے حافظ فقیہ ابو بکر رحمہ اللہ بھی اس کی طرف گئے ہیں انہوں نے اپنے زمانے کے بعض محدثین کے توسع اور گنجائش کو ذکر کیا ہے جو انہوں نے ان سے سماع حدیث میں رکھی ہے وہ یہ ہے کہ جو راوی حدیث کی اچھی طرح سے حفاظت نہیں کر سکتے تھے اور اپنی لکھی ہوئی احادیث کو صحیح طرح سے پڑھ نہیں سکتے تھے ان کی اصل سنی ہوئی احادیث میں سے ان کے سامنے جو احادیث پڑھی جاتیں وہ ان کو نہیں سمجھتے تھے ایسے راویوں سے بھی حدیث سننے کی گنجائش رکھی ہے اس لیے کہ جو احادیث موقوف تھی یا صحت اور سقم میں موقوف تھیں تو تدوین حدیث کے ساتھ وہ ائمہ حدیث کی کتابوں میں آگئیں اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک حدیث تمام محدثین سے بھول جائے یہ تو ہو سکتا ہے کہ بعض سے بھول جائے کیونکہ صاحب شریعت نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آج اگر کوئی راوی ایک ایسی حدیث روایت کرے جو محدثین میں سے کسی ہاں محفوظ نہ ہو تو اس کی وہ روایت قبول نہیں کی جائے گی اور جو راوی ایسی روایت نقل کرے جو محدثین کے ہاں معروف ہو تو اس کی روایت کرنے سے وہ روایت منفرد نہیں بنے گی اور وہ اس سے پہلے والے راویوں کی روایت کرنے کی وجہ سے حجت بنے گی۔روایت کرنے اور سماع سے مراد یہ ہے کہ وہ حدیث اخبرنا یا حدثنا کے الفاظ کے ساتھ مسلسل ہو۔اس طرح اسناد کی حفاظت والا یہ شرف جو رسول اللہ ﷺ کی عظمت کی وجہ سے اس امت کی خصوصیت ہے ہمیشہ باقی رہے گا۔

الْخَامِسَةَ عَشْرَةَ: فِي بَيَانِ الْأَلْفَاظِ الْمُسْتَعْمَلَةِ بَيْنَ أَهْلِ هَذَا الشَّأْنِ فِي الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ، وَقَدْ رَتَّبَهَا

أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي حَاتِمٍ الرَّازِيُّ فِي كِتَابِهِ فِي الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ فَأَجَادَ وَأَحْسَنَ، وَنَحْنُ نُرَتِّبُهَا كَذٰلِكَ، وَنُورِدُ مَا ذَكَرَهُ، وَنُضِيفُ إِلَيْهِ مَا بَلَغَنَا فِي ذٰلِكَ عَنْ غَيْرِهِ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى.

مسئلہ نمبر ۱۵:

یہ مسئلہ ان الفاظ کے بارے میں ہے جو ائمہ جرح وتعدیل کے ہاں جرح وتعدیل میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ امام ابو محمد عبدالرحمن بن ابو حاتم رازی نے ان الفاظ کو اپنی کتاب الجرح والتعدیل میں نہایت خوبصورت اور عمدہ ترتیب کے ساتھ ذکر کیا ہے ہم بھی ان کو انہی کے ترتیب پر ذکر کرتے ہیں اور ان شاء اللہ ان کے ذکر کردہ الفاظ کے ساتھ کچھ مزید الفاظ بھی ذکر کریں گے جن کو امام رازی کے علاوہ دوسرے ائمہ نے ذکر کیا ہے۔

أَمَّا أَلْفَاظُ التَّعْدِيلِ فَعَلَى مَرَاتِبَ:

(الْأُولَى): قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ: "إِذَا قِيلَ لِلْوَاحِدِ إِنَّهُ "ثِقَةٌ أَوْ مُتْقِنٌ" فَهُوَ مِمَّنْ يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ".

قُلْتُ: وَكَذَا إِذَا قِيلَ "ثَبْتٌ أَوْ حُجَّةٌ"، وَكَذَا إِذَا قِيلَ فِي الْعَدْلِ إِنَّهُ "حَافِظٌ أَوْ ضَابِطٌ"، وَاللهُ أَعْلَمُ.

الفاظ تعدیل کے کئی مراتب ہیں:

پہلا مرتبہ:

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب کسی راوی کے بارے میں یہ الفاظ کہے جائیں کہ وہ ثقہ ہیں یا متقن ہیں تو ان کو ایسے راویوں میں شمار کیا جائے گا جن کی روایت سے استدلال کیا جاتا ہے۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اسی طرح جب کسی راوی کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ ثبت ہے یا حجت ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا۔

(الثَّانِيَةُ): قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ: "إِذَا قِيلَ إِنَّهُ صَدُوقٌ أَوْ مَحَلُّهُ الصِّدْقُ، أَوْ لَا بَأْسَ بِهِ" فَهُوَ مِمَّنْ يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَيُنْظَرُ فِيهِ، وَهِيَ الْمَنْزِلَةُ الثَّانِيَةُ.

دوسرا مرتبہ:

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جس راوی کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ صدوق ہے یا وہ محل صدق ہے یا اس کے بارے میں کہا جائے لا باس بہ تو ایسا راوی ان راویوں میں سے ہوگا جن کی حدیث کو لکھا جائے گا اور اس میں غور کیا جائے گا۔ یہ الفاظ کا دوسرا درجہ ہے۔

قُلْتُ: هٰذَا كَمَا قَالَ، لِأَنَّ هٰذِهِ الْعِبَارَاتِ لَا تُشْعِرُ بِشَرِيطَةِ الضَّبْطِ، فَيُنْظَرُ فِي حَدِيثِهِ وَيُخْتَبَرُ حَتَّى يُعْرَفَ ضَبْطُهُ، وَقَدْ تَقَدَّمَ بَيَانُ طَرِيقِهِ فِي أَوَّلِ هٰذَا النَّوْعِ.

وَإِنْ لَمْ نَسْتَوْفِ النَّظَرَ الْمُعَرِّفَ لِكَوْنِ ذَٰلِكَ الْمُحَدِّثِ فِي نَفْسِهِ ضَابِطًا مُطْلَقًا، وَاحْتَجْنَا إِلَى حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِ اعْتَبَرْنَا ذَٰلِكَ الْحَدِيثَ، وَنَظَرْنَا هَلْ لَهُ أَصْلٌ مِنْ رِوَايَةِ غَيْرِهِ؟ كَمَا تَقَدَّمَ بَيَانُ طَرِيقِ الِاعْتِبَارِ فِي النَّوْعِ الْخَامِسَ عَشَرَ.

میں کہتا ہوں کہ امام رازی رحمہ اللہ نے بجا فرمایا ہے کیونکہ یہ الفاظ ضبط کے شرط ہونے پر دلالت نہیں کر رہے ہیں۔ پس حدیث میں غور کیا جائے گا اور اس کو جانچا جائے گا یہاں تک کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں ضبط ہے یا نہیں اور ضبط کو معلوم کرنے کا طریقہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اگر کسی محدث کے ضابط ہونے کے لیے اس کی ذات میں غور وخوض کافی نہ ہو تو اس کی کسی روایت کو لیا جائے گا اسی میں غور وخوض کیا جائے گا کہ کیا اس حدیث کی کسی دوسرے راوی سے بھی کوئی اصل ہے یا نہیں؟ جیسا کہ پندرھویں قسم میں اعتبار کا طریقہ بیان ہو چکا ہے۔

وَمَشْهُورٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ الْقُدْوَةِ فِي هَذَا الشَّأْنِ أَنَّهُ حَدَّثَ، فَقَالَ: "حَدَّثَنَا أَبُو خَلْدَةَ"، فَقِيلَ لَهُ: "أَكَانَ ثِقَةً؟" فَقَالَ: "كَانَ صَدُوقًا، وَكَانَ مَأْمُونًا، وَكَانَ خَيِّرًا - وَفِي رِوَايَةٍ: وَكَانَ خِيَارًا - الثِّقَةُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ".

ثُمَّ إِنَّ ذَٰلِكَ مُخَالِفٌ لِمَا وَرَدَ عَنِ ابْنِ أَبِي خَيْثَمَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِيَحْيَى بْنِ مَعِينٍ: إِنَّكَ تَقُولُ: فُلَانٌ "لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ"، وَفُلَانٌ "ضَعِيفٌ"؟ قَالَ: إِذَا قُلْتُ لَكَ: "لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ" فَهُوَ ثِقَةٌ، وَإِذَا قُلْتُ لَكَ: "هُوَ ضَعِيفٌ" فَلَيْسَ هُوَ بِثِقَةٍ، لَا تَكْتُبْ حَدِيثَهُ.

اس بارے میں امام عبدالرحمن بن مہدی سے مشہور قول منقول ہے انہوں بیان فرمایا کہ ان سے ابوخلدہ نے ایک روایت بیان کی ہے، جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا ابوخلدہ ثقہ راوی ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ وہ صدوق ہے، وہ محفوظ ہے اور وہ خیر (سب سے بہتر) ہے یا یہ کہا کہ وہ خیار ہے اور شعبہ اور سفیان دونوں ثقہ ہیں۔ پھر یہ ابن ابی خیثمہ کے قول کے مخالف ہے جو ان سے منقول ہے کہ انہوں فرمایا کہ میں نے یحییٰ بن معین سے عرض کی کہ آپ کسی راوی کے بارے میں کہتے ہیں کہ لا باس بہ اور کسی کے بارے میں کہتے ہیں کہ فلاں ضعیف ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ جب میں آپ سے کسی راوی کے بارے میں یوں کہ کہوں لاباس بہ وہ راوی ثقہ ہوگا اور اگر کسی کے بارے میں یوں کہ فلاں ضعیف ہے تو وہ ثقہ نہیں ہوگا، پھر آپ اس کی حدیث نہ لکھیں۔

قُلْتُ: لَيْسَ فِي هَذَا حِكَايَةُ ذَٰلِكَ عَنْ غَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ، فَإِنَّهُ نَسَبَهُ إِلَى نَفْسِهِ خَاصَّةً، بِخِلَافِ مَا ذَكَرَهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ یحیی بن معین رحمہ اللہ نے اس بارے میں کسی محدث کا قول نقل نہیں کیا ہے بلکہ انہوں اس کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اور ابن ابی حاتم کا قول اس کے برخلاف ہے۔ واللہ اعلم

(الثَّالِثَةُ): قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ: "إِذَا قِيلَ: "شَيْخٌ" فَهُوَ بِالْمَنْزِلَةِ الثَّالِثَةِ، يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَيُنْظَرُ فِيهِ، إِلَّا أَنَّهُ دُونَ الثَّانِيَةِ".

تیسرا مرتبہ:

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب کسی راوی کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ شیخ ہے تو یہ الفاظ تعدیل میں سے تیسرا مرتبہ ہے ایسے راوی کی حدیث لکھی جائے گی اور اس میں غور کیا جائے گا اور یہ مرتبے میں دوسرے درجے کے الفاظ سے کم ہے۔

(الرَّابِعَةُ): قَالَ: إِذَا قِيلَ "صَالِحُ الْحَدِيثِ" فَإِنَّهُ يُكْتَبُ حَدِيثُهُ لِلِاعْتِبَارِ.

قُلْتُ: وَجَاءَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ أَحْمَدَ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ رُبَّمَا جَرَى ذِكْرُ حَدِيثِ الرَّجُلِ فِيهِ ضَعْفٌ، وَهُوَ رَجُلٌ صَدُوقٌ، فَيَقُولُ: رَجُلٌ صَالِحُ الْحَدِيثِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

چوتھا مرتبہ:

جب کسی راوی کے بارے میں کہا جائے کہ وہ صالح الحدیث ہے تو اعتبار کے لیے اس کی روایت لکھی جائے گی۔

میں کہتا ہوں کہ ابوجعفر احمد بن سنان سے ایک روایت میں مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ عبدالرحمن بن مہدی ایک راوی کی روایت کو بکثرت بیان کیا کرتے تھے حالانکہ اس میں کچھ ضعف تھا اور وہ صدوق تھا تو آپ اس کے بارے میں فرماتے تھے رجل صالح الحدیث۔ واللہ اعلم

وَأَمَّا أَلْفَاظُهُمْ فِي الْجَرْحِ فَهِيَ أَيْضًا عَلَى مَرَاتِبَ:

(أُولَاهَا): قَوْلُهُمْ: "لَيِّنُ الْحَدِيثِ". قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ: إِذَا أَجَابُوا فِي الرَّجُلِ "بِلَيِّنِ الْحَدِيثِ"، فَهُوَ مِمَّنْ يُكْتَبُ حَدِيثُهُ، وَيُنْظَرُ فِيهِ اعْتِبَارًا.

الفاظ تعدیل کی طرح الفاظ جرح کے بھی کئی مراتب ہیں۔

پہلا مرتبہ:

لفظ لین الحدیث ہے۔ ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ ائمہ جرح و تعدیل جب کسی راوی کے بارے میں کہہ دیں کہ فلاں لین الحدیث ہے تو وہ ان راویوں میں سے ہوگا جن کی حدیث لکھی جاتی ہے لہٰذا اس کی حدیث لکھی جائے گی اور اعتبار کے لیے اس میں غور کیا جائے گا۔

قُلْتُ: وَسَأَلَ حَمْزَةُ بْنُ يُوسُفَ السَّهْمِيُّ أَبَا الْحَسَنِ الدَّارَقُطْنِيَّ الْإِمَامَ، فَقَالَ لَهُ: إِذَا قُلْتَ: "فُلَانٌ لَيِّنٌ" أَيْشٍ تُرِيدُ بِهِ؟ قَالَ: لَا يَكُونُ سَاقِطًا مَتْرُوكَ الْحَدِيثِ، وَلَكِنْ مَجْرُوحًا بِشَيْءٍ لَا يُسْقِطُ عَنِ الْعَدَالَةِ.

میں کہتا ہوں کہ حمزہ بن یوسف سہمی نے امام ابوالحسن دارقطنی سے پوچھا کہ جب آپ کسی راوی کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ فلاں لین ہے تو اس سے آپ کی مراد کیا ہوتی ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ وہ ساقط نہیں ہوتا اور متروک الحدیث نہیں بس کچھ مجروح ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے عدالت ساقط نہیں ہوتی۔

(الثَّانِيَةُ): قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ: إِذَا قَالُوا: "لَيْسَ بِقَوِيٍّ" فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْأَوَّلِ فِي كَتْبِ حَدِيثِهِ، إِلَّا أَنَّهُ دُونَهُ.

دوسرا مرتبہ:

جب ائمہ جرح و تعدیل کسی راوی کے بارے میں لیس بقوی کہہ دیں تو وہ کتابت حدیث کے معاملے میں پہلے راوی ہی طرح ہے لیکن اس سے مرتبے میں کم ہے۔

(الثَّالِثَةُ): قَالَ: إِذَا قَالُوا: "ضَعِيفُ الْحَدِيثِ" فَهُوَ دُونَ الثَّانِي، لَا يُطْرَحُ حَدِيثُهُ، بَلْ يُعْتَبَرُ بِهِ.

تیسرا مرتبہ:

جب ائمہ جرح و تعدیل کسی راوی کے بارے میں یہ کہہ دیں کہ وہ ضعیف الحدیث ہے تو ایسے راوی کی روایت بھی رد نہیں کی جائے گی بلکہ اس کی حدیث معتبر ہوگی اور یہ، درجے میں قسم ثانی سے کم ہے۔

(الرَّابِعَةُ): قَالَ: إِذَا قَالُوا "مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ"، أَوْ ذَاهِبُ الْحَدِيثِ، أَوْ كَذَّابٌ" فَهُوَ سَاقِطُ الْحَدِيثِ، لَا يُكْتَبُ حَدِيثُهُ، وَهِيَ الْمَنْزِلَةُ الرَّابِعَةُ.

قَالَ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ: أَرْفَعُ الْعِبَارَاتِ فِي أَحْوَالِ الرُّوَاةِ أَنْ يُقَالَ: "حُجَّةٌ أَوْ ثِقَةٌ"، وَأَدْوَنُهَا أَنْ يُقَالَ: "كَذَّابٌ، سَاقِطٌ".

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الْمُنْعِمِ الصَّاعِدِيُّ الْفُرَاوِيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ بِنَيْسَابُورَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْفَارِسِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْبَيْهَقِيُّ الْحَافِظُ، أَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ، أَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ صَالِحٍ قَالَ: لَا يُتْرَكُ حَدِيثُ رَجُلٍ حَتَّى يَجْتَمِعَ الْجَمِيعُ عَلَى تَرْكِ حَدِيثِهِ. قَدْ يُقَالُ: "فُلَانٌ ضَعِيفٌ"، فَأَمَّا أَنْ يُقَالَ: "فُلَانٌ مَتْرُوكٌ" فَلَا، إِلَّا أَنْ يُجْمِعَ الْجَمِيعُ عَلَى تَرْكِ حَدِيثِهِ.

چوتھا مرتبہ:

جب ائمہ جرح و تعدیل کسی راوی کے بارے میں یہ الفاظ کہہ دیں: متروك الحديث أو ذاهب الحديث أو كذاب: تو ایسا راوی ساقط الاعتبار ہوگا اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی اور یہ الفاظ جرح کا چوتھا مرتبہ ہے۔

امام ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ راویوں کے احوال کے سلسلے میں سب سے اونچے اور اعلیٰ درجے کے الفاظ (حجة أو : ثقة) ہیں اور سب سے ادنیٰ درجے کے الفاظ (کذاب ساقط) ہیں۔ خطیب ابوبکر نے مندرجہ ذیل سند متصل کے ساتھ ایک روایت نقل کی ہے۔

أخبرنا (أبو بكر بن عبد المنعم الصاعدي الفراوي) قراءة عليه بنيسابور قال: أخبرنا محمد بن إسماعيل الفارسي قال: أخبرنا أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي الحافظ : أخبرنا الحسين بن الفضل : أخبرنا عبد الله بن جعفر : حدثنا يعقوب بن سفيان قال : سمعت قال : لا يترك حديث رجل حتى يجتمع الجميع على ترك حديثه . قد يقال : فلان ضعيف فأما أن يقال : فلان متروك فلا إلا أن يجمع الجميع على ترك حديثه أحمد بن صالح :

یعنی اس سند متصل کے ساتھ یعقوب بن سفیان نے فرمایا کہ میں نے احمد بن صالح کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی راوی کی حدیث نہیں چھوڑی جائے گی حتی کہ تمام ائمہ جرح وتعدیل کا اس کی روایت چھوڑنے پر اجماع ہو جائے۔ بعض اوقات کسی راوی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ضعیف ہے یا یہ کہا جاتا ہے کہ وہ متروک ہے تب وہ متروک الحدیث نہیں ہوگا یہاں تک سب ائمہ اس کی حدیث کو ترک کرنے پر اجماع کریں۔

وَمِمَّا لَمْ يَشْرَحْهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَغَيْرُهُ مِنَ الْأَلْفَاظِ الْمُسْتَعْمَلَةِ فِي هَذَا الْبَابِ قَوْلُهُمْ : " فُلَانٌ قَدْ رَوَى النَّاسُ عَنْهُ، فُلَانٌ وَسَطٌ، فُلَانٌ مُقَارَبُ الْحَدِيثِ، فُلَانٌ مُضْطَرِبُ الْحَدِيثِ، فُلَانٌ لَا يُحْتَجُّ بِهِ، فُلَانٌ مَجْهُولٌ، فُلَانٌ لَا شَيْءَ، فُلَانٌ لَيْسَ بِذَاكَ " وَرُبَّمَا قِيلَ " لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ "، " فُلَانٌ فِيهِ أَوْ فِي حَدِيثِهِ ضَعْفٌ "، وَهُوَ فِي الْجَرْحِ أَقَلُّ مِنْ قَوْلِهِمْ : " فُلَانٌ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ "، " فُلَانٌ مَا أَعْلَمُ بِهِ بَأْسًا "، وَهُوَ فِي التَّعْبِيرِ دُونَ قَوْلِهِمْ : " لَا بَأْسَ بِهِ " وَمَا مِنْ لَفْظَةٍ مِنْهَا وَمِنْ أَشْبَاهِهَا إِلَّا وَلَهَا نَظِيرٌ شَرَحْنَاهُ، أَوْ أَصْلٌ أَصَّلْنَاهُ، يَتَنَبَّهُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى بِهِ عَلَيْهَا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

جرح وتعدیل کے ائمہ اس باب میں کچھ مزید الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں جن کی وضاحت ابن ابی حاتم وغیرہ نے نہیں کی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(فلان قد روى الناس عنه فلان وسط فلان مقارب الحديث فلان مضطرب الحديث فلان لا يحتج به فلان مجهول فلان لا شيء فلان ليس بذاك) اور بعض اوقات جرح کے لیے یہ الفاظ (ليس بذاك القوي، فلان فيه. أو : في حديثه ضعف) . یہ الفاظ جرح میں تو ان الفاظ (فلان ضعيف الحديث فلان ما أعلم به بأسا) سے کم ہیں اور معنی و مفہوم میں : (لا بأس به) : سے کم درجہ ہیں۔ ان الفاظ یا ان جیسے الفاظ کے جو بھی نظائر ہیں ہم نے ان سب کی تشریح کی ہے اور ان کے لیے جو اصل ہیں ہم نے ان کو بیان کر دیا ہے ان شاء اللہ ہم ان پر تنبیہ کرتے رہیں گے۔

النَّوْعُ الرَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ — چوبیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ كَيْفِيَّةِ سَمَاعِ الْحَدِيثِ وَتَحَمُّلِهِ وَصِفَةِ ضَبْطِهِ

## حدیث سننے، اس کو لینے اور اس کو محفوظ کرنے کے بیان میں

اعْلَمْ أَنَّ طُرُقَ نَقْلِ الْحَدِيثِ وَتَحَمُّلِهِ عَلَى أَنْوَاعٍ مُتَعَدِّدَةٍ، وَلْنُقَدِّمْ عَلَى بَيَانِهَا بَيَانَ أُمُورٍ:

(اے طالب علم!) آپ جان لیں کہ حدیث کو نقل کرنے اور دوسرے راوی سے اس کے لینے کے متعدد طریقے ہیں۔ ہم ان طرق کو بیان کرنے سے پہلے چند امور کو ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

أَحَدُهَا: يَصِحُّ التَّحَمُّلُ قَبْلَ وُجُودِ الْأَهْلِيَّةِ، فَتُقْبَلُ رِوَايَةُ مَنْ تَحَمَّلَ قَبْلَ الْإِسْلَامِ وَرَوَى بَعْدَهُ، وَكَذَلِكَ رِوَايَةُ مَنْ سَمِعَ قَبْلَ الْبُلُوغِ وَرَوَى بَعْدَهُ.

وَمَنَعَ مِنْ ذَلِكَ قَوْمٌ فَأَخْطَئُوا؛ لِأَنَّ النَّاسَ قَبِلُوا رِوَايَةَ أَحْدَاثِ الصَّحَابَةِ كَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ الزُّبَيْرِ، وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، وَأَشْبَاهِهِمْ مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ بَيْنَ مَا تَحَمَّلُوهُ قَبْلَ الْبُلُوغِ وَمَا بَعْدَهُ، وَلَمْ يَزَالُوا قَدِيمًا وَحَدِيثًا يُحْضِرُونَ الصِّبْيَانَ مَجَالِسَ التَّحْدِيثِ وَالسَّمَاعِ، وَيَعْتَدُّونَ بِرِوَايَتِهِمْ لِذَلِكَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

**امر اول:**

کسی راوی میں نقل حدیث کی اہلیت پائے جانے سے پہلے بھی اس کا کسی روایت کو لینا صحیح ہے پس کسی راوی کی وہ روایت قبول کی جائے گی جو اس نے مسلمان ہونے سے پہلے لی ہو اور مسلمان ہونے کے بعد روایت کی ہو اسی طرح وہ حدیث بھی قبول کی جائے گی جو راوی نے بالغ ہونے سے پہلے لی ہو اور بالغ ہونے کے بعد روایت کی ہو۔ بعض محدثین نے اس موقف کا انکار کیا ہے مذہب اول کی دلیل یہ ہے کہ صحابہؓ و تابعینؒ نے کم سن صحابہ کی روایات کو قبول کیا ہے جیسے حسن بن علی، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر اور نعمان بن بشیر وغیرہ اور انہوں نے یہ فرق نہیں کیا کہ آیا ان راویوں نے یہ روایات بلوغ سے پہلے نقل کی ہیں یا بلوغ کے بعد نقل کی ہیں اور ہمیشہ سے لوگ اپنے بچوں کو ان مجالس میں لے جاتے رہے ہیں جن میں احادیث بیان کی جاتی تھیں اور وہ ان کے اس زمانے کی روایات کو معتبر سمجھتے تھے۔ واللہ اعلم

الثَّانِي: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ الزُّبَيْرِيُّ: "يُسْتَحَبُّ كَتْبُ الْحَدِيثِ فِي الْعِشْرِينَ؛ لِأَنَّهَا مُجْتَمَعُ الْعَقْلِ".

قَالَ: " وَأُحِبُّ أَنْ يَشْتَغِلَ دُونَهَا بِحِفْظِ الْقُرْآنِ وَالْفَرَائِضِ ".
وَوَرَدَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ: " كَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْلُبَ الْحَدِيثَ تَعَبَّدَ قَبْلَ ذَلِكَ عِشْرِينَ سَنَةً ".
وَقِيلَ لِمُوسَى بْنِ إِسْحَاقَ: " كَيْفَ لَمْ تَكْتُبْ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ؟ "
فَقَالَ: " كَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ لَا يُخْرِجُونَ أَوْلَادَهُمْ فِي طَلَبِ الْحَدِيثِ صِغَارًا حَتَّى يَسْتَكْمِلُوا عِشْرِينَ سَنَةً ". وَقَالَ مُوسَى بْنُ هَارُونَ: " أَهْلُ الْبَصْرَةِ يَكْتُبُونَ لِعَشْرِ سِنِينَ، وَأَهْلُ الْكُوفَةِ لِعِشْرِينَ، وَأَهْلُ الشَّامِ لِثَلَاثِينَ "، وَاللهُ أَعْلَمُ.

امر ثانی:

ابوعبداللہ زبیری نے فرمایا کہ بیس سال کی عمر حدیث لکھنے کے لیے بہترین عمر ہے کیونکہ اس زمانے میں عقل کامل ہو جاتی ہے اور مجھے تو یہ پسند ہے کہ بیس سال سے پہلے لڑکا قرآن پاک حفظ کرے اور فرائض کا علم حاصل کرے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو شخص حدیث کا طالب ہو اس کو چاہیے کہ وہ اس سے پہلے بیس سال تک عبادت گزاری کرے۔ موسیٰ بن اسحاق سے پوچھا گیا کہ آپ ابونعیم سے روایت کیوں نہیں لکھتے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اہل کوفہ اپنی کم سن اولاد کو طلب حدیث کے لیے نہیں نکالتے یہاں تک کہ ان کی عمر بیس سال ہو جائے۔ موسیٰ بن ہارون نے فرمایا کہ اہل بصرہ دس سال کی عمر سے اہل کوفہ بیس سال کی عمر سے اور اہل شام تیس سال کی عمر میں حدیث لکھنا شروع کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

قُلْتُ: وَيَنْبَغِي بَعْدَ أَنْ صَارَ الْمَلْحُوظُ إِبْقَاءُ سِلْسِلَةِ الْإِسْنَادِ أَنْ يُبَكَّرَ بِإِسْمَاعِ الصَّغِيرِ فِي أَوَّلِ زَمَانٍ يَصِحُّ فِيهِ سَمَاعُهُ، وَأَمَّا الِاشْتِغَالُ بِكَتْبَةِ الْحَدِيثِ، وَتَحْصِيلِهِ، وَضَبْطِهِ، وَتَقْيِيدِهِ، فَمِنْ حِينِ يَتَأَهَّلُ لِذَلِكَ وَيَسْتَعِدُّ لَهُ، وَذَلِكَ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْأَشْخَاصِ، وَلَيْسَ يَنْحَصِرُ فِي سِنٍّ مَخْصُوصٍ، كَمَا سَبَقَ ذِكْرُهُ آنِفًا عَنْ قَوْمٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ جب مقصود اسناد کے سلسلے کو باقی رکھنا ہے تو مناسب یہ ہے کہ بچوں کی اس عمر میں روایت کو قابل اسماع قرار دیا جائے جس عمر میں ان کا سماع صحیح ہو اور حدیث کی کتابت کے اندر اور علم حدیث حاصل کرنے اور اس کو مکمل طور پر محفوظ کرنے کے اندر مشغول ہونے کا جہاں تک تعلق ہے تو ان امور کے لیے اتنی عمر درکار ہوگی جس میں ان کا اہل ہو جائے اور اس کے لیے باقاعدہ تیار ہو جائے اور یہ عمر اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہو سکتی ہے اور یہ کسی خاص عمر میں منحصر نہیں ہے جیسا کہ ابھی ابھی گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم

الثَّالِثُ: اخْتَلَفُوا فِي أَوَّلِ زَمَانٍ يَصِحُّ فِيهِ سَمَاعُ الصَّغِيرِ، فَرُوِّينَا عَنْ مُوسَى بْنِ هَارُونَ الْحَمَّالِ - أَحَدِ الْحُفَّاظِ النُّقَّادِ - أَنَّهُ سُئِلَ: مَتَى يَسْمَعُ الصَّبِيُّ الْحَدِيثَ؟ فَقَالَ: " إِذَا فَرَّقَ بَيْنَ الْبَقَرَةِ وَالدَّابَّةِ

"، وَفِي رِوَايَةٍ: "بَيْنَ الْبَقَرَةِ وَالْحِمَارِ".

وَعَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ: "مَتَى يَجُوزُ سَمَاعُ الصَّبِيِّ لِلْحَدِيثِ؟" فَقَالَ: "إِذَا عَقَلَ وَضَبَطَ"، فَذُكِرَ لَهُ عَنْ رَجُلٍ أَنَّهُ قَالَ: "لَا يَجُوزُ سَمَاعُهُ حَتَّى يَكُونَ لَهُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً"، فَأَنْكَرَ قَوْلَهُ وَقَالَ: "بِئْسَ الْقَوْلُ".

**امر ثالث:**

اس بارے میں محدثین کا اختلاف ہے کہ کتنی عمر میں بچے کا حدیث سننا معتبر ہوگا؟ ہم نے اس بارے میں موسیٰ بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کسی ایک محدث اور جرح وتعدیل کے امام سے پوچھا گیا کہ بچہ کتنی عمر میں سماع حدیث کر سکتا ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ جب وہ گائے اور دیگر چوپایوں کے درمیان فرق کر سکے اور ایک روایت میں ان کا یہ جواب بھی منقول ہے کہ جب وہ گائے اور گدھے کے درمیان فرق کر سکے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ ان سے بچوں کے سماع حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا کہ ایک بچہ کتنی عمر میں سماع حدیث کر سکتا ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ جب وہ سمجھ بوجھ رکھنے والا ہو جائے۔ ایک دفعہ ان کے سامنے ذکر کیا گیا ایک آدمی نے یہ کہا ہے کہ بچے کا حدیث کا سماع کرنا جائز نہیں جب تک کہ اس کی عمر پندرہ سال تک نہ پہنچ جائے تو انہوں نے اس کے قول کا انکار کیا اور فرمایا کہ وہ قول قابل مذمت ہے۔

وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَسَدِيُّ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَشِيرِيِّ، عَنِ الْقَاضِي الْحَافِظِ عِيَاضِ بْنِ مُوسَى السَّبْتِيِّ الْيَحْصُبِيِّ قَالَ: "قَدْ حَدَّدَ أَهْلُ الصَّنْعَةِ فِي ذَلِكَ أَنَّ أَقَلَّهُ سِنُّ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ"، وَذَكَرَ رِوَايَةَ الْبُخَارِيِّ فِي صَحِيحِهِ بَعْدَ أَنْ تَرْجَمَ: "مَتَى يَصِحُّ سَمَاعُ الصَّغِيرِ؟" بِإِسْنَادِهِ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ: "عَقَلْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجَّةً مَجَّهَا فِي وَجْهِي وَأَنَا ابْنُ خَمْسِ سِنِينَ مِنْ دَلْوٍ"، وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: أَنَّهُ كَانَ ابْنَ أَرْبَعِ سِنِينَ، (وَاللهُ أَعْلَمُ).

شیخ ابو محمد عبدالرحمن بن عبداللہ الاسدی نے ابی محمد عبداللہ بن محمد الاشیری سے انہوں نے قاضی عیاض بن موسیٰ سبتی یحصبی سے نقل کرتے ہوئے مجھے یہ خبر دی کہ انہوں نے فرمایا اس فن کے ماہرین نے سماع حدیث کے لیے بچپنے کی کم از کم عمر کی تحدید محمود بن ربیع کی عمر سے کی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں یہ باب باندھ کر کہ "کب بچے کا سماع حدیث صحیح ہوتا ہے" اپنی اسناد کے ساتھ محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ذکر کی ہے:

قال عقلت من النبی ﷺ مجة مجها فی وجھی وانا ابن خمس سنین.

ترجمہ: فرمایا: مجھے یاد ہے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈول سے منہ مبارک میں پانی لے کر میرے منہ پر کلی کی تھی اور اس وقت میری عمر پانچ سال تھی اور دوسری روایت میں ہے کہ اس وقت ان کی عمر چار سال تھی۔

قُلْتُ: التَّحْدِيدُ بِخَمْسٍ هُوَ الَّذِي اسْتَقَرَّ عَلَيْهِ عَمَلُ أَهْلِ الْحَدِيثِ الْمُتَأَخِّرِينَ، فَيَكْتُبُونَ لِابْنِ

خَمْسٍ فَصَاعِدًا (سَمِعَ)، وَلِمَنْ لَمْ يَبْلُغْ خَمْسًا (حَضَرَ)، أَوْ (أُحْضِرَ).

وَالَّذِي يَنْبَغِي فِي ذَلِكَ أَنْ تُعْتَبَرَ فِي كُلِّ صَغِيرٍ حَالُهُ عَلَى الْخُصُوصِ، فَإِنْ وَجَدْنَاهُ مُرْتَفِعًا عَنْ حَالِ مَنْ لَا يَعْقِلُ فَهْمًا لِلْخِطَابِ وَرَدًّا لِلْجَوَابِ وَنَحْوَ ذَلِكَ صَحَّحْنَا سَمَاعَهُ، وَإِنْ كَانَ دُونَ خَمْسٍ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ لَمْ نُصَحِّحْ سَمَاعَهُ، وَإِنْ كَانَ ابْنَ خَمْسٍ، بَلِ ابْنَ خَمْسِينَ. وَقَدْ بَلَغَنَا عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيِّ قَالَ: " رَأَيْتُ صَبِيًّا ابْنَ أَرْبَعِ سِنِينَ قَدْ حُمِلَ إِلَى الْمَأْمُونِ قَدْ قَرَأَ الْقُرْآنَ، وَنَظَرَ فِي الرَّأْيِ، غَيْرَ أَنَّهُ إِذَا جَاعَ يَبْكِي ".

میں کہتا ہوں کہ پانچ سال کی تحدید یہ متاخرین محدثین کا مذہب ہے پس یہ حضرات پانچ سال کی عمر میں روایت نقل کرنے والے روای کی روایت لکھتے ہیں اور اس راوی کی بھی روایت لکھتے ہیں جو پانچ سال کی عمر تک نہ پہنچا ہو چاہے وہ خود مجلس حدیث میں حاضر ہوا ہو یا کوئی اور اس کو لے کر گیا ہو۔اس سلسلے میں مناسب یہ ہے کہ عمر کی تحدید کی بجائے ہر بچے کی حالت کا اعتبار کیا جائے پس جس کی حالت اس شخص سے اونچی اور بہتر ہو جو بات سمجھنے اور اس کا جواب دینے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو وغیرہ وغیرہ تو ہم اس کے سماع کو صحیح اور جائز سمجھتے ہیں اگر چہ اس کی عمر پانچ سال سے کم ہو۔اگر بچے کو مذکورہ کیفیت حاصل نہ ہو تو ہم اس کی روایت کو صحیح نہیں قرار دیتے اگر چہ اس کی عمر پانچ سال ہو بلکہ پچاس سال بھی ہو۔

ہمیں ابراہیم بن سعید جوہری سے یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں ایک چار سالہ بچے کو دیکھا جو خلیفہ مامون کے پاس لایا گیا اس بچے نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور وہ سمجھ بوجھ رکھنے والا تھا مگر جب اس کو بھوک لگی تو وہ رونے لگا۔

وَعَنِ الْقَاضِي أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ: " حَفِظْتُ الْقُرْآنَ وَلِي خَمْسُ سِنِينَ، وَحُمِلْتُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ الْمُقْرِئِ لِأَسْمَعَ مِنْهُ وَلِي أَرْبَعُ سِنِينَ، فَقَالَ بَعْضُ الْحَاضِرِينَ: لَا تُسَمِّعُوا لَهُ فِيمَا قُرِئَ، فَإِنَّهُ صَغِيرٌ، فَقَالَ لِي ابْنُ الْمُقْرِئِ: اقْرَأْ سُورَةَ الْكَافِرِينَ، فَقَرَأْتُهَا، فَقَالَ: اقْرَأْ سُورَةَ التَّكْوِيرِ، فَقَرَأْتُهَا، فَقَالَ لِي غَيْرُهُ: اقْرَأْ سُورَةَ الْمُرْسَلَاتِ، فَقَرَأْتُهَا، وَلَمْ أَغْلَطْ فِيهَا. فَقَالَ ابْنُ الْمُقْرِئِ: سَمِّعُوا لَهُ وَالْعُهْدَةُ عَلَيَّ ".

وَأَمَّا حَدِيثُ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ: فَيَدُلُّ عَلَى صِحَّةِ ذَلِكَ مِنَ ابْنِ خَمْسٍ مِثْلِ مَحْمُودٍ، وَلَا يَدُلُّ عَلَى انْتِفَاءِ الصِّحَّةِ فِيمَنْ لَمْ يَكُنِ ابْنَ خَمْسٍ، وَلَا عَلَى الصِّحَّةِ فِيمَنْ كَانَ ابْنَ خَمْسٍ وَلَمْ يُمَيِّزْ تَمْيِيزَ مَحْمُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

قاضی ابو محمد عبداللہ بن محمد اصبہانی سے منقول ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے پانچ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور جس وقت سماع کی غرض سے مجھے ابو بکر ابن مقری کے پاس لے جایا گیا اس وقت میری عمر چار سال تھی بعض حاضرین نے کہا کہ اتنی کم عمری میں جو انہوں نے سماع کیا ہے ان سے سماع نہ کرو تو اس وقت ابن مقری نے مجھے سورہ کافرون سنانے کو کہا میں نے ان کو سورہ

کافرون سنائی پھرانہوں نے مجھے سورہ تکویر سنانے کو کہامیں نے وہ بھی ان کو سنائی پھر حاضرین میں سے کسی اور شخص نے مجھے سورہ مرسلات سنانے کو کہامیں نے وہ بھی سنائی اوراس میں کوئی غلطی نہیں کی تو اس وقت ابن مقری نے فرمایا کہ اس بچے سے سماع کیا کرو میں ہی اس کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ جہاں تک محمود بن لبید کی حدیث کا تعلق ہے تو وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے جو پانچ سالہ بچہ فہم وفراست میں محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کے مثل ہو اس کی روایت صحیح ہوگی، اس روایت میں پانچ سال سے کم عمر کے بچے کی روایت کی عدم صحت کے بارے میں کوئی دلالت نہیں پائی جارہی ہے اور نہ ہی اس روایت میں محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ جیسے فراست نہ رکھنے والے پانچ سالہ بچے کی روایت کی عدم صحت پر کوئی دلالت ہے۔ واللہ اعلم



# بَيَانُ أَقْسَامِ طُرُقِ نَقْلِ الْحَدِيثِ وَتَحَمُّلِهِ وَمَجَامِعُهَا ثَمَانِيَةُ أَقْسَامٍ
# حدیث نقل کرنے اور حدیث سننے کے طریقوں کی قسموں کا بیان

ان کی کل آٹھ قسمیں ہیں:

## الْقِسْمُ الْأَوَّلُ — پہلی قسم

السَّمَاعُ مِنْ لَفْظِ الشَّيْخِ
شیخ کے الفاظ کی سماعت:

وَهُوَ يَنْقَسِمُ إِلَى إِمْلَاءٍ، وَتَحْدِيثٍ مِنْ غَيْرِ إِمْلَاءٍ، وَسَوَاءٌ كَانَ مِنْ حِفْظِهِ أَوْ مِنْ كِتَابِهِ، وَهَذَا الْقِسْمُ أَرْفَعُ الْأَقْسَامِ عِنْدَ الْجَمَاهِيرِ.

وَفِيمَا نَرْوِيهِ عَنِ الْقَاضِي عِيَاضِ بْنِ مُوسَى السَّبْتِيِّ - أَحَدِ الْمُتَأَخِّرِينَ الْمُطَّلِعِينَ - قَوْلُهُ: "لَا خِلَافَ أَنَّهُ يَجُوزُ فِي هَذَا أَنْ يَقُولَ السَّامِعُ مِنْهُ: "حَدَّثَنَا، وَأَخْبَرَنَا، وَأَنْبَأَنَا، وَسَمِعْتُ فُلَانًا يَقُولُ، وَقَالَ لَنَا فُلَانٌ، وَذَكَرَ لَنَا فُلَانٌ".

اس کی دو قسمیں ہیں ایک یہ ہے کہ شیخ شاگرد کو املاء کروائے اور دوسری قسم یہ ہے کہ شیخ بغیر املاء کروائے حدیث بیان کرے چاہے زبانی بیان کرے یا لکھے ہوئے کو دیکھ کر بیان کرے۔ جمہور محدثین کے نزدیک یہ حدیث کی اقسام میں سے سب سے اعلیٰ درجے کی قسم ہے۔ قاضی عیاض جو فن حدیث کے ماہر متاخرین محدثین میں سے ہیں ہم نے ان سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں فرمایا کہ مذکورہ بالا قسم میں سماع کرنے والا بالاتفاق مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کر سکتا ہے۔

(حدثنا وأخبرنا وأنبأنا وسمعت فلانا يقول وقال لنا فلان وذكر لنا فلان)

قُلْتُ: فِي هَذَا نَظَرٌ، وَيَنْبَغِي فِيمَا شَاعَ اسْتِعْمَالُهُ مِنْ هَذِهِ الْأَلْفَاظِ مَخْصُوصًا بِمَا سُمِعَ مِنْ غَيْرِ لَفْظِ الشَّيْخِ - عَلَى مَا نُبَيِّنُهُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى - أَنْ لَا يُطْلَقَ فِيمَا سُمِعَ مِنْ لَفْظِ الشَّيْخِ لِمَا فِيهِ مِنَ الْإِيهَامِ وَالْإِلْبَاسِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ اس قول میں نظر ہے مشہور استعمال کے مطابق ان الفاظ کا استعمال مذکورہ قسم کے علاوہ دیگر صورتوں کے ساتھ خاص ہے ہم ان شاء اللہ اس بات کو عنقریب بیان کریں گے کہ ان الفاظ کا اطلاق شیخ کے سنے ہوئے الفاظ والی صورتوں پر کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں شبہ اور التباس پیدا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

وَذَكَرَ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْخَطِيبُ أَنَّ أَرْفَعَ الْعِبَارَاتِ فِي ذَلِكَ " سَمِعْتُ " ثُمَّ " حَدَّثَنَا وَحَدَّثَنِي "، فَإِنَّهُ لَا يَكَادُ أَحَدٌ يَقُولُ: " سَمِعْتُ " فِي أَحَادِيثِ الْإِجَازَةِ وَالْمُكَاتَبَةِ، وَلَا فِي تَدْلِيسِ مَا لَمْ يَسْمَعْهُ. وَكَانَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُ فِيمَا أُجِيزَ لَهُ " حَدَّثَنَا "، وَرُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: " حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ " وَيَتَأَوَّلُ أَنَّهُ حَدَّثَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ، وَكَانَ الْحَسَنُ إِذْ ذَاكَ بِهَا إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا.

حافظ ابوبکر خطیب نے ذکر کیا ہے کہ قسم اول کے لیے مذکورہ الفاظ میں سے سب سے اعلیٰ قسم کا لفظ سمعت ہے پھر اس کے بعد حدثنا اور حدثنی ہیں کیونکہ اجازت، کتابت والی روایات اور مدلس روایتوں میں ان الفاظ کا استعمال بعید ہے اور بعض اہل علم سے اجازت والی روایات میں بھی ان الفاظ کا استعمال منقول ہے جیسا کہ حضرت حسن بصری رحمہ سے مروی ہے حدثنا ابو هريرة اور وہ اس کی تاویل حدثنا اهل المدینة سے کرتے ہیں۔ حضرت حسن حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایات تو نقل کرتے ہیں مگر حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے ان کا سماع ثابت نہیں ہے۔

قُلْتُ: وَمِنْهُمْ مَنْ أَثْبَتَ لَهُ سَمَاعًا مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: کہ ان میں سے بعض حضرات کا سماع حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

ثُمَّ يَتْلُو ذَلِكَ قَوْلُ: " أَخْبَرَنَا " وَهُوَ كَثِيرٌ فِي الِاسْتِعْمَالِ، حَتَّى أَنَّ جَمَاعَةً مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ كَانُوا لَا يَكَادُونَ يُخْبِرُونَ عَمَّا سَمِعُوهُ مِنْ لَفْظِ مَنْ حَدَّثَهُمْ إِلَّا بِقَوْلِهِمْ: " أَخْبَرَنَا "، مِنْهُمْ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَهُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ، وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَعَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ، وَأَبُو مَسْعُودٍ أَحْمَدُ بْنُ الْفُرَاتِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ الرَّازِيَّانِ، وَغَيْرُهُمْ.

وَذَكَرَ الْخَطِيبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ يَقُولُ: " أَنَا " حَتَّى قَدِمَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ، فَقَالَا لَهُ: قُلْ: " حَدَّثَنَا "، فَكُلُّ مَا سَمِعْتُ مَعَ هَؤُلَاءِ قَالَ: " حَدَّثَنَا " وَمَا كَانَ قَبْلَ ذَلِكَ قَالَ: " أَنَا ".

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْفَوَارِسِ الْحَافِظِ قَالَ: هُشَيْمٌ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ، لَا يَقُولُونَ إِلَّا " أَخْبَرَنَا " فَإِذَا رَأَيْتَ " حَدَّثَنَا " فَهُوَ مِنْ خَطَأِ الْكَاتِبِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

ان الفاظ میں دوسرا درجہ لفظ اخبرنا کا ہے اس کا استعمال بھی بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ اہل علم کا ایک گروہ تو اپنے شیوخ سے سنے ہوئے الفاظ کو تقریباً لفظ اخبرنا کے ساتھ ہی نقل کرتے ہیں ان میں حماد بن سلمۃ، عبد اللہ بن مبارک، ہشیم بن بشیر ،عبید اللہ بن موسیٰ، عبد الرزاق بن ھمام، یزید بن ہارون، عمرو بن عون۔ یحیٰ بن یحیٰ التمیمی، اسحاق بن راہویہ، ابو مسعود احمد بن الفرات اور محمد بن ایوب الرازیان وغیرہ شامل ہیں۔ ابوبکر خطیب نے محمد بن رافع سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا ہے، انہوں نے فرمایا

کہ عبدالرزاق اخبرنا کے ساتھ روایات نقل کرتے تھے یہاں تک کہ امام احمد ابن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ تشریف لائے ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ آپ نے جن روایات کا سماع شیوخ سے کیا ہے ان کو لفظ حدثنا کے ساتھ بیان کیا کریں تو پھر حدثنا کے ساتھ بیان کرنا شروع کیا حالانکہ اس سے پہلے وہ اس قسم کی روایات کو اخبرنا کے ساتھ نقل کیا کرتے تھے۔ حافظ محمد بن ابی الفوارس سے منقول ہے کہ ہشیم، یزید بن ہارون اور عبدالرزاق یہ سب حضرات ہمیشہ لفظ اخبرنا کے ساتھ ہی روایات نقل کرتے ہیں جب آپ ان کی کوئی روایت لفظ اخبرنا کے ساتھ دیکھیں تو سمجھیں کہ یہ کاتب کا سہو ہے۔ واللہ اعلم

قُلْتُ: وَكَانَ هَذَا كُلُّهُ قَبْلَ أَنْ يَشِيعَ تَخْصِيصُ (أَخْبَرَنَا) بِمَا قُرِءَ عَلَى الشَّيْخِ، ثُمَّ يَتْلُو قَوْلَ " أَخْبَرَنَا " قَوْلُ " أَنْبَأَنَا "، وَ " نَبَّأَنَا "، وَهُوَ قَلِيلٌ فِي الِاسْتِعْمَالِ.

میں کہتا ہوں کہ ان حضرات کا شیوخ سے سنے ہوئے الفاظ کو بھی لفظ اخبرنا کے ساتھ نقل کرنا یہ اس وقت تھا جس وقت اس لفظ کا قرات علی الشیخ والی روایتوں کے ساتھ مخصوص ہونے کی شہرت نہیں ہوئی تھی۔ پھر اخبرنا کے بعد انبأنا اور نبأنا کا درجہ ہے لیکن ان دو لفظوں کا استعمال کم ہے۔

قُلْتُ: (حَدَّثَنَا، وَأَخْبَرَنَا) أَرْفَعُ مِنْ (سَمِعْتُ) مِنْ جِهَةٍ أُخْرَى، وَهِيَ أَنَّهُ لَيْسَ فِي (سَمِعْتُ) دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الشَّيْخَ رَوَّاهُ الْحَدِيثَ وَخَاطَبَهُ بِهِ، وَفِي (حَدَّثَنَا، وَأَخْبَرَنَا) دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّهُ خَاطَبَهُ بِهِ وَرَوَّاهُ لَهُ، أَوْ هُوَ مِمَّنْ فَعَلَ بِهِ ذَلِكَ.

میں کہتا ہوں کہ ایک اور جہت سے اخبرنا اور حدثنا کے الفاظ، لفظ سمعت سے اعلیٰ درجہ کے ہیں وہ یہ ہے کہ سمعت کے لفظ میں اس بات پر کوئی دلالت نہیں ہے کہ شیخ نے روایت بیان کرتے ہوئے ناقل کو مخاطب کیا ہو جبکہ اس کے مقابلے میں اخبرنا اور حدثنا میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ شیخ نے حدیث بیان کرتے ہوئے ناقل کو مخاطب کیا ہے اور اسی کے لیے ہی حدیث بیان کی ہے یا ناقل ان لوگوں میں سے ہے جن کی وجہ سے حدیث بیان کی گئی ہے۔

سَأَلَ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ الْحَافِظُ شَيْخَهُ أَبَا بَكْرٍ الْبَرْقَانِيَّ الْفَقِيهَ الْحَافِظَ - رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالَى - عَنِ السِّرِّ فِي كَوْنِهِ يَقُولُ فِيمَا رَوَاهُ لَهُمْ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْجُرْجَانِيِّ الْآبَنْدُونِيِّ " سَمِعْتُ " وَلَا يَقُولُ " حَدَّثَنَا، وَلَا أَخْبَرَنَا " فَذَكَرَ لَهُ: أَنَّ أَبَا الْقَاسِمِ كَانَ مَعَ ثِقَتِهِ وَصَلَاحِهِ عَسِرًا فِي الرِّوَايَةِ، فَكَانَ الْبَرْقَانِيُّ يَجْلِسُ بِحَيْثُ لَا يَرَاهُ أَبُو الْقَاسِمِ، وَلَا يَعْلَمُ بِحُضُورِهِ، فَيَسْمَعُ مِنْهُ مَا يُحَدِّثُ بِهِ الشَّخْصَ الدَّاخِلَ إِلَيْهِ، فَلِذَلِكَ يَقُولُ: " سَمِعْتُ "، وَلَا يَقُولُ: " حَدَّثَنَا، وَلَا أَخْبَرَنَا "، لِأَنَّ قَصْدَهُ كَانَ الرِّوَايَةَ لِلدَّاخِلِ إِلَيْهِ وَحْدَهُ.

حافظ خطیب ابوبکر نے اپنے شیخ حافظ فقیہ ابوبکر باقلانی رحمہما اللہ سے پوچھا کہ اس میں کیا راز اور نکتہ ہے کہ آپ ابوالقاسم عبداللہ بن ابراہیم الجرجانی الآبندونی رحمہ اللہ سے جو روایتیں نقل کرتے ہیں ان کو آپ سمعت کہہ کر نقل کرتے ہیں آپ ان کو نقل کرتے ہوئے

کبھی بھی اخبرنا اور حدثنا کے الفاظ استعمال نہیں کرتے تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ابو القاسم باوجود اس کے کہ حدیث میں ثقہ تھے اور حدیث کے مشکلات کو حل کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے تھے یعنی علم حدیث کے ایک ماہر محدث تھے، لیکن حضرت برقانی ان کی مجلس میں اس طریقے سے حاضر ہوتے تھے کہ حضرت ابو القاسم رحمہ اللہ ان کو نہ دیکھ سکیں اور نہ ہی ان کو آپ کی آمد کا علم ہو سکے اور اس طرح سے وہ ان کی وہ احادیث سن سکے جو وہ حاضرین کے سامنے بیان کرتے تھے اس لیے وہ ان سے سنی ہوئی روایات کو سمعت کے لفظ کے ساتھ نقل کرتے ہیں اور حدثنا اور اخبرنا کے الفاظ استعمال نہیں کرتے کہ ان کی نیت حاضرین کے لیے روایت بیان کرنے کی ہوتی تھی نہ کہ میرے لیے۔

وَأَمَّا قَوْلُهُ " قَالَ لَنَا فُلَانٌ، أَوْ ذَكَرَ لَنَا فُلَانٌ " فَهُوَ مِنْ قَبِيلِ قَوْلِهِ: " حَدَّثَنَا فُلَانٌ " غَيْرَ أَنَّهُ لَائِقٌ بِمَا سَمِعَهُ مِنْهُ فِي الْمُذَاكَرَةِ، وَهُوَ بِهِ أَشْبَهُ مِنْ (حَدَّثَنَا).

وَقَدْ حَكَيْنَا فِي فَصْلِ التَّعْلِيقِ - عَقِيبَ النَّوْعِ الْحَادِيَ عَشَرَ - عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ اسْتِعْمَالَ ذَلِكَ مُعَبِّرِينَ بِهِ عَمَّا جَرَى بَيْنَهُمْ فِي الْمُذَاكَرَاتِ وَالْمُنَاظَرَاتِ.

جہاں تک ان الفاظ: قال لنا فلان أو ذکر لنا فلان: کا تعلق ہے تو یہ الفاظ بھی حدثنا فلان کے قبیل سے ہیں مگر ان کے درمیان فرق یہ ہے کہ مذکورہ بالا الفاظ کا استعمال ان روایات کے لیے زیادہ مناسب ہے جو حدیث کے مذاکرہ اور تکرار کے وقت سنی گئی ہوں اور یہ الفاظ اس موقع کے لیے حدثنا کی بنسبت زیادہ موزوں ہیں۔ ہم نے تعلیق کے عنوان سے جو فصل قائم کی ہے اس میں ہم گیارہویں عیب کی تفصیل میں بہت سے محدثین سے یہ قول نقل کر چکے ہیں کہ جب کوئی مذاکرے اور مناظرے میں سنی ہوئی روایات کو حدثنا کے لفظ کے ساتھ تعبیر کرے تو یہ عیب شمار ہوتا ہے۔

وَأَوْضَعُ الْعِبَارَاتِ فِي ذَلِكَ أَنْ يَقُولَ: "قَالَ فُلَانٌ، أَوْ: ذَكَرَ فُلَانٌ" مِنْ غَيْرِ ذِكْرِ قَوْلِهِ "لِي، وَلَنَا" وَنَحْوَ ذَلِكَ.

وَقَدْ قَدَّمْنَا فِي فَصْلِ الْإِسْنَادِ الْمُعَنْعَنِ أَنَّ ذَلِكَ وَمَا أَشْبَهَهُ مِنَ الْأَلْفَاظِ مَحْمُولٌ عِنْدَهُمْ عَلَى السَّمَاعِ، إِذَا عُرِفَ لِقَاؤُهُ لَهُ وَسَمَاعُهُ مِنْهُ عَلَى الْجُمْلَةِ، لَا سِيَّمَا إِذَا عُرِفَ مِنْ حَالِهِ أَنَّهُ لَا يَقُولُ: " قَالَ فُلَانٌ " إِلَّا فِيمَا سَمِعَهُ مِنْهُ.

وَقَدْ كَانَ حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْوَرُ يَرْوِي عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ كُتُبَهُ، وَيَقُولُ فِيهَا: " قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ " فَحَمَلَهَا النَّاسُ عَنْهُ، وَاحْتَجُّوا بِرِوَايَاتِهِ، وَكَانَ قَدْ عُرِفَ مِنْ حَالِهِ أَنَّهُ لَا يَرْوِي إِلَّا مَا سَمِعَهُ.

وَقَدْ خَصَّصَ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ الْحَافِظُ الْقَوْلَ بِحَمْلِ ذَلِكَ عَلَى السَّمَاعِ بِمَنْ عُرِفَ مِنْ عَادَتِهِ مِثْلُ ذَلِكَ، وَالْمَحْفُوظُ الْمَعْرُوفُ مَا قَدَّمْنَا ذِكْرَهُ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

اس سلسلے میں واضح ترین الفاظ یہ ہیں کہ راوی قال فلان یا ذکر فلان کہے۔ یہ الفاظ یا ان سے ملتے جلتے الفاظ کہ شیخ نے

مجھ سے یا ہم سے یہ روایت بیان کی استعمال نہ کرے۔ ہم اسناد معنعن کی فصل میں یہ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مذکورہ بالا الفاظ یا ان سے ملتے جلتے الفاظ کو محدثین حضرات سماع پر ہی محمول کرتے ہیں بشرطیکہ کہ روای کا شیخ سے من جملہ سماع ثابت ہو خاص طور پر اس وقت جب ایک راوی کے بارے میں مشہور ہو کہ فلاں راوی کہ فلان راوی مذکورہ بالا الفاظ صرف اس وقت استعمال کرتا ہے جب اس نے شیخ سے اس روایت کو خود سنا ہو۔ حجاج بن محمد اعور، ابن جریج کی لکھی ہوئی روایات ان سے نقل کرتے تھے اور لوگ ان سے وہ روایات سنتے تھے اور ان کی روایات سے استدلال بھی کرتے تھے کیونکہ ان کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ وہ مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ صرف ان روایات کو نقل کرتے ہیں جن کا انہوں نے خود سماع کیا ہو۔ خطیب ابو بکر بھی مذکورہ بالا قسم کی روایات کو اس وقت سماع پر محمول کرتے ہیں جب راوی اس عادت اور طریقے کے ساتھ مشہور ہو۔ محفوظ اور مشہور راوی کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم



## الْقِسْمُ الثَّانِي — دوسری قسم

# مِنْ أَقْسَامِ الْأَخْذِ، وَالتَّحَمُّلِ الْقِرَاءَةُ عَلَى الشَّيْخِ
# اخذ وتحمل کی اقسام میں سے دوسری قسم یعنی قرات علی الشیخ

وَأَكْثَرُ الْمُحَدِّثِينَ يُسَمُّونَهَا (عَرْضًا) مِنْ حَيْثُ إِنَّ الْقَارِئَ يَعْرِضُ عَلَى الشَّيْخِ مَا يَقْرَؤُهُ كَمَا يُعْرَضُ الْقُرْآنُ عَلَى الْمُقْرِئِ.

وَسَوَاءٌ كُنْتَ أَنْتَ الْقَارِئَ، أَوْ قَرَأَ غَيْرُكَ وَأَنْتَ تَسْمَعُ، أَوْ قَرَأْتَ مِنْ كِتَابٍ، أَوْ مِنْ حِفْظِكَ، أَوْ كَانَ الشَّيْخُ يَحْفَظُ مَا يُقْرَأُ عَلَيْهِ، أَوْ لَا يَحْفَظُهُ لَكِنْ يُمْسِكُ أَصْلَهُ هُوَ أَوْ ثِقَةٌ غَيْرُهُ.

وَلَا خِلَافَ أَنَّهَا رِوَايَةٌ صَحِيحَةٌ، إِلَّا مَا حُكِيَ عَنْ بَعْضِ مَنْ لَا يُعْتَدُّ بِخِلَافِهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اکثر محدثین حضرات اس قسم کو عرض کہتے ہیں اس لیے کہ اس قسم میں روای جس روایت کو شیخ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہے اس کو اپنے شیخ کے سامنے پیش ہی تو کرتا ہے جیسے قاری کے سامنے قرآن پیش کر کے پڑھا جاتا ہے۔ پھر اس روایت میں عام ہے چاہے راوی اس روایت کو خود شیخ کے سامنے پڑھتا ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور پڑھتا ہو اور راوی اس کو سنتا ہو، چاہے راوی لکھی ہوئی احادیث کو پڑھتا ہو یا زبانی سناتا ہو اور راوی جو روایت سنا رہا ہو چاہے وہ شیخ کو یاد ہو یا یاد نہ ہو لیکن اس روایت کی اصل اور ماخذ پر خود یا ان کے علاوہ کوئی اور ثقہ محدث گرفت رکھتا ہو۔ اس قسم کی روایت بالاتفاق حدیث صحیح میں داخل ہیں مگر بعض حضرات سے جو اس بارے میں اختلاف منقول ہے ان کے اس اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ واللہ اعلم

وَاخْتَلَفُوا فِي أَنَّهَا مِثْلُ السَّمَاعِ مِنْ لَفْظِ الشَّيْخِ فِي الْمَرْتَبَةِ، أَوْ دُونَهُ، أَوْ فَوْقَهُ؟

فَنُقِلَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، وَابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، وَغَيْرِهِمَا تَرْجِيحُ الْقِرَاءَةِ عَلَى الشَّيْخِ عَلَى السَّمَاعِ مِنْ لَفْظِهِ، وَرُوِيَ ذَلِكَ عَنْ مَالِكٍ أَيْضًا.

البتہ اس بارے میں محدثین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا یہ دوسری قسم مرتبے میں پہلی قسم کے ہم پلہ ہے یا اس سے اعلی ہے یا اس ادنی ہے؟ اس اختلاف کی تفصیل یہ ہے کہ اس بارے میں:

امام ابوحنیفہ اور ابن ابی ذئب وغیرہ رحمہم اللہ سے یہ منقول ہے کہ دوسری قسم یعنی قرات علی الشیخ، پہلی قسم سماع من الشیخ سے اعلی اور راجح ہے اور یہی امام مالک رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے۔

وَرُوِيَ عَنْ مَالِكٍ، وَغَيْرِهِ: أَنَّهُمَا سَوَاءٌ، وَقَدْ قِيلَ: إِنَّ التَّسْوِيَةَ بَيْنَهُمَا

مَذْهَبُ مُعْظَمِ عُلَمَاءِ الْحِجَازِ، وَالْكُوفَةِ، وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَصْحَابِهِ، وَأَشْيَاخِهِ مِنْ عُلَمَاءِ الْمَدِينَةِ، وَمَذْهَبُ الْبُخَارِيِّ، وَغَيْرِهِمْ. وَالصَّحِيحُ: تَرْجِيحُ السَّمَاعِ مِنْ لَفْظِ الشَّيْخِ، وَالْحُكْمُ بِأَنَّ الْقِرَاءَةَ عَلَيْهِ مَرْتَبَةٌ ثَانِيَةٌ. وَقَدْ قِيلَ: إِنَّ هَذَا مَذْهَبُ جُمْهُورِ أَهْلِ الْمَشْرِقِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

امام مالک وغیرہ رحمہم اللہ سے یہ بھی مروی ہے کہ یہ دونوں قسمیں ہم پلہ اور برابر ہیں۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ مذہب حجاز اور کوفہ کے کبار علماء کا ہے اور امام مالک، آپ کے تلامذہ، اہل مدینہ میں سے آپ کے شیوخ اور امام بخاری وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

صحیح اور راجح مذہب یہ ہے کہ پہلی قسم یعنی سماع من الشیخ دوسری قسم، قرات علی الشیخ سے اعلیٰ اور راجح ہے اور قرات علی الشیخ کو رتبہ ثانیہ حاصل ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہی مذہب جمہور اہل مشرق کا ہے۔ واللہ اعلم

وَأَمَّا الْعِبَارَةُ عَنْهَا عِنْدَ الرِّوَايَةِ بِهَا فَهِيَ عَلَى مَرَاتِبَ: أَجْوَدُهَا وَأَسْلَمُهَا أَنْ يَقُولَ: (قَرَأْتُ عَلَى فُلَانٍ، أَوْ قُرِئَ عَلَى فُلَانٍ، وَأَنَا أَسْمَعُ، فَأَقَرَّ بِهِ) فَهَذَا سَائِغٌ مِنْ غَيْرِ إِشْكَالٍ.

وَيَتْلُو ذَلِكَ مَا يَجُوزُ مِنَ الْعِبَارَاتِ فِي السَّمَاعِ مِنْ لَفْظِ الشَّيْخِ مُطْلَقَةً، إِذَا أَتَى بِهَا هَاهُنَا مُقَيَّدَةً، بِأَنْ يَقُولَ (حَدَّثَنَا فُلَانٌ قِرَاءَةً عَلَيْهِ، أَوْ: أَخْبَرَنَا قِرَاءَةً عَلَيْهِ) وَنَحْوَ ذَلِكَ.

وَكَذَلِكَ (أَنْشَدَنَا قِرَاءَةً عَلَيْهِ) فِي الشِّعْرِ.

البتہ اس قسم کی روایت کو نقل کرنے کے لیے جو الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں ان کے مختلف درجات ہیں ان میں سے سب سے عمدہ اور محفوظ ترین (قرأت علی فلان. أو قرء علی فلان وأنا أسمع فأقر به) کے الفاظ ہیں۔ اس باب میں ان الفاظ کی شہرت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

اس باب میں الفاظ مذکورہ کے بعد جن الفاظ کا مرتبہ ہے جو ہوتے تو مطلق ہیں لیکن ان کو مقید لایا جاتا ہے کہ راوی یوں کہے (حدثنا فلان قراءة علیه أو: أخبرنا قراءة علیه) وغیرہ وغیرہ۔ اور اسی طرح اشعار کو نقل کرتے ہوئے راوی یوں کہتا ہے (أنشدنا قراءة علیه).

وَأَمَّا إِطْلَاقُ (حَدَّثَنَا، وَأَخْبَرَنَا) فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الشَّيْخِ، فَقَدِ اخْتَلَفُوا فِيهِ عَلَى مَذَاهِبَ:

فَمِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ مَنْ مَنَعَ مِنْهُمَا جَمِيعًا، وَقِيلَ: إِنَّهُ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ، وَيَحْيَى بْنِ يَحْيَى التَّمِيمِيِّ، وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَالنَّسَائِيِّ، وَغَيْرِهِمْ.

وَمِنْهُمْ مَنْ ذَهَبَ إِلَى تَجْوِيزِ ذَلِكَ، وَأَنَّهُ كَالسَّمَاعِ مِنْ لَفْظِ الشَّيْخِ فِي جَوَازِ إِطْلَاقِ (حَدَّثَنَا، وَأَخْبَرَنَا، وَأَنْبَأَنَا). وَقَدْ قِيلَ: إِنَّ هَذَا مَذْهَبُ مُعْظَمِ الْحِجَازِيِّينَ، وَالْكُوفِيِّينَ، وَقَوْلُ الزُّهْرِيِّ، وَمَالِكٍ، وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، فِي آخَرِينَ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْمُتَقَدِّمِينَ، وَهُوَ

مَذْهَبُ الْبُخَارِيِّ صَاحِبِ الصَّحِيحِ فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ.

وَمِنْ هَؤُلَاءِ مَنْ أَجَازَ فِيهَا أَيْضًا أَنْ يَقُولَ (سَمِعْتُ فُلَانًا). وَالْمَذْهَبُ الثَّالِثُ: الْفَرْقُ بَيْنَهُمَا فِي ذَلِكَ، وَالْمَنْعُ مِنْ إِطْلَاقِ (حَدَّثَنَا)، وَتَجْوِيزُ إِطْلَاقِ (أَخْبَرَنَا)، وَهُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ، وَأَصْحَابِهِ، وَهُوَ مَنْقُولٌ عَنْ مُسْلِمٍ صَاحِبِ الصَّحِيحِ، وَجُمْهُورِ أَهْلِ الْمَشْرِقِ.

جہاں تک اس باب میں حدثنا اور اخبرنا کو علی الاطلاق یعنی بلاقید استعمال کرنے کا تعلق ہے تو اس بارے میں محدثین کے مختلف مذاہب ہیں۔ بعض محدثین نے اس باب میں حدثنا اور اخبرنا کے مطلق استعمال کو ناجائز کہا ہے ایک قول کے مطابق یہ عبداللہ بن مبارک، یحیی بن یحیی التمیمی، احمد بن حنبل اور امام النسائی وغیرہم کا مذہب ہے۔ بعض حضرات نے ان دونوں کے مطلق استعمال کو جائز قرار دیا ہے اور ان کے نزدیک یہ ایسے ہے جیسے سماع من الشیخ کے باب میں اخبرنا، حدثنا اور انبأنا کا استعمال علی الاطلاق جائز ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ جمہور اہل حجاز و اہل کوفہ، زہری، مالک، سفیان بن عیینہ اور یحیی بن سعید القطان کا یہی مذہب ہے جو ائمہ متقدمین کے قافلے کے آخری افراد میں سے ہیں اور یہی مذہب امام بخاری صاحب صحیح بخاری رحمہ اللہ کا بھی ہے۔ ان میں سے بعض حضرات نے تو اس باب میں سمعت فلانا کے الفاظ کے استعمال کو بھی جائز قرار دیا ہے۔

تیسرا مذہب یہ ہے کہ ان دونوں الفاظ کے درمیان فرق ہے یعنی حدثنا کا علی الاطلاق استعمال ناجائز اور اخبرنا کا علی الاطلاق استعمال جائز ہے۔ یہ امام شافعی اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ کا مذہب ہے اور صاحب صحیح مسلم اور جمہور اہل مشرق سے بھی یہی منقول ہے۔

وَذَكَرَ صَاحِبُ (كِتَابِ الْإِنْصَافِ) مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ التَّمِيمِيُّ الْجَوْهَرِيُّ الْمِصْرِيُّ: أَنَّ هَذَا مَذْهَبُ الْأَكْثَرِ مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ الَّذِينَ لَا يُحْصِيهِمْ أَحَدٌ، وَأَنَّهُمْ جَعَلُوا (أَخْبَرَنَا) عَلَمًا يَقُومُ مَقَامَ قَوْلِ قَائِلِهِ: " أَنَا قَرَأْتُهُ عَلَيْهِ، لَا أَنَّهُ لَفَظَ بِهِ لِي ". قَالَ: " وَمِمَّنْ كَانَ يَقُولُ بِهِ مِنْ أَهْلِ زَمَانِنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّسَائِيُّ، فِي جَمَاعَةٍ مِثْلِهِ مِنْ مُحَدِّثِينَا ".

صاحب کتاب الانصاف (محمد بن الحسن التمیمی الجوهری المصری) نے ذکر کیا ہے کہ یہ مذہب بے شمار محدثین کا ہے انہوں نے اخبرنا کو علم قرار دیا جو کہ راوی کے ان الفاظ "أنا قرأته عليه لا أنه لفظ به لي" کے قائم مقام ہے۔ صاحب کتاب الانصاف نے فرمایا کہ یہ قول مذکور ہمارے زمانے کے ایک بڑے امام، امام ابو عبدالرحمن نسائی کا ہے اور وہ یہ بات ہمارے بڑے بڑے محدثین کے سامنے کہتے تھے۔

قُلْتُ: وَقَدْ قِيلَ: إِنَّ أَوَّلَ مَنْ أَحْدَثَ الْفَرْقَ بَيْنَ هَذَيْنِ اللَّفْظَيْنِ ابْنُ وَهْبٍ بِمِصْرَ.

وَهَذَا يَدْفَعُهُ أَنَّ ذَلِكَ مَرْوِيٌّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، وَالْأَوْزَاعِيِّ، حَكَاهُ عَنْهُمَا الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ، إِلَّا أَنْ يَعْنِيَ أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ بِمِصْرَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ ان دولفظوں کے درمیان فرق مصر میں سب سے پہلے ابن وہب نے بیان کیا جبکہ یہ فرق ابن جریج اور امام اوزاعی سے بھی منقول ہے جس کو خطیب ابوبکر بغدادی نے ان دونوں حضرات سے نقل کیا ہے اس سے تو بعض حضرات کے قول کی تردید ہوتی ہے مگر ان بعض حضرات کے قول میں یہ توجیہ کی جاسکتی ہے کہ ان کے قول کا مطلب یہ ہے کہ ان الفاظ کے درمیان عملی فرق مصر میں سب سے پہلے ابن وہب نے کیا۔ واللہ اعلم

قُلْتُ: الْفَرْقُ بَيْنَهُمَا صَارَ هُوَ الشَّائِعَ الْغَالِبَ عَلَى أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَالِاحْتِجَاجُ لِذَلِكَ مِنْ حَيْثُ اللُّغَةُ عَنَاءٌ وَتَكَلُّفٌ، وَخَيْرُ مَا يُقَالُ فِيهِ: إِنَّهُ اصْطِلَاحٌ مِنْهُمْ أَرَادُوا بِهِ التَّمْيِيزَ بَيْنَ النَّوْعَيْنِ، ثُمَّ خُصِّصَ النَّوْعُ الْأَوَّلُ بِقَوْلِ "حَدَّثَنَا" لِقُوَّةِ إِشْعَارِهِ بِالنُّطْقِ، وَالْمُشَافَهَةِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ ان دولفظوں کے درمیان فرق محدثین کے ہاں معروف ومشہور ہے اس پر لغت سے استدلال کرنا تکلف سے خالی نہیں ہے۔ اس بارے میں عمدہ قول یہ ہے کہ یہ محدثین کی اصطلاح ہے جس کے ذریعے وہ دونوں قسموں کے درمیان فرق بیان کرتے ہیں پھر پہلی قسم کو حدثنا کے ساتھ خاص کیا گیا کیونکہ وہ تکلم اور مشافہت پر زیادہ دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

وَمِنْ أَحْسَنِ مَا يُحْكَى عَمَّنْ يَذْهَبُ هَذَا الْمَذْهَبَ مَا حَكَاهُ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْبَرْقَانِيُّ، عَنْ أَبِي حَاتِمٍ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ الْهَرَوِيِّ، أَحَدِ رُؤَسَاءِ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِخُرَاسَانَ: أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى بَعْضِ الشُّيُوخِ عَنِ الْفَرَبْرِيِّ صَحِيحَ الْبُخَارِيِّ، وَكَانَ يَقُولُ لَهُ فِي كُلِّ حَدِيثٍ: " حَدَّثَكُمُ الْفَرَبْرِيُّ "، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْكِتَابِ سَمِعَ الشَّيْخَ يَذْكُرُ: أَنَّهُ إِنَّمَا سَمِعَ الْكِتَابَ مِنَ الْفَرَبْرِيِّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ، فَأَعَادَ أَبُو حَاتِمٍ قِرَاءَةَ الْكِتَابِ كُلِّهِ، وَقَالَ لَهُ فِي جَمِيعِهِ: " أَخْبَرَكُمُ الْفَرَبْرِيُّ "، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

اس مذہب والوں کی تائید میں سب سے بہترین وہ حکایت ہے جس کو حافظ ابوبکر برقانی نے ابوحاتم محمد بن یعقوب ہروی سے نقل کیا جو خراسان میں محدثین کے سرخیل رہے ہیں کہ ابوحاتم نے فربری سے نقل کرتے ہوئے صحیح بخاری کی تمام احادیث کی اپنے کسی ایک شیخ کے سامنے قرأت کی اور وہ ہر حدیث کو بیان کرتے ہوئے یہ کہتے تھے حدثکم الفربری۔ جب ابوحاتم تمام کتاب کی قرات سے فارغ ہوئے تو انہوں اپنے شیخ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے یہ کتاب فربری سے سنی ہے اور فربری نے ہی ان کے سامنے اس کتاب کی قرات کی ہے اور اس کے ابوحاتم نے دوبارہ ان کے سامنے اس کتاب کو پڑھا اور ہر حدیث میں یہ کہتے تھے اخبرکم الفربری۔ واللہ اعلم

تَفْرِيعَاتٌ:

الْأَوَّلُ: إِذَا كَانَ أَصْلُ الشَّيْخِ عِنْدَ الْقِرَاءَةِ عَلَيْهِ بِيَدِ غَيْرِهِ، وَهُوَ مَوْثُوقٌ بِهِ مُرَاعٍ لِمَا يُقْرَأُ، أَهْلٌ لِذَلِكَ، فَإِنْ كَانَ الشَّيْخُ يَحْفَظُ مَا يُقْرَأُ عَلَيْهِ فَهُوَ كَمَا لَوْ كَانَ أَصْلُهُ بِيَدِ نَفْسِهِ، بَلْ أَوْلَى لِتَعَاضُدِ ذِهْنَيْ شَخْصَيْنِ عَلَيْهِ. وَإِنْ كَانَ الشَّيْخُ لَا يَحْفَظُ مَا يُقْرَأُ عَلَيْهِ، فَهَذَا مِمَّا اخْتَلَفُوا فِيهِ، فَرَأَى بَعْضُ أَئِمَّةِ الْأُصُولِ أَنَّ

هَذَا سَمَاعٌ غَيْرُ صَحِيحٍ. وَالْمُخْتَارُ أَنَّ ذَلِكَ صَحِيحٌ، وَبِهِ عَمِلَ مُعْظَمُ الشُّيُوخِ، وَأَهْلِ الْحَدِيثِ.
وَإِذَا كَانَ الْأَصْلُ بِيَدِ الْقَارِئِ، وَهُوَ مَوْثُوقٌ بِهِ دِينًا وَمَعْرِفَةً، فَكَذَلِكَ الْحُكْمُ فِيهِ، وَأَوْلَى بِالتَّصْحِيحِ.
وَأَمَّا إِذَا كَانَ أَصْلُهُ بِيَدِ مَنْ لَا يُوثَقُ بِإِمْسَاكِهِ لَهُ، وَلَا يُؤْمَنُ إِهْمَالُهُ لِمَا يُقْرَأُ، فَسَوَاءٌ كَانَ بِيَدِ الْقَارِئِ أَوْ بِيَدِ غَيْرِهِ، فِي أَنَّهُ سَمَاعٌ غَيْرُ مُعْتَدٍّ بِهِ، إِذَا كَانَ الشَّيْخُ غَيْرَ حَافِظٍ لِلْمَقْرُوءِ عَلَيْهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## تفریعات

### پہلی تفریع:

جب کسی شیخ کی لکھی ہوئی اصل روایات کسی اور راوی کے ہاں ہو اور پھر ان روایات کی قرات شیخ کے سامنے کی جائے اس حال میں کہ وہ راوی قابل اعتماد ہو، حدیث پڑھتے وقت سب چیزوں کی رعایت رکھنے والا ہو اور روایت کرنے کی اہلیت بھی رکھتا ہو اور شیخ بھی اچھے حافظے کا مالک ہو جو کچھ ان کے سامنے پڑھا جائے وہ یاد رہتا ہو تو یہ ایسے ہی ہے جیسے وہ روایات خود شیخ کی پاس ہوں بلکہ ایسی روایات اور زیادہ مستند ہوں گی کیونکہ یہ روایات دو قوی الحافظہ راویوں کے واسطے سے منقول ہوں گی۔ اگر صورت مذکورہ میں شیخ ایسا ہو کہ ان کو ان کے سامنے پڑھی گئی روایات یاد نہیں رہتیں تو اس قسم کی روایات کے بارے میں محدثین کا اختلاف ہے بعض اہل اصول کی رائے یہ ہے اس قسم کی روایات کا سماع صحیح نہیں ہے لیکن مذہب مختار یہ ہے کہ اس قسم کا سماع صحیح ہے اور بڑے نامور شیوخ اور محدثین اس پر عمل پیرا ہوئے۔ جس راوی کے پاس شیخ کی اصل روایات ہوں اگر اس کے علم وتقوی پر اعتماد کیا جاتا ہو تو یہ روایات بھی مذکورہ بالا روایات کی طرح ہوں گی اور زیادہ لائق تصحیح ہوں گی۔ اگر شیخ کی اصل روایات رکھنے والا ناقابل بھروسہ شخص ہو اور قرأت حدیث کے وقت میں ضروری امور کی رعایت نہ کرتا ہو تو اس قسم کی روایات کا سماع صحیح نہیں ہوگا چاہے وہ روایات قاری کے پاس ہوں یا غیر قاری کے پاس ہوں بشرطیکہ شیخ بھی ایسا ہو کہ ان کو ان کے سامنے پڑھی گئی روایات یاد نہ رہتی ہو۔

الثَّانِي: إِذَا قَرَأَ الْقَارِئُ عَلَى الشَّيْخِ قَائِلًا: " أَخْبَرَكَ فُلَانٌ، أَوْ قُلْتَ: أَخْبَرَنَا فُلَانٌ "، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ، وَالشَّيْخُ سَاكِتٌ، مُصْغٍ إِلَيْهِ، فَاهِمٌ لِذَلِكَ، غَيْرُ مُنْكِرٍ لَهُ، فَهَذَا كَافٍ فِي ذَلِكَ.
وَاشْتَرَطَ بَعْضُ الظَّاهِرِيَّةِ وَغَيْرُهُمْ إِقْرَارَ الشَّيْخِ نُطْقًا، وَبِهِ قَطَعَ الشَّيْخُ أَبُو إِسْحَاقَ الشِّيرَازِيُّ، وَأَبُو الْفَتْحِ سُلَيْمٌ الرَّازِيُّ، وَأَبُو نَصْرِ بْنُ الصَّبَّاغِ مِنَ الْفُقَهَاءِ الشَّافِعِيِّينَ. قَالَ أَبُو نَصْرٍ: لَيْسَ لَهُ أَنْ يَقُولَ (حَدَّثَنِي)، أَوْ (أَخْبَرَنِي)، وَلَهُ أَنْ يَعْمَلَ بِمَا قُرِئَ عَلَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ رِوَايَتَهُ عَنْهُ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَيْهِ، أَوْ: قُرِئَ عَلَيْهِ، وَهُوَ يَسْمَعُ.

### دوسری تفریع:

جب کوئی قاری شیخ کے سامنے ان الفاظ (أخبرك فلان أو: قلت أخبرنا فلان) یا ان جیسے الفاظ کے ساتھ روایت نقل

کرے اور شیخ اس کو خاموشی اور دھیان سے سنے اور اس پر نکیر نہ کرے تو یہ اس روایت کی صحت کے لیے کافی ہوگا۔ بعض اہل ظواہر نے اس قسم کی روایت کی صحت کے لیے شیخ کے زبانی اقرار کو شرط قرار دیا ہے اور شوافع میں سے شیخ اُبو اِسحاق شیرازی، اُبوالفتح سلیم الرازی اور اُبونصر بن الصباغ نے بھی اسی پر اعتماد کیا ہے۔ ابونصر کہتے ہیں کہ اس قسم کی روایت میں راوی حدثنی اور اخبرنی کے الفاظ تو نہیں کہہ سکتا البتہ وہ روایت کو نقل کرنے کے وقت قرأت علیہ أو : قرء علیہ وھو یسمع کے الفاظ استعمال کرے گا۔

وَفِي حِكَايَةِ بَعْضِ الْمُصَنِّفِينَ لِلْخِلَافِ فِي ذَلِكَ أَنَّ بَعْضَ الظَّاهِرِيَّةِ شَرَطَ إِقْرَارَ الشَّيْخِ عِنْدَ تَمَامِ السَّمَاعِ: بِأَنْ يَقُولَ الْقَارِئُ لِلشَّيْخِ " وَهُوَ كَمَا قَرَأْتُهُ عَلَيْكَ؟ "، فَيَقُولُ: نَعَمْ.

وَالصَّحِيحُ أَنَّ ذَلِكَ غَيْرُ لَازِمٍ، وَأَنَّ سُكُوتَ الشَّيْخِ عَلَى الْوَجْهِ الْمَذْكُورِ نَازِلٌ مَنْزِلَةَ تَصْرِيحِهِ بِتَصْدِيقِ الْقَارِئِ، اكْتِفَاءً بِالْقَرَائِنِ الظَّاهِرَةِ، وَهَذَا مَذْهَبُ الْجَمَاهِيرِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ، وَالْفُقَهَاءِ، وَغَيْرِهِمْ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

بعض مصنفین نے اس میں بعض ظاہریہ کا اختلاف نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک اس قسم کی روایت کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ راوی روایت مکمل کرنے کے بعد شیخ سے یہ کہے گا کہ یہ روایت ایسے ہی ہے جیسے میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اور شیخ اس کے جواب میں نعم کہے تو تب روایت معتبر ہوگی۔ اس باب میں صحیح مذہب یہ ہے کہ اقرارِ شیخ ضروری نہیں ہے بلکہ قرائن پر اکتفا کرتے ہوئے قاری کی تصدیق کے لیے مذکورہ بالا طریقے پر شیخ کا سکوت بھی بمنزلہ اس کے تصدیق کے ہے۔ جمہور فقہاء اور محدثین کا یہی مذہب ہے۔ واللہ اعلم

الثَّالِثُ: فِيمَا نَرْوِيهِ عَنِ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحَافِظِ رَحِمَهُ اللهُ، قَالَ: " الَّذِي أَخْتَارُهُ فِي الرِّوَايَةِ، وَعَهِدْتُ عَلَيْهِ أَكْثَرَ مَشَايِخِي، وَأَئِمَّةَ عَصْرِي: أَنْ يَقُولَ فِي الَّذِي يَأْخُذُهُ مِنَ الْمُحَدِّثِ لَفْظًا، وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ: " حَدَّثَنِي فُلَانٌ "، وَمَا يَأْخُذُهُ مِنَ الْمُحَدِّثِ لَفْظًا، وَمَعَهُ غَيْرُهُ: " حَدَّثَنَا فُلَانٌ "، وَمَا قَرَأَ عَلَى الْمُحَدِّثِ بِنَفْسِهِ: " أَخْبَرَنِي فُلَانٌ "، وَمَا قُرِئَ عَلَى الْمُحَدِّثِ، وَهُوَ حَاضِرٌ: " أَخْبَرَنَا فُلَانٌ ".

وَقَدْ رُوِّينَا نَحْوَ مَا ذَكَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَهْبٍ صَاحِبِ مَالِكٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - وَهُوَ حَسَنٌ رَائِقٌ.

## تیسری تفریع:

یہ تفریع اس بارے میں ہے جو حافظ حاکم ابوعبداللہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ روایت نقل کرنے کے بارے میں میرا، میرے مشائخ اور میرے ہم عصر محدثین کے ہاں مذہب مختار یہ ہے کہ جب کوئی راوی کسی محدث سے روایت لیتا ہے اور شیخ نے ہی وہ روایت اس کے سامنے بیان کی ہو اور راوی کے ساتھ کوئی اور ساتھ نہ ہو تو راوی اس روایت کو بیان کرتے وقت حدثنی کہے گا اور اگر اس صورت میں راوی کے ساتھ سماع کرنے والا کوئی اور بھی ہو تو اس وقت حدیث بیان کرتے وقت حدثنا کے الفاظ کہے گا اور اگر راوی شیخ کے سامنے روایت کی قرات کرتا ہے اس صورت میں اگر وہ اکیلا ہو تو روایت نقل کرتے وقت وہ اخبرنی کے الفاظ کہے گا اور

اگر راوی کے علاوہ کوئی اور حدیث کو پڑھتا ہے اور راوی اس کو سنتا ہے تو اس وقت راوی حدیث کو نقل کرتے وقت اخبرنا کے الفاظ کہے گا۔ امام حاکم کے اس قول کے مثل ہم نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد عبداللہ بن وہب سے بھی روایت کیا ہے اور ان کی روایت بہت ہی خوب اور عمدہ ہے۔

فَإِنْ شَكَّ فِي شَيْءٍ عِنْدَهُ أَنَّهُ مِنْ قَبِيلِ " حَدَّثَنَا، أَوْ أَخْبَرَنَا "، أَوْ مِنْ قَبِيلِ " حَدَّثَنِي، أَوْ أَخْبَرَنِي " لِتَرَدُّدِهِ فِي أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ التَّحَمُّلِ، وَالسَّمَاعِ وَحْدَهُ أَوْ مَعَ غَيْرِهِ، فَيُحْتَمَلُ أَنْ نَقُولَ: لِيَقُلْ " حَدَّثَنِي أَوْ أَخْبَرَنِي "، لِأَنَّ عَدَمَ غَيْرِهِ هُوَ الْأَصْلُ.

وَلَكِنْ ذَكَرَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَدِينِيُّ الْإِمَامُ، عَنْ شَيْخِهِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ الْإِمَامِ، فِيمَا إِذَا شَكَّ أَنَّ الشَّيْخَ قَالَ: " حَدَّثَنِي فُلَانٌ "، أَوْ قَالَ " حَدَّثَنَا فُلَانٌ "، أَنَّهُ يَقُولُ " حَدَّثَنَا ".

وَهَذَا يَقْتَضِي فِيمَا إِذَا شَكَّ فِي سَمَاعِ نَفْسِهِ فِي مِثْلِ ذَلِكَ أَنْ يَقُولَ: " حَدَّثَنَا "، وَهُوَ عِنْدِي يَتَوَجَّهُ بِأَنَّ (حَدَّثَنِي) أَكْمَلُ مَرْتَبَةً، وَ (حَدَّثَنَا) أَنْقَصُ مَرْتَبَةً، فَلْيَقْتَصِرْ إِذَا شَكَّ عَلَى النَّاقِصِ: لِأَنَّ عَدَمَ الزَّائِدِ هُوَ الْأَصْلُ، وَهَذَا لَطِيفٌ. ثُمَّ وَجَدْتُ الْحَافِظَ أَحْمَدَ الْبَيْهَقِيَّ - رَحِمَهُ اللهُ - قَدِ اخْتَارَ بَعْدَ حِكَايَتِهِ قَوْلَ الْقَطَّانِ مَا قَدَّمْتُهُ.

اگر کسی راوی کو اپنی کسی روایت کے بارے میں شک ہو جائے کہ آیا وہ حدثنا کے قبیل سے ہے یا اخبرنا کے قبیل سے اسی طرح اگر اس کو شک ہو جائے کہ میری فلاں روایت حدثنی کے قبیل سے ہے یا اخبرنی کے قبیل سے اور اس شک کی وجہ یہ ہو کہ اس کو اس بات میں شک ہو رہا ہو کہ آیا اس نے یہ روایت اکیلے سنی تھی یا اس کے ساتھ اور کوئی اور بھی موجود تھا یا خود اس نے شیخ کے سامنے وہ روایت قرات کی تھا یا کسی اور نے قرات کی اور اس نے اس کو سنا تھا تو ایسی صورت میں اس قسم کی روایت کو بیان کرتے وقت اس کو حدثنی اور اخبرنی الفاظ کہنے چاہیے کیونکہ وہاں کسی اور کا عدم حضور اصل ہے لیکن امام علی بن عبداللہ المدینی نے اپنے شیخ امام یحییٰ بن سعید القطان سے نقل کیا ہے کہ اگر راوی کو شک ہو کہ اس کے شیخ نے روایت بیان کرتے وقت حدثنی یا حدثنا کے الفاظ کہے تھے تو اس کو روایت نقل کرتے وقت حدثنا کہنا چاہیے۔ تفصیل مذکور کا تقاضا یہ ہے کہ جب راوی کو اپنی سماع کے بارے میں اس طرح کا شک ہو جائے تو اس وقت وہ روایت کرتے وقت حدثنا کے الفاظ کہے گا لیکن مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق حدثنا کے مقابلے میں حدثنی کامل تر ہے اور حدثنا کم تر ہے تو راوی کے شک کی صورت میں کم تر پر اکتفا کرنا چاہیے کیونکہ عدم زیادتی ہی اصل ہے اور یہ ایک باریک نکتہ ہے پھر میں نے دیکھا کہ امام حافظ احمد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سعید قطان کے قول کو ترجیح دی ہے جس کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

ثُمَّ إِنَّ هَذَا التَّفْصِيلَ مِنْ أَصْلِهِ مُسْتَحَبٌّ، وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ، حَكَاهُ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ عَنْ أَهْلِ الْعِلْمِ كَافَّةً، فَجَائِزٌ إِذَا سَمِعَ وَحْدَهُ أَنْ يَقُولَ: " حَدَّثَنَا "، أَوْ نَحْوَهُ، لِجَوَازِ ذَلِكَ لِلْوَاحِدِ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ، وَجَائِزٌ إِذَا سَمِعَ فِي جَمَاعَةٍ أَنْ يَقُولَ: " حَدَّثَنِي "؛ لِأَنَّ الْمُحَدِّثَ حَدَّثَهُ، وَحَدَّثَ غَيْرَهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

پھر یہ ترتیب مذکور دراصل مستحب ہے واجب نہیں ہے اسی کو حافظ خطیب نے بہت سے اہل علم سے نقل کیا ہے۔ پس جب راوی نے اکیلے سماع کیا ہو اس صورت میں بھی اس کے لیے حدثنا کہنا جائز ہے کیونکہ کلام عرب میں واحد کے لیے جمع کے صیغے کا استعمال جائز ہے اسی طرح اگر راوی بہت سے لوگوں کے ساتھ مل کر سماع کرے تو اس کے لیے حدثنی کہنا جائز ہے کیونکہ محدث نے بھی اس کے لیے اور دیگر موجود لوگوں کے لیے بھی بیان کی ہے۔

الرَّابِعُ: رُوِّينَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - أَنَّهُ قَالَ: اتَّبِعْ لَفْظَ الشَّيْخِ فِي قَوْلِهِ: " حَدَّثَنَا، وَحَدَّثَنِي، وَسَمِعْتُ، وَأَخْبَرَنَا "، وَلَا تَعْدُوهُ.

## چوتھی تفریع:

ہم نے امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت کیا انہوں نے طالب حدیث اور راوی حدیث کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ اپنے شیخ کے الفاظ حدثنی، حدثنا، سمعت اور اخبرنا وغیرہ میں ان کی اتباع کریں اور ان کے کہے ہوئے الفاظ سے تجاوز نہ کریں۔

قُلْتُ: لَيْسَ لَكَ فِيمَا تَجِدُهُ فِي الْكُتُبِ الْمُؤَلَّفَةِ مِنْ رِوَايَاتِ مَنْ تَقَدَّمَكَ أَنْ تُبْدِلَ فِي نَفْسِ الْكِتَابِ مَا قِيلَ فِيهِ (أَخْبَرَنَا) بِـ (حَدَّثَنَا)، وَنَحْوُ ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي إِقَامَةِ أَحَدِهِمَا مَقَامَ الْآخَرِ خِلَافٌ وَتَفْصِيلٌ سَبَقَ، لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ مَنْ قَالَ ذَلِكَ مِمَّنْ لَا يَرَى التَّسْوِيَةَ بَيْنَهُمَا. وَلَوْ وَجَدْتَ مِنْ ذَلِكَ إِسْنَادًا عَرَفْتَ مِنْ مَذْهَبِ رِجَالِهِ التَّسْوِيَةَ بَيْنَهُمَا فَإِقَامَتُكَ أَحَدَهُمَا مَقَامَ الْآخَرِ مِنْ بَابِ تَجْوِيزِ الرِّوَايَةِ بِالْمَعْنَى، وَذَلِكَ وَإِنْ كَانَ فِيهِ خِلَافٌ مَعْرُوفٌ فَالَّذِي نَرَاهُ الِامْتِنَاعَ مِنْ إِجْرَاءِ مِثْلِهِ فِي إِبْدَالِ مَا وُضِعَ فِي الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ، وَالْمَجَامِعِ الْمَجْمُوعَةِ، عَلَى مَا سَنَذْكُرُهُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى.

میں کہتا ہوں کہ اگر آپ متقدمین کی کتب احادیث کو بنظر عمیق دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اصل کتاب میں موجود اخبرنا کو حدثنا کے ساتھ اور اسی طرح ایک لفظ کو دوسرے لفظ کے ساتھ تبدیل کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ ان الفاظ کا ایک دوسرے کے قائم مقام ہونے میں اختلاف اور تفصیل ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ جن حضرات نے اس کے عدم جواز کا قول کیا ہے ان کے نزدیک یہ الفاظ یکساں نہ ہو۔ اگر آپ کو اس طرح کی کوئی سند مل جائے جس کے رجال کا ان دونوں لفظوں کے مابین برابری کا مذہب ہونا آپ کو معلوم ہو تو آپ کا ایک لفظ کی جگہ دوسرے کو استعمال کرنا روایت بالمعنی کے جواز کے قبیل سے ہوگا۔ اگرچہ روایت بالمعنی کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں بھی اختلاف ہے پس ہمارے نزدیک تو ان الفاظ کا ایک دوسرے کی جگہ پر اجراء جائز نہیں ہے کہ ایک کتاب اور ایک مجموعہ احادیث میں اس قسم کا تصرف کیا جائے۔ ہم ان شاء اللہ عنقریب اس کی تفصیل ذکر کریں گے۔

وَمَا ذَكَرَهُ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ فِي " كِفَايَتِهِ " مِنْ إِجْرَاءِ ذَلِكَ الْخِلَافِ فِي هَذَا، فَمَحْمُولٌ عِنْدَنَا عَلَى مَا

يَسْمَعُهُ الطَّالِبُ مِنْ لَفْظِ الْمُحَدِّثِ، غَيْرُ مَوْضُوعٍ فِي كِتَابٍ مُؤَلَّفٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

خطیب ابو بکر نے اپنی کتاب کفایہ میں جوان الفاظ کے ایک دوسرے کی جگہ پر واقع ہونے کے بارے میں اس کے بر خلاف ذکر کیا ہے تو وہ اس صورت پر محمول ہے کہ طالب حدیث نے محدث سے الفاظ سماعت کیے ہوں اور وہ الفاظ کسی تصنیف میں مذکور نہ ہو۔ واللہ اعلم

الْخَامِسُ: اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي صِحَّةِ سَمَاعِ مَنْ يَنْسَخُ وَقْتَ الْقِرَاءَةِ، فَوَرَدَ عَنِ الْإِمَامِ إِبْرَاهِيمَ الْحَرْبِيِّ، وَأَبِي أَحْمَدَ بْنِ عَدِيٍّ الْحَافِظِ، وَالْأُسْتَاذِ أَبِي إِسْحَاقَ الْإِسْفَرَائِينِيِّ الْفَقِيهِ الْأُصُولِيِّ، وَغَيْرِهِمْ نَفْيُ ذَلِكَ.

وَرُوِّينَا عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ الصِّبْغِيِّ، أَحَدِ أَئِمَّةِ الشَّافِعِيِّينَ بِخُرَاسَانَ أَنَّهُ سُئِلَ عَمَّنْ يَكْتُبُ فِي السَّمَاعِ؟ فَقَالَ: يَقُولُ: " حَضَرْتُ "، وَلَا يَقُلْ: " حَدَّثَنَا، وَلَا أَخْبَرَنَا ".

وَوَرَدَ عَنْ مُوسَى بْنِ هَارُونَ الْحَمَّالِ تَجْوِيزُ ذَلِكَ. وَعَنْ أَبِي حَاتِمٍ الرَّازِيِّ قَالَ: " كَتَبْتُ عِنْدَ عَارِمٍ وَهُوَ يَقْرَأُ، وَكَتَبْتُ عِنْدَ عَمْرِو بْنِ مَرْزُوقٍ، وَهُوَ يَقْرَأُ ". وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ: أَنَّهُ قُرِئَ عَلَيْهِ، وَهُوَ يَنْسَخُ شَيْئًا آخَرَ غَيْرَ مَا يُقْرَأُ.

وَلَا فَرْقَ بَيْنَ النَّسْخِ مِنَ السَّامِعِ، وَالنَّسْخِ مِنَ الْمُسْمِعِ.

## پانچویں تفریع:

جب کوئی طالب حدیث دورانِ سماعت، حدیث کی کتابت بھی کر رہا ہو تو اس کا سماع معتبر ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں اہل علم، محدثین کے درمیان اختلاف ہے، إمام إبراہیم الحربی، أبی أحمد بن عدی حافظ اور أستاذ أبی إسحاق إسفرائینی فقیہ أصولی وغیرہم سے تو اس کی عدم صحت منقول ہے۔ ہم نے ابو بکر احمد ابن اسحاق صبغی سے نقل کیا ہے کہ انہوں اس بارے میں فرمایا کہ دورانِ سماع، کتابتِ حدیث صحیح ہے لیکن روایت بیان کرتے وقت راوی حضرتُ کہے گا، حدثنا یا اخبرنا نہیں کہے گا۔ موسی بن حارون الحمال سے اس کا جواز منقول ہے۔ ابو حاتم رازی سے منقول ہے کہ انہوں شیخ عارم کے ہاں دوران سماع حدیث، کتابت کی اسی طرح انہوں نے عمرو بن مرزوق کے ہاں بھی دورانِ سماع حدیث، کتابت کی اور عبد اللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ ان کے ہاں طالب علم حدیث سناتے تھے اور وہ کچھ اور لکھنے میں مصروف ہوتے تھے۔ اس باب میں سننے والے اور سنانے والے کی کتابت میں کوئی فرق نہیں ہے یعنی دوران کتابت سننا، سنانا دونوں صحیح ہیں۔

قُلْتُ: وَخَيْرٌ مِنْ هَذَا الْإِطْلَاقِ التَّفْصِيلُ. فَنَقُولُ: لَا يَصِحُّ السَّمَاعُ إِذَا كَانَ النَّسْخُ بِحَيْثُ يَمْتَنِعُ مَعَهُ فَهْمُ النَّاسِخِ لِمَا يُقْرَأُ، حَتَّى يَكُونَ الْوَاصِلُ إِلَى سَمْعِهِ كَأَنَّهُ صَوْتٌ غُفْلٌ.

وَيَصِحُّ إِذَا كَانَ بِحَيْثُ لَا يَمْتَنِعُ مَعَهُ الْفَهْمُ.

میں کہتا ہوں کہ اس اطلاق کی بجائے تفصیل زیادہ بہتر ہے اور ہم اس تفصیل کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اگر لکھنے کی کیفیت یہ ہو وہ لکھنے والے کے لیے اس کے سامنے پڑھی جانے والی حدیث کے سمجھنے سے مانع ہو یعنی وہ لکھنا اس کی ساعتوں تک پہنچنے والی آواز سے اس کو غافل کر دیتا ہو تو اس صورت میں یہ سماع صحیح نہیں ہوگا اور اگر لکھنے کی کیفیت یہ ہو وہ اس کے لیے فہم حدیث سے مانع نہ ہو تو وہ سماع صحیح ہوگا۔

كَمِثْلِ مَا رُوِّينَاهُ عَنِ الْحَافِظِ الْعَالِمِ أَبِي الْحَسَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ: أَنَّهُ حَضَرَ فِي حَدَاثَتِهِ مَجْلِسَ إِسْمَاعِيلَ الصَّفَّارِ، فَجَلَسَ يَنْسَخُ جُزْءًا كَانَ مَعَهُ، وَإِسْمَاعِيلُ يُمْلِي، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ الْحَاضِرِينَ: لَا يَصِحُّ سَمَاعُكَ، وَأَنْتَ تَنْسَخُ، فَقَالَ: فَهْمِي لِلْإِمْلَاءِ خِلَافُ فَهْمِكَ، ثُمَّ قَالَ: تَحْفَظُ كَمْ أَمْلَى الشَّيْخُ مِنْ حَدِيثٍ إِلَى الْآنَ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: أَمْلَى ثَمَانِيَةَ عَشَرَ حَدِيثًا، فَعُدَّتِ الْأَحَادِيثُ فَوُجِدَتْ كَمَا قَالَ. ثُمَّ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: الْحَدِيثُ الْأَوَّلُ مِنْهَا عَنْ فُلَانٍ، عَنْ فُلَانٍ، وَمَتْنُهُ كَذَا. وَالْحَدِيثُ الثَّانِي، عَنْ فُلَانٍ، عَنْ فُلَانٍ، وَمَتْنُهُ كَذَا، وَلَمْ يَزَلْ يَذْكُرُ أَسَانِيدَ الْأَحَادِيثِ، وَمُتُونَهَا عَلَى تَرْتِيبِهَا فِي الْإِمْلَاءِ حَتَّى أَتَى عَلَى آخِرِهَا، فَتَعَجَّبَ النَّاسُ مِنْهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

جیسا کہ ہم نے حافظ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ شیخ اسماعیل الصفار کی مجلس حدیث میں حاضر ہوئے اور وہاں بیٹھ کر کچھ لکھنے میں مصروف ہو گئے اور شیخ اسماعیل اپنے شاگردوں کو احادیث لکھواتے رہے تو شیخ کے کسی شاگرد نے ان سے کہا کہ آپ کا اس طریقے سے احادیث کی سماعت کرنا صحیح نہیں ہے تو امام دار قطنی فرمانے لگے کہ املاء کی طرف میری اتنی توجہ نہیں ہوتی جتنی آپ لوگوں کی ہوتی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ شیخ صاحب نے اب تک کتنی احادیث لکھوائی ہیں؟ تو وہ کہنے لگے کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ شیخ صاحب اب تک اٹھارہ احادیث لکھوائی ہیں۔ شیخ صاحب کے وہ شاگرد کہتے ہیں کہ جب میں نے وہ شمار کیں تو وہ واقعی اٹھارہ تھیں۔ پھر امام دار قطنی نے فرمایا کہ شیخ جو پہلی حدیث لکھوائی تھی اس کی سند میں فلاں، فلاں راوی تھے اور اس کی متن یوں تھی، انہوں نے جو دوسری حدیث لکھوائی تھی اس کی سند میں فلاں، فلاں راوی تھے اور اس کی سند یوں تھی اسی طرح انہوں نے اول سے آخر تک تمام احادیث کی اسناد اور متون کو اس ترتیب کے مطابق ذکر کیا جس ترتیب کے مطابق شیخ صاحب نے لکھوائی تھیں تو تمام حاضرین مجلس آپ کے اس بے مثال حافظے پر حیران اور ششدر رہ گئے۔ واللہ اعلم

السَّادِسُ: مَا ذَكَرْنَاهُ فِي النَّسْخِ مِنَ التَّفْصِيلِ يَجْرِي مِثْلُهُ فِيمَا إِذَا كَانَ الشَّيْخُ، أَوِ السَّامِعُ يَتَحَدَّثُ، أَوْ كَانَ الْقَارِئُ خَفِيفَ الْقِرَاءَةِ يُفْرِطُ فِي الْإِسْرَاعِ. أَوْ كَانَ يُهَيْنِمُ بِحَيْثُ يُخْفِي بَعْضَ الْكَلِمِ، أَوْ كَانَ السَّامِعُ بَعِيدًا عَنِ الْقَارِئِ، وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ.

ثُمَّ الظَّاهِرُ أَنَّهُ يُعْفَى فِي كُلِّ ذَلِكَ عَنِ الْقَدْرِ الْيَسِيرِ نَحْوِ الْكَلِمَةِ وَالْكَلِمَتَيْنِ.

وَيُسْتَحَبُّ لِلشَّيْخِ أَنْ يُجِيزَ لِجَمِيعِ السَّامِعِينَ رِوَايَةَ جَمِيعِ الْجُزْءِ، أَوِ الْكِتَابِ الَّذِي سَمِعُوهُ، وَإِنْ جَرَى

عَلَى كُلِّهِ اسْمُ السَّمَاعِ. وَإِذَا بَذَلَ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ خَطَّهُ بِذَلِكَ كَتَبَ لَهُ: سَمِعَ مِنِّي هَذَا الْكِتَابَ، وَأَجَزْتُ لَهُ رِوَايَتَهُ عَنِّي، أَوْ نَحْوَ هَذَا، كَمَا كَانَ بَعْضُ الشُّيُوخِ يَفْعَلُ.

چھٹی تفریع:

جو تفصیل ہم نے دورانِ سماعت کتابتِ حدیث کے بارے میں لکھ دی ہے یہ تفصیل اس صورت میں بھی جاری ہوگی جب شیخ اور طالب حدیث دونوں بیک وقت حدیث کی قرأت کرتے ہوں اور اس صورت میں بھی جب قاری کی آواز ہلکی ہو اور حدیث پڑھنے میں جلد بازی کرتا ہو یا قاری بعض کلمات کو پوشیدہ رکھتا ہو یا سامع، قاری سے فاصلے پر ہو یا اس جیسی کوئی اور صورت ہو پھر بظاہر توان صورتوں میں معمولی لغزش جیسے ایک کلمہ یا دو کلموں سے درگزر کیا جائے گا۔ شیخ کے لیے مستحب یہ ہے تمام سامعین کو پوری ایک جلد یا پوری کتاب کی اجازت دیں جس کی انہوں نے سماعت کی ہو اگرچہ ان تمام احادیث پر سماع کا اطلاق بھی کیا جا سکتا ہے اور جب ان میں سے کسی کے لیے تحریری سند لکھ کر دیں گے تو اس میں یوں لکھیں گے کہ انہوں نے مجھ سے یہ کتاب سنی ہے اور میں نے ان کو اس کی روایت کرنے کی اجازت دی ہے یا اس کے مثل اور الفاظ جیسا کہ ہمارے بعض شیوخ کرتے تھے۔

وَفِيمَا نَرْوِيهِ عَنِ الْفَقِيهِ أَبِي مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ بْنِ عَتَّابٍ الْفَقِيهِ الْأَنْدَلُسِيِّ، عَنْ أَبِيهِ رَحِمَهُمَا اللهُ أَنَّهُ قَالَ: لَا غِنَى فِي السَّمَاعِ عَنِ الْإِجَازَةِ ; لِأَنَّهُ قَدْ يَغْلَطُ الْقَارِئُ، وَيَغْفُلُ الشَّيْخُ، أَوْ يَغْلَطُ الشَّيْخُ إِنْ كَانَ الْقَارِئَ، وَيَغْفُلُ السَّامِعُ، فَيَنْجَبِرُ لَهُ مَا فَاتَهُ بِالْإِجَازَةِ.

هَذَا الَّذِي ذَكَرْنَاهُ تَحْقِيقٌ حَسَنٌ.

ہم نے جو امام اَبو محمد بن اَبی عبداللہ بن عتاب فقیہ اُندلسی سے جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو انہوں اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے کہ سماع حدیث کی صورت میں اجازتِ حدیث سے استغناء نہیں بھرتا جا سکتا اس لیے کہ بعض اوقات قاری سے غلطی ہو جاتی ہے اور شیخ کی توجہ اس غلطی کی طرف نہیں ہوتی اور اسی طرح اگر شیخ قرات کر رہا ہو پھر اس دوران ان سے خطا ہو جاتی ہے اور سامع کا اس کی طرف دھیان نہیں جاتا تو اس طرح سماع میں ہونے والی غلطی کا ازالہ اجازت کے ذریعے ہو جائے گا۔ ہم نے جو یہ تحقیق ذکر کی ہے یہ بہت عمدہ ہے۔

وَقَدْ رُوِّينَا عَنْ صَالِحِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي: الشَّيْخُ يُدْغِمُ الْحَرْفَ يُعْرَفُ أَنَّهُ كَذَا وَكَذَا، وَلَا يُفْهَمُ عَنْهُ، تَرَى أَنْ يُرْوَى ذَلِكَ عَنْهُ؟ قَالَ: أَرْجُو أَنْ لَا يَضِيقَ هَذَا.

وَبَلَغَنَا عَنْ خَلَفِ بْنِ سَالِمٍ الْمُخَرِّمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ: "نَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ" يُرِيدُ "حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ"، لَكِنِ اقْتَصَرَ مِنْ "حَدَّثَنَا" عَلَى "النُّونِ وَالْأَلِفِ" فَإِذَا قِيلَ لَهُ قُلْ: "حَدَّثَنَا عَمْرٌو"، قَالَ: لَا أَقُولُ ; لِأَنِّي لَمْ أَسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ: "حَدَّثَنَا" ثَلَاثَةَ أَحْرُفٍ، وَهِيَ "حَدَّثَ" لِكَثْرَةِ الزِّحَامِ.

ہم نے صالح بن احمد بن حنبل رحمہما اللہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد گرامی سے عرض کی کہ ایک شیخ روایت بیان کرتے وقت حروف کو ملاتا ہے وہ خود حدیث کی اصل کو سمجھتا ہے لیکن اس کی اصل دوسروں کو سمجھ میں نہیں آتی تو آپ کی کیا رائے ہے آیا ان سے اس طرح کی روایت نقل کی جائے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں تنگی اور سختی نہ کی جائے۔ ہمیں خلف بن سالم مخرمی سے یہ روایت پہنچی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابن عیینہ کو یہ روایت کرتے ہوئے سنا (نا عمرو بن دینار) اور اس سے ان کی مراد (حدثنا عمرو بن دینار) کی عبارت تھی لیکن انہوں نے حدثنا کی بجائے صرف الف اور نون پر اکتفاء کیا۔ جب ان سے کہا گیا کہ آپ پورا کلمہ حدثنا کہیں تو فرمانے لگے کہ میں پورا لفظ نہیں کہوں گا کیونکہ رش کی وجہ سے میں نے اپنے شیخ سے تین حروف یعنی حدث کو نہیں سنا۔

قُلْتُ: قَدْ كَانَ كَثِيرٌ مِنْ أَكَابِرِ الْمُحَدِّثِينَ يَعْظُمُ الْجَمْعُ فِي مَجَالِسِهِمْ جِدًّا، حَتَّى رُبَّمَا بَلَغَ أُلُوفًا مُؤَلَّفَةً، وَيُبَلِّغُهُمْ عَنْهُمُ الْمُسْتَمْلُونَ، فَيَكْتُبُونَ عَنْهُمْ بِوَاسِطَةِ تَبْلِيغِ الْمُسْتَمْلِينَ، فَأَجَازَ غَيْرُ وَاحِدٍ لَهُمْ رِوَايَةَ ذَلِكَ عَنِ الْمُمْلِي.

رُوِّينَا عَنِ الْأَعْمَشِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَجْلِسُ إِلَى إِبْرَاهِيمَ، فَتَتَّسِعُ الْحَلْقَةُ، فَرُبَّمَا يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ فَلَا يَسْمَعُهُ مَنْ تَنَحَّى عَنْهُ، فَيَسْأَلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا عَمَّا قَالَ، ثُمَّ يَرْوُونَهُ، وَمَا سَمِعُوهُ مِنْهُ.

وَعَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّهُ سَأَلَهُ رَجُلٌ فِي مِثْلِ ذَلِكَ، فَقَالَ: يَا أَبَا إِسْمَاعِيلَ، كَيْفَ قُلْتَ؟ فَقَالَ: اسْتَفْهِمْ مَنْ يَلِيكَ.

وَعَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ: أَنَّ أَبَا مُسْلِمٍ الْمُسْتَمْلِيَ قَالَ لَهُ: إِنَّ النَّاسَ كَثِيرٌ لَا يَسْمَعُونَ، قَالَ أَلَا تَسْمَعُ أَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَسْمِعْهُمْ.

وَأَبَى آخَرُونَ ذَلِكَ.

رُوِّينَا عَنْ خَلَفِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَشَرَةَ آلَافٍ، أَوْ نَحْوَهَا، فَكُنْتُ أَسْتَفْهِمُ جَلِيسِي، فَقُلْتُ لِزَائِدَةَ؟ فَقَالَ لِي: لَا تُحَدِّثْ مِنْهَا إِلَّا بِمَا تَحْفَظُ بِقَلْبِكَ، وَسَمِعَ أُذُنُكَ، قَالَ: فَأَلْقَيْتُهَا.

وَعَنْ أَبِي نُعَيْمٍ: أَنَّهُ كَانَ يَرَى فِيمَا سَقَطَ عَنْهُ مِنَ الْحَرْفِ الْوَاحِدِ، وَالِاسْمِ مِمَّا سَمِعَهُ مِنْ سُفْيَانَ وَالْأَعْمَشِ، وَاسْتَفْهَمَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ: أَنْ يَرْوِيَهُ عَنْ أَصْحَابِهِ، لَا يَرَى غَيْرَ ذَلِكَ وَاسِعًا لَهُ.

میں کہتا ہوں کہ بہت سے اکابر محدثین کے ہاں احادیث سننے کے لیے لوگوں کا جم غفیر اکٹھا ہوتا تھا یہاں تک کہ ہزار ہا تک ان کی تعداد پہنچ جاتی تھی۔ قریب میں لکھنے کے خواہش مند طالب علم ان سے لکھوا لیتے تھے اور پھر ان کے واسطے سے دور کے لوگ ان کاتبین سے احادیث لکھتے تھے تو بہت سے اکابر محدثین نے لکھوانے والوں سے بھی احادیث کی روایت کرنے کو جائز کہا۔ ہم نے

اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے ان کا حلقہ درس وسیع ہوتا تھا۔ بسا اوقات وہ حدیث بیان کرتے تھے اور جو لوگ دور ہوتے تھے ان تک آواز نہیں پہنچتی تھی تو وہ قریب والوں سے پوچھتے تھے اور انہی سے سن کر وہ روایت آگے نقل کرتے تھے حالانکہ انہوں نے وہ روایت سنی نہیں ہوتی تھی۔ حماد بن سلمہ سے مروی ہے کہ ان سے کسی شخص نے اس بارے میں پوچھا کہ اگر کوئی ایسی صورت درپیش ہو جائے تو اس وقت میں کیا کہوں گا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ اس شخص سے پوچھیں گے جو آپ کے قریب ہو۔ ابن عیینہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابومسلم سے کہا کہ درس حدیث کے وقت لوگوں کا بڑا مجمع ہوتا ہے سب لوگ آپ کی آواز نہیں سن سکتے تو انہوں نے فرمایا کیا آپ کو آواز سنائی دیتی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی کہ ہاں میں تو سن لیتا ہوں تو فرمایا کہ تو آپ سنی ہوئی احادیث ان کو سنایا کریں۔

اس کے برخلاف دوسرے محدثین نے اس مذکورہ بالا موقف کو تسلیم نہیں کیا۔ ہم نے خلف بن تمیم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں سفیان ثوری رحمہ اللہ سے دس ہزار کے قریب احادیث سنیں ہیں وہ اس طرح کہ میں ان کو اپنے قریبی ہم مجلس سے پوچھا کرتا تھا تو میں نے ان احادیث کے متعلق حضرت زائدہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ صرف ان احادیث کو بیان کیا کریں جن کو آپ کے دل و دماغ نے محفوظ کیا ہے اور جن کو آپ کی کانوں نے سنا ہے۔ خلف بن تمیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے بعد ان کو احادیث کو آگے بیان کرنا ترک کر دیا اور ابونعیم سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے شیوخ سفیان ثوری اور اعمش سے جو احادیث سنیں اور ان میں سے ان سے کوئی حرف یا کوئی اسم رہ جاتا تو میں وہ اپنے ساتھیوں سے پوچھ لیا کرتا تھا اور ان احادیث کو آگے اپنے شاگردوں سے بیان کرتا تھا ان کے علاوہ کسی اور نے اس کی گنجائش نہیں رکھی۔

قُلْتُ: الْأَوَّلُ تَسَاهُلٌ بَعِيدٌ. وَقَدْ رُوِينَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ بْنِ مَنْدَهْ الْحَافِظِ الْأَصْبَهَانِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِوَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِهِ: يَا فُلَانُ، يَكْفِيكَ مِنَ السَّمَاعِ شَمُّهُ. وَهَذَا إِمَّا مُتَأَوَّلٌ، أَوْ مَتْرُوكٌ عَلَى قَائِلِهِ.

ثُمَّ وَجَدْتُ عَنْ عَبْدِ الْغَنِيِّ بْنِ سَعِيدٍ الْحَافِظِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَافِظِ بِإِسْنَادِهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ أَنَّهُ قَالَ: يَا فُلَانُ، يَكْفِيكَ مِنَ الْحَدِيثِ شَمُّهُ. قَالَ عَبْدُ الْغَنِيِّ: قَالَ لَنَا حَمْزَةُ: يَعْنِي إِذَا سُئِلَ عَنْ أَوَّلِ شَيْءٍ عَرَفَهُ، وَلَيْسَ يَعْنِي التَّسْهِيلَ فِي السَّمَاعِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ ان مذکورہ بالا دو اقوال میں سے پہلے قول کو تو تساہل پر مبنی قرار دینا بعید ہے ہم نے حافظ ابوعبداللہ بن مندہ اصبہانی سے نقل کیا کہ انہوں اپنے کسی شاگرد سے فرمایا کہ آپ کے لیے کسی روایت کا کچھ حصہ سماعت کرنا کافی ہے۔ ان کے اس قول میں یا تو تاویل کی جائے گی یا یہ متروک ہوگا پھر میں نے حافظ عبدالغنی کی روایت دیکھی جو انہوں نے حافظ حمزہ بن محمد سے اور انہوں نے اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمن بن مہدی سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ آپ کے لیے حدیث کے کچھ حصے کی سماعت کافی ہے۔ عبدالغنی کہتے ہیں کہ پھر حمزہ نے ہم سے فرمایا: یہ اس وقت ہے جب سوال کیے جانے والے سے ابتدائی حصے کے بارے میں پوچھا جائے جو اس نے حاصل کر لیا، اور (اصل تو یہ ہے کہ) سماع میں تسہیل نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم

السَّابِعُ: يَصِحُّ السَّمَاعُ مِمَّنْ هُوَ وَرَاءَ حِجَابٍ، إِذَا عَرَفَ صَوْتَهُ، فِيمَا إِذَا حَدَّثَ بِلَفْظِهِ، وَإِذَا عَرَفَ حُضُورَهُ بِمَسْمَعٍ مِنْهُ فِيمَا إِذَا قُرِئَ عَلَيْهِ. وَيَنْبَغِي أَنْ يَجُوزَ الِاعْتِمَادُ فِي مَعْرِفَةِ صَوْتِهِ وَحُضُورِهِ عَلَى خَبَرِ مَنْ يُوثَقُ بِهِ. وَقَدْ... كَانُوا يَسْمَعُونَ مِنْ عَائِشَةَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهَا - وَغَيْرِهَا مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ...، وَيَرْوُونَهُ عَنْهُنَّ اعْتِمَادًا عَلَى الصَّوْتِ. وَاحْتَجَّ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ سَعِيدٍ الْحَافِظُ فِي ذَلِكَ بِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ، فَكُلُوا، وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ". وَرَوَى بِإِسْنَادِهِ عَنْ شُعْبَةَ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا حَدَّثَكَ الْمُحَدِّثُ فَلَمْ تَرَ وَجْهَهُ فَلَا تَرْوِ عَنْهُ، فَلَعَلَّهُ شَيْطَانٌ قَدْ تَصَوَّرَ فِي صُورَتِهِ يَقُولُ: "حَدَّثَنَا، وَأَخْبَرَنَا"، وَاللهُ أَعْلَمُ.

ساتویں تفریع:

پردے کے پیچھے سے بھی حدیث کا سماع صحیح ہے جب سامع شیخ کی آواز سنے یعنی ان کو آواز سے پہچانے بھی۔ اس سے مراد وہ صورت ہے جس میں محدث روایت بیان کر رہا ہو اور اگر طالب علم روایت پڑھ رہا ہو تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ شیخ کا پس پردہ موجود ہونا یقینی ہو۔ پس پردہ شیخ کی آواز کو پہچاننے اور ان کے موجود ہونے کے سلسلے میں مناسب یہ ہے کہ کسی قابل اعتماد شخص پر بھروسہ کیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضرت عائشہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی آوازوں پر اعتماد کرتے ہوئے ان سے پس پردہ روایات سنتے تھے اور ان سے روایات نقل بھی کرتے تھے حافظ عبدالغنی نے اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے استدلال کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اے روزہ دارو! (حضرت) بلال (رضی اللہ عنہ) رات (صبح صادق داخل ہونے سے پہلے) کے وقت میں اذان دیتے ہیں پس اس اذان کے بعد بھی کھایا پیا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم (رضی اللہ عنہ) اذان دے۔

حضرت شعبہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب کوئی محدث آپ کے لیے روایت بیان کریں اور آپ کو ان کا چہرہ نظر نہ آئے تو آپ ان کی روایت آگے بیان نہ کریں کیونکہ ہو سکتا ہے وہ شیطان ہو اور وہ کسی محدث کی صورت میں ظاہر ہوا ہو اور اخبرنا اور حدثنا کہہ کر روایت گھڑتا ہو۔ واللہ اعلم

الثَّامِنُ: مَنْ سَمِعَ مِنْ شَيْخٍ حَدِيثًا، ثُمَّ قَالَ لَهُ: لَا تَرْوِهِ عَنِّي، أَوْ: لَا آذَنُ لَكَ فِي رِوَايَتِهِ عَنِّي، أَوْ قَالَ: لَسْتُ أُخْبِرُكَ بِهِ، أَوْ: رَجَعْتُ عَنْ إِخْبَارِي إِيَّاكَ بِهِ، فَلَا تَرْوِهِ عَنِّي، غَيْرَ مُسْنِدٍ ذَلِكَ إِلَى أَنَّهُ أَخْطَأَ فِيهِ، أَوْ شَكَّ فِيهِ، وَنَحْوَ ذَلِكَ، بَلْ مَنَعَهُ مِنْ رِوَايَتِهِ عَنْهُ مَعَ جَزْمِهِ بِأَنَّهُ حَدِيثُهُ وَرِوَايَتُهُ، فَذَلِكَ غَيْرُ مُبْطِلٍ لِسَمَاعِهِ، وَلَا مَانِعَ لَهُ مِنْ رِوَايَتِهِ عَنْهُ.

وَسَأَلَ الْحَافِظُ أَبُو سَعِيدِ بْنُ عَلِيَّكَ النَّيْسَابُورِيُّ الْأُسْتَاذَ أَبَا إِسْحَاقَ الْإِسْفَرَائِينِيَّ رَحِمَهُمَا اللهُ، عَنْ مُحَدِّثٍ خَصَّ بِالسَّمَاعِ قَوْمًا، فَجَاءَ غَيْرُهُمْ، وَسَمِعَ مِنْهُ مِنْ غَيْرِ عِلْمِ الْمُحَدِّثِ بِهِ، هَلْ يَجُوزُ لَهُ رِوَايَةُ ذَلِكَ عَنْهُ؟ فَأَجَابَ: بِأَنَّهُ يَجُوزُ، وَلَوْ قَالَ الْمُحَدِّثُ: إِنِّي أُخْبِرُكُمْ، وَلَا أُخْبِرُ فُلَانًا، لَمْ يَضُرَّهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## آٹھویں تفریع:

جب ایک راوی نے کسی شیخ سے کوئی روایت سنی اور اس کے بعد انہوں نے اس سے فرمایا کہ یہ روایت مجھ سے نقل کر کے آگے نہ بیان کیا کرو یا میں آپ کو اس روایت کو آگے بیان کرنے کی اجازت نہیں دیتا یا یہ فرمایا کہ میں نے یہ حدیث آپ کے سامنے بیان نہیں کی ہے یا میں نے جو آپ کے سامنے یہ حدیث بیان کی تھی میں اس سے رجوع کرتا ہوں اس حال میں کہ وہ اپنے ان اقوال کی نسبت خطا یا شک وغیرہ کی طرف نہیں کرتا بلکہ ان کو اس روایت کے متعلق یقین ہوتا ہے کہ وہ ان ہی کی روایت اور حدیث ہے تو اس طرح سے سامع کا سماع باطل نہیں ہوگا اور نہ ہی شیخ کے یہ اقوال ان کے لیے اس روایت کو آگے بیان کرنے سے مانع ہونگے۔ حافظ ابوسعید نیشاپوری نے استاذ ابواسحاق اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اگر کوئی محدث سماع حدیث کی مجلس کو کسی ایک قوم کے لیے خاص کرتے ہیں پھر ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس مجلس میں آجاتے ہیں اور محدث کو پتہ چلے بغیر حدیث کا سماع کر لیتے ہیں تو آیا ان کے لیے اس حدیث کو روایت کرنا جائز ہوگا تو انہوں نے فرمایا کہ ان کے اس حدیث کو روایت کرنا جائز ہوگا اور اگر محدث یہ بھی کہے کہ میں نے یہ روایت تمہارے لیے بیان کی ہے اور فلاں کے لیے بیان نہیں کی تو اس سے بھی فرق نہیں پڑے گا۔ واللہ اعلم



## الْقِسْمُ الثَّالِثُ

## مِنْ أَقْسَامِ طُرُقِ نَقْلِ الْحَدِيثِ وَتَحَمُّلِهِ

## الْإِجَازَةُ

# حدیث کے تحمل اور نقلِ حدیث کے طرق میں سے تیسری قسم

## الاجازۃ

وَهِيَ مُتَنَوِّعَةٌ أَنْوَاعًا:

أَوَّلُهَا: أَنْ يُجِيزَ لِمُعَيَّنٍ فِي مُعَيَّنٍ، مِثْلَ أَنْ يَقُولَ: "أَجَزْتُ لَكَ الْكِتَابَ الْفُلَانِيَّ، أَوْ: مَا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ فَهْرَسَتِي هَذِهِ"، فَهَذَا عَلَى أَنْوَاعِ الْإِجَازَةِ الْمُجَرَّدَةِ عَنِ الْمُنَاوَلَةِ. وَزَعَمَ بَعْضُهُمْ أَنَّهُ لَا خِلَافَ فِي جَوَازِهَا، وَلَا خَالَفَ فِيهَا أَهْلُ الظَّاهِرِ، وَإِنَّمَا خِلَافُهُمْ فِي غَيْرِ هَذَا النَّوْعِ. وَزَادَ الْقَاضِي أَبُو الْوَلِيدِ الْبَاجِيُّ الْمَالِكِيُّ فَأَطْلَقَ نَفْيَ الْخِلَافِ، وَقَالَ: "لَا خِلَافَ فِي جَوَازِ الرِّوَايَةِ بِالْإِجَازَةِ مِنْ سَلَفِ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَخَلَفِهَا"، وَادَّعَى الْإِجْمَاعَ مِنْ غَيْرِ تَفْصِيلٍ، وَحَكَى الْخِلَافَ فِي الْعَمَلِ بِهَا، (وَاللهُ أَعْلَمُ).

اجازت حدیث کی مختلف قسمیں ہیں۔

**پہلی قسم:**

یہ ہے کہ جب محدث کسی معین فرد کو معین اجازت دے جیسے یوں کہے کہ میں نے آپ کو فلاں کتاب کی اجازت دے دی یا میں نے آپ کو ان احادیث کی اجازت دے دی جن کو میری یہ فہرست شامل ہے اس سے وہ اجازت مراد ہوگی جو مناولہ سے خالی ہو۔ بعض حضرات کا خیال یہ ہے اس قسم کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور نہ ہی اس میں اہل ظواہر کا کوئی اختلاف ہے بلکہ ان کا اختلاف اس قسم کے علاوہ کسی دوسری قسم میں ہے۔ قاضی ابوالولید الباجی نے اس پر مزید اضافہ کرتے ہوئے مطلقا اس اختلاف کی نفی کی ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ اس امت کے سلف وخلف میں سے کسی نے بھی اجازت حدیث کی وجہ سے روایت آگے نقل کرنے کے بارے میں اختلاف نہیں کیا اور انہوں اس کے متعلق بغیر تفصیل کئے اجماع کا بھی دعوی کیا۔

قُلْتُ: هَذَا بَاطِلٌ، فَقَدْ خَالَفَ فِي جَوَازِ الرِّوَايَةِ بِالْإِجَازَةِ جَمَاعَاتٌ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَالْفُقَهَاءِ، وَالْأُصُولِيِّينَ، وَذَلِكَ إِحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ عَنِ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. رُوِيَ عَنْ صَاحِبِهِ الرَّبِيعِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: كَانَ الشَّافِعِيُّ لَا يَرَى الْإِجَازَةَ فِي الْحَدِيثِ. قَالَ الرَّبِيعُ: أَنَا أُخَالِفُ الشَّافِعِيَّ فِي هَذَا.

میں کہتا ہوں کہ ان کا یہ قول باطل ہے کیونکہ محدثین، فقہاء اور اصولیین کی ایک جماعت نے روایت بالاجازہ کے جواز کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور اس کے عدم جواز کی ایک روایت امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے چنانچہ ان کے ایک شاگرد ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ اجازت حدیث کو جائز نہیں سمجھتے تھے اور ربیع یہ بھی کہتے تھے کہ میں اس بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا۔

وَقَدْ قَالَ بِإِبْطَالِهَا جَمَاعَةٌ مِنَ الشَّافِعِيِّينَ، مِنْهُمُ الْقَاضِيَانِ حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَرُّوذِيُّ، وَأَبُو الْحَسَنِ الْمَاوَرْدِيُّ، وَبِهِ قَطَعَ الْمَاوَرْدِيُّ فِي كِتَابِهِ (الْحَاوِي)، وَعَزَاهُ إِلَى مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ. وَقَالَا جَمِيعًا: "لَوْ جَازَتِ الْإِجَازَةُ لَبَطَلَتِ الرِّحْلَةُ". وَرُوِيَ أَيْضًا هَذَا الْكَلَامُ عَنْ شُعْبَةَ، وَغَيْرِهِ.
وَمِمَّنْ أَبْطَلَهَا مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ الْإِمَامُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَرْبِيُّ، وَأَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَصْبَهَانِيُّ الْمُلَقَّبُ بِأَبِي الشَّيْخِ، وَالْحَافِظُ أَبُو نَصْرٍ الْوَايِلِيُّ السِّجْزِيُّ. وَحَكَى أَبُو نَصْرٍ فَسَادَهَا عَنْ بَعْضِ مَنْ لَقِيَهُ. قَالَ أَبُو نَصْرٍ: وَسَمِعْتُ جَمَاعَةً مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ: قَوْلُ الْمُحَدِّثِ: قَدْ أَجَزْتُ لَكَ أَنْ تَرْوِيَ عَنِّي تَقْدِيرُهُ: أَجَزْتُ لَكَ مَا لَا يَجُوزُ فِي الشَّرْعِ؛ لِأَنَّ الشَّرْعَ لَا يُبِيحُ رِوَايَةَ مَا لَمْ يُسْمَعْ.

شوافع کی ایک جماعت نے بھی اجازت حدیث کے بطلان کا قول کیا ہے ان میں سے قاضی حسین بن محمد مرورودزی اور قاضی ابو الحسین ماوردی بھی شامل ہیں۔ قاضی ماوردی نے اپنی کتاب الحاوی میں اس قول کو جزم ویقین کے ساتھ بیان کیا ہے اور انہوں نے اس قول کی نسبت امام شافعی رحمہ کے مذہب کی طرف کی ہے اور ان دونوں حضرات نے فرمایا اگر اجازت حدیث جائز ہوتی تو طلب حدیث کے لیے سفر بے کار ہوتا۔ یہی کلام امام شعبہ وغیرہ سے بھی مروی ہے۔ جن محدثین نے اجازت حدیث کے بطلان کا قول کیا ہے ان میں سے امام ابراہیم بن اسحاق الحربی، ابومحمد عبداللہ بن محمد الاصبہانی، ملقب بابی شیخ اور حافظ ابونصر وایلی سجزی بھی ہیں۔ ابونصر نے بعض حضرات سے اس قول کا فساد نقل کیا ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اہل علم کی ایک جماعت کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ محدث کے اس قول " کہ میں تجھے فلاں روایت کی اجازت دی" کا مطلب یہ ہے کہ میں نے تجھے ایسی چیز کی اجازت دی جو شریعت میں جائز نہیں اس لیے کہ شریعت اس شخص کو روایت کرنے کی اجازت نہیں دیتی جس نے روایت سنی نہ ہو۔

قُلْتُ: وَيُشْبِهُ هَذَا مَا حَكَاهُ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ الْخُجَنْدِيُّ أَحَدُ مَنْ أَبْطَلَ الْإِجَازَةَ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ، عَنْ أَبِي طَاهِرٍ الدَّبَّاسِ أَحَدِ أَئِمَّةِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: مَنْ قَالَ لِغَيْرِهِ: "أَجَزْتُ لَكَ أَنْ تَرْوِيَ عَنِّي مَا لَمْ تَسْمَعْ"، فَكَأَنَّهُ يَقُولُ: "أَجَزْتُ لَكَ أَنْ تَكْذِبَ عَلَيَّ".

میں کہتا ہوں کہ ابو بکر محمد بن ثابت خجندی نے جو ان شوافع میں سے ایک ہیں جنہوں نے اجازت حدیث کو باطل کہا ہے، انہوں نے ابو طاہر دباس سے جو حنفی ائمہ میں سے ہیں نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جس نے دوسرے سے یہ کہا کہ میں آپ کو اس کی روایت کی اجازت دیتا ہوں جو آپ نے مجھ سے نہیں سنی گویا کہ اس نے یوں کہا کہ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ میرے اوپر

جھوٹ باندھیں۔

ثُمَّ إِنَّ الَّذِي اسْتَقَرَّ عَلَيْهِ الْعَمَلُ، وَقَالَ بِهِ جَمَاهِيرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَغَيْرِهِمْ: الْقَوْلُ بِتَجْوِيزِ الْإِجَازَةِ، وَإِبَاحَةِ الرِّوَايَةِ بِهَا.

وَفِي الِاحْتِجَاجِ لِذَلِكَ غُمُوضٌ، وَيَتَّجِهُ أَنْ يَقُولَ: إِذَا أَجَازَ لَهُ أَنْ يَرْوِيَ عَنْهُ مَرْوِيَّاتِهِ، وَقَدْ أَخْبَرَهُ بِهَا جُمْلَةً، فَهُوَ كَمَا لَوْ أَخْبَرَهُ تَفْصِيلًا، وَإِخْبَارُهُ بِهَا غَيْرُ مُتَوَقِّفٍ عَلَى التَّصْرِيحِ نُطْقًا كَمَا فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الشَّيْخِ كَمَا سَبَقَ، وَإِنَّمَا الْغَرَضُ حُصُولُ الْإِفْهَامِ، وَالْفَهْمِ، وَذَلِكَ يَحْصُلُ بِالْإِجَازَةِ الْمُفْهِمَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

پھر جس قول پر عمل رہا ہے اور وہ جمہور محدثین وغیرھم علماء کا قول ہے وہ یہ ہے کہ اجازت حدیث دینا جائز ہے اور اس کو آگے روایت کرنا بھی جائز ہے اور اس کے لیے دقیق استدلال کیا گیا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ مستدل یوں کہے کہ جب کسی شیخ نے کسی کو اپنی روایات کی اجازت دی اور اختصار کے ساتھ اس کو خبر دی تو گویا کہ اس نے تفصیلا خبر دی اور اس قسم کی روایات کو بیان کرنا لفظی تصریح پر موقوف نہیں ہے جیسا کہ قرات علی الشیخ کے بارے میں پہلے گزر چکا اور غرض روایت سے افہام وتفہیم کا حاصل ہونا ہے اور وہ اجازت میں بھی حاصل ہوجاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

ثُمَّ إِنَّهُ كَمَا تَجُوزُ الرِّوَايَةُ بِالْإِجَازَةِ يَجِبُ الْعَمَلُ بِالْمَرْوِيِّ بِهَا، خِلَافًا لِمَنْ قَالَ مِنْ أَهْلِ الظَّاهِرِ، وَمَنْ تَابَعَهُمْ: إِنَّهُ لَا يَجِبُ الْعَمَلُ بِهِ، وَإِنَّهُ جَارٍ مَجْرَى الْمُرْسَلِ. وَهَذَا بَاطِلٌ، لِأَنَّهُ لَيْسَ فِي الْإِجَازَةِ مَا يَقْدَحُ فِي اتِّصَالِ الْمَنْقُولِ بِهَا، وَفِي الثِّقَةِ بِهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

پھر جس طرح اجازت حدیث کے بعد اس حدیث کو روایت کرنا جائز ہے اسی طرح اس پر عمل کرنا بھی واجب ہے۔ اہل ظواہر اور ان کے متبعین نے اس میں اختلاف کیا ہے ان کا قول یہ ہے کہ اس قسم کی حدیث پر عمل کرنا واجب نہیں ہے اور انہوں نے کہا کہ اس قسم کی حدیث، حدیث مرسل کے قائم مقام ہے۔ ان کا یہ قول باطل ہے کیونکہ جو روایت بالاجازۃ نقل ہوتی ہے اجازت کی وجہ سے اس کے اتصال اور اعتماد میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ الثَّانِي: مِنْ أَنْوَاعِ الْإِجَازَةِ:

أَنْ يُجِيزَ لِمُعَيَّنٍ فِي غَيْرِ مُعَيَّنٍ، مِثْلُ أَنْ يَقُولَ: " أَجَزْتُ لَكَ، أَوْ لَكُمْ جَمِيعَ مَسْمُوعَاتِي، أَوْ جَمِيعَ مَرْوِيَّاتِي " وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ. فَالْخِلَافُ فِي هَذَا النَّوْعِ أَقْوَى وَأَكْثَرُ، وَالْجُمْهُورُ مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ، وَغَيْرِهِمْ عَلَى تَجْوِيزِ الرِّوَايَةِ بِهَا أَيْضًا، وَعَلَى إِيجَابِ الْعَمَلِ بِمَا رُوِيَ بِهَا بِشَرْطِهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## اجازت حدیث کی دوسری قسم:

وہ ہے کہ جس میں شیخ معین افراد کو غیر معین روایات کی اجازت دیتا ہے مثال کے طور پر وہ یوں کہتا ہے کہ میں نے تجھے یا تمھیں اپنی تمام سنی ہوئی روایات یا اپنی تمام منقولہ روایات کی اجازت دے دی یا اسی کے ساتھ ملتا جلتا کوئی اور جملہ کہہ دیتا ہے۔ اس قسم کے بارے میں بہت زیادہ اور شدید قسم کا اختلاف پایا جاتا ہے جمہور علماء محدثین اور فقہاء کا مذہب یہ ہے اس قسم کی حدیث کو نقل کرنا جائز ہے اور اس پر عمل کرنا بھی واجب ہے۔

النَّوْعُ الثَّالِثُ مِنْ أَنْوَاعِ الْإِجَازَةِ:

أَنْ يُجِيزَ لِغَيْرِ مُعَيَّنٍ بِوَصْفِ الْعُمُومِ، مِثْلُ أَنْ يَقُولَ: " أَجَزْتُ لِلْمُسْلِمِينَ، أَوْ أَجَزْتُ لِكُلِّ أَحَدٍ، أَوْ أَجَزْتُ لِمَنْ أَدْرَكَ زَمَانِي "، وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ، فَهَذَا نَوْعٌ تَكَلَّمَ فِيهِ الْمُتَأَخِّرُونَ مِمَّنْ جَوَّزَ أَصْلَ الْإِجَازَةِ، وَاخْتَلَفُوا فِي جَوَازِهِ.

فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ مُقَيَّدًا بِوَصْفٍ حَاصِرٍ أَوْ نَحْوِهِ، فَهُوَ إِلَى الْجَوَازِ أَقْرَبُ.

وَمِمَّنْ جَوَّزَ ذَلِكَ كُلَّهُ أَبُو بَكْرٍ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ.

## اجازت حدیث کی تیسری قسم:

وہ یہ ہے کہ محدث غیر معین افراد کو وصف عموم کے ساتھ اجازت دے دے جیسے یوں کہے کہ میں نے تمام مسلمانوں کو اجازت دے دی یا میں نے ہر ایک کو اجازت دے دی یا میں نے ہر اس شخص کو اجازت دے دی جس نے میرا زمانہ پایا یا ان جیسے کسی اور کلام کے ساتھ اجازت دے۔ اس قسم کے بارے میں ان متاخرین حضرات نے بھی کلام کیا ہے جنہوں نے نفس اجازت حدیث کو جائز کہا ہے۔ انہوں نے اس قسم کے جواز کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

اگر یہ قسم حصر کی صفت کے ساتھ مقید اور محدود ہو پھر تو یہ جواز کے زیادہ قریب ہے۔

جن حضرات نے اس پوری قسم کو بلا کسی قید کے جائز قرار دیا ہے ان میں حافظ خطیب ابو بکر بھی ہیں۔

وَرُوِّينَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَنْدَهْ الْحَافِظِ أَنَّهُ قَالَ: " أَجَزْتُ لِمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ". وَجَوَّزَ الْقَاضِي أَبُو الطَّيِّبِ الطَّبَرِيُّ أَحَدُ الْفُقَهَاءِ الْمُحَقِّقِينَ فِيمَا حَكَاهُ عَنْهُ الْخَطِيبُ الْإِجَازَةَ لِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ، مَنْ كَانَ مِنْهُمْ مَوْجُودًا عِنْدَ الْإِجَازَةِ. وَأَجَازَ أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ سَعِيدٍ أَحَدُ الْجِلَّةِ مِنْ شُيُوخِ الْأَنْدَلُسِ لِكُلِّ مَنْ دَخَلَ قُرْطُبَةَ مِنْ طَلَبَةِ الْعِلْمِ. وَوَافَقَهُ عَلَى جَوَازِ ذَلِكَ مِنْهُمْ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عَتَّابٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ. وَأَنْبَأَنِي مَنْ سَأَلَ الْحَازِمِيَّ أَبَا بَكْرٍ، عَنِ الْإِجَازَةِ الْعَامَّةِ هَذِهِ، فَكَانَ مِنْ جَوَابِهِ: أَنَّ مَنْ أَدْرَكَهُ مِنَ الْحُفَّاظِ - نَحْوَ أَبِي الْعَلَاءِ الْحَافِظِ وَغَيْرِهِ - كَانُوا يَمِيلُونَ إِلَى الْجَوَازِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

ہم نے حافظ ابوعبداللہ بن مندہ سے نقل کیا ہے انہوں فرمایا کہ جس نے لا الہ اللہ پڑھا ہے میں نے ان کو اپنی مرویات کی اجازت دی ہے قاضی ابوطیب طبری جو محققین فقہاء میں سے ہیں ان سے خطیب ابوبکر نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اجازت کے وقت جتنے مسلمان موجود ہوتے ہیں ان سب کو اجازت دینا صحیح ہے اور ابومحمد بن سعید جو اندلس کے جلیل القدر شیوخ میں سے ہیں انہوں نے قرطبہ میں داخل ہونے والے ہر طالب علم کے لیے اجازت حدیث دی تھی۔ ابوعبداللہ بن عتاب نے بھی ان کے ساتھ اس جواز میں موافقت کی ہے۔ مجھے اس شخص نے بتایا جس نے ابوبکر حازمی سے اس اجازت عامہ کے بارے میں پوچھا تھا اس نے کہا کہ اس کے بارے میں ان کا جواب یہ تھا انہوں نے اپنے زمانہ کے جن شیوخ سے ملاقات کی یعنی حافظ ابوالعلاء وغیرہ تو ان کو اس کے جوز کی طرف مائل پایا۔ واللہ اعلم

قُلْتُ: وَلَمْ نَرَ، وَلَمْ نَسْمَعْ عَنْ أَحَدٍ مِمَّنْ يُقْتَدَى بِهِ أَنَّهُ اسْتَعْمَلَ هَذِهِ الْإِجَازَةَ فَرَوَى بِهَا، وَلَا عَنِ الشِّرْذِمَةِ الْمُسْتَأْخِرَةِ الَّذِينَ سَوَّغُوهَا، وَالْإِجَازَةُ فِي أَصْلِهَا ضَعْفٌ، وَتَزْدَادُ بِهَذَا التَّوَسُّعِ، وَالِاسْتِرْسَالِ ضَعْفًا كَثِيرًا لَا يَنْبَغِي احْتِمَالُهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ ہم نے اپنے پیشواؤں میں سے کسی کو اس قسم کی روایت کرتے نہ تو دیکھا ہے اور نہ ہی کسی کو اس قسم کی روایت بیان کرتے ہوئے سنا ہے اور نہ ہی اس جماعت سے جنہوں اس کے جواز کا کہا ہے۔ دراصل اجازت میں ضعف ہے اس قسم کی گنجائش سے وہ مزید بڑھ جائے گا یہاں تک کہ اس کا تحمل نہیں ہو سکے گا۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ الرَّابِعُ مِنْ أَنْوَاعِ الْإِجَازَةِ:

الْإِجَازَةُ لِلْمَجْهُولِ، أَوْ بِالْمَجْهُولِ، وَيَتَشَبَّثُ بِذَيْلِهَا الْإِجَازَةُ الْمُعَلَّقَةُ بِالشَّرْطِ، وَذَلِكَ مِثْلُ أَنْ يَقُولَ: " أَجَزْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيِّ "، وَفِي وَقْتِهِ ذَلِكَ جَمَاعَةٌ مُشْتَرِكُونَ فِي هَذَا الِاسْمِ، وَالنَّسَبِ، ثُمَّ لَا يُعَيِّنُ الْمُجَازَ لَهُ مِنْهُمْ. أَوْ يَقُولُ: " أَجَزْتُ لِفُلَانٍ أَنْ يَرْوِيَ عَنِّي كِتَابَ السُّنَنِ " وَهُوَ يَرْوِي جَمَاعَةً مِنْ كُتُبِ السُّنَنِ الْمَعْرُوفَةِ بِذَلِكَ، ثُمَّ لَا يُعَيِّنُ.

فَهَذِهِ إِجَازَةٌ فَاسِدَةٌ لَا فَائِدَةَ لَهَا.

وَلَيْسَ مِنْ هَذَا الْقَبِيلِ مَا إِذَا أَجَازَ لِجَمَاعَةٍ مُسَمَّيْنَ، مُعَيَّنِينَ بِأَنْسَابِهِمْ، وَالْمُجِيزُ جَاهِلٌ بِأَعْيَانِهِمْ غَيْرُ عَارِفٍ بِهِمْ، فَهَذَا غَيْرُ قَادِحٍ، كَمَا لَا يَقْدَحُ عَدَمُ مَعْرِفَتِهِ بِهِ إِذَا حَضَرَ شَخْصُهُ فِي السَّمَاعِ مِنْهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اجازت حدیث کی چوتھی قسم:

وہ یہ ہے کہ شیخ مجہول فرد کو معین حدیث کی اجازت دے یا معین فرد کو مجہول حدیث کی اجازت دے اور اس کے ذیل میں اجازت معلقہ بالشرط بھی ثابت ہو جاتی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ شیخ یوں کہے کہ میں نے محمد بن خالد کو اجازت حدیث دی ہے اور

ان کے زمانہ میں دمشق میں اس نام ونسب کئی آدمی ہوں پھر محدث نے ان میں سے کسی کو متعین نہ کیا ہو یا یوں کہے کہ میں نے فلاں کو اجازت دی ہے کہ وہ میری طرف سے کتاب السنن کی روایت کرے اور ان سے کتاب السنن کے نام سے معروف بہت سی کتابیں مروی ہوں پھر وہ کسی ایک کی تعیین بھی نہیں کرتا پس یہ اجازت، اجازت فاسدہ اور غیر مفیدہ ہے۔ وہ صورت اس قبیل سے نہیں ہے جس میں محدث ایسی جماعت کو اجازت دیتا ہے جو متعین ہوتی ہے اور معروف النسب ہوتی ہے لیکن محدث ان سے واقف نہیں ہوتا اور ان کو تعارف سے نہیں پہچانتا، تو یہ جہالت اجازت میں عیب نہیں پیدا کرتی، جیسا کہ اس صورت میں بھی کوئی عیب نہیں ہے جس میں شیخ کی مجلس میں کوئی ایسا شخص سماع کے لیے حاضر ہو جاتا ہے جس کو وہ نہیں جانتا۔ واللہ اعلم۔

وَإِنْ أَجَازَ لِلْمُسَمَّيْنَ الْمُنْتَسِبِينَ فِي الِاسْتِجَازَةِ، وَلَمْ يَعْرِفْهُمْ بِأَعْيَانِهِمْ، وَلَا بِأَنْسَابِهِمْ، وَلَمْ يَعْرِفْ عَدَدَهُمْ، وَلَمْ يَتَصَفَّحْ أَسْمَاءَهُمْ وَاحِدًا فَوَاحِدًا، فَيَنْبَغِي أَنْ يَصِحَّ ذَلِكَ أَيْضًا كَمَا يَصِحُّ سَمَاعُ مَنْ حَضَرَ مَجْلِسَهُ لِلسَّمَاعِ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَعْرِفْهُمْ أَصْلًا وَلَمْ يَعْرِفْ عَدَدَهُمْ، وَلَا تَصَفَّحَ أَشْخَاصَهُمْ وَاحِدًا وَاحِدًا.

وَإِذَا قَالَ: "أَجَزْتُ لِمَنْ يَشَاءُ فُلَانٌ"، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ، فَهَذَا فِيهِ جَهَالَةٌ، وَتَعْلِيقٌ بِشَرْطٍ، فَالظَّاهِرُ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ، وَبِذَلِكَ أَفْتَى الْقَاضِي أَبُو الطَّيِّبِ الطَّبَرِيُّ الشَّافِعِيُّ، إِذْ سَأَلَهُ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ عَنْ ذَلِكَ، وَعَلَّلَ بِأَنَّهُ إِجَازَةٌ لِمَجْهُولٍ، فَهُوَ كَقَوْلِهِ: "أَجَزْتُ لِبَعْضِ النَّاسِ" مِنْ غَيْرِ تَعْيِينٍ. وَقَدْ يُعَلَّلُ ذَلِكَ أَيْضًا بِمَا فِيهَا مِنَ التَّعْلِيقِ بِالشَّرْطِ، فَإِنَّ مَا يَفْسُدُ بِالْجَهَالَةِ يَفْسُدُ بِالتَّعْلِيقِ، عَلَى مَا عُرِفَ عِنْدَ قَوْمٍ.

اگر ان مسلمانوں کو اجازت دی جو اجازت کے خواہش مند ہوں اور شیخ ان کو ایک ایک متعین کر کے نام ونسب سے نہ جانتا ہو اور نہ ان کو ان کی تعداد معلوم ہو تو یہ اجازت بھی صحیح ہونی چاہیے جیسا کہ ایسی جماعت کا سماع بھی صحیح ہوتا ہے جو شیخ کی مجلس سماع کے لیے حاضر ہوتی ہے اگر چہ شیخ ان کو سرے سے جانتا ہی نہ ہو اور نہ ہی ان کو ان کی تعداد معلوم ہو۔ جب کوئی شیخ یہ کہے کہ میں ان سب کو اجازت دی ہے جن کو فلاں چاہے یا اس کے مثل کوئی اور جملہ کہے تو اس میں ایک تو جہالت ہے اور دوسرا یہ اجازت کو شرط کے ساتھ معلق کرنا ہے بظاہر تو یہ صورت صحیح معلوم نہیں ہوتی اور قاضی ابو الطیب طبری سے جب حافظ خطیب نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں بھی یہی فتوی دیا اور انہوں نے اس کی وجہ یہ بیان کی یہ اجازت مجہول کے لیے ہے پس یہ محدث کے اس قول "کہ بعض لوگوں کو اجازت دی" کے مثل ہو جائے گا جو بغیر تعیین کے ہو اور اس کی عدم صحت کی یہ وجہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ یہ معلق بالشرط ہے کیونکہ جو چیز جہالت کی وجہ سے باطل ہوتی ہے کہ وہ تعلیق کی وجہ سے بھی باطل ہوتی ہے جیسا کہ بعض حضرات کے ہاں یہ قاعدہ معروف ہے۔

وَحَكَى الْخَطِيبُ، عَنْ أَبِي يَعْلَى بْنِ الْفَرَّاءِ الْحَنْبَلِيِّ، وَأَبِي الْفَضْلِ بْنِ عُمْرُوسٍ الْمَالِكِيِّ أَنَّهُمَا أَجَازَا ذَلِكَ، وَهَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةُ كَانُوا مَشَايِخَ مَذَاهِبِهِمْ بِبَغْدَادَ إِذْ ذَاكَ.

وَهٰذِهِ الْجَهَالَةُ تَرْتَفِعُ فِي ثَانِي الْحَالِ عِنْدَ وُجُودِ الْمَشِيئَةِ، بِخِلَافِ الْجَهَالَةِ الْوَاقِعَةِ فِيمَا إِذَا أَجَازَ لِبَعْضِ النَّاسِ. وَإِذَا قَالَ: (أَجَزْتُ لِمَنْ شَاءَ) فَهُوَ كَمَا لَوْ قَالَ (أَجَزْتُ لِمَنْ شَاءَ فُلَانٌ) بَلْ هٰذِهِ أَكْثَرُ جَهَالَةً، وَانْتِشَارًا، مِنْ حَيْثُ إِنَّهَا مُعَلَّقَةٌ بِمَشِيئَةِ مَنْ لَا يُحْصَرُ عَدَدُهُمْ بِخِلَافِ تِلْكَ. ثُمَّ هٰذَا فِيمَا إِذَا أَجَازَ لِمَنْ شَاءَ الْإِجَازَةَ مِنْهُ لَهُ.

فَإِنْ أَجَازَ لِمَنْ شَاءَ الرِّوَايَةَ عَنْهُ فَهٰذَا أَوْلَى بِالْجَوَازِ، مِنْ حَيْثُ إِنَّ مُقْتَضَى كُلِّ إِجَازَةٍ تَفْوِيضُ الرِّوَايَةِ بِهَا إِلَى مَشِيئَةِ الْمُجَازِ لَهُ، فَكَانَ هٰذَا - مَعَ كَوْنِهِ بِصِيغَةِ التَّعْلِيقِ - تَصْرِيحًا بِمَا يَقْتَضِيهِ الْإِطْلَاقُ وَحِكَايَةً لِلْحَالِ، لَا تَعْلِيقًا فِي الْحَقِيقَةِ. وَلِهٰذَا أَجَازَ بَعْضُ أَئِمَّةِ الشَّافِعِيِّينَ فِي الْبَيْعِ أَنْ يَقُولَ: (بِعْتُكَ هٰذَا بِكَذَا إِنْ شِئْتَ)، فَيَقُولُ: (قَبِلْتُ).

خطیب ابو بکر نے ابوالعلاء بن فراء حنبلی اور ابوالفضل بن عمرو مالکی سے نقل کیا ہے کہ ان دونوں حضرات نے اس قسم کی اجازت کو جائز کہا ہے اور یہ تینوں حضرات ان دنوں بغداد میں محدثین کے مذاہب کے اعتبار سے مشائخ تھے۔ اس طرح کی جہالت اس وقت ختم ہو جاتی ہے جب مشیت پائی جائے بخلاف اس جہالت کے جو اس صورت میں پیدا ہوتی ہے جب محدث بلا تعیین یوں کہے کہ میں نے بعض لوگوں کو اجازت دی۔ جب محدث یہ کہے کہ میں نے ہر اس شخص کو اجازت دی جس نے اجازت چاہی تو محدث کے اس قول اجزت لمن شاء فلان کی طرح ہے بلکہ یہ اس سے بھی زیادہ جہالت اور انتشار پر مبنی ہے کیونکہ اس میں اجازت کو غیر محدود افراد کی چاہت پر معلق کیا گیا ہے بخلاف پہلی صورت کے کہ اس میں اجازت کو فلاں کی اجازت کی چاہت پر معلق کیا گیا ہے پھر یہ دوسرا قول اس صورت کے بارے میں ہے جب طالب علم نے محدث سے اجازت چاہی ہو اور اگر محدث کا قول مذکور اس طالب کے جواب میں ہو جس نے روایت کا تقاضا کیا ہو تو یہ جواز کے زیادہ قریب ہوگا اس لیے کہ ہر مشیت کا تقاضا یہ ہے کہ اجازت کے ذریعے روایت کو مجاز لہ کی مشیت کے سپرد کیا جاتا ہے تو اس میں بھی ایسے ہی ہوگا اگرچہ اس میں صیغہ تعلیق بھی ہے اس تصریح کی وجہ سے جس کا تقاضا اطلاق اور حکایت حال کر رہا ہے دراصل تعلیق کی وجہ سے حکم نہیں لگایا جائے گا۔ اسی وجہ سے بعض شافعی ائمہ نے بیع کے باب میں یہ جائز قرار دیا کہ بائع یوں کہے بعت هذا بکذا ان شئت پس مشتری اس کے جواب میں قبلت کہے گا۔

وَوُجِدَ بِخَطِّ أَبِي الْفَتْحِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ الْأَزْدِيِّ الْمَوْصِلِيِّ الْحَافِظِ:

"أَجَزْتُ رِوَايَةَ ذٰلِكَ لِجَمِيعِ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْوِيَ ذٰلِكَ عَنِّي".

أَمَّا إِذَا قَالَ: (أَجَزْتُ لِفُلَانٍ كَذَا وَكَذَا إِنْ شَاءَ رِوَايَتَهُ عَنِّي، أَوْ لَكَ إِنْ شِئْتَ، أَوْ أَحْبَبْتَ، أَوْ أَرَدْتَ)، فَالْأَظْهَرُ الْأَقْوَى أَنَّ ذٰلِكَ جَائِزٌ، إِذْ قَدِ انْتَفَتْ فِيهِ الْجَهَالَةُ، وَحَقِيقَةُ التَّعْلِيقِ، وَلَمْ يَبْقَ سِوَى صِيغَتِهِ، وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى.

حافظ ابو فتح محمد بن حسین الازدی موصلی کی تحریر میں یہ دیکھا گیا ہے کہ میں اس روایت کی اجازت ان تمام لوگوں کو دیتا ہوں

جو مجھ سے یہ روایت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر محدث یوں کہے کہ میں نے فلاں شخص کو فلانی حدیث کی اجازت دے دی اگر وہ چاہے تو وہ مجھ سے اس کو روایت کر سکتا ہے یا یوں کہے کہ اگر آپ چاہیں یا آپ کے لیے جائز ہے یا یوں کہے کہ اگر آپ ارادہ کریں تو آپ مجھ سے روایت کر سکتے ہیں تو ان تمام صورتوں میں اظہر اور اقوی یہ ہے کہ یہ اجازت جائز ہے کیونکہ ان صورتوں جہالت ختم ہو چکی ہے اور تعلیق حقیقت میں باقی نہیں رہی صرف اس کا صیغہ باقی ہے۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ الْخَامِسُ مِنْ أَنْوَاعِ الْإِجَازَةِ:

الْإِجَازَةُ لِلْمَعْدُومِ. وَلْنَذْكُرْ مَعَهُ الْإِجَازَةَ لِلطِّفْلِ الصَّغِيرِ.

هَذَا نَوْعٌ خَاضَ فِيهِ قَوْمٌ مِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ، وَاخْتَلَفُوا فِي جَوَازِهِ، وَمِثَالُهُ: أَنْ يَقُولَ: (أَجَزْتُ لِمَنْ يُولَدُ لِفُلَانٍ).

فَإِنْ عَطَفَ الْمَعْدُومَ فِي ذَلِكَ عَلَى الْمَوْجُودِ بِأَنْ قَالَ: (أَجَزْتُ لِفُلَانٍ وَلِمَنْ يُولَدُ لَهُ، أَوْ أَجَزْتُ لَكَ وَلِوَلَدِكَ، وَلِعَقِبِكَ مَا تَنَاسَلُوا)، كَانَ ذَلِكَ أَقْرَبَ إِلَى الْجَوَازِ مِنَ الْأَوَّلِ. وَلِمِثْلِ ذَلِكَ أَجَازَ أَصْحَابُ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الْوَقْفِ الْقِسْمَ الثَّانِيَ دُونَ الْأَوَّلِ.

وَقَدْ أَجَازَ أَصْحَابُ مَالِكٍ، وَأَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - أَوْ مَنْ قَالَ ذَلِكَ مِنْهُمْ فِي الْوَقْفِ - الْقِسْمَيْنِ كِلَيْهِمَا. وَفَعَلَ هَذَا الثَّانِيَ فِي الْإِجَازَةِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ الْمُتَقَدِّمِينَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ، فَإِنَّا رُوِّينَا عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ الْإِجَازَةَ، فَقَالَ: " قَدْ أَجَزْتُ لَكَ، وَلِأَوْلَادِكَ، وَلِحَبَلِ الْحَبَلَةِ ". يَعْنِي الَّذِينَ لَمْ يُولَدُوا بَعْدُ.

اجازت حدیث کی پانچویں قسم:

یہ ہے کہ محدث معدوم یعنی غیر موجود کو اجازت دے اور ہم اس کے ساتھ چھوٹے بچے کو اجازت دینے کا حکم بھی ذکر کرتے ہیں۔ اس قسم کے بارے میں بعض حضرات نے بہت بحث و تمحیص کی ہے اور انہوں نے اس کے جواز کے بارے میں اختلاف کیا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ محدث یوں کہے کہ فلاں کی جو اولاد پیدا ہو گی میں نے ان کو اجازت حدیث دے دی۔ اگر محدث ایسی صورت میں معدوم کو موجود کے اوپر عطف کر کے یوں کہے کہ میں نے فلاں کو اور اس کی جو اولاد پیدا ہو گی یا یوں کہے کہ میں نے آپ کو اور آپ کی اولاد کو اور آپ کے بعد جو ان کی اولاد ہو گی ان سب کو اجازت حدیث دے دی تو یہ سب اقوال پہلے قول کی بنسبت جواز کے زیادہ قریب ہیں، اسی طرح اصحاب امام شافعی رحمہ اللہ نے وقف کے باب میں مؤخر الذکر صورت کو جائز قرار دیا ہے اول الذکر صورت کو انہوں جائز نہیں کہا ہے۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے اصحاب نے ان دونوں صورتوں کو جائز قرار دیا ہے، یا ان میں سے ان حضرات نے جنہوں نے ان دونوں اقوال کو وقف کے باب میں جائز قرار دیا تھا انہوں نے اجازت حدیث کے باب میں بھی دونوں اقوال کو جائز قرار دیا۔ متقدمین محدثین میں سے ابوبکر بن ابی داود سجستانی نے دوسرے قول پر عمل کیا، ہم

نے ان سے یہ نقل کیا کہ جب ان سے اس قسم کی اجازت طلب کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں آپ کو، آپ کی اولاد کو اور آپ کی آنے والی نسلوں کو یعنی جو ابھی پیدا نہیں ہوئے اجازت حدیث دے دی۔

وَأَمَّا الْإِجَازَةُ لِلْمَعْدُومِ ابْتِدَاءً، مِنْ غَيْرِ عَطْفٍ عَلَى مَوْجُودٍ: فَقَدْ أَجَازَهَا الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ الْحَافِظُ، وَذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا يَعْلَى بْنَ الْفَرَّاءِ الْحَنْبَلِيَّ، وَأَبَا الْفَضْلِ بْنَ عَمْرُوسٍ الْمَالِكِيَّ يُجِيزَانِ ذَلِكَ. وَحَكَى جَوَازَ ذَلِكَ أَيْضًا أَبُو نَصْرِ بْنُ الصَّبَّاغِ الْفَقِيهُ، فَقَالَ: ذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يُجِيزَ لِمَنْ لَمْ يُخْلَقْ، قَالَ: "وَهَذَا إِنَّمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ مَنْ يَعْتَقِدُ أَنَّ الْإِجَازَةَ إِذْنٌ فِي الرِّوَايَةِ لَا مُحَادَثَةٌ". ثُمَّ بَيَّنَ بُطْلَانَ هَذِهِ الْإِجَازَةِ، وَهُوَ الَّذِي اسْتَقَرَّ عَلَيْهِ رَأْيُ شَيْخِهِ الْقَاضِي أَبِي الطَّيِّبِ الطَّبَرِيِّ الْإِمَامِ.

وَذَلِكَ هُوَ الصَّحِيحُ الَّذِي لَا يَنْبَغِي غَيْرُهُ؛ لِأَنَّ الْإِجَازَةَ فِي حُكْمِ الْإِخْبَارِ جُمْلَةً بِالْمُجَازِ، عَلَى مَا قَدَّمْنَاهُ فِي بَيَانِ صِحَّةِ أَصْلِ الْإِجَازَةِ، فَكَمَا لَا يَصِحُّ الْإِخْبَارُ لِلْمَعْدُومِ لَا تَصِحُّ الْإِجَازَةُ لِلْمَعْدُومِ.

وَلَوْ قَدَّرْنَا أَنَّ الْإِجَازَةَ إِذْنٌ فَلَا يَصِحُّ أَيْضًا ذَلِكَ لِلْمَعْدُومِ، كَمَا لَا يَصِحُّ الْإِذْنُ فِي بَابِ الْوَكَالَةِ لِلْمَعْدُومِ، لِوُقُوعِهِ فِي حَالَةٍ لَا يَصِحُّ فِيهَا الْمَأْذُونُ فِيهِ مِنَ الْمَأْذُونِ لَهُ.

وَهَذَا أَيْضًا يُوجِبُ بُطْلَانَ الْإِجَازَةِ لِلطِّفْلِ الصَّغِيرِ الَّذِي لَا يَصِحُّ سَمَاعُهُ.

جہاں تک اجازت معدوم کا تعلق ہے جب اس کو موجود پر عطف نہ کیا جائے تو اس کو حافظ خطیب ابو بکر نے جائز کہا ہے اور انہوں نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ابو یعلی بن فراء حنبلی اور ابو الفضل عمروس مالکی ﷮ سے سنا ہے کہ وہ دونوں اس کو جائز قرار دیتے تھے اور خطیب نے فقیہ ابو نصر بن صباغ سے بھی اس کا جواز نقل کیا ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ بعض حضرات کا مذہب یہ ہے کہ جو ابھی پیدا نہیں ہوا اس کو بھی اجازت دینا جائز ہے، پھر انہوں نے فرمایا کہ یہ ان حضرات کا مذہب ہے جن کے نزدیک اجازت سے مراد روایت کرنے میں اجازت ہے یہ کوئی نئی اور مستقل چیز نہیں ہے پھر انہوں نے اجازت کی اس قسم کے بطلان کو ذکر کیا اور ان کے شیخ امام قاضی ابو طیب طبری کی بھی یہی رائے ہے اس لیے کہ اجازت اخبار کے حکم میں ہے جیسا کہ ہم نفس اجازت کی صحت کی بحث میں اس کو پہلے بھی بیان کر چکے ہیں پس جیسے معدوم کو خبر دینا صحیح نہیں ہے اس طرح اس کو حدیث کی اجازت دینا بھی صحیح نہیں ہوگا اور اگر ہم اجازت کو اذن بھی تسلیم کر لیں تو پھر بھی یہ معدوم کو دینا صحیح نہیں ہوگا جیسا کہ وکالت کے باب میں معدوم کے لیے اذن صحیح نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اذن ایسی حالت میں واقع ہے جس میں ماذون لہ کی جانب سے ماذون فیہ کا صدور ممکن نہیں ہے اور اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اتنے چھوٹے بچے کو اجازت دینا بھی باطل ہے جس کا سماع معتبر نہ ہو۔

قَالَ الْخَطِيبُ: سَأَلْتُ الْقَاضِيَ أَبَا الطَّيِّبِ الطَّبَرِيَّ عَنِ الْإِجَازَةِ لِلطِّفْلِ الصَّغِيرِ، هَلْ يُعْتَبَرُ فِي صِحَّتِهَا سِنُّهُ أَوْ تَمْيِيزُهُ، كَمَا يُعْتَبَرُ ذَلِكَ فِي صِحَّةِ سَمَاعِهِ؟ فَقَالَ: لَا يُعْتَبَرُ ذَلِكَ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: أَنَّ بَعْضَ أَصْحَابِنَا قَالَ: لَا تَصِحُّ الْإِجَازَةُ لِمَنْ لَا يَصِحُّ سَمَاعُهُ، فَقَالَ: قَدْ يَصِحُّ أَنْ يُجِيزَ ذَلِكَ لِلْغَائِبِ

عَنْهُ، وَلَا يَصِحُّ السَّمَاعُ لَهُ. وَاحْتَجَّ الْخَطِيبُ لِصِحَّتِهَا لِلطِّفْلِ بِأَنَّ الْإِجَازَةَ إِنَّمَا هِيَ إِبَاحَةُ الْمُجِيزِ لِلْمُجَازِ لَهُ أَنْ يَرْوِيَ عَنْهُ، وَالْإِبَاحَةُ تَصِحُّ لِلْعَاقِلِ، وَغَيْرِ الْعَاقِلِ.

قَالَ: وَعَلَى هَذَا رَأَيْنَا كَافَّةَ شُيُوخِنَا يُجِيزُونَ لِلْأَطْفَالِ الْغُيَّبِ عَنْهُمْ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَسْأَلُوا عَنْ مَبْلَغِ أَسْنَانِهِمْ، وَحَالِ تَمْيِيزِهِمْ، وَلَمْ نَرَهُمْ أَجَازُوا لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَوْلُودًا فِي الْحَالِ.

قُلْتُ: كَأَنَّهُمْ رَأَوُا الطِّفْلَ أَهْلًا لِتَحَمُّلِ هَذَا النَّوْعِ مِنْ أَنْوَاعِ تَحَمُّلِ الْحَدِيثِ، لِيُؤَدِّيَ بِهِ بَعْدَ حُصُولِ أَهْلِيَّتِهِ، حِرْصًا عَلَى تَوْسِيعِ السَّبِيلِ إِلَى بَقَاءِ الْإِسْنَادِ الَّذِي اخْتَصَّتْ بِهِ هَذِهِ الْأُمَّةُ، وَتَقْرِيبِهِ مِنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، (وَاللهُ أَعْلَمُ).

خطیب نے فرمایا کہ میں نے قاضی ابوالطیب طبری سے چھوٹے بچے کی اجازت کے بارے میں پوچھا کہ کیا اجازت میں بھی اس کی صحت کے لیے بچے کی عمر یا تمیز کا اعتبار کیا جائے گا جیسا کہ اس کی سماع کی صحت میں ان چیزوں کا اعتبار کیا جائے گا؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اجازت میں ان چیزوں کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ خطیب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں ان سے پوچھا کہ ہمارے بعض حضرات نے فرمایا کہ جس کا سماع صحیح نہ ہو اس کی اجازت بھی صحیح نہیں ہوگی تو انہوں نے فرمایا کہ اجازت تو غائب کے لیے صحیح ہے لیکن اس کا سماع صحیح نہیں ہے۔ خطیب نے بچے کے لیے اجازت کی صحت پر اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ اجازت دراصل مجیز کی طرف سے مجاز لہ کو اپنی طرف سے روایت کرنے کی اباحت ہے اور اباحت عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لیے صحیح ہوتی ہے۔ خطیب نے فرمایا کہ اس بنا پر ہم نے اپنے تمام شیوخ کو دیکھا ہے کہ وہ بچوں کو ان کی غیر موجودگی میں اجازت دیتے تھے اور وہ ان سے ان کی عمر کی حد اور ان کی حالت تمیز کے بارے میں نہیں پوچھا کرتے تھے اور ہم نے اپنے شیوخ کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے پیدائش سے پہلے کسی بچے کو اجازت دی ہو مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ گویا کہ ان حضرات نے بچے کو تحمل حدیث کی قسموں میں سے اس قسم کے لیے اہل قرار دیا ہے تاکہ اس کی اہلیت کے حصول کی وجہ سے حرص پیدا ہوتا کہ اسناد کے باقی رہنے کے راستے میں وسعت دی جا سکے، یہ بقائے سند اس امت کا خاصہ ہے اور اس لیے بھی تاکہ بچوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہو سکے۔

النَّوْعُ السَّادِسُ مِنْ أَنْوَاعِ الْإِجَازَةِ:

إِجَازَةُ مَا لَمْ يَسْمَعْهُ الْمُجِيزُ، وَلَمْ يَتَحَمَّلْهُ أَصْلًا بَعْدُ، لِيَرْوِيَهُ الْمُجَازُ لَهُ إِذَا تَحَمَّلَهُ الْمُجِيزُ بَعْدَ ذَلِكَ.

## اجازت حدیث کی چھٹی قسم:

یعنی اس حدیث کی اجازت دینا جو آج تک خود مجیز نے سنی نہ ہو اور نہ ہی اس کو کسی سے لیا ہو یعنی اس اجازت کی وجہ سے مجیز لہ، مجیز کی طرف سے وہ روایت نقل کر سکے گا جس کو وہ بعد میں کسی لے گا۔

أَخْبَرَنِي مَنْ أَخْبَرَ عَنِ الْقَاضِي عِيَاضِ بْنِ مُوسَى مِنْ فُضَلَاءِ وَقْتِهِ بِالْمَغْرِبِ، قَالَ: "هَذَا لَمْ أَرَ مَنْ

تَكَلَّمَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَشَايِخِ، وَرَأَيْتُ بَعْضَ الْمُتَأَخِّرِينَ وَالْعَصْرِيِّينَ يَصْنَعُونَهُ "، ثُمَّ حَكَى عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ يُونُسَ بْنِ مُغِيثٍ قَاضِي قُرْطُبَةَ أَنَّهُ سُئِلَ الْإِجَازَةَ لِجَمِيعِ مَا رَوَاهُ إِلَى تَارِيخِهَا، وَمَا يَرْوِيهِ بَعْدُ، فَامْتَنَعَ مِنْ ذَلِكَ، فَغَضِبَ السَّائِلُ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: يَا هَذَا، يُعْطِيكَ مَا لَمْ يَأْخُذْهُ؟ هَذَا مُحَالٌ! قَالَ عِيَاضٌ: " وَهَذَا هُوَ الصَّحِيحُ ".

مجھے ایک شخص نے قاضی عیاض بن موسیٰ سے روایت نقل کی ہے جو اپنے وقت کے مغرب کے جلیل القدر عالم گزرے ہیں انہوں نے فرمایا کہ یہ قسم مشائخ میں سے کسی سے بھی منقول نہیں ہے بلکہ میں نے بعض ہم عصر متاخرین کو دیکھا ہے کہ انہوں نے اس قسم کو اپنی طرف سے گھڑا ہے۔ پھر یہ بھی نقل کیا جاتا ہے کہ قاضی قرطبہ ابوالولید یونس بن مغیث کے بارے میں مروی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ وہ اجازت کے دن تک کی تمام مرویات کی اور ان مرویات کی اجازت دیں جن کو وہ بعد میں روایت کریں گے تو انہوں نے اس قسم کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تو سائل اس پر ناراض ہوا۔ شیخ کے کسی شاگرد نے اس سے کہا کہ کیا شیخ صاحب تجھے ان احادیث کی اجازت دیں جو انہوں نے ابھی خود کسی سے نہیں لیں؟ یہ تو محال اور ناممکن ہے اس پر قاضی عیاض نے فرمایا کہ یہی صحیح قول ہے۔

قُلْتُ: يَنْبَغِي أَنْ يُبْنَى هَذَا عَلَى أَنَّ الْإِجَازَةَ فِي حُكْمِ الْإِخْبَارِ بِالْمُجَازِ جُمْلَةً، أَوْ هِيَ إِذْنٌ، فَإِنْ جُعِلَتْ فِي حُكْمِ الْإِخْبَارِ لَمْ تَصِحَّ هَذِهِ الْإِجَازَةُ، إِذْ كَيْفَ يُخْبِرُ بِمَا لَا خَبَرَ عِنْدَهُ مِنْهُ. وَإِنْ جُعِلَتْ إِذْنًا انْبَنَى هَذَا عَلَى الْخِلَافِ فِي تَصْحِيحِ الْإِذْنِ فِي بَابِ الْوَكَالَةِ فِيمَا لَمْ يَمْلِكْهُ الْآذِنُ الْمُوَكِّلُ بَعْدُ، مِثْلَ أَنْ يُوَكِّلَ فِي بَيْعِ الْعَبْدِ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَشْتَرِيَهُ. وَقَدْ أَجَازَ ذَلِكَ بَعْضُ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ.

وَالصَّحِيحُ بُطْلَانُ هَذِهِ الْإِجَازَةِ، وَعَلَى هَذَا يَتَعَيَّنُ عَلَى مَنْ يُرِيدُ أَنْ يَرْوِيَ بِالْإِجَازَةِ عَنْ شَيْخٍ أَجَازَ لَهُ جَمِيعَ مَسْمُوعَاتِهِ مَثَلًا أَنْ يَبْحَثَ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ ذَاكَ الَّذِي يُرِيدُ رِوَايَتَهُ عَنْهُ مِمَّا سَمِعَهُ قَبْلَ تَارِيخِ هَذِهِ الْإِجَازَةِ.

میں کہتا ہوں کہ اس کی بنا بھی اس پر رکھنی مناسب ہے کہ آیا اجازت مجاز کو اجمالا خبر دینے کے حکم میں ہے یا وہ یا اذن کے حکم میں ہے اگر آپ اس کو خبر کے حکم میں کرتے ہیں تو پھر یہ اجازت صحیح نہیں ہے اس لیے کہ محدث کسی ایسی چیز کی خبر کیسے دے سکتا ہے جس کی خبر ان کو خود نہیں ہے؟ اور اگر آپ اس کو اذن کے حکم میں کرتے ہیں تو اگر اس کی بنیاد اس اختلاف پر ہو جو باب الوکالۃ میں اذن کے صحیح ہونے کے بارے میں ہے یعنی اس صورت میں جس میں خود موکل اذن کا مالک نہیں ہوتا، مثال کے طور موکل جس غلام کو خریدنا چاہتا ہے خریدنے سے پہلے کسی کو اس کے بیچنے کا وکیل بنا دیتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے بعض اصحاب نے اس اجازت کو جائز قرار دیا ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ یہ باطل ہے۔ اس بنا پر کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ کسی شیخ سے جس نے اس کو اپنے مسموعات کی اجازت دی ہو، ان سے بالا جازۃ روایت نقل کرے تو وہ یہ تحقیق کرے کہ شیخ کی جس روایت وہ بیان کرنا چاہتا ہے وہ اس نے

شیخ سے اس اجازت والی تاریخ سے پہلی سنی ہو۔

وَأَمَّا إِذَا قَالَ: أَجَزْتُ لَكَ مَا صَحَّ وَيَصِحُّ عِنْدَكَ مِنْ مَسْمُوعَاتِي "، فَهَذَا لَيْسَ مِنْ هَذَا الْقَبِيلِ، وَقَدْ فَعَلَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ، وَغَيْرُهُ، وَجَائِزٌ أَنْ يَرْوِيَ بِذَلِكَ عَنْهُ مَا صَحَّ عِنْدَهُ بَعْدَ الْإِجَازَةِ أَنَّهُ سَمِعَهُ قَبْلَ الْإِجَازَةِ، وَيَجُوزُ ذَلِكَ، وَإِنِ اقْتَصَرَ عَلَى قَوْلِهِ: " مَا صَحَّ عِنْدَكَ "، وَلَمْ يَقُلْ: " وَمَا يَصِحُّ "، لِأَنَّ الْمُرَادَ " أَجَزْتُ لَكَ أَنْ تَرْوِيَ عَنِّي مَا صَحَّ عِنْدَكَ "، فَالْمُعْتَبَرُ إِذًا فِيهِ صِحَّةُ ذَلِكَ عِنْدَهُ حَالَةَ الرِّوَايَةِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

جب شیخ کسی سے یہ کہے کہ میری مسموعات میں سے جو احادیث آپ کے نزدیک صحیح ہیں یا بعد میں جن کی صحت ثابت ہوجائے میں ان کی اجازت دیتا ہوں تو یہ اجازت کی مذکورہ قسم کی قبیل سے نہیں ہوگا کیونکہ امام دارقطنی وغیرہ سے ایسی اجازت ثابت ہے۔ایسی اجازت کی وجہ سے مجاز محدث سے وہ روایت بھی نقل کرسکتا ہے جو اس نے اجازت سے پہلے سنی ہو اور اس کے نزدیک اس کی صحت اجازت کے بعد ثابت ہو۔اور اگر محدث صرف ماصح کے الفاظ کہتا اور مایصح کے الفاظ نہ بھی کہتا تب بھی مذکورہ بالا صورت میں روایت نقل کرنا جائز ہوتا کیونکہ شیخ کے اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ میں نے آپ کو ان احادیث کی اجازت دی جو آپ کے نزدیک صحیح ہوں۔پس اس میں روایت نقل کرنے کے وقت کی صحت کا اعتبار کیا جائے گا۔واللہ اعلم

النَّوْعُ السَّابِعُ مِنْ أَنْوَاعِ الْإِجَازَةِ: إِجَازَةُ الْمُجَازِ.

مِثْلُ أَنْ يَقُولَ الشَّيْخُ (أَجَزْتُ لَكَ مُجَازَاتِي، أَوْ أَجَزْتُ لَكَ رِوَايَةَ مَا أُجِيزَ لِي رِوَايَتُهُ)، فَمَنَعَ مِنْ ذَلِكَ بَعْضُ مَنْ لَا يُعْتَدُّ بِهِ مِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ.

وَالصَّحِيحُ - وَالَّذِي عَلَيْهِ الْعَمَلُ - أَنَّ ذَلِكَ جَائِزٌ، وَلَا يُشْبِهُ ذَلِكَ مَا امْتَنَعَ مِنْ تَوْكِيلِ الْوَكِيلِ بِغَيْرِ إِذْنِ الْمُوَكِّلِ، وَوَجَدْتُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو السَّفَاقِسِيِّ الْحَافِظِ الْمَغْرِبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا نُعَيْمٍ الْحَافِظَ الْأَصْبَهَانِيَّ يَقُولُ: " الْإِجَازَةُ عَلَى الْإِجَازَةِ قَوِيَّةٌ جَائِزَةٌ ".

## اجازت حدیث کی ساتویں قسم:

اجازۃ المجاز ہے مثال کے طور پر محدث یوں کہے کہ میں نے آپ کو اپنی مجازات کی اجازت دے دی یا یوں کہے کہ میں نے آپ کو اس شیخ کی روایت کی اجازت دی ہے جن کی روایت کی مجھے بھی اجازت ملی ہوئی ہے۔بعض متاخرین حضرات نے اس کو ناجائز کہا ہے لیکن ان کا قول ناقابل اعتبار ہے۔صحیح اور معمول بھا مذہب یہ ہے کہ یہ جائز ہے اور بغیر موکل کی اجازت کے جو وکیل بنانے کو ناجائز کہا گیا ہے وہ اس کے مثل نہیں ہے۔میں نے حافظ ابوعمرو سفاقسی مغربی سے منقول یہ قول دیکھا ہے،انہوں نے فرمایا کہ میں نے حافظ ابونعیم اصفہانی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اجازت کے اوپر اجازت جائز ہے اور اس سے روایت کو تقویت ملتی ہے۔

وَحَكَى الْخَطِيبُ الْحَافِظُ تَجْوِيزَ ذَلِكَ عَنِ الْحَافِظِ الْإِمَامِ أَبِي الْحَسَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ، وَالْحَافِظِ أَبِي الْعَبَّاسِ

الْمَعْرُوفِ بِابْنِ عُقْدَةَ الْكُوفِيِّ، وَغَيْرِهِمَا، وَقَدْ كَانَ الْفَقِيهُ الزَّاهِدُ نَصْرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَقْدِسِيُّ يَرْوِي بِالْإِجَازَةِ عَنِ الْإِجَازَةِ، حَتَّى رُبَّمَا وَالَى فِي رِوَايَتِهِ بَيْنَ إِجَازَاتٍ ثَلَاثٍ.

وَيَنْبَغِي لِمَنْ يَرْوِي بِالْإِجَازَةِ عَنِ الْإِجَازَةِ أَنْ يَتَأَمَّلَ كَيْفِيَّةَ إِجَازَةِ شَيْخِ شَيْخِهِ، وَمُقْتَضَاهَا، حَتَّى لَا يَرْوِيَ بِهَا مَا لَمْ يَنْدَرِجْ تَحْتَهَا، فَإِذَا كَانَ مَثَلًا صُورَةُ إِجَازَةِ شَيْخِ شَيْخِهِ (أَجَزْتُ لَهُ مَا صَحَّ عِنْدَهُ مِنْ سَمَاعَاتِي)، فَرَأَى شَيْئًا مِنْ مَسْمُوعَاتِ شَيْخِ شَيْخِهِ، فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْوِيَ ذَلِكَ عَنْ شَيْخِهِ عَنْهُ، حَتَّى يَسْتَبِينَ أَنَّهُ مِمَّا كَانَ قَدْ صَحَّ عِنْدَ شَيْخِهِ كَوْنُهُ مِنْ سَمَاعَاتِ شَيْخِهِ الَّذِي تِلْكَ إِجَازَتُهُ، وَلَا يَكْتَفِي بِمُجَرَّدِ صِحَّةِ ذَلِكَ عِنْدَهُ الْآنَ، عَمَلًا بِلَفْظِهِ، وَتَقْيِيدِهِ، وَمَنْ لَا يَتَفَطَّنُ لِهَذَا وَأَمْثَالِهِ يَكْثُرُ عِثَارُهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

هَذِهِ أَنْوَاعُ الْإِجَازَةِ الَّتِي تَمَسُّ الْحَاجَةُ إِلَى بَيَانِهَا، وَيَتَرَكَّبُ مِنْهَا أَنْوَاعٌ أُخَرُ سَيَتَعَرَّفُ الْمُتَأَمِّلُ حُكْمَهَا مِمَّا أَمْلَيْنَاهُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى.

حافظ خطیب بغدادی نے حافظ امام ابوالحسن دارقطنی اور حافظ ابوالعباس کوفی المعروف بابن عقدہ وغیرہ سے بھی اس کے جواز کو نقل کیا ہے اور زاہد فقیہ نصر بن ابراہیم مقدسی اس قسم کی روایت نقل کرتے تھے یہاں تک کہ بعض اوقات وہ اپنی روایات میں پے در پے تین اجازتیں بھی لے کر آئے ہیں۔

جو راوی اجازت سے منقول روایت کو بالاجازہ روایت کرتا ہے اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ اپنے شیخ کے شیخ کی اجازت کی کیفیت اور اس کے مقتضی میں تأمل کرے حتیٰ کہ اس اجازت میں جو روایت داخل نہ ہو اس کو روایت نہ کرے مثال کے طور پر اس کے شیخ کے شیخ کی اجازت کی صورت یہ ہو کہ انہوں نے فرمایا کہ آپ کے نزدیک میری مسموعات میں سے جو روایت صحیح ہو میں نے آپ کو اس کی اجازت دے دی، پھر راوی نے اپنے شیخ کے شیخ کی مسموعات میں سے کوئی روایت دیکھی تو اس کے لیے اس روایت کو اپنے شیخ سے نقل کرنا جائز نہیں ہے یہاں تک کہ اس کو معلوم ہو جائے کہ یہ روایت ان احادیث میں سے ہے جو اس کے اپنے شیخ کے نزدیک صحیح ہے اور ان مسموعات میں سے ہے جن کی اجازت اس کے شیخ کو اپنے شیخ نے دی تو شیخ الشیخ کے الفاظ اور قیودات پر عمل کرنے کی وجہ سے محض راوی کے اپنے شیخ کے ہاں کسی روایت کا صحیح ہونا کافی نہیں ہے۔ جو راوی ان باتوں یا ان کے مثل باریک باتوں کی طرف دھیان نہیں رکھتے ان سے زیادہ تر غلطیاں واقع ہوتی ہیں۔

یہ اجازت حدیث کی مذکورہ بالا قسمیں تو وہ تھیں جن کو بیان کرنا بے حد ضروری تھا ان کے علاوہ اس کی اور قسمیں بھی بنتی ہیں غور فکر سے کام لینے والا شخص ان شاء اللہ ہماری مذکورہ بالا تحریر سے ان کا حکم معلوم کر لے گا۔

ثُمَّ إِنَّا نُنَبِّهُ عَلَى أُمُورٍ:

أَحَدُهَا: رُوِّينَا عَنْ أَبِي الْحُسَيْنِ أَحْمَدَ بْنِ فَارِسٍ الْأَدِيبِ الْمُصَنِّفِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: " مَعْنَى الْإِجَازَةِ

فِي كَلَامِ الْعَرَبِ مَأْخُوذٌ مِنْ جَوَازِ الْمَاءِ الَّذِي يُسْقَاهُ الْمَالُ مِنَ الْمَاشِيَةِ وَالْحَرْثِ، يُقَالُ مِنْهُ: اسْتَجَزْتُ فُلَانًا، فَأَجَازَ لِي، إِذَا أَسْقَاكَ مَاءً لِأَرْضِكَ، أَوْ مَاشِيَتِكَ، كَذَلِكَ طَالِبُ الْعِلْمِ يَسْأَلُ الْعَالِمَ أَنْ يُجِيزَهُ عِلْمَهُ، فَيُجِيزُهُ إِيَّاهُ.

اس مقام پر ہم چند امور پر تنبیہ کرنا چاہتے ہیں۔

## امر اول:

ہم نے مصنف ادیب ابوالحسن احمد فارس رحمہ اللہ سے نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ اجازت کا معنی کلام عرب میں جواز الماء سے ماخوذ ہے یہ اس پانی کو کہا جاتا ہے جس سے جانور یا زمین سیراب ہو جاتی ہے اسی سے کہا جاتا ہے استجزت فلانا فأجاز لی، یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ اپنے پانی سے تیری زمین یا مویشیوں کو سیراب کر دے۔ اس طرح طالب علم عالم اور محدث سے عرض کرتا ہے وہ اس کو اپنے علم سے سیراب کر دے تو وہ اس کو اپنے علم سے سیراب کر دیتا ہے۔

قُلْتُ: فَلِلْمُجِيزِ عَلَى هَذَا أَنْ يَقُولَ: " أَجَزْتُ فُلَانًا مَسْمُوعَاتِي، أَوْ مَرْوِيَّاتِي "، فَيُعَدِّيَهُ بِغَيْرِ حَرْفِ جَرٍّ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ إِلَى ذِكْرِ لَفْظِ الرِّوَايَةِ، أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ، وَيَحْتَاجُ إِلَى ذَلِكَ مَنْ يَجْعَلُ الْإِجَازَةَ بِمَعْنَى التَّسْوِيغِ، وَالْإِذْنِ، وَالْإِبَاحَةِ، وَذَلِكَ هُوَ الْمَعْرُوفُ، فَيَقُولُ: (أَجَزْتُ لِفُلَانٍ رِوَايَةَ مَسْمُوعَاتِي) مَثَلًا، وَمَنْ يَقُولُ مِنْهُمْ: (أَجَزْتُ لَهُ مَسْمُوعَاتِي) فَعَلَى سَبِيلِ الْحَذْفِ الَّذِي لَا يَخْفَى نَظِيرُهُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: کہ محدث مجیز کو یہ الفاظ کہنے چاہیے (أجزت فلانا مسموعاتی أو: مرویاتی) یعنی اجازت کو بغیر حرف جر کے واسطے کے متعدی بنائے اور اس میں لفظ روایت اور اس کے ہم معنی کسی لفظ کو ذکر کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اس حرف جر کو ذکر کرنے کی طرف احتیاج اس شخص کو ہو گی جو اجازت کو بمعنی اباحت اذن اور گنجائش کے استعمال کرتا ہے اور یہی اس کے مشہور معنی ہیں پس وہ یوں کہے گا أجزت لفلان روایة مسموعاتی۔ اور بعض ان میں سے یوں کہتے ہیں أجزت له مسموعاتی. اس میں حذف معروف و مشہور طریقے پر ہی ہے۔ واللہ اعلم۔

الثَّانِي: إِنَّمَا تُسْتَحْسَنُ الْإِجَازَةُ إِذَا كَانَ الْمُجِيزُ عَالِمًا بِمَا يُجِيزُ، وَالْمُجَازُ لَهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: لِأَنَّهَا تَوَسُّعٌ، وَتَرْخِيصٌ، يَتَأَهَّلُ لَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ لِمَسِيسِ حَاجَتِهِمْ إِلَيْهَا، وَبَالَغَ بَعْضُهُمْ فِي ذَلِكَ فَجَعَلَهُ شَرْطًا فِيهَا. وَحَكَاهُ أَبُو الْعَبَّاسِ الْوَلِيدُ بْنُ بَكْرٍ الْمَالِكِيُّ، عَنْ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو عُمَرَ: "الصَّحِيحُ أَنَّهَا لَا تَجُوزُ إِلَّا لِمَاهِرٍ بِالصِّنَاعَةِ، وَفِي شَيْءٍ مُعَيَّنٍ لَا يُشْكِلُ إِسْنَادُهُ"، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

## امر ثانی:

یہ ہے کہ اجازت اس وقت مستحسن ہے جب اجازت دینے والا جس کی اجازت دے رہا ہو اس کا عالم ہو اور مجاز لہ بھی عالم ہو اس لیے کہ گنجائش اور رخصت کے حق دار اہل علم ہیں کیونکہ ان کو اس کی طرف احتیاج اور ضرورت ہوتی ہے۔ بعضوں نے تو اس میں

اس قدر مبالغہ کیا کہ اجازت میں اس کو شرط قرار دیا۔ ابوالعباس الولید بن بکر مالکی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ حافظ ابوعمر نے فرمایا صحیح قول یہ ہے کہ اجازت صرف ماہر فن محدث کے لیے جائز ہے اور وہ بھی معین اجازت ہو ایسی حدیث میں ہو جس کی سند میں کوئی اشکال نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

الثَّالِثُ: يَنْبَغِي لِلْمُجِيزِ إِذَا كَتَبَ إِجَازَتَهُ أَنْ يَتَلَفَّظَ بِهَا، فَإِنِ اقْتَصَرَ عَلَى الْكِتَابَةِ كَانَ ذٰلِكَ إِجَازَةً جَائِزَةً، إِذَا اقْتَرَنَ بِقَصْدِ الْإِجَازَةِ.

غَيْرَ أَنَّهَا أَنْقَصُ مَرْتَبَةً مِنَ الْإِجَازَةِ الْمَلْفُوظِ بِهَا، وَغَيْرُ مُسْتَبْعَدٍ تَصْحِيحُ ذٰلِكَ بِمُجَرَّدِ هٰذِهِ الْكِتَابَةِ فِي بَابِ الرِّوَايَةِ، الَّتِي جُعِلَتْ فِيهِ الْقِرَاءَةُ عَلَى الشَّيْخِ مَعَ أَنَّهُ لَمْ يَلْفِظْ بِمَا قُرِئَ عَلَيْهِ إِخْبَارًا مِنْهُ بِمَا قُرِئَ عَلَيْهِ، عَلَى مَا تَقَدَّمَ بَيَانُهُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

**امر ثالث:**

جب مجیز کسی کو تحریری اجازت دے رہا ہو تو اس کے لیے مناسب یہ ہے وہ اس کا زبان سے تلفظ بھی کرے۔ اگر اس نے صرف تحریر پر بھی اکتفا کر لیا تب بھی اجازت صحیح ہوگی بشرطیکہ اجازت کی نیت سے تحریر کیا ہو لیکن یہ اجازت لفظی اجازت سے درجہ میں کم ہے۔ محض اس کتابت کی وجہ سے اس اجازت کی تصحیح کوئی امر مستبعد نہیں ہے یہ اس راویت کے باب سے ہوگا جس میں شیخ کے سامنے حدیث کی قرات کی گئی ہو لیکن شیخ نے بطور خبر کے زبان سے اس کا تلفظ نہ کیا ہو جیسا کہ اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے واللہ اعلم

# الْقِسْمُ الرَّابِعُ　　چوتھی قسم

## مِنْ أَقْسَامِ طُرُقِ تَحَمُّلِ الْحَدِيثِ، وَتَلَقِّيهِ: الْمُنَاوَلَةُ
## اخذ وتحمل حدیث کی اقسام میں سے چوتھی قسم

المناوله:

وَهِيَ عَلَى نَوْعَيْنِ:

أَحَدُهُمَا: الْمُنَاوَلَةُ الْمَقْرُونَةُ بِالْإِجَازَةِ، وَهِيَ أَعْلَى أَنْوَاعِ الْإِجَازَةِ عَلَى الْإِطْلَاقِ. وَلَهَا صُوَرٌ:

مِنْهَا: أَنْ يَدْفَعَ الشَّيْخُ إِلَى الطَّالِبِ أَصْلَ سَمَاعِهِ، أَوْ فَرْعًا مُقَابَلًا بِهِ،

وَيَقُولَ: (هَذَا سَمَاعِي، أَوْ رِوَايَتِي عَنْ فُلَانٍ، فَارْوِهِ عَنِّي، أَوْ أَجَزْتُ لَكَ رِوَايَتَهُ عَنِّي)، ثُمَّ يُمَلِّكَهُ إِيَّاهُ.

أَوْ يَقُولَ: (خُذْهُ، وَانْسَخْهُ، وَقَابِلْ بِهِ، ثُمَّ رُدَّهُ إِلَيَّ) أَوْ نَحْوَ هَذَا.

اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم وہ جو اجازت کے ساتھ ملی ہوئی ہو:

یہ علی الاطلاق اجازت کی سب سے اعلیٰ قسم ہے اور اس کی چند صورتیں ہیں۔ ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ شیخ طالب حدیث کو اپنی اصل سنی ہوئی حدیث دے یا اس کی فرع دے لیکن اس کا اصل کے ساتھ تقابل کیا گیا ہو اور اس کے ساتھ اس کو یہ کہے کہ یہ میری سنی ہوئی حدیث ہے یا یہ فلاں سے میری روایت ہے آپ اس کو میری طرف سے روایت کریں یا میں نے فلاں کی روایت جو مجھ سے منقول ہے آپ کو اس کی اجازت دے دی۔ پھر وہ اس مکتوب کو شیخ کو واپس کر دے یا یوں کہے کہ (یہ مکتوب لو، اور اس سے حدیث لکھ لو، اور دونوں کا باہم موازنہ کرو۔ پھر مکتوب میرے حوالے کرو،) یا اس کے مثل کوئی کلام کہے۔

وَمِنْهَا: أَنْ يَجِيءَ الطَّالِبُ إِلَى الشَّيْخِ بِكِتَابٍ، أَوْ جُزْءٍ مِنْ حَدِيثِهِ، فَيَعْرِضُهُ عَلَيْهِ، فَيَتَأَمَّلُهُ الشَّيْخُ وَهُوَ عَارِفٌ مُتَيَقِّظٌ، ثُمَّ يُعِيدُهُ إِلَيْهِ، وَيَقُولُ لَهُ: (وَقَفْتُ عَلَى مَا فِيهِ، وَهُوَ حَدِيثِي عَنْ فُلَانٍ، أَوْ رِوَايَتِي عَنْ شُيُوخِي فِيهِ، فَارْوِهِ عَنِّي، أَوْ أَجَزْتُ لَكَ رِوَايَتَهُ عَنِّي). وَهَذَا قَدْ سَمَّاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ (عَرْضًا)، وَقَدْ سَبَقَتْ حِكَايَتُنَا فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الشَّيْخِ أَنَّهَا تُسَمَّى عَرْضًا، فَلْنُسَمِّ ذَلِكَ (عَرْضَ الْقِرَاءَةِ)، وَهَذَا (عَرْضَ الْمُنَاوَلَةِ)، وَاللهُ أَعْلَمُ.

ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ طالب حدیث شیخ کے پاس کوئی کتاب یا اس کا کوئی حصہ لے کر آ جائے اور اس کو شیخ کے سامنے پیش کر دے پھر شیخ اس میں غور کرے اور حالت بیداری میں اس کو معلوم ہو جائے کہ یہ میری احادیث ہیں پھر یہ کہتے ہوئے اس کو طالب کے حوالے کر دے کہ جو مکتوب میں ہے مجھے معلوم ہے کہ وہ میری احادیث ہیں اور میں نے ان کو فلاں سے نقل کیا ہے یا یوں کہے کہ اس مکتوب میں جو کچھ ہے وہ میرے شیوخ کی روایات ہیں آپ ان کو میری طرف سے روایت کر سکتے ہیں یا اس کو یوں کہے کہ میں نے آپ کو فلاں شیخ کی روایات کی اجازت دے دی۔ بہت سے ائمہ حدیث نے اس قسم کا نام عرض رکھا ہے۔ قرات علی الشیخ کے باب میں پہلے ہماری حکایت گزر چکی ہے کہ اس کو عرض بھی کہتے ہیں۔ پس اسکو عرض القراءۃ اور اس کو عرض المناولۃ کہنا چاہیے واللہ اعلم۔

وَهَذِهِ الْمُنَاوَلَةُ الْمُقْتَرِنَةُ بِالْإِجَازَةِ: حَالَّةٌ مَحَلَّ السَّمَاعِ عِنْدَ مَالِكٍ، وَجَمَاعَةٍ مِنْ أَئِمَّةِ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ. وَحَكَى الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ النَّيْسَابُورِيُّ - فِي عَرْضِ الْمُنَاوَلَةِ الْمَذْكُورِ - عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْمُتَقَدِّمِينَ: أَنَّهُ سَمَاعٌ.

وَهَذَا مُطَّرِدٌ فِي سَائِرِ مَا يُمَاثِلُهُ مِنْ صُوَرِ الْمُنَاوَلَةِ الْمَقْرُونَةِ بِالْإِجَازَةِ: فَمِمَّنْ حَكَى الْحَاكِمُ ذَلِكَ عَنْهُمْ: ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، وَرَبِيعَةُ الرَّأْيِ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ - الْإِمَامُ -، فِي آخَرِينَ مِنَ الْمَدَنِيِّينَ، وَمُجَاهِدٌ، وَأَبُو الزُّبَيْرِ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْمَكِّيِّينَ، وَعَلْقَمَةُ، وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيَّانِ، وَالشَّعْبِيُّ فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْكُوفِيِّينَ، وَقَتَادَةُ، وَأَبُو الْعَالِيَةِ، وَأَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ فِي طَائِفَةٍ مِنَ الْبَصْرِيِّينَ، وَابْنُ وَهْبٍ، وَابْنُ الْقَاسِمِ، وَأَشْهَبُ فِي طَائِفَةٍ مِنَ الْمِصْرِيِّينَ، وَآخَرُونَ مِنَ الشَّامِيِّينَ، وَالْخُرَاسَانِيِّينَ.

مناولہ کی یہ قسم یعنی جو اجازت کے ساتھ ملی ہوئی ہو امام مالک رحمہ اللہ اور محدثین ائمہ کی ایک جماعت کے نزدیک سماع کے قائم مقام ہے۔ حافظ حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری سے منقول ہے کہ مناولہ کی مذکورہ قسم عرض کے بارے میں بہت سے متقدمین سے منقول ہے کہ یہ دراصل سماع ہی ہے پس مناولہ مقرونہ بالاجازۃ کے مماثل جتنی بھی صورتیں ہیں ان سب کے بارے میں یہی مشہور ہے کہ وہ سماع کے قبیل سے ہیں۔ امام حاکم نے جن حضرات سے اس کو نقل کیا ہے ان میں متاخرین اہل مدینہ میں سے ابن شہاب الزہری ، ربیعہ رائے، یحیی بن سعید الانصاری اور امام مالک بن انس بھی ہیں نیز مجاہد، ابوالزبیر، ابن عیینہ اہل مکہ کی جماعت میں سے کوفیوں میں سے علقمہ نخعی اور ابراہیم نخعی، بصریوں میں سے قتادہ، ابولعالیہ ابوالتوکل ناجی مصریوں میں سے ابن وہب ابن القاسم اشعب اور شامیوں اور خراسانیوں میں سے دیگر علماء محدثین بھی شامل ہیں۔

وَرَأَى الْحَاكِمُ طَائِفَةً مِنْ مَشَايِخِهِ عَلَى ذَلِكَ، وَفِي كَلَامِهِ بَعْضُ التَّخْلِيطِ مِنْ حَيْثُ كَوْنُهُ خَلَطَ بَعْضَ مَا وَرَدَ فِي (عَرْضِ الْقِرَاءَةِ) بِمَا وَرَدَ فِي (عَرْضِ الْمُنَاوَلَةِ) وَسَاقَ الْجَمِيعَ مَسَاقًا وَاحِدًا.

وَالصَّحِيحُ: أَنَّ ذَٰلِكَ غَيْرُ حَالٍّ مَحَلَّ السَّمَاعِ، وَأَنَّهُ مُنْحَطٌّ عَنْ دَرَجَةِ التَّحْدِيثِ لَفْظًا، وَالْإِخْبَارِ قِرَاءَةً.

وَقَدْ قَالَ الْحَاكِمُ فِي هَذَا الْعَرْضِ: " أَمَّا فُقَهَاءُ الْإِسْلَامِ الَّذِينَ أَفْتَوْا فِي الْحَلَالِ، وَالْحَرَامِ، فَإِنَّهُمْ لَمْ يَرَوْهُ سَمَاعًا، وَبِهِ قَالَ الشَّافِعِيُّ، وَالْأَوْزَاعِيُّ، وَالْبُوَيْطِيُّ، وَالْمُزَنِيُّ، وَأَبُو حَنِيفَةَ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ. قَالَ: وَعَلَيْهِ عَهِدْنَا أَئِمَّتَنَا، وَإِلَيْهِ ذَهَبُوا، وَإِلَيْهِ نَذْهَبُ "، وَاللهُ أَعْلَمُ.

امام حاکم نے اپنے مشائخ میں سے ایک جماعت کو اسی مذہب پر پایا اور امام حاکم کے کلام میں کچھ خلط مبحث ہے وہ اس طرح کہ انہوں نے بعض احادیث کو جو عرض القراۃ میں وارد ہوئی ہیں ان کو عرض المناولہ میں وارد احادیث کے ساتھ ملا دیا ہے انہوں نے سب کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے۔ صحیح مذہب یہ ہے کہ مناولہ کی یہ قسم سماع کے قائم مقام نہیں ہے بلکہ یہ لفظوں میں حدیث بیان کرنے اور قرأت کر کے حدیث سنانے سے درجہ میں کم ہے۔ امام حاکم نے اسی عرض کے بارے میں فرمایا کہ جن فقہاء اسلام نے حلال اور حرام کے فتوے دیے ان کے نزدیک یہ سماع نہیں ہے اور امام شافعی، امام اوزاعی، امام بویطی، امام المزنی، امام ابوحنیفہ، امام سفیان الثوری، امام أحمد بن حنبل، امام ابن المبارک، امام یحیٰ بن یحیٰ، امام إسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے نیز امام حاکم نے فرمایا کہ اسی پر ہمارے زمانے کے ائمہ ہیں اور یہی ان کا مذہب ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ واللہ اعلم

وَمِنْهَا: أَنْ يُنَاوِلَ الشَّيْخُ الطَّالِبَ كِتَابَهُ، وَيُجِيزَ لَهُ رِوَايَتَهُ عَنْهُ، ثُمَّ يُمْسِكَهُ الشَّيْخُ عِنْدَهُ، وَلَا يُمَكِّنَهُ مِنْهُ، فَهَذَا يَتَقَاعَدُ عَمَّا سَبَقَ، لِعَدَمِ احْتِوَاءِ الطَّالِبِ عَلَى مَا تَحَمَّلَهُ، وَغَيْبَتِهِ عَنْهُ، وَجَائِزٌ لَهُ رِوَايَةُ ذَٰلِكَ عَنْهُ، إِذَا ظَفِرَ بِالْكِتَابِ، أَوْ بِمَا هُوَ مُقَابَلٌ بِهِ عَلَى وَجْهٍ يَثِقُ مَعَهُ بِمُوَافَقَتِهِ لِمَا تَنَاوَلَتْهُ الْإِجَازَةُ، عَلَى مَا هُوَ مُعْتَبَرٌ فِي الْإِجَازَاتِ الْمُجَرَّدَةِ عَنِ الْمُنَاوَلَةِ.

ثُمَّ إِنَّ الْمُنَاوَلَةَ فِي مِثْلِ هَذَا لَا يَكَادُ يَظْهَرُ حُصُولُ مَزِيَّةٍ بِهَا عَلَى الْإِجَازَةِ الْوَاقِعَةِ فِي مُعَيَّنٍ كَذَٰلِكَ مِنْ غَيْرِ مُنَاوَلَةٍ. وَقَدْ صَارَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَالْأُصُولِيِّينَ إِلَى أَنَّهُ لَا تَأْثِيرَ لَهَا وَلَا فَائِدَةَ، غَيْرَ أَنَّ شُيُوخَ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي الْقَدِيمِ وَالْحَدِيثِ - أَوْ مَنْ حُكِيَ ذَٰلِكَ عَنْهُ مِنْهُمْ - يَرَوْنَ لِذَٰلِكَ مَزِيَّةً مُعْتَبَرَةً، وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ شیخ اپنے طالب علم کو اپنی کتاب دے اور اسکو اس کتاب کی روایت کی اجازت دے پھر اصل کتاب کو اپنے پاس روک لے اور طالب علم کو اس پر قدرت نہ دے پس یہ قسم بھی اس سے پہلے مذکور قسم کی طرح ہے کیونکہ اس میں طالب علم نے جس حدیث کو لیا ہے اس کو اپنے پاس محفوظ نہیں کیا اور وہ اس کے پاس موجود نہیں ہے۔ جب راوی کو وہی کتاب ملے تو اس سے اس کے لیے روایت کرنا جائز ہے یا اس کے مقابلے میں کوئی اور کتاب ملے جو اس کے موافق ہو اور اس پر اعتماد کیا

جاسکتا ہو اس لیے کہ اس کو وہ اجازت شامل ہے اس بنا پر کہ وہ مناولہ سے خالی اجازات میں معتبر ہے پھر ان جیسی صورتوں میں مناولہ کو تقریر یا اجازت معینہ جو بغیر مناولہ کے ہو پر کوئی خاص فضیلت اور فوقیت حاصل نہیں ہے اور متعدد فقہاء اور اصولین کا مذہب یہ ہے کہ مناولہ کے لیے کوئی تاثیر اور فائدہ ثابت نہیں ہے مگر متقدمین اور متاخرین محدثین یا ان سے نقل کرنے والے حضرات کی رائے یہ ہے کہ اس کو اجازت پر فوقیت اور فضیلت حاصل ہے اور حقیقت حال کا علم تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ہے۔

وَمِنْهَا: أَنْ يَأْتِيَ الطَّالِبُ الشَّيْخَ بِكِتَابٍ أَوْ جُزْءٍ فَيَقُولُ: (هَذَا رِوَايَتُكَ، فَنَاوِلْنِيهِ، وَأَجِزْ لِي رِوَايَتَهُ)، فَيُجِيبُهُ إِلَى ذَلِكَ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْظُرَ فِيهِ، وَيَتَحَقَّقَ رِوَايَتَهُ لِجَمِيعِهِ، فَهَذَا لَا يَجُوزُ، وَلَا يَصِحُّ.

فَإِنْ كَانَ الطَّالِبُ مَوْثُوقًا بِخَبَرِهِ، وَمَعْرِفَتِهِ جَازَ الِاعْتِمَادُ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ، وَكَانَ ذَلِكَ إِجَازَةً جَائِزَةً، كَمَا جَازَ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الشَّيْخِ الِاعْتِمَادُ عَلَى الطَّالِبِ، حَتَّى يَكُونَ هُوَ الْقَارِئُ مِنَ الْأَصْلِ، إِذَا كَانَ مَوْثُوقًا بِهِ مَعْرِفَةً وَدِينًا.

قَالَ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ رَحِمَهُ اللهُ: " وَلَوْ قَالَ: حَدِّثْ بِمَا فِي هَذَا الْكِتَابِ عَنِّي إِنْ كَانَ مِنْ حَدِيثِي مَعَ بَرَاءَتِي مِنَ الْغَلَطِ وَالْوَهْمِ، كَانَ ذَلِكَ جَائِزًا حَسَنًا "، وَاللهُ أَعْلَمُ.

ان صورتوں میں ایک صورت یہ ہے کہ طالب علم شیخ کے پاس کتاب لے کر آئے یا کوئی جلد لے کر آئے اور یہ کہے کہ یہ آپ کی روایت ہے آپ مجھے اس کی اجازت دیں پھر شیخ اس کتاب کو دیکھے بغیر اور تحقیق کئے بغیر اس کی اجازت دے دیتا ہے تو اس قسم کی اجازت ناجائز اور غیر صحیح ہے۔ اگر صورت مذکورہ میں طالب علم ایسا ہو جس کی خبر اور معرفت پر اعتماد کیا جاسکتا ہو تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہوگا اور یہ اجازت صحیح ہوگی جیسا کہ قرأت علی الشیخ والی صورت میں طالب پر اعتماد کرنا جائز ہے یہاں تک کہ وہ اصل سے حدیث کو پڑھتا ہے جبکہ دین وعلم میں اس پر اعتماد کیا جاسکتا ہو۔ خطیب ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر محدث طالب علم کو یوں کہے کہ اس کتاب میں جو احادیث ہیں ان کو آپ میری طرف سے بیان کرو بشرطیکہ وہ میری حدیث ہو اور میں غلطی اور وہم سے بری ہوں تو یہ جائز ہوگا بلکہ اولیٰ بھی ہوگا۔ واللہ اعلم

الثَّانِي: الْمُنَاوَلَةُ الْمُجَرَّدَةُ عَنِ الْإِجَازَةِ:

بِأَنْ يُنَاوِلَهُ الْكِتَابَ كَمَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ أَوَّلًا، وَيَقْتَصِرَ عَلَى قَوْلِهِ: " هَذَا مِنْ حَدِيثِي، أَوْ مِنْ سَمَاعَاتِي " وَلَا يَقُولُ: " ارْوِهِ عَنِّي، أَوْ أَجَزْتُ لَكَ رِوَايَتَهُ عَنِّي " وَنَحْوَ ذَلِكَ.

فَهَذِهِ مُنَاوَلَةٌ مُخْتَلَّةٌ، لَا تَجُوزُ الرِّوَايَةُ بِهَا، وَعَابَهَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْفُقَهَاءِ، وَالْأُصُولِيِّينَ عَلَى الْمُحَدِّثِينَ الَّذِينَ أَجَازُوهَا وَسَوَّغُوا الرِّوَايَةَ بِهَا.

وَحَكَى الْخَطِيبُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ صَحَّحُوهَا، وَأَجَازُوا الرِّوَايَةَ بِهَا، وَسَنَذْكُرُ - إِنْ شَاءَ اللهُ سُبْحَانَهُ، وَتَعَالَى - قَوْلَ مَنْ أَجَازَ الرِّوَايَةَ بِمُجَرَّدِ إِعْلَامِ الشَّيْخِ الطَّالِبِ أَنَّ هَذَا الْكِتَابَ سَمَاعُهُ

مِنْ فُلَانٍ، وَهٰذَا يَزِيدُ عَلَى ذٰلِكَ وَيَتَرَجَّحُ بِمَا فِيهِ مِنَ الْمُنَاوَلَةِ، فَإِنَّهَا لَا تَخْلُو مِنْ إِشْعَارٍ بِالْإِذْنِ فِي الرِّوَايَةِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

مناولہ کی دوسری قسم مناولہ مجردہ عن الاجازۃ ہے:

اس کی صورت یہ ہے کہ محدث طالب علم کو اپنی کتاب سپرد کرے جیسا کہ پہلے بھی اس کا ذکر گزر چکا ہے اور اپنے اس قول کہ یہ میری حدیث ہے یا یہ میری سنی ہوئی روایت ہے اور اس کے ساتھ یہ نہ کہے کہ آپ میری طرف سے اس کو روایت کرو یا میں نے آپ کو اپنی طرف سے اس کی روایت کرنے اجازت دے دی یا اس کے مثل کوئی اور کلام کرے۔ مناولہ کی یہ قسم ناقص ہے اس کی وجہ سے روایت آگے بیان کرنا جائز نہیں ہے جن محدثین نے اس کو اور اس کی وجہ سے روایت نقل کرنے کو جائز کہا ہے ان پر متعدد فقہاء اور اصولی علماء نے تنقید کی ہے۔ خطیب ابو بکر نے اہل علم کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس قسم کی تصحیح کی ہے اور اس کی وجہ سے حدیث نقل کرنے کو جائز کہا ہے ہم عنقریب ان شاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان حضرات کے قول کو ذکر کریں گے جنہوں نے محض شیخ کے اتنا کہنے کی وجہ سے کہ اس کتاب کا سماع فلاں سے ہے، اس سے روایت نقل کرنے کو جائز کہا ہے۔ یہ قول مذکور مناولہ کی اس قسم سے بڑھ کر اور راجح ہے اس لیے کہ اس میں مناولہ ہے اور مناولہ میں اذن پر دلالت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

الْقَوْلُ فِي عِبَارَةِ الرَّاوِي بِطَرِيقِ الْمُنَاوَلَةِ وَالْإِجَازَةِ:

حُكِيَ عَنْ قَوْمٍ مِنَ الْمُتَقَدِّمِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ: أَنَّهُمْ جَوَّزُوا إِطْلَاقَ " حَدَّثَنَا، وَأَخْبَرَنَا " فِي الرِّوَايَةِ بِالْمُنَاوَلَةِ، حُكِيَ ذٰلِكَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَمَالِكٍ، وَغَيْرِهِمَا، وَهُوَ لَائِقٌ بِمَذْهَبِ جَمِيعِ مَنْ سَبَقَتِ الْحِكَايَةُ عَنْهُمْ: أَنَّهُمْ جَعَلُوا عَرْضَ الْمُنَاوَلَةِ الْمَقْرُونَةِ بِالْإِجَازَةِ سَمَاعًا.

وَحُكِيَ أَيْضًا عَنْ قَوْمٍ مِثْلُ ذٰلِكَ فِي الرِّوَايَةِ بِالْإِجَازَةِ.

## راوی کی عبارت میں طریقِ مناولہ اور طریقِ اجازۃ پر کلام:

متقدمین اور ان کے بعد والے حضرات سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے روایت بالمناولہ میں حدثنا اور اخبرنا کے اطلاق کو جائز قرار دیا انہوں نے اس کو امام زہری اور امام مالک سے وغیرہ سے نقل کیا ہے اور یہ قول ان حضرات کے مذہب کے موافق ہے جن کے اقوال کو پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ انہوں نے عرض المناولہ جو متصل بالاجازۃ ہو کو سماع قرار دیا ہے اور خطیب نے بعض حضرات سے روایت بالاجازۃ کے بارے میں یہ نقل کیا ہے کہ وہ بھی سماع ہے۔۔

وَكَانَ الْحَافِظُ أَبُو نُعَيْمٍ الْأَصْبَهَانِيُّ - صَاحِبُ التَّصَانِيفِ الْكَثِيرَةِ فِي عِلْمِ الْحَدِيثِ - يُطْلِقُ (أَخْبَرَنَا) فِيمَا يَرْوِيهِ بِالْإِجَازَةِ. رُوِّينَا عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: أَنَا إِذَا قُلْتُ: (حَدَّثَنَا) فَهُوَ سَمَاعِي، وَإِذَا قُلْتُ: (أَخْبَرَنَا) عَلَى الْإِطْلَاقِ فَهُوَ إِجَازَةٌ مِنْ غَيْرِ أَنْ أَذْكُرَ فِيهِ (إِجَازَةً، أَوْ كِتَابَةً، أَوْ كَتَبَ إِلَيَّ، أَوْ أَذِنَ لِي فِي الرِّوَايَةِ عَنْهُ).

وَكَانَ أَبُو عُبَيْدِ اللّٰهِ الْمَرْزُبَانِيُّ الْأَخْبَارِيُّ - صَاحِبُ التَّصَانِيفِ فِي عِلْمِ الْخَبَرِ - يَرْوِي أَكْثَرَ مَا فِي

كُتُبِهِ إِجَازَةٌ مِنْ غَيْرِ سَمَاعٍ، وَيَقُولُ فِي الْإِجَازَةِ: (أَخْبَرَنَا)، وَلَا يُبَيِّنُهَا، وَكَانَ ذَٰلِكَ - فِيمَا حَكَاهُ الْخَطِيبُ - مِمَّا عِيبَ بِهِ.

حافظ ابونعیم اصفہانی جن کی علم حدیث کے بارے میں بہت سی تصانیف ہیں وہ روایت بالا جازۃ میں اخبرنا کا اطلاق کرتے تھے، ہم نے ان سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ جب میں حدثنا کہوں تو وہ حدیث میری سنی ہوئی ہوگی اور جب میں علی الاطلاق اخبرنا کہوں تو وہ روایت بالاجازۃ ہوگی اگر چہ میں اس میں اجازت کا یا کتابت کا ذکر نہ کروں یا وہ حدیث کسی نے میری طرف لکھ کر بھیجی ہوگی اور یا کسی کی طرف سے مجھے اس روایت کی اجازت ہوگی۔ ابوعبداللہ مرزبانی اخباری جو علم حدیث میں بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں وہ اپنی کتابوں میں اکثر ایسی روایتیں نقل کرتے ہیں جن کی ان کو بغیر سماع کے صرف اجازت ملی ہوتی ہے اور وہ ان کے لیے اخبرنا کے الفاظ لاتے ہیں اور وہ اس کی وضاحت نہیں کرتے اور یہ ان حکایات میں سے ہے جن کو خطیب نے نقل کرنے کے بعد ان پر نقطہ چینی کی ہے۔

وَالصَّحِيحُ - وَالْمُخْتَارُ الَّذِي عَلَيْهِ عَمَلُ الْجُمْهُورِ، وَإِيَّاهُ اخْتَارَ أَهْلُ التَّحَرِّي، وَالْوَرَعِ - الْمَنْعُ فِي ذَٰلِكَ مِنْ إِطْلَاقِ (حَدَّثَنَا، وَأَخْبَرَنَا)، وَنَحْوِهِمَا مِنَ الْعِبَارَاتِ، وَتَخْصِيصُ ذَٰلِكَ بِعِبَارَةٍ تُشْعِرُ بِهِ، بِأَنْ يُقَيِّدَ هَٰذِهِ الْعِبَارَاتِ فَيَقُولُ: (أَخْبَرَنَا، أَوْ حَدَّثَنَا فُلَانٌ مُنَاوَلَةً وَإِجَازَةً، أَوْ أَخْبَرَنَا إِجَازَةً، أَوْ أَخْبَرَنَا مُنَاوَلَةً، أَوْ أَخْبَرَنَا إِذْنًا، أَوْ فِي إِذْنِهِ، أَوْ فِيمَا أَذِنَ لِي فِيهِ، أَوْ فِيمَا أَطْلَقَ لِي رِوَايَتَهُ عَنْهُ)، أَوْ يَقُولُ: (أَجَازَ لِي فُلَانٌ، أَوْ أَجَازَنِي فُلَانٌ كَذَا وَكَذَا، أَوْ نَاوَلَنِي فُلَانٌ)، وَمَا أَشْبَهَ ذَٰلِكَ مِنَ الْعِبَارَاتِ.

صحیح مذہب اور جمہور کا مذہب جس کو اہل فکر اور اہل تقوی نے بھی اختیار کیا ہے یہ ہے اس باب میں اخبرنا، حدثنا اور ان جیسے دیگر الفاظ کا استعمال جائز نہیں ہے اور صحیح اور مختار یہ ہے کہ اس باب میں ایسے مخصوص الفاظ کو استعمال کرنا چاہیے جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ عبارات مقید ہیں۔ پس محدث اس باب میں مندرجہ ذیل الفاظ کو استعمال کرے گا۔

(أخبرنا أو: حدثنا فلان مناولة وإجازة أو: أخبرنا إجازة أو: أخبرنا مناولة أو: أخبرنا إذنا أو: في إذنه أو: فيما أذن لي فيه أو: فيما أطلق لي روايته عنه) یا یوں کہے گا (أجاز لي فلان أو: أجازني فلان كذا و كذا أو: ناولني فلان) یا ان سے ملتے جلتے کوئی اور الفاظ کہے گا۔

وَخَصَّصَ قَوْمٌ الْإِجَازَةَ بِعِبَارَاتٍ لَمْ يَسْلَمُوا فِيهَا مِنَ التَّدْلِيسِ، أَوْ طَرَفٍ مِنْهُ، كَعِبَارَةِ مَنْ يَقُولُ فِي الْإِجَازَةِ (أَخْبَرَنَا مُشَافَهَةً) إِذَا كَانَ قَدْ شَافَهَهُ بِالْإِجَازَةِ لَفْظًا، كَعِبَارَةِ مَنْ يَقُولُ: (أَخْبَرَنَا فُلَانٌ كِتَابَةً. أَوْ فِيمَا كَتَبَ إِلَيَّ، أَوْ فِي كِتَابِهِ) إِذَا كَانَ قَدْ أَجَازَهُ بِخَطِّهِ. فَهَٰذَا - وَإِنْ تَعَارَفَهُ فِي ذَٰلِكَ طَائِفَةٌ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ الْمُتَأَخِّرِينَ - فَلَا يَخْلُو عَنْ طَرَفٍ مِنَ التَّدْلِيسِ، لِمَا فِيهِ مِنَ الْاِشْتِرَاكِ، وَالْاِشْتِبَاهِ بِمَا إِذَا كَتَبَ إِلَيْهِ ذَٰلِكَ الْحَدِيثَ بِعَيْنِهِ.

بعض حضرات نے تو اجازت کو ایسے الفاظ کے ساتھ خاص کیا ہے جس میں وہ تدلیس یا اس کے کسی گوشے سے محفوظ نہیں رہے جیسا کوئی اجازت والی روایت کو یوں بیان کرے اخبرنا مشافہۃ یعنی انہوں نے مجھے روبرو اجازت دی جب شیخ نے اس کو روبرو لفظا اجازت دی ہو۔ اس کی دوسری مثال کے الفاظ یوں ہیں: (أخبرنا فلان كتابة أو : فيما كتب إلى أو : في كتابه) جب محدث نے اس کو تحریری اجازت دی ہو آپ اس کو سمجھیں اگرچہ متاخرین محدثین کی ایک جماعت اجازت کی اس قسم کے ساتھ مشہور ہوئی لیکن پھر بھی یہ ایک قسم کی تدلیس سے خالی نہیں ہے کیونکہ اس قسم کے الفاظ میں اس صورت کے ساتھ اشتراک اور اشتباہ ہے جس میں محدث اسی طالب کی طرف بعینہ وہی حدیث لکھ کر بھیجے۔

وَوَرَدَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ أَنَّهُ خَصَّصَ الْإِجَازَةَ بِقَوْلِهِ: " خَبَّرَنَا " بِالتَّشْدِيدِ، وَالْقِرَاءَةَ عَلَيْهِ بِقَوْلِهِ " أَخْبَرَنَا ".

وَاصْطَلَحَ قَوْمٌ مِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ عَلَى إِطْلَاقِ (أَنْبَأَنَا) فِي الْإِجَازَةِ، وَهُوَ الْوَلِيدُ بْنُ بَكْرٍ صَاحِبُ (الْوَجَازَةِ فِي الْإِجَازَةِ). وَقَدْ كَانَ (أَنْبَأَنَا) عِنْدَ الْقَوْمِ - فِيمَا تَقَدَّمَ - بِمَنْزِلَةِ (أَخْبَرَنَا)، وَإِلَى هَذَا نَحَا الْحَافِظُ الْمُتْقِنُ أَبُو بَكْرٍ الْبَيْهَقِيُّ إِذْ كَانَ يَقُولُ: " أَنْبَأَنِي فُلَانٌ إِجَازَةً "، وَفِيهِ أَيْضًا رِعَايَةٌ لِاصْطِلَاحِ الْمُتَأَخِّرِينَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

امام اوزاعی سے منقول ہے کہ انہوں نے اجازت کو خبرنا کے ساتھ خاص کیا اور طالب کے سامنے قرأت کو اخبرنا کے ساتھ خاص کیا بعض متاخرین یعنی ولید بن بکر صاحب الوجازۃ فی الاجازۃ نے یہ اصطلاح قائم کی ہے کہ انہوں نے اجازت میں أنبأنا کا اطلاق کیا۔ بعض حضرات نے انبانا کو اخبرنا کی طرح قرار دیا جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے حافظ ابوبکر بیہقی کا میلان بھی اسی طرف ہے اس لیے کہ وہ اجازت والی روایت کو نقل کرتے وقت انبأني فلان اجازۃ کے الفاظ کہتے تھے اور اس میں بھی متاخرین کی اصطلاح کی رعایت ہے۔ واللہ اعلم۔

وَرُوِّينَا عَنِ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحَافِظِ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّهُ قَالَ: " الَّذِي أَخْتَارُهُ، وَعَهِدْتُ عَلَيْهِ أَكْثَرَ مَشَايِخِي، وَأَئِمَّةَ عَصْرِي أَنْ يَقُولَ فِيمَا عَرَضَ عَلَى الْمُحَدِّثِ، فَأَجَازَ لَهُ رِوَايَتَهُ شِفَاهًا: " أَنْبَأَنِي فُلَانٌ "، وَفِيمَا كَتَبَ إِلَيْهِ الْمُحَدِّثُ مِنْ مَدِينَةٍ، وَلَمْ يُشَافِهْهُ بِالْإِجَازَةِ: " كَتَبَ إِلَيَّ فُلَانٌ ".

قَالَ: " وَرُوِّينَا عَنْ أَبِي عَمْرِو بْنِ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ النَّيْسَابُورِيِّ) قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: كُلُّ مَا قَالَ الْبُخَارِيُّ " قَالَ لِي فُلَانٌ " فَهُوَ عَرْضٌ، وَمُنَاوَلَةٌ.

ہم نے امام حافظ ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ جس صورت میں طالب شیخ پر کوئی حدیث پیش کرتا ہے اور وہ اس کو روبرو اس کی اجازت دے دیتا ہے تو اس بارے میرے نزدیک مذہب مختار جس پر اکثر مشائخ اور میرے ہم عصر ائمہ بھی ہیں وہ یہ ہے کہ راوی یوں کہے گا انبأني فلان اور جس صورت میں محدث کسی شہر سے طالب کو تحریری اجازت دے اور روبرو اس کو

اجازت نہ دے اس میں راوی کتب الی فلان کے الفاظ کہے گا۔ہم نے ابوعمر بن ابوجعفر بن حمدان نیشاپوری سے نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے والدگرامی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ امام بخاری نے جو اپنی کتاب میں یہ کہا ہے قال لی فلان تو وہ عرض اور مناولہ ہے۔

قُلْتُ: وَوَرَدَ عَنْ قَوْمٍ مِنَ الرُّوَاةِ التَّعْبِيرُ عَنِ الإِجَازَةِ بِقَوْلِ: " أَخْبَرَنَا فُلَانٌ أَنَّ فُلَانًا حَدَّثَهُ، أَوْ أَخْبَرَهُ ". وَبَلَغَنَا ذَلِكَ عَنِ الْإِمَامِ أَبِي سُلَيْمَانَ الْخَطَّابِيِّ أَنَّهُ اخْتَارَهُ، أَوْ حَكَاهُ، وَهَذَا اصْطِلَاحٌ بَعِيدٌ عَنِ الْإِشْعَارِ بِالْإِجَازَةِ، وَهُوَ فِيمَا إِذَا سَمِعَ مِنْهُ الْإِسْنَادَ، فَحَسْبُ، وَأَجَازَ لَهُ مَا رَوَاهُ قَرِيبٌ، فَإِنَّ كَلِمَةَ (أَنَّ) فِي قَوْلِهِ: " أَخْبَرَنِي فُلَانٌ أَنَّ فُلَانًا أَخْبَرَهُ "، فِيهَا إِشْعَارٌ بِوُجُودِ أَصْلِ الْإِخْبَارِ وَإِنْ أَجْمَلَ الْمُخْبَرَ بِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْهُ تَفْصِيلًا.

میں کہتا ہوں کہ بعض حضرات سے اجازت کی تعبیر ان الفاظ أخبرنا فلان أن فلانا حدثه أو : أخبره کے الفاظ کے ساتھ بھی منقول ہے امام ابوسلیمان خطابی کے بارے میں ہمیں یہ نقل پہنچی ہے کہ انہوں بھی اسی کو اختیار کیا یا اس کو نقل کیا لیکن یہ اصطلاح اجازت پر دلالت کرنے سے کوسوں دور ہے اور یہ تعبیر تو اس صورت کے بارے میں ہے کہ جب طالب نے شیخ سے صرف حدیث کی سند سنی ہو اور روایت کی اجازت اس کو شیخ کے قریب بیٹھے کسی اور طالب نے دی ہو اس لیے کہ راوی کے قول میں جو لفظ أن آیا ہے یعنی اخبرنی فلان أن فلانا أخبره میں اس میں اصل خبر پر دلالت موجود ہے اگرچہ مخبر بہ نے اس کو مجمل رکھا ہے اور اس کی تفصیل ذکر نہیں کی ہے۔

قُلْتُ: وَ كَثِيرًا مَا يُعَبِّرُ الرُّوَاةُ الْمُتَأَخِّرُونَ عَنِ الْإِجَازَةِ الْوَاقِعَةِ فِي رِوَايَةِ مَنْ فَوْقَ الشَّيْخِ الْمُسْمِعِ بِكَلِمَةِ (عَنْ)، فَيَقُولُ أَحَدُهُمْ إِذَا سَمِعَ عَلَى شَيْخٍ بِإِجَازَتِهِ عَنْ شَيْخِهِ: (قَرَأْتُ عَلَى فُلَانٍ، عَنْ فُلَانٍ)، وَذَلِكَ قَرِيبٌ فِيمَا إِذَا كَانَ قَدْ سَمِعَ مِنْهُ بِإِجَازَتِهِ عَنْ شَيْخِهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ سَمَاعًا فَإِنَّهُ شَاكٌّ، وَحَرْفُ (عَنْ) مُشْتَرَكٌ بَيْنَ السَّمَاعِ، وَالْإِجَازَةِ صَادِقٌ عَلَيْهِمَا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ الْمَنْعَ مِنْ إِطْلَاقِ (حَدَّثَنَا، وَأَخْبَرَنَا) فِي الْإِجَازَةِ لَا يَزُولُ بِإِبَاحَةِ الْمُجِيزِ لِذَلِكَ، كَمَا اعْتَادَهُ قَوْمٌ مِنَ الْمَشَايِخِ مِنْ قَوْلِهِمْ فِي إِجَازَتِهِمْ لِمَنْ يُجِيزُونَ لَهُ، إِنْ شَاءَ قَالَ: (حَدَّثَنَا)، وَإِنْ شَاءَ قَالَ: (أَخْبَرَنَا) فَلْيَعْلَمْ ذَلِكَ، وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللهِ تَبَارَكَ، وَتَعَالَى.

میں کہتا ہوں کہ متاخرین راوی اکثر اس روایت کو جس کی اجازت پہلے سے کسی شیخ سے ہو اور اب طالب دوسرے شیخ کے سامنے اسکی قرات کر رہا ہو تو اس اجازت کو عن سے تعبیر کرتے ہیں تو وہ یوں کہتے ہیں قرأت علی فلان عن فلان اور یہ مذکورہ صورت اس صورت کے قریب ہے جس میں شیخ طالب سے ایک روایت کو سنتا ہے جس کو اس کے شیخ نے اپنے شیخ سے اجازۃ لیا ہو بشرطیکہ اس کے شیخ کا سماع نہ ہو تو وہ اس صورت میں شک میں پڑے گا۔لفظ عن سماع اور اجازت دونوں میں مشترک ہے اور

دونوں پر صادق آتا ہے۔ واللہ اعلم۔

پھر آپ یہ بھی جان لیں کہ اجازت کے باب میں لفظ اخبرنا اور حدثنا کی جو منع اور عدم جواز ہے وہ مجیز کی اباحت سے بھی زائل نہیں ہوگا جیسا کہ بعض مشائخ کی یہ عادت ہے کہ وہ طالب کو اجازت دیتے وقت یہ کہتے ہیں ان شاء قال حدثنا اور یہ بھی کہتے ہیں ان شاء قال اخبرنا، ایک طالب حدیث کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے۔ واللہ اعلم



## اَلْقِسْمُ الْخَامِسُ          پانچویں قسم

# مِنْ أَقْسَامِ طُرُقِ نَقْلِ الْحَدِيثِ، وَتَلَقِّيهِ: الْمُكَاتَبَةُ
# حدیث کو نقل کرنے اور حاصل کرنے کے طرق میں سے پانچویں قسم

المکاتبہ:
وَهِيَ أَنْ يَكْتُبَ الشَّيْخُ إِلَى الطَّالِبِ، وَهُوَ غَائِبٌ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ بِخَطِّهِ، أَوْ يَكْتُبَ لَهُ ذٰلِكَ، وَهُوَ حَاضِرٌ. وَيَلْتَحِقُ بِذٰلِكَ مَا إِذَا أَمَرَ غَيْرَهُ بِأَنْ يَكْتُبَ لَهُ ذٰلِكَ عَنْهُ إِلَيْهِ.
وَهٰذَا الْقِسْمُ يَنْقَسِمُ أَيْضًا إِلَى نَوْعَيْنِ:
مکاتبہ یہ ہے شیخ کسی طالب علم کی طرف اپنی کوئی حدیث لکھ کر بھیجے اور لکھتے وقت طالب علم وہاں موجود نہ ہو یا اس کے لیے کوئی حدیث لکھے اور وہ وہاں موجود ہو اور وہ صورت بھی اس حکم میں ہے جب محدث کسی اور کو حکم دے کہ وہ ان کی طرف سے کسی طالب علم کے لیے حدیث لکھے۔ اس قسم یعنی مکاتبہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔

أَحَدُهُمَا: أَنْ تَتَجَرَّدَ الْمُكَاتَبَةُ عَنِ الْإِجَازَةِ.
وَالثَّانِي: أَنْ تَقْتَرِنَ بِالْإِجَازَةِ، بِأَنْ يَكْتُبَ إِلَيْهِ وَيَقُولَ: (أَجَزْتُ لَكَ مَا كَتَبْتُهُ لَكَ، أَوْ مَا كَتَبْتُ بِهِ إِلَيْكَ)، أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ مِنْ عِبَارَاتِ الْإِجَازَةِ.
پہلی قسم: مکاتبہ مجردہ عن الاجازۃ، دوسری قسم: مکاتبہ مقرونہ بالاجازۃ۔
مکاتبہ کی صورت یہ ہے کہ محدث کوئی حدیث طالب علم کے پاس لکھ کر بھیجے اور یوں کہے کہ میں نے جو حدیث آپ کے لیے لکھی ہے میں نے آپ کو اس کی اجازت دی ہے یا جو حدیث میں نے آپ کی طرف لکھ کر بھیجی ہے میں نے آپ کو اس کی اجازت دی ہے یا اس کے مثل اجازت کے کوئی الفاظ کہے۔

أَمَّا الْأَوَّلُ: وَهُوَ مَا إِذَا اقْتَصَرَ عَلَى الْمُكَاتَبَةِ فَقَدْ أَجَازَ الرِّوَايَةَ بِهَا كَثِيرٌ مِنَ الْمُتَقَدِّمِينَ، وَالْمُتَأَخِّرِينَ، مِنْهُمْ: أَيُّوبُ السِّخْتِيَانِيُّ، وَمَنْصُورٌ، وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، وَقَالَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الشَّافِعِيِّينَ، وَجَعَلَهَا أَبُو الْمُظَفَّرِ السَّمْعَانِيُّ مِنْهُمْ أَقْوَى مِنَ الْإِجَازَةِ، وَإِلَيْهِ صَارَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأُصُولِيِّينَ.
وَأَبَى ذٰلِكَ قَوْمٌ آخَرُونَ، وَإِلَيْهِ صَارَ مِنَ الشَّافِعِيِّينَ الْقَاضِي الْمَاوَرْدِيُّ، وَقَطَعَ بِهِ فِي كِتَابِهِ (الْحَاوِي).

وَالْمَذْهَبُ الْأَوَّلُ هُوَ الصَّحِيحُ الْمَشْهُورُ بَيْنَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَكَثِيرًا مَا يُوجَدُ فِي مَسَانِيدِهِمْ، وَمُصَنَّفَاتِهِمْ قَوْلُهُمْ: " كَتَبَ إِلَيَّ فُلَانٌ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَانٌ "، وَالْمُرَادُ بِهِ هَذَا. وَذَلِكَ مَعْمُولٌ بِهِ عِنْدَهُمْ، مَعْدُودٌ فِي الْمُسْنَدِ الْمَوْصُولِ، وَفِيهَا إِشْعَارٌ قَوِيٌّ بِمَعْنَى الْإِجَازَةِ فَهِيَ وَإِنْ لَمْ تَقْتَرِنْ بِالْإِجَازَةِ لَفْظًا فَقَدْ تَضَمَّنَتِ الْإِجَازَةَ مَعْنًى.

پہلی قسم جس میں محدث نے صرف مکاتبہ پر اکتفاء کیا ہو اسکو تو بہت سے متقدمین اور متاخرین محدثین نے جائز قرار دیا ہے جن میں ایوب سختیانی، منصور اور لیث بن سعد شامل ہیں۔ اور متعدد شوافع کا بھی یہی قول ہے ان میں ابو مظفر سمعانی نے اس کو اجازت سے بھی زیادہ قوی قرار دیا ہے اور بہت سے اصولیوں کا بھی یہی مذہب ہے۔ دوسرے حضرات نے اس کا انکار کیا ہے شوافع میں سے قاضی ماوردی نے اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اور انہوں نے اپنی کتاب حاوی میں اس کو جزم و یقین کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ پہلا مذہب محدثین کے ہاں مشہور اور صحیح مذہب ہے ان کی مسانید اور تصنیفات میں ان کا یہ قول کثرت سے پایا جاتا ہے (كتب إلى فلان قال: حدثنا فلان) اور اس سے مراد وہی ہے جو مذہب اول کے ماتحت بیان ہو چکا ہے۔ اس قسم کی حدیث ان کے ہاں معمول بہ ہے اور وہ مسند موصول میں سے شمار ہوتی ہے۔ اس میں اس بات پر قوی دلالت ہے کہ اس میں اجازت والا معنی پایا جاتا ہے اگر چہ اس میں اجازت لفظاً نہیں پائی جاتی، پس اجازت اس کو معنوی طور پر متضمن ہے۔

ثُمَّ يَكْفِي فِي ذَلِكَ أَنْ يَعْرِفَ الْمَكْتُوبُ إِلَيْهِ خَطَّ الْكَاتِبِ، وَإِنْ لَمْ تَقُمِ الْبَيِّنَةُ عَلَيْهِ.

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ قَالَ: " الْخَطُّ يُشْبِهُ الْخَطَّ فَلَا يَجُوزُ الِاعْتِمَادُ عَلَى ذَلِكَ ". وَهَذَا غَيْرُ مَرْضِيٍّ: لِأَنَّ ذَلِكَ نَادِرٌ، وَالظَّاهِرُ أَنَّ خَطَّ الْإِنْسَانِ لَا يَشْتَبِهُ بِغَيْرِهِ، وَلَا يَقَعُ فِيهِ الْتِبَاسٌ.

ثُمَّ ذَهَبَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُحَدِّثِينَ، وَأَكَابِرِهِمْ، مِنْهُمُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، وَمَنْصُورٌ: إِلَى جَوَازِ إِطْلَاقِ (حَدَّثَنَا وَأَخْبَرَنَا) فِي الرِّوَايَةِ بِالْمُكَاتَبَةِ.

وَالْمُخْتَارُ: قَوْلُ مَنْ يَقُولُ فِيهَا: (كَتَبَ إِلَيَّ فُلَانٌ: قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَانٌ بِكَذَا وَكَذَا)، وَهَذَا هُوَ الصَّحِيحُ اللَّائِقُ بِمَذَاهِبِ أَهْلِ التَّحَرِّي، وَالنَّزَاهَةِ. وَهَكَذَا لَوْ قَالَ: (أَخْبَرَنِي بِهِ مُكَاتَبَةً، أَوْ كِتَابَةً) وَنَحْوَ ذَلِكَ مِنَ الْعِبَارَاتِ، (وَاللهُ أَعْلَمُ).

أَمَّا الْمُكَاتَبَةُ الْمَقْرُونَةُ بِلَفْظِ الْإِجَازَةِ فَهِيَ فِي الصِّحَّةِ، وَالْقُوَّةِ شَبِيهَةٌ بِالْمُنَاوَلَةِ الْمَقْرُونَةِ بِالْإِجَازَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اس قسم میں یہ کافی ہوگا کہ مکتوب الیہ کاتب کی لکھائی کو پہچانتا ہو اگر چہ اس پر گواہ نہ بھی ہو۔ بعض حضرات نے اس بارے میں کہا کہ ایک آدمی کی لکھائی دوسرے آدمی کی لکھائی کے مشابہ ہوتی ہے لہٰذا بغیر گواہوں محض تحریر پہچاننے پر اعتماد کرنا جائز نہیں ہے لیکن علماء محدثین نے اس قول کو پسند نہیں کیا کیونکہ یہ مشابہت شاذ و نادر پائی جاتی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ایک انسان کی لکھائی

دوسرے انسان کے مشابہ نہیں ہوتی اور ان کا آپس میں التباس واقع نہیں ہوتا۔ پھر متعدد علماء محدثین اور ان کے اکابر جن میں لیث بن سعد اور منصور بھی شامل ہیں ان کا مذہب یہ ہے کہ روایت بالمکاتبہ میں بھی حدثنا اور اخبرنا کا اطلاق کرنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس میں یہ الفاظ کہے (کتب إلی فلان قال: حدثنا فلان بکذا و کذا) یہی صحیح مذہب ہے اور اہل فکر و دانش کے مذاہب کے موافق ہے اسی طرح اگر راوی یہ الفاظ کہے (أخبرنی به مکاتبة أو کتابة) یا ان سے ملتے جلتے کوئی اور الفاظ کہے۔ جہاں تک مکاتبہ مقرونہ بالاجازۃ کا تعلق ہے تو صحت اور قوت میں مناولہ مقرونہ بالاجازۃ کی طرح ہے واللہ اعلم



## الْقِسْمُ السَّادِسُ چھٹی قسم

مِنْ أَقْسَامِ الْأَخْذِ وَوُجُوهِ النَّقْلِ: إِعْلَامُ الرَّاوِي لِلطَّالِبِ بِأَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ، أَوْ هَذَا الْكِتَابَ سَمَاعُهُ مِنْ فُلَانٍ، أَوْ رِوَايَتُهُ، مُقْتَصِرًا عَلَى ذَلِكَ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَقُولَ: (ارْوِهِ عَنِّي، أَوْ أَذِنْتُ لَكَ فِي رِوَايَتِهِ) وَنَحْوَ ذَلِكَ.

## حدیث کو اخذ کرنے کی اقسام اور نقل کرنے کے طرق میں سے چھٹی قسم

اعلام الراوی للطالب (راوی کا طالب علم کو حدیث کی خبر دینا): یعنی راوی (محدث) کا طالب علم کو اس طرح خبر دینا کہ اس حدیث یا اس کتاب کا میرا سماع فلاں سے ہے یا وہ فلاں کی روایت ہے اور صرف اتنی بات پر اکتفاء کرے اس پر مزید یہ نہ کہے کہ آپ اس حدیث کو میری طرف سے روایت کیا کریں یا میں نے آپ کو اس حدیث کی اجازت دے دی یا ان جیسے کوئی اور الفاظ۔

فَهَذَا عِنْدَ كَثِيرِينَ طَرِيقٌ مُجَوِّزٌ لِرِوَايَةِ ذَلِكَ عَنْهُ وَنَقْلِهِ. حُكِيَ ذَلِكَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، وَطَوَائِفَ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ، وَالْفُقَهَاءِ، وَالْأُصُولِيِّينَ وَالظَّاهِرِيِّينَ، وَبِهِ قَطَعَ أَبُو نَصْرِ بْنُ الصَّبَّاغِ مِنَ الشَّافِعِيِّينَ، وَاخْتَارَهُ وَنَصَرَهُ أَبُو الْعَبَّاسِ الْوَلِيدُ بْنُ بَكْرٍ الْغَمْرِيُّ الْمَالِكِيُّ فِي كِتَابِ (الْوَجَازَةُ فِي تَجْوِيزِ الْإِجَازَةِ).

وَحَكَى الْقَاضِي أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ خَلَّادٍ الرَّامَهُرْمُزِيُّ صَاحِبُ كِتَابِ (الْفَاصِلُ بَيْنَ الرَّاوِي وَالْوَاعِي) عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الظَّاهِرِ أَنَّهُ ذَهَبَ إِلَى ذَلِكَ، وَاحْتَجَّ لَهُ، وَزَادَ فَقَالَ: " لَوْ قَالَ لَهُ: هَذِهِ رِوَايَتِي، لَكِنْ لَا تَرْوِهَا عَنِّي، كَانَ لَهُ أَنْ يَرْوِيَهَا عَنْهُ، كَمَا لَوْ سَمِعَ مِنْهُ حَدِيثًا، ثُمَّ قَالَ لَهُ: لَا تَرْوِهِ عَنِّي، وَلَا أُجِيزُهُ لَكَ، لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ ".

وَوَجْهُ مَذْهَبِ هَؤُلَاءِ اعْتِبَارُ ذَلِكَ بِالْقِرَاءَةِ عَلَى الشَّيْخِ، فَإِنَّهُ إِذَا قَرَأَ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ، وَأَقَرَّ بِأَنَّهُ رِوَايَتُهُ عَنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، جَازَ لَهُ أَنْ يَرْوِيَهُ عَنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ لَفْظِهِ، وَلَمْ يَقُلْ لَهُ: " ارْوِهِ عَنِّي، أَوْ أَذِنْتُ لَكَ فِي رِوَايَتِهِ عَنِّي "، وَاللهُ أَعْلَمُ.

پس بہت سے محدثین کے نزدیک یہ بھی حدیث کو روایت کرنے اور نقل کرنے کی اجازت دینے کا ایک طریقہ ہے۔ ابن جریج اور دیگر محدثین، فقہاء، اصولی علماء اور اہل ظواہر کی متعدد جماعتوں سے اسی کو نقل کیا گیا ہے۔ شوافع میں ابونصر بن صباغ نے اسی پر اعتماد کیا ہے، ابو العباس الولید بن بکر غمری مالکی نے اپنی کتاب الوجازہ فی تجویز الاجازۃ میں اسی قول کو اختیار کیا ہے اور اسی کی

تائید کی ہے۔ الفاصل بین الراوی والواعی کے مصنف قاضی ابومحمد بن خلاد نے اپنی کتاب میں بعض اہل ظواہر سے نقل کیا ہے کہ ان کا یہی مذہب ہے اور انہوں نے اس کے لیے استدلال بھی کیا اور انہوں نے اس پر یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اگر راوی یوں کہے کہ یہ میری روایت ہے لیکن آپ اس کو میری طرف سے روایت نہ کریں تو پھر بھی طالب کو اس کے روایت کرنے کی اجازت ہوگی جیسا کہ راوی طالب اگر محدث سے کوئی روایت سن لیتا ہے پھر محدث اس سے کہے آپ میری طرف سے اس کو نقل نہ کریں یا میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا تو پھر بھی طالب اس حدیث کو روایت کرسکتا ہے۔ بعض اہل ظواہر نے اس مذہب کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ انہوں نے اس کو قرات علی الشیخ پر قیاس کیا ہے کیونکہ جب محدث طالب کے سامنے کوئی حدیث بیان کر لیتا ہے اور اس کے سامنے یہ اقرار کر لیتا ہے کہ ان کی یہ روایت فلاں ابن فلاں سے ہے تو راوی کے لیے اس حدیث کو روایت کرنا جائز ہو جاتا ہے اگرچہ اس نے حدیث کے الفاظ نہ بھی سنے ہوں اور محدث نے اس کو یہ نہ کہا ہو کہ آپ اس کو میری طرف سے روایت کریں یا میں نے آپ کو اس کی اجازت دے دی۔ واللہ اعلم۔

وَالْمُخْتَارُ مَا ذُكِرَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَغَيْرِهِمْ مِنْ: أَنَّهُ لَا تَجُوزُ الرِّوَايَةُ بِذَلِكَ، وَبِهِ قَطَعَ الشَّيْخُ أَبُو حَامِدٍ الطُّوسِيُّ مِنَ الشَّافِعِيِّينَ، وَلَمْ يَذْكُرْ غَيْرَ ذَلِكَ، وَهَذَا لِأَنَّهُ قَدْ يَكُونُ ذَلِكَ مَسْمُوعَهُ وَرِوَايَتَهُ، ثُمَّ لَا يَأْذَنُ لَهُ فِي رِوَايَتِهِ عَنْهُ، لِكَوْنِهِ لَا يُجَوِّزُ رِوَايَتَهُ لِخَلَلٍ يَعْرِفُهُ فِيهِ، وَلَمْ يُوجَدْ مِنْهُ التَّلَفُّظُ بِهِ، وَلَا مَا يَتَنَزَّلُ مَنْزِلَةَ تَلَفُّظِهِ بِهِ، وَهُوَ تَلَفُّظُ الْقَارِئِ عَلَيْهِ وَهُوَ يَسْمَعُ وَيُقِرُّ بِهِ حَتَّى يَكُونَ قَوْلُ الرَّاوِي عَنْهُ السَّامِعِ ذَلِكَ (حَدَّثَنَا، وَأَخْبَرَنَا) صِدْقًا، وَإِنْ لَمْ يَأْذَنْ لَهُ فِيهِ.

وَإِنَّمَا هَذَا كَالشَّاهِدِ إِذَا ذَكَرَ فِي غَيْرِ مَجْلِسِ الْحُكْمِ شَهَادَتَهُ بِشَيْءٍ فَلَيْسَ لِمَنْ سَمِعَهُ أَنْ يَشْهَدَ عَلَى شَهَادَتِهِ، إِذَا لَمْ يَأْذَنْ لَهُ، وَلَمْ يُشْهِدْهُ عَلَى شَهَادَتِهِ.

وَذَلِكَ مِمَّا تَسَاوَتْ فِيهِ الشَّهَادَةُ، وَالرِّوَايَةُ ; لِأَنَّ الْمَعْنَى يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا فِي ذَلِكَ، وَإِنِ افْتَرَقَا فِي غَيْرِهِ.

ثُمَّ إِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ الْعَمَلُ بِمَا ذَكَرَهُ لَهُ إِذَا صَحَّ إِسْنَادُهُ، وَإِنْ لَمْ تَجُزْ لَهُ رِوَايَتُهُ عَنْهُ ; لِأَنَّ ذَلِكَ يَكْفِي فِيهِ صِحَّتُهُ فِي نَفْسِهِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

راجح اور مختار مذہب یہ ہے جن کو متعدد محدثین وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ اس قسم کی خبر کے ذریعے روایت بیان کرنے کی اجازت نہیں ہے شوافع میں سے شیخ ابوحامد طوسی نے اسی قول پر اعتماد کیا ہے ان کے علاوہ کسی اور نے اس کو ذکر نہیں کیا اس قول کی وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات کوئی روایت ایک شیخ کی سنی ہوئی روایت تو ہوتی ہے لیکن وہ اس کی اجازت نہیں دیتا اس لیے کہ ان کے نزدیک کسی سقم کی وجہ سے اس کو روایت کرنا جائز نہیں ہوتا اور ان کی طرف سے اس کا تلفظ بھی نہیں پایا جاتا اور نہ ہی اس کا کوئی قائم مقام پایا جاتا ہے یعنی شیخ کے سامنے قاری روایت پڑھتا ہے اور وہ اس کو سنتا ہے اور اس کی تصدیق کرتا ہے، تاکہ راوی کا حدثنا یا اخبرنا کہنا صحیح ہوتا اگرچہ شیخ نے اس کو اجازت نہ بھی دی ہوتی۔ اس قسم میں جو طالب ہے اس کی مثال اس گواہ کی طرح ہے جس نے مجلس فیصلہ کے

علاوہ کسی دوسری مجلس میں کسی چیز کے بارے میں گواہی دی تو گواہی سننے والے کے لیے اس کی گواہی پر گواہی دینا جائز نہیں جب گواہ نے اسکو گواہی کی اجازت نہ دی ہو اور اس کو اپنی گواہی پر گواہ نہ بنایا ہو۔ اس بات میں تو شہادت اور روایت یکساں ہیں اس لیے دونوں میں ایک معنی مشترک پایا جا رہا ہے اگرچہ دیگر جہتوں سے ان دونوں کے درمیان فرق بھی ہے۔ پھر اس قسم کی روایت پر عمل کرنا واجب ہے بشرطیکہ اس کی سند صحیح ہو اگرچہ طالب کے لیے اس کو روایت کرنا جائز نہیں ہے اس لیے حدیث کی نفس صحت کے لیے اسناد کی صحت کافی ہے۔ واللہ اعلم



## الْقِسْمُ السَّابِعُ ساتویں قسم

# مِنْ أَقْسَامِ الْأَخْذِ، وَالتَّحَمُّلِ: الْوَصِيَّةُ بِالْكُتُبِ

# حدیث کے اخذ وتحمل کی اقسام میں سے ساتویں قسم

## کتابوں کے متعلق وصیت

بِأَنْ يُوصِيَ الرَّاوِي بِكِتَابٍ يَرْوِيهِ عِنْدَ مَوْتِهِ، أَوْ سَفَرِهِ لِشَخْصٍ، فَرُوِيَ عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ: أَنَّهُ جَوَّزَ بِذَلِكَ رِوَايَةَ الْمُوصَى لَهُ لِذَلِكَ عَنِ الْمُوصِي الرَّاوِي.

وَهَذَا بَعِيدٌ جِدًّا، وَهُوَ إِمَّا زَلَّةُ عَالِمٍ، أَوْ مُتَأَوَّلٌ عَلَى أَنَّهُ أَرَادَ الرِّوَايَةَ عَلَى سَبِيلِ الْوِجَادَةِ الَّتِي يَأْتِي شَرْحُهَا، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى.

وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُهُمْ لِذَلِكَ، فَشَبَّهَهُ بِقِسْمِ الْإِعْلَامِ، وَقِسْمِ الْمُنَاوَلَةِ، وَلَا يَصِحُّ ذَلِكَ. فَإِنَّ لِقَوْلِ مَنْ جَوَّزَ الرِّوَايَةَ بِمُجَرَّدِ الْإِعْلَامِ، وَالْمُنَاوَلَةِ مُسْتَنَدًا ذَكَرْنَاهُ، لَا يَتَقَرَّرُ مِثْلُهُ، وَلَا قَرِيبٌ مِنْهُ هَاهُنَا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

راوی اپنی موت کے وقت یا سفر کے دوران اپنی کسی کتاب جس کی روایات ان سے مروی ہوں، کے بارے میں کسی شخص کے حق میں وصیت کرے۔ اس کے بارے میں بعض اسلاف سے مروی ہے کہ ایسی وصیت کی بدولت موصی لہ کے لیے اس روایت کو نقل کرنا جائز ہے لیکن بعض حضرات کا یہ قول صحت سے بہت زیادہ دور ہے یا تو یہ کسی عالم کی لغزش ہے یا اس میں یہ تاویل کی جائے گی کہ اس سے مراد علی سبیل الوجادۃ روایت کرنا مراد ہے جس کی تشریح عنقریب آرہی ہے۔ بعض حضرات نے اس قسم کے لیے اس بات سے استدلال کیا ہے کہ یہ اعلام اور مناولہ کے مشابہ ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ جن حضرات نے محض اعلام اور مناولہ کی وجہ سے روایت کو جائز قرار دیا ہے ان کے قول کے لیے سند ہے جس کو ہم ذکر کر چکے ہیں اسطرح کی سند اس قسم کے لیے ثابت نہیں ہے اور نہ اس کے لیے اس کے قریب قریب کوئی سند ثابت ہے۔ واللہ اعلم

الْقِسْمُ الثَّامِنُ آٹھویں قسم

# الْوِجَادَةُ

# الوجادہ

وَهِيَ مَصْدَرٌ لِـ (وَجَدَ يَجِدُ)، مُوَلَّدٌ غَيْرُ مَسْمُوعٍ مِنَ الْعَرَبِ. رُوِّينَا عَنِ الْمُعَافَى بْنِ زَكَرِيَّا النَّهْرَوَانِيِّ الْعَلَّامَةِ فِي الْعُلُومِ أَنَّ الْمُوَلَّدِينَ فَرَّعُوا قَوْلَهُمْ: (وِجَادَةً) فِيمَا أُخِذَ مِنَ الْعِلْمِ مِنْ صَحِيفَةٍ مِنْ غَيْرِ سَمَاعٍ، وَلَا إِجَازَةٍ، وَلَا مُنَاوَلَةٍ مِنْ تَفْرِيقِ الْعَرَبِ بَيْنَ مَصَادِرِ (وَجَدَ) لِلتَّمْيِيزِ بَيْنَ الْمَعَانِي الْمُخْتَلِفَةِ، يَعْنِي قَوْلَهُمْ " وَجَدَ ضَالَّتَهُ وِجْدَانًا، وَمَطْلُوبَهُ وُجُودًا "، وَفِي الْغَضَبِ " مَوْجِدَةً "، وَفِي الْغِنَى " وُجْدًا "، وَفِي الْحُبِّ " وَجْدًا ".

یہ وجد یجد کا مصدر ہے اس کو عجمیوں نے بنایا ہے اور یہ عربوں سے منقول نہیں ہے ہم نے معافی بن زکریا نہروانی سے نقل کیا ہے جو تمام علوم میں بڑے ماہر عالم گزرے ہیں کہ واضعین نے لفظ وجادہ کو اس صورت کے لیے وضع کیا ہے جس میں طالب علم کتاب اور صحیفے سے کوئی حدیث نقل کر لیتا ہے نہ تو اس نے وہ حدیث سنی ہوتی ہے اور نہ اس کو اس کی اجازت ہوتی ہے اور نہ ہی بطریق مناولہ وہ اس کو نقل کرتا ہے۔ چونکہ عرب وجد کے مختلف مصادر کے مختلف معانی بیان کرتے ہیں جیسے وجد ضالتہ وجدانا و مطلوبہ وجودا اور غضب کے معنی کے لیے موجدۃ اور غنی والے معنی کے لیے وُجدا اور حب والے معنی کے لیے وَجدا۔

مِثَالُ الْوِجَادَةِ: أَنْ يَقِفَ عَلَى كِتَابِ شَخْصٍ فِيهِ أَحَادِيثُ يَرْوِيهَا بِخَطِّهِ، وَلَمْ يَلْقَهُ، أَوْ لَقِيَهُ، وَلَكِنْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ ذَلِكَ الَّذِي وَجَدَهُ بِخَطِّهِ، وَلَا لَهُ مِنْهُ إِجَازَةٌ، وَلَا نَحْوُهَا. فَلَهُ أَنْ يَقُولَ (وَجَدْتُ بِخَطِّ فُلَانٍ، أَوْ قَرَأْتُ بِخَطِّ فُلَانٍ، أَوْ فِي كِتَابِ فُلَانٍ بِخَطِّهِ أَخْبَرَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ) وَيَذْكُرُ شَيْخَهُ، وَيَسُوقُ سَائِرَ الْإِسْنَادِ، وَالْمَتْنِ. أَوْ يَقُولُ: (وَجَدْتُ، أَوْ قَرَأْتُ بِخَطِّ فُلَانٍ عَنْ فُلَانٍ)، وَيَذْكُرُ الَّذِي حَدَّثَهُ وَمَنْ فَوْقَهُ.

هَذَا الَّذِي اسْتَمَرَّ عَلَيْهِ الْعَمَلُ قَدِيمًا، وَحَدِيثًا، وَهُوَ مِنْ بَابِ الْمُنْقَطِعِ، وَالْمُرْسَلِ، غَيْرَ أَنَّهُ أَخَذَ شَوْبًا مِنَ الِاتِّصَالِ بِقَوْلِهِ (وَجَدْتُ بِخَطِّ فُلَانٍ).

وَرُبَّمَا دَلَّسَ بَعْضُهُمْ، فَذَكَرَ الَّذِي وَجَدَ خَطَّهُ، وَقَالَ فِيهِ: (عَنْ فُلَانٍ، أَوْ قَالَ فُلَانٌ)، وَذَلِكَ

تَدْلِيسٌ قَبِيحٌ، إِذَا كَانَ بِحَيْثُ يُوهِمُ سَمَاعَهُ مِنْهُ، عَلَى مَا سَبَقَ فِي نَوْعِ التَّدْلِيسِ.

وجادہ کی مثال یہ ہے کہ کسی طالب علم کو کسی محدث کی کتاب کا علم ہو جائے جس میں انہوں نے اپنی مرویات تحریر کی ہوں لیکن اس طالب کی ان سے ملاقات نہ ہوئی ہو یا ملاقات تو ہوئی ہو لیکن ان سے اس مذکور فی الکتاب کا سماع نہ کیا ہو اور نہ ہی ان کی طرف سے ان کو اس کی اجازت ہو، تو اس مذکور کو نقل کرتے وقت یوں کہے گا (وجدت بخط فلان أو : قرأت بخط فلان أو : في كتاب فلان بخطه : أخبرنا فلان بن فلان) ان کے شیخ کا نام ذکر کرے گا اور پھر پوری سند اور متن کو ذکر کرے گا یا یہ الفاظ کہے گا (وجدت أو : قرأت بخط فلان عن فلان) ان کے محدث کے نام اور سند میں اوپر والے راویوں کے نام ذکر کرے گا۔ ہمیشہ سے اسی پر متقدمین اور متاخرین کا عمل رہا ہے اور یہ صورت منقطع اور مرسل حدیث کے قبیل سے ہے مگر ان الفاظ وجدت بخط فلان سے کچھ اتصال کا شائبہ ہے۔ بعضوں نے تو اس صورت میں تدلیس کی اور صرف تحریر شیخ دیکھنے کے بعد یوں کہا عن فلان یا یوں کہا کہ قال فلان، یہ تو بدترین قسم کی تدلیس ہے جس سے سماع کا شبہ ہوتا ہے اس کو ہم پہلے تدلیس کی قسم میں بیان کر چکے ہیں۔

وَجَازَفَ بَعْضُهُمْ، فَأَطْلَقَ فِيهِ (حَدَّثَنَا وَأَخْبَرَنَا) وَانْتُقِدَ ذَلِكَ عَلَى فَاعِلِهِ.

وَإِذَا وَجَدَ حَدِيثًا فِي تَأْلِيفِ شَخْصٍ، وَلَيْسَ بِخَطِّهِ فَلَهُ أَنْ يَقُولَ: (ذَكَرَ فُلَانٌ، أَوْ قَالَ فُلَانٌ: أَخْبَرَنَا فُلَانٌ، أَوْ ذَكَرَ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ)، وَهَذَا مُنْقَطِعٌ لَمْ يَأْخُذْ شَوْبًا مِنَ الِاتِّصَالِ.

بعضوں نے لاپرواہی کرتے ہوئے اس قسم میں حدثنا اور اخبرنا کا اطلاق بھی کیا ہے۔ بہر حال ان لوگوں پر اس وجہ سے بہت تنقید کی گئی۔ جب کسی کی کتاب میں کوئی حدیث موجود ہو لیکن وہ اس کی اپنی تحریر کردہ نہ ہو تو راوی کو وہ حدیث نقل کرتے وقت یوں کہنا چاہیے (ذكر فلان أو : قال فلان : أخبرنا فلان أو : ذكر فلان عن فلان)۔ اس صورت میں یہ حدیث منقطع ہوگی اور اس میں کسی قسم کا کوئی اتصال نہیں ہوگا۔

وَهَذَا كُلُّهُ إِذَا وَثِقَ بِأَنَّهُ خَطُّ الْمَذْكُورِ، أَوْ كِتَابُهُ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ، فَلْيَقُلْ: (بَلَغَنِي عَنْ فُلَانٍ، أَوْ وَجَدْتُ عَنْ فُلَانٍ)، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ مِنَ الْعِبَارَاتِ، أَوْ لِيُفْصِحْ بِالْمُسْتَنَدِ فِيهِ، بِأَنْ يَقُولَ مَا قَالَهُ بَعْضُ مَنْ تَقَدَّمَ: (قَرَأْتُ فِي كِتَابِ فُلَانٍ بِخَطِّهِ، وَأَخْبَرَنِي فُلَانٌ أَنَّهُ بِخَطِّهِ) أَوْ يَقُولُ: (وَجَدْتُ فِي كِتَابٍ ظَنَنْتُ أَنَّهُ بِخَطِّ فُلَانٍ، أَوْ فِي كِتَابٍ ذَكَرَ كَاتِبُهُ أَنَّهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، أَوْ فِي كِتَابٍ قِيلَ إِنَّهُ بِخَطِّ فُلَانٍ).

وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْقُلَ مِنْ كِتَابٍ مَنْسُوبٍ إِلَى مُصَنِّفٍ فَلَا يَقُلْ: (قَالَ فُلَانٌ كَذَا وَكَذَا) إِلَّا إِذَا وَثِقَ بِصِحَّةِ النُّسْخَةِ، بِأَنْ قَابَلَهَا هُوَ أَوْ ثِقَةٌ غَيْرُهُ بِأُصُولٍ مُتَعَدِّدَةٍ، كَمَا نَبَّهْنَا عَلَيْهِ فِي آخِرِ النَّوْعِ الْأَوَّلِ، وَإِذَا لَمْ يُوجَدْ ذَلِكَ وَنَحْوُهُ فَلْيَقُلْ (بَلَغَنِي عَنْ فُلَانٍ أَنَّهُ ذَكَرَ كَذَا وَكَذَا، أَوْ وَجَدْتُ فِي نُسْخَةٍ مِنَ الْكِتَابِ الْفُلَانِيِّ)، وَمَا أَشْبَهَ هَذَا مِنَ الْعِبَارَاتِ.

یہ تمام الفاظ وہ اس وقت استعمال کر سکتا ہے جب اس کو یقین ہو کہ یہ فلاں کا خط ہے یا فلاں کی کتاب ہے اگر اس طرح نہ ہو تو پھر اس کو مذکورہ بالا الفاظ کی بجائے یہ الفاظ (بلغني عن فلان أو : وجدت عن فلان) یا اس کے مثل کوئی اور الفاظ ذکر کرنے چاہیے یا اس باب میں راوی بالکل مستند اور پوری طرح منطبق ہونے والے الفاظ استعمال کرے گا جیسا کہ بعض متقدمین نے کہا ہے ایسی صورت یہ الفاظ استعمال کرے (قرأت فی کتاب فلان بخطه وأخبرنی فلان أنه بخطه) یا یہ الفاظ استعمال کرے (وجدت فی کتاب ظننت أنه بخط فلان أو : فی کتاب ذکر کاتبه أنه فلان بن فلان أو فی کتاب قیل إنه بخط فلان) ۔ جب راوی کسی ایسی کتاب سے حدیث نقل کرنے کا ارادہ کرے جو کسی مصنف کی طرف منسوب ہو تو اس وقت قال فلان کذا و کذا کے الفاظ نہ کہے۔ البتہ اس صورت میں وہ یہ الفاظ کہہ سکتا ہے جس میں اس کو اس نسخہ کی صحت پر اعتماد ہو یعنی اس نے خود یا کسی اور ثقہ آدمی نے اس کا موازنہ متعدد اصولوں کے ساتھ کیا ہو جیسا کہ ہم نے نوع اول کے آخر میں اس پر تنبیہ کی ہے۔ جب کسی مصنف کی طرف اس کی نسبت نہ پائی جائے اور کسی دوسرے طریقے سے بھی اس کی نشاندہی نہ ہو سکتی ہو تو اس وقت بلغنی عن فلان انه ذکر کذا و کذا یا وجدت فی نسخة من الکتاب الفلانی یا اس سے ملتے جلتے الفاظ کہے گا۔

وَقَدْ تَسَامَحَ أَكْثَرُ النَّاسِ فِي هَذِهِ الْأَزْمَانِ بِإِطْلَاقِ اللَّفْظِ الْجَازِمِ فِي ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ تَحَرٍّ، وَتَثَبُّتٍ، فَيُطَالِعُ أَحَدُهُمْ كِتَابًا مَنْسُوبًا إِلَى مُصَنِّفٍ مُعَيَّنٍ، وَيَنْقُلُ مِنْهُ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَثِقَ بِصِحَّةِ النُّسْخَةِ، قَائِلًا: (قَالَ فُلَانٌ كَذَا وَ كَذَا، أَوْ ذَكَرَ فُلَانٌ كَذَا وَ كَذَا)، وَالصَّوَابُ مَا قَدَّمْنَاهُ.

آج کل کے زمانے میں بہت سے لوگ بلا تحقیق اس باب میں جزم و یقین پر دلالت کرنے والے الفاظ استعمال کرتے ہیں ان میں سے کوئی ایک کسی معین مصنف کی طرف منسوب کسی کتاب کا مطالعہ کرتا ہے اور نسخہ کے صحیح ہونے کی تحقیق کیے بغیر اس میں سے مصنف کی طرف منسوب کر کے روایت نقل کرتا ہے اور یہ الفاظ استعمال کرتا ہے (قال فلان کذا و کذا أو : ذکر فلان کذا و کذا) ۔ اس بارے میں صحیح قول وہی ہے کہ جس کو ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے۔

فَإِنْ كَانَ الْمُطَالِعُ عَالِمًا فَطِنًا، بِحَيْثُ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ فِي الْغَالِبِ مَوَاضِعُ الْإِسْقَاطِ، وَالسَّقْطِ، وَمَا أُحِيلَ عَنْ جِهَتِهِ مِنْ غَيْرِهَا رَجَوْنَا أَنْ يَجُوزَ لَهُ إِطْلَاقُ اللَّفْظِ الْجَازِمِ فِيمَا يَحْكِيهِ مِنْ ذَلِكَ، وَإِلَى هَذَا - فِيمَا أَحْسَبُ - اسْتَرْوَحَ كَثِيرٌ مِنَ الْمُصَنِّفِينَ فِيمَا نَقَلُوهُ مِنْ كُتُبِ النَّاسِ، وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى.

هَذَا كُلُّهُ كَلَامٌ فِي كَيْفِيَّةِ النَّقْلِ بِطَرِيقِ الْوِجَادَةِ.

اگر مطالعہ کرنے والا ذہین و فطین عالم ہو کہ اس پر عام طور پر حدیث میں سقط اسقاط مخفی نہ رہتا ہو تو امید ہے کہ اس کے لیے اس باب میں الفاظ جزم کا استعمال جائز ہوگا۔ بہت سے مصنفین نے اپنے اسی اطمینان کی بنیاد پر اپنی کتابوں میں بہت سی کتابوں سے اس قسم کی احادیث نقل کی ہیں۔ یہ تمام تر بحث بطریق وجادہ حدیث کو نقل کرنے کے بارے میں ہے۔

وَأَمَّا جَوَازُ الْعَمَلِ اعْتِمَادًا عَلَى مَا يُوثَقُ بِهِ مِنْهَا، فَقَدْ رُوِّينَا عَنْ بَعْضِ الْمَالِكِيَّةِ: أَنَّ مُعْظَمَ

الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ مِنَ الْمَالِكِيِّينَ، وَغَيْرِهِمْ لَا يَرَوْنَ الْعَمَلَ بِذَلِكَ.

وَحُكِيَ عَنِ الشَّافِعِيِّ، وَطَائِفَةٍ مِنْ نُظَّارِ أَصْحَابِهِ جَوَازُ الْعَمَلِ بِهِ.

جہاں تک جوازِ عمل کا تعلق ہے ہم نے بعض مالکیہ سے نقل کیا کہ بڑے بڑے مالکی محدثین اور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اس قسم کی روایت پر عمل کرنا جائز نہیں ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے چند شاگرد جو عمیق نظر رکھنے والے ہیں ان سے اس کا جواز منقول ہے

قُلْتُ: قَطَعَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِينَ مِنْ أَصْحَابِهِ فِي أُصُولِ الْفِقْهِ بِوُجُوبِ الْعَمَلِ بِهِ عِنْدَ حُصُولِ الثِّقَةِ بِهِ، وَقَالَ: "لَوْ عُرِضَ مَا ذَكَرْنَاهُ عَلَى جُمْلَةِ الْمُحَدِّثِينَ لَأَبَوْهُ"، وَمَا قُطِعَ بِهِ هُوَ الَّذِي لَا يَتَّجِهُ غَيْرُهُ فِي الْأَعْصَارِ الْمُتَأَخِّرَةِ، فَإِنَّهُ لَوْ تَوَقَّفَ الْعَمَلُ فِيهَا عَلَى الرِّوَايَةِ لَانْسَدَّ بَابُ الْعَمَلِ بِالْمَنْقُولِ، لِتَعَذُّرِ شَرْطِ الرِّوَايَةِ فِيهَا، عَلَى مَا تَقَدَّمَ فِي النَّوْعِ الْأَوَّلِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے بعض اصول فقہ کے محققین کی رائے یہ ہے کہ اس صورت میں اعتماد پائے جانے کے وقت اس قسم کی حدیثوں پر عمل کرنا واجب ہوگا۔ اور انہوں نے یہ فرمایا کہ ہمارے ذکر کردہ اقوال کو اگر محدثین کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ اس کا انکار کرینگے اور جس رائے کو قطعی قرار دیا گیا آج کل کسی کو اس کے علاوہ کوئی اور رائے سوجھتی ہی نہیں ہے اس لیے کہ اگر اس باب میں عمل کو روایت کرنے پر موقوف کیا جائے تو منقول پر عمل کرنے کا دروازہ بند ہو جائے گا کیونکہ اس میں روایت کی شرط کا پایا جانا متعذر ہے جیسا کہ نوع اول میں بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم



النَّوْعُ الْخَامِسُ وَالْعِشْرُونَ　　پچیسویں قسم

# فِي كِتَابَةِ الْحَدِيثِ، وَكَيْفِيَّةِ ضَبْطِ الْكِتَابِ، وَتَقْيِيدِهِ

## حدیث کو لکھنے اور لکھے ہوئے کو مقید و محفوظ رکھنے کا تعارف

اخْتَلَفَ الصَّدْرُ الْأَوَّلُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فِي كِتَابَةِ الْحَدِيثِ، فَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَ كِتَابَةَ الْحَدِيثِ، وَالْعِلْمِ، وَأَمَرُوا بِحِفْظِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ أَجَازَ ذَلِكَ.

وَمِمَّنْ رُوِّينَا عَنْهُ كَرَاهَةَ ذَلِكَ: عُمَرُ، وَابْنُ مَسْعُودٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو مُوسَى، وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، فِي جَمَاعَةٍ آخَرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ.

کتابت حدیث کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں اختلاف رہا ہے ان میں سے بعض حضرات نے حدیث اور علم کی کتابت کو ناپسند کیا اور انہوں نے اس کو حفظ کرنے کا حکم دیا اور بعض نے کتابت حدیث وعلم کو جائز کیا۔ جن حضرات سے اس کی کراہت مروی ہے ان میں حضرت عمر، ابن مسعود، زید بن ثابت، ابوموسیٰ اشعری، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم شامل ہیں اور ان کے ساتھ اس جماعت میں متاخرین صحابہ کی جماعت اور تابعین بھی شامل ہیں۔

وَرُوِّينَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا تَكْتُبُوا عَنِّي شَيْئًا إِلَّا الْقُرْآنَ، وَمَنْ كَتَبَ عَنِّي شَيْئًا غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ ". أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ.

وَمِمَّنْ رُوِّينَا عَنْهُ إِبَاحَةَ ذَلِكَ، أَوْ فَعَلَهُ عَلِيٌّ، وَابْنُهُ الْحَسَنُ، وَأَنَسٌ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فِي جَمْعٍ آخَرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَالتَّابِعِينَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ.

ہم نے ابوسعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((لا تكتبوا عني شيئا إلا القرآن ومن كتب عني شيئا غير القرآن فليمحه)) ترجمہ: قرآن پاک کے علاوہ مجھ سے کوئی اور چیز سن کر نہ لکھو اگر قرآن کے علاوہ کسی نے مجھ سے کوئی اور چیز سن کر لکھی ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو مٹادے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں نقل کیا ہے۔

اور جن حضرات سے اس کا جواز منقول ہے یا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی کتابت کی، ان میں حضرت علی، حسن بن علی، انس، اور حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم شامل ہے اور ان کی جماعت میں بھی بہت سے دوسرے صحابہ اور

تابعین رحمہم اللہ شامل ہیں۔

وَمِنْ صَحِيحِ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّالِّ عَلَى جَوَازِ ذَلِكَ: حَدِيثُ أَبِي شَاهٍ الْيَمَنِيِّ فِي الْتِمَاسِهِ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُ شَيْئًا سَمِعَهُ مِنْ خُطْبَتِهِ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَقَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ".

وَلَعَلَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ فِي الْكِتَابَةِ عَنْهُ لِمَنْ خَشِيَ عَلَيْهِ النِّسْيَانَ، وَنَهَى عَنِ الْكِتَابَةِ عَنْهُ مَنْ وَثِقَ بِحِفْظِهِ، مَخَافَةَ الِاتِّكَالِ عَلَى الْكِتَابِ، أَوْ نَهَى عَنْ كِتَابَةِ ذَلِكَ حِينَ خَافَ عَلَيْهِمُ اخْتِلَاطَ ذَلِكَ بِصُحُفِ الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ، وَأَذِنَ فِي كِتَابَتِهِ حِينَ أَمِنَ مِنْ ذَلِكَ.

کتابت حدیث کے جواز پر دلالت کرنے والی صحیح حدیث وہ حدیث ہے جس میں حضرت ابوشاہ یمنی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے فتح مکہ کے خطبہ میں سے کچھ تحریر فرمادیں جوانہوں نے سنا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ابوشاہ کے لیے کچھ احادیث لکھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید ان حضرات صحابہ کرام کو احادیث لکھنے کی اجازت دی جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نسیان کا خوف تھا اور ان حضرات کو لکھنے سے منع فرمایا کہ جن کے حافظے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعتماد تھا اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف تھا کہ اس طرح تو یہ حضرات بھی کتابت پر ہی بھروسہ کریں گے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو نہی منقول ہے وہ اس وقت تھی جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو احادیث مبارکہ کا قرآن پاک کے ساتھ خلط ملط ہونے کا خوف تھا اور جس وقت التباس کا خدشہ باقی نہیں رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کتابت کی اجازت دے دی۔

وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْفَتْحِ بْنُ عَبْدِ الْمُنْعِمِ الْفُرَاوِيُّ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ بِنَيْسَابُورَ جَبَرَهَا اللهُ - أَخْبَرَنَا أَبُو الْمَعَالِي الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْبَيْهَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَمْرِو بْنُ السَّمَّاكِ، ثَنَا حَنْبَلُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ، ثَنَا الْوَلِيدُ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: كَانَ الْأَوْزَاعِيُّ يَقُولُ: "كَانَ هَذَا الْعِلْمُ كَرِيمًا يَتَلَقَّاهُ الرِّجَالُ بَيْنَهُمْ، فَلَمَّا دَخَلَ فِي الْكُتُبِ دَخَلَ فِيهِ غَيْرُ أَهْلِهِ.

ثُمَّ إِنَّهُ زَالَ ذَلِكَ الْخِلَافُ وَأَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى تَسْوِيغِ ذَلِكَ وَإِبَاحَتِهِ، وَلَوْلَا تَدْوِينُهُ فِي الْكُتُبِ لَدَرَسَ فِي الْأَعْصُرِ الْآخِرَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

ہمیں سند مذکور أخبرنا (أبو الفتح بن عبد المنعم الفراوی) - قراءة علیه بنیسابور جبرها الله - أخبرنا أبو المعالی الفارسی: أخبرنا الحافظ أبو بکر البیهقی: أخبرنا أبو الحسین بن بشران: أخبرنا أبو عمرو بن السماك: حدثنا حنبل بن إسحاق: حدثنا سلیمان بن أحمد: حدثنا الولید هو ابن مسلم) کے ساتھ یہ روایت پہنچی ہے کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ علم حدیث ایک گراں قدر علم تھا لوگ ایک دوسرے سے اس کو سینہ در سینہ حاصل کرتے تھے جب

سے یہ کتابوں میں داخل ہوا تو اس میں نا اہل لوگ داخل ہو گئے پھر بعد میں یہ اختلاف ختم ہو گیا اور مسلمانوں نے اس کے جواز اور اباحت پر اجماع کیا اگر اس کو کتابوں میں جمع نہ کیا جاتا تو آج کل بھی اس کو ایک دوسرے سے اخذ کرنے کا طریقہ تدریس ہی ہوتا۔ واللہ اعلم۔

ثُمَّ إِنَّ عَلَى كَتَبَةِ الْحَدِيثِ، وَطَلَبَتِهِ صَرْفَ الْهِمَّةِ إِلَى ضَبْطِ مَا يَكْتُبُونَهُ، أَوْ يُحَصِّلُونَهُ بِخَطِّ الْغَيْرِ مِنْ مَرْوِيَّاتِهِمْ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي رَوَوْهُ شَكْلًا، وَنَقْطًا يُؤْمَنُ مَعَهُمَا الِالْتِبَاسُ، وَكَثِيرًا مَا يَتَهَاوَنُ بِذَلِكَ الْوَاثِقُ بِذِهْنِهِ، وَتَيَقُّظِهِ، وَذَلِكَ وَخِيمُ الْعَاقِبَةِ، فَإِنَّ الْإِنْسَانَ مُعَرَّضٌ لِلنِّسْيَانِ، وَأَوَّلُ نَاسٍ أَوَّلُ النَّاسِ، وَإِعْجَامُ الْمَكْتُوبِ يَمْنَعُ مِنِ اسْتِعْجَامِهِ، وَشَكْلُهُ يَمْنَعُ مِنْ إِشْكَالِهِ.

ثُمَّ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَتَعَنَّى بِتَقْيِيدِ الْوَاضِحِ الَّذِي لَا يَكَادُ يَلْتَبِسُ، وَقَدْ أَحْسَنَ مَنْ قَالَ: إِنَّمَا يُشْكَلُ مَا يُشْكِلُ.

پھر کاتبین حدیث اور طلباء پر یہ لازم ہے کہ وہ دوسروں کی لکھی ہوئی احادیث جو ان سے مروی ہوں ان کے لکھنے اور اخذ کرتے وقت اس طریقے پر ان کو محفوظ کرنے میں اپنی پوری کوشش صرف کریں جس طریقے پر انہوں نے ان کو روایت کیا ہو یعنی شکل اور انہیں نقطوں کے ساتھ ان کو نقل کریں تا کہ اس طرح وہ التباس سے بچ سکیں۔ بسا اوقات اپنے ذہن اور بیدار مغزی پر اعتماد کرنے والا اس میں سستی کرتا ہے یہ تو اپنی آخرت کو بگاڑنا ہے کیونکہ انسان سے بھول چوک ہو جاتی ہے اور سب سے پہلے انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے بھول ہوئی تھی اور مکتوب پر نقطے اور حرکات وسکنات لگانے سے وہ عبارت سہل ہو جاتی ہے اور اس پر اعراب لگانا اس کو اس کے اشکال سے نکال دیتا ہے پھر ایسی قید کے ساتھ عبارت کو مقید کرنا بھی نامناسب ہے جو قریب الالتباس نہ ہو اور اس بارے میں کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ جو عبارت مشکل ہو اس پر اعراب لگایا جائے گا۔

وَقَرَأْتُ بِخَطِّ صَاحِبِ كِتَابِ (سِمَاتُ الْخَطِّ وَرُقُومُهُ) عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْبَغْدَادِيِّ فِيهِ أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ يَكْرَهُونَ الْإِعْجَامَ وَالْإِعْرَابَ إِلَّا فِي الْمُلْتَبِسِ، وَحَكَى غَيْرُهُ عَنْ قَوْمٍ أَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يُشْكَلَ مَا يُشْكِلُ، وَمَا لَا يُشْكِلُ، وَذَلِكَ لِأَنَّ الْمُبْتَدِئَ، وَغَيْرَ الْمُتَبَحِّرِ فِي الْعِلْمِ لَا يُمَيِّزُ مَا يُشْكِلُ مِمَّا لَا يُشْكِلُ، وَلَا صَوَابَ الْإِعْرَابِ مِنْ خَطَئِهِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

میں نے اس بارے میں سمات الخط ورقومہ کے مصنف علی بن ابراہیم بغدادی کی کتاب میں ان کی تحریر کو پڑھا انہوں نے فرمایا کہ التباس والے مقامات کے علاوہ باقی عبارت پر اعراب لگانے کو اہل علم مکروہ سمجھتے ہیں اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بعض حضرات سے یہ نقل کیا ہے کہ مناسب یہ ہے کہ التباس کی جگہوں اور اس کے علاوہ دیگر مقامات بھی اعراب لگایا جائے کیونکہ ابتدائی طالب علم اور غیر متبحر عالم محل التباس اور محل عدم التباس میں فرق نہیں کر سکتا اور نہ ہی وہ صحیح اور غلط اعراب میں فرق کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

وَهٰذَا بَيَانُ أُمُورٍ مُفِيدَةٍ فِي ذٰلِكَ:

أَحَدُهَا: يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ اعْتِنَاؤُهُ - مِنْ بَيْنِ مَا يَلْتَبِسُ - بِضَبْطِ الْمُلْتَبِسِ مِنْ أَسْمَاءِ النَّاسِ أَكْثَرَ، فَإِنَّهَا لَا تُسْتَدْرَكُ بِالْمَعْنَى، وَلَا يُسْتَدَلُّ عَلَيْهَا بِمَا قَبْلُ، وَمَا بَعْدُ.

اس باب میں امور مفیدہ کا بیان

امر اول:

مناسب یہ ہے کہ ملتبس الفاظ میں سے راوی کی سب سے زیادہ توجہ ملتبس اسماء الرجال کو ضبط کرنے کی طرف ہو کیونکہ معنی سے تو ان کا ادراک ممکن نہیں ہے اور نہ ہی ان پر ماقبل اور مابعد سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔

الثَّانِي: يُسْتَحَبُّ فِي الْأَلْفَاظِ الْمُشْكِلَةِ أَنْ يُكَرِّرَ ضَبْطَهَا، بِأَنْ يَضْبِطَهَا فِي مَتْنِ الْكِتَابِ، ثُمَّ يَكْتُبَهَا قُبَالَةَ ذٰلِكَ فِي الْحَاشِيَةِ مُفْرَدَةً مَضْبُوطَةً، فَإِنَّ ذٰلِكَ أَبْلَغُ فِي إِبَانَتِهَا، وَأَبْعَدُ مِنَ الْتِبَاسِهَا، وَمَا ضَبَطَهُ فِي أَثْنَاءِ الْأَسْطُرِ رُبَّمَا دَاخَلَهُ نَقْطُ غَيْرِهِ وَشَكْلُهُ، مِمَّا فَوْقَهُ، وَتَحْتَهُ، لَا سِيَّمَا عِنْدَ دِقَّةِ الْخَطِّ، وَضِيقِ الْأَسْطُرِ، وَبِهٰذَا جَرَى رَسْمُ جَمَاعَةٍ مِنْ أَهْلِ الضَّبْطِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

امر ثانی:

بہتر یہ ہے کہ راوی الفاظ ملتبسہ کو بار بار ضبط کرے اس کی صورت یہ ہے سب سے پہلے تو اس کو کتاب کے متن سے یاد کرے پھر اس کو ایک اور مرتبہ ضبط کرتے ہوئے اس کو متن کے سامنے حاشیہ میں لکھے کیونکہ اس سے الفاظ ملتبسہ کی اچھی وضاحت ہوگی اور دوسرے الفاظ کے ساتھ ان کا التباس کا امکان کم ہوگا اور جو بین السطور کسی لفظ یا اس کے متن کو لکھ کر ضبط کیا جاتا ہے تو اس صورت میں بعض اوقات کسی لفظ کے نقطے اور اعراب ان سے نیچے یا اوپر والے الفاظ کے ساتھ خلط ملط ہو جاتے ہیں اور یہ مسئلہ بھی خاص طور پر اس وقت درپیش ہوتا ہے جب لکھائی باریک ہو اور سطریں تنگ ہوں، بعض اہل ضبط حضرات نے اسی طریقے پر ہی الفاظ کو ضبط کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

الثَّالِثُ: يُكْرَهُ الْخَطُّ الدَّقِيقُ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ يَقْتَضِيهِ.

رُوِّينَا ... عَنْ حَنْبَلِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: رَآنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَأَنَا أَكْتُبُ خَطًّا دَقِيقًا، فَقَالَ: "لَا تَفْعَلْ، أَحْوَجُ مَا تَكُونُ إِلَيْهِ يَخُونُكَ" ... وَبَلَغَنَا عَنْ بَعْضِ الْمَشَايِخِ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَأَى خَطًّا دَقِيقًا قَالَ: "هٰذَا خَطُّ مَنْ لَا يُوقِنُ بِالْخُلْفِ مِنَ اللهِ".

وَالْعُذْرُ فِي ذٰلِكَ هُوَ مِثْلُ أَنْ لَا يَجِدَ فِي الْوَرَقِ سَعَةً، أَوْ يَكُونَ رَحَّالًا يَحْتَاجُ إِلَى تَدْقِيقِ الْخَطِّ، لِيَخِفَّ عَلَيْهِ مَحْمَلُ كِتَابِهِ، وَنَحْوُ هٰذَا،

[وَاللهُ أَعْلَمُ].

## امر ثالث:

بلاعذر چھوٹا اور باریک لکھنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے ہم نے حنبل بن اسحاق سے روایت کیا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کو دیکھا کہ میں باریک لکھ رہا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ کتابت حدیث آپ کی ضرورت ہے اس کو اس قدر باریک نہ لکھو کہ وہ آپ کو دھوکے میں ڈال دے یعنی کل کو خود بھی اپنی تحریر کو نہ پڑھ سکو۔ ہمیں بعض مشائخ کی طرف سے بھی یہ روایت پہنچی ہے کہ جب انہوں نے کسی کی باریک لکھائی کو دیکھا تو فرمایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں ہے کہ وہ اس کو اور کاغذ دے دے گا۔ اس باب میں عذر سے مراد یہ ہے کہ اگر لکھنے والے کے پاس اوراق کم ہو اور اس نے زیادہ لکھنا ہو تو پھر باریک لکھ سکتا ہے یا سفر میں ہو کہ زیادہ لکھنے کی وجہ بھار اٹھانا دشوار ہو تو اس عذر کی وجہ سے بھی باریک لکھنے کی اجازت ہے۔ واللہ اعلم۔

الرَّابِعُ: يَخْتَارُ لَهُ فِي خَطِّهِ التَّحْقِيقَ، دُونَ الْمَشْقِ وَالتَّعْلِيقِ.

بَلَغَنَا عَنِ ابْنِ قُتَيْبَةَ قَالَ: ... قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: " شَرُّ الْكِتَابَةِ الْمَشْقُ، وَشَرُّ الْقِرَاءَةِ الْهَذْرَمَةُ، وَأَجْوَدُ الْخَطِّ أَبْيَنُهُ " ...، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## امر رابع:

کاتب حدیث کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ خوب واضح کر کے لکھے جلد بازی سے نہ لکھے اور حروف کو ایک دوسرے کے ساتھ لٹکا کر بھی نہ لکھے۔ ہمیں ابن قتیبہ سے یہ روایت پہنچی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بدترین لکھائی وہ ہے جو غیر واضح انداز میں لکھی جائے اور بدترین قرات وہ جو جلدی جلدی کی جائے اور بہترین خط وہ ہے جو صاف ستھرا اور واضح ہو۔

الْخَامِسُ: كَمَا تُضْبَطُ الْحُرُوفُ الْمُعْجَمَةُ بِالنُّقَطِ كَذَلِكَ يَنْبَغِي أَنْ تُضْبَطَ الْمُهْمَلَاتُ غَيْرُ الْمُعْجَمَةِ بِعَلَامَةِ الْإِهْمَالِ، لِتَدُلَّ عَلَى عَدَمِ إِعْجَامِهَا.

وَسَبِيلُ النَّاسِ فِي ضَبْطِهَا مُخْتَلِفٌ: فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْلِبُ النَّقْطَ، فَيَجْعَلُ النَّقْطَ الَّذِي فَوْقَ الْمُعْجَمَاتِ تَحْتَ مَا يُشَاكِلُهَا مِنَ الْمُهْمَلَاتِ، فَيَنْقُطُ تَحْتَ الرَّاءِ، وَالصَّادِ، وَالطَّاءِ، وَالْعَيْنِ، وَنَحْوِهَا مِنَ الْمُهْمَلَاتِ.

## امر خامس:

جیسے حروف معجمہ کو نقطوں کے ساتھ ضبط کیا جاتا ہے اس طرح حروف مہملہ کو بھی کسی علامت کے ساتھ ضبط کرنا چاہیے تاکہ یہ معلوم ہو سکے یہ حروف معجمہ میں سے نہیں ہے اور حروف مہملہ کو علامات کے ذریعے ضبط کرنے میں کاتبین حدیث کے ہاں مختلف طریقے جاری ہوئے ہیں۔ بعضوں کے ہاں یہ طریقہ رائج ہے کہ حروف مہملہ میں سے جو حروف، حروف معجمہ کے ہم شکل ہیں تو ان

کے اوپر کے نقطہ کو حروف مہملہ کے نیچے لکھتے ہیں پس وہ راء صاد طاء اور عین وغیرہ حروف مہملہ کے نیچے نقطے لگاتے ہیں۔

وَذَكَرَ بَعْضُ هَؤُلَاءِ أَنَّ النُّقَطَ الَّتِي تَحْتَ السِّينِ الْمُهْمَلَةِ تَكُونُ مَبْسُوطَةً صَفًّا، وَالَّتِي فَوْقَ الشِّينِ الْمُعْجَمَةِ تَكُونُ كَالْأَثَافِيِّ.

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَجْعَلُ عَلَامَةَ الْإِهْمَالِ فَوْقَ الْحُرُوفِ الْمُهْمَلَةِ كَقُلَامَةِ الظُّفُرِ، مُضْجَعَةً عَلَى قَفَاهَا.

وَمِنْهُمْ مَنْ يَجْعَلُ تَحْتَ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ حَاءً مُفْرَدَةً صَغِيرَةً، وَكَذَا تَحْتَ الدَّالِ، وَالطَّاءِ، وَالصَّادِ، وَالسِّينِ، وَالْعَيْنِ، وَسَائِرُ الْحُرُوفِ الْمُهْمَلَةِ الْمُلْتَبِسَةِ مِثْلُ ذَلِكَ.

فَهَذِهِ وُجُوهٌ مِنْ عَلَامَاتِ الْإِهْمَالِ شَائِعَةٌ مَعْرُوفَةٌ.

وَهُنَاكَ مِنَ الْعَلَامَاتِ مَا هُوَ مَوْجُودٌ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْكُتُبِ الْقَدِيمَةِ، وَلَا يَفْطِنُ لَهُ كَثِيرُونَ، كَعَلَامَةِ مَنْ يَجْعَلُ فَوْقَ الْحَرْفِ الْمُهْمَلِ خَطًّا صَغِيرًا، وَكَعَلَامَةِ مَنْ يَجْعَلُ تَحْتَ الْحَرْفِ الْمُهْمَلِ مِثْلَ الْهَمْزَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

بعضوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ سین کی علامت یہ ہے اس کے نیچے تینوں نقطے صف کی صورت میں پھیلے ہوئے آئیں گے اور شین کے نقطے ہانڈی کے چولہے کی شکل میں لکھے جائیں گے یعنی دو نقطے نیچے اور ایک ان کے اوپر ہوگا ان میں سے بعض نے حروف مہملہ کی علامت ان کے اوپر ناخن کے تراشے جیسا نشان ڈالنے کو قرار دیا ہے۔ ان میں سے بعض نے حاء مہملہ کے نیچے حاء مفردہ صغیرہ لکھنے کو اس کی علامت قرار دیا ہے اس طرح دال طاء صال وسین عین وغیرہ حروف ملتبسہ کے نیچے بھی وہ اس طرح کے الفاظ لکھتے ہیں۔ حروف مہملہ کی علامات کی یہ چند قسمیں تو معروف ومشہور ہیں اور بہت سی قدیم کتابوں میں کچھ اور علامات بھی موجود ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں سمجھتے جیسے بعض حضرات حرف مہمل کے اوپر ایک چھوٹی سی لکیر کھینچ لیتے ہیں۔ اسی طرح بعض حضرات حرف مہمل کے نیچے ہمزہ کی طرح نشان ڈالتے ہیں۔ واللہ اعلم

السَّادِسُ: لَا يَنْبَغِي أَنْ يَصْطَلِحَ مَعَ نَفْسِهِ فِي كِتَابِهِ بِمَا لَا يَفْهَمُهُ غَيْرُهُ، فَيُوقِعُ غَيْرَهُ فِي حَيْرَةٍ، كَفِعْلِ مَنْ يَجْمَعُ فِي كِتَابِهِ بَيْنَ رِوَايَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ، وَيَرْمُزُ إِلَى رِوَايَةِ كُلِّ رَاوٍ بِحَرْفٍ وَاحِدٍ مِنِ اسْمِهِ، أَوْ حَرْفَيْنِ، وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ، فَإِنْ بَيَّنَ - فِي أَوَّلِ كِتَابِهِ، أَوْ آخِرِهِ - مُرَادَهُ بِتِلْكَ الْعَلَامَاتِ وَالرُّمُوزِ، فَلَا بَأْسَ.

وَمَعَ ذَلِكَ فَالْأَوْلَى أَنْ يَتَجَنَّبَ الرَّمْزَ، وَيَكْتُبَ عِنْدَ كُلِّ رِوَايَةٍ اسْمَ رَاوِيهَا بِكَمَالِهِ مُخْتَصَرًا، وَلَا يَقْتَصِرُ عَلَى الْعَلَامَةِ بِبَعْضِهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

امر سادس:

یہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی مؤلف اپنی کتاب میں ایسی اصطلاحات یا علامات مقرر کرے جس کو ان کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی نہ سمجھ سکے اور اس کو دیکھ کر وہ پریشانی میں مبتلا ہو جائے جیسا کہ بعض حضرات اپنی کتاب میں کچھ روایات جمع کرتے ہیں اور ان میں

سے ہرایک روایت کی طرف اس کے راوی کے نام میں سے کسی ایک حرف یا دوحرفوں کے ذریعے اشارہ کرتے ہیں۔ اگر اس قسم کی علامات کی مراد کو کتاب کے شروع یا آخر میں بیان کیا جائے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کے باوجود بھی اس قسم کی علامات سے بچنا بہتر ہے مؤلف کو ہر روایت نقل کرتے وقت اختصار کے ساتھ راوی کا نام لکھنا چاہیے اور ان کے ناموں میں سے بعض حروف کو بطور علامت لکھنے پر اکتفاء نہیں کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

السَّابِعُ: يَنْبَغِي أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَ كُلِّ حَدِيثَيْنِ دَارَةً تَفْصِلُ بَيْنَهُمَا، وَتُمَيِّزُ. وَمِمَّنْ بَلَغَنَا عَنْهُ ذَلِكَ مِنَ الْأَئِمَّةِ أَبُو الزِّنَادِ، وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَرْبِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ الطَّبَرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

وَاسْتَحَبَّ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ أَنْ تَكُونَ الدَّارَاتُ غُفْلًا، فَإِذَا عَارَضَ فَكُلُّ حَدِيثٍ يَفْرُغُ مِنْ عَرْضِهِ يَنْقُطُ فِي الدَّارَةِ الَّتِي تَلِيهِ نُقْطَةً، أَوْ يَخُطُّ فِي وَسَطِهَا خَطًّا. قَالَ: " وَقَدْ كَانَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَعْتَدُّ مِنْ سَمَاعِهِ إِلَّا بِمَا كَانَ كَذَلِكَ، أَوْ فِي مَعْنَاهُ "، وَاللهُ أَعْلَمُ.

**امر سابع:**

مناسب یہ ہے کہ کاتب دو حدیثوں کے درمیان دائرہ کھینچے تا کہ دونوں کے درمیان فرق اور فصل واقع ہو جائے یہ بات ہم تک جن ائمہ سے پہنچی ہے ان میں ابو الزناد، احمد بن حنبل، ابراہیم بن اسحاق حربی اور محمد بن جریر طبری شامل رحمہم اللہ شامل ہیں۔ خطیب بغدادی نے اس بات کو مستحب کہا ہے کہ بطور فصل کھینچے جانے والے ان دائروں کے اندر کوئی علامت نہیں ہونی چاہیے پھر جب سب احادیث کا مقابلہ کیا جائے تو ہر ایک حدیث علامت سے خالی ہوگی تو اس وقت آخر والے دائرے کے اندر نشان ڈالے یا اس میں لکیر کھینچے اور خطیب نے کہا کہ بعض اہل علم دائرہ کو علامات میں شمار نہیں کرتے مگر جو ہمارے بیان کے مطابق ہو یا اس کے معنی میں ہو۔ واللہ اعلم۔

الثَّامِنُ: يُكْرَهُ لَهُ فِي مِثْلِ (عَبْدِ اللهِ بْنِ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ) أَنْ يَكْتُبَ (عَبْدَ) فِي آخِرِ سَطْرٍ، وَالْبَاقِيَ فِي أَوَّلِ السَّطْرِ الْآخَرِ.

وَكَذَلِكَ يُكْرَهُ فِي (عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ فُلَانٍ)، وَفِي سَائِرِ الْأَسْمَاءِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلَى التَّعْبِيدِ لِلَّهِ تَعَالَى أَنْ يَكْتُبَ (عَبْدَ) فِي آخِرِ سَطْرٍ، وَاسْمَ اللهِ مَعَ سَائِرِ النَّسَبِ فِي أَوَّلِ السَّطْرِ الْآخَرِ. وَهَكَذَا يُكْرَهُ أَنْ يَكْتُبَ (قَالَ رَسُولُ) فِي آخِرِ سَطْرٍ، وَيَكْتُبَ فِي أَوَّلِ السَّطْرِ الَّذِي يَلِيهِ (اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)، وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

**امر ثامن:**

کاتب حدیث کے لیے یہ مکروہ ہے کہ وہ عبداللہ بن فلاں بن فلان جیسے ناموں میں عبد کو کسی سطر کے آخر میں لکھے اور اور با

نام کو دوسری نیچے والی سطر کے شروع میں لکھے۔ اسی طرح عبدالرحمن بن فلاں میں اس طرز کی کتابت مکروہ اور ناپسندیدہ ہے اور ان دونوں ناموں کی طرح ان سب اسماء میں بھی جن میں عبدیت کی نسبت اللہ کے ناموں میں کسی نام کی طرف کی گئی ہو ایسا کرنا مکروہ ہے کہ لفظ عبد کسی سطر کے آخر میں اور اللہ کے نام کو باقی تمام نسب کے ساتھ نیچے والی سطر کے شروع میں لکھا جائے۔ اس طرح یہ بات بھی مکروہ اور ناپسندیدہ ہے کہ (قال رسول) کے الفاظ کو کسی سطر کے آخر میں لکھا جائے اور (اللہ ﷺ) کے الفاظ کو نیچے والی سطر کے شروع میں لکھا جائے وغیرہ وغیرہ۔ واللہ اعلم۔

التَّاسِعُ: يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُحَافِظَ عَلَى كِتْبَةِ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِيمِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذِكْرِهِ، وَلَا يَسْأَمَ مِنْ تَكْرِيرِ ذَلِكَ عِنْدَ تَكَرُّرِهِ، فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ أَكْبَرِ الْفَوَائِدِ الَّتِي يَتَعَجَّلُهَا طَلَبَةُ الْحَدِيثِ، وَكَتَبَتُهُ، وَمَنْ أَغْفَلَ ذَلِكَ حُرِمَ حَظًّا عَظِيمًا، وَقَدْ رُوِّينَا لِأَهْلِ ذَلِكَ مَنَامَاتٍ صَالِحَةً.

وَمَا يَكْتُبُهُ مِنْ ذَلِكَ فَهُوَ دُعَاءٌ يُثْبِتُهُ لَا كَلَامٌ يَرْوِيهِ، فَلِذَلِكَ لَا يَتَقَيَّدُ فِيهِ بِالرِّوَايَةِ، وَلَا يَقْتَصِرُ فِيهِ عَلَى مَا فِي الْأَصْلِ.

امر تاسع:

کاتب حدیث کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نام گرامی کو لکھتے وقت ہر دفعہ صلاۃ وتسلیم اہتمام کے ساتھ تحریر کرے اور اس کے بار بار آنے کی صورت میں بار بار لکھنے کی وجہ سے اکتاہٹ کا شکار نہ ہو کیونکہ درود وسلام کے لکھنے میں بہت سے فوائد حاصل ہونگے جن کے حصول کے لیے کاتبین حدیث اور طلبہ حدیث بھاگ دوڑ کرتے رہتے ہیں اور جو اس کے لکھنے سے غافل رہا وہ نورانیت علم کے بہت بڑے حصے سے محروم رہے گا۔ ہم نے اس کا اہتمام کرنے والوں کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ان کو بہت اچھے اچھے خواب آئے ہیں۔ درود وسلام لکھتے وقت یہ بات ذہن میں ہونی چاہیے یہ محض دعا ہے جس کو وہ تحریر کر رہا ہے یہ حدیث کا حصہ نہیں ہے اس لئے وہ اس بارے میں اس کے روایت میں ہونے یا نہ ہونے کا پابند بھی نہیں ہوتا اور نہ اس کی اتنی تعداد پر اکتفاء کرے گا جتنی تعداد اصل روایت میں ہو۔

وَهَكَذَا الْأَمْرُ فِي الثَّنَاءِ عَلَى اللهِ سُبْحَانَهُ عِنْدَ ذِكْرِ اسْمِهِ، نَحْوُ (عَزَّ وَجَلَّ)، وَ (تَبَارَكَ وَتَعَالَى) وَمَا ضَاهَى ذَلِكَ. وَإِذَا وُجِدَ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ قَدْ جَاءَتْ بِهِ الرِّوَايَةُ كَانَتِ الْعِنَايَةُ بِإِثْبَاتِهِ، وَضَبْطِهِ أَكْثَرَ، وَمَا وُجِدَ فِي خَطِّ أَبِي عَبْدِ اللهِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ إِغْفَالِ ذَلِكَ عِنْدَ ذِكْرِ اسْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَعَلَّ سَبَبَهُ أَنَّهُ كَانَ يَرَى التَّقَيُّدَ فِي ذَلِكَ بِالرِّوَايَةِ، وَعَزَّ عَلَيْهِ اتِّصَالُهَا فِي ذَلِكَ فِي جَمِيعِ مَنْ فَوْقَهُ مِنَ الرُّوَاةِ.

جو حکم رسول ﷺ کے نام گرامی کے ساتھ درود وتسلیم کا مذکور ہوا بعینہ یہی حکم اللہ کے نام مبارک کے ساتھ ثناء والے الفاظ

ذکر کرنے کا ہے جیسے عزوجل اور تبارک تعالیٰ یا اس کے مثل تعریفی الفاظ۔ جب کسی روایت میں ان دونوں چیزوں کا اہتمام کیا گیا ہو تو اس روایت کے ضبط واثبات کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ جو امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی روایات میں رسول اللہ ﷺ کے نام گرامی کے ساتھ درود وتسلیم کا اہتمام نہیں ملتا اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ شاید ان کے نزدیک یہ مقید بالروایۃ ہے اگر روایت میں درود نقل ہو وہ بھی آگے نقل کر لیتے ہیں اگر اوپر سے منقول نہ تو وہ بھی نقل نہیں کرتے اور ان کے خیال میں یہ مشکل تھا کہ سند میں ان سے اوپر کے تمام راویوں کے ہاں روایت کا درود کے ساتھ اتصال ہو۔

قَالَ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ: " وَبَلَغَنِي أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ نُطْقًا لَا خَطًّا "، قَالَ: " وَقَدْ خَالَفَهُ غَيْرُهُ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْمُتَقَدِّمِينَ فِي ذَلِكَ ".

وَرُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ، وَعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيِّ، قَالَا: " مَا تَرَكْنَا الصَّلَاةَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ حَدِيثٍ سَمِعْنَاهُ، وَرُبَّمَا عَجِلْنَا فَنُبَيِّضُ الْكِتَابَ فِي كُلِّ حَدِيثٍ حَتَّى نَرْجِعَ إِلَيْهِ "، وَاللهُ أَعْلَمُ.

چنانچہ خطیب ابوبکر بغدادی نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نام گرامی کو تحریر کرتے وقت زبان سے تو درود وتسلیم کہتے تھے لیکن لکھنے میں اس کو چھوڑ دیتے تھے اور انہوں نے فرمایا کہ امام احمد کے علاوہ جتنے بھی متقدمین ائمہ حدیث گزرے ہیں ان سب نے امام احمد کی مخالفت کی ہے۔ چنانچہ علی بن مدینی اور عباس بن عبدالعظیم عنبری نے فرمایا کہ ہم نے جتنی بھی احادیث سنی ہیں ان میں ہم نے ہر دفعہ رسول اللہ ﷺ کے نامی گرامی کے ساتھ درود کو تحریر کیا بعض اوقات جلدی میں وقتی طور پر درود کے لیے خالی جگہ چھوڑ دیتے تھے اور بعد میں اس کو لکھ لیتے تھے۔ واللہ اعلم

ثُمَّ لِيَتَجَنَّبْ فِي إِثْبَاتِهَا نَقْصَيْنِ:

أَحَدُهُمَا: أَنْ يَكْتُبَهَا مَنْقُوصَةً صُورَةً، رَامِزًا إِلَيْهَا بِحَرْفَيْنِ، أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ.

وَالثَّانِي: أَنْ يَكْتُبَهَا مَنْقُوصَةً مَعْنًى، بِأَنْ لَا يَكْتُبَ (وَسَلَّمَ)، وَإِنْ وُجِدَ ذَلِكَ فِي خَطِّ بَعْضِ الْمُتَقَدِّمِينَ. سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ مَنْصُورَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْعِمِ، وَأُمَّ الْمُؤَيَّدِ بِنْتَ أَبِي الْقَاسِمِ بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِمَا قَالَا: سَمِعْنَا أَبَا الْبَرَكَاتِ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُحَمَّدٍ الْفُرَاوِيَّ لَفْظًا، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُقْرِئَ ظَرِيفَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ الْحَافِظَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: ... سَمِعْتُ حَمْزَةَ الْكِنَانِيَّ يَقُولُ: كُنْتُ أَكْتُبُ الْحَدِيثَ، وَكُنْتُ أَكْتُبُ عِنْدَ ذِكْرِ النَّبِيِّ " صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ " وَلَا أَكْتُبُ " وَسَلَّمَ "، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ لِي: مَا لَكَ لَا تُتِمُّ الصَّلَاةَ عَلَيَّ؟ قَالَ: فَمَا كَتَبْتُ بَعْدَ ذَلِكَ " صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ " إِلَّا كَتَبْتُ " وَسَلَّمَ " ....

درود شریف کے لکھنے میں کاتب کو دو قسم کی کوتاہیوں سے بچنا چاہیے:

پہلی کوتاہی: یہ ہے کہ درود وسلام کے عربی الفاظ میں کمی کر کے ان میں سے ایک یا دو حروف کے ذریعے اس کی طرف اشارہ کیا جائے۔ (جیسے ہمارے ہاں صلعم یا صرف صاد لکھتے ہیں از مترجم)۔

دوسری کوتاہی: اس میں معنوی کوتاہی کرے یعنی اس میں وسلم کے الفاظ کو نہ لکھے اگر چہ بعض متقدمین کی تحریروں میں اس طرح ہی پایا گیا ہے۔ میں نے ابوالقاسم منصور بن عبدالمنعم اور ام المؤید بنت ابی القاسم سے سنا اس حال میں کہ میں ان کے سامنے قرات کی انہوں نے فرمایا کہ ہم نے ابوالبرکات عبداللہ بن محمد فراوی سے انہی کے الفاظ میں سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے مقری ظریف بن محمد کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حافظ عبداللہ بن محمد بن اسحاق سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حمزہ کنانی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں حدیث لکھا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے نامی گرامی کے ذکر کے وقت صلی اللہ علیہ لکھا کرتا تھا اور وسلم کو چھوڑ دیتا تھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا کہ آپ مجھ پر مکمل درود وسلام کیوں نہیں بھیجتے؟ حمزہ کنانی کہتے ہیں کہ میں اس کے بعد آپ کے نام گرامی کے ساتھ ہر دفعہ مکمل درود لکھا کرتا تھا یعنی صلی اللہ علیہ کے ساتھ وسلم بھی لکھا کرتا تھا۔

وَقَعَ فِي الْأَصْلِ فِي شَيْخِ الْمَقْرِي ظَرِيفٍ " عَبْدُ اللهِ " وَإِنَّمَا هُوَ " عُبَيْدُ اللهِ " بِالتَّصْغِيرِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُوهُ، هُوَ أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ مَنْدَهْ، فَقَوْلُهُ " الْحَافِظ " إِذًا مَجْرُورٌ

قُلْتُ: وَيُكْرَهُ أَيْضًا الِاقْتِصَارُ عَلَى قَوْلِهِ " عَلَيْهِ السَّلَامُ "، وَاللهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

اصل نسخہ میں تو شیخ مقری ظریف کا نام عبداللہ آیا ہے لیکن ان کا صحیح نام عبیداللہ تصغیر کے ساتھ ہے اور محمد بن اسحاق ان کے والد ہیں جو ابوعبداللہ بن مندہ ہیں۔ پس مذکورہ بالا عبارت میں لفظ الحافظ مجرور ہوگا۔

میں کہتا ہوں: کہ درود کے باب میں صرف (علیہ السلام) پر اکتفا کرنے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب

الْعَاشِرُ: عَلَى الطَّالِبِ مُقَابَلَةُ كِتَابِهِ بِأَصْلِ سَمَاعِهِ، وَكِتَابِ شَيْخِهِ الَّذِي يَرْوِيهِ عَنْهُ، وَإِنْ كَانَ إِجَازَةً.

رُوِّينَا عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ لِابْنِهِ هِشَامٍ: " كَتَبْتَ؟ " قَالَ: " نَعَمْ "، قَالَ: " عَرَضْتَ كِتَابَكَ؟ " قَالَ: " لَا "، قَالَ: " لَمْ تَكْتُبْ ". وَرُوِّينَا عَنِ الشَّافِعِيِّ الْإِمَامِ، وَعَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَا: " مَنْ كَتَبَ وَلَمْ يُعَارِضْ كَمَنْ دَخَلَ الْخَلَاءَ وَلَمْ يَسْتَنْجِ ". وَعَنِ الْأَخْفَشِ قَالَ: " إِذَا نُسِخَ الْكِتَابُ وَلَمْ يُعَارَضْ، ثُمَّ نُسِخَ وَلَمْ يُعَارَضْ خَرَجَ أَعْجَمِيًّا ".

امر عاشر:

حدیث کے طالب علم پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنی لکھی ہوئی احادیث کا موازنہ اپنے سماع اور اپنے شیخ کی اس کتاب کے ساتھ کرے جس سے شیخ نے ان کو روایت کیا ہے اگر چہ وہ احادیث اس اجازت سے ملی ہوئی ہوں۔ ہم نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل

کیا کہ انہوں نے اپنے بیٹے ہشام سے پوچھا کہ آپ نے احادیث لکھ لیں؟ انہوں نے عرض کی کہ ہاں۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ آپ نے اپنی تحریر کا موازنہ شیخ کی کتاب کے ساتھ کر لیا؟ تو اس نے عرض کی کہ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ گویا کہ آپ نے احادیث لکھی ہی نہیں ہیں۔ ہم نے امام شافعی اور یحییٰ بن کثیر رحمہما اللہ سے نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ جس نے کتابت حدیث کی اور اس کا موازنہ شیخ کی کتاب کے ساتھ نہیں کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جو بیت الخلاء میں داخل ہوا اور استنجاء کیے بغیر باہر نکل آیا۔ امام اخفش رحمہ اللہ سے منقول ہے جس نے حدیث کی کتابت کی اور اس کا موازنہ شیخ کی کتاب کے ساتھ نہیں کیا پھر اس نے کتابت کی اور اس کا موازنہ نہیں کیا تو وہ عجمی بن کر نکل آیا۔

ثُمَّ إِنَّ أَفْضَلَ الْمُعَارَضَةِ: أَنْ يُعَارِضَ الطَّالِبُ بِنَفْسِهِ كِتَابَهُ بِكِتَابِ الشَّيْخِ مَعَ الشَّيْخِ، فِي حَالِ تَحْدِيثِهِ إِيَّاهُ مِنْ كِتَابِهِ، لِمَا يَجْمَعُ ذَلِكَ مِنْ وُجُوهِ الِاحْتِيَاطِ، وَالْإِتْقَانِ مِنَ الْجَانِبَيْنِ. وَمَا لَمْ تَجْتَمِعْ فِيهِ هَذِهِ الْأَوْصَافُ نَقَصَ مِنْ مَرْتَبَتِهِ بِقَدْرِ مَا فَاتَهُ مِنْهَا. وَمَا ذَكَرْنَاهُ أَوْلَى مِنْ إِطْلَاقِ أَبِي الْفَضْلِ الْجَارُودِيِّ الْحَافِظِ الْهَرَوِيِّ قَوْلَهُ: "أَصْدَقُ الْمُعَارَضَةِ مَعَ نَفْسِكَ".

پھر موازنہ کی سب سے افضل و اعلیٰ صورت یہ ہے کہ طالب علم خود اپنی تحریر کا موازنہ اس مجلس میں شیخ کے سامنے شیخ کی کتاب کے ساتھ کرے جس مجلس میں وہ اپنی کتاب سے روایت بیان کر رہے ہوں کیونکہ اس صورت میں جانبین سے بہت زیادہ احتیاط اور یقین پایا جاتا ہے۔ جس کتابت میں یہ اوصاف جتنے کم پائے جائیں گے اس قدر اس کا مرتبہ بھی کم ہوتا جائے گا۔ جو الفاظ ہم نے ذکر کیے ہیں وہ حافظ ابی الفضل جارودی ھروی کے الفاظ اصدق المعارضہ مع نفسك سے زیادہ بہتر ہیں۔

وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَنْظُرَ مَعَهُ فِي نُسْخَتِهِ مَنْ حَضَرَ مِنَ السَّامِعِينَ، مِمَّنْ لَيْسَ مَعَهُ نُسْخَةٌ، لَا سِيَّمَا إِذَا أَرَادَ النَّقْلَ مِنْهَا، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَمَّنْ لَمْ يَنْظُرْ فِي الْكِتَابِ، وَالْمُحَدِّثُ يَقْرَأُ، هَلْ يَجُوزُ أَنْ يُحَدِّثَ بِذَلِكَ عَنْهُ؟ فَقَالَ: "أَمَّا عِنْدِي فَلَا يَجُوزُ، وَلَكِنَّ عَامَّةَ الشُّيُوخِ هَكَذَا سَمَاعُهُمْ".

سامعین میں سے جو حضرات احادیث کو کسی نسخہ میں تحریر نہ کر رہے ہوں اور وہ اس روایت کو نقل کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو ان کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ کسی لکھنے والے کے نسخہ کو دیکھ کر سماع کریں۔ یحییٰ بن معین سے مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ جو سامع کسی نسخہ میں دیکھے بغیر شیخ کی قرات سن رہا ہو تو اس کے لیے اس روایت کو بیان کرنا جائز ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میرے نزدیک اس کے لیے اس روایت کو نقل کرنا جائز نہیں ہے لیکن اکثر شیوخ کا سماع اسی طرح ثابت ہے۔

قُلْتُ: وَهَذَا مِنْ مَذَاهِبِ أَهْلِ التَّشْدِيدِ فِي الرِّوَايَةِ، وَسَيَأْتِي ذِكْرُ مَذْهَبِهِمْ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى. وَالصَّحِيحُ أَنَّ ذَلِكَ لَا يُشْتَرَطُ، وَأَنَّهُ يَصِحُّ السَّمَاعُ، وَإِنْ لَمْ يَنْظُرْ أَصْلًا فِي الْكِتَابِ حَالَةَ الْقِرَاءَةِ، وَأَنَّهُ لَا يُشْتَرَطُ أَنْ يُقَابِلَهُ بِنَفْسِهِ، بَلْ يَكْفِيهِ مُقَابَلَةُ نُسْخَتِهِ بِأَصْلِ الرَّاوِي، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ

حَالَةَ الْقِرَاءَةِ، وَإِنْ كَانَتِ الْمُقَابَلَةُ عَلَى يَدَيْ غَيْرِهِ إِذَا كَانَ ثِقَةً مَوْثُوقًا بِضَبْطِهِ.

میں کہتا ہوں کہ یہ تو روایت کے بارے میں سخت قسم کا موقف رکھنے والے محدثین حضرات کا مذہب ہے ان کے مذہب کا تفصیلی ذکر ان شاء اللہ عنقریب آئے گا۔ صحیح مذہب یہ ہے کہ یہ شرط لگانا صحیح نہیں ہے شیخ کی قرات کے وقت اگر سامع کسی کتاب کو نہ بھی دیکھ رہا ہو پھر بھی اسکا سماع صحیح ہوگا اور شیخ کے سامنے اس تحریر کو پیش کرنا بھی شرط نہیں ہے بلکہ اگر کاتب اپنے نسخہ کو اس کے اصل کے سامنے پیش کرے تو یہ بھی کافی ہوگا اگر چہ یہ کتابت کا پیش کرنا شیخ کی قرات کے وقت میں ہو اور اگر چہ کاتب کے علاوہ کسی اور نے اس کی تحریر کو شیخ کے سامنے پیش کیا ہو بشرطیکہ وہ قابل اعتماد ہو اور اس کے ضبط پر اعتماد کیا جا سکتا ہو۔

قُلْتُ: وَجَائِزٌ أَنْ تَكُونَ مُقَابَلَتُهُ بِفَرْعٍ قَدْ قُوبِلَ الْمُقَابَلَةَ الْمَشْرُوطَةَ بِأَصْلِ شَيْخِهِ أَصْلِ السَّمَاعِ، وَكَذَلِكَ إِذَا قَابَلَ بِأَصْلِ أَصْلِ الشَّيْخِ الْمُقَابَلِ بِهِ أَصْلُ الشَّيْخِ: لِأَنَّ الْغَرَضَ الْمَطْلُوبَ أَنْ يَكُونَ كِتَابُ الطَّالِبِ مُطَابِقًا لِأَصْلِ سَمَاعِهِ، وَكِتَابِ شَيْخِهِ، فَسَوَاءٌ حَصَلَ ذَلِكَ بِوَاسِطَةٍ أَوْ بِغَيْرِ وَاسِطَةٍ.

وَلَا يُجْزِئُ ذَلِكَ عِنْدَ مَنْ قَالَ: " لَا تَصِحُّ مُقَابَلَتُهُ مَعَ أَحَدٍ غَيْرِ نَفْسِهِ، وَلَا يُقَلِّدُ غَيْرَهُ، وَلَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ كِتَابِ الشَّيْخِ وَاسِطَةٌ، وَلْيُقَابِلْ نُسْخَتَهُ بِالْأَصْلِ بِنَفْسِهِ حَرْفًا حَرْفًا حَتَّى يَكُونَ عَلَى ثِقَةٍ وَيَقِينٍ مِنْ مُطَابَقَتِهَا لَهُ ". وَهَذَا مَذْهَبٌ مَتْرُوكٌ، وَهُوَ مِنْ مَذَاهِبِ أَهْلِ التَّشْدِيدِ الْمَرْفُوضَةِ فِي أَعْصَارِنَا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی جائز ہے کہ کاتب حدیث اپنی تحریر کو ایسی تحریر کے ساتھ موازنہ کرے جس کا موازنہ سماع کے وقت شیخ کی کتاب کے ساتھ ہو چکا ہو اسی طرح شیخ کی اصل کی اصل کے ساتھ کاتب کی لکھی ہوئی احادیث کا موازنہ کافی ہے بشرطیکہ شیخ کی اصل ثانی کا موازنہ شیخ کی اصل اول سے کیا جا چکا ہو اس لیے کہ مقصود تو یہ ہے کہ طالب کی کتابت شیخ کی کتابت اور سماع کے مطابق ہو چاہے یہ مطابقت کسی واسطے کے ساتھ حاصل ہو یا بغیر کسی واسطے کے حاصل ہو۔ بعض حضرات کے نزدیک موازنہ کی یہ تمام مذکورہ بالا صورتیں ناکافی اور ناجائز ہیں ان کا مذہب یہ ہے کہ کاتب حدیث کی لکھی ہوئی احادیث کا موازنہ شیخ کے علاوہ کسی اور کی تحریر کردہ احادیث کے ساتھ کرنا صحیح نہیں ہے اور نہ ہی کاتب کسی اور کی تقلید کرے گا اور اس کے نسخہ اور شیخ کے نسخہ کے درمیان کوئی واسطہ بھی نہیں ہوگا اور اس کو اپنے نسخے کا ایک ایک حرف خود شیخ کے نسخے کے ساتھ موازنہ کرنا چاہیے یہاں تک اس کو شیخ کے نسخے کے ساتھ اپنے نسخے کی مطابقت کا خوب یقین اور بھروسہ ہو جائے۔ یہ مذہب متروک ہے اور یہ ان مذاہب میں سے ہے جن کو ہمارے زمانے میں افراط وتفریط کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

أَمَّا إِذَا لَمْ يُعَارِضْ كِتَابَهُ بِالْأَصْلِ أَصْلًا: فَقَدْ سُئِلَ الْأُسْتَاذُ أَبُو إِسْحَاقَ الْإِسْفَرَائِينِيُّ عَنْ جَوَازِ رِوَايَتِهِ مِنْهُ، فَأَجَازَ ذَلِكَ. وَأَجَازَهُ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْخَطِيبُ أَيْضًا، وَبَيَّنَ شَرْطَهُ، فَذَكَرَ أَنَّهُ يُشْتَرَطُ

أَنْ تَكُونَ نُسْخَتُهُ نُقِلَتْ مِنَ الْأَصْلِ، وَأَنْ يُبَيِّنَ عِنْدَ الرِّوَايَةِ أَنَّهُ لَمْ يُعَارِضْ، وَحَكَى عَنْ شَيْخِهِ أَبِي بَكْرٍ الْبَرْقَانِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا بَكْرٍ الْإِسْمَاعِيلِيَّ: " هَلْ لِلرَّجُلِ أَنْ يُحَدِّثَ بِمَا كَتَبَ عَنِ الشَّيْخِ، وَلَمْ يُعَارِضْ بِأَصْلِهِ؟ " فَقَالَ: " نَعَمْ، وَلَكِنْ لَا بُدَّ أَنْ يُبَيِّنَ أَنَّهُ لَمْ يُعَارِضْ "، قَالَ: وَهَذَا هُوَ مَذْهَبُ أَبِي بَكْرٍ الْبَرْقَانِيِّ، فَإِنَّهُ رَوَى لَنَا أَحَادِيثَ كَثِيرَةً قَالَ فِيهَا: " أَخْبَرَنَا فُلَانٌ، وَلَمْ أُعَارِضْ بِالْأَصْلِ ".

جب کاتب اپنی لکھی ہوئی احادیث کا موازنہ شیخ کی اصل کے ساتھ بالکل نہ کرے تو اس کے بارے میں استاذ ابو اسحاق اسفرائینی سے پوچھا گیا کہ کیا ایسی احادیث کو روایت کرنا جائز ہے تو انہوں اس کو جائز کہا۔ حافظ ابو بکر خطیب نے بھی اس قسم کی احادیث کی روایت کو جائز کہا ہے اور انہوں نے اس کے جواز کے لیے ایک شرط بھی ذکر کی ہے وہ شرط یہ ہے کہ کاتب کا نسخہ شیخ کی اصل سے منقول ہو اور روایت بیان کرتے وقت یہ کہے کہ اس نے ان کا موازنہ شیخ کی اصل کے ساتھ نہیں کیا۔ خطیب نے اپنے شیخ ابو بکر برقانی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے استاد ابو بکر اسماعیلی سے اس بارے میں پوچھا کہ جس شخص نے اپنے شیخ سے شیخ کی روایت کو لکھا لیکن ان کا موازنہ شیخ کی اصل کے ساتھ نہیں کیا، اس کے لیے ان احادیث کو روایت کرنا جائز ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ہاں لیکن وہ روایت نقل کرتے وقت یہ بیان کیا کرے کہ اس نے ان احادیث کا موازنہ شیخ کی اصل کے ساتھ نہیں کیا۔ یہی مذہب ابو بکر برقادی کا بھی ہے کیونکہ انہوں نے ہمارے سامنے بہت سی احادیث بیان کیں جن کے بارے میں انہوں نے فرمایا کہ اخبرنا فلان ولم اعارض بالاصل۔

قُلْتُ: وَلَا بُدَّ مِنْ شَرْطٍ ثَالِثٍ، وهو: أَنْ يَكُونَ نَاقِلُ النُّسْخَةِ مِنَ الْأَصْلِ غَيْرَ سَقِيمِ النَّقْلِ، بَلْ صَحِيحَ النَّقْلِ قَلِيلَ السَّقْطِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

ثُمَّ إِنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يُرَاعِيَ فِي كِتَابِ شَيْخِهِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى مَنْ فَوْقَهُ مِثْلَ مَا ذَكَرْنَا، أَنَّهُ يُرَاعِيهِ مِنْ كِتَابِهِ، وَلَا يَكُونَنَّ كَطَائِفَةٍ مِنَ الطَّلَبَةِ إِذَا رَأَوْا سَمَاعَ شَيْخٍ لِكِتَابٍ قَرَءُوهُ عَلَيْهِ مِنْ أَيِّ نُسْخَةٍ اتَّفَقَتْ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ اس قسم کی روایت کو نقل کرنے کے لیے ایک اور یعنی تیسری شرط بھی ہے وہ یہ ہے کہ شیخ کے اصل نسخہ سے نقل کرنے والا نقل کرنے میں کوتاہی کرنے والا نہ ہو بلکہ وہ صحیح اور کامل طور پر نقل کرنے والا ہو اور شاذ و نادر ہی اس سے عبارت میں سے کچھ ساقط ہوتا ہو۔ واللہ اعلم۔

پھر کاتب کو اس بات کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے شیخ کی کتاب کے بارے میں غور کرے کہ انہوں نے بھی اپنے اساتذہ اور ان سے اوپر کے راویوں سے روایت لکھتے وقت مذکورہ بالا شرائط کا خیال رکھا تھا یا نہیں۔ کاتب کو ان بعض طلبہ کی طرح نہیں ہونا چاہیے جنہوں نے اپنے شیخ سے کسی نسخہ کا سماع کیا تو انہوں بھی چاہے جس نسخہ سے اتفاق ہوا شیخ کے سامنے قرات کی۔ واللہ اعلم.

الْحَادِيَ عَشَرَ: الْمُخْتَارُ فِي كَيْفِيَّةِ تَخْرِيجِ السَّاقِطِ فِي الْحَوَاشِي - وَيُسَمَّى اللَّحَقَ بِفَتْحِ الْحَاءِ - وَهُوَ أَنْ

يَخُطَّ مِنْ مَوْضِعِ سُقُوطِهِ مِنَ السَّطْرِ خَطًّا صَاعِدًا إِلَى فَوْقِهِ، ثُمَّ يَعْطِفُهُ بَيْنَ السَّطْرَيْنِ عَطْفَةً يَسِيرَةً إِلَى جِهَةِ الْحَاشِيَةِ، الَّتِي يَكْتُبُ فِيهَا اللَّحَقَ، وَيَبْدَأُ فِي الْحَاشِيَةِ بِكِتْبَةِ اللَّحَقِ مُقَابِلًا لِلْخَطِّ الْمُنْعَطِفِ، وَلْيَكُنْ ذَلِكَ فِي حَاشِيَةِ ذَاتِ الْيَمِينِ، وَإِنْ كَانَتْ تَلِي وَسَطَ الْوَرَقَةِ إِنِ اتَّسَعَتْ لَهُ، وَلْيَكْتُبْهُ صَاعِدًا إِلَى أَعْلَى الْوَرَقَةِ لَا نَازِلًا بِهِ إِلَى أَسْفَلَ.

امر حادی عشر:

جو لفظ کاتب حدیث سے رہ جائے تو اس کو حواشی میں لکھنے (جس کو لحق کہا جاتا ہے یعنی حاء کے فتحہ کے ساتھ) کی سب سے بہتر کیفیت یہ ہے کہ کاتب وہاں سے ایک خط کھینچے جہاں سے وہ لفظ ساقط ہوا ہے اور اس خط کو اوپر کی طرف لے جائے پھر اس خط کو دو سطروں کے درمیان اس کو تھوڑا سا حاشیہ کی طرف جھکائے جس جگہ لحق لکھا جائے گا اور اس کو جھکے ہوئے کے خط کے سامنے لکھنا شروع کرے گا یہ تو دائیں طرف کے حاشیہ کی کیفیت تھی اور اگر حاشیہ وسط ورقہ کے قریب ہو اگر اس کے پاس گنجائش ہو تو اس کو نیچے سے اوپر کو حاشیہ لکھے اوپر سے نیچے کی طرف اس کو نہ لکھے۔

قُلْتُ: فَإِذَا كَانَ اللَّحَقُ سَطْرَيْنِ، أَوْ سُطُورًا فَلَا يَبْتَدِئُ بِسُطُورِهِ مِنْ أَسْفَلَ إِلَى أَعْلَى، بَلْ يَبْتَدِئُ بِهَا مِنْ أَعْلَى إِلَى أَسْفَلَ، بِحَيْثُ يَكُونُ مُنْتَهَاهَا إِلَى جِهَةِ بَاطِنِ الْوَرَقَةِ إِذَا كَانَ التَّخْرِيجُ فِي جِهَةِ الْيَمِينِ، وَإِذَا كَانَ فِي جِهَةِ الشِّمَالِ وَقَعَ مُنْتَهَاهَا إِلَى جِهَةِ طَرَفِ الْوَرَقَةِ، ثُمَّ يَكْتُبُ عِنْدَ انْتِهَاءِ اللَّحَقِ (صَحَّ). وَمِنْهُمْ مَنْ يَكْتُبُ مَعَ (صَحَّ) (رَجَعَ)

میں کہتا ہوں کہ جب لحق دو یا دو سطروں سے زیادہ ہو تو پھر اس کو نیچے سے اوپر کی طرف نہیں لکھے گا بلکہ اس کو اوپر سے شروع کر کے اس طرح کہ اس کا اختتام ورقہ کے اندر کی جانب ہوگا جب تخریج دائیں جانب ہو، جبکہ تخریج کے بائیں جانب ہونے کی صورت میں حاشیہ کا اختتام ورقہ کے باہر کی طرف ہوگا۔ پھر لحق کے اختتام پر (صح) لکھے گا اور بعض حضرات صح کے ساتھ (رجع) بھی لکھتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَكْتُبُ فِي آخِرِ اللَّحَقِ الْكَلِمَةَ الْمُتَّصِلَةَ بِهِ دَاخِلَ الْكِتَابِ فِي مَوْضِعِ التَّخْرِيجِ، لِيُؤْذِنَ بِاتِّصَالِ الْكَلَامِ، وَهَذَا اخْتِيَارُ بَعْضِ أَهْلِ الصَّنْعَةِ مِنْ أَهْلِ الْمَغْرِبِ، وَاخْتِيَارُ الْقَاضِي أَبِي مُحَمَّدِ بْنِ خَلَّادٍ صَاحِبِ كِتَابِ " الْفَاصِلُ بَيْنَ الرَّاوِي وَالْوَاعِي " مِنْ أَهْلِ الْمَشْرِقِ مَعَ طَائِفَةٍ. وَلَيْسَ ذَلِكَ بِمَرْضِيٍّ، إِذْ رُبَّ كَلِمَةٍ تَجِيءُ فِي الْكَلَامِ مُكَرَّرَةً حَقِيقَةً، فَهَذَا التَّكْرِيرُ يُوقِعُ بَعْضَ النَّاسِ فِي تَوَهُّمِ مِثْلِ ذَلِكَ فِي بَعْضِهِ. وَاخْتَارَ الْقَاضِي ابْنُ خَلَّادٍ أَيْضًا فِي كِتَابِهِ أَنْ يَمُدَّ عَطْفَةَ خَطِّ التَّخْرِيجِ مِنْ مَوْضِعِهِ حَتَّى يُلْحِقَهُ بِأَوَّلِ اللَّحَقِ فِي الْحَاشِيَةِ، وَهَذَا أَيْضًا غَيْرُ مَرْضِيٍّ، فَإِنَّهُ وَإِنْ كَانَ فِيهِ زِيَادَةُ بَيَانٍ فَهُوَ تَسْخِيمٌ لِلْكِتَابِ، وَتَسْوِيدٌ لَهُ، لَا سِيَّمَا عِنْدَ كَثْرَةِ الْإِلْحَاقَاتِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

بعض حضرات لحق کے آخر میں اس کے ساتھ متصل ایک لفظ کتاب کے اندر ہی تخریج کی جگہ میں لکھ دیتے ہیں یہ طریقہ بعض مغربی محدثین کا پسند فرمودہ ہے اور اہل مشرق میں قاضی ابو محمد بن خلاد جو الفاصل بین الراوی والواعی کتاب کے مصنف ہیں نے بھی ایک جماعت سمیت اس موقف کو پسند کیا ہے لیکن یہ طریقہ اچھا نہیں ہے اس لیے کہ بعض اوقات کلام میں ایک لفظ مکرر آتا ہے تو اس تکرار سے کسی کو اس کے بارے میں وہم پیدا ہو سکتا ہے۔ قاضی ابن خلاد نے بھی اپنی کتاب میں اس طریقہ کو پسند کیا ہے کہ کاتب خط تخریج کو موضع تخریج سے لیکر حاشیہ میں لحق کے آغاز کے ساتھ ملائے لیکن یہ طریقہ بھی ہمارے نزدیک ناپسندیدہ ہے کیونکہ اس میں اگرچہ وضاحت تو زیادہ ہے لیکن اس میں کتاب بہت بدنما اور سیاہ ہو جاتی ہے خاص طور پر اس وقت جب الحاقات زیادہ ہوں۔ واللہ اعلم۔

وَإِنَّمَا اخْتَرْنَا كِتْبَةَ اللَّحَقِ صَاعِدًا إِلَى أَعْلَى الْوَرَقَةِ، لِئَلَّا يَخْرُجَ بَعْدَهُ نَقْصٌ آخَرُ فَلَا يَجِدُ مَا يُقَابِلُهُ مِنَ الْحَاشِيَةِ فَارِغًا لَهُ، لَوْ كَانَ كَتَبَ الْأَوَّلَ نَازِلًا إِلَى أَسْفَلَ، وَإِذَا كَتَبَ الْأَوَّلَ صَاعِدًا فَمَا يَجِدُ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْ نَقْصٍ يَجِدُ مَا يُقَابِلُهُ مِنَ الْحَاشِيَةِ فَارِغًا لَهُ.

وَقُلْنَا أَيْضًا يُخْرِجُهُ فِي جِهَةِ الْيَمِينِ: لِأَنَّهُ لَوْ خَرَّجَهُ إِلَى جِهَةِ الشِّمَالِ، فَرُبَّمَا ظَهَرَ مِنْ بَعْدِهِ فِي السَّطْرِ نَفْسِهِ نَقْصٌ آخَرُ، فَإِنْ خَرَّجَهُ قُدَّامَهُ إِلَى جِهَةِ الشِّمَالِ أَيْضًا وَقَعَ بَيْنَ التَّخْرِيجَيْنِ إِشْكَالٌ، وَإِنْ خَرَّجَ الثَّانِي إِلَى جِهَةِ الْيَمِينِ الْتَقَتْ عَطْفَةُ تَخْرِيجِ جِهَةِ الشِّمَالِ، وَعَطْفَةُ تَخْرِيجِ جِهَةِ الْيَمِينِ أَوْ تَقَابَلَتَا، فَأَشْبَهَ ذَلِكَ الضَّرْبَ عَلَى مَا بَيْنَهُمَا، بِخِلَافِ مَا إِذَا خَرَّجَ الْأَوَّلُ إِلَى جِهَةِ الْيَمِينِ فَإِنَّهُ حِينَئِذٍ يُخَرِّجُ الثَّانِي إِلَى جِهَةِ الشِّمَالِ، فَلَا يَلْتَقِيَانِ وَلَا يَلْزَمُ إِشْكَالٌ، اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ يَتَأَخَّرَ النَّقْصُ إِلَى آخِرِ السَّطْرِ، فَلَا وَجْهَ حِينَئِذٍ إِلَّا تَخْرِيجُهُ إِلَى جِهَةِ الشِّمَالِ لِقُرْبِهِ مِنْهَا، وَلِانْتِفَاءِ الْعِلَّةِ الْمَذْكُورَةِ مِنْ حَيْثُ إِنَّا لَا نَخْشَى ظُهُورَ نَقْصٍ بَعْدَهُ.

ہم نے حاشیہ کو نیچے سے اوپر لکھنے کے طریقے کو بہتر طریقہ قرار دیا تھا تا کہ بعد میں کوئی اور حاشیہ کی ضرورت پڑنے کی صورت میں اس کے سامنے جگہ خالی رہے۔ جب اوپر سے نیچے کو حاشیہ لکھے گا تو عبارت حدیث میں کوئی اور نقص نکلنے کی صورت میں اس کے سامنے والی جگہ خالی نہیں رہے گی۔ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ پہلے دائیں جانب حاشیہ لکھے اس لیے اگر وہ بائیں جانب حاشیہ لکھے گا تو بعض اوقات اسی سطر میں کوئی اور غلطی نکل آتی ہے اگر اس کی تخریج کو بھی بائیں جانب پہلی تخریج کے اوپر لکھا جائے تو دونوں تخریجوں میں اشکال واقع ہوگا۔ اگر دوسرے حاشیہ کو دائیں طرف لکھے گا تو دونوں کے موڑنے کے مقام میں اتصال ہو سکتا ہے یا دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ سکتے ہیں بخلاف اس صورت کے جس میں وہ پہلے دائیں طرف تخریج لکھے گا کیونکہ اس وقت دوسرے حاشیہ کو بائیں طرف لکھے گا پھر دونوں حاشیے آپس میں نہیں ملیں گے تو کوئی التباس بھی پیدا نہیں ہوگا اگر اس کے بعد بھی کوئی غلطی سطر کے آخر میں نکل آئے تو اس کو بائیں طرف ہی لکھے گا کیونکہ ایک تو وہ اس جانب کو قریب ہے اور دوسرے یہ کہ مذکورہ بالا علت یہاں

نہیں پائی جاسکتی اس طور پر اس جانب میں اس کے بعد کوئی اور غلطی نہیں آئے گی۔

وَإِذَا كَانَ النَّقْصُ فِي أَوَّلِ السَّطْرِ تَأَكَّدَ تَخْرِيجُهُ إِلَى جِهَةِ الْيَمِينِ، لِمَا ذَكَرْنَاهُ مِنَ الْقُرْبِ مَعَ مَا سَبَقَ.
وَأَمَّا مَا يُخَرَّجُ فِي الْحَوَاشِي - مِنْ شَرْحٍ، أَوْ تَنْبِيهٍ عَلَى غَلَطٍ، أَوِ اخْتِلَافِ رِوَايَةٍ، أَوْ نُسْخَةٍ، أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ، مِمَّا لَيْسَ مِنَ الْأَصْلِ - فَقَدْ ذَهَبَ الْقَاضِي الْحَافِظُ عِيَاضٌ رَحِمَهُ اللهُ إِلَى أَنَّهُ لَا يُخَرَّجُ لِذَلِكَ خَطُّ تَخْرِيجٍ، لِئَلَّا يَدْخُلَ اللَّبْسُ، وَيُحْسَبَ مِنَ الْأَصْلِ، وَأَنَّهُ لَا يُخَرَّجُ إِلَّا لِمَا هُوَ مِنْ نَفْسِ الْأَصْلِ، لَكِنْ رُبَّمَا جُعِلَ عَلَى الْحَرْفِ الْمَقْصُودِ بِذَلِكَ التَّخْرِيجِ عَلَامَةٌ كَالضَّبَّةِ، أَوِ التَّصْحِيحِ إِيذَانًا بِهِ.

جب نقص سطر کے شروع میں ہو اس کی تخریج تو دائیں طرف ہی آئے گی کیونکہ وہ اس طرف کو ہی قریب ہے۔ حاشیہ میں جو باتیں تشریح کے طور پر ہو یا کسی غلطی کی تنبیہ کے طور پر ہو یا اختلاف نسخہ یا اختلاف روایت کو بیان کرنے کے بارے میں ہو تو ان کے بارے میں حافظ قاضی عیاض رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ان کی طرف خط نہیں کھینچے گا تا کہ اصل کے ساتھ ان کا التباس نہ آئے اور ان کو اصل میں شمار نہ کیا جائے اور تخریج صرف ان الفاظ کی کرے گا جو اصل میں سے ہوں لیکن بعض اوقات تخریج میں موجود کسی حرف پر شگوفے جیسے علامت یا تصحیح کی علامت لگائے گا۔

قُلْتُ: التَّخْرِيجُ أَوْلَى وَأَدَلُّ، وَفِي نَفْسِ هَذَا الْمُخَرَّجِ مَا يَمْنَعُ الْإِلْبَاسَ، ثُمَّ هَذَا التَّخْرِيجُ يُخَالِفُ التَّخْرِيجَ لِمَا هُوَ مِنْ نَفْسِ الْأَصْلِ فِي أَنَّ خَطَّ ذَلِكَ التَّخْرِيجِ يَقَعُ بَيْنَ الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَيْنَهُمَا سَقَطَ السَّاقِطُ، وَخَطُّ هَذَا التَّخْرِيجِ يَقَعُ عَلَى نَفْسِ الْكَلِمَةِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا خُرِّجَ الْمُخَرَّجُ فِي الْحَاشِيَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ حاشیہ پر تخریج کرنا اچھا ہے اور یہ اس کے مفہوم کو اور زیادہ واضح کرے گا اور اس تخریج میں ایسی علامت ہونی چاہیے جو التباس سے مانع ہو پھر اس حاشیہ والی تخریج میں اور حدیث پر کی گئی تخریج میں فرق یہ ہوگا کہ اس کا خط ان دو لفظوں کے درمیان واقع ہوگا جہاں سے کوئی حرف چھوٹ گیا ہو اور اس تخریج کا خط اس لفظ پر واقع ہوگا جس کی وجہ سے حاشیہ میں تخریج کی ضرورت پڑے گی۔ واللہ اعلم۔

الثَّانِي عَشَرَ: مِنْ شَأْنِ الْحُذَّاقِ الْمُتْقِنِينَ الْعِنَايَةُ بِالتَّصْحِيحِ، وَالتَّضْبِيبِ، وَالتَّمْرِيضِ.
أَمَّا التَّصْحِيحُ: فَهُوَ كِتَابَةُ (صَحَّ) عَلَى الْكَلَامِ، أَوْ عِنْدَهُ، وَلَا يُفْعَلُ ذَلِكَ إِلَّا فِيمَا صَحَّ رِوَايَةً وَمَعْنًى، غَيْرَ أَنَّهُ عُرْضَةٌ لِلشَّكِّ، أَوِ الْخِلَافِ، فَيَكْتُبُ عَلَيْهِ (صَحَّ) لِيُعْرَفَ أَنَّهُ لَمْ يُغْفَلْ عَنْهُ، وَأَنَّهُ قَدْ ضُبِطَ وَصَحَّ عَلَى ذَلِكَ الْوَجْهِ.

امر ثانی عشر:

ماہر فن اور راسخ علم والے کی شان یہ ہے کہ وہ تصحیح، تضبیب اور تمریض پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ تصحیح کا مطلب کسی کلام کے اوپر یا

اس کے بعد (صح) لکھنا ہے یہ اس وقت لکھا جاتا ہے جب کوئی حدیث نقلا اور معنیٰ صحیح ہو مگر یہ کہ اس میں شک ہوتا ہے یا اس میں کوئی اختلاف ہوتا ہے پھر اس وجہ سے اس کے آخر میں صح لکھا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کاتب اس شک یا اختلاف سے غافل نہیں ہے اور حدیث (ان کے نزدیک) اس سند مذکور کے ساتھ محفوظ اور صحیح ثابت ہے۔

وَأَمَّا التَّضْبِيبُ، وَيُسَمَّى أَيْضًا التَّمْرِيضَ، فَيُجْعَلُ عَلَى مَا صَحَّ وُرُودُهُ كَذَلِكَ مِنْ جِهَةِ النَّقْلِ، غَيْرَ أَنَّهُ فَاسِدٌ لَفْظًا، أَوْ مَعْنًى، أَوْ ضَعِيفٌ، أَوْ نَاقِصٌ، مِثْلُ: أَنْ يَكُونَ غَيْرَ جَائِزٍ مِنْ حَيْثُ الْعَرَبِيَّةُ، أَوْ يَكُونَ شَاذًّا عِنْدَ أَهْلِهَا يَأْبَاهُ أَكْثَرُهُمْ، أَوْ مُصَحَّفًا، أَوْيَنْقُصَ مِنْ جُمْلَةِ الْكَلَامِ كَلِمَةٌ، أَوْ أَكْثَرُ، وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ، فَيُمَدُّ عَلَى مَا هَذَا سَبِيلُهُ خَطٌّ، أَوَّلُهُ مِثْلُ الصَّادِ، وَلَا يُلْزَقُ بِالْكَلِمَةِ الْمُعَلَّمِ عَلَيْهَا، كَيْلَا يُظَنَّ ضَرْبًا، وَكَأَنَّهُ صَادُ التَّصْحِيحِ بِمَدَّتِهَا دُونَ حَائِهَا، كُتِبَتْ كَذَلِكَ لِيُفَرَّقَ بَيْنَ مَا صَحَّ مُطْلَقًا مِنْ جِهَةِ الرِّوَايَةِ وَغَيْرِهَا، وَبَيْنَ مَا صَحَّ مِنْ جِهَةِ الرِّوَايَةِ دُونَ غَيْرِهَا، فَلَمْ يُكْمَلْ عَلَيْهِ التَّصْحِيحُ،

تضبیب جس کو تمریض بھی کہتے ہیں کا مطلب یہ ہے کہ جس کلام پر یہ علامت ہو وہ نقل کی جہت سے تو صحیح اور ثابت ہوگا مگر وہ لفظاً یا معنیً فاسد ہوگا یا ضعیف یا ناقص ہوگا مثال کے طور پر عربیت کے اعتبار سے ناقص ہوگا یا محدثین کے نزدیک شاذ ہوگا اور ان میں سے اکثر نے اس سے انکار کیا ہوگا یا اس میں تصحیف ہوئی ہوگی یا اس کلام میں سے ایک یا دو کلمے کم ہوں گے یا اس کے مثل کوئی اور خامی ہوگی تو اس قسم کے کلام پر ایک خط کھینچے گا جس کا اول حصہ صاد کی طرح ہوگا اور جس کلمے کے اوپر لکھا جائے گا اس کے ساتھ اس کو ملایا نہیں جائے گا تاکہ کوئی التباس اور شبہ پیدا نہ ہو گویا کہ یہ ایک لمبا صاد لکھا ہوا ہوگا لیکن اس کے ساتھ حاء نہیں لکھی ہوگی اس طرح سے اس کلام سے دو کلاموں یعنی جو نقلا اور معنیٰ دونوں طرح صحیح ہو اور جو صرف نقلا صحیح ہو معنیٰ صحیح نہ ہو کے درمیان فرق بھی ہوگا۔ پس اس صورت میں تصحیح کامل نہیں ہوگی۔

وَكُتِبَ حَرْفٌ نَاقِصٌ عَلَى حَرْفٍ نَاقِصٍ إِشْعَارًا بِنَقْصِهِ وَمَرَضِهِ مَعَ صِحَّةِ نَقْلِهِ، وَرِوَايَتِهِ، وَتَنْبِيهًا بِذَلِكَ لِمَنْ يَنْظُرُ فِي كِتَابِهِ عَلَى أَنَّهُ قَدْ وَقَفَ عَلَيْهِ وَنَقَلَهُ عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ، وَلَعَلَّ غَيْرَهُ قَدْ يُخَرِّجُ لَهُ وَجْهًا صَحِيحًا، أَوْ يَظْهَرُ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ فِي صِحَّتِهِ مَا لَمْ يَظْهَرْ لَهُ الْآنَ. وَلَوْ غَيَّرَ ذَلِكَ وَأَصْلَحَهُ عَلَى مَا عِنْدَهُ لَكَانَ مُتَعَرِّضًا لِمَا وَقَعَ فِيهِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْمُتَجَاسِرِينَ، الَّذِينَ غَيَّرُوا وَظَهَرَ الصَّوَابُ فِيمَا أَنْكَرُوهُ، وَالْفَسَادُ فِيمَا أَصْلَحُوهُ.

حرف ناقص کے اوپر (ناقص) لکھے گا تاکہ نقل صحت کے باوجود بھی اس کے نقص کا پتہ چل سکے اور اس بات پر تنبیہ بھی ہو جائے کہ جو کوئی اس کی تحریر کو دیکھے گا وہ تو وہ سمجھ جائے گا کہ کاتب کو اس لفظ کے نقص کا علم تھا اور پھر بھی اس کو اپنی اصلی حالت پر ہی نقل کیا۔ ہو سکتا ہے کوئی اور اس حدیث کو دوسری سند سے صحیح لفظ کے ساتھ روایت کرے یا خود اس کی صحت کے بارے میں رائے

بدل جائے اور اس پر اس کی صحت واضح ہو جائے۔ اگر اس نے اپنے فہم کے مطابق اس غلطی کی تصحیح کی تو اس چیز کے در پے ہوگا جس کے در پے وہ لوگ ہوئے جنہوں نے جسارت کرتے ہوئے حدیث کے الفاظ کو تبدیل اور متغیر کیا حالانکہ انہوں نے جس لفظ کا انکار کیا تھا وہ صحیح ثابت ہوا اور انہوں نے جو اصلاح کی تھی اس میں فساد ظاہر ہوا۔

وَأَمَّا تَسْمِيَةُ ذَلِكَ ضَبَّةً: فَقَدْ بَلَغَنَا عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ اللُّغَوِيِّ الْمَعْرُوفِ بِابْنِ الْإِفْلِيلِيِّ: أَنَّ ذَلِكَ لِكَوْنِ الْحَرْفِ مُقْفَلًا بِهَا، لَا يَتَّجِهُ لِقِرَاءَةٍ كَمَا أَنَّ الضَّبَّةَ مُقْفَلٌ بِهَا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور اس کا نام ضبہ رکھنے کے بارے میں ہمیں ابو القاسم ابراہیم بن محمد بغوی سے جو ابن افلیلی کے نام سے مشہور ہیں یہ روایت پہنچی ہے کہ اس کی وجہ سے لفظ مقفل ہو جاتا ہے اس کو پڑھنا نامناسب ہوتا ہے جیسا کہ ضبہ (دروازے کا موسل) کے ذریعے دروازہ مقفل ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم

قُلْتُ: وَلِأَنَّهَا لَمَّا كَانَتْ عَلَى كَلَامٍ فِيهِ خَلَلٌ أَشْبَهَتِ الضَّبَّةَ الَّتِي تُجْعَلُ عَلَى كَسْرٍ، أَوْ خَلَلٍ، فَاسْتُعِيرَ لَهَا اسْمُهَا، وَمِثْلُ ذَلِكَ غَيْرُ مُسْتَنْكَرٍ فِي بَابِ الْاسْتِعَارَاتِ.

وَمِنْ مَوَاضِعِ التَّضْبِيبِ: أَنْ يَقَعَ فِي الْإِسْنَادِ إِرْسَالٌ، أَوِ انْقِطَاعٌ، فَمِنْ عَادَتِهِمْ تَضْبِيبُ مَوْضِعِ الْإِرْسَالِ، وَالْانْقِطَاعِ، وَذَلِكَ مِنْ قَبِيلِ مَا سَبَقَ ذِكْرُهُ مِنَ التَّضْبِيبِ عَلَى الْكَلَامِ النَّاقِصِ.

وَيُوجَدُ فِي بَعْضِ أُصُولِ الْحَدِيثِ الْقَدِيمَةِ فِي الْإِسْنَادِ الَّذِي يَجْتَمِعُ فِيهِ جَمَاعَةٌ مَعْطُوفَةٌ أَسْمَاؤُهُمْ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ عَلَامَةٌ تُشْبِهُ الضَّبَّةَ فِيمَا بَيْنَ أَسْمَائِهِمْ، فَيَتَوَهَّمُ مَنْ لَا خِبْرَةَ لَهُ أَنَّهَا ضَبَّةٌ وَلَيْسَتْ بِضَبَّةٍ، وَكَأَنَّهَا عَلَامَةُ وَصْلٍ فِيمَا بَيْنَهَا، أُثْبِتَتْ تَأْكِيدًا لِلْعَطْفِ، خَوْفًا مِنْ أَنْ تُجْعَلَ "عَنْ" مَكَانَ الْوَاوِ، وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى. ثُمَّ إِنَّ بَعْضَهُمْ رُبَّمَا اخْتَصَرَ عَلَامَةَ التَّصْحِيحِ فَجَاءَتْ صُورَتُهَا تُشْبِهُ صُورَةَ التَّضْبِيبِ، وَالْفِطْنَةُ مِنْ خَيْرِ مَا أُوتِيَهُ الْإِنْسَانُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ اس کو اس لیے بھی ضبہ کہتے ہیں کہ یہ اس کلام پر ڈالا جاتا ہے جس میں خلل اور نقص ہو تو اس طرح یہ اس ضبہ کے مشابہ ہو جائے گا جو خلل کے اوپر ڈالا جاتا ہے تو مجازاً اس کو یہ نام دیا گیا اور مجاز اور استعارہ کے باب میں یہ مشہور ہے۔ تضبیب کے مقامات میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جس سند میں ارسال یا انقطاع واقع ہو جائے تو جہاں ارسال یا انقطاع واقع ہوتا ہے اس جگہ تضبیب ڈالی جاتی ہے اور یہ اس تضبیب کے قبیل سے ہے جو ناقص لفظ پر ڈالی جاتی ہے اصول حدیث کی بعض پرانی کتابوں میں جس سند میں راویوں کے ناموں کا عطف ایک دوسرے پر ہوتا ہے ان اسماء کے درمیان ایک ایسی علامت پائی جاتی ہے جو ضبہ کے مشابہ ہوتی ہے تو جس شخص کو ضبہ کے متعلق پورا علم نہیں ہوتا وہ اس کو ضبہ سمجھ لیتا ہے حالانکہ وہ ضبہ نہیں ہوتا گویا کہ وہ ان اسماء کے درمیان وصل کی علامت ہے اور عطف کے لیے تاکید کو ثابت کرتا ہے اور اس خوف کی وجہ سے اس کو لایا جاتا ہے کہ واو کو عن نہ بنایا جائے۔ واللہ اعلم۔ پھر بعض کاتبین تو علامت تصحیح کو اتنا مختصر لاتے ہیں کہ صورت کے اعتبار سے تضبیب کے مشابہ ہو جاتی ہے اور

سمجھ بوجھ ان بہترین چیزوں میں سے ہے جو انسان کو عطا کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

الثَّالِثَ عَشَرَ: إِذَا وَقَعَ فِي الْكِتَابِ مَا لَيْسَ مِنْهُ فَإِنَّهُ يُنْفَى عَنْهُ بِالضَّرْبِ، أَوِ الْحَكِّ، أَوِ الْمَحْوِ، أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ. وَالضَّرْبُ خَيْرٌ مِنَ الْحَكِّ وَالْمَحْوِ.

رُوِّينَا عَنِ الْقَاضِي أَبِي مُحَمَّدِ بْنِ خَلَّادٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قَالَ أَصْحَابُنَا "الْحَكُّ تُهْمَةٌ". وَأَخْبَرَنِي مَنْ أَخْبَرَ عَنِ الْقَاضِي عِيَاضٍ قَالَ: سَمِعْتُ شَيْخَنَا أَبَا بَحْرٍ سُفْيَانَ بْنَ الْعَاصِ الْأَسَدِيَّ يَحْكِي عَنْ بَعْضِ شُيُوخِهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: "كَانَ الشُّيُوخُ يَكْرَهُونَ حُضُورَ السِّكِّينِ مَجْلِسَ السَّمَاعِ حَتَّى لَا يُبْشَرَ شَيْءٌ: لِأَنَّ مَا يُبْشَرُ مِنْهُ رُبَّمَا يَصِحُّ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى، وَقَدْ يَسْمَعُ الْكِتَابَ مَرَّةً أُخْرَى عَلَى شَيْخٍ آخَرَ يَكُونُ مَا بُشِرَ وَحُكَّ مِنْ رِوَايَةِ هَذَا صَحِيحًا فِي رِوَايَةِ الْآخَرِ، فَيَحْتَاجُ إِلَى إِلْحَاقِهِ بَعْدَ أَنْ بُشِرَ. وَهُوَ إِذَا خُطَّ عَلَيْهِ مِنْ رِوَايَةِ الْأَوَّلِ وَصَحَّ عِنْدَ الْآخَرِ اكْتُفِيَ بِعَلَامَةِ الْآخَرِ عَلَيْهِ بِصِحَّتِهِ".

### امر ثالث عشر:

جب کتاب میں کوئی ایسا لفظ داخل ہو جائے جو درحقیقت اس میں نہ ہو تو اس کو قلم زد کر کے یا کھرچ کے یا مٹا کے یا کسی اور طریقے سے اس چھٹکارا حاصل کرے اور قلم زد کرنا کھرچنے اور مٹانے سے زیادہ بہتر ہے۔ ہم نے قاضی ابو محمد بن خلاد رحمہ اللہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے حضرات نے یہ فرمایا کہ حرف ناقص کو کھرچنا تہمت کے مترادف ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ کے ایک شاگرد نے مجھے ان کے بارے میں خبر دی کہ انہوں کو اس سے کہا کہ میں نے اپنے شیخ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ابو بحر سفیان بن العاص اسدی اپنے بعض شیوخ سے نقل کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں وہ سماع حدیث کی مجلس میں چھری کے موجود ہونے کو ناپسند کرتے تھے تاکہ اس سے تحریر کے کسی حصے کو چھیل کر علیحدہ نہ کیا جائے اس لیے کہ بعض اوقات کاٹا گیا لفظ دوسری سند سے صحیح ثابت ہوتا ہے۔ بعض اوقات کاتب اپنی لکھی ہوئی احادیث کسی دوسرے شیخ کو سناتا ہے تو جو لفظ پہلی دفعہ میں غلط سمجھ کر کاٹا گیا ہو یا مٹایا گیا ہو وہ دوسرے شیخ کی روایت میں صحیح ثابت ہو جاتا ہے تو اسکو پھر کاٹنے یا مٹانے کے بعد دوبارہ وہاں درج کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن جب پہلی روایت میں غلط لفظ کے اوپر ایک علامتی خط کھینچ لیا جائے تو دوسرے شیخ کے نزدیک صحیح ثابت ہونے پر اس کے اوپر تصحیح کی علامت ڈال دی جائے گی۔ واللہ اعلم۔

ثُمَّ إِنَّهُمُ اخْتَلَفُوا فِي كَيْفِيَّةِ الضَّرْبِ:

فَرُوِّينَا عَنْ أَبِي مُحَمَّدِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ: "أَجْوَدُ الضَّرْبِ أَنْ لَا يَطْمِسَ الْمَضْرُوبَ عَلَيْهِ. بَلْ يَخُطَّ مِنْ فَوْقِهِ خَطًّا جَيِّدًا بَيِّنًا يَدُلُّ عَلَى إِبْطَالِهِ، وَيُقْرَأُ مِنْ تَحْتِهِ مَا خُطَّ عَلَيْهِ".

وَرُوِّينَا عَنِ الْقَاضِي عِيَاضٍ مَا مَعْنَاهُ: أَنَّ اخْتِيَارَاتِ الضَّابِطِينَ اخْتَلَفَتْ فِي الضَّرْبِ، فَأَكْثَرُهُمْ عَلَى مَدِّ الْخَطِّ عَلَى الْمَضْرُوبِ عَلَيْهِ مُخْتَلِطًا بِالْكَلِمَاتِ الْمَضْرُوبِ عَلَيْهَا، وَيُسَمَّى ذَلِكَ (الشَّقَّ) أَيْضًا.

پھر قلم زد کرنے کی کیفیت کے بارے میں اختلاف ہے چنانچہ ہم ابومحمد بن خلاد سے نقل کیا کہ قلم زد کرنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ اس غلط کو نہ مٹائے بلکہ اس کے اوپر ایک واضح خط کھینچے جس سے اس لفظ کی غلطی سمجھ میں آجائے اور اس کے نیچے وہ لفظ بھی آسانی سے پڑھا جا سکے۔ اسی طرح قاضی عیاض سے منقول ہے کہ لفظ غلط کو قلم زد کرنے کے بارے میں ضابطین کی ترجیحات مختلف ہیں ان میں اکثر اس کو ترجیح دیتے ہیں کہ مطلوبہ عبارت کے اوپر ایسا خط کھینچا جائے جو مطلوبہ عبارت کے ساتھ ملا ہوا ہو اسی کو شق بھی کہتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَخْلِطُهُ، وَيُثْبِتُهُ فَوْقَهُ، لَكِنَّهُ يَعْطِفُ طَرَفَيِ الْخَطِّ عَلَى أَوَّلِ الْمَضْرُوبِ عَلَيْهِ وَآخِرِهِ.

وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَقْبِحُ هَذَا، وَيَرَاهُ تَسْوِيدًا، وَتَطْلِيسًا، بَلْ يُحَوِّقُ عَلَى أَوَّلِ الْكَلَامِ الْمَضْرُوبِ عَلَيْهِ بِنِصْفِ دَائِرَةٍ، وَكَذَلِكَ فِي آخِرِهِ، وَإِذَا كَثُرَ الْكَلَامُ الْمَضْرُوبُ عَلَيْهِ فَقَدْ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي أَوَّلِ كُلِّ سَطْرٍ مِنْهُ وَآخِرِهِ، وَقَدْ يَكْتَفِي بِالتَّحْوِيقِ عَلَى أَوَّلِ الْكَلَامِ وَآخِرِهِ أَجْمَعَ. وَمِنَ الْأَشْيَاخِ مَنْ يَسْتَقْبِحُ الضَّرْبَ، وَالتَّحْوِيقَ، وَيَكْتَفِي بِدَائِرَةٍ صَغِيرَةٍ أَوَّلَ الزِّيَادَةِ وَآخِرَهَا، وَيُسَمِّيهَا صِفْرًا كَمَا يُسَمِّيهَا أَهْلُ الْحِسَابِ.

وَرُبَّمَا كَتَبَ بَعْضُهُمْ عَلَيْهِ (لَا) فِي أَوَّلِهِ، وَ (إِلَى) فِي آخِرِهِ، وَمِثْلُ هَذَا يَحْسُنُ فِيمَا صَحَّ فِي رِوَايَةٍ، وَسَقَطَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى، وَاللهُ أَعْلَمُ.

بعض حضرات اس خط کو مطلوبہ عبارت کے ساتھ ملاتے تو نہیں لیکن اس کے دونوں سروں کو اس کے اول اور آخر کی طرف جھکا دیتے ہیں۔ بعض حضرات نے اس طریقے کو ناپسند کیا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس طریقے کو اختیار کرنے میں ساری کتاب سیاہ اور خراب ہو جائے گی بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ عبارت مطلوبہ کے اول اور آخر میں نصف دائرہ بنایا جائے (یعنی بریکٹ میں بند کرے)۔ اگر مطلوبہ عبارت کئی سطروں پر مشتمل ہو تو ہر سطر کے شروع اور آخر میں اسی طرح دائرے کھینچے اور بعض اوقات تو مطلوبہ کلام کے اول اور آخر میں اس قسم کے دائروں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ بعض مشائخ ان مذکورہ بالا تمام صورتوں کو ناپسند کرتے ہیں اور وہ مطلوبہ عبارت کے اول اور آخر میں چھوٹا سا دائرہ بناتے ہیں اور اسکو وہ اہل حساب کی طرح صفر کا نام دیتے ہیں۔ بعض مشائخ بسا اوقات عبارت مطلوبہ کے اوپر شروع میں (لا) اور آخر میں (الی) لکھتے ہیں۔ اس طرح کی علامتیں اس عبارت میں درج کرنا بہتر ہے جو ایک روایت میں صحیح ہوتی ہے اور دوسری روایت میں ساقط ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

وَأَمَّا الضَّرْبُ عَلَى الْحَرْفِ الْمُكَرَّرِ: فَقَدْ تَقَدَّمَ بِالْكَلَامِ فِيهِ الْقَاضِي أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ خَلَّادٍ الرَّامَهُرْمُزِيُّ رَحِمَهُ اللهُ عَلَى تَقَدُّمِهِ، فَرُوِّينَا عَنْهُ قَالَ: قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا: " أَوْلَاهُمَا بِأَنْ يُبْطَلَ الثَّانِي، لِأَنَّ الْأَوَّلَ كُتِبَ عَلَى صَوَابٍ، وَالثَّانِي كُتِبَ عَلَى الْخَطَإِ، فَالْخَطَأُ أَوْلَى بِالْإِبْطَالِ "، وَقَالَ آخَرُونَ: "إِنَّمَا الْكِتَابُ عَلَامَةٌ لِمَا يُقْرَأُ، فَأَوْلَى الْحَرْفَيْنِ بِالْإِبْقَاءِ أَدَلُّهُمَا عَلَيْهِ، وَأَجْوَدُهُمَا صُورَةً".

لفظ مکرر کو قلم زد کرنے کے بارے میں بحث قاضی ابو محمد بن خلاد کی عبارتوں میں پہلے گزر چکی ہے ہم نے ان سے روایت کیا ہے انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے نقل کیا کہ بہتر یہ ہے کہ ان میں سے دوسرے لفظ کو مٹائے کیونکہ پہلا لفظ تو اپنی جگہ صحیح لکھا گیا غلطی تو دوسرے لفظ کے لکھنے میں ہوئی تو جو لفظ غلطی سے لکھا گیا اسی کو مٹانا چاہیے۔اس کے مقابلے میں دوسرے حضرات نے یہ فرمایا کہ نقوش تو ان الفاظ کی علامت ہیں جن کی قرات کی جاتی ہے پس ان میں جو لفظ پر زیادہ دلالت کرتا ہو اور خوبصورت لکھا گیا ہو اس کو باقی رکھنا زیادہ بہتر ہے۔

وَجَاءَ الْقَاضِي عِيَاضٌ آخِرًا فَفَصَّلَ تَفْصِيلًا حَسَنًا، فَرَأَى أَنَّ تَكَرُّرَ الْحَرْفِ إِنْ كَانَ فِي أَوَّلِ سَطْرٍ فَلْيَضْرِبْ عَلَى الثَّانِي ; صِيَانَةً لِأَوَّلِ السَّطْرِ عَنِ التَّسْوِيدِ، وَالتَّشْوِيهِ، وَإِنْ كَانَ فِي آخِرِ سَطْرٍ فَلْيَضْرِبْ عَلَى أَوَّلِهِمَا صِيَانَةً لِآخِرِ السَّطْرِ، فَإِنَّ سَلَامَةَ أَوَائِلِ السُّطُورِ، وَأَوَاخِرِهَا عَنْ ذَلِكَ أَوْلَى، فَإِنِ اتَّفَقَ أَحَدُهُمَا فِي آخِرِ سَطْرٍ، وَالْآخَرُ فِي أَوَّلِ سَطْرٍ آخَرَ فَلْيَضْرِبْ عَلَى الَّذِي فِي آخِرِ السَّطْرِ، فَإِنَّ أَوَّلَ السَّطْرِ أَوْلَى بِالْمُرَاعَاةِ، فَإِنْ كَانَ التَّكَرُّرُ فِي الْمُضَافِ، أَوِ الْمُضَافِ إِلَيْهِ، أَوْ فِي الصِّفَةِ، أَوْ فِي الْمَوْصُوفِ، أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ لَمْ نُرَاعِ حِينَئِذٍ أَوَّلَ السَّطْرِ، وَآخِرَهُ، بَلْ نُرَاعِي الِاتِّصَالَ بَيْنَ الْمُضَافِ، وَالْمُضَافِ إِلَيْهِ، وَنَحْوِهِمَا فِي الْخَطِّ، فَلَا نَفْصِلُ بِالضَّرْبِ بَيْنَهُمَا، وَنَضْرِبُ عَلَى الْحَرْفِ الْمُتَطَرِّفِ مِنَ الْمُتَكَرِّرِ دُونَ الْمُتَوَسِّطِ.

قاضی عیاض نے آخر میں آکر اس کی بڑی عمدہ تفصیل کی ہے ان کی رائے یہ ہے کہ اگر کسی لفظ کا تکرار سطر کے شروع میں ہو تو دوسرے لفظ کو قلم زد کرنا چاہیے تاکہ سطر کا شروع سیاہ اور خراب نہ ہو جائے اور اگر سطر کے آخر میں ہو تو پھر پہلے لفظ کو قلم زد کرنا چاہیے تاکہ سطر کا آخر صاف رہے اس لیے کہ سطر کے شروع اور آخر کا صاف ستھرا رہنا اولی ہے۔

اور اگر ایک لفظ ایک سطر کے آخر میں اس کا مکرر دوسری سطر کے شروع آ جائے تو جو آخر سطر میں ہوگا اسی کو قلم زد کرنا زیادہ بہتر ہے اس لیے کہ آخر سطر کی بجائے اول سطر کی رعایت رکھنا زیادہ بہتر ہے۔اگر تکرار مضاف میں ہو یا مضاف الیہ میں ہو یا صفت یا موصوف میں ہو یا اس کے مثل کسی اور لفظ میں تو اس وقت ہم سطر کے اول اور آخر کی رعایت نہیں کریں گے بلکہ مضاف اور مضاف الیہ وغیرہ کے درمیان اتصال کی رعایت کریں گے۔لہٰذا درمیان والے لفظ کی بجائے یعنی متصل لفظ کی بجائے بعد والے لفظ کو قلم زد کریں گے۔

وَأَمَّا الْمَحْوُ: فَيُقَابِلُ الْكَشْطَ فِي حُكْمِهِ الَّذِي تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ، وَتَتَنَوَّعُ طُرُقُهُ، وَمِنْ أَغْرَبِهَا - مَعَ أَنَّهُ أَسْلَمُهَا - مَا رُوِيَ عَنْ سَحْنُونِ بْنِ سَعِيدٍ التَّنُوخِيِّ الْإِمَامِ الْمَالِكِيِّ: أَنَّهُ كَانَ رُبَّمَا كَتَبَ الشَّيْءَ ثُمَّ لَعِقَهُ، وَإِلَى هَذَا يُومِي مَا رُوِّينَا عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: " مِنَ الْمُرُوءَةِ أَنْ يُرَى فِي ثَوْبِ الرَّجُلِ وَشَفَتَيْهِ مِدَادٌ "، وَاللهُ أَعْلَمُ.

غلط لفظ کو مٹانا کھرچنے کے حکم میں ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور اس کے بھی کئی طریقے ہیں ان میں سے سب سے انوکھا حالانکہ سب سے محفوظ وہ طریقہ ہے جو امام سحنون بن سعید تنوخی مالکی سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ وہ بعض اوقات کوئی لفظ لکھتے تھے اور پھر اس کو انگلی لگا کر چاٹتے تھے اور ہم نے جو ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اس میں اسی کی طرف اشارہ ہے وہ فرماتے تھے کہ یہ مروت کی نشانی ہے آدمی کے کپڑوں یا ہونٹوں کے اوپر سیاہی لگی ہوئی نظر آئے۔ واللہ اعلم

الرَّابِعَ عَشَرَ: لِيَكُنْ فِيمَا تَخْتَلِفُ فِيهِ الرِّوَايَاتُ قَائِمًا بِضَبْطِ مَا تَخْتَلِفُ فِيهِ فِي كِتَابِهِ، جَيِّدَ التَّمْيِيزِ بَيْنَهَا، كَيْلَا تَخْتَلِطَ وَتَشْتَبِهَ فَيَفْسُدَ عَلَيْهِ أَمْرُهَا، وَسَبِيلُهُ: أَنْ يَجْعَلَ أَوَّلًا مَتْنَ كِتَابِهِ عَلَى رِوَايَةٍ خَاصَّةٍ، ثُمَّ مَا كَانَتْ مِنْ زِيَادَةٍ لِرِوَايَةٍ أُخْرَى أَلْحَقَهَا، أَوْ مِنْ نَقْصٍ أَعْلَمَ عَلَيْهِ، أَوْ مِنْ خِلَافٍ كَتَبَهُ إِمَّا فِي الْحَاشِيَةِ، وَإِمَّا فِي غَيْرِهَا، مُعَيِّنًا فِي كُلِّ ذَلِكَ مَنْ رَوَاهُ، ذَاكِرًا اسْمَهُ بِتَمَامِهِ، فَإِنْ رَمَزَ إِلَيْهِ بِحَرْفٍ، أَوْ أَكْثَرَ فَعَلَيْهِ مَا قَدَّمْنَا ذِكْرَهُ مِنْ أَنَّهُ يُبَيِّنُ الْمُرَادَ بِذَلِكَ فِي أَوَّلِ كِتَابِهِ أَوْ آخِرِهِ، كَيْلَا يَطُولَ عَهْدُهُ بِهِ فَيَنْسَى، أَوْ يَقَعَ كِتَابُهُ إِلَى غَيْرِهِ فَيَقَعَ مِنْ رُمُوزِهِ فِي حَيْرَةٍ وَعَمًى.

وَقَدْ يُدْفَعُ إِلَى الِاقْتِصَارِ عَلَى الرُّمُوزِ عِنْدَ كَثْرَةِ الرِّوَايَاتِ الْمُخْتَلِفَةِ.

## امر رابع عشر:

جو الفاظ روایات میں مختلف واقع ہوں کاتب کو چاہیے کہ وہ ان کو اپنی کتاب میں اچھی طرح ضبط کرے اور ان میں اچھی طرح سے فرق کرے تاکہ آپس میں خلط ملط نہ پایا جائے اور کسی کو ان کے بارے میں کوئی شبہ نہ رہے ورنہ معاملہ اس کے حق میں بگڑ جائے گا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک روایت کو اپنی کتاب میں متن کے طور پر رکھے پھر جو دوسری روایت میں زیادہ الفاظ آئے ہوں ان کو اس کے ساتھ ملائے یا اس کے الفاظ میں کوئی لفظ غلط ہو تو اس پر نشان لگائے یا کوئی اختلاف ہو تو اس کو تحریر کرے چاہے حاشیہ میں لکھے یا کسی اور جگہ لکھے اور ان سب چیزوں کے راوی کو معین کرے اور اس کے پورے نام کو ذکر کرے اگر اس کے نام کی طرف ایک یا دو حرفوں کے ساتھ اشارہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے اوپر لازم ہے کہ وہ اس اشارہ کے متعلق اپنی کتاب کے شروع یا آخر میں اس کی مراد کو واضح کرے جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ذکر کیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ جب زیادہ وقت گزر جائے اور خود اس سے بھی وہ رمز اور اشارہ بھول جائے یا اس کی کتاب یا تحریر کسی اور کے پاس پہنچ جائے اور وہ اس کے رموز کی وجہ سے پریشانی اور اشتباہ میں واقع ہو جائے۔

روایات مختلفہ جب زیادہ ہوں تو کبھی کبھی رموز پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ بعض حضرات نے اس علامت پر اکتفا کیا کہ انہوں نے اصل روایت کے ساتھ ملحق روایت کو سرخ روشنائی کے ساتھ لکھنے کا اہتمام کیا اہل مشرق میں سے ابو ذر ہروی اور اہل مغرب میں سے ابو الحسن قابسی اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے مشائخ اور اہل تقیید نے اسی طرح کیا ہے۔

وَاكْتَفَى بَعْضُهُمْ فِي التَّمْيِيزِ بِأَنْ خَصَّ الرِّوَايَةَ الْمُلْحَقَةَ بِالْحُمْرَةِ، فَعَلَ ذَلِكَ أَبُو ذَرٍّ الْهَرَوِيُّ مِنَ

الْمَشَارِقَةِ، وَأَبُو الْحَسَنِ الْقَابِسِيُّ مِنَ الْمَغَارِبَةِ، مَعَ كَثِيرٍ مِنَ الْمَشَايِخِ، وَأَهْلِ التَّقْيِيدِ.

فَإِذَا كَانَ فِي الرِّوَايَةِ الْمُلْحَقَةِ زِيَادَةٌ عَلَى الَّتِي فِي مَتْنِ الْكِتَابِ كَتَبَهَا بِالْحُمْرَةِ، وَإِنْ كَانَ فِيهَا نَقْصٌ وَالزِّيَادَةُ فِي الرِّوَايَةِ الَّتِي فِي مَتْنِ الْكِتَابِ حَوَّقَ عَلَيْهَا بِالْحُمْرَةِ، ثُمَّ عَلَى فَاعِلِ ذٰلِكَ تَبْيِينُ مَنْ لَهُ الرِّوَايَةُ الْمُعْلَمَةُ بِالْحُمْرَةِ فِي أَوَّلِ الْكِتَابِ، أَوْ آخِرِهِ عَلَى مَا سَبَقَ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

جب ملحقہ روایت میں متن والی روایت پر کوئی زیادتی ہو تو اس کو سرخ روشنائی کے ساتھ لکھے اور اگر متن والی روایت میں زیادتی ہو تو اس زیادتی کے گرد سرخ روشنائی سے بریکٹ بنائے پھر جو یہ ایسا کرے گا اس کے اوپر لازم ہوگا کہ وہ اول کتاب یا آخر کتاب میں اس بات کی وضاحت کرے کہ سرخ روشنائی والی روایت کس کی ہوگی جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

الْخَامِسَ عَشَرَ: غَلَبَ عَلَى كَتَبَةِ الْحَدِيثِ الْاِقْتِصَارُ عَلَى الرَّمْزِ فِي قَوْلِهِمْ (حَدَّثَنَا)، وَ (أَخْبَرَنَا) غَيْرَ أَنَّهُ شَاعَ ذٰلِكَ وَظَهَرَ حَتّٰى لَا يَكَادُ يَلْتَبِسُ.

أَمَّا (حَدَّثَنَا) فَيُكْتَبُ مِنْهَا شَطْرُهَا الْأَخِيرُ، وَهُوَ الثَّاءُ وَالنُّونُ وَالْأَلِفُ. وَرُبَّمَا اقْتُصِرَ عَلَى الضَّمِيرِ مِنْهَا وَهُوَ النُّونُ وَالْأَلِفُ. وَأَمَّا (أَخْبَرَنَا) فَيُكْتَبُ مِنْهَا الضَّمِيرُ الْمَذْكُورُ مَعَ الْأَلِفِ أَوَّلًا.

وَلَيْسَ بِحَسَنٍ مَا يَفْعَلُهُ طَائِفَةٌ مِنْ كِتَابَةِ (أَخْبَرَنَا) بِأَلِفٍ مَعَ عَلَامَةِ حَدَّثَنَا الْمَذْكُورَةِ أَوَّلًا. وَإِنْ كَانَ الْحَافِظُ الْبَيْهَقِيُّ مِمَّنْ فَعَلَهُ.

وَقَدْ يُكْتَبُ فِي عَلَامَةِ (أَخْبَرَنَا) رَاءٌ بَعْدَ الْأَلِفِ، وَفِي عَلَامَةِ (حَدَّثَنَا) دَالٌ فِي أَوَّلِهَا. وَمِمَّنْ رَأَيْتُ فِي خَطِّهِ الدَّالَ فِي عَلَامَةِ (حَدَّثَنَا) الْحَافِظُ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَاكِمُ، وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيُّ، وَالْحَافِظُ أَحْمَدُ الْبَيْهَقِيُّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

### امر خامس عشر:

کاتبین حدیث نے حدثنا اور اخبرنا میں بھی رمز کو بہت زیادہ استعمال کیا ہے مگر چونکہ یہ رموز بہت معروف و مشہور ہیں اس لیے ان سے تقریباً کسی کو بھی شبہ اور التباس پیدا نہیں ہوتا۔ حدثنا میں علامتی طور اس کے آخری حصے یعنی ثا، نون اور الف کو لکھا جاتا ہے اور بعض اوقات صرف ضمیر یعنی نا پر بھی اکتفاء کیا جاتا ہے اور اخبرنا میں علامتی طور پر نا کے ساتھ شروع میں الف لکھا جاتا ہے بعض حضرات اخبرنا کو الف اور حدثنا کو مذکورہ بالا علامت کے ساتھ لکھتے ہیں جو کہ اچھا نہیں ہے اگرچہ حافظ بیہقی بھی ان میں شامل ہیں جنہوں نے ایسا کیا ہے۔ کبھی کبھی اخبرنا کی علامت کے طور پر راء کے بعد الف حدثنا کی علامت کے طور پر الف سے پہلے دال لکھا جاتا ہے۔ میں نے جن حضرات کے تحریروں میں حدثنا کی علامت کے طور پر دال کو دیکھا ہے ان میں حافظ حاکم ابو عبداللہ، ابو عبدالرحمن سلمی اور حافظ احمد بیہقی شامل ہیں۔ واللہ اعلم۔

وَإِذَا كَانَ لِلْحَدِيثِ إِسْنَادَانِ أَوْ أَكْثَرُ فَإِنَّهُمْ يَكْتُبُونَ عِنْدَ الْاِنْتِقَالِ مِنْ إِسْنَادٍ إِلَى إِسْنَادٍ مَا

صُورَتُهُ (ح)، وَهِيَ حَاءٌ مُفْرَدَةٌ مُهْمَلَةٌ.

وَلَمْ يَأْتِنَا عَنْ أَحَدٍ مِمَّنْ يُعْتَمَدُ بَيَانٌ لِأَمْرِهَا، غَيْرَ أَنِّي وَجَدْتُ بِخَطِّ الْأُسْتَاذِ الْحَافِظِ أَبِي عُثْمَانَ الصَّابُونِيِّ، وَالْحَافِظِ أَبِي مُسْلِمٍ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ اللَّيْثِيِّ الْبُخَارِيِّ، وَالْفَقِيهِ الْمُحَدِّثِ أَبِي سَعِيدٍ الْخَلِيلِيِّ - رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى - فِي مَكَانِهَا بَدَلًا عَنْهَا (صَحَّ) صَرِيحَةً. وَهَذَا يُشْعِرُ بِكَوْنِهَا رَمْزًا إِلَى (صَحَّ). وَحَسُنَ إِثْبَاتُ (صَحَّ) هَاهُنَا، لِئَلَّا يُتَوَهَّمَ أَنَّ حَدِيثَ هَذَا الْإِسْنَادِ سَقَطَ، وَلِئَلَّا يُرَكَّبَ الْإِسْنَادُ الثَّانِي عَلَى الْإِسْنَادِ الْأَوَّلِ، فَيُجْعَلَا إِسْنَادًا وَاحِدًا.

جب کسی حدیث کے لیے دو یا دو سے زیادہ اسناد ہوں تو ایک سند سے دوسری سند کی طرف انتقال کے وقت محدثین (ح) لکھتے ہیں یعنی حاء مفردہ مہملہ اور کسی قابل اعتماد شخصیت کی طرف سے اس کی مراد کی وضاحت نہیں آئی ہے مگر میں نے استاذ حافظ ابوعثمان صابونی، حافظ ابومسلم عمر بن علی لیثی بخاری اور فقیہ محدث ابوسعید خلیلی رحمہم اللہ کی تحریروں میں (ح) کی بجائے صراحۃً (صح) جو دیکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (ح) سے (صح) کی طرف اشارہ مقصود ہے اور ایسے موقع پر صح لکھنا ہی زیادہ بہتر ہے تا کہ کسی کو یہ وہم نہ ہو جائے کہ اس حدیث کی سند ساقط ہے اور یہ اس لیے بھی کہ دوسری سند کو پہلی میں ضم کر کے دونوں کو ایک سند نہ سمجھا جائے۔

وَحَكَى لِي بَعْضُ مَنْ جَمَعَتْنِي، وَإِيَّاهُ الرِّحْلَةُ بِخُرَاسَانَ، عَمَّنْ وَصَفَهُ بِالْفَضْلِ مِنَ الْإِصْبَهَانِيِّينَ أَنَّهَا حَاءٌ مُهْمَلَةٌ مِنَ التَّحْوِيلِ، أَيْ مِنْ إِسْنَادٍ إِلَى إِسْنَادٍ آخَرَ. وَذَاكَرْتُ فِيهَا بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْمَغْرِبِ، وَحَكَيْتُ لَهُ عَنْ بَعْضِ مَنْ لَقِيتُ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَنَّهَا حَاءٌ مُهْمَلَةٌ إِشَارَةٌ إِلَى قَوْلِنَا (الْحَدِيثَ)، فَقَالَ لِي: أَهْلُ الْمَغْرِبِ - وَمَا عَرَفْتُ بَيْنَهُمُ اخْتِلَافًا - يَجْعَلُونَهَا حَاءً مُهْمَلَةً، وَيَقُولُ أَحَدُهُمْ إِذَا وَصَلَ إِلَيْهَا (الْحَدِيثَ).

وَذَكَرَ لِي: أَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ الْبَغْدَادِيِّينَ يَذْكُرُ أَيْضًا أَنَّهَا حَاءٌ مُهْمَلَةٌ، وَأَنَّ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ إِذَا انْتَهَى إِلَيْهَا فِي الْقِرَاءَةِ (حَا) وَيَمُرُّ.

خراسان میں دوران سفر ایک محدث کے ساتھ میری ملاقات ہوئی تھی انہوں نے اصفہان کے ایک بہت بڑے محدث کی طرف سے نقل کیا یہ حاء مہملہ تحویل سے ماخوذ ہے یعنی ایک سند سے دوسری سند کی طرف منتقل ہونا۔ میں نے اس بارے میں چند مغربی محدثین سے مذاکرہ کیا اور میں نے ان کے سامنے بعض محدثین کا قول نقل کیا جن سے میری ملاقات ہوئی تھی کہ اس حاء مہملہ سے (الحدیث) کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے تو انہوں نے مجھ سے فرمایا وہ ان کے نزدیک حاء مہملہ ہے جب ان میں سے کوئی ایک اس پر پہنچتا تھا تو وہ اس کو (الحدیث) پڑھتا تھا اور انہوں نے مجھ سے یہ ذکر کیا کہ انہوں نے بعض بغدادیوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ حاء مہملہ ہے اور ان میں سے کوئی ایک قرات کرتے ہوئے اس تک پہنچتا تو وہ اس کو (حا) پڑھ کر گزر جاتا۔

وَسَأَلْتُ أَنَا الْحَافِظَ الرَّحَّالَ أَبَا مُحَمَّدٍ عَبْدَ الْقَادِرِ بْنَ عَبْدِ اللهِ الرُّهَاوِيَّ - رَحِمَهُ اللهُ - عَنْهَا، فَذَكَرَ أَنَّهَا

حَاءٌ مِنْ حَائِلٍ أَيْ تَحَوُّلٍ بَيْنَ الْإِسْنَادَيْنِ، قَالَ: وَلَا يُلْفَظُ بِشَيْءٍ عِنْدَ الْانْتِهَاءِ فِي الْقِرَاءَةِ، وَأَنْكَرَ كَوْنَهَا مِنْ (الْحَدِيثِ) وَغَيْرَ ذَلِكَ، وَلَمْ يَعْرِفْ غَيْرَ هَذَا عَنْ أَحَدٍ مِنْ مَشَايِخِهِ، وَفِيهِمْ عَدَدٌ كَانُوا حُفَّاظَ الْحَدِيثِ فِي وَقْتِهِ.

قَالَ الْمُؤَلِّفُ: وَأَخْتَارُ أَنَا - وَاللهُ الْمُوَفِّقُ - أَنْ يَقُولَ الْقَارِئُ عِنْدَ الْانْتِهَاءِ إِلَيْهَا: (حا) وَيَمُرَّ، فَإِنَّهُ أَحْوَطُ الْوُجُوهِ، وَأَعْدَلُهَا، وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى.

میں نے خود علم حدیث کے لیے بہت زیادہ اسفار کرنے والے حافظ ابومحمد عبدالقادر بن عبداللہ رہاوی رحمہ اللہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حاء (حائل) سے ماخوذ ہے یعنی ایک سند سے دوسری سند کی طرف انتقال ہے اور انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ قاری قرات کرتے ہوئے اس پر پہنچ کر کوئی لفظ بھی نہیں پڑھے گا اور انہوں نے اس کے حدیث میں سے ہونے سے انکار کیا۔ ان کے علاوہ ان کے استاذوں میں سے کسی نے بھی حاء کا یہی مطلب نہیں سمجھا حالانکہ ان میں سے بہت بڑی تعداد اپنے وقت کے حفاظ حدیث کی تھی۔

مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ کی توفیق سے میں تو اس کو راجح قرار دیتا ہوں کہ اس لفظ پر پہنچنے والا قاری اس کو (حاء) پڑھتے ہوئے گزرے گا اس لیے کہ یہ طریقہ زیادہ احتیاط اور اعتدال پر مبنی ہے۔ واللہ اعلم

السَّادِسَ عَشَرَ: ذَكَرَ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ أَنَّهُ يَنْبَغِي لِلطَّالِبِ أَنْ يَكْتُبَ بَعْدَ الْبَسْمَلَةِ اسْمَ الشَّيْخِ الَّذِي سَمِعَ الْكِتَابَ مِنْهُ، وَكُنْيَتَهُ وَنَسَبَهُ، ثُمَّ يَسُوقُ مَا سَمِعَهُ مِنْهُ عَلَى لَفْظِهِ، قَالَ: وَإِذَا كَتَبَ الْكِتَابَ الْمَسْمُوعَ فَيَنْبَغِي أَنْ يَكْتُبَ فَوْقَ سَطْرِ التَّسْمِيَةِ أَسْمَاءَ مَنْ سَمِعَ مَعَهُ، وَتَارِيخَ وَقْتِ السَّمَاعِ، وَإِنْ أَحَبَّ كَتَبَ ذَلِكَ فِي حَاشِيَةِ أَوَّلِ وَرَقَةٍ مِنَ الْكِتَابِ، فَكُلًّا قَدْ فَعَلَهُ شُيُوخُنَا.

### امر سادس عشر:

خطیب حافظ ابوبکر بغدادی نے ذکر کیا ہے کہ علم حدیث کے طالب کو چاہیے کہ بسم اللہ کے بعد اپنے اس شیخ کا نام، کنیت اور نسب لکھے پھر جو روایت ان سے سنی ہو اس کو ان کے الفاظ میں لکھے اور جب سنی ہوئی احادیث سے فارغ ہو جائے تو تسمیہ والی سطر سے اوپر ان ساتھیوں کے نام بھی لکھے جنہوں نے ان کے ساتھ ان احادیث کو سنا اور اس کے ساتھ وہ وقت سماع بھی لکھے اور اگر وہ چاہے تو کتاب کے پہلے ورقہ کے حاشیہ میں لکھے۔ ہمارے شیوخ نے ایسا ہی کیا ہے۔

قُلْتُ: كِتْبَةُ التَّسْمِيعِ حَيْثُ ذَكَرَهُ أَحْوَطُ لَهُ، وَأَحْرَى بِأَنْ لَا يَخْفَى عَلَى مَنْ يَحْتَاجُ إِلَيْهِ، وَلَا بَأْسَ بِكِتْبَتِهِ آخِرَ الْكِتَابِ، وَفِي ظَهْرِهِ، وَحَيْثُ لَا يَخْفَى مَوْضِعُهُ.

وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ التَّسْمِيعُ بِخَطِّ شَخْصٍ مَوْثُوقٍ بِهِ غَيْرِ مَجْهُولِ الْخَطِّ، وَلَا ضَيْرَ حِينَئِذٍ فِي أَنْ لَا يَكْتُبَ الشَّيْخُ الْمُسْمِعُ خَطَّهُ بِالتَّصْحِيحِ، وَهَكَذَا لَا بَأْسَ عَلَى صَاحِبِ الْكِتَابِ إِذَا كَانَ مَوْثُوقًا بِهِ

أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى إِثْبَاتِ سَمَاعِهِ بِخَطِّ نَفْسِهِ، فَطَالَمَا فَعَلَ الثِّقَاتُ ذَلِكَ.

میں کہتا ہوں کہ زیادہ مناسب اور احتیاط والی بات یہ ہے کہ سنانے کے وقت وغیرہ کو حدیث کے ذکر کے بعد لکھے بایں طور کہ جس کو اس کی طرف احتیاجی ہو اس وہ مخفی نہ رہے کتابت کے بعد اس کے لکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اس کو پشت پر بھی لکھا جا سکتا ہے اور ہر اس جگہ جہاں کسی پر مخفی نہ رہے۔ مناسب یہ ہے کہ سنانے کی تفصیل ایسے شخص کے ہاتھوں لکھوائے جس کے اوپر اعتماد ہو اور اس کی لکھائی واضح اور صاف ہو ایسی صورت میں اگر حدیث سنانے والے شیخ تصحیح کی تحریر کسی اور سے بھی لکھوائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر کاتب حدیث قابل بھروسہ ہو تو اس سے بھی لکھوانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور بہت ثقات نے ایسا ہی کیا ہے۔

وَقَدْ حَدَّثَنِي بِمَرْوَ الشَّيْخُ أَبُو الْمُظَفَّرِ بْنُ الْحَافِظِ أَبِي سَعْدٍ الْمَرْوَزِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ مِنَ الْأَصْبَهَانِيَّةِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عَبْدِ اللهِ بْنِ مَنْدَهْ، قَرَأَ بِبَغْدَادَ جُزْءًا عَلَى أَبِي أَحْمَدَ الْفَرَضِيِّ، وَسَأَلَهُ خَطَّهُ لِيَكُونَ حُجَّةً لَهُ. فَقَالَ لَهُ أَبُو أَحْمَدَ: " يَا بُنَيَّ، عَلَيْكَ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّكَ إِذَا عُرِفْتَ بِهِ لَا يُكَذِّبُكَ أَحَدٌ، وَتُصَدَّقُ فِيمَا تَقُولُ، وَتَنْقُلُ، وَإِذَا كَانَ غَيْرُ ذَلِكَ، فَلَوْ قِيلَ لَكَ: مَا هَذَا خَطُّ أَبِي أَحْمَدَ الْفَرَضِيِّ، مَاذَا تَقُولُ لَهُمْ؟ ".

شیخ ابو مظفر بن حافظ ابو سعید مروزی نے اپنے والد سے اور انہوں نے ایک اصفہانی عالم سے یہ نقل کیا ہے کہ عبدالرحمن بن ابو عبداللہ بن مندہ نے بغداد میں شیخ ابو احمد فرضی کے سامنے ایک جزء کی قرات کی اور ان سے تصدیقی تحریر لکھنے کی درخواست کی تا کہ اس کے پاس سند بھی رہے تو انہوں نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے آپ پر لازم ہے آپ سچ بولیں جب سچ کے ساتھ آپ کی شہرت ہو جائے گی تو لوگ آپ کے قول ونقل میں آپ کی تصدیق کریں گے کوئی آپ کی تکذیب نہیں کرے گا اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو پھر آپ سے میری تحریر میں کہا جائے کہ یہ ابو احمد فرضی کی تحریر نہیں ہے تو آپ ان کو کیا جواب دیں گے؟

ثُمَّ إِنَّ عَلَى كَاتِبِ التَّسْمِيعِ التَّحَرِّيَ وَالِاحْتِيَاطَ، وَبَيَانَ السَّامِعِ، (وَالْمَسْمُوعِ) مِنْهُ بِلَفْظٍ غَيْرِ مُحْتَمَلٍ، وَمُجَانَبَةَ التَّسَاهُلِ فِيمَنْ يُثْبِتُ اسْمَهُ، وَالْحَذَرَ مِنْ إِسْقَاطِ اسْمِ أَحَدٍ مِنْهُمْ لِغَرَضٍ فَاسِدٍ. فَإِنْ كَانَ مُثْبِتُ السَّمَاعِ غَيْرَ حَاضِرٍ فِي جَمِيعِهِ، لَكِنْ أَثْبَتَهُ مُعْتَمِدًا عَلَى إِخْبَارِ مَنْ يَثِقُ بِخَبَرِهِ مِنْ حَاضِرِيهِ، فَلَا بَأْسَ بِذَلِكَ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى.

ثُمَّ إِنَّ مَنْ ثَبَتَ سَمَاعُهُ فِي كِتَابِهِ فَقَبِيحٌ بِهِ كِتْمَانُهُ إِيَّاهُ، وَمَنْعُهُ مِنْ نَقْلِ سَمَاعِهِ، وَمِنْ نَسْخِ الْكِتَابِ. وَإِذَا أَعَارَهُ إِيَّاهُ فَلَا يُبْطِئُ بِهِ، رُوِّينَا ... عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: " إِيَّاكَ وَغُلُولَ الْكُتُبِ "، قِيلَ لَهُ: " وَمَا غُلُولُ الْكُتُبِ؟ " قَالَ: " حَبْسُهَا عَنْ أَصْحَابِهَا ... ".

پھر شیخ نے حدیث کے سنانے کے وقت کو لکھنے والے پر یہ لازم ہے کہ بہت غور وفکر اور احتیاط کے ساتھ لکھے اور سامع

اور مسموع منہ کے بیان کو واضح الفاظ میں لکھے اور کسی ثابت شدہ نام میں تساہل اور سستی نہ کرے اور کسی فاسد غرض کے لیے ان میں سے کسی نام کو ساقط کرنے سے خوف کھائے۔ اگر سماع کو ثابت کرنے والا مجلس سماع میں غیر حاضر ہو لیکن وہ سماع کو مجلس سماع موجود قابل اعتماد لوگوں کی خبر پر اعتماد کرتے ہوئے ثابت کرے تو ان شاء اللہ اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ جس کا سماع کتاب میں ثابت ہو تو اس کو چھپانا اور کسی کو اس کے نقل کرنے اور لکھنے سے منع کرنا قبیح اور ناپسندیدہ ہے اور جب کوئی اس سے وہ عاریۃً لے لے تو واپسی میں دیر نہ کرے۔ ہم نے امام زہری سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ اپنے آپ کو کتابوں کے غلول سے بچاؤ، ان سے پوچھا گیا کہ کتابوں کے غلول سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ کسی کی کتابوں کو اپنے پاس روک کے رکھنا۔

وَرُوِّينَا ... عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: " لَيْسَ مِنْ فِعَالِ أَهْلِ الْوَرَعِ، وَلَا مِنْ أَفْعَالِ الْحُكَمَاءِ أَنْ يَأْخُذَ سَمَاعَ رَجُلٍ فَيَحْبِسَهُ عَنْهُ، وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ... ". وَفِي رِوَايَةٍ: " وَلَا مِنْ فِعَالِ الْعُلَمَاءِ أَنْ يَأْخُذَ سَمَاعَ رَجُلٍ وَكِتَابَهُ فَيَحْبِسَهُ عَلَيْهِ ". فَإِنْ مَنَعَهُ إِيَّاهُ فَقَدْ رُوِّينَا: أَنَّ رَجُلًا ادَّعَى عَلَى رَجُلٍ بِالْكُوفَةِ سَمَاعًا مَنَعَهُ إِيَّاهُ فَتَحَاكَمَا إِلَى قَاضِيهَا حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، فَقَالَ لِصَاحِبِ الْكِتَابِ: " أَخْرِجْ إِلَيْنَا كُتُبَكَ فَمَا كَانَ مِنْ سَمَاعِ هٰذَا الرَّجُلِ بِخَطِّ يَدِكَ أَلْزَمْنَاكَ، وَمَا كَانَ بِخَطِّهِ أَعْفَيْنَاكَ مِنْهُ ".

ہم نے فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ اہل تقویٰ اور اہل دانش کے کاموں میں سے نہیں ہے کہ ایک آدمی کسی کی سنی ہوئی احادیث کی تحریر لے لے اور اس کو اپنے پاس روک لے پس جس شخص نے ایسا کام کیا تو اس نے یقیناً اپنے اوپر ہی ظلم کیا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ علماء کے کاموں میں سے نہیں ہے کہ وہ کسی کی سنی ہوئی احادیث کی تحریر لے کر اپنے پاس روک لے۔ اگر وہ تحریر لینے کے بعد اس سے انکاری ہو جائے تو اس کے بارے میں ہم نے ایک روایت نقل کی ہے کہ کوفہ میں ایک شخص نے دوسرے شخص کے خلاف یہ دعویٰ کیا کہ اس نے میری مسموعات کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے اور اب سے انکار کر رہا ہے تو فیصلے کے لیے قاضی حفص بن غیاث کے پاس پہنچ گئے تو آپ نے اس شخص کو حکم دیا جس کے پاس تحریر تھی کہ آپ کے پاس جو لکھی ہوئی احادیث ہیں وہ ہمارے پاس لائیں ان میں جو آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں وہ آپ کے پاس رہیں گی اور جو مدعی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں ہم نے آپ کو ان سے بری کر دیا۔

قَالَ ابْنُ خَلَّادٍ: " سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ الزُّبَيْرِيَّ عَنْ هٰذَا، فَقَالَ: لَا يَجِيءُ فِي هٰذَا الْبَابِ حُكْمٌ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا ; لِأَنَّ خَطَّ صَاحِبِ الْكِتَابِ دَالٌّ عَلَى رِضَاهُ بِاسْتِمَاعِ صَاحِبِهِ مَعَهُ ". قَالَ ابْنُ خَلَّادٍ: وَقَالَ غَيْرُهُ " لَيْسَ بِشَيْءٍ ".

ابن خلاد نے فرمایا کہ میں نے ابو عبداللہ زبیری رحمہ اللہ سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس باب میں اس سے بہتر کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ لکھنے والے کی لکھائی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شیخ اس کے حدیث سننے پر راضی تھا۔

ابن خلاد نے فرمایا کہ ابوعبداللہ زبیری کے علاوہ دوسرے حضرات نے کہا ہے کہ قاضی حفص کے فیصلے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

وَرَوَى الْخَطِيبُ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِسْحَاقَ الْقَاضِي: أَنَّهُ تُحُوكِمَ إِلَيْهِ فِي ذَلِكَ، فَأَطْرَقَ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِلْمُدَّعَى عَلَيْهِ: " إِنْ كَانَ سَمَاعُهُ فِي كِتَابِكَ بِخَطِّكَ فَيَلْزَمُكَ أَنْ تُعِيرَهُ، وَإِنْ كَانَ سَمَاعُهُ فِي كِتَابِكَ بِخَطِّ غَيْرِكَ فَأَنْتَ أَعْلَمُ ".

حافظ خطیب ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی اسماعیل بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ ان کے پاس اس طرح کا معاملہ لایا گیا تو انہوں نے آہستہ سے اپنی گردن جھکائی اور پھر مدعی علیہ سے فرمایا کہ اگر مدعی کی سنی حدیثیں آپ کی کتاب میں آپ ہی ہاتھوں سے تحریر ہیں تو آپ پر لازم ہے کہ کتاب کو عاریۃً دیں اور اگر آپ کے علاوہ کسی اور کی ہے تو پھر آپ ہی حقیقت حال سے زیادہ واقف ہیں۔

قُلْتُ: حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ مَعْدُودٌ فِي الطَّبَقَةِ الْأُولَى مِنْ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبُو عَبْدِ اللهِ الزُّبَيْرِيُّ مِنْ أَئِمَّةِ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ لِسَانُ أَصْحَابِ مَالِكٍ، وَإِمَامُهُمْ، وَقَدْ تَعَاضَدَتْ أَقْوَالُهُمْ فِي ذَلِكَ، وَيَرْجِعُ حَاصِلُهَا إِلَى أَنَّ سَمَاعَ غَيْرِهِ إِذَا ثَبَتَ فِي كِتَابِهِ بِرِضَاهُ فَيَلْزَمُهُ إِعَارَتُهُ إِيَّاهُ. وَقَدْ كَانَ لَا يَبِينُ لِي وَجْهُهُ، ثُمَّ وَجَّهْتُهُ بِأَنَّ ذَلِكَ بِمَنْزِلَةِ شَهَادَةٍ لَهُ عِنْدَهُ، فَعَلَيْهِ أَدَاؤُهَا بِمَا حَوَتْهُ، وَإِنْ كَانَ فِيهِ بَذْلُ مَالِهِ، كَمَا يَلْزَمُ مُتَحَمِّلَ الشَّهَادَةِ أَدَاؤُهَا، وَإِنْ كَانَ فِيهِ بَذْلُ نَفْسِهِ بِالسَّعْيِ إِلَى مَجْلِسِ الْحُكْمِ لِأَدَائِهَا، وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

میں کہتا ہوں کہ حفص بن غیاث امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے طبقہ اولیٰ میں شمار ہوتے ہیں اور ابوعبداللہ زبیری امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ایک امام ہیں اور اسماعیل ابن اسحاق امام مالک کے ترجمان اور ان کے شاگردوں میں سے ایک امام ہیں اور ان تینوں حضرات کے اقوال باہم متعارض ہیں ان سب کا حاصل یہ ہے کہ جب کسی شیخ کی کتاب میں اس کی رضا سے کسی اور کا سماع ثابت ہو جائے تو اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ شیخ نے اس کو وہ کتاب عاریۃً دی ہوئی ہے پہلے تو مجھے اس کی کوئی توجیہ نہیں سوجھ رہی تھی بعد میں، میں نے اس کی یہ توجیہ کی کہ یہ اس کے لیے یہ معاملہ قاضی کے ہاں گواہی دینے کی طرح ہے جس کو ادا کرنا اس پر لازم ہے اگرچہ اس میں اس کو مال بھی خرچ کرنا پڑے جیسے گواہ کے لیے گواہی دینا لازم ہے اگرچہ اس کی ادائیگی کی خاطر قاضی کی مجلس تک پہنچنے کے لیے بھاگ دوڑ کرنی پڑتی ہو۔ واللہ اعلم۔

ثُمَّ إِذَا نَسَخَ الْكِتَابَ فَلَا يَنْقُلُ سَمَاعَهُ إِلَى نُسْخَتِهِ إِلَّا بَعْدَ الْمُقَابَلَةِ الْمَرْضِيَّةِ. وَهَكَذَا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَنْقُلَ سَمَاعًا إِلَى شَيْءٍ مِنَ النُّسَخِ، أَوْ يُثْبِتَهُ فِيهَا عِنْدَ السَّمَاعِ ابْتِدَاءً، إِلَّا بَعْدَ الْمُقَابَلَةِ الْمَرْضِيَّةِ بِالْمَسْمُوعِ، كَيْلَا يَغْتَرَّ أَحَدٌ بِتِلْكَ النُّسْخَةِ غَيْرِ الْمُقَابَلَةِ، إِلَّا أَنْ يُبَيِّنَ مَعَ النَّقْلِ، وَعِنْدَهُ كَوْنَ النُّسْخَةِ غَيْرَ مُقَابَلَةٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

پھر جب کاتب احادیث سننے کے بعد ان کو تحریر کرتا ہے تو محض لکھنے سے اس کا سماع تحریر میں ثابت نہیں ہوگا ہاں جب وہ اس کا

شیخ کی کتاب کے ساتھ مشروط موازنہ کرے گا تو پھر اس کی تحریر میں بھی سماع ثابت ہو جائے گا۔ اسی طرح کسی کاتب کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے نسخہ کی طرف سماع منتقل کرے یا ابتداءً کسی نسخے میں سماع ثابت کرے مگر یہ تب ہو سکتا ہے جب وہ اس کا مسموع کے ساتھ مشروط موازنہ کرے تاکہ جس نسخہ کا موازنہ نہ ہوا ہو اس سے کسی کو دھوکہ نہ ہو جائے مگر جب وہ نقل روایت کے وقت اس کی وضاحت بیان کرے اس حال میں اس کے پاس غیر موازنہ شدہ نسخہ ہو۔ واللہ اعلم۔



## النَّوْعُ السَّادِسُ وَالْعِشْرُونَ — چھبیسویں قسم

# فِي صِفَةِ رِوَايَةِ الْحَدِيثِ، وَشَرْطِ أَدَائِهِ، وَمَا يَتَعَلَّقُ بِذَلِكَ

# حدیث کو روایت کرنے کی کیفیت، اس کے بیان کرنے کی شرائط اور اس کے متعلقات کا تعارف

وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُ كَثِيرٍ مِنْهُ فِي ضِمْنِ النَّوْعَيْنِ قَبْلَهُ.
شَدَّدَ قَوْمٌ فِي الرِّوَايَةِ فَأَفْرَطُوا، وَتَسَاهَلَ فِيهَا آخَرُونَ فَفَرَّطُوا.
وَمِنْ مَذَاهِبِ التَّشْدِيدِ مَذْهَبُ مَنْ قَالَ: " لَا حُجَّةَ إِلَّا فِيمَا رَوَاهُ الرَّاوِي مِنْ حِفْظِهِ، وَتَذَكُّرِهِ "، وَذَلِكَ مَرْوِيٌّ عَنْ مَالِكٍ، وَأَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَذَهَبَ إِلَيْهِ مِنْ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ أَبُو بَكْرٍ الصَّيْدَلَانِيُّ الْمَرْوَزِيُّ.

اس کے اکثر حصے کا بیان سابقہ دو انواع کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ ایک جماعت نے (بیانِ) روایت میں شدت (سختی) اختیار کی اور بہت مبالغہ کیا اور دوسرے حضرات نے نرمی برتی اور کمی کوتاہی کی۔

اور مذاہبِ تشدید میں سے اس شخص کا مذہب ہے جس نے کہا: ''اس کے علاوہ کوئی (روایت) حجت نہیں جس کو راوی اپنے حافظے اور یادداشت سے بیان کرے۔'' اور یہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے والے (حضرات) ہیں۔ اور اصحابِ شافعی میں سے ابوبکر الصید لانی المروزی (بھی) اس طرف گئے ہیں۔

وَمِنْهَا: مَذْهَبُ مَنْ أَجَازَ الِاعْتِمَادَ فِي الرِّوَايَةِ عَلَى كِتَابِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَوْ أَعَارَ كِتَابَهُ وَأَخْرَجَهُ مِنْ يَدِهِ لَمْ يَرَ الرِّوَايَةَ مِنْهُ لِغَيْبَتِهِ عَنْهُ.
وَقَدْ سَبَقَتْ حِكَايَتُنَا لِمَذَاهِبَ عَنْ أَهْلِ التَّسَاهُلِ وَإِبْطَالُهَا، فِي ضِمْنِ مَا تَقَدَّمَ مِنْ شَرْحِ وُجُوهِ الْأَخْذِ وَالتَّحَمُّلِ.

اور انہی (اہلِ تشدید) میں سے ہے: اس شخص کا مذہب جس نے روایت پر اعتماد کو صرف راوی کی کتاب سے ہی جائز رکھا کہ اگر اس کی کتاب کسی نے ادھار مانگی اور اس سے لے لی تو (اس نے) اپنی عدم موجودگی میں اس (کتاب کی) روایت کو (معتبر) نہیں سمجھا۔

وَمِنْ أَهْلِ التَّسَاهُلِ قَوْمٌ سَمِعُوا كُتُبًا مُصَنَّفَةً وَتَهَاوَنُوا، حَتَّى إِذَا طَعَنُوا فِي السِّنِّ، وَاحْتِيجَ إِلَيْهِمْ حَمَلَهُمُ الْجَهْلُ وَالشَّرَهُ عَلَى أَنْ رَوَوْهَا مِنْ نُسَخٍ مُشْتَرَاةٍ، أَوْ مُسْتَعَارَةٍ غَيْرِ مُقَابَلَةٍ، فَعَدَّهُمُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ فِي طَبَقَاتِ الْمَجْرُوحِينَ. قَالَ: " وَهُمْ يَتَوَهَّمُونَ أَنَّهُمْ فِي رِوَايَتِهَا صَادِقُونَ ".

وَقَالَ: " هَذَا مِمَّا كَثُرَ فِي النَّاسِ، وَتَعَاطَاهُ قَوْمٌ مِنْ أَكَابِرِ الْعُلَمَاءِ، وَالْمَعْرُوفِينَ بِالصَّلَاحِ ".

اور تحقیق، اہلِ تساہل کے مذاہب اور ان کے ابطال کے متعلق ہماری حکایات ماقبل بیان شدہ اخذ وتحمل کی اقسام کی شرح کے ضمن میں گزر چکی ہیں۔ اور اہل، تساہل میں سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے تصنیف شدہ کتابوں کا سماع کیا اور لاپرواہی برتی حتی کہ جب بوڑھے ہو گئے اور ان کو ان کتابوں کی ضرورت پڑی تو انہیں لاعلمی اور (ادائے روایت کی) حرص نے غیر موازنہ شدہ خریدے ہوئے یا ادھار نسخوں سے روایت کرنے پر برانگیختہ کیا (ابھارا)۔ حاکم ابوعبداللہ الحافظ نے انہیں مجروح (لوگوں) کے طبقات میں شمار کیا ہے۔ فرمایا: " اور وہ وہم کرتے ہیں کہ وہ اپنی روایات میں سچے ہیں۔" فرمایا: لوگوں میں یہ معاملہ بہت زیادہ ہے اور بعض اکابر علماء اور معروف بالصلاح لوگوں نے بھی اسے اختیار کیا ہے۔

قُلْتُ: وَمِنَ الْمُتَسَاهِلِينَ عَبْدُ اللهِ بْنُ لَهِيعَةَ الْمِصْرِيُّ، تُرِكَ الِاحْتِجَاجُ بِرِوَايَتِهِ مَعَ جَلَالَتِهِ لِتَسَاهُلِهِ. ذُكِرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ: أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا مَعَهُمْ جُزْءٌ سَمِعُوهُ مِنِ ابْنِ لَهِيعَةَ فَنَظَرَ فِيهِ فَإِذَا لَيْسَ فِيهِ حَدِيثٌ وَاحِدٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ، فَجَاءَ إِلَى ابْنِ لَهِيعَةَ، فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ، فَقَالَ: " مَا أَصْنَعُ؟ يَجِيئُونِي بِكِتَابٍ، فَيَقُولُونَ: هَذَا مِنْ حَدِيثِكَ، فَأُحَدِّثُهُمْ بِهِ ".

وَمِثْلُ هَذَا وَاقِعٌ مِنْ شُيُوخِ زَمَانِنَا، يَجِيءُ إِلَى أَحَدِهِمُ الطَّالِبُ بِجُزْءٍ أَوْ كِتَابٍ، فَيَقُولُ: (هَذَا رِوَايَتُكَ)، فَيُمَكِّنُهُ مِنْ قِرَاءَتِهِ عَلَيْهِ مُقَلِّدًا لَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَبْحَثَ بِحَيْثُ يَحْصُلُ لَهُ الثِّقَةُ بِصِحَّةِ ذَلِكَ.

میں کہتا ہوں: تساہل (لاپرواہی اور سستی) کرنے والوں میں عبداللہ بن لھیعہ المصری (بھی) ہیں۔ ان کی جلالتِ شان کے باوجود ان کی لاپرواہی کی وجہ سے ان کی روایت سے حجت پکڑنا ترک کر دیا گیا۔ یحیٰ بن حسان سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک قوم کو دیکھا جن کے پاس (ایک) ایسا جزء تھا جو انہوں نے ابن لھیعہ سے سن رکھا تھا۔ ] پس۔ یحیٰ بن حسان نے اس میں دیکھا، اس میں تو ایک حدیث بھی ابن لھیعہ کی احادیث میں سے نہیں تھی۔ [ پس وہ ابن لھیعہ کے پاس آئے اور ان کو اس بارے میں بتایا تو (ابن لھیعہ) نے کہا: " میں کیا کروں؟ وہ میرے پاس کتاب لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں یہ آپ کی احادیث ہیں تو میں وہ (احادیث) ان پر بیان کر دیتا ہوں" اور ایسا ہی معاملہ ہمارے زمانے کے شیوخ میں ہے۔ کہ کوئی طالب ان میں سے کسی کے پاس کوئی جزء یا کتاب لے کر آتا ہے اور کہتا ہے: یہ آپ کی روایت ہے پس شیخ ان پر اعتماد کرتے ہوئے ان کو اپنے سامنے قرأت کی اجازت دے دیتا ہے نہ کہ اس حیثیت سے بحث کرتے ہوئے (کہ) ان کو روایت کی صحت کے حوالے سے اعتماد حاصل ہو جائے۔

وَالصَّوَابُ: مَا عَلَيْهِ الْجُمْهُورُ، وَهُوَ التَّوَسُّطُ بَيْنَ الْإِفْرَاطِ، وَالتَّفْرِيطِ، فَإِذَا قَامَ الرَّاوِي فِي الْأَخْذِ

وَالتَّحَمُّلِ بِالشَّرْطِ الَّذِي تَقَدَّمَ شَرْحُهُ، وَقَابَلَ كِتَابَهُ وَضَبَطَ سَمَاعَهُ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي سَبَقَ ذِكْرُهُ، جَازَتْ لَهُ الرِّوَايَةُ مِنْهُ، وَإِنْ أَعَارَهُ، وَغَابَ عَنْهُ، إِذَا كَانَ الْغَالِبُ مِنْ أَمْرِهِ سَلَامَتَهُ مِنَ التَّبْدِيلِ وَالتَّغْيِيرِ، لَا سِيَّمَا إِذَا كَانَ مِمَّنْ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ - فِي الْغَالِبِ - لَوْ غُيِّرَ شَيْءٌ مِنْهُ وَبُدِّلَ - تَغْيِيرُهُ وَتَبْدِيلُهُ، وَذَلِكَ لِأَنَّ الِاعْتِمَادَ فِي بَابِ الرِّوَايَةِ عَلَى غَالِبِ الظَّنِّ، فَإِذَا حَصَلَ أَجْزَأَ، وَلَمْ يُشْتَرَطْ مَزِيدٌ عَلَيْهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور درست بات وہ ہے جس پر جمہور قائم ہیں اور وہ افراط وتفریط کے مابین ہے۔ پس جب راوی اخذ وتحمل میں اس شرط پر قائم ہو جائے جس کی وضاحت پہلے گزر چکی اور اپنی کتاب کا موازنہ کرے، اور سماع کو اس طریقے پر ضبط کرے جس کا ذکر پہلے ہو چکا تو اس کیلئے اس (شیخ) سے روایت کرنا جائز ہے، اور اگر اس (شیخ) سے کتاب ادھار لی اور غائب ہو گیا تو اگر اس کے معاملے میں غالب (گمان کتاب کے) تغیر تبدل سے محفوظ رہنے کا ہو۔ تو خصوصاً اگر شیخ ایسا شخص ہے کہ عام طور پر اس سے کتاب میں تغیر تبدل کرنا پوشیدہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ اس میں کچھ معمولی تغیر بھی کر دیا ہو۔ (تو کوئی حرج نہیں)۔

اور یہ اس لئے ہے کہ روایت کے باب میں اعتماد غالب گمان پر ہوتا ہے۔ پس جب یہ حاصل ہو گیا تو جائز ہو گیا اور اس پر اضافی شرط کوئی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

تَفْرِيعَاتٌ:

أَحَدُهَا: إِذَا كَانَ الرَّاوِي ضَرِيرًا، وَلَمْ يَحْفَظْ حَدِيثَهُ مِنْ فَمِ مَنْ حَدَّثَهُ، وَاسْتَعَانَ بِالْمَأْمُونِينَ فِي ضَبْطِ سَمَاعِهِ، وَحِفْظِ كِتَابِهِ، ثُمَّ عِنْدَ رِوَايَتِهِ فِي الْقِرَاءَةِ مِنْهُ عَلَيْهِ، وَاحْتَاطَ فِي ذَلِكَ عَلَى حَسَبِ حَالِهِ، بِحَيْثُ يَحْصُلُ مَعَهُ الظَّنُّ بِالسَّلَامَةِ مِنَ التَّغْيِيرِ، صَحَّتْ رِوَايَتُهُ، غَيْرَ أَنَّهُ أَوْلَى بِالْخِلَافِ وَالْمَنْعِ مِنْ مِثْلِ ذَلِكَ مِنَ الْبَصِيرِ.

قَالَ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ: " وَالسَّمَاعُ مِنَ الْبَصِيرِ الْأُمِّيِّ وَالضَّرِيرِ، اللَّذَيْنِ لَمْ يَحْفَظَا مِنَ الْمُحَدِّثِ مَا سَمِعَاهُ مِنْهُ، لَكِنَّهُ كُتِبَ لَهُمَا بِمَثَابَةٍ وَاحِدَةٍ، وَقَدْ مَنَعَ مِنْهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ، وَرَخَّصَ فِيهِ بَعْضُهُمْ "، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## تفریعات

امر اول:

جب راوی نابینا ہو اور اس نے محدث سے روبرو حدیث سن کر یاد نہ کی ہو، اور اس نے ضبط سماع حدیث، مکتوب و حفظ کرنے اور شیخ کے سامنے قرأت کرنے میں با اعتماد، مامون افراد (جو بینا ہوں، اور حفظ اچھا ہو) سے مدد لی ہو اور اس نے اس معاملے میں حتی الامکان احتیاط سے بھی کام لیا ہو اس طرح سے کہ یہ ظن غالب حاصل ہو کہ اس حدیث میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا ہے تو اس کی

روایت صحیح ہے۔ مگر یہ کہ بینا آدمی کی اس طرز پر نقل کی ہوئی روایت انکار اور مخالفت کی زیادہ مستحق ہوگی (یعنی اس کی اس قسم کی روایت کو صحیح نہیں قرار دیا جائے گا۔)

الخطیب الحافظ نے کہا: وہ بینائی والا بے پڑھا شخص اور نابینا جنہوں نے جو کچھ محدث سے سنا کچھ یاد نہیں کیا لیکن ان کے لئے ایک ہی مقام پر لکھ دیا گیا۔ بہت سے علماء نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔ اور بعض نے اس میں رخصت دی ہے واللہ اعلم

الثَّانِي: إِذَا سَمِعَ كِتَابًا، ثُمَّ أَرَادَ رِوَايَتَهُ مِنْ نُسْخَةٍ لَيْسَ فِيهَا سَمَاعُهُ، وَلَا هِيَ مُقَابَلَةٌ بِنُسْخَةِ سَمَاعِهِ غَيْرَ أَنَّهُ سُمِعَ مِنْهَا عَلَى شَيْخِهِ، لَمْ يَجُزْ لَهُ ذَلِكَ. قَطَعَ بِهِ الْإِمَامُ أَبُو نَصْرِ بْنُ الصَّبَّاغِ الْفَقِيهُ فِيمَا بَلَغَنَا عَنْهُ. وَكَذَلِكَ لَوْ كَانَ فِيهَا سَمَاعُ شَيْخِهِ، أَوْ رَوَى مِنْهَا ثِقَةٌ عَنْ شَيْخِهِ، فَلَا تَجُوزُ لَهُ الرِّوَايَةُ مِنْهَا اعْتِمَادًا عَلَى مُجَرَّدِ ذَلِكَ، إِذْ لَا يُؤْمَنُ أَنْ تَكُونَ فِيهَا زَوَائِدُ لَيْسَتْ فِي نُسْخَةِ سَمَاعِهِ.

امر ثانی:

راوی نے (کسی) کتاب کا سماع کیا پھر اس کی روایت کو ایسے نسخے سے بیان کرنا چاہا جس سے نہ تو سماع کیا ہے، اور نہ ہی وہ اس کے سماع والے نسخے سے موازنہ شدہ ہے، مگر شیخ کا اس پر سے سماع کیا ہے، تو ایسے کرنا اس کیلئے جائز نہیں، ہمیں امام ابونصر بن الصباغ الفقیہ سے خبر پہنچی ہے کہ انہوں نے بھی اس کو حتمی قرار دیا ہے۔ اسی طرح اگر اس نسخے سے شیخ نے سماع کیا ہو یا اس (نسخے) سے (کسی) ثقہ نے اپنے شیخ سے روایت کیا ہو تو صرف اس پر اعتماد کرتے ہوئے اس نسخے سے روایت کرنا جائز نہیں، جب تک اس میں ایسی زوائد کے ہونے سے مامون نہ ہو جو اس کے اپنے سماع کے نسخے میں نہیں ہیں۔

ثُمَّ وَجَدْتُ الْخَطِيبَ قَدْ حَكَى مِصْدَاقَ ذَلِكَ عَنْ أَكْثَرِ أَهْلِ الْحَدِيثِ، فَذَكَرَ فِيمَا إِذَا وَجَدَ أَصْلَ الْمُحَدِّثِ وَلَمْ يُكْتَبْ فِيهِ سَمَاعُهُ، أَوْ وَجَدَ نُسْخَةً كُتِبَتْ عَنِ الشَّيْخِ تَسْكُنُ نَفْسُهُ إِلَى صِحَّتِهَا أَنَّ عَامَّةَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ مَنَعُوا مِنْ رِوَايَتِهِ مِنْ ذَلِكَ.

وَجَاءَ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، وَمُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيِّ التَّرَخُّصُ فِيهِ.

پھر میں نے خطیب کو اس کا مصداق بتاتے ہوئے پایا جس کو انہوں اکثر اہلِ حدیث سے نقل کیا۔ پس انہوں نے ذکر کیا کہ جب راوی محدث کے اصل (نسخہ) کو پائے اور اس (نسخے) میں ان کے سماع کا تذکرہ نہ ہو، یا (کسی) شیخ سے منقول لکھا ہوا نسخہ پایا تو اس کو صحیح قرار دینے کے بارے میں خود کو روکے رکھے، بیشک عام اصحاب حدیث نے ایسے نسخے سے روایت کرنے کو منع فرمایا ہے، ایوب سختیانی اور محمد بن بکر البرسانی کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ انہوں نے اس میں رخصت دی ہے۔

قُلْتُ: اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ تَكُونَ لَهُ إِجَازَةٌ مِنْ شَيْخِهِ عَامَّةٌ لِمَرْوِيَّاتِهِ، أَوْ نَحْوُ ذَلِكَ، فَيَجُوزُ لَهُ حِينَئِذٍ الرِّوَايَةُ مِنْهَا، إِذْ لَيْسَ فِيهِ أَكْثَرُ مِنْ رِوَايَةِ تِلْكَ الزِّيَادَاتِ بِالْإِجَازَةِ بِلَفْظِ (أَخْبَرَنَا)، أَوْ (حَدَّثَنَا) مِنْ غَيْرِ بَيَانٍ لِلْإِجَازَةِ فِيهَا، وَالْأَمْرُ فِي ذَلِكَ قَرِيبٌ يَقَعُ مِثْلُهُ فِي مَحَلِّ التَّسَامُحِ.

وَقَدْ حَكَيْنَا فِيمَا تَقَدَّمَ أَنَّهُ لَا غِنًى فِي كُلِّ سَمَاعٍ عَنِ الْإِجَازَةِ، لِيَقَعَ مَا يَسْقُطُ فِي السَّمَاعِ عَلَى وَجْهِ السَّهْوِ وَغَيْرِهِ مِنْ كَلِمَاتٍ أَوْ أَكْثَرَ مَرْوِيًّا بِالْإِجَازَةِ، وَإِنْ لَمْ يَذْكُرْ لَفْظَهَا. فَإِنْ كَانَ الَّذِي فِي النُّسْخَةِ سَمَاعَ شَيْخِ شَيْخِهِ، أَوْ هِيَ مَسْمُوعَةٌ عَلَى شَيْخِ شَيْخِهِ، أَوْ مَرْوِيَّةٌ عَنْ شَيْخِ شَيْخِهِ، فَيَنْبَغِي لَهُ حِينَئِذٍ فِي رِوَايَتِهِ مِنْهَا أَنْ تَكُونَ لَهُ إِجَازَةٌ شَامِلَةٌ مِنْ شَيْخِهِ، وَلِشَيْخِهِ إِجَازَةٌ شَامِلَةٌ مِنْ شَيْخِهِ، وَهَذَا تَيْسِيرٌ حَسَنٌ، هَدَانَا اللهُ لَهُ - وَلَهُ الْحَمْدُ - وَالْحَاجَةُ إِلَيْهِ مَاسَّةٌ فِي زَمَانِنَا جِدًّا. وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: اللھم مگر یہ کہ (راوی کو) اپنے شیخ سے اس کی روایات کے بارے میں عام اجازت ہو۔ یا اور کوئی ایسی بات ہو تو اس کیلئے ایسے وقت میں اس نسخے سے روایت کرنے کی اجازت ہے اس لیے کہ محدثین کے نسخوں میں صریح اجازت، لفظ اخبرنا اور حدثنا کے ساتھ حاصل ہونے والی غیر صریح اجازت کے مقابلے میں زیادہ نہیں ہے۔ اور اس جیسے معاملات تقریباً محل تسامح میں واقع ہوتے ہیں۔ اور جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بیشک ہر سماع میں اجازت سے استغناء نہیں ہوتا تا کہ سماع میں جو کلمات یا زیادہ روایات سہو وغیرہ کے طور پر ساقط ہو جاتی ہیں اجازت کے ساتھ حاصل ہو جاتی ہیں۔ اگر چہ اس کے لفظ کو ذکر نہ کیا جائے۔ اگر نسخے میں موجود (کتابت) شیخ کا سماع ہو یا وہ شیخ کے شیخ پر سماع کیا گیا ہو یا شیخ کے شیخ سے منقول روایت ہو تو (ایسی) روایت میں اس وقت راوی کیلئے مناسب یہ ہے کہ اسکو اپنے شیخ سے اور شیخ کو اپنے شیخ سے اجازت (کا ذکر) ہونا شامل ہو۔ اور یہ آسان خوبی ہے جس کی طرف اللہ نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ اور تمام تعریفیں اسی کیلئے ہیں اور ہمارے زمانے میں اس کی بہت ضرورت ہے۔ واللہ اعلم۔

الثَّالِثُ: إِذَا وَجَدَ الْحَافِظُ فِي كِتَابِهِ خِلَافَ مَا يَحْفَظُهُ، نَظَرَ: فَإِنْ كَانَ إِنَّمَا حَفِظَ ذَلِكَ مِنْ كِتَابِهِ فَلْيَرْجِعْ إِلَى مَا فِي كِتَابِهِ، وَإِنْ كَانَ حَفِظَهُ مِنْ فَمِ الْمُحَدِّثِ فَلْيَعْتَمِدْ حِفْظَهُ دُونَ مَا فِي كِتَابِهِ إِذَا لَمْ يَتَشَكَّكْ، وَحَسَنٌ أَنْ يَذْكُرَ الْأَمْرَيْنِ فِي رِوَايَتِهِ، فَيَقُولُ "حِفْظِي كَذَا، وَفِي كِتَابِي كَذَا".
هَكَذَا فَعَلَ شُعْبَةُ، وَغَيْرُهُ. وَهَكَذَا إِذَا خَالَفَهُ فِيمَا يَحْفَظُهُ بَعْضُ الْحُفَّاظِ، فَلْيَقُلْ: (حِفْظِي كَذَا وَكَذَا، وَقَالَ فِيهِ فُلَانٌ، أَوْ قَالَ فِيهِ غَيْرِي كَذَا وَكَذَا)، أَوْ شِبْهَ هَذَا مِنَ الْكَلَامِ، كَذَلِكَ فَعَلَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَغَيْرُهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

**امر ثالث:**

جب حافظ اپنی کتاب میں اپنے حفظ کیے ہوئے کے خلاف پائے (تو اس میں) تدبر (کی ضرورت) ہے۔ اگر یہی (بات) ہے کہ، اس نے یہ اپنی کتاب سے یاد کیا ہے تو جو اپنی کتاب میں ہے اس کی طرف رجوع کرے۔ اور اگر محدث کے منہ سے (سن کر) یاد کیا ہے، جب شک نہ ہو تو اپنے حافظے پر اعتماد کرے نہ کہ اس پر جو کتاب میں ہے، اور بہتر یہ ہے کہ اپنی روایت میں دونوں باتوں کو ذکر کرے اور یوں کہے "میرے حافظے میں ایسے ہے، اور میری کتب میں ایسے ہے" شعبہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ایسے ہی کیا ہے،

اور ایسے ہی جب کوئی حافظ اس کے حافظے کے خلاف روایت بیان کرے تو کہے: ''میرے حافظے میں ایسے ہے اور اس میں فلاں نے یا کسی اور نے ایسے ایسے کہا ہے'' یا اس کے مشابہ (کوئی بات) کہے۔ سفیان ثوری وغیرہ نے ایسے ہی کیا ہے۔ واللہ اعلم

الرَّابِعُ: إِذَا وَجَدَ سَمَاعَهُ فِي كِتَابِهِ، وَهُوَ غَيْرُ ذَاكِرٍ لِسَمَاعِهِ ذَلِكَ، فَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ (رَحِمَهُ اللهُ) وَبَعْضِ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ (رَحِمَهُ اللهُ) أَنَّهُ لَا تَجُوزُ لَهُ رِوَايَتُهُ.

وَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ (رَحِمَهُ اللهُ)، وَأَكْثَرِ أَصْحَابِهِ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ: أَنَّهُ يَجُوزُ لَهُ رِوَايَتُهُ.

**امر رابع:**

جب اپنی کتاب میں اپنے سماع کو پائے اور وہ (خود) اپنے اس سماع کو یاد رکھنے والا نہ ہو (یعنی اسے یاد نہ ہو) تو ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور بعض اصحابِ شافعیؒ سے منقول ہے کہ اس کیلئے اس کی روایت کرنا جائز نہیں۔ (امام) شافعی رحمہ اللہ، اور ان کے اکثر اصحاب، اور (امام) ابو یوسف رحمہ اللہ و محمد رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ اس کیلئے، اس کی روایت کرنا جائز ہے۔

قُلْتُ: هَذَا الْخِلَافُ يَنْبَغِي أَنْ يُبْنَى عَلَى الْخِلَافِ السَّابِقِ قَرِيبًا فِي جَوَازِ اعْتِمَادِ الرَّاوِي عَلَى كِتَابِهِ فِي ضَبْطِ مَا سَمِعَهُ، فَإِنَّ ضَبْطَ أَصْلِ السَّمَاعِ كَضَبْطِ الْمَسْمُوعِ، فَكَمَا كَانَ الصَّحِيحُ - وَمَا عَلَيْهِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْحَدِيثِ - تَجْوِيزَ الِاعْتِمَادِ عَلَى الْكِتَابِ الْمَصُونِ فِي ضَبْطِ الْمَسْمُوعِ، حَتَّى يَجُوزَ لَهُ أَنْ يَرْوِيَ مَا فِيهِ، وَإِنْ كَانَ لَا يَذْكُرُ أَحَادِيثَهُ حَدِيثًا حَدِيثًا، كَذَلِكَ لِيَكُنْ هَذَا إِذَا وُجِدَ شَرْطُهُ، وَهُوَ أَنْ يَكُونَ السَّمَاعُ بِخَطِّهِ، أَوْ بِخَطِّ مَنْ يَثِقُ بِهِ، وَالْكِتَابُ مَصُونٌ بِحَيْثُ يَغْلِبُ عَلَى الظَّنِّ سَلَامَةُ ذَلِكَ مِنْ تَطَرُّقِ التَّزْوِيرِ، وَالتَّغْيِيرِ إِلَيْهِ، عَلَى نَحْوِ مَا سَبَقَ ذِكْرُهُ فِي ذَلِكَ. وَهَذَا إِذَا لَمْ يَتَشَكَّكْ فِيهِ، وَسَكَنَتْ نَفْسُهُ إِلَى صِحَّتِهِ، فَإِنْ تَشَكَّكَ فِيهِ لَمْ يَجُزِ الِاعْتِمَادُ عَلَيْهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: مناسب ہے کہ اس اختلاف کی بنیاد قریب میں گزرے اختلاف پر ہو، جو راوی کے اپنی کتاب میں اپنے ضبط کئے ہوئے سماع پر اعتماد کرنے کے جواز کے بارے میں ہے، اگر اس نے اصل سماع کو ضبط کیا ہے تو یہ مسموع ہی کے ضبط کرنے کی طرح ہے، گویا کہ یہی صحیح ہے اور اکثر اہلِ حدیث کے نزدیک ایسی کتاب پر اعتماد کرنا جائز ہے جس میں مسموع کا ضبط محفوظ ہو۔ حتیٰ کہ اس میں جو بھی ہو اس (راوی) کیلئے اس کا روایت کرنا جائز ہے، اگرچہ الگ الگ (ساری) احادیث اس کی یادداشت میں نہ ہوں۔ ایسے ہی یہ (بھی) ہونا چاہئے کہ جب اس کی شرط پائی جائے (تو روایت کرنا جائز ہو) اور وہ (شرط) یہ ہے کہ سماع اس کے اپنے خط کے ساتھ ہو یا (کسی) با اعتماد (شخص) کے خط کے ساتھ ہو۔ اور اس حیثیت سے محفوظ ہو کہ جھوٹ اور تغیر (تبدل) کے راستوں سے محفوظ ہونے کا غالب گمان ہو۔ اس طور پر جس کا ذکر اس کے بیان میں پہلے ہو چکا ہے اور یہ اس وقت ہے جب اس میں شک نہ ہو، اور اس کی صحت کے بارے میں دل مطمئن ہو۔ اگر اس میں شک ہو تو اس پر اعتماد جائز نہیں۔ واللہ اعلم

الْخَامِسُ: إِذَا أَرَادَ رِوَايَةَ مَا سَمِعَهُ عَلَى مَعْنَاهُ دُونَ لَفْظِهِ:

فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَالِمًا عَارِفًا بِالْأَلْفَاظِ وَمَقَاصِدِهَا، خَبِيرًا بِمَا يُحِيلُ مَعَانِيَهَا، بَصِيرًا بِمَقَادِيرِ التَّفَاوُتِ بَيْنَهَا. فَلَا خِلَافَ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ لَهُ ذَٰلِكَ، وَعَلَيْهِ أَنْ لَا يَرْوِيَ مَا سَمِعَهُ إِلَّا عَلَى اللَّفْظِ الَّذِي سَمِعَهُ مِنْ غَيْرِ تَغْيِيرٍ.

فَأَمَّا إِذَا كَانَ عَالِمًا عَارِفًا بِذَٰلِكَ، فَهَٰذَا مِمَّا اخْتَلَفَ فِيهِ السَّلَفُ، وَأَصْحَابُ الْحَدِيثِ، وَأَرْبَابُ الْفِقْهِ، وَالْأُصُولِ. فَجَوَّزَهُ أَكْثَرُهُمْ، وَلَمْ يُجَوِّزْهُ بَعْضُ الْمُحَدِّثِينَ، وَطَائِفَةٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ، وَالْأُصُولِيِّينَ مِنَ الشَّافِعِيِّينَ، وَغَيْرِهِمْ.

وَمَنَعَهُ بَعْضُهُمْ فِي حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَجَازَهُ فِي غَيْرِهِ.

امر خامس:

جب اپنے سماع کی روایت بالمعنی کا ارادہ کرے نہ کہ باللفظ کا، تو اگر عالم، الفاظ و مقاصد سے واقف، اس کے معنی کی تمام صورتوں کا جاننے والا، اس کے درمیان تفاوت (فرق) کی مقداروں کو دیکھنے والا نہ ہو تو متفقہ طور پر اس کیلئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے، اور اس پر لازم ہے کہ اپنے سماع کو بغیر تبدیلی کے صرف انہی الفاظ میں روایت کرے جو اس نے سنے ہیں۔ پس بہر حال جب جاننے والا اوران (مذکورہ صفات) سے واقف ہو تو اس میں سلف واصحاب حدیث اور فقہ واصول والوں نے اختلاف کیا ہے۔ پس اکثر نے تو اس کو جائز قرار دیا ہے، اور بعض محدثین وفقہاء اور شوافع اصولیین وغیرہ نے اس کو جائز نہیں رکھا۔ اور بعض نے صرف حدیث رسول ﷺ کے بارے میں (روایت بالمعنی کرنے سے) منع کیا ہے اور اس کے علاوہ میں اجازت دی ہے۔

وَالْأَصَحُّ: جَوَازُ ذَٰلِكَ فِي الْجَمِيعِ، إِذَا كَانَ عَالِمًا بِمَا وَصَفْنَاهُ قَاطِعًا بِأَنَّهُ أَدَّى مَعْنَى اللَّفْظِ الَّذِي بَلَغَهُ: لِأَنَّ ذَٰلِكَ هُوَ الَّذِي تَشْهَدُ بِهِ أَحْوَالُ الصَّحَابَةِ، وَالسَّلَفِ الْأَوَّلِينَ، وَكَثِيرًا مَا كَانُوا يَنْقُلُونَ مَعْنًى وَاحِدًا فِي أَمْرٍ وَاحِدٍ بِأَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ، وَمَا ذَٰلِكَ إِلَّا لِأَنَّ مُعَوَّلَهُمْ كَانَ عَلَى الْمَعْنَى دُونَ اللَّفْظِ.

اور زیادہ صحیح بات اس کے بارے میں جواز ہی کی ہے جبکہ حتمی طور پر ان اوصاف کا جاننے والا ہو جو ہم نے بیان کئے، کہ لفظ کے وہی معنی بیان کرے جو اسے پہنچے ہیں۔ اس لئے کہ یہ وہی صفت ہے جس کی گواہی صحابہ رضی اللہ عنہم اور متقدمین اسلاف کے احوال دیتے ہیں۔ اور بہت دفعہ ایسا (ہوتا) تھا کہ وہ ایک معاملے میں مختلف الفاظ کے ساتھ ایک ہی معنی کو نقل فرماتے تھے اور یہ صرف اس لئے تھا کہ انکا اعتماد معنی پر تھا نہ کہ لفظ پر۔

ثُمَّ إِنَّ هَٰذَا الْخِلَافَ لَا نَرَاهُ جَارِيًا - وَلَا أَجْرَاهُ النَّاسُ فِيمَا نَعْلَمُ - فِيمَا تَضَمَّنَتْهُ بُطُونُ الْكُتُبِ، فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يُغَيِّرَ لَفْظَ شَيْءٍ مِنْ كِتَابٍ مُصَنَّفٍ، وَيُثْبِتَ بَدَلَهُ فِيهِ لَفْظًا آخَرَ بِمَعْنَاهُ، فَإِنَّ الرِّوَايَةَ بِالْمَعْنَى رَخَّصَ فِيهَا مَنْ رَخَّصَ، لِمَا كَانَ عَلَيْهِمْ فِي ضَبْطِ الْأَلْفَاظِ، وَالْجُمُودِ عَلَيْهَا مِنَ الْحَرَجِ وَالنَّصَبِ، وَذَٰلِكَ غَيْرُ مَوْجُودٍ فِيمَا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ بُطُونُ الْأَوْرَاقِ، وَالْكُتُبِ، وَلِأَنَّهُ إِنْ مَلَكَ

تَغْيِيرَ اللَّفْظِ، فَلَيْسَ يَمْلِكُ تَغْيِيرَ تَصْنِيفِ غَيْرِهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

پھر ہم نے اس اختلاف کو جاری رہتے ہوئے نہیں دیکھا جس قدر کتابوں کی گہرائی میں موجود (موادکو) ہم جانتے ہیں، (اس کے مطابق) لوگوں نے اس کو جاری نہیں کیا، پس کسی کیلئے جائز نہیں کہ مصنف کی کتاب میں کچھ بھی لفظ بدل دے اور اسکی جگہ اس میں ہم معنی کوئی لفظ لکھ دے، بیشک روایت بالمعنی میں رخصت جنہوں نے بھی دی تھی دے دی، اس لئے کہ ان کے لئے الفاظ کے ضبط کرنے اور انہی پر پکارنے میں حرج اور مشقت تھی اور یہ وجہ اس میں موجود نہیں جس کو کتابیں اور اوراق کی گہرائیاں سمیٹے ہوئے ہیں۔ اور اس لئے کہ اگر کوئی الفاظ کے تغیر (وتبدل) کا ملکہ رکھتا ہے تو وہ کسی کی تصنیف کو بدلنے کا (کوئی) حق نہیں رکھتا۔ واللہ اعلم

السَّادِسُ: يَنْبَغِي لِمَنْ رَوَى حَدِيثًا بِالْمَعْنَى أَنْ يُتْبِعَهُ بِأَنْ يَقُولَ: "أَوْ كَمَا قَالَ، أَوْ نَحْوَ هَذَا"، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِنَ الْأَلْفَاظِ. رُوِيَ ذَلِكَ مِنَ الصَّحَابَةِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَأَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

قَالَ الْخَطِيبُ: "وَالصَّحَابَةُ أَرْبَابُ اللِّسَانِ، وَأَعْلَمُ الْخَلْقِ بِمَعَانِي الْكَلَامِ، وَلَمْ يَكُونُوا يَقُولُونَ ذَلِكَ إِلَّا تَخَوُّفًا مِنَ الزَّلَلِ، لِمَعْرِفَتِهِمْ بِمَا فِي الرِّوَايَةِ عَلَى الْمَعْنَى مِنَ الْخَطَرِ".

امر سادس:

حدیث بالمعنی بیان کرنے والے کیلئے مناسب ہے کہ روایت کرنے کے بعد یوں کہے: "أو كما قال، یا اس کے مثل" یا اس سے ملتے جلتے الفاظ (کہے)۔ صحابہ کرام (یعنی) ابن مسعود، ابو درداء اور انس رضی اللہ عنہم سے یہی منقول ہے۔ خطیب نے کہا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اہلِ زبان، اور کلام کے معانی کو مخلوق میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ انہوں نے یہ بات صرف لغزش کے خوف سے فرمائی کہ وہ روایت (کے معاملے) میں نازک پہلو کو جاننے والے تھے۔

قُلْتُ: وَإِذَا اشْتَبَهَ عَلَى الْقَارِئِ فِيمَا يَقْرَؤُهُ لَفْظَةٌ، فَقَرَأَهَا عَلَى وَجْهٍ يَشُكُّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: "أَوْ كَمَا قَالَ" فَهَذَا حَسَنٌ، وَهُوَ الصَّوَابُ فِي مِثْلِهِ؛ لِأَنَّ قَوْلَهُ: "أَوْ كَمَا قَالَ" يَتَضَمَّنُ إِجَازَةً مِنَ الرَّاوِي وَإِذْنًا فِي رِوَايَةِ صَوَابِهَا عَنْهُ إِذَا بَانَ، ثُمَّ لَا يُشْتَرَطُ إِفْرَادُ ذَلِكَ بِلَفْظِ الْإِجَازَةِ، لِمَا بَيَّنَّاهُ قَرِيبًا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: جب قاری پر اپنی قرأت (روایت) کے الفاظ مشتبہ ہو جائیں تو ان کو اسی شک کے ساتھ پڑھے، پھر کہے: "أو کما قال" پس یہ بہتر ہے اور اس جیسے (موقع) میں یہی (طریقہ) درست ہے، اسلئے کہ اسکا قول "او کما قال (یا جیسے فرمایا)" راوی کی طرف سے اجازت کو شامل ہے، اور روایت کرنے کی اجازت ہے جب اس کی طرف سے صحیح (الفاظ) ظاہر ہو جائیں، پھر اجازت کے الفاظ کیلئے صرف اسی (او کما قال) کو شرط قرار نہیں دیا گیا، بوجہ اس کے جو ہم نے قریب میں بیان کیا۔ واللہ اعلم

السَّابِعُ: هَلْ يَجُوزُ اخْتِصَارُ الْحَدِيثِ الْوَاحِدِ، وَرِوَايَةُ بَعْضِهِ دُونَ بَعْضٍ؟ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيهِ: فَمِنْهُمْ مَنْ مَنَعَ مِنْ ذَلِكَ مُطْلَقًا، بِنَاءً عَلَى الْقَوْلِ بِالْمَنْعِ مِنَ النَّقْلِ بِالْمَعْنَى مُطْلَقًا.

وَمِنْهُمْ مَنْ مَنَعَ مِنْ ذَلِكَ، مَعَ تَجْوِيزِهِ النَّقْلَ بِالْمَعْنَى إِذَا لَمْ يَكُنْ قَدْ رَوَاهُ عَلَى التَّمَامِ مَرَّةً أُخْرَى، وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ غَيْرَهُ قَدْ رَوَاهُ عَلَى التَّمَامِ.

وَمِنْهُمْ مَنْ جَوَّزَ ذَلِكَ وَأَطْلَقَ وَلَمْ يُفَصِّلْ.

امر سابع:

کیا ایک روایت کا اختصار کرنا اور اس کے کسی خاص حصے کو بیان کرنا جائز ہے؟ اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے، نقل بالمعنی کے مطلقاً منع ہونے کے قول کو بنیاد بنا کر بعض نے اس سے مطلقاً منع کیا ہے۔ اور بعض نے نقل بالمعنی کو جائز رکھتے ہوئے بھی اس سے منع کیا ہے، جبکہ دوسری مرتبہ اسکو مکمل روایت نہ کیا ہو، اور اسے معلوم نہ ہو کہ کسی اور نے اسے مکمل روایت کیا ہے۔ اور بعض نے اس کی اجازت دی ہے اور مطلق رکھا ہے اور تفصیل بیان نہیں کی۔

وَقَدْ رُوِّينَا ... عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ قَالَ: " انْقُصْ مِنَ الْحَدِيثِ مَا شِئْتَ، وَلَا تَزِدْ فِيهِ ... ".

وَالصَّحِيحُ التَّفْصِيلُ، وَأَنَّهُ يَجُوزُ ذَلِكَ مِنَ الْعَالِمِ الْعَارِفِ إِذَا كَانَ مَا تَرَكَهُ مُتَمَيِّزًا عَمَّا نَقَلَهُ، غَيْرَ مُتَعَلِّقٍ بِهِ، بِحَيْثُ لَا يَخْتَلُّ الْبَيَانُ، وَلَا تَخْتَلِفُ الدَّلَالَةُ فِيمَا نَقَلَهُ بِتَرْكِ مَا تَرَكَهُ، فَهَذَا يَنْبَغِي أَنْ يَجُوزَ، وَإِنْ لَمْ يَجُزِ النَّقْلُ بِالْمَعْنَى ; لِأَنَّ الَّذِي نَقَلَهُ وَالَّذِي تَرَكَهُ - وَالْحَالَةُ هَذِهِ - بِمَنْزِلَةِ خَبَرَيْنِ مُنْفَصِلَيْنِ فِي أَمْرَيْنِ لَا تَعَلُّقَ لِأَحَدِهِمَا بِالْآخَرِ.

ثُمَّ هَذَا إِذَا كَانَ رَفِيعَ الْمَنْزِلَةِ، بِحَيْثُ لَا يَتَطَرَّقُ إِلَيْهِ فِي ذَلِكَ تُهْمَةٌ، نَقَلَهُ أَوَّلًا تَمَامًا، ثُمَّ نَقَلَهُ نَاقِصًا، أَوْ نَقَلَهُ أَوَّلًا نَاقِصًا، ثُمَّ نَقَلَهُ تَامًّا.

اور تحقیق ہم نے روایت کیا مجاہد رحمہ اللہ سے انہوں نے فرمایا: "حدیث سے جو تو چاہے کمی کر اور اس میں اضافہ نہ کر"۔ اور صحیح تو تفصیل بیان کرنا ہے اور معرفت رکھنے والے عالم کیلئے جائز ہے جب وہ چھوڑے ہوئے حصے کے غیر متعلق ہونے کو نقل کئے ہوئے حصے سے تمیز کرنے والا ہو۔ اس حیثیت سے کہ نہ وضاحت میں خلل ہو اور نہ ہی چھوڑے ہوئے حصے کو ترک کرنے کی وجہ سے نقل کئے ہوئے حصے کی دلالۃ (اصل مفہوم سے) مختلف ہو۔ پس یہ صورت مناسب ہے کہ جائز ہو اگرچہ جائز نہیں نقل (بالمعنی اس کیلئے کہ جس کو نقل کیا ہے) اور جس کو چھوڑا ہے۔ اسی حالت میں۔ دو معاملات میں دو الگ الگ خبروں کے قائم مقام ہیں جن میں ایک کا دوسری کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔ پھر یہ (راوی) اگر بلند مرتبہ ہو اس حیثیت سے کہ اس معاملے میں اس کی طرف کوئی تہمت منسوب نہ کرے، (تو یہ راوی) پہلے (روایت کو) تام (مکمل) نقل کرے پھر ناقص (ادھوری) یا پہلے تام نقل کرے پھر ناقص نقل کرے۔

فَأَمَّا إِذَا لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ، فَقَدْ ذَكَرَ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ: أَنَّ مَنْ رَوَى حَدِيثًا عَلَى التَّمَامِ، وَخَافَ إِنْ رَوَاهُ مَرَّةً أُخْرَى عَلَى النُّقْصَانِ أَنْ يُتَّهَمَ بِأَنَّهُ زَادَ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ مَا لَمْ يَكُنْ سَمِعَهُ، أَوْ أَنَّهُ نَسِيَ فِي الثَّانِي بَاقِيَ الْحَدِيثِ لِقِلَّةِ ضَبْطِهِ، وَكَثْرَةِ غَلَطِهِ، فَوَاجِبٌ عَلَيْهِ أَنْ يَنْفِيَ هَذِهِ الظِّنَّةَ عَنْ نَفْسِهِ.

وَذَكَرَ الْإِمَامُ أَبُو الْفَتْحِ سُلَيْمُ بْنُ أَيُّوبَ الرَّازِيُّ الْفَقِيهُ: أَنَّ مَنْ رَوَى بَعْضَ الْخَبَرِ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَنْقُلَ تَمَامَهُ، وَكَانَ مِمَّنْ يُتَّهَمُ بِأَنَّهُ زَادَ فِي حَدِيثِهِ، كَانَ ذَلِكَ عُذْرًا لَهُ فِي تَرْكِ الزِّيَادَةِ وَكِتْمَانِهَا.

پس بہر حال جب ایسا (معاملہ) نہ ہو، (تو اس کے بارے میں) الخطیب الحافظ نے ذکر کیا ہے کہ جس نے مکمل حدیث روایت کی اور اسے خوف ہو کہ اگر اس نے دوسری مرتبہ نقصان کے ساتھ روایت کی تو اس پر تہمت لگائی جائے گی جو (حصہ تہمت لگانے والے نے سنا نہ ہو) کہ اس نے پہلی مرتبہ حدیث میں زیادتی کی تھی یا دوسری مرتبہ ضبط کی کمی اور غلطیوں کی کثرت کی وجہ سے باقی حدیث بھول گیا۔ تو اس پر لازم ہے کہ اپنے اندر سے اس (حدیث کو نقصان سے بیان کرنے والے) گمان کو نکال دے۔ اور ذکر کیا امام ابوالفتح سلیم بن ایوب الرازی الفقیہ نے کہ بیشک جو بعض حدیث کو روایت کرے پھر تمام کو نقل کرنے کا ارادہ کرے اور وہ ایسے لوگوں میں سے ہو جس پر تہمت لگائی جائے گی کہ اس نے حدیث میں زیادتی کی ہے تو اس کیلئے زیادتی کو ترک کرنا اور اس کا چھپانا عذر ہے۔

قُلْتُ: مَنْ كَانَ هَذَا حَالُهُ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الِابْتِدَاءِ أَنْ يَرْوِيَ الْحَدِيثَ غَيْرَ تَامٍّ، إِذَا كَانَ قَدْ تَعَيَّنَ عَلَيْهِ أَدَاءُ تَمَامِهِ; لِأَنَّهُ إِذَا رَوَاهُ أَوَّلًا نَاقِصًا أَخْرَجَ بَاقِيَهُ عَنْ حَيِّزِ الِاحْتِجَاجِ بِهِ، وَدَارَ: بَيْنَ أَنْ لَا يَرْوِيَهُ أَصْلًا فَيُضَيِّعَهُ رَأْسًا، وَبَيْنَ أَنْ يَرْوِيَهُ مُتَّهَمًا فِيهِ فَيُضَيِّعَ ثَمَرَتَهُ لِسُقُوطِ الْحُجَّةِ فِيهِ، وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى.

میں کہتا ہوں: جس شخص کی حالت ایسی ہو تو اس کے لئے ابتداء ہی سے حدیث کو نامکمل بیان کرنا جائز نہیں۔ جبکہ اس کے ذمہ پوری حدیث بیان کرنا متعین ہو چکا۔ اس لیے کہ جب اس نے پہلے ناقص (کمی کے ساتھ) روایت کیا۔ (پھر جب) مابقیہ سے دلیل پکڑنی ہوگی تو اس کو ظاہر کرے گا۔ اور یہ دو حال سے خالی نہیں ہوگا کہ یا تو بالکل روایت ہی نہ کرے تو سرے سے اس (حدیث) کو ضائع کر دے گا یا روایت کرے تو اس میں تہمت والا ہوگا۔ تو اس میں حجت کے ساقط ہونے کی وجہ سے (کہ اس کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا) اسکے فائدے کو ضائع کر دے گا۔ اور (حقیقی) علم (تو) اللہ (ہی) کے پاس ہے۔

وَأَمَّا تَقْطِيعُ الْمُصَنِّفِ مَتْنَ الْحَدِيثِ الْوَاحِدِ، وَتَفْرِيقُهُ فِي الْأَبْوَابِ، فَهُوَ إِلَى الْجَوَازِ أَقْرَبُ، وَمِنَ الْمَنْعِ أَبْعَدُ، وَقَدْ فَعَلَهُ مَالِكٌ، وَالْبُخَارِيُّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ، وَلَا يَخْلُو مِنْ كَرَاهِيَةٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور بہر حال مصنف کا ایک حدیث کے متن سے تقطیع کرنا (الگ الگ ٹکڑوں میں بانٹنا) اور اسے ابواب میں تقسیم کرنا پس یہ تو جواز کے قریب اور منع سے دور ہے، اور ایسا ہی کیا ہے (امام) مالکؒ، بخاریؒ اور بیشتر ائمہ حدیث نے اور یہ کراہت سے خالی نہیں۔ واللہ اعلم

الثَّامِنُ: يَنْبَغِي لِلْمُحَدِّثِ أَنْ لَا يَرْوِيَ حَدِيثَهُ بِقِرَاءَةِ لَحَّانٍ، أَوْ مُصَحِّفٍ. رُوِّينَا عَنِ النَّضْرِ بْنِ شُمَيْلٍ

أَنَّهُ قَالَ: " جَاءَتْ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ عَنِ الْأَصْلِ مُعْرَبَةً ".

وَأَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الْمَعَالِي الْفُرَاوِيُّ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ - قَالَ: أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو جَدِّي أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْفُرَاوِيُّ، أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِسِيُّ، أَنَا الْإِمَامُ أَبُو سُلَيْمَانَ حَمْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَطَّابِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: أَنَا بَعْضُ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي دَاوُدَ السِّنْجِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ: الْأَصْمَعِيَّ يَقُولُ: إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَى طَالِبِ الْعِلْمِ، إِذَا لَمْ يَعْرِفِ النَّحْوَ أَنْ يَدْخُلَ فِي جُمْلَةِ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ " لِأَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَلْحَنُ، فَمَهْمَا رَوَيْتَ عَنْهُ وَلَحَنْتَ فِيهِ كَذَبْتَ عَلَيْهِ.

### امر ثامن:

محدث کیلئے مناسب ہے کہ حدیث کو اعراب اور کلام میں غلطی کرنے والے کی طرح قراءت نہ کرے۔ ہم نے نضر بن شمیل سے روایت کیا بیشک انہوں نے فرمایا: ''یہ احادیث شروع سے واضح (بغیر غلطی کے) چلی آئی ہیں'' اور ہمیں ابو بکر بن ابو المعالی الفراوی نے خبر دی ان پر قراءت کے ساتھ فرمایا: ہمیں خبر دی امام ابو جدی ابو عبداللہ محمد بن فضل الفراوی نے، فرمایا: ہمیں خبر دی ابو الحسین عبد الغافر بن محمد الفارسی نے، فرمایا: ہمیں خبر دی: امام ابو سلیمان محمد بن محمد الخطابی نے فرمایا: مجھ سے بیان کیا محمد بن معاذ نے، فرمایا: ہمیں ہمارے بعض ساتھیوں نے خبر دی ابو داؤد السنجی سے منقول، فرمایا: میں نے (شیخ) الاصمعی کو فرماتے ہوئے سنا: بیشک طالب علم پر میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف رکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب وہ نحو کو نہ جانے تو جملے (روایت) میں نبی اکرم ﷺ کے اس قول کو داخل کر دے گا: " جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا، پس چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے" اس لئے کہ آپ ﷺ غلطی کرنے والے نہ تھے، بیشتر مرتبہ (ایسا ہوا کہ) آپ ﷺ سے روایت نقل کی گئی اور اس میں غلطی کی گئی، اور آپ ﷺ پر جھوٹ باندھا گیا۔ (اللهم احفظنا منه)

قُلْتُ: فَحَقٌّ عَلَى طَالِبِ الْحَدِيثِ أَنْ يَتَعَلَّمَ مِنَ النَّحْوِ، وَاللُّغَةِ مَا يَتَخَلَّصُ بِهِ مِنْ شَيْنِ اللَّحْنِ، وَالتَّحْرِيفِ، وَمَعَرَّتِهِمَا.

رُوِّينَا ... عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: " مَنْ طَلَبَ الْحَدِيثَ، وَلَمْ يُبْصِرِ الْعَرَبِيَّةَ فَمَثَلُهُ مَثَلُ رَجُلٍ عَلَيْهِ بُرْنُسٌ لَيْسَ لَهُ رَأْسٌ ... "، أَوْ كَمَا قَالَ.

وَعَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ: " مَثَلُ الَّذِي يَطْلُبُ الْحَدِيثَ، وَلَا يَعْرِفُ النَّحْوَ مَثَلُ الْحِمَارِ عَلَيْهِ مِخْلَاةٌ لَا شَعِيرَ فِيهَا ... ".

میں کہتا ہوں: حدیث کے طالب پر لازم ہے کہ اتنی نحو اور لغت سیکھے جو اس کو اعراب کی غلطی تحریف اور ردو بدل کے عیب سے بچائے۔ روایت کیا ہم نے شعبہ سے (انہوں نے) فرمایا: ''جس نے حدیث کو طلب کیا اور عربی کو نہیں جانا تو اس کی مثال اس

شخص کی سی ہے جس نے بغیر سر کے برنس پہنا ہو (اس بڑی چادر کو کہتے ہیں جس کی آستین اور سر پوش ہوتا ہے)'' یا جیسے فرمایا۔ اور حماد بن سلمہ سے منقول ہے فرمایا: ''اس شخص کی مثال جو حدیث کو طلب کرے اور نحو کو نہ پہچانتا ہو، اس گدھے کی سی ہے جس پر توشہ دان تو ہے لیکن اس میں جو (توشہ، گھاس پھوس) نہیں ہیں۔''

وَأَمَّا التَّصْحِيفُ: فَسَبِيلُ السَّلَامَةِ مِنْهُ الْأَخْذُ مِنْ أَفْوَاهِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَالضَّبْطِ، فَإِنَّ مَنْ حُرِمَ ذَلِكَ، وَكَانَ أَخْذُهُ وَتَعَلُّمُهُ مِنْ بُطُونِ الْكُتُبِ، كَانَ مِنْ شَأْنِهِ التَّحْرِيفُ، وَلَمْ يُفْلِتْ مِنَ التَّبْدِيلِ، وَالتَّصْحِيفِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور بہر حال تصحیف (کلام میں غلطی) سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اہلِ علم وضبط کے منہ سے (کلام) حاصل کرے (یعنی انکے کلام کو توجہ سے سنے)۔ بیشک جو اس سے محروم ہوا، اور اس کا سیکھنا اور حاصل کرنا صرف کتاب سے تھا، اس کی تو شان ہی تحریف ہے اور وہ تبدیل وتصحیف سے بچا ہوا نہیں ہے۔

التَّاسِعُ: إِذَا وَقَعَ فِي رِوَايَتِهِ لَحْنٌ، أَوْ تَحْرِيفٌ، فَقَدِ اخْتَلَفُوا، فَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يَرَى أَنَّهُ يَرْوِيهِ عَلَى الْخَطَأِ كَمَا سَمِعَهُ، وَذَهَبَ إِلَى ذَلِكَ مِنَ التَّابِعِينَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، وَأَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَخْبَرَةَ. وَهَذَا غُلُوٌّ فِي مَذْهَبِ اتِّبَاعِ اللَّفْظِ، وَالْمَنْعِ مِنَ الرِّوَايَةِ بِالْمَعْنَى.

**امر تاسع:**

جب راوی کی روایت میں لحن یا تحریف واقع ہو جائے تو اس کے بارے میں (اہلِ علم نے) اختلاف کیا ہے، ان میں سے بعض نے اسے یوں سمجھا کہ اس (راوی) نے اس کو خطا کے ساتھ ایسے ہی روایت کر دیا جیسے تھا۔ اور تابعین میں سے اس کو محمد بن سیرین اور ابو معمر عبداللہ بن سخبرہ نے اختیار کیا ہے اور یہ اتباع لفظ اور روایت بالمعنی کے عدم جواز کے مذہب میں غلو ہے۔

وَمِنْهُمْ مَنْ رَأَى تَغْيِيرَهُ، وَإِصْلَاحَهُ، وَرِوَايَتَهُ عَلَى الصَّوَابِ، رَوَيْنَا ذَلِكَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ. وَابْنِ الْمُبَارَكِ. وَغَيْرِهِمَا، وَهُوَ مَذْهَبُ الْمُحَصِّلِينَ وَالْعُلَمَاءِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ. وَالْقَوْلُ بِهِ فِي اللَّحْنِ الَّذِي لَا يَخْتَلِفُ بِهِ الْمَعْنَى وَأَمْثَالِهِ لَازِمٌ عَلَى مَذْهَبِ تَجْوِيزِ رِوَايَةِ الْحَدِيثِ بِالْمَعْنَى. وَقَدْ سَبَقَ أَنَّهُ قَوْلُ الْأَكْثَرِينَ.

اور ان (اہلِ علم) میں سے بعض نے اس کی تبدیلی، اصلاح اور روایت کو درست شمار کیا ہے۔ اور ہم نے اسے اوزاعی اور ابن مبارک وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ اور یہ محدثین میں سے محصلین اور علماء کا مذہب ہے۔ اور یہی قول ہے اس لحن میں (بھی) جس میں معنی تبدیل نہیں ہوتا۔ اور اس کی مثالیں حدیث بالمعنی کی روایت کے جواز کے مذہب کی طرح ہی ہیں اور یہ بات گزر چکی ہے کہ یہی اکثر (علماء) کا قول ہے۔

وَأَمَّا إِصْلَاحُ ذَلِكَ وَتَغْيِيرُهُ فِي كِتَابِهِ وَأَصْلِهِ، فَالصَّوَابُ تَرْكُهُ، وَتَقْرِيرُ مَا وَقَعَ فِي الْأَصْلِ عَلَى مَا هُوَ

عَلَيْهِ، مَعَ التَّضْبِيبِ عَلَيْهِ، وَبَيَانِ الصَّوَابِ خَارِجًا فِي الْحَاشِيَةِ، فَإِنَّ ذَلِكَ أَجْمَعُ لِلْمَصْلَحَةِ وَأَنْفَى لِلْمَفْسَدَةِ.

وَقَدْ رَوَيْنَا أَنَّ بَعْضَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ رُئِيَ فِي الْمَنَامِ، وَكَأَنَّهُ قَدْ مَرَّ مِنْ شَفَتِهِ، أَوْ لِسَانِهِ شَيْءٌ، فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ: " لَفْظَةٌ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ غَيَّرْتُهَا بِرَأْيِي، فَفُعِلَ بِي هَذَا ".

اور بہر حال کتاب اور اس کی اصل میں اصلاح اور تبدیلی کا چھوڑ دینا، اور جو اصل میں ہے اسکو ایسے ہی تضبیب کے ساتھ باقی رکھنا اور درستگی کا باہر حاشیے میں بیان کرنا بہتر ہے۔ اور بیشک یہ مصلحتوں کو زیادہ جمع کرنے والا اور مفاسد کو زیادہ دور کرنے والا ہے۔ اور تحقیق ہم نے روایت کیا ہے کہ اصحاب حدیث میں سے کسی کو خواب میں دیکھا گیا، گویا ان کے ہونٹ یا زبان کا کچھ حصہ ختم ہو چکا تھا۔ ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ میں سے کچھ لفظ میں نے اپنی رائے سے بدل دیا تھا، تو میرے ساتھ ایسا کیا گیا۔

وَكَثِيرًا مَا نَرَى مَا يَتَوَهَّمُهُ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ خَطَأً - وَرُبَّمَا غَيَّرُوهُ - صَوَابًا ذَا وَجْهٍ صَحِيحٍ، وَإِنْ خَفِيَ، وَاسْتُغْرِبَ لَا سِيَّمَا فِيمَا يَعُدُّونَهُ خَطَأً مِنْ جِهَةِ الْعَرَبِيَّةِ، وَذَلِكَ لِكَثْرَةِ لُغَاتِ الْعَرَبِ وَتَشَعُّبِهَا.

وَرَوَيْنَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: " كَانَ إِذَا مَرَّ بِأَبِي لَحْنٌ فَاحِشٌ غَيَّرَهُ، وَإِذَا كَانَ لَحْنًا سَهْلًا تَرَكَهُ، وَقَالَ: كَذَا قَالَ الشَّيْخُ ".

اور کئی مرتبہ ہم نے بہت سے اہلِ علم کو دیکھا کہ جب ان کو کسی غلطی نے وہم میں ڈالا تو بیشتر مرتبہ انہوں نے اس کو درست اور صحیح وجہ کی طرف بدل دیا۔ اور اگر (معنی) غیر واضح اور غرابت والا ہو تو ضرور اس کو عربیت کی جہت سے غلطی شمار کرتے ہیں۔ اور یہ عرب لغات اور قبیلوں کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور ہم نے روایت کیا عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: ''جب میرے والد کے ساتھ کوئی لحنِ فاحش پیش آتی تو اس کو تبدیل (درست) کر دیتے۔ اور اگر ہلکی غلطی ہوتی اس کو چھوڑ دیتے اور فرماتے شیخ نے ایسا ہی فرمایا۔''

وَأَخْبَرَنِي بَعْضُ أَشْيَاخِنَا: عَمَّنْ أَخْبَرَهُ عَنِ الْقَاضِي الْحَافِظِ عِيَاضٍ بِمَا مَعْنَاهُ، وَاخْتِصَارُهُ: " أَنَّ الَّذِي اسْتَمَرَّ عَلَيْهِ عَمَلُ أَكْثَرِ الْأَشْيَاخِ أَنْ يَنْقُلُوا الرِّوَايَةَ كَمَا وَصَلَتْ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُغَيِّرُوهَا فِي كُتُبِهِمْ حَتَّى فِي أَحْرُفٍ مِنَ الْقُرْآنِ، اسْتَمَرَّتِ الرِّوَايَةُ فِيهَا فِي الْكُتُبِ عَلَى خِلَافِ التِّلَاوَةِ الْمُجْمَعِ عَلَيْهَا، وَمِنْ غَيْرِ أَنْ يَجِيءَ ذَلِكَ فِي الشَّوَاذِّ. وَمِنْ ذَلِكَ مَا وَقَعَ فِي " الصَّحِيحَيْنِ "، وَ " الْمُوَطَّأِ "، وَغَيْرِهَا، لَكِنَّ أَهْلَ الْمَعْرِفَةِ مِنْهُمْ يُنَبِّهُونَ عَلَى خَطَئِهَا عِنْدَ السَّمَاعِ، وَالْقِرَاءَةِ، وَفِي حَوَاشِي

الْكُتُبِ، مَعَ تَقْرِيرِهِمْ مَا فِي الْأُصُولِ عَلَى مَا بَلَغَهُمْ.

اور ہمارے شیوخ میں سے بعض نے مجھے اس کے ہم معنی (بات) کے بارے میں مختصراً بتلایا جو انہیں قاضی الحافظ عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچی (تھی): وہ (بات) جس پر ہمیشہ اکثر مشائخ کا عمل رہا ہے کہ وہ روایت کو اسی طرح نقل کرتے جیسے ان تک پہنچی ہوتی اور ان کی کتب میں اس میں کوئی تبدیلی نہ کرتے حتی کہ قران کے حروف میں (بھی) روایت کو کتب میں متفق علیہ تلاوت کے خلاف (ہی) لکھتے چلے آئے، اور اس کے خلاف شاذ و نادر ہی کیا۔ اور اس کی مثالیں صحیحین اور مؤطا وغیرہ میں موجود ہیں۔ لیکن (شیوخ) میں سے اہلِ معرفت، روایت، سماع، قرأت، اور کتب کے حواشی میں ان کی خطا پر اپنی تقریرات کے ساتھ تنبیہ کرتے ہیں البتہ جو غلطی اصول میں ان تک پہنچی ہیں۔ وہ اصل کتاب میں اس کو برقرار رکھتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ جَسَرَ عَلَى تَغْيِيرِ الْكُتُبِ، وَإِصْلَاحِهَا، مِنْهُمْ أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ أَحْمَدَ الْكِنَانِيُّ الْوَقَشِيُّ، فَإِنَّهُ - لِكَثْرَةِ مُطَالَعَتِهِ وَافْتِنَانِهِ، وَثُقُوبِ فَهْمِهِ، وَحِدَّةِ ذِهْنِهِ - جَسَرَ عَلَى الْإِصْلَاحِ كَثِيرًا، وَغَلِطَ فِي أَشْيَاءَ مِنْ ذَلِكَ، وَكَذَلِكَ غَيْرُهُ مِمَّنْ سَلَكَ مَسْلَكَهُ.

اور ان میں سے جس نے کتابوں کی تبدیلی اور اصلاح کی جسارت کی ہے، ان میں ابو الولید ہشام بن احمد الکنانی الوقشی ہیں۔ بیشک انہوں نے اپنے مطالعہ کی کثرت، اچھی سمجھ بوجھ، وسعتِ فکر اور ذہنی یکسوئی کی وجہ سے اصلاحِ (کتب) پر بہت زیادہ جسارت کی ہے۔ اور بہت سی چیزوں میں غلط بھی ہوئے، اور ایسے ہی ان کے علاوہ وہ حضرات (بھی) ہیں جو ان کے طریق پر چلے۔

فَالْأَوْلَى سَدُّ بَابِ التَّغْيِيرِ، وَالْإِصْلَاحِ، لِئَلَّا يَجْسُرَ عَلَى ذَلِكَ مَنْ لَا يُحْسِنُ، وَهُوَ أَسْلَمُ مَعَ التَّبْيِينِ، فَيَذْكُرُ ذَلِكَ عِنْدَ السَّمَاعِ كَمَا وَقَعَ، ثُمَّ يَذْكُرُ وَجْهَ صَوَابِهِ إِمَّا مِنْ جِهَةِ الْعَرَبِيَّةِ، وَإِمَّا مِنْ جِهَةِ الرِّوَايَةِ، وَإِنْ شَاءَ قَرَأَهُ، أَوَّلًا عَلَى الصَّوَابِ، ثُمَّ قَالَ: "وَقَعَ عِنْدَ شَيْخِنَا، أَوْ فِي رِوَايَتِنَا، أَوْ مِنْ طَرِيقِ فُلَانٍ كَذَا وَكَذَا". وَهَذَا أَوْلَى مِنَ الْأَوَّلِ، كَيْلَا يَتَقَوَّلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ.

وَأَصْلَحُ مَا يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِي الْإِصْلَاحِ أَنْ يَكُونَ مَا يُصْلَحُ بِهِ الْفَاسِدُ قَدْ وَرَدَ فِي أَحَادِيثَ أُخَرَ، فَإِنْ ذَاكِرَهُ آمِنٌ مِنْ أَنْ يَكُونَ مُتَقَوِّلًا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

تغیر اور اصلاح کے دروازے کو بند کرنا زیادہ بہتر ہے تاکہ جو بخوبی نہیں کر سکتا وہ اس پر جرأت نہ کرے، اور وضاحت کے ساتھ ساتھ زیادہ محفوظ بھی ہے، پس سماع کے وقت اصل واقعہ کو ذکر کرے پھر اس کے درست ہونے کی وجہ ذکر کرے عربیت کی جہت سے یا روایت کی جہت سے اور چاہے تو پہلے اسے درست پڑھے پھر کہے "ہمارے شیخ کے پاس یا ہماری روایت میں فلاں کے طریق سے ایسے ایسے وارد ہوا ہے۔" اور یہ (طریقہ) پہلے والے سے بہتر ہے تاکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب نہ کرے جو آپ ﷺ نے نہیں فرمائی۔ اور جو اصلاح میں اس پر اعتماد کرتا ہے وہ اصلاح کر لے گا کہ جس کے

ذریعے فاسد کی اصلاح کی گئی وہ دوسری روایت میں وارد ہوا ہے۔ بیشک اس کا یاد رکھنے والا رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات کرنے سے مامون ہوگا جو آپ ﷺ نے نہیں فرمائی۔

الْعَاشِرُ: إِذَا كَانَ الْإِصْلَاحُ بِزِيَادَةِ شَيْءٍ قَدْ سَقَطَ:

فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ مُغَايَرَةٌ فِي الْمَعْنَى، فَالْأَمْرُ فِيهِ عَلَى مَا سَبَقَ، وَذَلِكَ كَنَحْوِ مَا رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: " أَرَأَيْتَ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُزَادُ فِيهِ الْوَاوُ وَالْأَلِفُ، وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ؟ فَقَالَ: أَرْجُو أَنْ يَكُونَ خَفِيفًا ".

وَإِنْ كَانَ الْإِصْلَاحُ بِالزِّيَادَةِ يَشْتَمِلُ عَلَى مَعْنًى مُغَايِرٍ لِمَا وَقَعَ فِي الْأَصْلِ تَأَكَّدَ فِيهِ الْحُكْمُ بِأَنَّهُ يَذْكُرُ مَا فِي الْأَصْلِ مَقْرُونًا بِالتَّنْبِيهِ عَلَى مَا سَقَطَ، لِيَسْلَمَ مِنْ مَعَرَّةِ الْخَطَأِ، وَمِنْ أَنْ يَقُولَ عَلَى شَيْخِهِ مَا لَمْ يَقُلْ.

حَدَّثَ أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ شَيْخٍ لَهُ بِحَدِيثٍ قَالَ فِيهِ: " عَنْ بُحَيْنَةَ "، فَقَالَ أَبُو نُعَيْمٍ: إِنَّمَا هُوَ " ابْنُ بُحَيْنَةَ "، وَلَكِنَّهُ قَالَ " بُحَيْنَةَ ".

امر عاشر:

جب اصلاح کسی ایسی چیز کی زیادتی کے ساتھ ہو جو ساقط (حذف) ہو چکی ہو۔ پھر اگر اس سے معنی میں تغیر نہ آئے تو اس کا معاملہ پہلے گزر چکا۔ اور یہ ایسا ہے جیسا کہ مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ بیشک ان سے پوچھا گیا: ''حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں (ضرورت کی وجہ سے) واؤ اور الف کا اضافہ کر دیا جائے اور معنی ایک ہی رہے تو آپ اسے کیسا سمجھتے ہیں'' تو فرمایا: ''امید کرتا ہوں کہ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے'' اور اگر اصلاح ایسی زیادتی (اضافے) کے ساتھ ہو جو اصل کے مقابلے میں مغایر (تبدیل شدہ) معنی پر مشتمل ہو تو اس میں حکم اور بھی مؤکد ہوگا یعنی اصل میں جہاں سقوط ہوا ہو اس جگہ سقوط پر تنبیہ بھی کرے۔ تاکہ واضح غلطی سے اور شیخ کی طرف ایسی بات منسوب کرنے سے محفوظ ہو جائے جو انہوں نے نہیں فرمائی۔

ابونعیم الفضل بن دکین نے اپنے شیخ سے ایک حدیث روایت کی جس میں انہوں نے کہا: "عن بحینة" پس ابونعیم نے کہا یہ تو "ابن بحینہ" ہی ہے لیکن انہوں نے "بحینہ" فرما دیا۔

وَإِذَا كَانَ مِنْ دُونِ مَوْضِعِ الْكَلَامِ السَّاقِطِ مَعْلُومًا أَنَّهُ قَدْ أُتِيَ بِهِ، وَإِنَّمَا أَسْقَطَهُ مَنْ بَعْدَهُ، فَفِيهِ وَجْهٌ آخَرُ، وَهُوَ أَنْ يُلْحَقَ السَّاقِطُ فِي مَوْضِعِهِ مِنَ الْكِتَابِ مَعَ كَلِمَةِ (يَعْنِي) كَمَا فَعَلَ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ، إِذْ رَوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ مَهْدِيٍّ، عَنِ الْقَاضِي الْمَحَامِلِيِّ بِإِسْنَادِهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - تَعْنِي عَنْ عَائِشَةَ - أَنَّهَا قَالَتْ: " كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ، فَأُرَجِّلُهُ ".

اور جب موضع کلام کے سیاق وسباق سے ساقط شدہ عبارت کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ راوی نے تو اس کو ذکر کیا تھا بعد والوں نے اس کو گرا دیا، پس اس میں (تصحیح کا) اور طریقہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ساقط کو کتاب میں اس کی جگہ میں کلمہ ''یعنی'' کے ساتھ ملا دے، جیسا کہ الخطیب الحافظ نے کیا، جب روایت کیا ابو عمر بن مھدی سے، قاضی المحاملی سے اسکی سند کے ساتھ، عروہ سے، عمرۃ بنت عبدالرحمن۔ یعنی۔ عائشہ سے، بیشک انہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ اپنا سر (مبارک) میرے قریب کیا کرتے پس میں اس میں کنگھی کرتی۔''

قَالَ الْخَطِيبُ: " كَانَ فِي أَصْلِ ابْنِ مَهْدِيٍّ " عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ "، فَأَلْحَقْنَا فِيهِ ذِكْرَ عَائِشَةَ إِذْ لَمْ يَكُنْ مِنْهُ بُدٌّ، وَعَلِمْنَا أَنَّ الْمَحَامِلِيَّ كَذَلِكَ رَوَاهُ، وَإِنَّمَا سَقَطَ مِنْ كِتَابِ شَيْخِنَا أَبِي عُمَرَ، وَقُلْنَا فِيهِ: " تَعْنِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا " لِأَجْلِ أَنَّ ابْنَ مَهْدِيٍّ لَمْ يَقُلْ لَنَا ذَلِكَ، وَهَكَذَا رَأَيْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ شُيُوخِنَا يَفْعَلُ فِي مِثْلِ هَذَا، ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ... سَمِعْتُ وَكِيعًا يَقُولُ: إِنَّا لَنَسْتَعِينُ فِي الْحَدِيثِ بِ " يَعْنِي "

خطیب نے فرمایا: کہ ابنِ مھدی کی اصل (کتاب) میں ''عن عمرۃ انھا قالت کان رسول اللہ ﷺ یدنی الیّ رأسہ'' تھا۔ پس ہم نے اس میں عائشہ کا ذکر ملا دیا اس لیے کہ اس کے سوا چارہ نہیں ہے اور ہم نے جان لیا کہ محاملی نے اس کو ایسے ہی روایت کیا اور سوا اس کے نہیں کہ (اسکو) ہمارے شیخ ابو عمر کی کتاب سے گرا دیا، اور ہم نے اس میں کہا: ''یعنی عن عائشہ'' اس لئے کہ بیشک ابن مھدی (ابو عمر) نے ہم سے ایسے بیان نہیں کیا، اور (ایسے مقامات) میں اپنے بہت سے شیوخ کو میں نے ایسے (ہی) کرتے دیکھا، پھر اسی سند کے ساتھ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، فرمایا: میں نے وکیع کو کہتے ہوئے سنا ہے: " میں حدیث میں لفظِ یعنی سے مدد لیتا ہوں۔

قُلْتُ: وَهَذَا إِذَا كَانَ شَيْخُهُ قَدْ رَوَاهُ لَهُ عَلَى الْخَطَأِ. فَأَمَّا إِذَا وَجَدَ ذَلِكَ فِي كِتَابِهِ، وَغَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ أَنَّ ذَلِكَ مِنَ الْكِتَابِ لَا مِنْ شَيْخِهِ، فَيَتَّجِهُ هَاهُنَا إِصْلَاحُ ذَلِكَ فِي كِتَابِهِ، وَفِي رِوَايَتِهِ عِنْدَ تَحْدِيثِهِ بِهِ مَعًا.

ذَكَرَ أَبُو دَاوُدَ أَنَّهُ قَالَ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِي (حَجَّاجٌ، عَنْ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ) يَجُوزُ لِي أَنْ أُصْلِحَهُ (ابْنَ جُرَيْجٍ)؟ فَقَالَ: " أَرْجُو أَنْ يَكُونَ هَذَا لَا بَأْسَ بِهِ "، (وَاللهُ أَعْلَمُ).

میں کہتا ہوں: اور یہ اس وقت ہے جب شیخ نے اس کے لئے خطا کے ساتھ روایت کیا ہو۔ پس جب شیخ کی کتاب میں ایسا پایا اور غالب گمان ہوا کہ یہ (غلطی) کتابت کی ہے نہ کہ شیخ کی۔ پس ایسے موقع پر شیخ کی کتاب میں اور اس روایت کو بیان کرتے وقت دونوں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو۔ ابو داؤدؒ نے ذکر کیا کہ انہوں نے احمد بن حنبل سے عرض کی: میں نے اپنی کتاب میں ''حجاج

عن جريج عن ابي الزبير" پایا ہے، (کیا) میرے لئے جائز ہے کہ اس کی اصلاح "ابنِ جریج" کر دوں؟ تو فرمایا: میں امید کرتا ہوں ایسا ہی ہوگا، اس میں کوئی حرج نہیں۔

وَهٰذَا مِنْ قَبِيلِ مَا إِذَا دَرَّسَ مِنْ كِتَابِهِ بَعْضَ الْإِسْنَادِ، أَوِ الْمَتْنِ، فَإِنَّهُ يَجُوزُ لَهُ اسْتِدْرَاكُهُ مِنْ كِتَابِ غَيْرِهِ، إِذَا عَرَفَ صِحَّتَهُ وَسَكَنَتْ نَفْسُهُ إِلَى أَنَّ ذٰلِكَ هُوَ السَّاقِطُ مِنْ كِتَابِهِ، وَإِنْ كَانَ فِي الْمُحَدِّثِينَ مَنْ لَا يَسْتَجِيزُ ذٰلِكَ. وَمِمَّنْ فَعَلَ ذٰلِكَ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ فِيمَا رَوَى عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ، عَنْهُ، قَالَ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ: "وَلَوْ بَيَّنَ ذٰلِكَ فِي حَالِ الرِّوَايَةِ كَانَ أَوْلَى".

اور یہ اسی کے قبیل سے ہے کہ جب اپنی کتاب سے بعض اسناد یا متن کا درس دے تو بیشک اس کیلئے دوسرے کی کتاب سے اپنی تحریر کی غلطی کا ازالہ کرنا جائز ہے، جب اس کی صحت کو جانتا ہو اور اس کا دل اس بات پر مطمئن ہو کہ یہی اس کی کتاب سے ساقط ہے، اگرچہ بعض محدثین اس کی اجازت نہیں دیتے۔ اور جنہوں نے ایسا کیا ان میں نعیم بن حماد ہیں اُس روایت میں جو یحیٰ بن معین نے ان سے نقل کی ہے۔ کہا الخطیب الحافظ نے: ''اور اگر روایت بیان کرتے ہوئے اس کی وضاحت کر دے تو یہ زیادہ بہتر ہے''

وَهٰكَذَا الْحُكْمُ فِي اسْتِثْبَاتِ الْحَافِظِ مَا شَكَّ فِيهِ مِنْ كِتَابِ غَيْرِهِ، أَوْ مِنْ حِفْظِهِ، وَذٰلِكَ مَرْوِيٌّ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ، مِنْهُمْ عَاصِمٌ، وَأَبُو عَوَانَةَ، وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ.

وَكَانَ بَعْضُهُمْ يُبَيِّنُ مَا ثَبَّتَهُ فِيهِ غَيْرُهُ، فَيَقُولُ: "حَدَّثَنَا فُلَانٌ، وَثَبَّتَنِي فُلَانٌ" كَمَا رُوِيَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ أَنَّهُ قَالَ: "أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ، وَثَبَّتَنِي شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ".

''اور اس صورت میں بھی جب راوی کو کسی دوسرے کی کتابت یا حافظہ کے بارے میں شک ہو تحقیق کرنے کا یہی حکم ہے۔ اور یہ بہت سے اہلِ حدیث سے مروی ہے: جن میں عاصم، ابو عوانہ، احمد بن حنبل ہیں۔ اور بعض راوی تو سند میں اس محدث کا نام بھی ذکر کرتے ہیں جنہوں نے اس کی تصدیق کی ہو۔ پس کہتے ہیں: ہم سے فلاں نے بیان کیا اور فلاں نے میرے لیے اس کی تصدیق کی'' جیسا کہ یزید بن ہارون سے روایت کیا گیا ہے انہوں نے فرمایا: ''ہمیں خبر دی عاصم نے اور میرے لیے شعبہ نے اس کی تصدیق کی عن عبداللہ بن سرجس نے۔''

وَهٰكَذَا الْأَمْرُ فِيمَا إِذَا وَجَدَ فِي أَصْلِ كِتَابِهِ كَلِمَةً مِنْ غَرِيبِ الْعَرَبِيَّةِ، أَوْ غَيْرِهَا غَيْرَ مُقَيَّدَةٍ، وَأَشْكَلَتْ عَلَيْهِ، فَجَائِزٌ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهَا أَهْلَ الْعِلْمِ بِهَا، وَيَرْوِيَهَا عَلَى مَا يُخْبِرُونَهُ بِهِ. رُوِيَ مِثْلُ ذٰلِكَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاهْوَيْهِ، وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَغَيْرِهِمَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

اور اس صورت میں بھی یہی حکم ہے جب اپنی کتاب کی اصل میں عربی کا کوئی غریب کلمہ پائے یا اس کے علاوہ کوئی بھی بات پائے اور اس پر معاملہ (سمجھنے میں) مشکل ہو جائے تو جائز ہے کہ اس کے بارے میں اہلِ علم سے پوچھے، اور اس کے بارے میں جیسے وہ خبر دیں ایسے ہی روایت کرے۔ اس کے مثل اسحاق بن راہویہ اور احمد ابن حنبل سے روایت کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

الْحَادِيَ عَشَرَ: إِذَا كَانَ الْحَدِيثُ عِنْدَ الرَّاوِي عَنِ اثْنَيْنِ، أَوْ أَكْثَرَ، وَبَيْنَ رِوَايَتِهِمَا تَفَاوُتٌ فِي اللَّفْظِ وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ، كَانَ لَهُ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا فِي الْإِسْنَادِ، ثُمَّ يَسُوقُ الْحَدِيثَ عَلَى لَفْظِ أَحَدِهِمَا خَاصَّةً، وَيَقُولُ: " أَخْبَرَنَا فُلَانٌ، وَفُلَانٌ، وَاللَّفْظُ لِفُلَانٍ، أَوْ وَهَذَا لَفْظُ فُلَانٍ، قَالَ، أَوْ قَالَا: أَخْبَرَنَا فُلَانٌ ". أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِنَ الْعِبَارَاتِ.

## امر حادی عشر:

جب راوی کے پاس حدیث دو یا زیادہ شیوخ سے ہو اور دونوں روایتوں میں الفاظ کا فرق ہو اور معنی ایک ہی ہو، اس کو چاہئے کہ اسناد میں دونوں کو جمع کر دے، پھر ان میں سے کسی ایک ہی کے الفاظ ذکر کرے اور (یوں) کہے ''ہمیں خبر دی فلاں اور فلاں نے اور لفظ فلاں کے ہیں، یا یہ لفظ فلاں کے ہیں، فرمایا، یا دونوں نے کہا ہمیں فلاں نے خبر دی'' یا جو اس کے مشابہ عبارات ہیں (ان کو ذکر کرے)۔

وَلِمُسْلِمٍ صَاحِبِ الصَّحِيحِ مَعَ هَذَا فِي ذَلِكَ عِبَارَةٌ أُخْرَى حَسَنَةٌ مِثْلُ قَوْلِهِ: " حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ ". فَإِعَادَتُهُ ثَانِيًا ذِكْرَ أَحَدِهِمَا خَاصَّةً إِشْعَارٌ بِأَنَّ اللَّفْظَ الْمَذْكُورَ لَهُ.

اور اس معاملے میں (امام) مسلم، الصحیح کے مصنف کی اس کے ساتھ ساتھ ایک اور عمدہ عبارت ہے۔

جیسا کہ ان کا قول: ''ہم سے بیان کیا ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو سعید الاشج نے اور ان دونوں نے ابو خالد سے، کہا ابو بکر نے، ہم سے بیان کیا ابو خالد الاحمر نے اور انہوں نے اعمش سے، اور (آگے) حدیث کو ذکر کیا۔'' پھر اس (سند) کو دوسری مرتبہ لوٹایا اور کسی ایک کا خاص ذکر کیا، یہ اشارہ کرنے کیلئے کہ مذکورہ الفاظ اسی کے ہیں۔

وَأَمَّا إِذَا لَمْ يَخُصَّ لَفْظَ أَحَدِهِمَا بِالذِّكْرِ، بَلْ أَخَذَ مِنْ لَفْظِ هَذَا، وَمِنْ لَفْظِ ذَاكَ، وَقَالَ " أَخْبَرَنَا فُلَانٌ، وَفُلَانٌ، وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ، قَالَا: أَخْبَرَنَا فُلَانٌ " فَهَذَا غَيْرُ مُمْتَنِعٍ عَلَى مَذْهَبِ تَجْوِيزِ الرِّوَايَةِ بِالْمَعْنَى.

وَقَوْلُ أَبِي دَاوُدَ - صَاحِبِ السُّنَنِ -: " حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَأَبُو تَوْبَةَ - الْمَعْنَى - قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ " مَعَ أَشْبَاهٍ لِهَذَا فِي كِتَابِهِ، يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ مِنْ قَبِيلِ الْأَوَّلِ، فَيَكُونُ اللَّفْظُ لِمُسَدَّدٍ، وَيُوَافِقُهُ أَبُو تَوْبَةَ فِي الْمَعْنَى. وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ مِنْ قَبِيلِ الثَّانِي، فَلَا يَكُونُ قَدْ أَوْرَدَ لَفْظَ أَحَدِهِمَا خَاصَّةً، بَلْ رَوَاهُ بِالْمَعْنَى عَنْ كِلَيْهِمَا، وَهَذَا الِاحْتِمَالُ يَقْرُبُ فِي قَوْلِهِ: " حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ - الْمَعْنَى وَاحِدٌ - قَالَا: حَدَّثَنَا أَبَانٌ ".

اور بہر حال جب کسی ایک کے الفاظ کو بھی ذکر کیلئے خاص نہیں کیا، بلکہ کچھ اس کے الفاظ سے لے لیا کچھ اُس کے الفاظ

سے، اور کہا: ''ہمیں خبر دی فلاں اور فلاں نے اور دونوں الفاظ میں قریب قریب ہیں، اور دونوں نے کہا ہمیں فلاں نے خبر دی''۔
پس یہ روایت بالمعنی کے جواز کے مذہب کے مطابق ممنوع نہیں ہے۔ اور ابوداؤد صاحب السنن (ابی داؤد) کا قول ہم سے مسدد اور ابوتوبہ نے روایت بالمعنی بیان کی کہا: "ہم سے بیان کیا ابوالحفص نے، اور اس جیسی دیگر مثالیں ان کی کتاب میں ہیں۔ احتمال ہے کہ یہ پہلی قسم کے قبیل سے ہو۔ تو الفاظ مسدد کے ہوں گے اور ابوتوبہ معنی میں ان کے موافق ہو گئے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ دوسری قسم کے قبیل سے ہو۔ تو اس صورت میں امام ابوداؤدؒ نے دونوں میں سے کسی ایک کے بھی الفاظ کو مخصوص کر کے ذکر نہیں کیے بلکہ دونوں سے روایت بالمعنی نقل کی ہے اور یہ دوسرا احتمال ان کے اس قول میں (پائے جانے کے) زیادہ قریب ہے: ''ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم اور موسیٰ بن اسماعیل نے، ایک ہی معنی کے ساتھ دونوں نے کہا: ہم سے ابان نے بیان کیا۔''

وَأَمَّا إِذَا جَمَعَ بَيْنَ جَمَاعَةِ رُوَاةٍ قَدِ اتَّفَقُوا فِي الْمَعْنَى، وَلَيْسَ مَا أَوْرَدَهُ لَفْظَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ، وَسَكَتَ عَنِ الْبَيَانِ لِذَلِكَ، فَهَذَا مِمَّا عِيبَ بِهِ الْبُخَارِيُّ، أَوْ غَيْرُهُ، وَلَا بَأْسَ بِهِ عَلَى مُقْتَضَى مَذْهَبِ تَجْوِيزِ الرِّوَايَةِ بِالْمَعْنَى.

اور بہر حال جب (روایت کرنے میں) رواۃ کی ایسی جماعت کو جمع کیا جو معنی میں متفق ہیں، اور جو الفاظ ذکر کئے وہ ان میں سے کسی کے (کامل) الفاظ نہیں۔ اور وضاحت سے بھی خاموش رہا تو یہ ان عیوب میں سے ہے جن کو (امام) بخاری وغیرہ نے بیان کیا۔ اور روایت بالمعنی کو جائز قرار دینے والے مذہب کے مقتضاء کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وَإِذَا سَمِعَ كِتَابًا مُصَنَّفًا مِنْ جَمَاعَةٍ، ثُمَّ قَابَلَ نُسْخَتَهُ بِأَصْلِ بَعْضِهِمْ دُونَ بَعْضٍ، وَأَرَادَ أَنْ يَذْكُرَ جَمِيعَهُمْ فِي الْإِسْنَادِ، وَيَقُولَ: " وَاللَّفْظُ لِفُلَانٍ " كَمَا سَبَقَ، فَهَذَا يُحْتَمَلُ أَنْ يَجُوزَ كَالْأَوَّلِ ; لِأَنَّ مَا أَوْرَدَهُ قَدْ سَمِعَهُ بِنَصِّهِ مِمَّنْ ذَكَرَ أَنَّهُ بِلَفْظِهِ.

وَيُحْتَمَلُ أَنْ لَا يَجُوزَ، لِأَنَّهُ لَا عِلْمَ عِنْدَهُ بِكَيْفِيَّةِ رِوَايَةِ الْآخَرِينَ حَتَّى يُخْبِرَ عَنْهَا، بِخِلَافِ مَا سَبَقَ، فَإِنَّهُ اطَّلَعَ عَلَى رِوَايَةِ غَيْرِ مَنْ نَسَبَ اللَّفْظَ إِلَيْهِ وَعَلَى مُوَافَقَتِهِمَا مِنْ حَيْثُ الْمَعْنَى، فَأَخْبَرَ بِذَلِكَ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

اور جب تصنیف شدہ کتاب کا سماع ایک جماعت سے کیا، پھر اس نسخے کا موازنہ ان میں سے صرف بعض ہی کے نسخوں سے کیا اور ارادہ کیا کہ اسناد میں ان تمام کا ذکر کرے اور (یوں) کہے: ''واللفظ لفلان'' جیسا کہ گزرا، پس اس میں احتمال ہے کہ پہلے کی طرح یہ بھی جائز ہو۔ اس لئے کہ جو اس نے ذکر کیا ہے اس کو وہ اس سے سن چکا ہے جس کے بارے میں کہا کہ یہ اس کے لفظ ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جائز نہ ہو اس لئے کہ اس کے پاس دوسرے رواۃ کی کیفیت کا علم نہیں ہے یہاں تک کہ اسے ان کے بارے میں خبر دی جائے۔ بخلاف پہلے والی صورت کے، پس بیشک وہ اس کی روایت پر بھی مطلع تھا جس کی طرف الفاظ کو منسوب نہیں کیا گیا اور معنی کی حیثیت سے ان دونوں راویوں کے متفق ہونے پر بھی مطلع تھا۔ پس اس کے بارے میں خبر دی۔ واللہ اعلم

الثَّانِيَ عَشَرَ: لَيْسَ لَهُ أَنْ يَزِيدَ فِي نَسَبِ مَنْ فَوْقَ شَيْخِهِ مِنْ رِجَالِ الإِسْنَادِ عَلَى مَا ذَكَرَهُ شَيْخُهُ مُدْرِجًا عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ مُمَيِّزٍ، فَإِنْ أَتَى بِفَصْلٍ جَازَ، مِثْلُ أَنْ يَقُولَ: (هُوَ ابْنُ فُلَانٍ الْفُلَانِيُّ) أَوْ (يَعْنِي: ابْنَ فُلَانٍ)، وَنَحْوَ ذَلِكَ.

وَذَكَرَ الْحَافِظُ الإِمَامُ أَبُو بَكْرٍ الْبَرْقَانِيُّ رَحِمَهُ اللهُ فِي كِتَابِ (اللُّقَطِ) لَهُ بِإِسْنَادِهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ، قَالَ: إِذَا حَدَّثَكَ الرَّجُلُ، فَقَالَ: حَدَّثَنَا فُلَانٌ، وَلَمْ يَنْسِبْهُ، فَأَحْبَبْتَ أَنْ تَنْسِبَهُ، فَقُلْ: (حَدَّثَنَا فُلَانٌ، أَنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ، حَدَّثَهُ)، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## امر ثانی عشر:

راوی کیلئے جائز نہیں ہے کہ اپنے سے اوپر، اسناد کے رجال کے نسب میں اُس پر اضافہ کرے جو اس کے شیخ نے بغیر فصل کے جدا جدا درج کروایا ہے پس اگر فصل کے ساتھ لائے تو جائز ہے مثلاً کہے: "ھو ابن فلان الفلانی" یا "یعنی: ابن فلان" اور اس کے مثل۔

اور الحافظ الامام ابو بکر البرقانیؒ نے اپنی کتاب "اللقط" میں علی بن المدینی سے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا، فرمایا: جب تجھ سے کسی شخص نے حدیث بیان کی پس کہا ہم سے فلاں نے بیان کیا، اور اس کا نسب نہیں بتایا اور تو چاہے کہ اس کا نسب بیان کیا جائے تو کہہ "حدثنا فلان: أن فلان بن فلان حدثه" واللہ اعلم

وَأَمَّا إِذَا كَانَ شَيْخُهُ قَدْ ذَكَرَ نَسَبَ شَيْخِهِ، أَوْ صِفَتَهُ، فِي أَوَّلِ كِتَابٍ أَوْ جُزْءٍ عِنْدَ أَوَّلِ حَدِيثٍ مِنْهُ. وَاقْتَصَرَ فِيمَا بَعْدَهُ مِنَ الأَحَادِيثِ عَلَى ذِكْرِ اسْمِ الشَّيْخِ، أَوْ بَعْضِ نَسَبِهِ، مِثَالُهُ: أَنْ أَرْوِيَ جُزْءًا عَنِ الْفُرَاوِيِّ، وَأَقُولَ فِي أَوَّلِهِ: " أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْعِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْفُرَاوِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا فُلَانٌ "، وَأَقُولُ فِي بَاقِي أَحَادِيثِهِ: " أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ، أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ "، فَهَلْ يَجُوزُ لِمَنْ سَمِعَ ذَلِكَ الْجُزْءَ مِنِّي أَنْ يَرْوِيَ عَنِّي الأَحَادِيثَ الَّتِي بَعْدَ الْحَدِيثِ الأَوَّلِ مُتَفَرِّقَةً، وَيَقُولُ فِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهَا: " أَنَا فُلَانٌ، قَالَ: أَنَا أَبُو بَكْرٍ مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْعِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْفُرَاوِيُّ، قَالَ: أَنَا فُلَانٌ) وَإِنْ لَمْ أَذْكُرْ لَهُ ذَلِكَ فِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهَا، اعْتِمَادًا عَلَى ذِكْرِي لَهُ أَوَّلًا؟ فَهَذَا قَدْ حَكَى الْخَطِيبُ الْحَافِظُ عَنْ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ أَجَازُوهُ، وَعَنْ بَعْضِهِمْ أَنَّ الأَوْلَى أَنْ يَقُولَ: " يَعْنِي ابْنَ فُلَانٍ ". وَرَوَى بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا جَاءَ اسْمُ الرَّجُلِ غَيْرَ مَنْسُوبٍ قَالَ " يَعْنِي ابْنَ فُلَانٍ ".

اور بہر حال جب اس کا شیخ اپنے شیخ کے نسب یا صفت کو شروع کتاب میں یا جزء میں اس شیخ سے پہلی حدیث کی روایت کے وقت ذکر کر چکا اور بعد والی احادیث میں صرف شیخ کے نام یا بعض نسب کے ذکر پر اکتفاء کیا، (جیسا کہ) اس کی مثال کے طور پر میں

ایک جزء فراوی سے روایت کروں پس میں اس کے شروع میں کہوں: ''ہمیں خبر دی ابو بکر منصور ابن عبد المنعم بن عبد اللہ الفراوی نے کہا: ہمیں خبر دی فلاں نے'' اور میں اس کو باقی احادیث میں کہوں ''ہمیں خبر دی منصور نے، ہمیں خبر دی منصور نے'' تو کیا اس کیلئے جائز ہے جس نے یہ جزء مجھ سے سنا کہ وہ مجھ سے پہلی حدیث کے بعد والی احادیث متفرق طور پر روایت کرے اور ان میں سے ہر ایک میں کہوں ''ہمیں خبر دی فلاں نے، کہا: ہمیں خبر دی منصور بن عبد المنعم بن عبد اللہ الفراوی نے، کہا: ہمیں خبر دی فلاں نے'' اگر چہ میں نے اپنے پہلی مرتبہ کے ذکر پر اعتماد کرتے ہوئے اس کیلئے اس (نسب) کا ہر روایت میں ذکر نہیں کیا؟ پس اس کے بارے میں الخطیب الحافظ نے اکثر اہلِ علم سے نقل کیا کہ انہوں نے اس کی اجازت دی ہے۔ اور بعض اہل علم سے نقل کیا کہ بہتر یہ ہے یوں کہے ''یعنی ابنِ فلاں'' اور اپنی سند سے احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب کسی آدمی کا نام بغیر نسب کے آئے تو کہا کرتے تھے ''یعنی ابنِ فلاں''۔

وَرُوِيَ عَنِ الْبَرْقَانِيِّ بِإِسْنَادِهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ مَا قَدَّمْنَا ذِكْرَهُ عَنْهُ، ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّهُ هَكَذَا رَأَى أَبَا بَكْرٍ أَحْمَدَ بْنَ عَلِيٍّ الْأَصْبَهَانِيَّ - نَزِيلَ نَيْسَابُورَ - يَفْعَلُ، وَكَانَ أَحَدَ الْحُفَّاظِ الْمُجَوِّدِينَ وَمِنْ أَهْلِ الْوَرَعِ، وَالدِّينِ، وَأَنَّهُ سَأَلَهُ عَنْ أَحَادِيثَ كَثِيرَةٍ رَوَاهَا لَهُ قَالَ فِيهَا: " أَنَا أَبُو عَمْرِو بْنُ حَمْدَانَ: أَنَّ أَبَا يَعْلَى أَحْمَدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى الْمَوْصِلِيَّ أَخْبَرَهُمْ، وَأَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْمُقْرِي: أَنَّ إِسْحَاقَ بْنَ أَحْمَدَ بْنِ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ، وَأَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْحَافِظُ: أَنَّ أَبَا يُوسُفَ مُحَمَّدَ بْنَ سُفْيَانَ الصَّفَّارَ أَخْبَرَهُمْ "، فَذَكَرَ لَهُ أَنَّهَا أَحَادِيثُ سَمِعَهَا قِرَاءَةً عَلَى شُيُوخِهِ فِي جُمْلَةِ نُسَخٍ، نَسَبُوا الَّذِينَ حَدَّثُوهُمْ بِهَا فِي أَوَّلِهَا، وَاقْتَصَرُوا فِي بَقِيَّتِهَا عَلَى ذِكْرِ أَسْمَائِهِمْ.

قَالَ: وَكَانَ غَيْرُهُ يَقُولُ فِي مِثْلِ هَذَا " أَخْبَرَنَا فُلَانٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا فُلَانٌ هُوَ ابْنُ فُلَانٍ "، ثُمَّ يَسُوقُ نَسَبَهُ إِلَى مُنْتَهَاهُ.

قَالَ: " وَهَذَا الَّذِي أَسْتَحِبُّهُ ; لِأَنَّ قَوْمًا مِنَ الرُّوَاةِ كَانُوا يَقُولُونَ فِيمَا أُجِيزَ لَهُمْ: " أَخْبَرَنَا فُلَانٌ: أَنَّ فُلَانًا حَدَّثَهُمْ ".

برقانی سے ان کی علی بن المدینی والی سند کے ساتھ روایت کیا گیا ہے جس کا ذکر ہم پہلے اسی سند کے ساتھ کر چکے ہیں۔ (اس میں) پھر ذکر کیا کہ انہوں نے نیشاپور کے رہنے والے ابو بکر احمد بن علی الاصبہانی کو ایسے روایت کرتے دیکھا ہے۔ اور یہ تجوید داں حفاظ میں سے ایک تھے اور اہلِ تقویٰ اور اہلِ دین میں سے تھے۔ اور بیشک برقانی نے ان سے بہت سی احادیث کے بارے میں جو انہوں نے ان کیلئے روایت کیں پوچھا، تو اس کے بارے میں بتایا: ''ہمیں خبر دی ابو عمرو بن حمدان نے، بیشک ابو یعلیٰ احمد بن علی المثنی الموصلی نے ان کو خبر دی، اور ہمیں خبر دی ابو بکر بن المقری نے، بیشک اسحاق بن احمد بن نافع نے ان سے بیان کیا اور ہمیں خبر دی ابو احمد الحافظ نے، بیشک ابو یوسف محمد بن سفیان الصفار نے ان کو خبر دی'' پس بتایا برقانی کو، بیشک یہ وہ احادیث ہیں جن کا

انہوں نے اپنے شیوخ پر قرأت کے ذریعے سماع کیا متعدد نسخوں سے جن میں انہوں نے شروع میں ان کے نسب کو بیان کیا جنہوں نے ان سے احادیث بیان کیں۔ اور باقی میں صرف ان کے ناموں کے ذکر پر اکتفاء کیا۔فرمایا:اس کے علاوہ نے اس جیسے (مقامات) میں یوں کہا:''ہمیں خبر دی فلاں نے ،فرمایا:ہمیں خبر دی فلاں نے اور وہ ابنِ فلاں ہے۔'' پھر اس کے نسب کو انتہا تک چلاتا ہے۔فرمایا:اور یہی وہ صورت ہے جسے میں پسند کرتا ہوں اس لئے کہ راویوں کی ایک جماعت اجازت شدہ (روایات) میں یوں ہی کہتے تھے:''ہمیں خبر دی فلاں نے ، بیشک فلاں نے ان سے بیان کیا''

قُلْتُ: جَمِيعُ هَذِهِ الْوُجُوهِ جَائِزَةٌ، وَأَوْلَاهَا أَنْ يَقُولَ: (هُوَ ابْنُ فُلَانٍ، أَوْ يَعْنِي ابْنَ فُلَانٍ)، ثُمَّ أَنْ يَقُولَ: (إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ)، ثُمَّ أَنْ يَذْكُرَ الْمَذْكُورَ فِي أَوَّلِ الْجُزْءِ بِعَيْنِهِ مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: یہ تمام وجوہ جائز ہیں اور ان میں بہتر یہ کہ (یوں) کہے" ھو ابن فلان یا یعنی ابن فلان" پھر اس کے بعد یہ کہ کہے" إن فلان بن فلان" پھر یہ کہ مذکور کو جزء کے شروع میں بغیر فصل کے بعینہ ذکر کرے۔ واللہ اعلم

الثَّالِثَ عَشَرَ: جَرَتِ الْعَادَةُ بِحَذْفِ (قَالَ)، وَنَحْوِهِ، فِيمَا بَيْنَ رِجَالِ الْإِسْنَادِ خَطًّا، وَلَا بُدَّ مِنْ ذِكْرِهِ حَالَةَ الْقِرَاءَةِ لَفْظًا.

وَمِمَّا قَدْ يُغْفَلُ عَنْهُ مِنْ ذَلِكَ مَا إِذَا كَانَ فِي أَثْنَاءِ الْإِسْنَادِ (قُرِئَ عَلَى فُلَانٍ: أَخْبَرَكَ فُلَانٌ)، فَيَنْبَغِي لِلْقَارِئِ أَنْ يَقُولَ فِيهِ: (قِيلَ لَهُ: أَخْبَرَكَ فُلَانٌ)، وَوَقَعَ فِي بَعْضِ ذَلِكَ (قُرِئَ عَلَى فُلَانٍ: حَدَّثَنَا فُلَانٌ)، فَهَذَا يَذْكُرُ فِيهِ (قَالَ)، فَيُقَالُ (قُرِئَ عَلَى فُلَانٍ قَالَ: ثَنَا فُلَانٌ)، وَقَدْ جَاءَ هَذَا مُصَرَّحًا بِهِ خَطًّا هَكَذَا فِي بَعْضِ مَا رَوَيْنَاهُ.

وَإِذَا تَكَرَّرَتْ كَلِمَةُ (قَالَ) كَمَا فِي قَوْلِهِ فِي كِتَابِ الْبُخَارِيِّ "حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: قَالَ عَامِرٌ الشَّعْبِيُّ"، حَذَفُوا إِحْدَاهُمَا فِي الْخَطِّ، وَعَلَى الْقَارِئِ أَنْ يَلْفِظَ بِهِمَا جَمِيعًا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## امر ثالث عشر:

رجال اسناد کو تحریری طور پر بیان کرنے میں (لفظ) "قال" اور اس جیسے (دیگر الفاظ) کو حذف کرنے کی عادت چلی آرہی ہے۔اور قرأت کی حالت میں لفظاً اس کا ذکر کرنا ضروری ہے،اور بعض جو کبھی اس کے ذکر سے غفلت کرتے ہیں جو کہ اسناد (کو بیان کرنے) کے دوران ہوتا ہے "قرء علی فلان : أخبرك فلان" پس قاری کیلئے مناسب یہ ہے کہ ایسی صورت میں یوں کہے "قيل له : أخبرك فلان" اور بعض مواقع میں ایسا بھی وارد ہوا ہے" قرء علی فلان :حدثنا فلان "پس اس میں "قال" کا ذکر کیا جائے، پس یوں کہا جائے:" قرء علی فلان قال : حدثنا فلان" اور بعض مقامات میں جو ہم نے روایت کئے ایسے ہی صراحت کے ساتھ خط (تحریر) میں آچکا ہے۔اور جب تو کلمہ "قال" کا تکرار کرے جیسا کے کتاب البخاری میں امام بخاری کے قول میں ہے۔ "حدثنا صالح بن حیان قال : قال عامر الشعبی "تحریر میں ان دونوں میں سے ایک کو محدثین

نے حذف کیا ہے، اور قاری پر لازم ہے کہ تمام جگہ دونوں کا تلفظ کرے۔ واللہ اعلم

الرَّابِعَ عَشَرَ: النُّسَخُ الْمَشْهُورَةُ الْمُشْتَمِلَةُ عَلَى أَحَادِيثَ بِإِسْنَادٍ وَاحِدٍ، كَنُسْخَةِ " هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ "، رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ عَنْهُ، وَنَحْوِهَا مِنَ النُّسَخِ، وَالْأَجْزَاءِ. مِنْهُمْ مَنْ يُجَدِّدُ ذِكْرَ الْإِسْنَادِ فِي أَوَّلِ كُلِّ حَدِيثٍ مِنْهَا، وَيُوجَدُ هَذَا فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأُصُولِ الْقَدِيمَةِ، وَذَلِكَ أَحْوَطُ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكْتَفِي بِذِكْرِ الْإِسْنَادِ فِي أَوَّلِهَا عِنْدَ أَوَّلِ حَدِيثٍ مِنْهَا، أَوْ فِي أَوَّلِ كُلِّ مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ سَمَاعِهَا، وَيُدْرِجُ الْبَاقِيَ عَلَيْهِ، وَيَقُولُ فِي كُلِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ: " وَبِالْإِسْنَادِ "، أَوْ " وَبِهِ "، وَذَلِكَ هُوَ الْأَغْلَبُ الْأَكْثَرُ.

امر رابع عشر:

مشہور نسخے جو ایک ہی اسناد والی احادیث پر مشتمل ہیں جیسے نسخہ" ھمام بن منبہ کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے" روایت عبد الرزاق کی معمر سے پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اس جیسے نسخے اور اجزاء۔ ان میں سے بعض نے ہر حدیث کے شروع میں اس کے صحابی راوی سے اسناد نئے سرے سے کی ہے۔

اور یہ بہت سے قدیم اصولوں میں پایا جاتا ہے۔ اور یہ زیادہ احتیاط والا (طریقہ) ہے۔ اور بعض ابتداء میں اسناد کو راوی سے اس کی پہلی حدیث کے شروع میں یا مجلس سماع میں سے پہلی مجلس کے شروع میں ذکر کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں اور باقی کو اسی (کی بنیاد) پر درج کرتے ہیں، اور ہر حدیث کے بعد کہتے ہیں "وبالإسناد" یا "وبه" اور یہی زیادہ غالب اور اکثر (استعمال ہونے والا) ہے۔

وَإِذَا أَرَادَ مَنْ كَانَ سَمَاعُهُ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ تَفْرِيقَ تِلْكَ الْأَحَادِيثِ، وَرِوَايَةَ كُلِّ حَدِيثٍ مِنْهَا بِالْإِسْنَادِ الْمَذْكُورِ فِي أَوَّلِهَا، جَازَ لَهُ ذَلِكَ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ، مِنْهُمْ وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، وَأَبُو بَكْرٍ الْإِسْمَاعِيلِيُّ. وَهَذَا لِأَنَّ الْجَمِيعَ مَعْطُوفٌ عَلَى الْأَوَّلِ، فَالْإِسْنَادُ الْمَذْكُورُ أَوَّلًا فِي حُكْمِ الْمَذْكُورِ فِي كُلِّ حَدِيثٍ، وَهُوَ بِمَثَابَةِ تَقْطِيعِ الْمَتْنِ الْوَاحِدِ فِي أَبْوَابٍ بِإِسْنَادِهِ الْمَذْكُورِ فِي أَوَّلِهِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

جس کا سماع اس طرز پر ہو اور وہ ان احادیث میں تفریق کا ارادہ کرے اور ہر حدیث کو شروع میں ذکر کی گئی اسناد کے ساتھ روایت کرے تو اکثر کے نزدیک اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ جن میں وکیع بن الجراح، یحیٰ بن معین، ابوبکر الاسماعیلی شامل ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ تمام نام، اول نام پر معطوف ہیں۔ پس ابتداء میں ذکر کردہ اسناد ہر حدیث میں ذکر کردہ کے حکم میں ہے۔ اور وہ ابتداء میں ذکر کردہ اسناد کے ساتھ ایک متن کو (متعدد) ابواب میں تقسیم (تقطیع) کے ساتھ جمع کرنا ہے۔ واللہ اعلم

وَمِنَ الْمُحَدِّثِينَ مَنْ أَبَى إِفْرَادَ شَيْءٍ مِنْ تِلْكَ الْأَحَادِيثِ الْمُدْرَجَةِ بِالْإِسْنَادِ الْمَذْكُورِ أَوَّلًا، وَرَآهُ

تَدْلِيسًا. وَسَأَلَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ الْأُسْتَاذَ أَبَا إِسْحَاقَ الْإِسْفَرَائِينِيَّ الْفَقِيهَ الْأُصُولِيَّ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: "لَا يَجُوزُ".

وَعَلَى هَذَا مَنْ كَانَ سَمَاعُهُ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ فَطَرِيقُهُ أَنْ يُبَيِّنَ، وَيَحْكِيَ ذَلِكَ كَمَا جَرَى، كَمَا فَعَلَهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ فِي صَحِيفَةِ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، نَحْوَ قَوْلِهِ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، وَذَكَرَ أَحَادِيثَ، مِنْهَا: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ أَدْنَى مَقْعَدِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ: تَمَنَّ.... الْحَدِيثَ". وَهَكَذَا فَعَلَ كَثِيرٌ مِنَ الْمُؤَلِّفِينَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

محدثین میں سے بعض نے ابتداء میں مذکور اسناد کے ساتھ درج شدہ ان احادیث میں سے کسی کو تنہا (ذکر) کرنے کا انکار کیا ہے اور اسے تدلیس شمار کیا ہے۔ اور بعض اہل حدیث نے استاد ابو اسحاق الاسفرائینی الاصولی سے اس کے بارے میں سوال کیا؟ پس فرمایا "یہ جائز نہیں"۔ اور اسی بنا پر، جس کا سماع اس طرز پر ہو، پس اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ وضاحت کرے اور اس سند کو ایسے بیان کرے جیسے جاری ہوئی جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں ہمام بن منبہ کے صحیفہ میں کہا: جیسا کہ ان کا قول "ہم سے بیان کیا محمد بن رافع نے، کہا: ہم سے بیان کیا عبدالرزاق نے کہا: ہمیں خبر دی معمر نے ہمام بن منبہ سے، کہا: یہ ہے جو ہم سے ابو ہریرہ نے بیان کیا، اور احادیث ذکر فرمائیں، ان میں سے یہ بھی ہے: "اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک جنت میں تم میں سے کسی کا ادنی مقام (یہ ہوگا) کہ اس سے کہا جائے گا مانگ........ الحدیث" اور بہت سے مؤلفین نے ایسا ہی کیا ہے۔ واللہ اعلم

الْخَامِسَ عَشَرَ: إِذَا قَدَّمَ ذِكْرَ الْمَتْنِ عَلَى الْإِسْنَادِ، أَوْ ذِكْرَ الْمَتْنِ، وَبَعْضَ الْإِسْنَادِ، ثُمَّ ذَكَرَ الْإِسْنَادَ عَقِيبَهُ عَلَى الِاتِّصَالِ، مِثْلَ أَنْ يَقُولَ: (قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا)، أَوْ يَقُولَ: (رَوَى عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا)، ثُمَّ يَقُولُ: (أَخْبَرَنَا بِهِ فُلَانٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا فُلَانٌ) وَيَسُوقُ الْإِسْنَادَ حَتَّى يَتَّصِلَ بِمَا قَدَّمَهُ، فَهَذَا يَلْتَحِقُ بِمَا إِذَا قَدَّمَ الْإِسْنَادَ فِي كَوْنِهِ يَصِيرُ بِهِ مُسْنَدًا لِلْحَدِيثِ لَا مُرْسَلًا لَهُ.

فَلَوْ أَرَادَ مَنْ سَمِعَهُ مِنْهُ هَكَذَا أَنْ يُقَدِّمَ الْإِسْنَادَ وَيُؤَخِّرَ الْمَتْنَ، وَيُلَفِّقَهُ كَذَلِكَ فَقَدْ وَرَدَ عَنْ بَعْضِ مَنْ تَقَدَّمَ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ أَنَّهُ جَوَّزَ ذَلِكَ.

## امر خامس عشر:

جب راوی متن کو سند سے پہلے ذکر کرے یا کچھ سند اور متن کو پہلے ذکر کرے پھر اس کے بعد متصل باقی سند کو ذکر کرے جیسا کہ کہے کہ: "رسول اللہ ﷺ نے ایسے اور ایسے فرمایا" اس کی خبر ہمیں فلاں ابن فلاں نے دی اور ان کو فلاں ابن فلاں نے دی الخ، یا یوں کہے کہ "روایت کیا عمرو بن دینار نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے اور ایسے" پھر کہے کہ: ہمیں

اس کے بارے میں فلاں نے خبر دی، اور انہوں نے کہا کہ: ہمیں فلاں نے خبر دی اور اسناد کو چلائے حتی کہ وہ ماقبل کے ساتھ مل جائے۔ پس ان مذکورہ دونوں صورتوں میں حدیث اس صورت کے ساتھ ملحق ہو جائے گی جس میں راوی سند کو متن سے پہلے ذکر کر کے مسنداً روایت کرتا ہے نہ کہ مرسلاً۔ (یعنی ان دونوں صورتوں میں روایت مسند ہوگی مرسل نہیں ہوگی۔) پس اگر اس سے سننے والے نے ایسا ہی چاہا کہ اسناد کو مقدم کرے اور متن کو مؤخر کرے اور اسے ایسے ہی ملا دے تو بعض متقدمین محدثین سے منقول ہے کہ انہوں نے اس کی اجازت دی ہے۔

قُلْتُ: يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ فِيهِ خِلَافٌ نَحْوُ الْخِلَافِ فِي تَقْدِيمِ بَعْضِ مَتْنِ الْحَدِيثِ عَلَى بَعْضٍ. وَقَدْ حَكَى الْخَطِيبُ الْمَنْعَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى الْقَوْلِ بِأَنَّ الرِّوَايَةَ عَلَى الْمَعْنَى لَا تَجُوزُ، وَالْجَوَازَ عَلَى الْقَوْلِ بِأَنَّ الرِّوَايَةَ عَلَى الْمَعْنَى تَجُوزُ، وَلَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا فِي ذَلِكَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

وَأَمَّا مَا يَفْعَلُهُ بَعْضُهُمْ مِنْ إِعَادَةِ ذِكْرِ الْإِسْنَادِ فِي آخِرِ الْكِتَابِ، أَوِ الْجُزْءِ بَعْدَ ذِكْرِهِ أَوَّلًا، فَهَذَا لَا يَرْفَعُ الْخِلَافَ الَّذِي تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ فِي إِفْرَادِ كُلِّ حَدِيثٍ بِذَلِكَ الْإِسْنَادِ عِنْدَ رِوَايَتِهَا، لِكَوْنِهِ لَا يَقَعُ مُتَّصِلًا بِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهَا، وَلَكِنَّهُ يُفِيدُ تَأْكِيدًا، وَاحْتِيَاطًا، وَيَتَضَمَّنُ إِجَازَةً بَالِغَةً مِنْ أَعْلَى أَنْوَاعِ الْإِجَازَاتِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: مناسب یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہو جیسا کہ بعض حدیث کے متن کو بعض پر مقدم کرنے میں (اختلاف) ہے۔ اور تحقیق خطیب نے اس کا منع بیان کیا ہے اس قول پر کہ بیشک روایت علی المعنی جائز نہیں ہے۔ اور جواز اس قول پر ہے کہ روایت علی المعنی جائز ہے۔ اور اس میں ان دونوں کے مابین کوئی فرق نہیں۔ واللہ اعلم۔

اور بہر حال جو بعض محدثین ابتداء میں ذکر کر چکنے کے بعد بھی کتاب یا جزء کے اخیر میں اسناد کے ذکر کا اعادہ کرتے ہیں تو یہ اس اختلاف کو ختم نہیں کرتا جس کا ذکر ہر حدیث کو روایت کرتے وقت اسی اسناد کے ساتھ اکیلا لانے میں پہلے گزر چکا ہے۔ اس لئے کہ یہ ہر کسی روایت کے ساتھ متصل واقع نہیں ہوتی لیکن تاکید اور احتیاط کا فائدہ دیتی ہے۔ اور اجازت کی اعلی انواع میں سے بڑی اجازت کی ضامن ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

السَّادِسَ عَشَرَ: إِذَا رَوَى الْمُحَدِّثُ الْحَدِيثَ بِإِسْنَادٍ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ بِإِسْنَادٍ آخَرَ، وَقَالَ عِنْدَ انْتِهَائِهِ "مِثْلَهُ" فَأَرَادَ الرَّاوِي عَنْهُ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى الْإِسْنَادِ الثَّانِي، وَيَسُوقَ لَفْظَ الْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ عَقِيبَ الْإِسْنَادِ الْأَوَّلِ، فَالْأَظْهَرُ الْمَنْعُ مِنْ ذَلِكَ.

امر سادس عشر:

جب محدث نے حدیث کو ایک اسناد کے ساتھ روایت کیا پھر اس کے بعد متصل دوسری اسناد لایا اور اس کے ختم پر "مثلہ" کہا، پس اس سے روایت کرنے والے راوی نے چاہا کہ دوسری اسناد پر اکتفاء کرے اور پہلی اسناد کے بعد ذکر کی جانے والی حدیث کے

الفاظ کو چلائے، پس زیادہ ظاہر قول اس سے منع ہی کا ہے۔

وَرَوَينَا عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْخَطِيبِ الْحَافِظِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: "كَانَ شُعْبَةُ لَا يُجِيزُ ذَلِكَ".

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَجُوزُ ذَلِكَ، إِذَا عُرِفَ أَنَّ الْمُحَدِّثَ ضَابِطٌ مُتَحَفِّظٌ يَذْهَبُ إِلَى تَمْيِيزِ الْأَلْفَاظِ وَعَدِّ الْحُرُوفِ، فَإِنْ لَمْ يُعْرَفْ ذَلِكَ مِنْهُ لَمْ يَجُزْ ذَلِكَ، وَكَانَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا رَوَى مِثْلَ هَذَا يُورِدُ الْإِسْنَادَ، وَيَقُولُ: (مِثْلَ حَدِيثٍ قَبْلَهُ مَتْنُهُ كَذَا وَكَذَا)، ثُمَّ يَسُوقُهُ. وَكَذَلِكَ إِذَا كَانَ الْمُحَدِّثُ قَدْ قَالَ: (نَحْوَهُ). قَالَ: (وَهَذَا هُوَ الَّذِي أَخْتَارُهُ).

اور ہم نے روایت کیا ابوبکر الخطیب الحافظ رحمہ اللہ سے، فرمایا: ''شعبہ اس کی اجازت نہیں دیتے تھے'' اور بعض اہل علم نے کہا: جب معلوم ہو کہ محدث ضبط کرنے والا اور خوب حفاظت کرنے والا، الفاظ کی تمیز اور حروف کی تعداد سے واقف ہے تو ایسے روایت کرنا جائز ہے۔ پس اگر اس کے بارے میں معلوم نہ ہو تو ایسا کرنا جائز نہیں۔ اور بہت سے اہلِ علم جب ایسے روایت کرتے تو اسناد کو ذکر کرتے اور کہتے: ''اس کا متن اس سے پہلی حدیث کے مثل ایسا اور ایسا ہے'' پھر اسے چلاتے۔ اور یہی (حکمِ جواز) ہے جب محدث نحوہ کے لفظ کو استعمال کرے، فرمایا: کہ یہی مختار مذہب ہے۔

أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ أَبِي مَنْصُورٍ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ الْبَغْدَادِيُّ شَيْخُ الشُّيُوخِ بِهَا، بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ بِهَا، قَالَ أَنَا وَالِدِي رَحِمَهُ اللهُ، قَالَ: أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّرِيفِينِيُّ، قَالَ: أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ حُبَابَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ، قَالَ: قَالَ ثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: قَالَ شُعْبَةُ: "فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ مِثْلَهُ" "لَا يُجْزِئُ". قَالَ وَكِيعٌ: وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: "يُجْزِئُ".

ہمیں خبر دی ابو احمد عبد الوہاب بن ابو منصور علی بن علی البغدادی نے جو (بغداد کے) شیخ الشیوخ ہیں، میری ان پر بغداد میں قرأت کے وقت، (کہا) ہمیں خبر دی میرے والد رحمہ اللہ نے، ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ ابن محمد الصریفینی نے، ہمیں خبر دی ابو القاسم بن حبابۃ نے، ہم سے بیان کیا ابو القاسم عبد اللہ بن محمد البغوی نے، ہم سے بیان کیا عمرو بن محمد الناقد نے، ہم سے بیان کیا وکیع نے، کہا: شعبہ نے فرمایا: "فلان عن فلان مثله" جائز نہیں ہے۔ وکیع نے کہا: اور سفیان ثوری نے کہا "اس کی اجازت ہے"۔

وَأَمَّا إِذَا قَالَ: (نَحْوَهُ)، فَهُوَ فِي ذَلِكَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ كَمَا إِذَا قَالَ: (مِثْلَهُ).

وَنُبِّئْنَا بِإِسْنَادٍ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ: إِذَا قَالَ "نَحْوَهُ"، فَهُوَ حَدِيثٌ.

وَقَالَ شُعْبَةُ (نَحْوَهُ) شَكٌّ.

وَعَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ أَجَازَ مَا قَدَّمْنَا ذِكْرَهُ فِي قَوْلِهِ "مِثْلَهُ" وَلَمْ يُجِزْهُ فِي قَوْلِهِ: "نَحْوَهُ".

قَالَ الْخَطِيبُ: وَهَذَا الْقَوْلُ عَلَى مَذْهَبِ مَنْ لَمْ يُجِزِ الرِّوَايَةَ عَلَى الْمَعْنَى. فَأَمَّا عَلَى مَذْهَبِ مَنْ

أَجَازَهَا فَلَا فَرْقَ بَيْنَ "مِثْلَهُ"، وَ "نَحْوَهُ".

اور بہر حال جب ''نحوہ'' کہے تو اس کے بارے میں بعض کے نزدیک (ایسا ہے) جیسے ''مثلہ'' کہا۔ ہمیں وکیع سے ایک اسناد کے بارے میں خبر دی گئی کہا: فرمایا سفیان نے: جب ''نحوہ'' کہا تو یہ حدیث ہے۔ اور شعبہ نے کہا ''نحوہ'' شک ہے۔ اور یحیٰ ابن معین سے منقول ہے بیشک انہوں نے اس کی اجازت دی جس کا ذکر ہم نے پہلے ''مثلہ'' کے قول میں کیا، اور ''نحوہ'' کے قول میں اجازت نہیں دی۔ خطیب نے کہا: اور یہ قول اُسکے مذہب پر ہے جس نے روایت علی المعنی کی اجازت نہیں دی۔ پس بہر حال جس نے اجازت دی اس کے مذہب کے مطابق ''مثلہ'' اور ''نحوہ'' کے مابین کوئی فرق نہیں ہے واللہ اعلم

قُلْتُ: هَذَا لَهُ تَعَلُّقٌ بِمَا رَوَيْنَاهُ عَنْ مَسْعُودِ بْنِ عَلِيٍّ السِّجْزِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ الْحَاكِمَ أَبَا عَبْدِ اللهِ الْحَافِظَ يَقُولُ: "إِنَّ مِمَّا يَلْزَمُ الْحَدِيثِيَّ مِنَ الضَّبْطِ وَالْإِتْقَانِ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ أَنْ يَقُولَ: "مِثْلَهُ"، أَوْ يَقُولَ: "نَحْوَهُ"، فَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَقُولَ: "مِثْلَهُ" إِلَّا بَعْدَ أَنْ يَعْلَمَ أَنَّهُمَا عَلَى لَفْظٍ وَاحِدٍ، وَيَحِلُّ أَنْ يَقُولَ: "نَحْوَهُ" إِذَا كَانَ عَلَى مِثْلِ مَعَانِيهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: اس کا تعلق اس کے روایت ساتھ ہے جو ہم نے مسعود بن علی السجزی سے روایت کیا، بیشک انہوں نے حاکم ابو عبد اللہ الحافظ کو فرماتے ہوئے سنا۔ بیشک دو حدیثوں کو ضبط اور اتقان سے تمیز کرنے میں سے یہ ہے کہ ''مثلہ'' اور ''نحوہ'' کے کہنے میں فرق کرے، پس راوی کے لیے جائز نہیں ہے کہ کہے: ''مثلہ'' مگر یہ جان لینے کے بعد کہ دونوں (حدیثیں) ایک ہی جیسے الفاظ کے ساتھ ہیں۔ اور جائز ہے کہ ''نحوہ'' کہے جب ایک حدیث کے معانی دوسری حدیث کے مثل ہو۔ واللہ اعلم

السَّابِعَ عَشَرَ: إِذَا ذَكَرَ الشَّيْخُ إِسْنَادَ الْحَدِيثِ، وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ مَتْنِهِ إِلَّا طَرَفًا، ثُمَّ قَالَ: (وَذَكَرَ الْحَدِيثَ)، أَوْ قَالَ: (وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ) فَأَرَادَ الرَّاوِي عَنْهُ أَنْ يَرْوِيَ عَنْهُ الْحَدِيثَ بِكَمَالِهِ وَبِطُولِهِ، فَهَذَا أَوْلَى بِالْمَنْعِ مِمَّا سَبَقَ ذِكْرُهُ فِي قَوْلِهِ (مِثْلَهُ)، أَوْ (نَحْوَهُ). فَطَرِيقُهُ أَنْ يُبَيِّنَ ذَلِكَ، بِأَنْ يَقْتَصَّ مَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ عَلَى وَجْهِهِ وَيَقُولَ: (قَالَ: وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ)، ثُمَّ يَقُولَ: (وَالْحَدِيثُ بِطُولِهِ هُوَ كَذَا وَكَذَا)، وَيَسُوقَهُ إِلَى آخِرِهِ.

## امر سابع عشر:

جب شیخ کی حدیث کی اسناد کو ذکر کرے اور اس کے متن میں سے صرف ایک حصے کو ذکر کرے پھر کہے ''وذکر الحدیث'' (اور حدیث کو ذکر کیا) یا کہے ''وذکر الحدیث بطولہ'' (اور لمبی حدیث ذکر کی) پس راوی نے اس شیخ کی اس سند کے ساتھ مکمل اور لمبی حدیث ذکر کرنے کا ارادہ کیا تو یہ منع کے اس سے زیادہ لائق ہے جس کا ذکر ''مثلہ'' یا ''نحوہ'' کے قول میں گزر چکا۔ پس اس کا ط . یہ ہے کہ اس کی وضاحت کرے، کہ جو شیخ نے جیسے ذکر کیا اس کو اسی طرح جوں کا توں بیان کرے پھر کہے: ''فرمایا (شیخ نے): وذکر الحدیث بطولہ (اور لمبی حدیث ذکر کی)'' پھر کہے: ''لمبی حدیث وہ ایسے اور ایسے ہے'' اور اس کو

اخیر تک چلائے (ذکر کرے)۔

وَسَأَلَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَبَا إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ مُحَمَّدٍ الشَّافِعِيَّ الْمُقَدَّمَ فِي الْفِقْهِ، وَالْأُصُولِ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: " لَا يَجُوزُ لِمَنْ سَمِعَ عَلَى هَذَا الْوَصْفِ أَنْ يَرْوِيَ الْحَدِيثَ بِمَا فِيهِ مِنَ الْأَلْفَاظِ عَلَى التَّفْصِيلِ ".

وَسَأَلَ أَبُو بَكْرٍ الْبَرْقَانِيُّ الْحَافِظُ الْفَقِيهُ أَبَا بَكْرٍ الْإِسْمَاعِيلِيَّ الْحَافِظَ الْفَقِيهَ، عَمَّنْ قَرَأَ إِسْنَادَ حَدِيثٍ عَلَى الشَّيْخِ، ثُمَّ قَالَ: " وَذَكَرَ الْحَدِيثَ " هَلْ يَجُوزُ أَنْ يُحَدِّثَ بِجَمِيعِ الْحَدِيثِ؟ فَقَالَ: إِذَا عَرَفَ الْمُحَدِّثُ، وَالْقَارِئُ ذَلِكَ الْحَدِيثَ، فَأَرْجُو أَنْ يَجُوزَ ذَلِكَ، وَالْبَيَانُ أَوْلَى أَنْ يَقُولَ كَمَا كَانَ.

بعض محدثین نے ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الشافعی سے اس کے بارے میں پوچھا جو کہ فقہ اور اصول کے بلند پایہ کے عالم گزرے ہیں۔ پس انہوں نے جواب میں فرمایا کہ: "اس طور پر سننے والے کے لئے جائز نہیں ہے کہ حدیث کو اس کے تمام الفاظ کے ساتھ تفصیل سے روایت کرے۔" اور ابو بکر البرقانی نے، الحافظ الفقیہ ابو بکر الاسماعیلی سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو حدیث کی سند شیخ پر قرأت کرے پھر کہے: "وذکر الحدیث" (اور حدیث کو ذکر کیا)، کیا اس کیلئے جائز ہے کہ وہ مکمل روایت ذکر کرے؟ پس فرمایا: جب محدث اور قاری کو وہ حدیث معلوم ہو تو میں امید کرتا ہوں کہ جائز ہو، اور وضاحت زیادہ بہتر ہے کہ جیسے حدیث کے الفاظ ہوں شیخ سے سنے ہوں ویسے کہے۔

قُلْتُ: إِذَا جَوَّزْنَا ذَلِكَ فَالتَّحْقِيقُ فِيهِ أَنَّهُ بِطَرِيقِ الْإِجَازَةِ فِيمَا لَمْ يَذْكُرْهُ الشَّيْخُ، لَكِنَّهَا إِجَازَةٌ أَكِيدَةٌ قَوِيَّةٌ مِنْ جِهَاتٍ عَدِيدَةٍ، فَجَازَ لِهَذَا مَعَ كَوْنِ أَوَّلِهِ سَمَاعًا إِدْرَاجُ الْبَاقِي عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ إِفْرَادٍ لَهُ بِلَفْظِ الْإِجَازَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: جب ہم نے اس کو جائز قرار دے دیا، تو اس کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ: یہ اس میں اجازت کے طریق سے ہے جس کو شیخ نے ذکر نہیں کیا، لیکن یہ بہت سی جہات سے زیادہ تاکید والی اور قوی اجازت ہے، تو اس لئے اول کے سماع اور باقی کے اس کے ساتھ انفرادی اجازت کے الفاظ کے بغیر ادراج (درج کرنا) یہ جائز ہے۔ واللہ اعلم

الثَّامِنَ عَشَرَ: الظَّاهِرُ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ تَغْيِيرُ (عَنِ النَّبِيِّ) إِلَى (عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)، وَكَذَا بِالْعَكْسِ، وَإِنْ جَازَتِ الرِّوَايَةُ بِالْمَعْنَى، فَإِنَّ شَرْطَ ذَلِكَ أَنْ لَا يَخْتَلِفَ الْمَعْنَى، وَالْمَعْنَى فِي هَذَا مُخْتَلِفٌ.

وَثَبَتَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ رَأَى أَبَاهُ إِذَا كَانَ فِي الْكِتَابِ (النَّبِيُّ)، فَقَالَ الْمُحَدِّثُ: " عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " ضَرَبَ وَكَتَبَ " عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ".

امر ثامن عشر:

ظاہر (قول) یہ ہے کہ بیشک "عن النبی ﷺ" کو "عن رسول اللہ ﷺ" سے بدلنا اور ایسے ہی اس کا عکس کرنا جائز نہیں

ہے، اگر چہ روایت بالمعنی جائز ہے لیکن اس میں بھی معنی کے نہ بدلنے کی شرط لگائی گئی ہے۔ اور اِس میں معنی بدل رہے ہیں۔ اور عبداللہ بن احمد بن حنبل سے یہ ثابت ہے انہوں نے اپنے والد کو دیکھا، کہ جب کتاب میں "النبی" ہو اور محدث نے "عن رسول اللہ ﷺ" کہا، (اسکو) مٹا دیتے اور لکھتے "عن رسول اللہ ﷺ"۔

وَقَالَ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ: " هَذَا غَيْرُ لَازِمٍ، وَإِنَّمَا اسْتَحَبَّ أَحْمَدُ اتِّبَاعَ الْمُحَدِّثِ فِي لَفْظِهِ، وَإِلَّا فَمَذْهَبُهُ التَّرْخِيصُ فِي ذَلِكَ ". ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي: يَكُونُ فِي الْحَدِيثِ " قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "، فَيَجْعَلُ الْإِنْسَانُ " قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "، قَالَ: أَرْجُو أَنْ لَا يَكُونَ بِهِ بَأْسٌ.

وَذَكَرَ الْخَطِيبُ بِسَنَدِهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَفَّانُ، وَبَهْزٌ، فَجَعَلَا يُغَيِّرَانِ " النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " مِنْ " رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "، فَقَالَ لَهُمَا حَمَّادٌ: أَمَّا أَنْتُمَا فَلَا تَفْقَهَانِ أَبَدًا، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

اور کہا الخطیب ابو بکر نے: یہ لازم نہیں ہے، احمد (بن حنبل) نے تو صرف محدث کے الفاظ میں اس کے اتباع کو پسند فرمایا۔ ورنہ ان کا مذہب تو اس میں رخصت کا ہے۔ پھر اپنی اسناد کے ساتھ صالح بن احمد بن حنبل سے نقل کیا، فرمایا: میں نے اپنے والد سے پوچھا: حدیث میں "قال رسول اللہ ﷺ" ہوتا ہے، کیا انسان اسے "قال النبی ﷺ" بنا سکتا ہے؟ فرمایا: "میں امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے" اور الخطیب نے اپنی سند کے ساتھ حماد بن سلمہ سے نقل کیا ہے بیشک وہ حدیث بیان فرماتے تھے اور ان کے سامنے عفان اور بھز ہوتے تھے پس دونوں "النبی ﷺ" کو "رسول اللہ ﷺ" سے بدلتے رہتے پس حماد نے ان سے فرمایا: تم کبھی نہیں سمجھو گے۔ واللہ اعلم

التَّاسِعَ عَشَرَ: إِذَا كَانَ سَمَاعُهُ عَلَى صِفَةٍ فِيهَا بَعْضُ الْوَهْنِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَذْكُرَهَا فِي حَالَةِ الرِّوَايَةِ، فَإِنَّ فِي إِغْفَالِهَا نَوْعًا مِنَ التَّدْلِيسِ، وَفِيمَا مَضَى لَنَا أَمْثِلَةٌ لِذَلِكَ.

وَمِنْ أَمْثِلَتِهِ مَا إِذَا حَدَّثَهُ الْمُحَدِّثُ مِنْ حِفْظِهِ فِي حَالَةِ الْمُذَاكَرَةِ، فَلْيَقُلْ: (حَدَّثَنَا فُلَانٌ مُذَاكَرَةً)، أَوْ (حَدَّثَنَاهُ فِي الْمُذَاكَرَةِ)، فَقَدْ كَانَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ مُتَقَدِّمِي الْعُلَمَاءِ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

وَكَانَ جَمَاعَةٌ مِنْ حُفَّاظِهِمْ يَمْنَعُونَ مِنْ أَنْ يُحْمَلَ عَنْهُمْ فِي الْمُذَاكَرَةِ شَيْءٌ، مِنْهُمْ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَأَبُو زُرْعَةَ الرَّازِيُّ، وَرَوَيْنَاهُ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، وَغَيْرِهِ. وَذَلِكَ لِمَا قَدْ يَقَعُ فِيهَا مِنَ الْمُسَاهَلَةِ، مَعَ أَنَّ الْحِفْظَ خَوَّانٌ، وَلِذَلِكَ امْتَنَعَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَعْلَامِ الْحُفَّاظِ مِنْ رِوَايَةِ مَا يَحْفَظُونَهُ إِلَّا مِنْ كُتُبِهِمْ، مِنْهُمْ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

## امر تاسع عشر:

جب راوی کا سماع اس طور پر ہو کہ اس میں کچھ کمزوری ہو، تو اس پر لازم ہے کہ روایت کرتے وقت اسے ذکر کرے، بیشک اس سے غفلت برتنا تدلیس ہی کی (ایک) قسم ہے۔ اور ماقبل جو ہم ذکر کر چکے اس میں اسی کی بہت سی مثالیں ہیں۔ اور اس کی مثالوں میں سے (یہ بھی) ہے کہ جب محدث اُس سے آپس کے مذاکرے کی حالت میں اپنے حافظے سے حدیث بیان کرے۔ تو چاہئے کہ (روایت کرتے ہوئے یوں) کہے "ہم سے فلاں نے مذاکرتا بیان کیا" یا "ہم نے اسے مذاکرے میں بیان کیا" پس تحقیق بہت سے متقدمین علماء ایسے ہی کرتے تھے۔ اور محدثین حفاظ کی ایک جماعت اس سے منع کرتے تھے کہ مذاکرے میں کوئی چیز ان کی طرف سے نقل کی جائے۔ ان میں سے عبدالرحمن بن مھدی، ابو ذرعہ الرازی ہیں اور ہم نے اسے ابن مبارک وغیرہ سے بھی روایت کیا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ اس میں سستی کے ساتھ (ساتھ) حافظے (بھی) کمزور ہو گئے۔ اور اسی لئے اکابر حفاظ کی جماعت نے اپنی کتابوں کے علاوہ صرف اپنے حافظے سے روایت کرنے کو منع فرمایا ہے ان میں احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ واللہ اعلم

الْعِشْرُونَ: إِذَا كَانَ الْحَدِيثُ عَنْ رَجُلَيْنِ: أَحَدُهُمَا مَجْرُوحٌ مِثْلُ أَنْ يَكُونَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، وَأَبَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ أَنَسٍ، فَلَا يُسْتَحْسَنُ إِسْقَاطُ الْمَجْرُوحِ مِنَ الْإِسْنَادِ، وَالِاقْتِصَارُ عَلَى ذِكْرِ الثِّقَةِ، خَوْفًا مِنْ أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَنِ الْمَجْرُوحِ شَيْءٌ لَمْ يَذْكُرْهُ الثِّقَةُ، قَالَ نَحْوًا مِنْ ذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، ثُمَّ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ.

قَالَ الْخَطِيبُ: " وَكَانَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ فِي مِثْلِ هَذَا رُبَّمَا أَسْقَطَ الْمَجْرُوحَ مِنَ الْإِسْنَادِ، وَيَذْكُرُ الثِّقَةَ، ثُمَّ يَقُولُ: " وَآخَرُ " كِنَايَةً عَنِ الْمَجْرُوحِ، قَالَ: " وَهَذَا الْقَوْلُ لَا فَائِدَةَ فِيهِ ".

## امر عشرین:

جب حدیث دو اشخاص سے منقول ہو جن میں سے ایک مجروح ہو جیسا کہ ثابت البنانی اور ابان بن ابی عیاش عن انس سے مروی ہو تو مجروح کو اسناد سے گرانا اور صرف ثقہ کے ذکر پر اکتفاء کرنا (اس) خوف سے کہ مجروح میں کمی ہونے کی وجہ سے ثقہ اس کو نقل نہیں کریں گے، اسی کے مثل احمد بن حنبل نے فرمایا، پھر الخطیب ابوبکر نے۔ فرمایا الخطیب نے: "مسلم بن حجاج اس جیسے مقامات میں کبھی کبھی مجروح کو اسناد سے ساقط کر دیتے تھے اور (صرف) ثقہ کو ذکر کرتے پھر فرماتے "واخر" (اور دوسرا بھی) یہ مجروح سے کنایہ ہے۔ فرمایا: "اور اس قول میں کوئی فائدہ نہیں ہے"۔

قُلْتُ: وَهَكَذَا يَنْبَغِي إِذَا كَانَ الْحَدِيثُ عَنْ رَجُلَيْنِ ثِقَتَيْنِ أَنْ لَا يُسْقِطَ أَحَدَهُمَا مِنْهُ، لِتَطَرُّقِ مِثْلِ الِاحْتِمَالِ الْمَذْكُورِ إِلَيْهِ، وَإِنْ كَانَ مَحْذُورُ الْإِسْقَاطِ فِيهِ أَقَلَّ، ثُمَّ لَا يَمْتَنِعُ ذَلِكَ فِي الصُّورَتَيْنِ امْتِنَاعَ تَحْرِيمٍ ; لِأَنَّ الظَّاهِرَ اتِّفَاقُ الرِّوَايَتَيْنِ، وَمَا ذُكِرَ مِنَ الِاحْتِمَالِ نَادِرٌ بَعِيدٌ، فَإِنَّهُ مِنَ

الْإِدْرَاجِ الَّذِي لَا يَجُوزُ تَعَمُّدُهُ كَمَا سَبَقَ فِي نَوْعِ الْمُدْرَجِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں نے کہا: اور ایسے ہی مناسب ہے کہ جب حدیث دو ثقہ آدمیوں سے منقول ہو تو ایک سے زیادہ اسناد ہونے کی وجہ سے کسی ایک کو بھی ساقط نہ کیا جائے۔ جیسا کہ ذکر کردہ احتمال میں ہے۔ اگر چہ اس میں اسقاط سے بچنا بہت کم ہے۔ پھر (جان لو کہ) دونوں صورتوں میں اس کا منع امتناع تحریمی نہیں ہے اسی لئے کہ دونوں روایتوں کا ایک جیسا ہونا تو ظاہر ہے۔ اور جو احتمال ذکر کیا یہ نادر اور بعید ہے بیشک وہ اس ادراج میں سے ہے جس پر بھروسہ جائز نہیں جیسا کہ پہلے مدرج کی نوع میں گزرا۔ واللہ اعلم

الْحَادِي وَالْعِشْرُونَ: إِذَا سَمِعَ بَعْضَ حَدِيثٍ مِنْ شَيْخٍ، وَبَعْضَهُ مِنْ شَيْخٍ آخَرَ، فَخَلَطَهُ، وَلَمْ يُمَيِّزْهُ، وَعَزَى الْحَدِيثَ جُمْلَةً إِلَيْهِمَا، مُبَيِّنًا أَنَّ عَنْ أَحَدِهِمَا بَعْضَهُ، وَعَنِ الْآخَرِ بَعْضَهُ، فَذَلِكَ جَائِزٌ، كَمَا فَعَلَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيثِ الْإِفْكِ، حَيْثُ رَوَاهُ، عَنْ عُرْوَةَ، وَابْنِ الْمُسَيِّبِ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ، وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، وَقَالَ: " وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنْ حَدِيثِهَا، قَالُوا: قَالَتْ:.... الْحَدِيثَ ".

### امر حادی وعشرین:

جب حدیث کا بعض حصہ ایک شیخ سے اور بعض حصہ کسی دوسرے شیخ سے سنا۔ پھر اسے خلط ملط کر دیا اور اس میں تمیز نہیں کی اور یہ بیان کرتے ہوئے پوری حدیث کو دونوں کی طرف منسوب کر دیا کہ اس کا بعض حصہ ایک سے اور بعض حصہ دوسرے سے منقول ہے، تو یہ جائز ہے جیسا کہ زھری نے حدیث افک میں کیا جب اسے عروہ، ابن مسیب، علقمہ بن وقاص اللیثی اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے (اور ان سب نے) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔ اور (زہری نے) فرمایا: ''اور ان سب نے اس حدیث کا بعض بعض حصہ مجھ سے بیان کیا، ان سب نے فرمایا: فرمایا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے) ..الحدیث الخ''

ثُمَّ إِنَّهُ مَا مِنْ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ إِلَّا وَهُوَ فِي الْحُكْمِ كَأَنَّهُ رَوَاهُ عَنْ أَحَدِ الرَّجُلَيْنِ عَلَى الْإِبْهَامِ، حَتَّى إِذَا كَانَ أَحَدُهُمَا مَجْرُوحًا لَمْ يَجُزِ الِاحْتِجَاجُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ، وَغَيْرُ جَائِزٍ لِأَحَدٍ بَعْدَ اخْتِلَاطِ ذَلِكَ أَنْ يُسْقِطَ ذِكْرَ أَحَدِ الرَّاوِيَيْنِ، وَيَرْوِيَ الْحَدِيثَ عَنِ الْآخَرِ وَحْدَهُ، بَلْ يَجِبُ ذِكْرُهُمَا جَمِيعًا مَقْرُونًا بِالْإِفْصَاحِ بِأَنَّ بَعْضَهُ عَنْ أَحَدِهِمَا، وَبَعْضَهُ عَنِ الْآخَرِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

پھر بیشک اس حدیث میں سے ہر چیز ہی اس حکم کے درجے میں ہے کہ گویا اسے دو آدمیوں میں سے ایک نے ابہام کے ساتھ روایت کیا ہے حتی کہ جب ان میں سے ایک آدمی مجروح ہو گیا تو اس حدیث میں سے کچھ بھی دلیل پکڑنا جائز نہیں۔ اور اس اختلاط کے بعد کسی کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ دونوں راویوں میں سے کسی ایک کے ذکر کو ساقط کر دے اور صرف دوسرے سے حدیث روایت کر دے، بلکہ دونوں کا وضاحت کے ساتھ اکٹھا ذکر کرنا واجب ہے کہ اس (حدیث) کا بعض حصہ ایک سے اور بعض دوسرے سے مروی ہے۔ واللہ اعلم

## النَّوْعُ السَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ — ستائیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ آدَابِ الْمُحَدِّثِ

# محدث کے آداب کا تعارف

وَقَدْ مَضَى طَرَفٌ مِنْهَا اقْتَضَتْهُ الْأَنْوَاعُ الَّتِي قَبْلَهُ.

عِلْمُ الْحَدِيثِ عِلْمٌ شَرِيفٌ، يُنَاسِبُ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ وَمَحَاسِنَ الشِّيَمِ، وَيُنَافِرُ مَسَاوِئَ الْأَخْلَاقِ، وَمَشَايِنَ الشِّيَمِ، وَهُوَ مِنْ عُلُومِ الْآخِرَةِ لَا مِنْ عُلُومِ الدُّنْيَا. فَمَنْ أَرَادَ التَّصَدِّيَ لِإِسْمَاعِ الْحَدِيثِ، أَوْ لِإِفَادَةِ شَيْءٍ مِنْ عُلُومِهِ، فَلْيُقَدِّمْ تَصْحِيحَ النِّيَّةِ وَإِخْلَاصَهَا، وَلْيُطَهِّرْ قَلْبَهُ مِنَ الْأَغْرَاضِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَأَدْنَاسِهَا، وَلْيَحْذَرْ بَلِيَّةَ حُبِّ الرِّيَاسَةِ، وَرُعُونَاتِهَا.

اور تحقیق اس کا کچھ حصہ جس کا سابقہ انواع نے تقاضا کیا، گزر چکا ہے۔ علمِ حدیث بلند پایہ علم ہے جو اعلیٰ اخلاقی اقدار اور عمدہ عادات کو پیدا کرتا ہے اور برے اخلاق و بری عادات سے نفرت دلاتا ہے اور یہ علومِ آخرت میں سے ہے نہ کہ علومِ دنیا میں سے۔ پس جو حدیث تعلیم دینے کی طرف متوجہ ہونے کا یا علومِ حدیث میں سے بعض کا نفع پہنچانے کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ نیت کی درستی اور اخلاص کو مقدم کرے، اور چاہیے کہ دنیاوی اغراض اور میل کچیل سے اپنے دل کو پاک کرے۔ اور حکومت کی محبت اور اس کی بلندیوں کی آزمائش سے بچتا رہے۔

وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي السِّنِّ الَّذِي إِذَا بَلَغَهُ اسْتُحِبَّ لَهُ التَّصَدِّي لِإِسْمَاعِ الْحَدِيثِ، وَالِانْتِصَابُ لِرِوَايَتِهِ، وَالَّذِي نَقُولُهُ: إِنَّهُ مَتَى احْتِيجَ إِلَى مَا عِنْدَهُ اسْتُحِبَّ لَهُ التَّصَدِّي لِرِوَايَتِهِ، وَنَشْرِهِ، فِي أَيِّ سِنٍّ كَانَ، وَرُوِّينَا عَنِ الْقَاضِي الْفَاضِلِ أَبِي مُحَمَّدِ بْنِ خَلَّادٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّهُ قَالَ: " الَّذِي يَصِحُّ عِنْدِي مِنْ طَرِيقِ الْأَثَرِ وَالنَّظَرِ، فِي الْحَدِّ الَّذِي إِذَا بَلَغَهُ النَّاقِلُ حَسُنَ بِهِ أَنْ يُحَدِّثَ هو: أَنْ يَسْتَوْفِيَ الْخَمْسِينَ: لِأَنَّهَا انْتِهَاءُ الْكُهُولَةِ وَفِيهَا مُجْتَمَعُ الْأَشُدِّ، قَالَ سُحَيْمُ بْنُ وَثِيلٍ:

أَخُو خَمْسِينَ مُجْتَمِعٌ أَشُدِّي ... وَنَجَّذَنِي مُدَاوَرَةُ الشُّئُونِ.

(مشائخ نے) اس عمر کے بارے میں اختلاف فرمایا ہے جس میں پہنچ کر حدیث کی تعلیم دینے کی طرف متوجہ ہونا اور اس کی روایت کرنے کیلئے اٹھ کھڑا ہونا پسندیدہ ہے۔ اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جب اس کے علوم کو (اشاعت کی) ضرورت پڑے تو جس عمر

میں بھی ہو اس کیلئے اس کی روایت اور اشاعت کی طرف متوجہ ہونا پسندیدہ ہے۔ اور ہم نے القاضی الفاضل ابومحمد بن خلاد رحمہ اللہ سے روایت کیا، بیشک انہوں نے فرمایا: میرے نزدیک دلائل نقلیہ وعقلیہ کی رو سے ناقل کیلئے درست حد جس تک وہ پہنچ جائے تو اس کیلئے حدیث بیان کرنا بہتر ہے، وہ یہ ہے کہ پچاس برس کے لگ بھگ ہو، اس لئے کہ یہ کہولت (بڑھاپا) ہے اور اس میں فہم کی تمام قوی مجتمع ہوتی ہیں۔ سحیم بن وثیل نے کہا:

پچاس برس والا فہم کی تمام قوتوں کو جمع کرنے والا ہے

اور مجھے امور کی مشق نے تجربہ کار بنا دیا

قَالَ: " وَلَيْسَ بِمُنْكَرٍ أَنْ يُحَدِّثَ عِنْدَ اسْتِيفَاءِ الْأَرْبَعِينَ ; لِأَنَّهَا حَدُّ الِاسْتِوَاءِ وَمُنْتَهَى الْكَمَالِ، نُبِّئَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ، وَفِي الْأَرْبَعِينَ تَتَنَاهَى عَزِيمَةُ الْإِنْسَانِ وَقُوَّتُهُ، وَيَتَوَفَّرُ عَقْلُهُ، وَيَجُودُ رَأْيُهُ ".

فرمایا: ''اور چالیس برس کی عمر میں بھی حدیث بیان کرنا ممنوع نہیں اس لیے کہ یہ عمر کی برابری اور کمال کی انتہا کی حد ہے۔ رسول اللہ ﷺ مبعوث فرمائے گئے تو آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس تھی۔ اور چالیس برس کی عمر میں انسان کی مضبوط صفت ارادی اور قوت مکمل ہو جاتی ہے، اور اس کی عقل بڑھ جاتی ہے اور رائے کامل ہو جاتی ہے۔''

وَأَنْكَرَ الْقَاضِي عِيَاضٌ ذَلِكَ عَلَى ابْنِ خَلَّادٍ، وَقَالَ: كَمْ مِنَ السَّلَفِ الْمُتَقَدِّمِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ مَنْ لَمْ يَنْتَهِ إِلَى هَذَا السِّنِّ، وَمَاتَ قَبْلَهُ، وَقَدْ نَشَرَ مِنَ الْحَدِيثِ، وَالْعِلْمِ مَا لَا يُحْصَى هَذَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ تُوُفِّيَ وَلَمْ يُكْمِلِ الْأَرْبَعِينَ.
وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ لَمْ يَبْلُغِ الْخَمْسِينَ. وَ كَذَلِكَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ.

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ابن خلاد کی اس بات کا رد کیا اور فرمایا: '' کتنے ہی متقدمین اسلاف اور ان کے بعد والے محدثین اس عمر کو پہنچے ہی نہیں اور پہلے ہی انتقال فرما گئے، اور اتنا حدیث وعلم پھیلا چکے تھے جس کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ (ہی کو دیکھ لیں) جب انتقال ہوا (عمر کے) چالیس برس بھی پورے نہ کیے تھے، اور سعید بن جبیر پچاس برس کو بھی نہ پہنچے۔ اور ایسے ہی ابراہیم نخعی ہیں۔

وَهَذَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ جَلَسَ لِلنَّاسِ ابْنَ نَيِّفٍ وَعِشْرِينَ، وَقِيلَ: ابْنَ سَبْعَ عَشْرَةَ، وَالنَّاسُ مُتَوَافِرُونَ، وَشُيُوخُهُ أَحْيَاءٌ، وَ كَذَلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ: قَدْ أُخِذَ عَنْهُ الْعِلْمُ فِي سِنِّ الْحَدَاثَةِ، وَانْتَصَبَ لِذَلِكَ "، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

اور یہ مالک بن انس رحمہ اللہ ہی کو دیکھ لیجئے، جب لوگوں کو درس دینے کیلئے مجلس افروز ہوئے تو بیس اور چند برس کے تھے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سترہ برس کے تھے۔ اور (انکے پاس) لوگوں کا جم غفیر تھا، اور ان کے شیوخ بھی زندہ تھے۔ اور ایسے ہی محمد بن

ادریس الشافعی ہیں کہ بچپنے ہی میں ان سے علم حاصل کیا جانے لگا تھا۔اور وہ اس (منصب) کیلئے مقرر ہو گئے تھے۔

قُلْتُ: مَا ذَكَرَهُ ابْنُ خَلَّادٍ غَيْرُ مُسْتَنْكَرٍ، وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى أَنَّهُ قَالَهُ: فِيمَنْ يَتَصَدَّى لِلتَّحْدِيثِ ابْتِدَاءً مِنْ نَفْسِهِ مِنْ غَيْرِ بَرَاعَةٍ فِي الْعِلْمِ تَعَجَّلَتْ لَهُ قَبْلَ السِّنِّ الَّذِي ذَكَرَهُ، فَهَذَا إِنَّمَا يَنْبَغِي لَهُ ذَلِكَ بَعْدَ اسْتِيفَاءِ السِّنِّ الْمَذْكُورِ، فَإِنَّهُ مَظِنَّةُ الِاحْتِيَاجِ إِلَى مَا عِنْدَهُ، وَأَمَّا الَّذِينَ ذَكَرَهُمْ عِيَاضٌ مِمَّنْ حَدَّثَ قَبْلَ ذَلِكَ فَالظَّاهِرُ أَنَّ ذَلِكَ لِبَرَاعَةٍ مِنْهُمْ فِي الْعِلْمِ تَقَدَّمَتْ، ظَهَرَ لَهُمْ مَعَهَا الِاحْتِيَاجُ إِلَيْهِمْ، فَحَدَّثُوا قَبْلَ ذَلِكَ، أَوْ لِأَنَّهُمْ سُئِلُوا ذَلِكَ إِمَّا بِصَرِيحِ السُّؤَالِ، وَإِمَّا بِقَرِينَةِ الْحَالِ.

میں کہتا ہوں: جو ابن خلاد نے ذکر کیا وہ بھی مردود نہیں ہے اور یہ اس پر محمول ہے کہ انہوں نے ایسے شخص کے بارے میں کہا ہے جو ابتداء اپنے طور پر علم میں مہارت حاصل کئے بغیر حدیث کی تعلیم دینے کی طرف متوجہ ہوا اور اس میں مذکورہ سال سے پہلے جلدی کی۔پس یہ اسکے لئے مذکورہ عمر پوری ہو چکنے کے بعد ہی مناسب ہے پس بیشک جو علم اس کے پاس ہے احتیاج کی جگہ پر ہے (یعنی اس میں اضافے کی ضرورت ہے) اور بہر حال وہ حضرات جن کا ذکر عیاضؒ نے کیا ہے کہ انہوں نے اس عمر سے پہلے حدیث پڑھائی، پس ظاہر ہے کہ یہ ان کے حاصل شدہ علم میں مہارت کی وجہ سے تھا۔ان کو اپنے علم کے سبب لوگوں کیلئے ضرورت محسوس ہوئی پس انہوں نے اس سے پہلے حدیث پڑھائی۔یا اس لئے کہ لوگوں نے ان سے واضح سوال یا قرینہ حال کے ساتھ تقاضا کیا۔

وَأَمَّا السِّنُّ الَّذِي إِذَا بَلَغَهُ الْمُحَدِّثُ انْبَغَى لَهُ الْإِمْسَاكُ عَنِ التَّحْدِيثِ فَهُوَ السِّنُّ الَّذِي يُخْشَى عَلَيْهِ فِيهِ مِنَ الْهَرَمِ وَالْخَرَفِ، وَيُخَافُ عَلَيْهِ فِيهِ أَنْ يُخَلِّطَ، وَيَرْوِيَ مَا لَيْسَ مِنْ حَدِيثِهِ، وَالنَّاسُ فِي بُلُوغِ هَذِهِ السِّنِّ يَتَفَاوَتُونَ بِحَسَبِ اخْتِلَافِ أَحْوَالِهِمْ، وَهَكَذَا إِذَا عَمِيَ، وَخَافَ أَنْ يُدْخَلَ عَلَيْهِ مَا لَيْسَ مِنْ حَدِيثِهِ، فَلْيُمْسِكْ عَنِ الرِّوَايَةِ.

اور بہر حال وہ عمر جہاں پہنچنے تک محدث کیلئے حدیث بیان کرنے سے رک جانا بہتر ہے پس وہ عمر ہے جب اسے اپنے علم میں کمزوری اور فساد عقل کا خوف ہو۔اور اس بات کا خوف ہو کہ وہ خلط ملط کر دے گا اور ایسی روایت کرے گا جو اس کی (اسناد والی) حدیث میں سے نہیں۔اور اس عمر میں پہنچنے کے بعد لوگوں میں ان کے احوال مختلف ہونے کی حیثیت سے تفاوت ہوتا ہے۔اور ایسے ہی ہے جب اندھا ہو جائے اور خوف ہو کہ حدیث میں ایسی (روایات) داخل کرے جو اس کی (اسناد والی) احادیث میں سے نہیں ہیں تو اس کو روایت کرنے سے رک جانا چاہئے۔

وَقَالَ ابْنُ خَلَّادٍ: أَعْجَبُ إِلَيَّ أَنْ يُمْسِكَ فِي الثَّمَانِينَ، لِأَنَّهُ حَدُّ الْهَرَمِ، فَإِنْ كَانَ عَقْلُهُ ثَابِتًا، وَرَأْيُهُ مُجْتَمِعًا، يَعْرِفُ حَدِيثَهُ، وَيَقُومُ بِهِ، وَتَحَرَّى أَنْ يُحَدِّثَ احْتِسَابًا رَجَوْتُ لَهُ خَيْرًا.

وَوَجْهُ مَا قَالَهُ أَنَّ مَنْ بَلَغَ الثَّمَانِينَ ضَعُفَ حَالُهُ فِي الْغَالِبِ، وَخِيفَ عَلَيْهِ الِاخْتِلَالُ، وَالْإِخْلَالُ، أَوْ أَنْ لَا يُفْطَنَ لَهُ إِلَّا بَعْدَ أَنْ يُخَلِّطَ، كَمَا اتَّفَقَ لِغَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ الثِّقَاتِ، مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَسَعِيدُ

بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ.

اور ابن خلاد نے فرمایا: ''اسی برس کی عمر میں رک جانا زیادہ حیران کن ہے۔ اس لئے کہ یہ عقل کی حد ہے، پس اگر اس کی عقل سلامت اور رائے مجتمع ہو، اپنی حدیث کو پہچانتا ہو اور اسی پر قائم ہو اور غور وفکر کرے کہ ثواب کیلئے حدیث بیان کرتا ہو تو میں اس کیلئے خیر کی امید کرتا ہوں''

جو انہوں نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ جو اسی برس کو پہنچ گیا، عام طور پر اس کی حالت کمزور ہو جاتی ہے اور اس کی عقل خراب ہونے یا اس میں فرق آنے کا خوف ہوتا ہے یا اس کو خلط ملط کئے بغیر نہیں سمجھتا۔ جیسا کہ بہت سے ثقات کے ساتھ اس کا اتفاق ہوا۔ جن میں عبدالرزاق اور سعید بن ابی عروبہ (شامل) ہیں۔

وَقَدْ حَدَّثَ خَلْقٌ بَعْدَ مُجَاوَزَةِ هَذَا السِّنِّ، فَسَاعَدَهُمُ التَّوْفِيقُ، وَصَحِبَتْهُمُ السَّلَامَةُ، مِنْهُمْ: أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى مِنَ الصَّحَابَةِ، وَمَالِكٌ، وَاللَّيْثُ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، فِي عَدَدٍ جَمٍّ مِنَ الْمُتَقَدِّمِينَ، وَالْمُتَأَخِّرِينَ. وَفِيهِمْ غَيْرُ وَاحِدٍ حَدَّثُوا بَعْدَ اسْتِيفَاءِ مِائَةِ سَنَةٍ، مِنْهُمْ: الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، وَأَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، وَأَبُو إِسْحَاقَ الْهُجَيْمِيُّ، وَالْقَاضِي أَبُو الطَّيِّبِ الطَّبَرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور تحقیق اس عمر سے تجاوز کرنے کے بعد بھی بہت سے حضرات نے حدیث بیان کی۔ پس توفیق نے ان کی مدد کی اور ان کی صحبت سلامت رہی (یعنی سلسلہ درس جاری رہا) جن میں صحابہ میں سے انس بن مالک، سہل بن سعد اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور مالک، لیث، ابن عیینہ اور علی بن جعد اور متقدمین ومتاخرین میں جم غفیر (ایسا) ہے اور ان میں سے بہت سے حضرات نے سو سال کی عمر کے بعد بھی حدیث بیان فرمائی ہے جن میں حسن بن عرفہ، ابوالقاسم البغوی، ابو اسحاق الہجیمی اور قاضی ابو الطیب الطبری رضی اللہ عنہم ہیں۔ واللہ اعلم

ثُمَّ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلْمُحَدِّثِ أَنْ يُحَدِّثَ بِحَضْرَةِ مَنْ هُوَ أَوْلَى مِنْهُ بِذَلِكَ.

اوا كَانَ إِبْرَاهِيمُ، وَالشَّعْبِيُّ إِذَا اجْتَمَعَا لَمْ يَتَكَلَّمْ إِبْرَاهِيمُ بِشَيْءٍ، وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَكَرِهَ الرِّوَايَةَ بِبَلَدٍ فِيهِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ مَنْ هُوَ أَوْلَى مِنْهُ، لِسِنِّهِ، أَوْ لِغَيْرِ ذَلِكَ.

رُوِّينَا ... عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ، قَالَ: "إِذَا حَدَّثْتُ فِي بَلَدٍ فِيهِ مِثْلُ أَبِي مُسْهِرٍ فَيَجِبُ لِلِحْيَتِي أَنْ تُحْلَقَ" ...

وَعَنْهُ أَيْضًا: "إِنَّ الَّذِي يُحَدِّثُ بِالْبَلْدَةِ - وَفِيهَا مَنْ هُوَ أَوْلَى بِالتَّحْدِيثِ مِنْهُ - فَهُوَ أَحْمَقُ".

پھر بیشک محدث کیلئے مناسب نہیں ہے کہ ایسے شخص کی موجودگی میں حدیث بیان کرے جو علم حدیث میں اس سے زیادہ بہتر ہے۔ اور ابراھیم وشعبی جب اکٹھے ہوتے، ابراھیم کچھ نہیں بولتے تھے۔ اور بعض نے اس بات کا بھی اضافہ کیا ہے کہ ایسے شہر میں حدیث بیان کرنا مکروہ ہے جس میں محدثین میں سے عمر میں یا دیگر امور میں اس سے اعلیٰ شخص موجود ہو۔ ہم نے یحی بن معین سے

روایت کیا، فرمایا: ''جب میں نے ایسے شہر میں حدیث بیان کی جس میں ابومسہر جیسا شخص موجود ہو تو میری داڑھی کا مونڈ دیا جانا واجب ہے'' اور انہی سے روایت ہے: ''وہ شخص جو کسی شہر میں حدیث بیان کرے اور اس میں اس سے بہتر حدیث بیان کرنے والا موجود ہو تو وہ احمق ہے۔''

وَيَنْبَغِي لِلْمُحَدِّثِ - إِذَا الْتُمِسَ مِنْهُ مَا يَعْلَمُهُ عِنْدَ غَيْرِهِ، فِي بَلَدِهِ، أَوْ غَيْرِهِ، بِإِسْنَادٍ أَعْلَى مِنْ إِسْنَادِهِ، أَوْ أَرْجَحَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ - أَنْ يُعْلِمَ الطَّالِبَ بِهِ، وَيُرْشِدَهُ إِلَيْهِ، فَإِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ.

وَلَا يَمْتَنِعُ مِنْ تَحْدِيثِ أَحَدٍ لِكَوْنِهِ غَيْرَ صَحِيحِ النِّيَّةِ فِيهِ، فَإِنَّهُ يُرْجَى لَهُ حُصُولُ النِّيَّةِ مِنْ بَعْدُ.

رُوِّينَا عَنْ مَعْمَرٍ، قَالَ: كَانَ يُقَالُ: " إِنَّ الرَّجُلَ لَيَطْلُبُ الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللهِ، فَيَأْبَى عَلَيْهِ الْعِلْمُ حَتَّى يَكُونَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ". وَلْيَكُنْ حَرِيصًا عَلَى نَشْرِهِ مُبْتَغِيًا جَزِيلَ أَجْرِهِ، وَقَدْ كَانَ فِي السَّلَفِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ مَنْ يَتَأَلَّفُ النَّاسَ عَلَى حَدِيثِهِ، مِنْهُمْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

اور محدث کو چاہئے کہ جب اس سے ایسی چیز کی درخواست کی جائے جو اس شہر میں کسی اور کے پاس سکھائی جاتی ہے یا کسی اور کے پاس اس کی اسناد سے زیادہ اعلیٰ اسناد کے ساتھ موجود ہے یا وہ کسی اور وجہ سے راجح ہے تو طالب کو اس کے بارے میں بتائے اور اس کی طرف رہنمائی کرے۔ بیشک دین (تو) خیر خواہی (ہی) ہے۔

کسی کو بھی اس میں اسکی نیت درست نہ ہونے کی وجہ سے حدیث بیان کرنے سے نہ روکا جائے، بیشک بعد میں درست نیت کے حصول امید کی جائے'' ہم نے معمر سے روایت کیا فرمایا: یہ کہا جاتا تھا'' بیشک جو آدمی غیر اللہ کیلئے علم حاصل کرتا ہے علم اس سے روگردانی کرتا رہتا ہے حتی کہ اللہ ہی (کی رضا) کیلئے ہو جائے۔ اور بڑے اجر کی امید کرتے ہوئے اس کے پھیلانے پر حریص ہونا چاہئے۔ اور اسلاف رضی اللہ عنہم میں ایسے لوگ موجود تھے جو اپنے (درس) حدیث کی طرف لوگوں کو رغبت دلاتے جن میں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

وَلْيَقْتَدِ بِمَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيمَا أَخْبَرَنَاهُ أَبُو الْقَاسِمِ الْفُرَاوِيُّ بِنَيْسَابُورَ، قَالَ: أَنَا أَبُو الْمَعَالِي الْفَارِسِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ الْبَيْهَقِيُّ الْحَافِظُ، قَالَ: أَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ مُحَمَّدٍ الشَّعْرَانِيُّ، حَدَّثَنَا جَدِّي، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ: " ... كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحَدِّثَ تَوَضَّأَ، وَجَلَسَ عَلَى صَدْرِ فِرَاشِهِ، وَسَرَّحَ لِحْيَتَهُ، وَتَمَكَّنَ فِي جُلُوسِهِ بِوَقَارٍ وَهَيْبَةٍ، وَحَدَّثَ ". فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ: " أُحِبُّ أَنْ أُعَظِّمَ حَدِيثَ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَلَا أُحَدِّثَ إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ مُتَمَكِّنًا " ....

اور اس میں امام مالک رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرنی چاہیے جس کی ہمیں نیشاپور میں ابو القاسم الفراوی نے خبر دی، فرمایا ہمیں خبر دی ابو المعالی الفارسی نے ہمیں خبر دی ابو بکر البیہقی الحافظ نے، فرمایا: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ الحافظ نے فرمایا: مجھے خبر دی اسماعیل بن

محمد بن الفضل بن محمد الشعرانی نے، ہم سے بیان کیا میرے دادا نے، ہم سے بیان کیا اسماعیل بن ابی اویس نے فرمایا: ''مالک بن انسؒ جب حدیث بیان کرنے کا ارادہ کرتے تو وضو فرماتے، اپنی مسند کے صدر مقام پر جلوہ افروز ہوتے، اور اپنی داڑھی میں کنگھی کرتے، وقار اور رعب کے ساتھ اپنی نشست پر بیٹھتے اور حدیث بیان فرماتے'' ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:
''مجھے یہ محبوب ہے کہ میں حدیث رسول ﷺ کی تعظیم کروں اور بغیر طہارت کے بیٹھ کر حدیث بیان نہ کروں۔''

وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُحَدِّثَ فِي الطَّرِيقِ، أَوْ هُوَ قَائِمٌ، أَوْ يَسْتَعْجِلُ، وَقَالَ: " ... أُحِبُّ أَنْ أَتَفَهَّمَ مَا أُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... - ".

وَرُوِيَ أَيْضًا عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَغْتَسِلُ لِذَلِكَ، وَيَتَبَخَّرُ وَيَتَطَيَّبُ، فَإِنْ رَفَعَ أَحَدٌ صَوْتَهُ فِي مَجْلِسِهِ زَبَرَهُ وَقَالَ: قَالَ اللهُ تَعَالَى: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ) فَمَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ عِنْدَ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَكَأَنَّمَا رَفَعَ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -.

اور وہ راستے میں یا حالتِ قیام میں یا جلدی کی حالت میں حدیث بیان فرمانے کو ناپسند کرتے تھے۔ اور فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ جو بھی رسول اللہ ﷺ سے مروی حدیث بیان کروں، تو اسے سمجھا دوں'' اور ان سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ وہ درسِ حدیث کیلئے غسل فرماتے اور خوشبو کی دھونی لیتے، اور خوشبو لگاتے تھے پس اگر کوئی مجلس میں اپنی آواز بلند کرتا تو اس کو روکتے اور فرماتے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی (ﷺ) کی آواز سے بلند نہ کرو'' (الآیۃ) پس جس نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے بیان کے وقت اپنی آواز بلند کی تو گویا اس نے رسول اللہ ﷺ کی آواز پر اپنی آواز بلند کی۔

وَرُوِّينَا - أَوْ بَلَغَنَا - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْفَقِيهِ أَنَّهُ قَالَ: " الْقَارِئُ لِحَدِيثِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا قَامَ لِأَحَدٍ فَإِنَّهُ يُكْتَبُ عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ ".

وَيُسْتَحَبُّ لَهُ مَعَ أَهْلِ مَجْلِسِهِ مَا وَرَدَ ... عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ أَنَّهُ قَالَ: " إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْقَوْمَ أَنْ يُقْبِلَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا " ...، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور ہم نے روایت کیا یا ہمیں خبر پہنچی محمد بن احمد بن عبداللہ الفقیہ کے بارے میں بیشک انہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا پڑھنے والا جب کسی کیلئے کھڑا ہو گیا تو اس کے ذمہ گناہ لکھ دیا گیا'' اور اس کو چاہئے کہ اپنے اہلِ مجلس کے ساتھ ہی بیٹھا رہے جیسا کہ حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''بیشک جب کوئی شخص کسی قوم پر حدیث بیان کرے تو سب کا اس کی طرف متوجہ ہونا سنت ہے'' واللہ اعلم

وَلَا يَسْرُدُ الْحَدِيثَ سَرْدًا يَمْنَعُ السَّامِعَ مِنْ إِدْرَاكِ بَعْضِهِ، وَلْيَفْتَتِحْ مَجْلِسَهُ، وَلْيَخْتَتِمْهُ بِذِكْرٍ، وَدُعَاءٍ يَلِيقُ بِالْحَالِ، وَمِنْ أَبْلَغِ مَا يَفْتَتِحُهُ بِهِ أَنْ يَقُولَ: " الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَكْمَلَ الْحَمْدِ عَلَى

كُلِّ حَالٍ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْأَتَمَّانِ، عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ، وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ، اللهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، وَعَلَى آلِهِ وَسَائِرِ النَّبِيِّينَ، وَآلِ كُلٍّ، وَسَائِرِ الصَّالِحِينَ، نِهَايَةَ مَا يَنْبَغِي أَنْ يَسْأَلَهُ السَّائِلُونَ".

اور حدیث کوایسے تسلسل کے ساتھ بیان نہ کرے جو سامع کیلئے بعض کے سمجھنے سے مانع ہو۔اور چاہئے کہ اپنی مجلس کو حمد وثنا سے شروع کرے اور ذکر اور دعا پر ختم کرے جو (وقت) حالت کے موافق ہو۔اور سب سے بلیغ حمد جس کے ساتھ شروع کرے یوں کہے: ''تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، ہر حال میں کامل حمد، اور کامل درود وسلام ہو رسولوں کے سردار پر جب بھی ذکر کرنے والے اس کا ذکر کریں، اور جب بھی اس کی یاد سے غافل ہونے والے غافل ہوں، اے اللہ ان پر رحمتِ کاملہ نازل فرما اور ان کی آل پر اور تمام نبیوں پر اور ان سب کی آل پر، اور تمام نیک لوگوں پر، اس انتہائی درجے کی رحمت جس کا سوال کرنا سوال کرنے والوں کیلئے مناسب ہے۔''

وَيُسْتَحَبُّ لِلْمُحَدِّثِ الْعَارِفِ عَقْدُ مَجْلِسٍ لِإِمْلَاءِ الْحَدِيثِ، فَإِنَّهُ مِنْ أَعْلَى مَرَاتِبِ الرَّاوِينَ، وَالسَّمَاعُ فِيهِ مِنْ أَحْسَنِ وُجُوهِ التَّحَمُّلِ، وَأَقْوَاهَا، وَلْيَتَّخِذْ مُسْتَمْلِيًا يُبَلِّغُ عَنْهُ إِذَا كَثُرَ الْجَمْعُ، فَذَلِكَ دَأْبُ أَكَابِرِ الْمُحَدِّثِينَ الْمُتَصَدِّينَ لِمِثْلِ ذَلِكَ.

وَمِمَّنْ رُوِيَ عَنْهُ ذَلِكَ: مَالِكٌ، وَشُعْبَةُ، وَوَكِيعٌ، وَأَبُو عَاصِمٍ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، فِي عَدَدٍ كَثِيرٍ مِنَ الْأَعْلَامِ السَّالِفِينَ.

وَلْيَكُنْ مُسْتَمْلِيهِ مُحَصِّلًا مُتَيَقِّظًا، كَيْلَا يَقَعَ فِي مِثْلِ مَا رُوِّينَا أَنَّ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ سُئِلَ عَنْ حَدِيثٍ، فَقَالَ: "حَدَّثَنَا بِهِ عِدَّةٌ"، فَصَاحَ بِهِ مُسْتَمْلِيهِ: "يَا أَبَا خَالِدٍ، عِدَّةُ ابْنُ مَنْ؟"، فَقَالَ لَهُ: "عِدَّةُ ابْنُ فَقَدْتُكَ".

وَلْيَسْتَمْلِ عَلَى مَوْضِعٍ مُرْتَفِعٍ مِنْ كُرْسِيٍّ، أَوْ نَحْوِهِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدِ اسْتَمْلَى قَائِمًا، وَعَلَيْهِ أَنْ يَتَّبِعَ لَفْظَ الْمُحَدِّثِ، فَيُؤَدِّيَهُ عَلَى وَجْهِهِ مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ، وَالْفَائِدَةُ فِي اسْتِمْلَاءِ الْمُسْتَمْلِي تَوَصُّلُ مَنْ يَسْمَعُ لَفْظَ الْمُمْلِي عَلَى بُعْدٍ مِنْهُ إِلَى تَفَهُّمِهِ، وَتَحَقُّقِهِ بِإِبْلَاغِ الْمُسْتَمْلِي.

وَأَمَّا مَنْ لَمْ يَسْمَعْ إِلَّا لَفْظَ الْمُسْتَمْلِي، فَلَيْسَ يَسْتَفِيدُ بِذَلِكَ جَوَازَ رِوَايَتِهِ لِذَلِكَ عَنِ الْمُمْلِي مُطْلَقًا، مِنْ غَيْرِ بَيَانِ الْحَالِ فِيهِ، وَفِي هَذَا كَلَامٌ قَدْ تَقَدَّمَ فِي النَّوْعِ الرَّابِعِ وَالْعِشْرِينَ.

اور محدث عارف کیلئے مستحب یہ ہے کہ حدیث لکھوانے کی مجلس قائم کرے۔ بیشک یہ اعلیٰ مرتبے کے راویوں (کے طریق) میں سے ہے۔اور ایسی مجلس میں سماع کرنا روایت کی بہترین اور مضبوط اقسام میں سے ہے۔اور چاہئے کہ ایسا لکھوانے والا مقرر کرے کہ جب مجمع زیادہ ہوجائے تو وہ اپنی آواز میں محدث کی بیان کردہ روایت کو دور والوں تک پہنچائے۔پس ایسی چیز (یعنی

حدیث ) کے درپے ہونے والے اکابر محدثین کا یہی طریق رہا ہے اور جن سے ایسا کرنا منقول ہے: کبار اسلاف میں سے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں مالک، شعبہ، وکیع، ابو عاصم، یزید بن ہارون بھی شامل ہیں۔ اور اس کا لکھنے والا، حاصل کرنے والا بیدار (مغز) ہونا چاہئے، تا کہ اس کی مثل میں واقع نہ ہو جو ہم نے روایت کی کہ بیشک یزید بن ہارون سے حدیث کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا: ''بہت سے لوگوں نے ہم سے یہ بیان کیا'' اس پر املاء کرنے والا چلایا: ''اے ابو خالد! یہ بہت سے کس کے بیٹے ہیں؟'' پس اس سے کہا: یہ بہت سے ان کے بیٹے ہیں جن کو میں نے تیرے لیے گم کر دیا (یعنی بھول گیا)۔ اور کسی بلند مقام پر ہو کر لکھوانا چاہئے، جیسے کرسی یا اس جیسی کوئی اور چیز، پس اگر (ایسی کوئی چیز) نہ پائے تو کھڑا ہو کر املاء کروائے۔ اور اس پر لازم ہے کہ محدث کے الفاظ کا اتباع کرے، جب ہی وہ حدیث کو بعینہٖ بغیر اختلاف الفاظ کے دور والوں تک پہنچا سکے گا۔ اور محدث کا کسی سے لکھوانے کا فائدہ یہ ہے کہ اس کی بدولت محدث کو دور سے سننے والے شخص کو بھی حدیث کی پوری پوری فہم اور تحقیق حاصل ہوتی ہے۔ اور بہر حال جس نے صرف مستملی کے الفاظ کو سنا پس یہ اس کو لکھوانے والے کی طرف سے مطلقاً بغیر حالت کے بیان کئے روایت کرنے کے جواز کا فائدہ نہیں دیتا اور چوبیسویں نوع میں اس کے بارے میں گفتگو گزر چکی ہے۔

وَيُسْتَحَبُّ افْتِتَاحُ الْمَجْلِسِ بِقِرَاءَةِ قَارِءٍ لِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ، فَإِذَا فَرَغَ اسْتَنْصَتَ الْمُسْتَمْلِي أَهْلَ الْمَجْلِسِ إِنْ كَانَ فِيهِ لَغَطٌ، ثُمَّ يُبَسْمِلُ، وَيَحْمَدُ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَيُصَلِّي عَلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَيَتَحَرَّى الْأَبْلَغَ فِي ذَلِكَ، ثُمَّ يُقْبِلُ عَلَى الْمُحَدِّثِ، وَيَقُولُ: مَنْ ذَكَرْتَ أَوْ مَا ذَكَرْتَ رَحِمَكَ اللهُ، أَوْ غَفَرَ اللهُ لَكَ، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ، (وَاللهُ أَعْلَمُ).

وَكُلَّمَا انْتَهَى إِلَى ذِكْرِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - صَلَّى عَلَيْهِ، وَذَكَرَ الْخَطِيبُ أَنَّهُ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِذَلِكَ، وَإِذَا انْتَهَى إِلَى ذِكْرِ الصَّحَابِيِّ قَالَ: "رَضِيَ اللهُ عَنْهُ".

اور قاری کا قرآن عظیم کے کسی حصے کی قرأت کے ساتھ مجلس کو شروع کرنا مستحب ہے۔ پس جب فارغ ہو جائے تو مستملی اہل مجلس کو اگر اس میں شور ہو تو چپ کرائے، پھر بسم اللہ پڑھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد بیان کرے اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے اور اس میں بہت غور وخوض کرے پھر محدث کی طرف متوجہ ہو اور کہے جس کا آپ نے ذکر کیا یا جو آپ نے ذکر کیا اللہ آپ پر رحم فرمائے، یا اللہ آپ کی مغفرت فرمائے یا اس جیسے اور الفاظ کہے، اور جب بھی نبی ﷺ کے ذکر پر پہنچے تو آپ ﷺ پر درود بھیجے۔ اور خطیب نے ذکر کیا کہ اس کو بلند آواز کے ساتھ کہے، اور جب صحابی کے ذکر پر پہنچے تو ''رضی اللہ عنہ'' کہے۔

وَيَحْسُنُ بِالْمُحَدِّثِ الثَّنَاءُ عَلَى شَيْخِهِ فِي حَالَةِ الرِّوَايَةِ عَنْهُ بِمَا هُوَ أَهْلٌ لَهُ، فَقَدْ فَعَلَ ذَلِكَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ، وَالْعُلَمَاءِ، كَمَا رُوِيَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ كَانَ إِذَا حَدَّثَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: "حَدَّثَنِي الْبَحْرُ"، وَعَنْ وَكِيعٍ أَنَّهُ قَالَ: "حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْحَدِيثِ".
وَأَهَمُّ مِنْ ذَلِكَ الدُّعَاءُ لَهُ عِنْدَ ذِكْرِهِ، فَلَا يَغْفُلَنَّ عَنْهُ.

اور محدث کیلئے بہتر یہ ہے کہ اپنے شیخ سے روایت بیان کرتے ہوئے ان کی تعریف کرے جس کے وہ اہل ہوں پس تحقیق بہت سے اسلاف اور علماء نے ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ عطاء بن ابی رباح کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ جب وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے تو فرماتے: ''مجھ سے بحر (علم کے سمندر) نے بیان کیا'' اور وکیع کے بارے میں ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''ہم سے سفیانؒ نے بیان کیا جو امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں'' اور شیخ کے ذکر کے وقت ان کے لئے دعا کرنا اس سے زیادہ اہم ہے۔ پس اس سے ہرگز غافل نہ ہونا چاہیے۔

وَلَا بَأْسَ بِذِكْرِ مَنْ يَرْوِي عَنْهُ بِمَا يُعْرَفُ بِهِ مِنْ لَقَبٍ، كَغُنْدَرٍ لَقَبِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ صَاحِبِ شُعْبَةَ، وَلُوَيْنٍ لَقَبِ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْمِصِّيصِيِّ، أَوْ نِسْبَةٍ إِلَى أُمٍّ عُرِفَ بِهَا، كَيَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ الصَّحَابِيِّ وَهُوَ ابْنُ أُمَيَّةَ، وَمُنْيَةُ أُمُّهُ، وَقِيلَ: جَدَّتُهُ أُمُّ أَبِيهِ، أَوْ وَصْفٍ بِصِفَةِ نَقْصٍ فِي جَسَدِهِ عُرِفَ بِهَا، كَسُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، وَعَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، إِلَّا مَا يَكْرَهُهُ مِنْ ذَلِكَ، كَمَا فِي إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْرُوفِ بِابْنِ عُلَيَّةَ، وَهِيَ أُمُّهُ،وَقِيلَ: أُمُّ أُمِّهِ، رُوِّينَا عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: "حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ"، فَنَهَاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَقَالَ: "قُلْ: إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُنْسَبَ إِلَى أُمِّهِ"، فَقَالَ: "قَدْ قَبِلْنَا مِنْكَ يَا مُعَلِّمَ الْخَيْرِ".

اور جس سے روایت کی جائے اس کا وہ لقب ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں جس سے وہ پہچانا جاتا ہے جیسا کہ غندر محمد بن جعفر کا لقب ہے جو شعبہ کے ساتھی ہیں، اور لوین محمد بن سلیمان المصیصی کا لقب ہے، یا ماں کی طرف نسبت کرنا جس سے وہ پہچانا جاتا ہو۔ جیسا کہ یعلی بن منیہ صحابی ہیں اور وہ امیہ کے بیٹے ہیں اور منیہ ان کی والدہ ہیں، اور کہا گیا کہ ان کی دادی ہیں یعنی والد کی والدہ۔ یا ایسی صفت کا ذکر کرنا جو ان کے جسم میں نقص ہو اور وہ اس کے ساتھ پہچانے جاتے ہوں، جیسا کہ سلیمان الاعمش (اکثر آنسو بہنے سے کمزور نظر ہو جانا) اور عاصم الاحول (بھینگا پن) مگر جب وہ اس کو ناپسند کریں (تو عیب کو ذکر نہ کرے)، جیسا کہ اسماعیل بن ابراہیم جو کہ ابن عُلَیّہ کے نام سے معروف ہیں، اور یہ ان کی والدہ ہیں اور کہا گیا کہ نانی ہیں۔ ہم نے یحی بن معین کے بارے میں روایت کیا کہ وہ کہا کرتے تھے: ہم سے بیان کیا اسماعیل ابن عُلَیّہ نے، تو احمد بن حنبلؒ نے ان کو روکا اور فرمایا: ''اسماعیل بن ابراہیم کہو، بیشک مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ اس کو ناپسند کرتے تھے کہ ان کی ماں کی طرف منسوب کیا جائے'' تو ابن معین نے فرمایا: ''اے خیر کے سکھانے والے ہم نے آپ سے قبول کر لیا''

وَقَدِ اسْتُحِبَّ لِلْمُمْلِي أَنْ يَجْمَعَ فِي إِمْلَائِهِ بَيْنَ الرِّوَايَةِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ شُيُوخِهِ، مُقَدِّمًا لِلْأَعْلَى إِسْنَادًا، أَوِ الْأَوْلَى مِنْ وَجْهٍ آخَرَ، وَيُمْلِيَ عَنْ كُلِّ شَيْخٍ مِنْهُمْ حَدِيثًا وَاحِدًا وَيَخْتَارُ مَا عَلَا سَنَدُهُ وَقَصُرَ مَتْنُهُ، فَإِنَّهُ أَحْسَنُ، وَأَلْيَقُ، وَيَنْتَقِي مَا يُمْلِيهِ وَيَتَحَرَّى الْمُسْتَفَادَ مِنْهُ، وَيُنَبِّهُ عَلَى مَا فِيهِ مِنْ فَائِدَةٍ، وَعُلُوٍّ، وَفَضِيلَةٍ، وَيَتَجَنَّبُ مَا لَا تَحْتَمِلُهُ عُقُولُ الْحَاضِرِينَ، وَمَا يُخْشَى فِيهِ مِنْ دُخُولِ الْوَهْمِ

عَلَيْهِمْ فِي فَهْمِهِ.

وَكَانَ مِنْ عَادَةِ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ الْمَذْكُورِينَ خَتْمُ الْإِمْلَاءِ بِشَيْءٍ مِنَ الْحِكَايَاتِ، وَالنَّوَادِرِ، وَالْإِنْشَادَاتِ بِأَسَانِيدِهَا، وَذَلِكَ حَسَنٌ، (وَاللهُ أَعْلَمُ).

اور تحقیق لکھوانے والے کیلئے مستحب ہے کہ اپنی املاء میں (اسناد کے اعتبار سے اعلیٰ) شیوخ کی جماعت کی روایات کو جمع کرے اور (ان میں سے) ہر شیخ سے ایک حدیث املاء کرائے اور جس کی سند عالی اور متن مختصر ہو اس کو مختار قرار دے بیشک یہ زیادہ بہتر اور زیادہ لائق ہے اور اپنے لکھوائے ہوئے کو پرکھے اور اس سے حاصل شدہ میں غور کرے، اور اس میں موجود فائدے، عظمت اور فضیلت پر متنبہ کرے۔ اور حاضرین کی عقول جس کا تحمل نہیں کرتیں اور جس سے ان کے فہم میں وہم کے داخل ہونے کا خوف ہو اس سے پرہیز کرے۔ اور یہ ذکر کردہ لوگوں میں سے بہت سوں کی عادت تھی اور املاء کو اس کی اسناد کی حکایات، نوادر اور اشعار پر ختم کرے یہ زیادہ اچھا ہے۔ واللہ اعلم

وَإِذَا قَصَّرَ الْمُحَدِّثُ عَنْ تَخْرِيجِ مَا يُمْلِيهِ، فَاسْتَعَانَ بِبَعْضِ حُفَّاظِ وَقْتِهِ، فَخَرَّجَ لَهُ فَلَا بَأْسَ بِذَلِكَ.

قَالَ الْخَطِيبُ: "كَانَ جَمَاعَةٌ مِنْ شُيُوخِنَا يَفْعَلُونَ ذَلِكَ".

وَإِذَا نَجَزَ الْإِمْلَاءُ فَلَا غِنَى عَنْ مُقَابَلَتِهِ، وَإِتْقَانِهِ وَإِصْلَاحِ مَا فَسَدَ مِنْهُ بِزَيْغِ الْقَلَمِ، وَطُغْيَانِهِ.

هَذِهِ عُيُونٌ مِنْ آدَابِ الْمُحَدِّثِ، اجْتَزَأْنَا بِهَا مُعْرِضِينَ عَنِ التَّطْوِيلِ بِمَا لَيْسَ مِنْ مُهِمَّاتِهَا، أَوْ هُوَ ظَاهِرٌ لَيْسَ مِنْ مُشْتَبِهَاتِهَا، وَاللهُ الْمُوَفِّقُ، وَالْمُعِينُ، وَهُوَ أَعْلَمُ.

اور جب محدث اپنے لکھوائے ہوئے کی تخریج میں کوتاہی ظاہر کرے تو اپنے زمانے کے بعض حفاظ سے مدد لے جو اس کیلئے تخریج کریں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ خطیب نے فرمایا: "ہمارے شیوخ کی ایک جماعت ایسا کرتے تھے" اور جب املاء مکمل ہو جائے تو اس کا موازنہ کرنے، مضبوط کرنے، اور قلم کی لغزش اور سرکشی سے ہونے والی کمی کی اصلاح کرنے سے کوئی بے نیازی نہیں۔

یہ محدث کے آداب میں عمدہ چیز ہے جس پر ایسی تطویل سے اعراض کرتے ہوئے اکتفاء کیا ہے جو زیادہ اہم نہیں ہے یا بالکل ظاہر ہے، مشتبہات میں سے نہیں ہے۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والے اور مددگار ہیں۔ اور وہی زیادہ جاننے والے ہیں۔



النَّوْعُ الثَّامِنُ وَالْعِشْرُونَ — اٹھائیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ آدَابِ طَالِبِ الْحَدِيثِ

# حدیث کے طالب علم کے آداب

وَقَدِ انْدَرَجَ طَرَفٌ مِنْهُ فِي ضِمْنِ مَا تَقَدَّمَ.

فَأَوَّلُ مَا عَلَيْهِ تَحْقِيقُ الْإِخْلَاصِ، وَالْحَذَرُ مِنْ أَنْ يَتَّخِذَهُ وُصْلَةً إِلَى شَيْءٍ مِنَ الْأَغْرَاضِ الدُّنْيَوِيَّةِ.

رُوِّينَا ... عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: "مَنْ طَلَبَ الْحَدِيثَ لِغَيْرِ اللهِ مُكِرَ بِهِ" ....

وَرُوِّينَا ... عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: "مَا أَعْلَمُ عَمَلًا هُوَ أَفْضَلُ مِنْ طَلَبِ الْحَدِيثِ لِمَنْ أَرَادَ اللهَ بِهِ ... ". وَرُوِّينَا نَحْوَهُ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

اور تحقیق اس کا بعض حصہ ماقبل کے ضمن میں درج ہو چکا ہے۔

پس پہلی جس چیز میں کلام ہے وہ اخلاص کی تحقیق اور اس (علمِ حدیث) کو دنیوی اغراض میں سے کسی چیز کا ذریعہ بنانے سے بچنا ہے، ہم نے روایت کیا حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا: ''جس نے غیر اللہ کیلئے حدیث کو طلب کیا اس کے ساتھ دھوکہ کیا گیا'' اور ہم نے روایت کیا سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے، فرمایا: ''میں طلب حدیث سے زیادہ کسی عمل کو افضل نہیں جانتا اس شخص کیلئے جس نے اس کے ذریعے اللہ کی رضا چاہی'' اور اسی کے مثل ہم نے ابن مبارک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

وَمِنْ أَقْرَبِ الْوُجُوهِ فِي إِصْلَاحِ النِّيَّةِ فِيهِ مَا رُوِّينَا ... عَنْ أَبِي عَمْرٍو إِسْمَاعِيلَ بْنِ نُجَيْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا جَعْفَرٍ أَحْمَدَ بْنَ حَمْدَانَ، وَكَانَا عَبْدَيْنِ صَالِحَيْنِ، فَقَالَ لَهُ: "بِأَيِّ نِيَّةٍ أَكْتُبُ الْحَدِيثَ؟" فَقَالَ: "أَلَسْتُمْ تَرْوُونَ أَنَّ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ؟" قَالَ: "نَعَمْ"، قَالَ: "فَرَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رَأْسُ الصَّالِحِينَ" ....

اور نیت کے درست کرنے میں بہترین مثال جو ہم نے روایت کی ہے ابو عمرو اسماعیل بن نجید سے انہوں نے ابو جعفر احمد بن حمدان سے سوال کیا، اور دونوں ہی نیک بندے ہیں، پس ان سے پوچھا: ''میں کس نیت کے ساتھ حدیث لکھوں؟'' تو فرمایا: ''کیا تم روایت بیان نہیں کرتے کہ صالحین کے تذکرے کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے؟'' عرض کیا ''جی'' فرمایا: ''پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صالحین کا مبدأ ہیں۔''

وَلْيَسْأَلِ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى التَّيْسِيرَ، وَالتَّأْيِيدَ، وَالتَّوْفِيقَ، وَالتَّسْدِيدَ، وَلْيَأْخُذْ نَفْسَهُ بِالْأَخْلَاقِ الزَّكِيَّةِ، وَالْآدَابِ الْمَرْضِيَّةِ، فَقَدْ رُوِّينَا ... عَنْ أَبِي عَاصِمٍ النَّبِيلِ، قَالَ: " مَنْ طَلَبَ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَدْ طَلَبَ أَعْلَى أُمُورِ الدِّينِ، فَيَجِبُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ النَّاسِ " ....

اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے سہولت، تائید، توفیق اور درستگی مانگنی چاہئے۔ اور چاہئے کہ پاکیزہ اخلاق اور پسندیدہ آداب کو اپنائے۔ پس تحقیق ہم نے ابوعاصم النبیل سے روایت کیا ہے فرمایا: جس نے اس علم حدیث کو طلب کیا تو اس نے امور دین میں سے اعلیٰ چیز کو طلب کیا پس اس پر لازم ہے کہ لوگوں میں سے سب سے بہترین ہو۔

وَفِي السِّنِّ الَّذِي يُسْتَحَبُّ فِيهِ الِابْتِدَاءُ بِسَمَاعِ الْحَدِيثِ، وَبِكِتْبَتِهِ اخْتِلَافٌ، سَبَقَ بَيَانُهُ فِي أَوَّلِ النَّوْعِ الرَّابِعِ وَالْعِشْرِينَ.

وَإِذَا أَخَذَ فِيهِ فَلْيُشَمِّرْ عَنْ سَاقِ جُهْدِهِ، وَاجْتِهَادِهِ، وَيَبْدَأُ بِالسَّمَاعِ مِنْ أَسْنَدِ شُيُوخِ مِصْرِهِ، وَمِنَ الْأَوْلَى فَالْأَوْلَى مِنْ حَيْثُ الْعِلْمُ، أَوِ الشُّهْرَةُ، أَوِ الشَّرَفُ، أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ.

وَإِذَا فَرَغَ مِنْ سَمَاعِ الْعَوَالِي وَالْمُهِمَّاتِ الَّتِي بِبَلَدِهِ فَلْيَرْحَلْ إِلَى غَيْرِهِ.

رُوِّينَا ... عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ قَالَ: " أَرْبَعَةٌ لَا تُؤْنِسُ مِنْهُمْ رُشْدًا: حَارِسُ الدَّرْبِ، وَمُنَادِي الْقَاضِي، وَابْنُ الْمُحَدِّثِ، وَرَجُلٌ يَكْتُبُ فِي بَلَدِهِ وَلَا يَرْحَلُ فِي طَلَبِ الْحَدِيثِ " ....

اور وہ عمر جس میں حدیث کا سماع اور کتابت کرنا پسندیدہ ہے اختلاف ہے جس کا بیان چوبیسویں قسم کے شروع میں گزر چکا ہے۔ اور جب اس کو شروع کرے تو چاہئے کہ خوب محنت کرے اور کوشش میں پوری طاقت صرف کرے اور اپنے شہر کے شیوخ میں سے اعلیٰ سند والے شیوخ سے سماع کی ابتداء کرے اور علم، شہرت، مقام اور اس کے علاوہ امور میں زیادہ بہتر اور پھر اس کے بعد جو بہتر ہو سے سماع کی ابتداء کرے۔ اور جب اعلیٰ اور اہم اسناد کے سماع سے جو اپنے شہر میں ہوں فارغ ہو جائے تو چاہئے کہ اپنے شہر کے علاوہ دوسرے شہروں کی طرف کوچ کرے۔ ہم نے یحیٰ بن معین سے روایت کیا بیشک انہوں نے فرمایا: "چار اشخاص ایسے ہیں جن میں خیر نہیں پائی جاتی" پھاٹک کا چوکیدار، قاضی کا منادی، محدث کا بیٹا اور ایسے شخص جو اپنے شہر میں ہی کتابت حدیث کرے اور حدیث کی طلب میں کوچ نہ کرے۔

وَرُوِّينَا ... عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: " أَيَرْحَلُ الرَّجُلُ فِي طَلَبِ الْعُلُوِّ؟ " فَقَالَ: " بَلَى، وَاللهِ شَدِيدًا، لَقَدْ كَانَ عَلْقَمَةُ، وَالْأَسْوَدُ يَبْلُغُهُمَا الْحَدِيثُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَلَا يُقْنِعُهُمَا حَتَّى يَخْرُجَا إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَيَسْمَعَانِهِ مِنْهُ " ...، وَاللهُ أَعْلَمُ.

وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: " إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَدْفَعُ الْبَلَاءَ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِرِحْلَةِ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ " ....

اور ہم نے احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے بیشک ان سے پوچھا گیا: ''کیا آدمی کو بلندی (اعلیٰ سند) کے حصول کے لئے سفر کرنا چاہئے؟'' فرمایا: ''کیوں نہیں! اللہ کی قسم ضرور'' تحقیق علقمہ اور اسود کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حدیث پہنچی تھی تو انہوں نے اس پر قناعت نہیں کی حتیٰ کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے سماع کیا۔ واللہ اعلم، اور ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''حدیث والوں کے اسفار کی بدولت اللہ تعالیٰ اس امت آزمائشوں کو دور کرتے ہیں۔''

وَلَا يَحْمِلَنَّهُ الْحِرْصُ، وَالشَّرَهُ عَلَى التَّسَاهُلِ فِي السَّمَاعِ، وَالتَّحَمُّلِ، وَالْإِخْلَالِ بِمَا يُشْتَرَطُ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ، عَلَى مَا تَقَدَّمَ شَرْحُهُ.

وَلْيَسْتَعْمِلْ مَا يَسْمَعُهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ الْوَارِدَةِ بِالصَّلَاةِ وَالتَّسْبِيحِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ، فَذَلِكَ زَكَاةُ الْحَدِيثِ، عَلَى مَا رُوِّينَا ... عَنِ الْعَبْدِ الصَّالِحِ بِشْرِ بْنِ الْحَارِثِ الْحَافِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَرُوِّينَا عَنْهُ أَيْضًا أَنَّهُ قَالَ: " يَا أَصْحَابَ الْحَدِيثِ، أَدُّوا زَكَاةَ هَذَا الْحَدِيثِ، اعْمَلُوا مِنْ كُلِّ مِائَتَيْ حَدِيثٍ بِخَمْسَةِ أَحَادِيثَ " ....

حرص اور طمع اس کو سماع اور تحمل حدیث میں تساہل اور ان شرائط میں خلل واقع کرنے پر نہ ابھارے جن کی تفصیل پہلے ہو چکی ہے۔ اور چاہئے کہ وارد شدہ سنی ہوئی احادیث کو نماز، تسبیح اور دیگر اعمال صالحہ میں استعمال کرے، پس یہ حدیث کی زکوۃ ہے بسبب اس کے جو ہم نے نیک بندے بشر بن حارث الحافی سے روایت کیا، اور ہم نے ان سے یہ بھی روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: ''اے اصحاب حدیث! اس حدیث کی زکوۃ ادا کرو ہر دو سو احادیث میں سے پانچ احادیث پر (ضرور) عمل کرو''

وَرُوِّينَا ... عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: " إِذَا بَلَغَكَ شَيْءٌ مِنَ الْخَيْرِ فَاعْمَلْ بِهِ وَلَوْ مَرَّةً تَكُنْ مِنْ أَهْلِهِ " ....

وَرُوِّينَا عَنْ وَكِيعٍ، قَالَ: " إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَحْفَظَ الْحَدِيثَ فَاعْمَلْ بِهِ " ....

وَلْيُعَظِّمْ شَيْخَهُ، وَمَنْ يَسْمَعُ مِنْهُ، فَذَلِكَ مِنْ إِجْلَالِ الْحَدِيثِ، وَالْعِلْمِ، وَلَا يُثْقِلْ عَلَيْهِ، وَلَا يُطَوِّلْ بِحَيْثُ يُضْجِرُهُ، فَإِنَّهُ يُخْشَى عَلَى فَاعِلِ ذَلِكَ أَنْ يُحْرَمَ الِانْتِفَاعَ، وَقَدْ رُوِّينَا ... عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: " إِذَا طَالَ الْمَجْلِسُ كَانَ لِلشَّيْطَانِ فِيهِ نَصِيبٌ " ... (وَاللهُ أَعْلَمُ).

اور ہم نے روایت کیا عمرو بن قیس الملائی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جب تجھے کوئی خیر کی بات پہنچے تو ایک مرتبہ اس پر (ضرور) عمل کر کہ تو اس کے اہل میں سے ہو جائے'' اور ہم نے وکیع سے روایت کیا ہے فرمایا: ''جب تو حدیث کو محفوظ کرنا چاہے تو اس پر عمل کر'' اور چاہئے کہ تعظیم کرے شیخ کی اور جو اس سے سنا ہے اس کی، پس یہ حدیث اور علم کے احترام میں سے ہے۔ اور شیخ پر بوجھ نہ بنے اور نہ اتنا زیادہ ٹھہرے کہ اسے تنگ دل کر دے، بیشک ایسا کرنے والے پر خوف ہے کہ نفع حاصل کرنے سے محروم ہو جائے۔ اور تحقیق ہم نے زہری سے روایت کیا انہوں نے فرمایا: ''جب مجلس لمبی ہو گئی تو شیطان کا اس میں حصہ ہو گیا۔''

وَمَنْ ظَفِرَ مِنَ الطَّلَبَةِ بِسَمَاعِ شَيْخٍ فَكَتَمَهُ غَيْرَهُ، لِيَنْفَرِدَ بِهِ عَنْهُمْ، كَانَ جَدِيرًا بِأَنْ لَا يَنْتَفِعَ بِهِ، وَذَلِكَ مِنَ اللُّؤْمِ الَّذِي يَقَعُ فِيهِ جَهَلَةُ الطَّلَبَةِ الْوُضَعَاءِ، وَمِنْ أَوَّلِ فَائِدَةِ طَلَبِ الْحَدِيثِ الْإِفَادَةُ، رُوِّينَا ... عَنْ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: "مِنْ بَرَكَةِ الْحَدِيثِ إِفَادَةُ بَعْضِهِمْ بَعْضًا "....

وَرُوِّينَا ... عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ رَاهَوَيْهِ أَنَّهُ قَالَ لِبَعْضِ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ فِي جَمَاعَةٍ: " انْسَخْ مِنْ كِتَابِهِمْ مَا قَدْ قَرَأْتُ، فَقَالَ: إِنَّهُمْ لَا يُمَكِّنُونَنِي، قَالَ: إِذًا وَاللهِ لَا يُفْلِحُونَ، قَدْ رَأَيْنَا أَقْوَامًا مَنَعُوا هَذَا السَّمَاعَ، فَوَاللهِ مَا أَفْلَحُوا، وَلَا أَنْجَحُوا "....

قُلْتُ: وَقَدْ رَأَيْنَا نَحْنُ أَقْوَامًا مَنَعُوا السَّمَاعَ فَمَا أَفْلَحُوا، وَلَا أَنْجَحُوا، وَنَسْأَلُ اللهَ الْعَافِيَةَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور طلبہ میں سے جو شیخ کے سماع میں کامیاب ہو گیا پھر اس نے اس کو دوسروں سے چھپایا تا کہ اس میں باقیوں سے ممتاز ہو جائے، اس کے لائق یہ ہے کہ اسے اس کا نفع نہ پہنچے۔ یہ وہ بخل ہے جس میں جاہل خسیس طلبہ پڑ جاتے ہیں۔ اور طلب حدیث کا پہلا فائدہ نفع پہنچانا ہے۔ ہم نے مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا بیشک انہوں نے فرمایا: ''حدیث کی برکات میں سے ہے کہ بعض بعض کو اس سے فائدہ پہنچائیں'' اور ہم نے اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ'' سے روایت کی انہوں نے جماعت میں ان سے سماع کرنے والوں میں سے کسی سے فرمایا: ''جو تو پڑھ چکا ان باقی طلبہ کی کتاب سے نقل کر لے'' تو اس نے کہا: ''بیشک وہ مجھے لکھنے کی قدرت نہیں دیتے'' فرمایا: پھر اللہ کی قسم نہ وہ کامیاب ہوں گے نہ مطلوب کو پہنچیں گے،

میں کہتا ہوں: اور ہم نے بھی بہت سی اقوام کو دیکھا جنہوں نے سماع سے منع کیا نہ تو انہوں نے فلاح پائی نہ کامیاب ہوئے، اور ہم اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

وَلَا يَكُنْ مِمَّنْ يَمْنَعُهُ الْحَيَاءُ، أَوِ الْكِبْرُ عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الطَّلَبِ. وَقَدْ رُوِّينَا ... عَنْ مُجَاهِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: " لَا يَتَعَلَّمُ مُسْتَحٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٌ " ... ، وَرُوِّينَا ... عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَابْنِهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالَا: " مَنْ رَقَّ وَجْهُهُ رَقَّ عِلْمُهُ "....

وَلَا يَأْنَفُ مِنْ أَنْ يَكْتُبَ عَمَّنْ دُونَهُ مَا يَسْتَفِيدُهُ مِنْهُ. رُوِّينَا ... عَنْ وَكِيعِ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: " لَا يَنْبُلُ الرَّجُلُ مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ حَتَّى يَكْتُبَ عَمَّنْ هُوَ فَوْقَهُ وَعَمَّنْ هُوَ مِثْلُهُ، وَعَمَّنْ هُوَ دُونَهُ " ... ، وَلَيْسَ بِمُوَفَّقٍ مَنْ ضَيَّعَ شَيْئًا مِنْ وَقْتِهِ فِي الِاسْتِكْثَارِ مِنَ الشُّيُوخِ، لِمُجَرَّدِ اسْمِ الْكَثْرَةِ وَصِيتِهَا.

وَلَيْسَ مِنْ ذَلِكَ ... قَوْلُ أَبِي حَاتِمٍ الرَّازِيِّ: " إِذَا كَتَبْتَ فَقَمِّشْ، وَإِذَا حَدَّثْتَ فَفَتِّشْ "....

وَلْيَكْتُبْ، وَلْيَسْمَعْ مَا يَقَعُ إِلَيْهِ مِنْ كِتَابٍ أَوْ جُزْءٍ عَلَى التَّمَامِ، وَلَا يَنْتَخِبْ. فَقَدْ ... قَالَ ابْنُ

الْمُبَارَكِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: " مَا انْتَخَبْتُ عَلَى عَالِمٍ قَطُّ إِلَّا نَدِمْتُ " ....

اور ان میں سے نہ بن جن کو حیاء او تکبر کثرت طلب سے روکتے ہیں۔ اور ہم نے مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے بیشک انہوں نے فرمایا: ''حیاء اور تکبر کرنے والا نہیں سیکھتا'' اور ہم نے روایت کیا عمر بن خطاب اور ان کے بیٹے رضی اللہ عنہما سے بیشک ان دونوں نے فرمایا: ''جس نے شرم کی اس کا علم کمزور ہو گیا'' اپنے سے کم درجے والے سے مفید چیز سیکھنے سے ناک نہ چڑھائے۔ ہم نے روایت کی وکیع بن جراح رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا: کوئی شخص اصحابِ حدیث سے اچھی طرح واقف نہیں ہوتا جب تک اپنے سے بلند درجے والے سے اور برابر والے سے اور کم درجے والے سے نہ لکھے۔'' اور توفیق والا نہیں ہے جس کا وقت صرف زیادہ ناموں کو جمع کرنے کیلئے شیوخ کی تعداد بڑھانے میں ضائع ہو گیا۔ اور ابو حاتم الرازی کا قول اس بحث میں سے نہیں: ''جب تو لکھے تو ادھر ادھر سے جمع کر، اور جب تو بیان کرے تو تحقیق تفتیش کیا کر'' اور کسی بھی کتاب یا جزء سے کتابت یا سماع کرے تو مکمل کا کرے اس میں سے انتخاب نہ کرے، پس تحقیق ابنِ مبارک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے کبھی کسی عالم سے انتخاب نہیں کیا مگر میں نادم ہوا''

وَرُوِّينَا عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: " لَا يُنْتَخَبُ عَلَى عَالِمٍ إِلَّا بِذَنْبٍ "، وَرُوِّينَا - أَوْ بَلَغَنَا - ... عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ قَالَ: " سَيَنْدَمُ الْمُنْتَخِبُ فِي الْحَدِيثِ حِينَ لَا تَنْفَعُهُ النَّدَامَةُ " ....

اور ہم نے ان سے روایت کیا بیشک انہوں نے فرمایا: ''کسی عالم سے انتخاب نہیں کیا جاتا مگر کسی برائی کی وجہ سے'' اور ہم نے روایت کی یا ہمیں خبر پہنچی یحییٰ بن معین سے انہوں نے فرمایا: ''حدیث میں انتخاب کرنے والا عنقریب نادم ہوگا جب اسے ندامت کوئی نفع نہ دے گی۔''

فَإِنْ ضَاقَتْ بِهِ الْحَالُ عَنِ الِاسْتِيعَابِ، وَأُحْوِجَ إِلَى الِانْتِقَاءِ، وَالِانْتِخَابِ، تَوَلَّى ذَلِكَ بِنَفْسِهِ إِنْ كَانَ أَهْلًا مُمَيِّزًا، عَارِفًا بِمَا يَصْلُحُ لِلِانْتِقَاءِ، وَالِاخْتِيَارِ، وَإِنْ كَانَ قَاصِرًا عَنْ ذَلِكَ اسْتَعَانَ بِبَعْضِ الْحُفَّاظِ لِيَنْتَخِبَ لَهُ.

پس اگر صورت حال میں احاطہ کرنے کی گنجائش نہ ہو اور چھانٹنے اور انتخاب کرنے کی زیادہ ضرورت ہو تو خود کو اس میں لگا دے اگر اس کا اہل ہو، تمیز کرنے والا ہو اور چھانٹنے والا اور اختیار کرنے کیلئے جن چیزوں (علوم) کی ضرورت ہو ان کا سمجھنے والا ہو۔ اور اس سے قاصر ہو تو بعض حفاظ سے مدد حاصل کرلے کہ اس کے لئے منتخب کر دیں۔

وَقَدْ كَانَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْحُفَّاظِ مُتَصَدِّينَ لِلِانْتِقَاءِ عَلَى الشُّيُوخِ، وَالطَّلَبَةُ تَسْمَعُ وَتَكْتُبُ بِانْتِخَابِهِمْ، مِنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ بْنُ أُرْمَةَ الْأَصْبَهَانِيُّ، وَأَبُو عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَعْرُوفُ بِعُبَيْدٍ الْعِجْلِ، وَأَبُو الْحَسَنِ الدَّارَقُطْنِيُّ، وَأَبُو بَكْرٍ الْجِعَابِيُّ، فِي آخَرِينَ.

حفاظ کی ایک جماعت شیوخ سے (روایات کے) چھانٹنے کی طرف متوجہ ہوئی، اور طلبہ ان کے انتخاب کو سنتے اور لکھتے تھے۔ جن میں ابراھیم بن ارمہ الاصبہانی، ابو عبداللہ حسین بن محمد جو عبید العجل کے نام سے معروف ہیں، ابوالحسن الدارقطنی اور ابو بکر الجعانی

جو اخیر زمانے والوں میں ہیں۔

وَكَانَتِ الْعَادَةُ جَارِيَةً بِرَسْمِ الْحَافِظِ عَلَامَةً فِي أَصْلِ الشَّيْخِ عَلَى مَا يَنْتَخِبُهُ، فَكَانَ النُّعَيْمِيُّ أَبُو الْحَسَنِ يُعَلِّمُ بِصَادٍ مَمْدُودَةٍ، وَأَبُو مُحَمَّدٍ الْخَلَّالُ بِطَاءٍ مَمْدُودَةٍ، وَأَبُو الْفَضْلِ الْفَلَكِيُّ بِصُورَةِ هَمْزَتَيْنِ، وَكُلُّهُمْ يُعَلِّمُ بِحِبْرٍ فِي الْحَاشِيَةِ الْيُمْنَى مِنَ الْوَرَقَةِ، وَعَلَّمَ الدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْحَاشِيَةِ الْيُسْرَى بِخَطٍّ عَرِيضٍ بِالْحُمْرَةِ، وَكَانَ أَبُو الْقَاسِمِ اللَّالَكَائِيُّ الْحَافِظُ يُعَلِّمُ بِخَطٍّ صَغِيرٍ بِالْحُمْرَةِ عَلَى أَوَّلِ إِسْنَادِ الْحَدِيثِ، وَلَا تَحَجُّرَ فِي ذَلِكَ وَلِكُلٍّ الْخِيَارُ.

حافظ محدث کی اس علامت ہی کے ساتھ لکھنے کی عادت جاری رہی جو کہ ان کے شیخ کے اصل نسخہ میں بطور علامت کے متعین تھی ۔ یہ عادت جاری رہی ۔ پس النعیمی ابوالحسن کو صاد ممدودہ کے ساتھ جانا جاتا تھا۔ اور ابومحمد الخلال کو طاء ممدودہ کے ساتھ اور ابوالفضل الفلکی کو ہمزتین کی صورت کے ساتھ ۔ اور ان تمام کو ورق کے دائیں حاشیے میں خبر کے ساتھ جانا جاتا تھا۔ اور دارقطنی کو بائیں حاشیے میں چوڑے سرخ خط کے ساتھ جانا جاتا تھا۔ اور ابوالقاسم الکائی الحافظ کو حدیث کی پہلی اسناد کے اوپر چھوٹے سرخ خط کے ساتھ جانا جاتا تھا۔ اور اس میں کوئی تنگی نہیں ہے اور تمام کے لئے خیار ہے۔

ثُمَّ لَا يَنْبَغِي لِطَالِبِ الْحَدِيثِ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى سَمَاعِ الْحَدِيثِ، وَكَتْبِهِ دُونَ مَعْرِفَتِهِ، وَفَهْمِهِ، فَيَكُونُ قَدْ أَتْعَبَ نَفْسَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَظْفَرَ بِطَائِلٍ، وَبِغَيْرِ أَنْ يَحْصُلَ فِي عِدَادِ أَهْلِ الْحَدِيثِ، بَلْ لَمْ يَزِدْ عَلَى أَنْ صَارَ مِنَ الْمُتَشَبِّهِينَ الْمَنْقُوصِينَ، الْمُتَحَلِّينَ بِمَا هُمْ مِنْهُ عَاطِلُونَ.

پھر طالب حدیث کیلئے مناسب نہیں کہ جانے اور سمجھے بغیر صرف حدیث کے سماع اور کتابت پر انحصار کرے پس یہ بغیر بڑی کامیابی حاصل کیے اور اہل حدیث میں شمولیت پائے بغیر اپنے نفس کو تھکانے والا ہو جائے گا۔ بلکہ اس نے اس سے زیادہ نہیں کیا کہ ان سے مشابہت اختیار کر کے نقصان پہنچانے والوں میں سے ہو گیا، جو کہ اس چیز کے ساتھ مزین ہونے والے ہیں جس کو وہ خود چھوڑنے والے ہیں۔

قُلْتُ: أَنْشَدَنِي أَبُو الْمُظَفَّرِ بْنُ الْحَافِظِ أَبِي سَعْدٍ السَّمْعَانِيُّ رَحِمَهُ اللهُ - لَفْظًا - بِمَدِينَةِ مَرْوَ، قَالَ: أَنْشَدَنَا وَالِدِي - لَفْظًا، أَوْ قِرَاءَةً عَلَيْهِ - قَالَ: أَنْشَدَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَاصِرٍ السَّلَامِيُّ مِنْ لَفْظِهِ، قَالَ: أَنْشَدَنَا الْأَدِيبُ الْفَاضِلُ فَارِسُ بْنُ الْحُسَيْنِ لِنَفْسِهِ:

يَا طَالِبَ الْعِلْمِ الَّذِي ... ذَهَبَتْ بِمُدَّتِهِ الرِّوَايَهْ

كُنْ فِي الرِّوَايَةِ ذَا الْعِنَا ... يَةِ بِالرِّوَايَةِ وَالدِّرَايَهْ

وَارْوِ الْقَلِيلَ وَرَاعِهِ ... فَالْعِلْمُ لَيْسَ لَهُ نِهَايَهْ

میں کہتا ہوں: مجھے ابوالمظفر بن الحافظ ابوسعد السمعانی رحمہ اللہ نے مرو شہر میں لفظاً شعر سنائے فرمایا: ہمیں لفظاً میرے والد نے

شعر سنائے اور میں نے ان پر قرأت کی فرمایا: ہمیں محمد بن ناصر الاسلامی نے انہی الفاظ سے شعر سنائے فرمایا: ہمیں الادیب الفاضل فارس بن الحسین نے اپنی جانب سے شعر سنائے:

اے وہ طالب علم جس نے روایت میں طویل مدت گزاری

(علم) روایت میں روایت اور درایت کے ساتھ ساتھ توجہ دینے والا بن جا

تھوڑا روایت کر اور اس کی حفاظت کر پس علم کی تو کوئی انتہا نہیں ہے

وَلْيُقَدِّمِ الْعِنَايَةَ بِالصَّحِيحَيْنِ، ثُمَّ بِسُنَنِ أَبِي دَاوُدَ، وَسُنَنِ النَّسَائِيِّ، وَ كِتَابِ التِّرْمِذِيِّ، ضَبْطًا لِمُشْكِلِهَا، وَفَهْمًا لِخَفِيِّ مَعَانِيهَا، وَلَا يُخْدَعَنَّ عَنْ كِتَابِ السُّنَنِ الْكَبِيرِ لِلْبَيْهَقِيِّ، فَإِنَّا لَا نَعْلَمُ مِثْلَهُ فِي بَابِهِ.

ثُمَّ بِسَائِرِ مَا تَمَسُّ حَاجَةُ صَاحِبِ الْحَدِيثِ إِلَيْهِ مِنْ كُتُبِ الْمَسَانِيدِ كَمُسْنَدِ أَحْمَدَ، وَمِنْ كُتُبِ الْجَوَامِعِ الْمُصَنَّفَةِ فِي الْأَحْكَامِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلَى الْمَسَانِيدِ وَغَيْرِهَا، وَمُوَطَّأُ مَالِكٍ هُوَ الْمُقَدَّمُ مِنْهَا.

وَمِنْ كُتُبِ عِلَلِ الْحَدِيثِ، وَمِنْ أَجْوَدِهَا كِتَابُ الْعِلَلِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَ كِتَابُ الْعِلَلِ عَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ.

وَمِنْ كُتُبِ مَعْرِفَةِ الرِّجَالِ وَتَوَارِيخِ الْمُحَدِّثِينَ، وَمِنْ أَفْضَلِهَا (تَارِيخُ الْبُخَارِيِّ الْكَبِيرُ) وَ (كِتَابُ الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ) لِابْنِ أَبِي حَاتِمٍ. وَمِنْ كُتُبِ الضَّبْطِ لِمُشْكِلِ الْأَسْمَاءِ، وَمِنْ أَكْمَلِهَا " كِتَابُ الْإِكْمَالِ " لِأَبِي نَاصِرِ بْنِ مَاكُولَا.

روایت کی مشکلات کو ضبط کرنے اور اس کے پوشیدہ معانی کو سمجھنے کے لئے پہلے صحیحین کی طرف مشغول ہونا چاہئے پھر سنن ابی داؤد پھر سنن نسائی پھر ترمذی کی طرف، اور بیہقی کی کتاب السنن الکبیر سے بھول میں نہ رہنا، بیشک ہم تو اس باب میں اس جیسی کوئی اور کتاب نہیں جانتے۔ پھر کتب مسانید میں سے تمام کتابیں جن کی صاحب حدیث کو ضرورت ہو۔ جیسا کہ مسند احمد، پھر احکام کے بارے میں لکھی گئی جامع کتاب جو مسند وغیر مسند تمام پر مشتمل ہوں، اور موطا مالک اس سے مقدم ہے پھر علل حدیث کی کتب اور ان میں سب سے عمدہ احمد بن حنبل کی کتاب العلل اور دار قطنی کی کتاب العلل ہے۔ پھر معرفت رجال اور تواریخ محدثین اور ان میں سب سے افضل '' تاریخ البخاری الکبیر'' اور ابن ابی حاتم کی '' کتاب الجرح والتعدیل'' اور اسماء کے مشکلات کو ضبط کرنے والی کتابیں اور ان میں سب سے کامل ابونصر بن ماکولا کی '' کتاب الاکمال'' ہے۔

وَلْيَكُنْ كُلَّمَا مَرَّ بِهِ اسْمٌ مُشْكِلٌ، أَوْ كَلِمَةٌ مِنْ حَدِيثٍ مُشْكِلَةٌ، بَحَثَ عَنْهَا، وَأَوْدَعَهَا قَلْبَهُ، فَإِنَّهُ يَجْتَمِعُ لَهُ بِذَلِكَ عِلْمٌ كَثِيرٌ فِي يُسْرٍ.

وَلْيَكُنْ تَحَفُّظُهُ لِلْحَدِيثِ عَلَى التَّدْرِيجِ قَلِيلًا قَلِيلًا مَعَ الْأَيَّامِ وَاللَّيَالِي، فَذَلِكَ أَحْرَى بِأَنْ يُمَتَّعَ

بِمَحْفُوظِهٖ.

اور چاہئے کہ جب بھی کسی مشکل اسم یا مشکل حدیث کے کلمہ سے سابقہ پڑے تو اس مشکل سے بحث کرے اور اس کی تحقیق کرے اور اسے اپنے دل میں محفوظ کر لے۔ بیشک ایسا کرنے کے ساتھ اس کیلئے بہت سا علم آسانی کے ساتھ جمع ہو جائے گا۔ اور چاہئے کہ اس کا حدیث کو یاد کرنا روز بروز تدریجاً تھوڑا تھوڑا ہو پس یہ مناسب طریقہ ہے جس کے ذریعے وہ اپنی محفوظ کردہ احادیث سے نفع حاصل کرے گا۔

وَمِمَّنْ وَرَدَ ذَلِكَ عَنْهُ مِنْ حُفَّاظِ الْحَدِيثِ الْمُتَقَدِّمِينَ: شُعْبَةُ، وَابْنُ عُلَيَّةَ، وَمَعْمَرٌ.

وَرُوِّينَا عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ: ... سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: " مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ جُمْلَةً فَاتَهُ جُمْلَةً، وَإِنَّمَا يُدْرَكُ الْعِلْمُ حَدِيثًا، وَحَدِيثَيْنِ " ....

وَلْيَكُنِ الْإِتْقَانُ مِنْ شَأْنِهِ، فَقَدْ... قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: " الْحِفْظُ الْإِتْقَانُ " ....

ثُمَّ إِنَّ الْمُذَاكَرَةَ بِمَا يَتَحَفَّظُهُ مِنْ أَقْوَى أَسْبَابِ الْإِمْتَاعِ بِهِ، رُوِّينَا ... عَنْ عَلْقَمَةَ النَّخَعِيِّ قَالَ: " تَذَاكَرُوا الْحَدِيثَ، فَإِنَّ حَيَاتَهُ ذِكْرُهُ " ... . ... وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ: " مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَحْفَظَ الْحَدِيثَ، فَلْيُحَدِّثْ بِهِ، وَلَوْ أَنْ يُحَدِّثَ بِهِ مَنْ لَا يَشْتَهِيهِ " ....

وَلْيَشْتَغِلْ بِالتَّخْرِيجِ، وَالتَّأْلِيفِ، وَالتَّصْنِيفِ إِذَا اسْتَعَدَّ لِذَلِكَ، وَتَأَهَّلَ لَهُ، فَإِنَّهُ - كَمَا قَالَ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ - يُثَبِّتُ الْحِفْظَ، وَيُذَكِّي الْقَلْبَ، وَيَشْحَذُ الطَّبْعَ، وَيُجِيدُ الْبَيَانَ، وَيَكْشِفُ الْمُلْتَبِسَ، وَيُكْسِبُ جَمِيلَ الذِّكْرِ، وَيُخَلِّدُهُ إِلَى آخِرِ الدَّهْرِ، وَقَلَّ مَا يَمْهَرُ فِي عِلْمِ الْحَدِيثِ، وَيَقِفُ عَلَى غَوَامِضِهِ، وَيَسْتَبِينُ الْخَفِيَّ مِنْ فَوَائِدِهِ إِلَّا مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ.

جن متقدمین حفاظِ حدیث سے اس کے بارے میں وارد ہوا وہ شعبہ، ابنِ عُلیّہ اور معمر ہیں۔ اور ہم نے معمر سے روایت کیا، فرمایا: میں نے زہری کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے علم کو اکٹھا حاصل کیا، اکٹھا ہی کھو دیا، علم تو ایک ایک اور دو دو حدیثیں کر کے ہی حاصل کیا جاتا ہے، لیکن اس کی شان یہ ہے کہ پختہ یاد ہو۔'' تحقیق عبد الرحمن ابنِ مہدی نے فرمایا: ''حفظ تو پختگی والا ہی ہوتا ہے'' پھر بیشک جن (ذرائع) کے ساتھ حفظ کیا جاتا ہے ان میں مذاکرہ نفع پہنچانے والے اسباب میں سب سے زیادہ قوی ہے۔ ہم نے علقمہ النخعی سے روایت کیا، فرمایا: ''حدیث کا مذاکرہ کرو، بیشک اس کا بقا یاد کرنا ہے۔'' اور ابراہیم النخعی سے مروی ہے فرمایا: ''جسے حدیث کا یاد کرنا خوش کرے، اس کو چاہئے کہ حدیث بیان کرے اگرچہ ایسے شخص سے بیان کرے جسے اس کی چاہت نہیں'' اور چاہئے کہ جب تخریج، تالیف اور تصنیف کی استعداد اور اہلیت ہو تو اس میں مشغول ہو جائے۔ پس بیشک جیسے الخطیب الحافظ نے فرمایا: حافظے کو مضبوط کرے، دل کو پاکیزہ بنائے، طبیعت کو کشادہ رکھے، عمدہ گفتگو کرے، کشادہ لباس پہنے، اور نیک نامی کمائے اور اخیر زمانے تک اسے قائم رکھے۔ علمِ حدیث کا ماہر، باریکیوں کو سمجھنے والا، فوائد کی پوشیدگیوں کو واضح کرنے والا بہت کمیاب ہے مگر

جس نے ان افعال کو اختیار کیا۔

وَحَدَّثَ الصُّورِيُّ الْحَافِظُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: " رَأَيْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ عَبْدَ الْغَنِيِّ بْنَ سَعِيدٍ الْحَافِظَ فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ لِي: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ، خَرِّجْ، وَصَنِّفْ قَبْلَ أَنْ يُحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ، هَذَا أَنَا تَرَانِي قَدْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ ذَلِكَ " ....

اور بیان کیا الصوری الحافظ محمد بن علی نے ،فرمایا: میں نے ابو محمد عبد الغنی بن سعید الحافظ کو خواب میں دیکھا، پس مجھ سے فرمایا: اے ابوعبداللہ! تخریج وتصنیف کر اس سے پہلے کہ تیرے اور اس کے درمیان (کوئی مشغولی) حائل کر دی جائے۔ مجھے دیکھ لے کہ میرے اور اس کے درمیان (مشغولی) حائل ہو چکی۔

وَلِلْعُلَمَاءِ بِالْحَدِيثِ فِي تَصْنِيفِهِ طَرِيقَتَانِ:

إِحْدَاهُمَا: التَّصْنِيفُ عَلَى الْأَبْوَابِ، وَهُوَ تَخْرِيجُهُ عَلَى أَحْكَامِ الْفِقْهِ، وَغَيْرِهَا، وَتَنْوِيعُهُ أَنْوَاعًا وَجَمْعُ مَا وَرَدَ فِي كُلِّ حُكْمٍ، وَكُلِّ نَوْعٍ فِي بَابٍ فَبَابٍ.

وَالثَّانِيَةُ: تَصْنِيفُهُ عَلَى الْمَسَانِيدِ، وَجَمْعُ حَدِيثِ كُلِّ صَحَابِيٍّ وَحْدَهُ، وَإِنِ اخْتَلَفَتْ أَنْوَاعُهُ، وَلِمَنِ اخْتَارَ ذَلِكَ أَنْ يُرَتِّبَهُمْ عَلَى حُرُوفِ الْمُعْجَمِ فِي أَسْمَائِهِمْ، وَلَهُ أَنْ يُرَتِّبَهُمْ عَلَى الْقَبَائِلِ، فَيَبْدَأُ بِبَنِي هَاشِمٍ، ثُمَّ بِالْأَقْرَبِ، فَالْأَقْرَبِ نَسَبًا مِنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَلَهُ أَنْ يُرَتِّبَ عَلَى سَوَابِقِ الصَّحَابَةِ، فَيَبْدَأُ بِالْعَشَرَةِ، ثُمَّ بِأَهْلِ بَدْرٍ، ثُمَّ بِأَهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ، ثُمَّ بِمَنْ أَسْلَمَ، وَهَاجَرَ بَيْنَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَفَتْحِ مَكَّةَ، وَيَخْتِمُ بِأَصَاغِرِ الصَّحَابَةِ كَأَبِي الطُّفَيْلِ، وَنُظَرَائِهِ، ثُمَّ بِالنِّسَاءِ، وَهَذَا أَحْسَنُ، وَالْأَوَّلُ أَسْهَلُ، وَفِي ذَلِكَ مِنْ وُجُوهِ التَّرْتِيبِ غَيْرُ ذَلِكَ.

اور حدیث کی تصنیف میں علماءِ حدیث کے دو طریقے ہیں:

ان میں سے ایک یہ ہے:

کہ ابواب کی ترتیب پر تصنیف کرنا، اور وہ احکام فقہ وغیرہ پر اس کی تخریج کرتا ہے، اور انواع بنا کر تقسیم کرتا ہے اور ہر حکم کے بارے میں وارد ہونے والی روایت کا جمع کرتا ہے اور ہر نوع کو باب در باب لکھتا ہے۔

اور دوسرا طریقہ:

مسانید کی ترتیب پر احادیث کا تصنیف کرتا ہے اور ہر صحابی کی حدیث کو یکجا جمع کرتا ہے اگر چہ اس کی انواع مختلف ہوں۔ اور جس نے اس کو اختیار کیا کہ جن اسماء کو حروف معجم پر مرتب کیا، اور اس کو اختیار ہے کہ قبائل کی ترتیب پر مرتب کرے۔ پس بنی ہاشم سے شروع کرے، پھر جو رسول اللہ ﷺ کے نسب میں قریب والا ہو، پھر جو اس کے بعد قریب والا ہو۔ اور اس کو اختیار ہے کہ متقدمین صحابہ کی ترتیب پر مرتب کرے۔ پس عشرہ (مبشرہ) رضی اللہ عنہم سے ابتدا کرے پھر اہل حدیبیہ (کی روایات) کو ذکر کرے۔

پھراس کوجواسلام لایا حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان اور ہجرت کی، اور چھوٹے صحابہ جیسا کہ ابوالطفیل رضی اللہ عنہ اور دیگر ان جیسے حضرات پر ختم کرے، پھر مستورات (کی روایات ذکر کرے)۔ یہ طریقہ زیادہ اچھا ہے اور پہلا زیادہ آسان ہے۔ اور اس میں اس کے علاوہ بھی وجوہ ترتیب ہیں۔

ثُمَّ إِنَّ مِنْ أَعْلَى الْمَرَاتِبِ فِي تَصْنِيفِهِ تَصْنِيفَهُ مُعَلَّلًا، بِأَنْ يَجْمَعَ فِي كُلِّ حَدِيثٍ طُرُقَهُ، وَاخْتِلَافَ الرُّوَاةِ فِيهِ، كَمَا فَعَلَ يَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ فِي مُسْنَدِهِ.

وَمِمَّا يَعْتَنُونَ بِهِ فِي التَّأْلِيفِ جَمْعُ الشُّيُوخِ، أَيْ: جَمْعُ حَدِيثِ شُيُوخٍ مَخْصُوصِينَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ عَلَى انْفِرَادِهِ. ...

پھر بیشک تصنیف میں اعلیٰ مرتبہ معلل کا ہے کہ ہر حدیث کو طرق اور رواۃ کے اختلاف کے ساتھ جمع کرے۔ جیسا کہ یعقوب بن شیبہ نے اپنی تصنیف میں کیا ہے۔

اور مؤلفین، تالیف میں جن چیزوں کا التزام کرتے ہیں وہ شیوخ کا جمع کرنا ہے یعنی مخصوص شیوخ میں سے ہر ایک کی روایات کو انفرادی طور پر جمع کرنا۔

قَالَ عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: "يُقَالُ: مَنْ لَمْ يَجْمَعْ حَدِيثَ هَؤُلَاءِ الْخَمْسَةِ فَهُوَ مُفْلِسٌ فِي الْحَدِيثِ: سُفْيَانُ، وَشُعْبَةُ، وَمَالِكٌ، وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَهُمْ أُصُولُ الدِّينِ" ....

وَأَصْحَابُ الْحَدِيثِ يَجْمَعُونَ حَدِيثَ خَلْقٍ كَثِيرٍ غَيْرِ الَّذِينَ ذَكَرَهُمُ الدَّارِمِيُّ، مِنْهُمْ: أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ، وَالزُّهْرِيُّ، وَالْأَوْزَاعِيُّ.

عثمان بن سعید الدارمی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''کہا جاتا ہے جس نے ان پانچ سے حدیث جمع نہیں کی وہ حدیث میں مفلس ہے: سفیان، شعبہ، مالک، حماد بن زید اور ابن عیینہ اور یہ حضرات اصول دین ہیں۔''

جن کو دارمی نے ذکر کیا اصحابِ حدیث ان کے علاوہ لوگوں سے بھی حدیث جمع کرتے ہیں۔ جن میں ایوب سختیانی، زھری اور اوزاعی شامل ہیں۔

وَيَجْمَعُونَ أَيْضًا التَّرَاجِمَ، وَهِيَ أَسَانِيدُ يَخُصُّونَ مَا جَاءَ بِهَا بِالْجَمْعِ، وَالتَّأْلِيفِ، مِثْلُ تَرْجَمَةِ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَتَرْجَمَةِ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَتَرْجَمَةِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فِي أَشْبَاهٍ لِذَلِكَ كَثِيرَةٍ.

اور تعارف بھی جمع کرتے ہیں۔ اور یہ وہ اسانید ہیں جن کے ذکر کرنے کو جمع و تالیف کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ جیسا کہ مالک عن نافع عن ابنِ عمر کا تعارف، اور سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ھریرۃ کا تعارف اور ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا، اس کی مثالیں بہت سی ہیں۔

وَيَجْمَعُونَ أَيْضًا أَبْوَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ الْجَامِعَةِ لِلْأَحْكَامِ، فَيُفْرِدُونَهَا بِالتَّأْلِيفِ، فَتَصِيرُ كُتُبًا مُفْرَدَةً نَحْوَ بَابِ رُؤْيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ، وَبَابِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ، وَغَيْرِ ذَلِكَ.

وَيُفْرِدُونَ أَحَادِيثَ، فَيَجْمَعُونَ طُرُقَهَا فِي كُتُبٍ مُفْرَدَةٍ نَحْوَ طُرُقِ حَدِيثِ قَبْضِ الْعِلْمِ، وَحَدِيثِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَغَيْرِ ذَلِكَ. وَكَثِيرٌ مِنْ أَنْوَاعِ كِتَابِنَا هَذَا قَدْ أَفْرَدُوا أَحَادِيثَهُ بِالْجَمْعِ وَالتَّصْنِيفِ.

وَعَلَيْهِ فِي كُلِّ ذَلِكَ تَصْحِيحُ الْقَصْدِ، وَالْحَذَرُ مِنْ قَصْدِ الْمُكَاثَرَةِ وَنَحْوِهِ.

اور احکام کیلئے لکھی گئی جامع کتب کے ابواب میں سے ابواب بھی جمع کرتے ہیں، پھر اس کی جداگانہ تالیف کرتے ہیں پس الگ کتابیں بن جاتی ہیں، جیسا کہ اللہ عزوجل کی رؤیت کا باب، اور رفع یدین کا باب، امام کے پیچھے قرأت کا باب، اور اس کے علاوہ۔ اور احادیث کو جدا کرتے ہیں پھر ان کے طرق کو الگ کتب میں جمع کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث ''قبض العلم'' کے طرق اور حدیث "الغسل یوم الجمعة'' کے طرق اور اس کے علاوہ۔ اور ہماری اس کتاب کی بہت سی انواع سے (اہل علم نے) احادیث کو جداگانہ جمع کیا اور تصنیف کیا۔ اور اس تمام کام میں طالب پر ارادے کا درست کرنا اور صرف بڑھوتری اور اس جیسے ارادوں سے بچنا لازم ہے۔

بَلَغَنَا عَنْ حَمْزَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْكِنَانِيِّ: أَنَّهُ خَرَّجَ حَدِيثًا وَاحِدًا مِنْ نَحْوِ مِائَتَيْ طَرِيقٍ، فَأَعْجَبَهُ ذَلِكَ، فَرَأَى يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ فِي مَنَامِهِ، فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ لَهُ: أَخْشَى أَنْ يَدْخُلَ هَذَا تَحْتَ: (أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ).

ہمیں حمزہ بن محمد الکنانی سے خبر پہنچی ہے بیشک انہوں نے دوسو طریق میں سے صرف ایک حدیث تخریج کی، پس اس نے انہیں حیرت میں ڈال دیا۔ پھر یحیی بن معین کو خواب میں دیکھا اور ان سے اس کا ذکر کیا، پس اس سے فرمایا: میں اس کے "الهاكم التكاثر" کے تحت داخل ہونے سے ڈرتا ہوں۔

ثُمَّ لِيَحْذَرْ أَنْ يُخْرِجَ إِلَى النَّاسِ مَا يُصَنِّفُهُ إِلَّا بَعْدَ تَهْذِيبِهِ، وَتَحْرِيرِهِ، وَإِعَادَةِ النَّظَرِ فِيهِ، وَتَكْرِيرِهِ. وَلْيَتَّقِ أَنْ يَجْمَعَ مَا لَمْ يَتَأَهَّلْ بَعْدُ لِاجْتِنَاءِ ثَمَرَتِهِ، وَاقْتِنَاصِ فَائِدَةِ جَمْعِهِ، كَيْلَا يَكُونَ حُكْمُهُ مَا رُوِّينَاهُ ... عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ، قَالَ: إِذَا رَأَيْتَ الْحَدَثَ أَوَّلَ مَا يَكْتُبُ الْحَدِيثَ، يَجْمَعُ حَدِيثَ الْغُسْلِ، وَحَدِيثَ: "مَنْ كَذَبَ" فَاكْتُبْ عَلَى قَفَاهُ "لَا يُفْلِحُ" ....

پھر جو تصنیف کیا ہے اس کو لوگوں کی طرف نکالنے سے بچے، مگر مہذب کرنے تحریر کرنے، پڑتال کرنے اور دہرانے کے بعد، جو بعد میں اہل نہ بنے (یعنی جس حدیث میں اہلیت صحت پیدا نہ ہو) اس کے جمع کرنے سے بچنا چاہئے کہ اس کا ثمرہ الٹ ہوتا ہے اور اس کے جمع کرنے کا فائدہ کم ہوتا ہے تا کہ اس کا حکم ایسا نہ ہو جائے جو ہم نے علی بن المدینی سے روایت کیا، فرمایا: جب تو

محدث کو پہلی حدیث لکھتے دیکھے کہ "حدیث غسل" اور حدیث "من کذب" کو جمع کرتا ہے تو اس کی گدی پر لکھ دے "لا یفلح" (یہ کامیاب نہ ہوگا)۔

ثُمَّ إِنَّ هَذَا الْكِتَابَ مَدْخَلٌ إِلَى هَذَا الشَّأْنِ، مُفْصِحٌ عَنْ أُصُولِهِ وَفُرُوعِهِ، شَارِحٌ لِمُصْطَلَحَاتِ أَهْلِهِ وَمَقَاصِدِهِمْ وَمُهِمَّاتِهِمُ الَّتِي يَنْقُصُ الْمُحَدِّثُ بِالْجَهْلِ بِهَا نَقْصًا فَاحِشًا، فَهُوَ إِنْ شَاءَ اللهُ جَدِيرٌ بِأَنْ تُقَدَّمَ الْعِنَايَةُ بِهِ، وَنَسْأَلُ اللهَ سُبْحَانَهُ فَضْلَهُ الْعَظِيمَ، وَهُوَ أَعْلَمُ.

پھر بیشک یہ کتاب اس شان تک پہنچ چکی ہے، اپنے اصول وفروع میں واضح ہے۔ اپنے اہل کی اصطلاحات، مقاصد اور مہمات کی وضاحت کرنے والی ہے جن سے محدث ناواقف ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ کمی کرتا ہے۔ پس ان شاء اللہ تعالیٰ یہ اس لائق ہے کہ پہلے اسکی طرف توجہ کی جائے۔ اور ہم اللہ سبحانہ سے اس کے عظیم فضل کا سوال کرتے ہیں۔ واللہ اعلم



النَّوْعُ التَّاسِعُ وَالْعِشْرُونَ انتیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْإِسْنَادِ الْعَالِي وَالنَّازِلِ

## اسناد عالی اور اسنادِ نازل کا تعارف

أَصْلُ الْإِسْنَادِ أَوَّلًا: خَصِيصَةٌ فَاضِلَةٌ مِنْ خَصَائِصِ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَسُنَّةٌ بَالِغَةٌ مِنَ السُّنَنِ الْمُؤَكَّدَةِ.
رُوِّينَا مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ... عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: "الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ، لَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ"....

پہلی بات یہ ہے کہ اسناد اس امت کے خواص میں سے ایک اضافی خصوصیت ہے اور سنن مؤکدہ میں سے ایک بہت بڑی سنت ہے۔ ہم نے بغیر اسناد کے عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، بیشک انہوں نے فرمایا: ''اسناد دین میں سے ہے، اگر اسناد نہ ہوتی تو جس کے جو جی میں آتا کہتا۔''

وَطَلَبُ الْعُلُوِّ فِيهِ سُنَّةٌ أَيْضًا، وَلِذَلِكَ اسْتُحِبَّتِ الرِّحْلَةُ فِيهِ عَلَى مَا سَبَقَ ذِكْرُهُ.
قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: "طَلَبُ الْإِسْنَادِ الْعَالِي سُنَّةٌ عَمَّنْ سَلَفَ"....
وَقَدْ رُوِّينَا: ... أَنَّ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قِيلَ لَهُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: "مَا تَشْتَهِي؟ قَالَ: "بَيْتٌ خَالِي، وَإِسْنَادٌ عَالِي"....

اور اس میں اوپر تک پہنچنے کی جستجو کرنا بھی سنت ہے۔ اور اسی لئے اسکی طلب میں کوچ کرنے کو میں نے پسند کیا، جس کا ذکر پہلے گزر چکا۔

احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اونچی اسناد کا طلب کرنا اسلاف کی سنت ہے'' اور تحقیق ہم نے روایت کیا بیشک یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ سے ان کے مرض الموت میں پوچھا گیا: ''آپ کس چیز کی خواہش کرتے ہیں؟'' فرمایا: ''خالی گھر اور عالی اسناد''۔

قُلْتُ: الْعُلُوُّ يُبْعِدُ الْإِسْنَادَ مِنَ الْخَلَلِ، لِأَنَّ كُلَّ رَجُلٍ مِنْ رِجَالِهِ يُحْتَمَلُ أَنْ يَقَعَ الْخَلَلُ مِنْ جِهَتِهِ سَهْوًا، أَوْ عَمْدًا، فَفِي قِلَّتِهِمْ قِلَّةُ جِهَاتِ الْخَلَلِ، وَفِي كَثْرَتِهِمْ كَثْرَةُ جِهَاتِ الْخَلَلِ، وَهَذَا جَلِيٌّ وَاضِحٌ.

میں نے کہا: اونچی سند کا ہونا خلل کو دور کرتا ہے: اس لئے کہ سند کے رجال میں سے ہر شخص اس کا احتمال رکھتا ہے کہ اسکی جانب سے سہواً یا عمداً خلل واقع ہو۔ پس ان کے کم ہونے سے خلل کی جہات کم ہوں گی، اور ان کے زیادہ ہونے سے خلل کی جہات زیادہ

ہوں گی، اور یہ روشن اور واضح ہے۔

ثُمَّ إِنَّ الْعُلُوَّ الْمَطْلُوبَ فِي رِوَايَةِ الْحَدِيثِ عَلَى أَقْسَامٍ خَمْسَةٍ:

أَوَّلُهَا: الْقُرْبُ مِنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِإِسْنَادٍ نَظِيفٍ غَيْرِ ضَعِيفٍ، وَذَلِكَ مِنْ أَجَلِّ أَنْوَاعِ الْعُلُوِّ، وَقَدْ رُوِّينَا ... عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْلَمَ الطُّوسِيِّ الزَّاهِدِ الْعَالِمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: " قُرْبُ الْإِسْنَادِ قُرْبٌ أَوْ قُرْبَةٌ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ " ....

وَهَذَا كَمَا قَالَ: لِأَنَّ قُرْبَ الْإِسْنَادِ قُرْبٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَالْقُرْبُ إِلَيْهِ قُرْبٌ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

پھر بیشک روایت حدیث میں جو بلندی مطلوب ہے وہ پانچ قسم پر ہے:

نمبر 1: صاف ستھری غیر ضعیف اسناد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے قرب حاصل کرنا۔ اور یہ اونچی اسناد کی بڑی انواع میں سے ہے، اور تحقیق ہم نے محمد بن اسلم الطوسی رضی اللہ عنہ جو کہ زاہد عالم ہیں سے روایت کیا بیشک انہوں نے فرمایا: ''اسناد کا قریب ہونا خوشنودی ہے یا اللہ عزوجل کے قریب ہونا ہے۔ فرمایا: ''اور یہ ایسے ہے جیسے فرمایا کہ اسناد کا قریب ہونا رسول اللہ ﷺ کی طرف قرب ہے اور آپ ﷺ کی طرف قرب اللہ عزوجل کی طرف قرب ہے''

الثَّانِي: وَهُوَ الَّذِي ذَكَرَهُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، الْقُرْبُ مِنْ إِمَامٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ، وَإِنْ كَثُرَ الْعَدَدُ مِنْ ذَلِكَ الْإِمَامِ إِلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، فَإِذَا وُجِدَ ذَلِكَ فِي إِسْنَادٍ وُصِفَ بِالْعُلُوِّ، نَظَرًا إِلَى قُرْبِهِ مِنْ ذَلِكَ الْإِمَامِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَالِيًا بِالنِّسْبَةِ إِلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

وَكَلَامُ الْحَاكِمِ يُوهِمُ أَنَّ الْقُرْبَ مِنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا يُعَدُّ مِنَ الْعُلُوِّ الْمَطْلُوبِ أَصْلًا.

وَهَذَا غَلَطٌ مِنْ قَائِلِهِ: لِأَنَّ الْقُرْبَ مِنْهُ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِإِسْنَادٍ نَظِيفٍ غَيْرِ ضَعِيفٍ أَوْلَى بِذَلِكَ.

نمبر 2: وہ ہے جس کو حاکم ابو عبد اللہ الحافظ نے ذکر کیا، ائمہ حدیث میں سے کسی امام کے ساتھ قرب ہونا، اگرچہ اس امام سے رسول اللہ ﷺ تک رواۃ کی تعداد زیادہ ہو، پس جب اسناد میں یہ پایا جائے تو امام کے ساتھ اسکے قرب کو دیکھتے ہوئے وہ علو سے متصف ہوگی اگرچہ رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے عالی نہ ہو۔

اور حاکم کا کلام اس وہم میں ڈالتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے قرب کو علو مطلوب میں بالکل شمار نہ کیا جائے گا، اور یہ اسکے قائل کی طرف سے غلطی ہے، اسلئے کہ صاف ستھری اور غیر ضعیف اسناد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے قرب، اس (مذکورہ قسم) سے زیادہ

اولیٰ ہے۔

وَلَا يُنَازِعُ فِي هَذَا مَنْ لَهُ مُسْكَةٌ مِنْ مَعْرِفَةٍ، وَكَأَنَّ الْحَاكِمَ أَرَادَ بِكَلَامِهِ ذَلِكَ إِثْبَاتَ الْعُلُوِّ لِلْإِسْنَادِ بِقُرْبِهِ مِنْ إِمَامٍ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ قَرِيبًا إِلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَالْإِنْكَارَ عَلَى مَنْ يُرَاعِي فِي ذَلِكَ مُجَرَّدَ قُرْبِ الْإِسْنَادِ إِلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَإِنْ كَانَ إِسْنَادًا ضَعِيفًا، وَلِهَذَا مَثَّلَ ذَلِكَ بِحَدِيثِ أَبِي هُدْبَةَ، وَدِينَارٍ، وَالْأَشَجِّ، وَأَشْبَاهِهِمْ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور جس کو معرفت میں گرفت ہو وہ اس میں نزاع نہیں کرتا۔ اور حاکم نے اپنے اس کلام سے اسناد کیلئے اس علو کو ثابت کرنے کا ارادہ کیا ہے جو امام کے ساتھ قرب کی وجہ سے ہو اگر چہ وہ رسول اللہ ﷺ سے قریب نہ ہو۔ اور انکار اس پر ہے جو اس میں صرف رسول اللہ ﷺ کی طرف اسناد کے قرب کی رعایت کرے اگر چہ وہ اسناد ضعیف ہی ہو، اور اسی لئے اس کی مثال ابوھدبہ، دینار، اشج اور ان جیسے لوگوں کی حدیث کے ساتھ دی ہے۔ واللہ اعلم

الثَّالِثُ: الْعُلُوُّ بِالنِّسْبَةِ إِلَى رِوَايَةِ الصَّحِيحَيْنِ، أَوْ أَحَدِهِمَا، أَوْ غَيْرِهِمَا مِنَ الْكُتُبِ الْمَعْرُوفَةِ الْمُعْتَمَدَةِ، وَذَلِكَ مَا اشْتُهِرَ آخِرًا مِنَ الْمُوَافَقَاتِ، وَالْأَبْدَالِ، وَالْمُسَاوَاةِ، وَالْمُصَافَحَةِ، وَقَدْ كَثُرَ اعْتِنَاءُ الْمُحَدِّثِينَ الْمُتَأَخِّرِينَ بِهَذَا النَّوْعِ، وَمِمَّنْ وَجَدْتُ هَذَا النَّوْعَ فِي كَلَامِهِ أَبُو بَكْرٍ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ وَبَعْضُ شُيُوخِهِ، وَأَبُو نَصْرِ بْنُ مَاكُولَا، وَأَبُو عَبْدِ اللهِ الْحُمَيْدِيُّ، وَغَيْرُهُمْ مِنْ طَبَقَتِهِمْ، وَمِمَّنْ جَاءَ بَعْدَهُمْ، (وَاللهُ أَعْلَمُ).

نمبر 3: صحیحین یا ان میں سے کسی ایک یا ان کے علاوہ معروف ومعتمد کتب کی طرف نسبت کرتے ہوئے قرب حاصل کرنا۔ اور یہ وہ ہے جو موافقات، ابدال، مساواۃ اور مصافحہ کے بعد مشہور ہوئی۔ اور تحقیق متاخرین محدثین نے اس نوع کی طرف بہت توجہ دی ہے اور میں نے جن کے کلام میں اس نوع کو پایا وہ ابوبکر الخطیب الحافظ اور ان کے بعض شیوخ ہیں اور ابونصر بن ماکولا، ابوعبداللہ الحمیدی اور ان کے طبقے کے دیگر لوگ اور ان سے جو ان کے بعد آئے ہیں۔

أَمَّا الْمُوَافَقَةُ: فَهِيَ أَنْ يَقَعَ لَكَ الْحَدِيثُ عَنْ شَيْخِ مُسْلِمٍ فِيهِ - مَثَلًا - عَالِيًا، بِعَدَدٍ أَقَلَّ مِنَ الْعَدَدِ الَّذِي يَقَعُ لَكَ بِهِ ذَلِكَ الْحَدِيثُ عَنْ ذَلِكَ الشَّيْخِ إِذَا رَوَيْتَهُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْهُ.

**موافقت:**

پس وہ یہ ہے کہ تجھے شیخ مسلم سے حدیث حاصل ہو مثلاً وہ اس میں اس عدد سے کم عدد کی وجہ سے عالی ہیں جس عدد سے تجھے (دوسرے شیخ سے جو مسلم کے بھی شیخ ہیں) یہ حدیث حاصل ہوئی۔ جب تو مسلم کے واسطے سے ان شیخ سے جو مسلم کے بھی شیخ ہیں روایت کرے۔

وَأَمَّا الْبَدَلُ: فَمِثْلُ أَنْ يَقَعَ لَكَ هَذَا الْعُلُوُّ عَنْ شَيْخٍ غَيْرِ شَيْخِ مُسْلِمٍ،

هُوَ مِثْلُ شَيْخِ مُسْلِمٍ فِي ذَلِكَ الْحَدِيثِ.

وَقَدْ يَرِدُ الْبَدَلُ إِلَى الْمُوَافَقَةِ، فَيُقَالُ فِيمَا ذَكَرْنَاهُ إِنَّهُ مُوَافَقَةٌ عَالِيَةٌ فِي شَيْخِ شَيْخِ مُسْلِمٍ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ عَالِيًا فَهُوَ أَيْضًا مُوَافَقَةٌ، وَبَدَلٌ، لَكِنْ لَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ اسْمُ الْمُوَافَقَةِ، وَالْبَدَلِ لِعَدَمِ الِالْتِفَاتِ إِلَيْهِ.

بدل:

پس اس کی مثال یہ ہے کہ تجھے یہ علو مسلم کے علاوہ کسی اور شیخ سے حاصل ہو اور وہ اس حدیث میں شیخ مسلم کی طرح ہوں۔ اور کبھی بدل موافقت کی طرف آتا ہے، پس جس کا ہم نے ذکر کیا اس کے بارے میں کہا جاتا ہے بیشک یہ شیخ مسلم کے شیخ میں موافقت عالیہ ہے، اور اگر یہ عالی نہ ہو تو بھی یہ موافقت اور بدل ہے لیکن اس کی طرف عدمِ توجہی کی وجہ سے اس پر موافقت اور بدل کا نام نہیں بولا جاتا۔

وَأَمَّا الْمُسَاوَاةُ: فَهِيَ - فِي أَعْصَارِنَا - أَنْ يَقِلَّ الْعَدَدُ فِي إِسْنَادِكَ لَا إِلَى شَيْخِ مُسْلِمٍ، وَأَمْثَالِهِ، وَلَا إِلَى شَيْخِ شَيْخِهِ، بَلْ إِلَى مَنْ هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذَلِكَ كَالصَّحَابِيِّ، أَوْ مَنْ قَارَبَهُ، وَرُبَّمَا كَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِحَيْثُ يَقَعُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الصَّحَابِيِّ - مَثَلًا - مِنَ الْعَدَدِ مِثْلُ مَا وَقَعَ مِنَ الْعَدَدِ بَيْنَ مُسْلِمٍ، وَبَيْنَ ذَلِكَ الصَّحَابِيِّ، فَتَكُونُ بِذَلِكَ مُسَاوِيًا لِمُسْلِمٍ مَثَلًا فِي قُرْبِ الْإِسْنَادِ وَعَدَدِ رِجَالِهِ.

مساواۃ:

پس ہمارے زمانے کے مطابق یہ ہے کہ تیری اسناد میں راویوں کی تعداد کم ہو، نہ صرف شیخ مسلم اور ان جیسے حضرات تک، اور ان کے شیخ کے شیخ تک بلکہ (براہِ راست) اُس راوی تک جو ان سے بھی زیادہ دور ہو جیسا کہ صحابی یا جو اس کے قریب کا ہو اور بیشتر مرتبہ رسول اللہ ﷺ تک اس حیثیت کے ساتھ کہ مثلاً تیرے اور صحابی کے درمیان جو عدد ہو مثلاً اتنا ہی عدد مسلم اور اس صحابی کے درمیان ہو پس تم اس میں مثلاً اسناد کے قرب اور رجال کے عدد میں مسلم کے مساوی ہو جاؤ گے۔

وَأَمَّا الْمُصَافَحَةُ: فَهِيَ أَنْ تَقَعَ هَذِهِ الْمُسَاوَاةُ الَّتِي وَصَفْنَاهَا لِشَيْخِكَ لَا لَكَ، فَيَقَعُ ذَلِكَ لَكَ مُصَافَحَةً، إِذْ تَكُونُ كَأَنَّكَ لَقِيتَ مُسْلِمًا فِي ذَلِكَ الْحَدِيثِ وَصَافَحْتَهُ بِهِ لِكَوْنِكَ قَدْ لَقِيتَ شَيْخَكَ الْمُسَاوِيَ لِمُسْلِمٍ.

فَإِنْ كَانَتِ الْمُسَاوَاةُ لِشَيْخِ شَيْخِكَ كَانَتِ الْمُصَافَحَةُ لِشَيْخِكَ، فَتَقُولُ: كَأَنَّ شَيْخِي سَمِعَ مُسْلِمًا وَصَافَحَهُ.

وَإِنْ كَانَتِ الْمُسَاوَاةُ لِشَيْخِ شَيْخِ شَيْخِكَ، فَالْمُصَافَحَةُ لِشَيْخِ شَيْخِكَ، فَتَقُولُ فِيهَا: كَأَنَّ شَيْخَ

شَيْخِي سَمِعَ مُسْلِمًا، وَصَافَحَهُ. وَلَكَ أَنْ لَا تَذْكُرَ لَكَ فِي ذَلِكَ نِسْبَةً، بَلْ تَقُولُ: كَأَنَّ فُلَانًا سَمِعَهُ مِنْ مُسْلِمٍ، مِنْ غَيْرِ أَنْ تَقُولَ فِيهِ (شَيْخِي)، أَوْ (شَيْخَ شَيْخِي).

مصافحہ:

پس وہ یہ ہے کہ وہ مساواۃ جس کو ہم نے بیان کیا تیرے شیخ کیلئے ہو نہ کہ تیرے لئے پس یہ تیرے لئے مصافحہ ہو جائے گا۔ جب تو ایسا ہو گویا کہ تو نے اس حدیث میں مسلم سے ملاقات کی اور اس کا تو نے اس کے ساتھ مصافحہ کیا۔ اس لئے کہ تو اپنے شیخ سے ملاقات کر چکا ہے جو مسلم کے مساوی ہیں۔ پس اگر تیرے شیخ کے شیخ کی مساوات ہو تو تیرے شیخ کیلئے مصافحہ ہوگا، پس تو کہے گا: کہ میرے شیخ نے مسلم کو سنا اور ان سے مصافحہ کیا اور اگر تیرے شیخ کے شیخ کے شیخ کی مساوات ہو تو تیرے شیخ کے شیخ کا مصافحہ ہوگا، پس تو اس میں کہے گا کہ میرے شیخ کے شیخ نے مسلم کو سنا اور اس سے مصافحہ کیا، اور تجھے چاہئے کہ اس میں اپنی نسبت کو ذکر نہ کرے بلکہ تو کہے کہ بیشک فلاں نے اس کو مسلم سے سنا، علاوہ اس کے کہ تو اس میں کہے ''میرے شیخ'' یا ''میرے شیخ کے شیخ''۔

ثُمَّ لَا يَخْفَى عَلَى الْمُتَأَمِّلِ: أَنَّ فِي الْمُسَاوَاةِ، وَالْمُصَافَحَةِ الْوَاقِعَتَيْنِ لَكَ لَا يَلْتَقِي إِسْنَادُكَ، وَإِسْنَادُ مُسْلِمٍ - أَوْ نَحْوُهُ - إِلَّا بَعِيدًا عَنْ شَيْخِ مُسْلِمٍ، فَيَلْتَقِيَانِ فِي الصَّحَابِيِّ، أَوْ قَرِيبًا مِنْهُ، فَإِنْ كَانَتِ الْمُصَافَحَةُ الَّتِي تَذْكُرُهَا لَيْسَتْ لَكَ، بَلْ لِمَنْ فَوْقَكَ مِنْ رِجَالِ إِسْنَادِكَ، أَمْكَنَ الْتِقَاءُ الْإِسْنَادَيْنِ فِيهَا فِي شَيْخِ مُسْلِمٍ، أَوْ أَشْبَاهِهِ، وَدَاخَلَتِ الْمُصَافَحَةُ حِينَئِذٍ الْمُوَافَقَةَ، فَإِنَّ مَعْنَى الْمُوَافَقَةِ رَاجِعٌ إِلَى مُسَاوَاةٍ وَمُصَافَحَةٍ مَخْصُوصَةٍ، إِذْ حَاصِلُهَا: أَنَّ بَعْضَ مَنْ تَقَدَّمَ مِنْ رُوَاةِ إِسْنَادِكَ الْعَالِي سَاوَى أَوْ صَافَحَ مُسْلِمًا، أَوِ الْبُخَارِيَّ، لِكَوْنِهِ سَمِعَ مِمَّنْ سَمِعَ مِنْ شَيْخِهِمَا، مَعَ تَأَخُّرِ طَبَقَتِهِ عَنْ طَبَقَتِهِمَا.

وَيُوجَدُ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْعَوَالِي الْمُخَرَّجَةِ لِمَنْ تَكَلَّمَ أَوَّلًا فِي هَذَا النَّوْعِ، وَطَبَقَتُهُمُ الْمُصَافَحَاتُ مَعَ الْمُوَافَقَاتِ، وَالْأَبْدَالِ لِمَا ذَكَرْنَاهُ.

پھر تأمل کرنے والے پر یہ مخفی نہیں کہ بیشک مساوات اور مصافحہ جب تجھے پیش آئیں تو ان میں آپ کی سند امام مسلم اور ان جیسے دیگر لوگوں کی اسناد کے ساتھ نہیں ملتی، مگر مسلم کے شیخ سے دور، پس یہ دونوں، صحابی یا اس کے قریب شخص (تابعی وغیرہ) میں ملتی ہیں، پس اگر وہ مصافحہ جس کا تو نے ذکر کیا تیرے لئے نہ ہو بلکہ تیری اسناد میں تجھ سے اوپر کے کسی شخص کا ہو جس میں دو سندوں کا ملنا ممکن ہو مسلم کے شیخ یا ان کے ہم مثل میں اور مصافحہ اس وقت موافقت میں داخل ہو جاتا ہے بیشک موافقت کا معنی مساوات اور مصافحہ مخصوصہ کی طرف راجع ہو جاتا ہے۔ جبکہ اسکا حاصل یہ ہے کہ تیری عالی اسناد کے رواۃ میں سے بعض متقدمین بخاری یا مسلم کے ساتھ مساوات یا مصافحہ کیا اسلئے کہ انہوں نے انہی شیوخ سے سنا جن سے امام بخاری و مسلم نے سنا باوجود اس کے کہ آپ کی سند کے رواۃ کا طبقہ شیخین کے طبقے سے بعد کا ہے۔

اس نوع اور طبقہ کے متقدمین کی بہت سی عالی اسناد میں مصافحات، موافقات اور ابدال کی صورتیں پائی جاتی ہیں، بسبب اس

کے جو ہم نے ذکر کیا۔

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ هَذَا النَّوْعَ مِنَ الْعُلُوِّ عُلُوٌّ تَابِعٌ لِنُزُولٍ، إِذْ لَوْلَا نُزُولُ ذَلِكَ الْإِمَامِ فِي إِسْنَادِهِ لَمْ تَعْلُ أَنْتَ فِي إِسْنَادِكَ.

وَكُنْتُ قَدْ قَرَأْتُ بِمَرْوَ عَلَى شَيْخِنَا الْمُكْثِرِ أَبِي الْمُظَفَّرِ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ الْحَافِظِ الْمُصَنِّفِ أَبِي سَعْدٍ السَّمْعَانِيِّ رَحِمَهُمَا اللهُ، فِي أَرْبَعِي أَبِي الْبَرَكَاتِ الْفُرَاوِيِّ حَدِيثًا ادَّعَى فِيهِ أَنَّهُ كَأَنَّهُ سَمِعَهُ هُوَ أَوْ شَيْخُهُ مِنَ الْبُخَارِيِّ، فَقَالَ الشَّيْخُ أَبُو الْمُظَفَّرِ: " لَيْسَ لَكَ بِعَالٍ، وَلَكِنَّهُ لِلْبُخَارِيِّ نَازِلٌ ". وَهَذَا حَسَنٌ لَطِيفٌ، يَخْدِشُ وَجْهَ هَذَا النَّوْعِ مِنَ الْعُلُوِّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

پھر تو جان لے بیشک اس قسم کا علو ایسا علو ہے جو نزول کے تابع ہے۔ اگر اس امام کا نزول اس اسناد میں نہ ہوتا تو اپنی اسناد میں عالی مرتبہ نہ ہوتا اور میں ہمارے شیخ المکثر ابوالمظفر عبدالرحیم بن حافظ المصنف ابوسعد السمعانی رحمہما اللہ پر ابوالبرکات الفراوی کی اربعین میں سے حدیث قرأت کر چکا ہوں جس میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ گویا انہوں نے یا ان کے شیخ نے امام بخاری سے سماع کیا، پس شیخ ابوالمظفر نے فرمایا: ''تیرے لئے عالی نہیں بلکہ امام بخاری کیلئے نازل ہے۔'' اور یہ عمدہ باریکی ہے جو علو کی اس طرح کی قسم کو مجروح کر دیتی ہے۔ واللہ اعلم

الرَّابِعُ: مِنْ أَنْوَاعِ الْعُلُوِّ: الْعُلُوُّ الْمُسْتَفَادُ مِنْ تَقَدُّمِ وَفَاةِ الرَّاوِي: مِثَالُهُ ما أَرْوِيهِ عَنْ شَيْخٍ، أَخْبَرَنِي بِهِ عَنْ وَاحِدٍ، عَنِ الْبَيْهَقِيِّ الْحَافِظِ، عَنِ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحَافِظِ أَعْلَى مِنْ رِوَايَتِي لِذَلِكَ عَنْ شَيْخٍ، أَخْبَرَنِي بِهِ عَنْ وَاحِدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ خَلَفٍ، عَنِ الْحَاكِمِ، وَإِنْ تَسَاوَى الْإِسْنَادَانِ فِي الْعَدَدِ، لِتَقَدُّمِ وَفَاةِ الْبَيْهَقِيِّ عَلَى وَفَاةِ ابْنِ خَلَفٍ: لِأَنَّ الْبَيْهَقِيَّ مَاتَ سَنَةَ ثَمَانٍ وَخَمْسِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، وَمَاتَ ابْنُ خَلَفٍ سَنَةَ سَبْعٍ وَثَمَانِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ.

نمبر 4: یہ علو کی انواع میں سے وہ علو ہے جو راوی کی وفات کے مقدم ہونے سے حاصل ہوتی ہے اس کی مثال وہ ہے جو میں ایک شیخ سے روایت کرتا ہوں انہوں نے مجھے ایک واسطے سے بیہقی الحافظ سے، انہوں نے الحاکم ابوعبداللہ سے، جو میری اس روایت سے اعلیٰ ہے جو شیخ نے مجھے ایک واسطے سے ابوبکر عبداللہ بن خلف عن الحاکم سے خبر دی، اگرچہ بیہقی کی وفات کے ابن خلف کی وفات پر مقدم ہونے کی وجہ سے دونوں اسناد عدد میں برابر ہیں اس لئے کہ بیہقی کا انتقال چار سو اٹھاون ہجری (458ھ) میں ہوا ہے اور ابن خلف کا انتقال چار سو ستاسی ہجری (487ھ) میں ہوا ہے۔

رُوِّينَا عَنْ أَبِي يَعْلَى الْخَلِيلِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْخَلِيلِيِّ الْحَافِظِ رَحِمَهُ اللهُ، قَالَ: " قَدْ يَكُونُ الْإِسْنَادُ يَعْلُو عَلَى غَيْرِهِ بِتَقَدُّمِ مَوْتِ رَاوِيهِ، وَإِنْ كَانَا مُتَسَاوِيَيْنِ فِي الْعَدَدِ ". وَمَثَّلَ ذَلِكَ مِنْ حَدِيثِ نَفْسِهِ بِمِثْلِ مَا ذَكَرْنَاهُ.

ثُمَّ إِنَّ هَذَا كَلَامٌ فِي الْعُلُوِّ الْمُنْبَنِي عَلَى تَقَدُّمِ الْوَفَاةِ، الْمُسْتَفَادِ مِنْ نِسْبَةِ شَيْخٍ إِلَى شَيْخٍ، وَقِيَاسِ رَاوٍ بِرَاوٍ.

اور ہم نے ابوعلی خلیل بن عبداللہ الخلیلی الحافظ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا فرمایا: کبھی غیر کی اسناد اس کے راوی کی موت کے مقدم ہونے کی وجہ سے عالی ہوجاتی ہے اگرچہ وہ دونوں عدد میں برابر ہوں اور اپنی حدیث سے اس کی مثال بیان کی جیسا کہ ہم نے ذکر کی ہے۔ پھر بیشک یہ کلام اس علو میں ہے جو وفات کے مقدم ہونے پر مبنی ہے اور ایک شیخ کی دوسرے شیخ کی طرف نسبت کرنے یا ایک راوی کو دوسرے راوی پر قیاس کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

أَمَّا الْعُلُوُّ الْمُسْتَفَادُ مِنْ مُجَرَّدِ تَقَدُّمِ وَفَاةِ شَيْخِكَ مِنْ غَيْرِ نَظَرٍ إِلَى قِيَاسِهِ بِرَاوٍ آخَرَ، فَقَدْ حَدَّهُ بَعْضُ أَهْلِ هَذَا الشَّأْنِ بِخَمْسِينَ سَنَةً.

وَذَلِكَ مَا رُوِّينَاهُ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْحَافِظِ النَّيْسَابُورِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ عُمَيْرٍ الدِّمَشْقِيَّ - وَكَانَ مِنْ أَرْكَانِ الْحَدِيثِ - يَقُولُ: إِسْنَادُ خَمْسِينَ سَنَةً مِنْ مَوْتِ الشَّيْخِ إِسْنَادُ عُلُوٍّ، وَفِيمَا نَرْوِي ... عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ بْنِ مَنْدَهْ الْحَافِظِ، قَالَ: "إِذَا مَرَّ عَلَى الْإِسْنَادِ ثَلَاثُونَ سَنَةً فَهُوَ عَالٍ" .... وَهَذَا أَوْسَعُ مِنَ الْأَوَّلِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور بہر حال وہ علو جو ایک راوی کے دوسرے راوی پر قیاس کو دیکھے بغیر صرف تیرے شیخ کی وفات کے مقدم ہونے کی وجہ سے حاصل ہو پس بعض عظیم مرتبہ لوگوں نے پچاس سال کے ساتھ اس کی حد بندی کی ہے۔ اور وہ جس کو میں نے ابوعلی الحافظ نیشاپوری سے روایت کی، فرمایا: میں نے احمد بن عمیر الدمشقی سے سنا، اور وہ ارکان حدیث میں شمار ہوتے تھے، فرماتے ہیں: شیخ کی موت سے پچاس سال کی سند، اسنادِ عالی ہے۔ اور اس میں جو ہم ابوعبداللہ بن مندہ الحافظ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ''جب اسناد پر تیس سال گزر جائیں تو وہ عالی ہے۔'' اور یہ قول پہلے سے زیادہ وسعت والا ہے۔ واللہ اعلم

الْخَامِسُ: الْعُلُوُّ الْمُسْتَفَادُ مِنْ تَقَدُّمِ السَّمَاعِ.

أُنْبِئْنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ نَاصِرٍ الْحَافِظِ، ... عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَاهِرٍ الْحَافِظِ، قَالَ: "مِنَ الْعُلُوِّ تَقَدُّمُ السَّمَاعِ"....

نمبر 5: وہ علو جو سماع کے مقدم ہونے سے حاصل ہو، ہمیں محمد بن ناصر الحافظ عن محمد بن طاہر الحافظ سے خبر دی گئی فرمایا: ''سماع کا مقدم ہونا علو میں سے ہے۔''

قُلْتُ: وَكَثِيرٌ مِنْ هَذَا يَدْخُلُ فِي النَّوْعِ الْمَذْكُورِ قَبْلَهُ، وَفِيهِ مَا لَا يَدْخُلُ فِي ذَلِكَ، بَلْ يَمْتَازُ عَنْهُ. مِثْلُ أَنْ يَسْمَعَ شَخْصَانِ مِنْ شَيْخٍ وَاحِدٍ، وَسَمَاعُ أَحَدِهِمَا مِنْ سِتِّينَ سَنَةً مَثَلًا، وَسَمَاعُ الْآخَرِ مِنْ أَرْبَعِينَ سَنَةً. فَإِذَا تَسَاوَى السَّنَدُ إِلَيْهِمَا فِي الْعَدَدِ، فَالْإِسْنَادُ إِلَى الْأَوَّلِ الَّذِي تَقَدَّمَ سَمَاعُهُ أَعْلَى.

فَهٰذِهِ أَنْوَاعُ الْعُلُوِّ عَلَى الِاسْتِقْصَاءِ وَالْإِيضَاحِ الشَّافِي، وَلِلّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى الْحَمْدُ كُلُّهُ.

میں نے کہا: اور اس میں سے بہت سے ماقبل ذکر کردہ نوع میں داخل ہوتے ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جو اس میں داخل نہیں ہوتے بلکہ اس سے ممتاز ہوتے ہیں۔ جیسا کہ دو شخصوں نے ایک ہی شیخ سے سماع کیا اور ان میں سے ایک کا سماع مثلاً ساٹھ سال پرانا ہے، اور دوسرے کا سماع چالیس سال، جب ان دونوں کی طرف سند عدد میں برابر ہو جائے پس پہلے کی طرف اسناد اعلیٰ ہے جس کا سماع مقدم ہے پس یہ علو (اسنادِ عالی) تمام تفاصیل اور شافی وضاحت کی ساتھ اقسام کا بیان ہے۔

وَأَمَّا مَا رُوِّينَاهُ عَنِ الْحَافِظِ أَبِي الطَّاهِرِ السِّلَفِيِّ - رَحِمَهُ اللهُ - مِنْ قَوْلِهِ فِي أَبْيَاتٍ لَهُ:

بَلْ عُلُوُّ الْحَدِيثِ بَيْنَ أُولِي الْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ صِحَّةُ الْإِسْنَادِ

وَمَا رُوِّينَاهُ عَنِ الْوَزِيرِ نِظَامِ الْمُلْكِ مِنْ قَوْلِهِ: " عِنْدِي أَنَّ الْحَدِيثَ الْعَالِيَ مَا صَحَّ عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَإِنْ بَلَغَتْ رُوَاتُهُ مِائَةً "، فَهٰذَا وَنَحْوُهُ لَيْسَ مِنْ قَبِيلِ الْعُلُوِّ الْمُتَعَارَفِ إِطْلَاقُهُ بَيْنَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَإِنَّمَا هُوَ عُلُوٌّ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنَى فَحَسْبُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور بہر حال جو ہم نے الحافظ ابو طاہر السلفی رحمہ اللہ سے ان کے اشعار کے مقولے سے روایت کیا:

بلکہ عالی سند حفظ و اتقان اور صحیح اسناد والے کی ہے

اور جو ہم نے وزیر نظام الملک کے قول سے روایت کیا: ''بیشک میرے نزدیک عالی حدیث وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ سے صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہو اگر چہ اس کے رواۃ سو تک پہنچتے ہوں'' پس یہ اور اس جیسے دیگر، علوِ متعارف کے قبیل سے نہیں ہیں۔ جس پر اہل حدیث کے ہاں علو کا اطلاق ہوتا ہے۔ سوا اس کے نہیں کہ یہ معنیٰ کی حیثیت سے علو ہے اور بس۔ واللہ اعلم

## فَصْلٌ

وَأَمَّا النُّزُولُ فَهُوَ ضِدُّ الْعُلُوِّ، وَمَا مِنْ قِسْمٍ مِنْ أَقْسَامِ الْعُلُوِّ الْخَمْسَةِ إِلَّا وَضِدُّهُ قِسْمٌ مِنْ أَقْسَامِ النُّزُولِ، فَهُوَ إِذًا خَمْسَةُ أَقْسَامٍ، وَتَفْصِيلُهَا يُدْرَكُ مِنْ تَفْصِيلِ أَقْسَامِ الْعُلُوِّ عَلَى نَحْوِ مَا تَقَدَّمَ شَرْحُهُ.

اور بہر حال نزول، تو یہ علو کی ضد ہے، علو کی ہر پانچ اقسام کے مقابلے میں نزول کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ پس یہ بھی پانچ ہی اقسام ہو گئیں، اور ان کی تفصیل کو علو کی اقسام کی تفصیل سے جیسے ان کی پہلے وضاحت ہو چکی جان لیا جائے۔

وَأَمَّا قَوْلُ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللهِ: "لَعَلَّ قَائِلًا يَقُولُ: النُّزُولُ ضِدُّ الْعُلُوِّ، فَمَنْ عَرَفَ الْعُلُوَّ فَقَدْ عَرَفَ ضِدَّهُ، وَلَيْسَ كَذٰلِكَ، فَإِنَّ لِلنُّزُولِ مَرَاتِبَ لَا يَعْرِفُهَا إِلَّا أَهْلُ الصَّنْعَةِ.... إِلَى آخِرِ كَلَامِهِ" فَهٰذَا لَيْسَ نَفْيًا لِكَوْنِ النُّزُولِ ضِدًّا لِلْعُلُوِّ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي ذَكَرْتُهُ، بَلْ نَفْيًا لِكَوْنِهِ يُعْرَفُ بِمَعْرِفَةِ الْعُلُوِّ، وَذٰلِكَ يَلِيقُ بِمَا ذَكَرَهُ هُوَ فِي مَعْرِفَةِ الْعُلُوِّ، فَإِنَّهُ قَصَّرَ فِي بَيَانِهِ وَتَفْصِيلِهِ، وَلَيْسَ كَذٰلِكَ مَا

ذَكَرْنَاهُ نَحْنُ فِي مَعْرِفَةِ الْعُلُوِّ، فَإِنَّهُ مُفَصَّلٌ تَفْصِيلًا مُفْهِمًا لِمَرَاتِبِ النُّزُولِ، وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

اور بہر حال الحاکم ابوعبداللہ کا قول: ''شاید کہ کہنے والا کہے: کہ نزول علو کی ضد ہے، پس جس نے علو کو جان لیا اس نے اس کی ضد کو بھی جان لیا، اور ایسا نہیں ہے، پس بیشک نزول کے مراتب ہیں جن کو صرف اہلِ فن ہی جانتے ہیں ---- آخر تک'' پس جس طور پر میں نے ذکر کیا ہے یہ نزول کے علو کی ضد ہونے کی نفی نہیں ہے بلکہ اس کی نفی ہے کہ اس کو علو کی معرفت سے پہچانا جائے۔ اور علو کی معرفت میں جو انہوں نے ذکر کیا یہ اس کے لائق ہے، بیشک انہوں نے اس کی وضاحت اور تفصیل میں کمی کی ہے، اور علو کی معرفت میں جو ہم نے ذکر کیا وہ ایسا نہیں ہے۔ پس بیشک وہ تفصیلاً وضاحت کرنے والا اور مراتبِ نزول کو سمجھانے والا ہے۔ اور (حقیقی) علم (تو) اللہ تبارک وتعالیٰ (ہی) کے پاس ہے۔

ثُمَّ إِنَّ النُّزُولَ مَفْضُولٌ مَرْغُوبٌ عَنْهُ، وَالْفَضِيلَةُ لِلْعُلُوِّ عَلَى مَا تَقَدَّمَ بَيَانُهُ وَدَلِيلُهُ.

وَحَكَى ابْنُ خَلَّادٍ، عَنْ بَعْضِ أَهْلِ النَّظَرِ أَنَّهُ قَالَ: "التَّنَزُّلُ فِي الْإِسْنَادِ أَفْضَلُ"، وَاحْتَجَّ لَهُ بِمَا مَعْنَاهُ أَنَّهُ يَجِبُ الِاجْتِهَادُ، وَالنَّظَرُ فِي تَعْدِيلِ كُلِّ رَاوٍ وَتَجْرِيحِهِ، فَكُلَّمَا زَادُوا كَانَ الِاجْتِهَادُ أَكْثَرَ.

وَهَذَا مَذْهَبٌ ضَعِيفٌ ضَعِيفُ الْحُجَّةِ، وَقَدْ رُوِّينَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ، وَأَبِي عَمْرٍو الْمُسْتَمْلِي النَّيْسَابُورِيِّ أَنَّهُمَا قَالَا: "النُّزُولُ شُؤْمٌ".

پھر بیشک نزول مفضول ہے اور اس سے اعراض کیا جاتا ہے اور فضیلت علو کیلئے ہے جس کی وضاحت اور دلیل ماقبل گزر چکی۔

اور ابنِ خلاد نے بعض اہلِ نظر سے حکایت کیا ہے بیشک فرمایا: ''اسناد میں تنزل افضل ہے'' اور اس کیلئے اس کے ہم معنی روایت بیان کی۔ بیشک ہر راوی کی تعدیل اور تخریج میں اجتہاد اور غور وفکر کرنا لازم ہے پس جب راوی بھی زیادہ ہوں گے اجتہاد بھی زیادہ ہو جائے گا۔ اور اجر بھی زیادہ حاصل ہوگا۔ اور یہ مذہبِ ضعیف ہے، اور حجت پکڑنے میں بھی ضعیف ہے۔ اور تحقیق ہم نے علی بن المدینی اور ابو عمرو المستملی نیشاپوری سے روایت کیا بیشک ان دونوں نے فرمایا: ''نزول نحوست ہے۔''

وَهَذَا وَنَحْوُهُ مِمَّا جَاءَ فِي ذَمِّ النُّزُولِ مَخْصُوصٌ بِبَعْضِ النُّزُولِ، فَإِنَّ النُّزُولَ إِذَا تَعَيَّنَ - دُونَ الْعُلُوِّ - طَرِيقًا إِلَى فَائِدَةٍ رَاجِحَةٍ عَلَى فَائِدَةِ الْعُلُوِّ فَهُوَ مُخْتَارٌ غَيْرُ مَرْذُولٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور یہ اور اس جیسی (چیزیں) جو نزول کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں بعض نزول کے ساتھ خاص ہیں۔ پس بیشک جب نزول نہ کہ علو اپنے طریق کے اعتبار سے کسی فائدے کی طرف متعین ہو گیا جو علو کے فائدے سے زیادہ راجح ہو پس وہ مختار ہے نہ کی گھٹیا۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ الْمُوَفِّي ثَلَاثِينَ تکمل تیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمَشْهُورِ مِنَ الْحَدِيثِ

## حدیثِ مشہور کا تعارف

وَمَعْنَى الشُّهْرَةِ مَفْهُومٌ، وَهُوَ مُنْقَسِمٌ إِلَى: صَحِيحٍ، كَقَوْلِهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ". وَأَمْثَالِهِ.

وَإِلَى غَيْرِ صَحِيحٍ: كَحَدِيثِ: "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ".

وَ كَمَا بَلَغَنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: "أَرْبَعَةُ أَحَادِيثَ تَدُورُ عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي الْأَسْوَاقِ لَيْسَ لَهَا أَصْلٌ: "مَنْ بَشَّرَنِي بِخُرُوجِ آذَارَ بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ"، وَ "مَنْ آذَى ذِمِّيًّا فَأَنَا خَصْمُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"، وَ "يَوْمُ نَحْرِكُمْ يَوْمُ صَوْمِكُمْ"، وَ "لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَإِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ".

اور شہرت کا معنی تو معلوم ہے اور یہ صحیح کی طرف تقسیم کی گئی ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان: "انما الاعمال بالنیات" سوا اس کے نہیں کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور اس جیسی دیگر احادیث۔ اور غیر صحیح کی طرف، جیسا کہ حدیث "طلب العلم فریضة علی کل مسلم" علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور جیسے ہمیں احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے خبر پہنچی فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے منسوب چار احادیث لوگوں میں گھومتی پھرتی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے: جس نے مجھے سریانی یا شمسی سال کے تیسرے مہینے کی آمد کی خوشخبری دی، میں اسے جنت کی خوشخبری دیتا ہوں، جس نے ذمی کو تکلیف پہنچائی تو میں قیامت کے دن اس کا مدمقابل ہوں گا، اور تمہارا نحر کا دن تمہارا روزے کا دن ہے، اور مانگنے والے کا حق ہے اگرچہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔

وَيَنْقَسِمُ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ إِلَى: مَا هُوَ مَشْهُورٌ بَيْنَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِمْ، كَقَوْلِهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ". وَأَشْبَاهِهِ.

وَإِلَى مَا هُوَ مَشْهُورٌ بَيْنَ أَهْلِ الْحَدِيثِ خَاصَّةً دُونَ غَيْرِهِمْ، كَالَّذِي رُوِّينَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ أَنَسٍ: "أَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ، يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ، وَذَكْوَانَ".

فَهَذَا مَشْهُورٌ بَيْنَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، مُخَرَّجٌ فِي الصَّحِيحِ، وَلَهُ رُوَاةٌ عَنْ أَنَسٍ غَيْرُ أَبِي مِجْلَزٍ، وَرَوَاهُ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ غَيْرُ التَّيْمِيِّ، وَرَوَاهُ عَنِ التَّيْمِيِّ غَيْرُ الْأَنْصَارِيِّ، وَلَا يَعْلَمُ ذَلِكَ إِلَّا أَهْلُ الصَّنْعَةِ. وَأَمَّا غَيْرُهُمْ فَقَدْ يَسْتَغْرِبُونَهُ مِنْ حَيْثُ: إِنَّ التَّيْمِيَّ يَرْوِي عَنْ أَنَسٍ، وَهُوَ هَاهُنَا يَرْوِي عَنْ وَاحِدٍ، عَنْ أَنَسٍ.

ایک اور طریقے پر تقسیم کیا جاتا ہے جو اہل حدیث وغیرہ میں مشہور ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں'' اور اس کے مثل (دوسری احادیث)۔ اور ایسے طریقے پر (تقسیم کیا جاتا ہے) جو صرف اہلِ حدیث میں خاص ہونہ کہ ان کے علاوہ میں، جیسا کہ ہم نے محمد بن عبداللہ انصاری عن سلیمان التیمی عن ابی مجلز عن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، بیشک رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد ایک مہینہ قنوت پڑھی جس میں رعل وذکوان کیلئے بد عا فرمائی۔ پس یہ اہلِ حدیث کے مابین مشہور ہے، اور صحیح میں تخریج کی گئی ہے، اور اس کے رواۃ ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ابو مجلز کے علاوہ، اور اس کے رواۃ ابو مجلز سے تیمی کے علاوہ، اور رواۃ تیمی سے انصاری کے علاوہ، اور اس کو صرف اہلِ فن ہی جانتے ہیں۔ اور بہر حال ان کے علاوہ لوگ اس کو غریب جانتے ہیں اس حیثیت سے کہ تیمی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ یہاں ایک واسطے سے حضرت انس سے روایت کر رہے ہیں۔

وَمِنَ الْمَشْهُورِ: الْمُتَوَاتِرُ الَّذِي يَذْكُرُهُ أَهْلُ الْفِقْهِ وَأُصُولِهِ، وَأَهْلُ الْحَدِيثِ لَا يَذْكُرُونَهُ بِاسْمِهِ الْخَاصِّ الْمُشْعِرِ بِمَعْنَاهُ الْخَاصِّ، وَإِنْ كَانَ الْحَافِظُ الْخَطِيبُ قَدْ ذَكَرَهُ، فَفِي كَلَامِهِ مَا يُشْعِرُ بِأَنَّهُ اتَّبَعَ فِيهِ غَيْرَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَلَعَلَّ ذَلِكَ لِكَوْنِهِ لَا تَشْمَلُهُ صِنَاعَتُهُمْ، وَلَا يَكَادُ يُوجَدُ فِي رِوَايَاتِهِمْ. فَإِنَّهُ عِبَارَةٌ عَنِ الْخَبَرِ الَّذِي يَنْقُلُهُ مَنْ يَحْصُلُ الْعِلْمُ بِصِدْقِهِ ضَرُورَةً، وَلَا بُدَّ فِي إِسْنَادِهِ مِنِ اسْتِمْرَارِ هَذَا الشَّرْطِ فِي رُوَاتِهِ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى مُنْتَهَاهُ.

اور مشہور متواتر وہ ہے جس کو اہلِ فقہ واصول بیان کرتے ہیں۔ اور اہلِ حدیث اس کو اس کے خاص نام کے ساتھ جو خاص معنی کی طرف مشیر ہو ذکر نہیں کرتے۔ اگرچہ الحافظ الخطیب نے اس کو ذکر کیا ہے پس ان کے کلام میں ایسی بات ہے جو اس طرف اشارہ ہے کہ خطیب نے اس میں اہلِ حدیث کا اتباع نہیں کیا اور شاید یہ اس لئے ہے کہ یہ اہلِ حدیث کے فن میں شامل نہیں ہوتا اور ان کی روایات میں بہت ہی کم پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس سے مراد وہ خبر ہے جس کو تصدق کے ساتھ ضروری علم حاصل کرنے والا نقل کرتا ہے۔ اور اس کی اسناد میں اس شرط کا اس کے رواۃ میں اول سے اخیر تک دائمی ہونا ضروری ہے۔

وَمَنْ سُئِلَ عَنْ إِبْرَازِ مِثَالٍ لِذَلِكَ فِيمَا يُرْوَى مِنَ الْحَدِيثِ أَعْيَاهُ تَطَلُّبُهُ.

وَحَدِيثُ: " إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ " لَيْسَ مِنْ ذَلِكَ بِسَبِيلٍ، وَإِنْ نَقَلَهُ عَدَدُ التَّوَاتُرِ، وَزِيَادَةٌ: لِأَنَّ ذَلِكَ طَرَأَ عَلَيْهِ فِي وَسَطِ إِسْنَادِهِ، وَلَمْ يُوجَدْ فِي أَوَائِلِهِ عَلَى مَا سَبَقَ ذِكْرُهُ.

نَعَمْ حَدِيثُ " مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ " نَرَاهُ مِثَالًا لِذَلِكَ، فَإِنَّهُ نَقَلَهُ

مِنَ الصَّحَابَةِ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ - الْعَدَدُ الْجَمُّ، وَهُوَ فِي الصَّحِيحَيْنِ مَرْوِيٌّ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْهُمْ.

اور وہ شخص جس سے منقول احادیث میں سے اس کی واضح اور ظاہر مثال کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ اس کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک جائے گا۔ اور حدیث: "انما الاعمال بالنیات" اس کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ اگر چہ اسے عدد تواتر اور زیادہ افراد نقل کریں، اس لئے کہ یہ وسط اسناد میں اچانک آ گیا اور ابتداء میں نہیں پایا گیا جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ جی ہاں، حدیث: "من کذب علی الخ، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا پس اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے" ہم اس کو اس کی مثال سمجھتے ہیں۔ پس بیشک صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جم غفیر نے اس کو نقل کیا ہے اور یہ صحیحین میں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے۔

وَذَكَرَ أَبُو بَكْرٍ الْبَزَّارُ الْحَافِظُ الْجَلِيلُ فِي مُسْنَدِهِ أَنَّهُ رَوَاهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - نَحْوٌ مِنْ أَرْبَعِينَ رَجُلًا مِنَ الصَّحَابَةِ.

وَذَكَرَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ " أَنَّهُ رَوَاهُ عَنْهُ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اثْنَانِ وَسِتُّونَ نَفْسًا مِنَ الصَّحَابَةِ، وَفِيهِمُ الْعَشَرَةُ الْمَشْهُودُ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ ".

قَالَ: وَلَيْسَ فِي الدُّنْيَا حَدِيثٌ اجْتَمَعَ عَلَى رِوَايَتِهِ الْعَشَرَةُ غَيْرُهُ، وَلَا يُعْرَفُ حَدِيثٌ يُرْوَى عَنْ أَكْثَرَ مِنْ سِتِّينَ نَفْسًا مِنَ الصَّحَابَةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِلَّا هَذَا الْحَدِيثُ الْوَاحِدُ.

اور الحافظ الجلیل ابو بکر البزار نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے کہ بیشک انہوں نے تقریباً چالیس صحابہ سے رسول اللہ ﷺ کی روایت نقل کی ہے۔ اور بعض حفاظ نے ذکر کیا کہ انہوں نے باسٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں سے دس کے بارے میں جنتی ہونے کی بشارت دی گئی ہے، سے رسول اللہ ﷺ کی روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: اس کے علاوہ دنیا میں کوئی حدیث نہیں جس کی روایت پر عشرہ مبشرہ جمع ہوئے ہوں۔ اور اس حدیث کے سوا ایسی کوئی حدیث نہیں معلوم ہوئی جو ساٹھ سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی گئی ہو۔

قُلْتُ: وَبَلَغَ بِهِمْ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَكْثَرَ مِنْ هَذَا الْعَدَدِ، وَفِي بَعْضِ ذَلِكَ عَدَدُ التَّوَاتُرِ، ثُمَّ لَمْ يَزَلْ عَدَدُ رُوَاتِهِ فِي ازْدِيَادٍ، وَهَلُمَّ جَرًّا عَلَى التَّوَالِي وَالِاسْتِمْرَارِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں نے کہا: اور بعض اہل حدیث نے (رواۃ صحابہ کی تعداد کو) اس سے بھی زیادہ عدد تک پہنچایا ہے، اور اس کے بعض میں عدد تواتر ہے۔ پھر ہمیشہ اس کے رواۃ کی تعداد بڑھتی رہی اور یہ سلسلہ پے در پے اور مسلسل چلتا رہا۔ واللہ اعلم

## النَّوْعُ الْحَادِي وَالثَّلَاثُونَ　　　اکتیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْغَرِيبِ وَالْعَزِيزِ مِنَ الْحَدِيثِ

# غریب اور عزیز حدیث کا تعارف

رُوِّينَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ بْنِ مَنْدَهْ الْحَافِظِ الْأَصْبَهَانِيِّ أَنَّهُ قَالَ: " الْغَرِيبُ مِنَ الْحَدِيثِ كَحَدِيثِ الزُّهْرِيِّ وَقَتَادَةَ وَأَشْبَاهِهِمَا مِنَ الْأَئِمَّةِ مِمَّنْ يُجْمَعُ حَدِيثُهُمْ، إِذَا انْفَرَدَ الرَّجُلُ عَنْهُمْ بِالْحَدِيثِ يُسَمَّى غَرِيبًا، فَإِذَا رَوَى عَنْهُمْ رَجُلَانِ وَثَلَاثَةٌ، وَاشْتَرَكُوا فِي حَدِيثٍ يُسَمَّى عَزِيزًا. فَإِذَا رَوَى الْجَمَاعَةُ عَنْهُمْ حَدِيثًا سُمِّيَ مَشْهُورًا ".

ہم نے ابوعبداللہ بن مندہ الحافظ الاصبہانی سے روایت کیا انہوں نے فرمایا: حدیثِ غریب، زہری قتادہ اور ائمہ میں سے ان جیسے حضرات کی حدیث کی طرح ہے جن سے حدیث کو جمع کیا جاتا ہے۔ جب ان سے کوئی شخص حدیث کی روایت میں منفرد ہو تو اسے غریب کا نام دیا جاتا ہے۔ پس جب دو یا تین آدمی ان سے روایت کریں اور وہ حدیث میں مشترک ہوں تو اسے عزیز کا نام دیا جاتا ہے۔

پس جب ایک جماعت ان سے حدیث کی روایت کرے تو اسے مشہور کہا جاتا ہے۔

قُلْتُ: الْحَدِيثُ الَّذِي يَتَفَرَّدُ بِهِ بَعْضُ الرُّوَاةِ يُوصَفُ بِالْغَرِيبِ، وَكَذَلِكَ الْحَدِيثُ الَّذِي يَتَفَرَّدُ فِيهِ بَعْضُهُمْ بِأَمْرٍ لَا يَذْكُرُهُ فِيهِ غَيْرُهُ: إِمَّا فِي مَتْنِهِ، وَإِمَّا فِي إِسْنَادِهِ، وَلَيْسَ كُلُّ مَا يُعَدُّ مِنْ أَنْوَاعِ الْأَفْرَادِ مَعْدُودًا مِنْ أَنْوَاعِ الْغَرِيبِ، كَمَا فِي الْأَفْرَادِ الْمُضَافَةِ إِلَى الْبِلَادِ عَلَى مَا سَبَقَ شَرْحُهُ.

میں نے کہا: وہ حدیث جس میں بعض رواۃ اکیلے ہوں اس میں غریب ہونے کا وصف پایا جاتا ہے۔ اور ایسے ہی وہ حدیث جس میں بعض راوی کسی ایسی بات میں منفرد ہوں جس کو اس حدیث میں ان کے علاوہ کسی نے ذکر نہ کیا ہو یا تو اس کے متن میں یا اسناد میں۔ ہر وہ حدیث جس کو تفرد کی انواع میں شمار کیا جائے غریب کی انواع میں شمار نہیں ہوتی۔ جیسا کہ وہ تفردات جن کی مختلف شہروں کی طرف اضافت کی گئی، پہلے ذکر کردہ شرح کے مطابق۔

ثُمَّ إِنَّ الْغَرِيبَ يَنْقَسِمُ إِلَى صَحِيحٍ، كَالْأَفْرَادِ الْمُخَرَّجَةِ فِي الصَّحِيحِ، وَإِلَى غَيْرِ صَحِيحٍ، وَذَلِكَ هُوَ الْغَالِبُ عَلَى الْغَرِيبِ.

رُوِّينَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - أَنَّهُ قَالَ غَيْرَ مَرَّةٍ: " لَا تَكْتُبُوا هَذِهِ الْأَحَادِيثَ الْغَرَائِبَ، فَإِنَّهَا مَنَاكِيرُ، وَعَامَّتُهَا عَنِ الضُّعَفَاءِ ".

پھر بیشک غریب کی صحیح کی طرف تقسیم کی جاتی ہے۔ جیسا کہ صحیح میں تخریج شدہ تفردات۔ اور غیر صحیح کی طرف (بھی تقسیم کی

جاتی ہے۔) اور اس کا غریب ہونا غالب ہے۔ہم نے احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کئی مرتبہ فرمایا:''ان غریب احادیث کو نہ لکھو، پس بیشک یہ احادیث منکر ہیں، اوران میں سے اکثر ضعیف راویوں سے ہیں۔''

وَيَنْقَسِمُ الْغَرِيبُ أَيْضًا مِنْ وَجْهٍ آخَرَ:

فَمِنْهُ مَا هُوَ (غَرِيبٌ مَتْنًا وَإِسْنَادًا) وَهُوَ الْحَدِيثُ الَّذِي تَفَرَّدَ بِرِوَايَةِ مَتْنِهِ رَاوٍ وَاحِدٌ.

وَمِنْهُ مَا هُوَ (غَرِيبٌ إِسْنَادًا لَا مَتْنًا) كَالْحَدِيثِ الَّذِي مَتْنُهُ مَعْرُوفٌ مَرْوِيٌّ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، إِذَا تَفَرَّدَ بَعْضُهُمْ بِرِوَايَتِهِ عَنْ صَحَابِيٍّ آخَرَ كَانَ غَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ الْوَجْهِ مَعَ أَنَّ مَتْنَهُ غَيْرُ غَرِيبٍ.

وَمِنْ ذَلِكَ غَرَائِبُ الشُّيُوخِ فِي أَسَانِيدِ الْمُتُونِ الصَّحِيحَةِ، وَهَذَا الَّذِي يَقُولُ فِيهِ التِّرْمِذِيُّ: " غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ ".

اور غریب کو ایک اور وجہ سے بھی تقسیم کیا جاتا ہے:

اور یہ وہ ہے جو متن اور اسناد دونوں کے اعتبار سے غریب ہو۔اور یہ وہ حدیث ہے جس کے متن کی روایت میں صرف ایک راوی نے تفرد کیا ہو۔اور اس (تقسیم) میں سے وہ حدیث ہے جو اسناد کے اعتبار سے غریب ہو نہ کہ متن کے اعتبار سے، جیسا کہ وہ حدیث جس کا متن معروف ہو، صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہو جبکہ بعض راوی اس کی سند میں دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کریں جو اس سند سے غریب ہو، باوجودیکہ اس کا متن غریب نہیں۔اور متون صحیحہ کی اسناد میں غرائب الشیوخ اسی قسم میں سے ہے۔اور یہی ہے جس کے بارے میں ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: "غریب من هذا الوجه" (اس سند سے غریب ہے)۔

وَلَا أَرَى هَذَا النَّوْعَ يَنْعَكِسُ، فَلَا يُوجَدُ إِذًا مَا هُوَ غَرِيبٌ مَتْنًا وَلَيْسَ غَرِيبًا إِسْنَادًا، إِلَّا إِذَا اشْتَهَرَ الْحَدِيثُ الْفَرْدُ عَمَّنْ تَفَرَّدَ بِهِ، فَرَوَاهُ عَنْهُ عَدَدٌ كَثِيرُونَ، فَإِنَّهُ يَصِيرُ غَرِيبًا مَشْهُورًا، وَغَرِيبًا مَتْنًا وَغَيْرَ غَرِيبٍ إِسْنَادًا، لَكِنْ بِالنَّظَرِ إِلَى أَحَدِ طَرَفَيِ الْإِسْنَادِ، فَإِنَّ إِسْنَادَهُ مُتَّصِفٌ بِالْغَرَابَةِ فِي طَرَفِهِ الْأَوَّلِ، مُتَّصِفٌ بِالشُّهْرَةِ فِي طَرَفِهِ الْآخَرِ، كَحَدِيثِ: " إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ " وَكَسَائِرِ الْغَرَائِبِ الَّتِي اشْتَمَلَتْ عَلَيْهَا التَّصَانِيفُ الْمُشْتَهِرَةُ، وَاللهُ أَعْلَمُ

اور اس نوع کو میں برعکس (الٹ) ہوتے ہوئے میں نہیں دیکھتا۔لہٰذا وہ قسم نہیں پائی جاتی جو متن کے لحاظ سے غریب ہو اور اسناد کے لحاظ سے غریب نہ ہو مگر جب منفرد حدیث تفرد کرنے والے راوی سے مشہور ہو جائے پھر بہت سے لوگ اس کو اسی (منفرد راوی) سے روایت کریں، تو بیشک یہ مشہور غریب بن جاتی ہے۔اور متن کے اعتبار سے غریب ہوتی ہے اسناد کے اعتبار سے غریب نہیں ہوتی۔لیکن یہ اسناد کے دو اطراف میں سے ایک طرف غور کرنے سے ہوتا ہے۔پس بیشک اس کی اسناد پہلی جانب سے غرابت سے متصف ہے اور دوسری جانب سے شہرت سے متصف ہے، جیسا کہ حدیث "انما الاعمال بالنيات" اور وہ تمام غریب احادیث جن پر مشہور تصانیف مشتمل ہیں۔واللہ اعلم

النَّوْعُ الثَّانِي وَالثَّلَاثُونَ بتیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ غَرِيبِ الْحَدِيثِ

# (معنی کے اعتبار سے) حدیثِ غریب کا تعارف

وَهُوَ عِبَارَةٌ عَمَّا وَقَعَ فِي مُتُونِ الْأَحَادِيثِ مِنَ الْأَلْفَاظِ الْغَامِضَةِ الْبَعِيدَةِ مِنَ الْفَهْمِ، لِقِلَّةِ اسْتِعْمَالِهَا.

هَذَا فَنٌّ مُهِمٌّ، يَقْبُحُ جَهْلُهُ بِأَهْلِ الْحَدِيثِ خَاصَّةً، ثُمَّ بِأَهْلِ الْعِلْمِ عَامَّةً، وَالْخَوْضُ فِيهِ لَيْسَ بِالْهَيِّنِ، وَالْخَائِضُ فِيهِ حَقِيقٌ بِالتَّحَرِّي جَدِيرٌ بِالتَّوَقِّي.

اور وہ متونِ حدیث میں واقع ان گہرے الفاظ سے عبارت ہے جو قلتِ استعمال کی وجہ سے فہم سے دور ہیں۔ یہ اہم فن ہے جس سے جاہل ہونا اہلِ حدیث کیلئے خاص طور پر اور اہلِ علم کیلئے عام طور پر برا ہے۔ اور اس میں غوطہ زن ہونا آسان نہیں اور اس میں خوب مشغول ہونے والا تحقیق وجستجو کا اہل ہے، مضبوطی کے زیادہ لائق ہے۔

رُوِّينَا عَنِ الْمَيْمُونِيِّ قَالَ: ... سُئِلَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ حَرْفٍ مِنْ غَرِيبِ الْحَدِيثِ، فَقَالَ: " سَلُوا أَصْحَابَ الْغَرِيبِ، فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَتَكَلَّمَ فِي قَوْلِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِالظَّنِّ فَأُخْطِئُ ".

وَبَلَغَنَا عَنِ التَّارِيخِيِّ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: ... حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قُلْتُ لِلْأَصْمَعِيِّ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، مَا مَعْنَى قَوْلِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ "؟ فَقَالَ: أَنَا لَا أُفَسِّرُ حَدِيثَ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَلَكِنَّ الْعَرَبَ تَزْعُمُ أَنَّ السَّقَبَ اللَّزِيقُ....

ہم نے میمونی سے روایت کیا، فرمایا: احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے غریب حدیث کے کسی حرف کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا: ''غریب احادیث کے جاننے والوں سے پوچھو، پس بیشک میں تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے بارے میں گمان سے کچھ کہنے کو ناپسند کرتا ہوں، کہ میں اس میں خطا کر دوں'' اور ہمیں محمد بن عبدالملک تاریخی سے خبر پہنچی فرمایا: مجھ سے ابوقلابہ عبدالملک بن محمد نے بیان کیا، فرمایا: میں نے اصمعی سے پوچھا: اے ابوسعید! رسول اللہ ﷺ کے فرمان ''الجار احق بسقبه'' کا کیا معنی ہے، تو فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تفسیر نہیں کرتا لیکن عرب گمان کرتے ہیں کہ بیشک سقب: متصل و برابر ہونا ہے۔

ثُمَّ إِنَّ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ صَنَّفُوا فِي ذَلِكَ فَأَحْسَنُوا، وَرُوِّينَا عَنِ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحَافِظِ قَالَ: " أَوَّلُ مَنْ صَنَّفَ الْغَرِيبَ فِي الْإِسْلَامِ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ "، وَمِنْهُمْ مَنْ خَالَفَهُ فَقَالَ: " أَوَّلُ مَنْ صَنَّفَ فِيهِ أَبُو عُبَيْدَةَ مَعْمَرُ بْنُ الْمُثَنَّى "، وَ كِتَابَاهُمَا صَغِيرَانِ.

وَصَنَّفَ بَعْدَ ذَلِكَ أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَّامٍ كِتَابَهُ الْمَشْهُورَ، فَجَمَعَ وَأَجَادَ وَاسْتَقْصَى، فَوَقَعَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِمَوْقِعٍ جَلِيلٍ، وَصَارَ قُدْوَةً فِي هَذَا الشَّأْنِ.

ثُمَّ تَتَبَّعَ الْقُتَبِيُّ مَا فَاتَ أَبَا عُبَيْدٍ، فَوَضَعَ فِيهِ كِتَابَهُ الْمَشْهُورَ.

ثُمَّ تَتَبَّعَ أَبُو سُلَيْمَانَ الْخَطَّابِيُّ مَا فَاتَهُمَا، فَوَضَعَ فِي ذَلِكَ كِتَابَهُ الْمَشْهُورَ.

فَهَذِهِ الْكُتُبُ الثَّلَاثَةُ أُمَّهَاتُ الْكُتُبِ الْمُؤَلَّفَةِ فِي ذَلِكَ، وَوَرَاءَهَا مَجَامِعُ تَشْتَمِلُ مِنْ ذَلِكَ عَلَى زَوَائِدَ وَفَوَائِدَ كَثِيرَةٍ، وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يُقَلَّدَ مِنْهَا إِلَّا مَا كَانَ مُصَنِّفُوهَا أَئِمَّةً جِلَّةً.

پھر بیشک بہت سے علماء نے اس کے بارے میں تصانیف فرمائیں اور بہت عمدہ کام کیا۔

اور ہم نے حاکم ابوعبداللہ الحافظ سے روایت کیا فرمایا: ''اسلام میں سب سے پہلے حدیثِ غریب پر نضر بن شمیل نے تصنیف کی'' بعض حضرات نے ان کا خلاف کیا اور فرمایا: ''اس میں سب سے پہلی تصنیف ابوعبیدہ معمر بن المثنی کی ہے۔ اور ان دونوں کی کتابیں چھوٹی ہیں اور اس کے بعد ابوعبید القاسم ابن سلام نے اپنی مشہور کتاب تصنیف کی، پس اس کو جامع بنایا، اچھا کام کیا اور خوب تحقیق کی تو اہل علم میں اس کتاب نے عظیم مرتبہ پالیا، اور عظیم شان کا نمونہ بن گئی۔ پھر اس کے بعد ابوعبید سے جو رہ گیا تھا اس کو قتبی نے تحریر کیا، اور اس فن میں اپنی مشہور کتاب لکھی۔ پھر اس کے بعد ان دونوں سے جو رہ گیا تھا اس کو ابوسلیمان الخطابی نے تحریر کیا، اور اس فن میں اپنی مشہور کتاب تصنیف کی۔ پس یہ تین کتابیں، اس فن میں تالیف شدہ کتابوں میں سے امھات الکتب ہیں۔ اور ان کے بعد مجامع (تمام کو جمع کرنے والی) ہیں جو اس سے زائد اور بہت سے فوائد پر مشتمل ہیں۔ (لیکن) ان میں سے کسی کی تقلید کرنا مناسب نہیں ہے سوائے ان کے جن کے مصنفین بڑے علماء ہیں۔

وَأَقْوَى مَا يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِي تَفْسِيرِ غَرِيبِ الْحَدِيثِ: أَنْ يُظْفَرَ بِهِ مُفَسَّرًا فِي بَعْضِ رِوَايَاتِ الْحَدِيثِ، نَحْوُ مَا رُوِيَ فِي حَدِيثِ ابْنِ صَيَّادٍ أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ لَهُ: " قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا، فَمَا هُوَ؟. قَالَ: الدُّخُّ ".

فَهَذَا خَفِيَ مَعْنَاهُ وَأَعْضَلَ، وَفَسَّرَهُ قَوْمٌ بِمَا لَا يَصِحُّ.

وَفِي مَعْرِفَةِ عُلُومِ الْحَدِيثِ لِلْحَاكِمِ أَنَّهُ الدَّخُّ بِمَعْنَى الزَّخِّ الَّذِي هُوَ الْجِمَاعُ، وَهَذَا تَخْلِيطٌ فَاحِشٌ يَغِيظُ الْعَالِمَ وَالْمُؤْمِنَ.

وَإِنَّمَا مَعْنَى الْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ لَهُ: قَدْ أَضْمَرْتُ لَكَ ضَمِيرًا، فَمَا هُوَ؟

فَقَالَ: الدُّخُ، بِضَمِّ الدَّالِ، يَعْنِي الدُّخَانَ، وَالدُّخُ هُوَ الدُّخَانُ فِي لُغَةٍ، إِذْ فِي بَعْضِ رِوَايَاتِ الْحَدِيثِ مَا نَصُّهُ: ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا وَخَبَأَ لَهُ: يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ".

فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "اخْسَأْ، فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ"، وَهَذَا ثَابِتٌ صَحِيحٌ، خَرَّجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ. فَأَدْرَكَ ابْنُ صَيَّادٍ مِنْ ذَلِكَ هَذِهِ الْكَلِمَةَ فَحَسْبُ، عَلَى عَادَةِ الْكُهَّانِ فِي اخْتِطَافِ بَعْضِ الشَّيْءِ مِنَ الشَّيَاطِينِ، مِنْ غَيْرِ وُقُوفٍ عَلَى تَمَامِ الْبَيَانِ. وَلِهَذَا قَالَ لَهُ: "اخْسَأْ، فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ" أَيْ فَلَا مَزِيدَ لَكَ عَلَى قَدْرِ إِدْرَاكِ الْكُهَّانِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور غریب حدیث کی تفسیر میں مضبوط، جس پر اعتماد کیا جائے وہ ہے جو بعض روایاتِ حدیث کی وضاحت کرنے میں کامیاب ہوجائے، جیسا کہ ابنِ صیاد کی حدیث میں روایت کیا گیا بیشک نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''میں اپنے دل میں ایک بات کہتا ہوں بتاؤ وہ کیا ہے؟'' ابن صیاد نے کہا: ''الدخ'' وہ دھواں ہے، پس اس کا معنی پوشیدہ اور مشکل ہے۔ اور ایک قوم نے اس کی تفسیر کی جو صحیح نہیں ہے۔ اور حاکم کی "معرفة علوم الحديث" میں ہے کہ الدخ بمعنی الزخ ہے، جو کہ جماع کے معنی میں ہے۔ اور یہ بیہودہ کلام ہے جو عالم ومومن کو غضبناک کرتا ہے۔ اور حدیث کا معنی سوا اس کے کچھ نہیں کہ بیشک نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''میں اپنے دل میں ایک بات کہتا ہوں بتاؤ وہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا: الدخ، دھواں'' دال کے ضمہ کے ساتھ یعنی الدخان (دھواں)، اور الدخ لغت میں الدخان ہے، جبکہ بعض روایاتِ حدیث میں الفاظ اس طرح ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انی قد خبات لك خبيئاً. وخبا له يوم تاتي السماء بدخان مبين. فقال ابن صياد هو الدخ. فقال رسول الله ﷺ اخسأ فلن تعدو قدرك. (بیشک میں اپنے دل میں ایک بات کہتا ہوں اور اس کیلئے اپنے دل میں، یوم تاتی السماء الآیة پوشیدہ رکھی تو ابنِ صیاد نے کہا وہ دھواں ہے، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دور ہو جا تو ہرگز اپنی اوقات سے تجاوز نہیں کرے گا) اور یہ حدیث ثابت ہے، صحیح ہے، ترمذی وغیرہ نے اس کی تخریج کی ہے۔ پس ابنِ صیاد نے اس سے کلمہ سمجھا، پس گمان کیا جیسا کہ مکمل وضاحت کی واقفیت کے بغیر شیاطین کی طرف سے بعض بات کے اچکنے کی کاہنوں کی عادت ہے۔ اسی لئے اس کو فرمایا: ''دور ہو جا! تو ہرگز حد سے تجاوز نہیں کرے گا'' یعنی تیرے لئے کاہنوں کے ادراک کی مقدار سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

## النَّوْعُ الثَّالِثُ وَالثَّلَاثُونَ — تینتیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمُسَلْسَلِ مِنَ الْحَدِيثِ

## حدیث مسلسل کا تعارف

التَّسَلْسُلُ مِنْ نُعُوتِ الْأَسَانِيدِ، وَهُوَ عِبَارَةٌ عَنْ تَتَابُعِ رِجَالِ الْإِسْنَادِ وَتَوَارُدِهِمْ فِيهِ، وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ، عَلَى صِفَةٍ أَوْ حَالَةٍ وَاحِدَةٍ.

وَيَنْقَسِمُ ذَلِكَ إِلَى مَا يَكُونُ صِفَةً لِلرِّوَايَةِ وَالتَّحَمُّلِ، وَإِلَى مَا يَكُونُ صِفَةً لِلرُّوَاةِ أَوْ حَالَةً لَهُمْ.

ثُمَّ إِنَّ صِفَاتِهِمْ فِي ذَلِكَ وَأَحْوَالَهُمْ - أَقْوَالًا وَأَفْعَالًا وَنَحْوَ ذَلِكَ - تَنْقَسِمُ إِلَى مَا لَا نُحْصِيهِ.

تسلسل اسناد کی صفات میں سے ہے، اور یہ رجالِ اسناد کے لگا تار ایک ہی صفت یا حالت پر یکے بعد دیگرے وارد ہونے سے عبارت ہے اور اس کو اس طور پر تقسیم کیا جاتا ہے کہ یہ روایت بیان کرنے، اخذ کرنے کی صفت ہو اور راویوں یا ان کی حالت کی صفت ہو۔ پھر اس میں ان صفات واحوال کی، اقوال وافعال اور دیگر وجوہ کے اعتبار سے اتنی اقسام ہیں جنہیں ہم شمار نہیں کر سکتے۔

وَنَوَّعَهُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ إِلَى ثَمَانِيَةِ أَنْوَاعٍ، وَالَّذِي ذَكَرَهُ فِيهَا إِنَّمَا هُوَ صُوَرٌ وَأَمْثِلَةٌ ثَمَانِيَةٌ، وَلَا انْحِصَارَ لِذَلِكَ فِي ثَمَانِيَةٍ كَمَا ذَكَرْنَاهُ.

وَمِثَالُ مَا يَكُونُ صِفَةً لِلرِّوَايَةِ وَالتَّحَمُّلِ مَا يَتَسَلْسَلُ بِـ (سَمِعْتُ فُلَانًا قَالَ: سَمِعْتُ فُلَانًا) إِلَى آخِرِ الْإِسْنَادِ، أَوْ يَتَسَلْسَلُ بِـ (حَدَّثَنَا) أَوْ (أَخْبَرَنَا) إِلَى آخِرِهِ، وَمِنْ ذَلِكَ " أَخْبَرَنَا وَاللهِ فُلَانٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَاللهِ فُلَانٌ " إِلَى آخِرِهِ.

اور حاکم ابوعبداللہ الحافظ نے اس کو آٹھ انواع میں تقسیم کیا ہے۔ اور وہ جو اس میں ذکر کیا ہے وہ تو صرف آٹھ صورتیں اور مثالیں ہیں۔ اور آٹھ میں اس کا انحصار نہیں ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

جو روایت وتحمل کی صفت ہو اس کے تسلسل کی مثال "سمعت فلانا، قال سمعت فلاناً اسناد کے اخیر تک، یا اسناد کے آخر تک حدثنا اور اخبرنا کے ساتھ تسلسل ہو اور یہ بھی اس کی مثال ہے: "اخبرنا واللہ فلان قال اخبرنا واللہ فلان" اخیر تک۔

وَمِثَالُ مَا يَرْجِعُ إِلَى صِفَاتِ الرُّوَاةِ وَأَقْوَالِهِمْ وَنَحْوِهَا إِسْنَادُ حَدِيثِ: " اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى شُكْرِكَ وَذِكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ " الْمُتَسَلْسِلُ بِقَوْلِهِمْ: إِنِّي أُحِبُّكَ، فَقُلْ، وَحَدِيثِ التَّشْبِيكِ بِالْيَدِ،

وَحَدِيثِ الْعَدِّ فِي الْيَدِ، فِي أَشْبَاهٍ لِذَلِكَ نَرْوِيهَا وَتُرْوَى كَثِيرَةً.

اور وہ مثال جو رواۃ کے اقوال وغیرہ کی صفات کی طرف لوٹتی ہے حدیث: "اللھم اعنی علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك" (اے اللہ میری مدد فرما اپنے ذکر شکر اور عمدہ عبادت سے) کی اسناد ہے۔ جس میں رواۃ کا یہ قول "انی احبك فقل" (میں تجھ سے محبت کرتا ہوں پس کہہ) مسلسل ہے۔ اور تشبیک بالید (ہاتھ ملانے) والی حدیث۔ اور العد فی الید والی حدیث۔ اور اس کے مشابہ احادیث ہم روایت کرتے ہیں۔ اور (اس سلسلے میں) بہت سی مزید روایت نقل کی جاتی ہیں۔

وَخَيْرُهَا مَا كَانَ فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى اتِّصَالِ السَّمَاعِ وَعَدَمِ التَّدْلِيسِ.

وَمِنْ فَضِيلَةِ التَّسَلْسُلِ اشْتِمَالُهُ عَلَى مَزِيدِ الضَّبْطِ مِنَ الرُّوَاةِ، وَقَلَّمَا تَسْلَمُ الْمُسَلْسَلَاتُ مِنْ ضَعْفٍ، أَعْنِي فِي وَصْفِ التَّسَلْسُلِ لَا فِي أَصْلِ الْمَتْنِ.

وَمِنَ الْمُسَلْسَلِ مَا يَنْقَطِعُ تَسَلْسُلُهُ فِي وَسَطِ إِسْنَادِهِ، وَذَلِكَ نَقْصٌ فِيهِ، وَهُوَ كَالْمُسَلْسَلِ بِأَوَّلِ حَدِيثٍ سَمِعْتَهُ عَلَى مَا هُوَ الصَّحِيحُ فِي ذَلِكَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور اس میں سے بہترین وہ ہے جس میں سماع کے اتصال اور عدمِ تدلیس پر دلالت ہو۔ اور تسلسل کے فضائل میں سے ہے کہ وہ رواۃ میں ضبط کی زیادتی پر مشتمل ہو۔ اور ضعف کی وجہ سے مسلسلات کو بہت کم تسلیم کیا جاتا ہے۔ میری مراد تسلسل کے وصف میں ہے نہ کہ اصل متن میں۔ اور مسلسل وہ ہے جس کا تسلسل وسطِ اسناد میں منقطع نہ ہو، ایسا ہونا اس میں نقص ہے۔ اور یہ حدیث مسلسل بالاولیہ (الراحمون یرحمھم الرحمن الخ) کی طرح ہے۔ جس کو میں نے (تسلسل کی شرط) صحیح پر سنا ہے۔ واللہ اعلم



النَّوْعُ الرَّابِعُ وَالثَّلَاثُونَ — چونتیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ نَاسِخِ الْحَدِيثِ وَمَنْسُوخِهِ

# ناسخ اور منسوخ حدیث کا تعارف

هَذَا فَنٌّ مُهِمٌّ مُسْتَصْعَبٌ.

رُوِّينَا ... عَنِ الزُّهْرِيِّ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - أَنَّهُ قَالَ: " أَعْيَا الْفُقَهَاءَ وَأَعْجَزَهُمْ أَنْ يَعْرِفُوا نَاسِخَ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مِنْ مَنْسُوخِهِ "....

وَكَانَ لِلشَّافِعِيِّ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - فِيهِ يَدٌ طُولَى وَسَابِقَةٌ أُولَى.

یہ بہت اہم اور مشکل فن ہے، ہم نے زہری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا بیشک انہوں نے فرمایا: ''فقہاء کو اس کام نے تھکا دیا اور عاجز کر دیا کہ وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناسخ کی منسوخ سے پہچان کریں۔'' اور (امام) شافعی رضی اللہ عنہ کو اس میں مہارت کاملہ اور برتری حاصل تھی۔

رُوِّينَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ وَارَةَ، أَحَدِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ أَنَّ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ قَالَ لَهُ، وَقَدْ قَدِمَ مِنْ مِصْرَ: " كَتَبْتَ كُتُبَ الشَّافِعِيِّ؟ " فَقَالَ: لَا، قَالَ: " فَرَّطْتَ، مَا عَلِمْنَا الْمُجْمَلَ مِنَ الْمُفَسَّرِ، وَلَا نَاسِخَ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مِنْ مَنْسُوخِهِ حَتَّى جَالَسْنَا الشَّافِعِيَّ ".

وَفِيمَنْ عَانَاهُ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ مَنْ أَدْخَلَ فِيهِ مَا لَيْسَ مِنْهُ لِخَفَاءِ مَعْنَى النَّسْخِ وَشَرْطِهِ.

ہم نے محمد بن مسلم بن وارۃ سے روایت کیا، جو کہ ائمہ حدیث میں سے ایک ہیں، بیشک احمد بن حنبل نے ان سے پوچھا جب وہ مصر سے تشریف لائے تھے: ''کیا تم نے کتب شافعیہ لکھیں؟'' پس کہا نہیں۔ فرمایا: ''تو نے کوتاہی کی، ہم نے کسی مجمل کو مفسر سے اور ناسخ کو منسوخ سے نہیں پہچانا حتی کہ ہم (امام) شافعی کے پاس بیٹھے۔'' اور جن کی ہم نے (ناسخ منسوخ وغیرہ کی معرفت کے باب میں) مدد کی ان میں محدثین میں سے وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے نسخ کے معنی اور اس کی شرائط کی پوشیدگی کی وجہ سے، احادیث کے وہ معنی سمجھے جو اس میں نہیں ہیں۔

وَهُوَ عِبَارَةٌ عَنْ رَفْعِ الشَّارِعِ حُكْمًا مِنْهُ مُتَقَدِّمًا بِحُكْمٍ مِنْهُ مُتَأَخِّرًا.

وَهَذَا حَدٌّ - وَقَعَ لَنَا - سَالِمٌ مِنِ اعْتِرَاضَاتٍ وَرَدَتْ عَلَى غَيْرِهِ.

اور یہ شارع کے اپنے پہلے والے حکم کو بعد والے حکم کے ذریعے ختم کرنے سے عبارت ہے۔
اور یہ ایسی تعریف ہے جو ہمارے لئے دوسری تعریفوں پر وارد ہونے والے اعتراضات سے محفوظ ثابت ہوئی۔

ثُمَّ إِنَّ نَاسِخَ الْحَدِيثِ وَمَنْسُوخَهُ يَنْقَسِمُ أَقْسَامًا:

فَمِنْهَا: مَا يُعْرَفُ بِتَصْرِيحِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِهِ، كَحَدِيثِ بُرَيْدَةَ الَّذِي أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: " كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَزُورُوهَا " فِي أَشْبَاهٍ لِذَلِكَ.

پھر بیشک حدیث کے ناسخ ومنسوخ ہونے کو چند اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:

پس ان اقسام میں سے ایک وہ ہے:

جس کو رسول اللہ ﷺ کے وضاحت کرنے سے جانا جاتا ہے۔ جیسا کہ بریدہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس کی (امام) مسلم نے اپنی صحیح میں تخریج کی ہے، بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا پس اب ان کی زیارت کرلو کرو'' اور اس جیسی مثالیں۔

وَمِنْهَا مَا يُعْرَفُ بِقَوْلِ الصَّحَابِيِّ، كَمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ، ... عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ قَالَ: " كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ نُهِيَ عَنْهَا " ....

وَكَمَا خَرَّجَهُ النَّسَائِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: " كَانَ آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - تَرْكَ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ". فِي أَشْبَاهٍ لِذَلِكَ.

اور وہ جسے قولِ صحابی سے پہچانا جائے:

جیسا کہ ترمذی وغیرہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا بیشک انہوں نے فرمایا: ''الماء من الماء، ابتداء اسلام میں رخصت تھی پھر اس سے منع فرمادیا'' اور جیسا کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نسائی نے تخریج کی، فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دو افعال میں سے آخری عمل آگ پر پکی چیز سے وضو نہ کرنے کا تھا" اور اس جیسی مثالیں۔

وَمِنْهَا: مَا عُرِفَ بِالتَّارِيخِ، كَحَدِيثِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ وَغَيْرِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: " أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ "، وَحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ " أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ ".

بَيَّنَ الشَّافِعِيُّ أَنَّ الثَّانِيَ نَاسِخٌ لِلْأَوَّلِ، مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ رُوِيَ فِي حَدِيثِ شَدَّادٍ أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - زَمَانَ الْفَتْحِ، فَرَأَى رَجُلًا يَحْتَجِمُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَقَالَ: " أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ ". وَرُوِيَ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ " أَنَّهُ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ صَائِمٌ ". فَبَانَ بِذَلِكَ:

أَنَّ الْأَوَّلَ كَانَ زَمَنَ الْفَتْحِ فِي سَنَةِ ثَمَانٍ، وَالثَّانِي فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي سَنَةِ عَشْرٍ.

اور وہ جسے تاریخ سے پہچانا جائے:

جیسا کہ شداد بن اوس وغیرہ کی حدیث، بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "حجامہ لگانے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا" اور حدیث ابن عباس میں ہے: "بیشک نبی ﷺ نے پچھنا لگوایا اور آپ ﷺ روزے کی حالت میں تھے۔" (امام) شافعی رحمہ اللہ نے وضاحت فرمائی کہ دوسری پہلی کیلئے ناسخ ہے اس حیثیت سے کہ بیشک حدیث شداد میں روایت کیا گیا ہے کہ وہ فتح (مکہ) کے زمانے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ پس رمضان کے مہینے میں ایک شخص کو حجامہ لگوئے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "پچھنا لگانے اور لگوانے والے نے روزہ توڑ دیا۔" اور حدیث ابن عباس میں روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے محرم اور روزہ دار ہونے کی حالت میں حجامہ لگوایا۔ پس اس سے ظاہر ہوا کہ پہلی روایت فتح (مکہ) کے زمانے آٹھ ہجری کی ہے، اور دوسری حجۃ الوداع دس ہجری کی ہے۔

وَمِنْهَا: مَا يُعْرَفُ بِالْإِجْمَاعِ، كَحَدِيثِ قَتْلِ شَارِبِ الْخَمْرِ فِي الْمَرَّةِ الرَّابِعَةِ، فَإِنَّهُ مَنْسُوخٌ، عُرِفَ نَسْخُهُ بِانْعِقَادِ الْإِجْمَاعِ عَلَى تَرْكِ الْعَمَلِ بِهِ، وَالْإِجْمَاعُ لَا يَنْسَخُ وَلَا يُنْسَخُ، وَلَكِنْ يَدُلُّ عَلَى وُجُودِ نَاسِخٍ غَيْرِهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

اور وہ جسے اجماع سے پہچانا جائے:

جیسا کہ چوتھی مرتبہ شراب پینے والے کو قتل کرنے کی حدیث، پس بیشک یہ منسوخ ہے، اس کا منسوخ ہونا اس پر عمل کے ترک پر اجماع منعقد ہونے سے معلوم ہوا۔ اور اجماع نہ ناسخ بنتا ہے نہ منسوخ بنتا ہے بلکہ یہ کسی دوسرے ناسخ کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

النَّوْعُ الْخَامِسُ وَالثَّلَاثُونَ — پینتیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمُصَحَّفِ مِنْ أَسَانِيدِ الْأَحَادِيثِ وَمُتُونِهَا

# مُصَحَّف اسناد اور متون کا تعارف

هَذَا فَنٌّ جَلِيلٌ، إِنَّمَا يَنْهَضُ بِأَعْبَائِهِ الْحُذَّاقُ مِنَ الْحُفَّاظِ، وَالدَّارَقُطْنِيُّ مِنْهُمْ، وَلَهُ فِيهِ تَصْنِيفٌ مُفِيدٌ.

وَرَوَيْنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: " وَمَنْ يَعْرَى مِنَ الْخَطَأِ وَالتَّصْحِيفِ؟ "

یہ عظیم فن ہے، ماہر حفاظ ہی اس کام کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں، اور الدارقطنی انہی میں سے ہیں اور ان کی اس فن میں ایک مفید تصنیف ہے۔ اور ہم نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا بیشک انہوں نے فرمایا: ''غلطی اور تصحیف سے کون محفوظ ہوگا۔''

فَمِثَالُ التَّصْحِيفِ فِي الْإِسْنَادِ حَدِيثُ شُعْبَةَ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ مُرَاجِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ إِلَى أَهْلِهَا. . . " الْحَدِيثَ، صَحَّفَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ فَقَالَ: " ابْنُ مُزَاحِمٍ " بِالزَّايِ وَالْحَاءِ، فَرُدَّ عَلَيْهِ، وَإِنَّمَا هُوَ " ابْنُ مُرَاجِمٍ " بِالرَّاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْجِيمِ.

## پس اسناد میں تصحیف کی مثال:

شعبہ کی حدیث عن العوام بن مراجم عن ابی عثمان النہدی عن عثمان بن عفان فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اہلِ حقوق کے حقوق ضرور ادا کرو۔۔۔الحدیث''۔ یحیٰ بن معین نے اس میں تصحیف کی ہے، پس صرف انہی نے ''ابن مزاحم'' زا اور حاء کے ساتھ کہا ہے، جبکہ یہ تو ''ابن مراجم'' راءِ مہملہ اور جیم کے ساتھ ہے۔

وَمِنْهُ: مَا رَوَيْنَاهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَالِكِ بْنِ عُرْفُطَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهَا) " أَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ "،

قَالَ أَحْمَدُ: " صَحَّفَ شُعْبَةُ فِيهِ، فَإِنَّمَا هُوَ خَالِدُ بْنُ عَلْقَمَةَ "، وَقَدْ رَوَاهُ زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ وَغَيْرُهُ عَلَى

مَا قَالَهُ أَحْمَدُ.

وَبَلَغَنَا عَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ: أَنَّ ابْنَ جَرِيرٍ الطَّبَرِيَّ قَالَ فِيمَنْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ: " وَمِنْهُمْ عُتْبَةُ بْنُ الْبُذَّرِ "، قَالَهُ بِالْبَاءِ وَالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ، وَرَوَى لَهُ حَدِيثًا، وَإِنَّمَا هُوَ " ابْنُ النُّدَّرِ " بِالنُّونِ وَالدَّالِ غَيْرِ الْمُعْجَمَةِ.

اور اس کی مثال وہ بھی ہے جو ہم نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت کی، فرمایا: ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، فرمایا: ہم سے شعبہ نے عن مالک بن عرفطہ عن عبدخیر عن عائشہ بیان کیا" بیشک رسول اللہ ﷺ نے دباء اور مزفت (جن برتنوں میں شراب بنائی جاتی تھی) سے منع فرمایا ہے۔ احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: "شعبہ نے اس میں تصحیف کی ہے، جبکہ وہ تو خالد بن علقمہ ہیں۔" اور تحقیق زائدہ اور قدامہ وغیرہ نے اس کو احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے کہنے کے مطابق روایت کیا ہے۔" اور ہمیں دارقطنی سے خبر پہنچی کہ بیشک ابن جریر طبری نے بنی سلیم کے اس شخص کے بارے میں جس نے نبی ﷺ سے روایت کی فرمایا: "اور ان میں سے عتبہ بن بذر ہیں۔" اور اس کو باء اور ذال معجمہ کے ساتھ ذکر کیا اور ان سے حدیث نقل کی، جبکہ وہ تو" ابن الندر" ہیں، نون اور دال غیر معجمہ کے ساتھ۔

وَمِثَالُ التَّصْحِيفِ فِي الْمَتْنِ: مَا رَوَاهُ ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ كِتَابِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ إِلَيْهِ، بِإِسْنَادِهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ " أَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - احْتَجَمَ فِي الْمَسْجِدِ "، وَإِنَّمَا هُوَ بِالرَّاءِ " احْتَجَرَ فِي الْمَسْجِدِ بِخُصٍّ أَوْ حَصِيرٍ حُجْرَةً يُصَلِّي فِيهَا "، فَصَحَّفَهُ ابْنُ لَهِيعَةَ، لِكَوْنِهِ أَخَذَهُ مِنْ كِتَابٍ بِغَيْرِ سَمَاعٍ، ذَكَرَ ذَلِكَ مُسْلِمٌ فِي كِتَابِ التَّمْيِيزِ لَهُ.

اور متن میں تصحیف کی مثال:

وہ ہے جو ابن لھیعہ نے موسیٰ بن عقبہ کی کتاب سے اس کی سند کے ساتھ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے "ان رسول اللہ ﷺ احتجم فی المسجد" سوا اس کے نہیں کہ یہ تو راء کے ساتھ ہے "احتجر فی المسجد" مسجد میں لکڑی یا چٹائی کی چھت کا حجرہ بنایا جس میں نماز ادا فرماتے تھے۔ پس ابن لھیعہ نے اس میں تصحیف کی ہے۔ اس لئے کہ اس نے کتاب سے اس کو بغیر سماع کے حاصل کیا ہے۔ اس کو مسلم نے اپنی کتاب التمیز میں ذکر کیا ہے۔

وَبَلَغَنَا عَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ فِي حَدِيثِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: " رُمِيَ أُبَيٌّ يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلَى أَكْحَلِهِ، فَكَوَاهُ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - " أَنَّ غُنْدَرًا قَالَ فِيهِ " أَبِي "، وَإِنَّمَا هُوَ " أُبَيٌّ " وَهُوَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ.

وَفِي حَدِيثِ أَنَسٍ: " ثُمَّ يُخْرِجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً "، قَالَ فِيهِ شُعْبَةُ " ذُرَةً " بِالضَّمِّ وَالتَّخْفِيفِ، وَنُسِبَ فِيهِ إِلَى التَّصْحِيفِ.

وَفِي حَدِيثِ أَبِي ذَرٍّ " تُعِينُ الصَّانِعَ "، قَالَ فِيهِ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ: بِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ، وَهُوَ تَصْحِيفٌ،

وَالصَّوَابُ مَا رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ " الصَّانِعُ " بِالصَّادِ الْمُهْمَلَةِ، ضِدُّ الْأَخْرَقِ.

اور حدیث ابی سفیان عن جابر کے بارے میں ہمیں دارقطنی سے خبر پہنچی فرمایا: "رمی أُبیّ الخ (غزوہ) احزاب کے دن اُبیّ کے بازو کی رگ میں تیر لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے داغ دیا۔ بیشک غندر نے اس میں "اَبِی" کہا جبکہ یہ تو "اُبیّ" ہے۔ جو کہ ابی بن کعب ہیں۔

اور حدیث انس میں ہے: "پھر جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لیا جائے گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو، اور اس کے دل میں (ذَرَّۃ) ذرے کے وزن کے برابر بھی خیر ہو" اور شعبہ نے اس میں (ذُرہ) ضمہ اور تخفیف کے ساتھ کہا ہے۔ اور اس کو تصحیف کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور حدیث ابی ذر میں ہے "تعین الصانع" ہشام بن عروہ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ضاد معجمہ کے ساتھ ہے، اور یہ تصحیف ہے۔ اور درست وہ ہے جو زہری نے روایت کیا "الصانع" صاد مہملہ کے ساتھ، اخرق (بیوقوف) کی ضد ہے۔

وَبَلَغَنَا عَنْ أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَلَّامٍ - هُوَ الْمُفَسِّرُ - حَدَّثَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (سَأُرِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ) قَالَ: " مِصْرَ "، وَاسْتَعْظَمَ أَبُو زُرْعَةَ هَذَا وَاسْتَقْبَحَهُ، وَذَكَرَ أَنَّهُ فِي تَفْسِيرِ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ " مَصِيرَهُمْ ".

اور ہمیں ابوزرعہ الرازی سے خبر پہنچی کہ بیشک یحیٰ بن سلام نے جو کہ مفسر ہیں، سعید بن ابی عروبہ سے انہوں نے قتادہ سے اللہ تعالیٰ کے قول "ساریکم دار الفاسقین" کے بارے میں حدیث بیان کی فرمایا: "مصر" اور ابوزرعہ نے اسے بڑا اور برا جانا اور ذکر کیا کہ سعید عن قتادہ کی تفسیر میں تو "مصیرهم" ہے۔

وَبَلَغَنَا عَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّى أَبَا مُوسَى الْعَنَزِيَّ حَدَّثَ بِحَدِيثِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " لَا يَأْتِي أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ " فَقَالَ فِيهِ: " أَوْ شَاةٍ تَنْعِرُ " بِالنُّونِ، وَإِنَّمَا هُوَ " تَيْعِرُ " بِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتُ، وَأَنَّهُ قَالَ لَهُمْ يَوْمًا " نَحْنُ قَوْمٌ لَنَا شَرَفٌ، نَحْنُ مِنْ عَنَزَةَ، قَدْ صَلَّى النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِلَيْنَا "، يُرِيدُ مَا رُوِيَ " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى إِلَى عَنَزَةٍ " تَوَهَّمَ أَنَّهُ صَلَّى إِلَى قَبِيلَتِهِمْ، وَإِنَّمَا الْعَنَزَةُ هَاهُنَا حَرْبَةٌ، نُصِبَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَصَلَّى إِلَيْهَا. وَأَظْرَفُ مِنْ هَذَا مَا رَوَيْنَاهُ عَنِ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَعْرَابِيٍّ زَعَمَ أَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ إِذَا صَلَّى نُصِبَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ شَاةٌ، أَيْ صَحَّفَهَا عَنْزَةٌ بِإِسْكَانِ النُّونِ.

اور ہمیں دارقطنی سے خبر پہنچی کہ بیشک محمد بن مثنی ابوموسیٰ العنزی نے حدیث نبی ﷺ بیان فرمائی: "لا یأتی أحدکم یوم القیامة ببقرة لها خوار" پس اس میں فرمایا: "او شاة تنعر" نون کے ساتھ جبکہ یہ تو "تعیر" ہے، نیچے کے دو نقطوں والی یاء کے ساتھ۔ اور انہوں نے ایک دن اپنے قبیلے والوں سے کہا "ہم ایسی قوم ہیں جنکی خاص فضیلت ہے، ہم عنزہ سے ہیں، تحقیق نبی ﷺ نے ہماری طرف منہ کر کے نماز ادا فرمائی، انہوں نے وہ مراد لیا جو روایت کیا گیا: بیشک نبی ﷺ نے عنزہ کی طرف نماز

ادا فرمائی۔ اس سے وہم ہوا کہ آپ ﷺ نے ان کے قبیلے کی طرف نماز ادا فرمائی۔ جبکہ یہاں تو "عنزہ" سے مراد جنگی آلہ ہے جو آپ ﷺ کے سامنے گاڑ دیا گیا تھا، پس اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرمائی۔ اور اس میں سب سے عجیب وہ ہے جو ہم نے حاکم ابو عبداللہ عن اعرابی سے روایت کیا، اس نے سمجھا کہ جب آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی تو آپ ﷺ کے سامنے بکری کھڑی کر دی گئی۔ یعنی عنزہ میں نون کے اسکان کے ساتھ تصحیف کی۔

وَعَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ أَيْضًا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصُّولِيَّ أَمْلَى فِي الْجَامِعِ حَدِيثَ أَبِي أَيُّوبَ: " مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ "، فَقَالَ فِيهِ " شَيْئًا " بِالشِّينِ وَالْيَاءِ.

وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ الْإِسْمَاعِيلِيَّ الْإِمَامَ كَانَ - فِيمَا بَلَغَهُمْ عَنْهُ - يَقُولُ فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي الْكُهَّانِ: " قَرَّ الزُّجَاجَةِ " بِالزَّايِ، وَإِنَّمَا هُوَ " قَرَّ الدَّجَاجَةِ " بِالدَّالِ.

وَفِي حَدِيثٍ يُرْوَى عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: " لَعَنَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - الَّذِينَ يُشَقِّقُونَ الْخُطَبَ تَشْقِيقَ الشِّعْرِ "، ذَكَرَ الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ وَكِيعٍ أَنَّهُ قَالَهُ مَرَّةً بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَأَبُو نُعَيْمٍ شَاهِدٌ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ الْمَضْمُومَةِ.

وَقَرَأْتُ بِخَطِّ مُصَنِّفٍ أَنَّ ابْنَ شَاهِينَ قَالَ فِي جَامِعِ الْمَنْصُورِ فِي الْحَدِيثِ: " أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - نَهَى عَنْ تَشْقِيقِ الْحَطَبِ "، فَقَالَ بَعْضُ الْمَلَّاحِينَ: يَا قَوْمُ! فَكَيْفَ نَعْمَلُ وَالْحَاجَةُ مَاسَّةٌ.

اور دارقطنی سے یہ بھی روایت ہے کہ ابو بکر الصولی نے الجامع میں ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی: "من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال الخ" پس اس میں شین اور یاء کے ساتھ "شیئا" کہا۔ اور بیشک ابو بکر الاسماعیلی الامام سے اہل علم کو ان سے روایت پہنچی کہ حضرت عائشہ کی نبی ﷺ سے مروی حدیث میں کہان (نجومی) سے متعلق حدیث میں فرماتے تھے: "قر الزجاجة" زاء کے ساتھ جبکہ یہ تو "قر الدجاجة" دال کے ساتھ ہے۔ اور ایک حدیث میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی ہے جو (الخطب) خطبوں کو شعر کی طرح جدا جدا کر کے پڑھتے ہیں" دارقطنی نے وکیع سے نقل کیا بیشک انہوں نے ایک مرتبہ اسے حاء مہملہ کے ساتھ بیان فرمایا، اور ابو نعیم شاہد نے خاء معجمہ مضمومہ کے ساتھ اس کا رد کیا ہے۔ میں نے خطِ مصنف میں پڑھا ہے کہ ابنِ شاہین نے جامع المنصور کی حدیث میں نقل فرمایا: "بیشک نبی ﷺ نے لکڑیاں (الحطب) کاٹنے سے منع فرمایا"۔ بعض دلچسپ لوگوں نے کہا: اے لوگو! ہم اس پر کیوں عمل کریں جبکہ اسکی تو ضرورت بہت ہے۔

قُلْتُ: فَقَدِ انْقَسَمَ التَّصْحِيفُ إِلَى قِسْمَيْنِ: أَحَدُهُمَا فِي الْمَتْنِ، وَالثَّانِي فِي الْإِسْنَادِ.

وَيَنْقَسِمُ قِسْمَةً أُخْرَى إِلَى قِسْمَيْنِ:

أَحَدُهُمَا: تَصْحِيفُ الْبَصَرِ، كَمَا سَبَقَ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ وَذَلِكَ هُوَ الْأَكْثَرُ.

وَالثَّانِي: تَصْحِيفُ السَّمْعِ، نَحْوُ حَدِيثٍ (لِعَاصِمٍ الْأَحْوَلِ) رَوَاهُ بَعْضُهُمْ فَقَالَ: " عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ " فَذَكَرَ الدَّارَقُطْنِيُّ أَنَّهُ مِنْ تَصْحِيفِ السَّمْعِ، لَا مِنْ تَصْحِيفِ الْبَصَرِ، كَأَنَّهُ ذَهَبَ - وَاللهُ أَعْلَمُ - إِلَى أَنَّ ذَلِكَ مِمَّا لَا يَشْتَبِهُ مِنْ حَيْثُ الْكِتَابَةِ، وَإِنَّمَا أَخْطَأَ فِيهِ سَمْعُ مَنْ رَوَاهُ.

میں کہتا ہوں: تصحیف کو دو اقسام پر تقسیم کیا گیا ہے جن میں سے ایک متن میں، دوسری اسناد میں ہے۔

اور اس کی دو قسموں کی طرف ایک اور تقسیم کی جاتی ہے:

ایک ان میں سے تصحیف البصر ہے:

جیسا کہ ابن لہیعہ سے مروی ماقبل گزر چکا، اور یہ بہت زیادہ ہوتی ہے۔

اور دوسری قسم تصحیف السمع ہے:

جیسا کہ "عاصم الاحول" کی حدیث، جس کو بعض نے روایت کرتے ہوئے یوں کہا: "عن واصل الاحدب" پس دار قطنی نے ذکر کیا ہے کہ یہ تصحیف سمع ہے نہ کہ تصحیف بصر۔ جیسا کہ انہوں نے سمجھا۔ واللہ اعلم، کہ اس میں اشتباہ کتابت کی حیثیت سے نہیں بلکہ اس میں تو روایت کرنے والے کی سماعت نے خطا کھائی ہے۔

وَيَنْقَسِمُ قِسْمَةً ثَالِثَةً: إِلَى تَصْحِيفِ اللَّفْظِ، وَهُوَ الْأَكْثَرُ، وَإِلَى تَصْحِيفٍ يَتَعَلَّقُ بِالْمَعْنَى دُونَ اللَّفْظِ، كَمِثْلِ مَا سَبَقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّى فِي الصَّلَاةِ إِلَى عَنَزَةٍ.

وَتَسْمِيَةُ بَعْضِ مَا ذَكَرْنَاهُ تَصْحِيفًا مَجَازٌ.

وَكَثِيرٌ مِنَ التَّصْحِيفِ الْمَنْقُولِ عَنِ الْأَكَابِرِ الْجِلَّةِ لَهُمْ فِيهِ أَعْذَارٌ لَمْ يَنْقُلْهَا نَاقِلُوهُ، وَنَسْأَلُ اللهَ التَّوْفِيقَ وَالْعِصْمَةَ، وَهُوَ أَعْلَمُ.

اور اس کی ایک تیسری تقسیم بھی کی جاتی ہے:

تصحیف لفظ کی طرف، اور یہ زیادہ ہوتی ہے۔ اور تصحیف معنی کی طرف نہ کہ لفظ کی طرف۔ جیسا کہ اس کی مثال "الصلوۃ الی عنزۃ" کے بارے میں محمد بن المثنی کی روایت میں گزر چکی ہے۔

اور جو ہم نے ذکر کیا اس میں سے بعض کا نام تصحیف مجازی طور پر ہے، واللہ اعلم۔ اور بہت سی تصاحیف جو بڑے درجے کے اکابر سے منقول ہیں ان میں اعذار کی وجہ سے ناقلین نے انہیں نقل نہیں کیا۔ اور ہم اللہ سے توفیق اور عصمت کا سوال کرتے ہیں۔

واللہ اعلم

النَّوْعُ السَّادِسُ وَالثَّلاثُونَ چھتیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ مُخْتَلِفِ الْحَدِيثِ

# حدیث مختلف کا تعارف

وَإِنَّمَا يَكْمُلُ لِلْقِيَامِ بِهِ الْأَئِمَّةُ الْجَامِعُونَ بَيْنَ صِنَاعَتَيِ الْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ، الْغَوَّاصُونَ عَلَى الْمَعَانِي الدَّقِيقَةِ.

اعْلَمْ أَنَّ مَا يُذْكَرُ فِي هَذَا الْبَابِ يَنْقَسِمُ إِلَى قِسْمَيْنِ:

یہ معرفت اسی صورت میں کامل ہوتی ہے جب حدیث وفقہ دونوں فنون کے جامع اور دقیق معانی پر دسترس رکھنے والے ائمہ اسے لے کھڑے ہوں۔

(اے طالب علم) تو جان لے کہ جو اس باب میں ذکر کیا جائے گا اسے دو قسموں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

أَحَدُهُمَا: أَنْ يُمْكِنَ الْجَمْعُ بَيْنَ الْحَدِيثَيْنِ، وَلَا يَتَعَذَّرَ إِبْدَاءُ وَجْهٍ يَنْفِي تَنَافِيَهُمَا، فَيَتَعَيَّنُ حِينَئِذٍ الْمَصِيرُ إِلَى ذَلِكَ وَالْقَوْلُ بِهِمَا مَعًا.

وَمِثَالُهُ: حَدِيثُ: " لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ "، مَعَ حَدِيثِ: " لَا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ "، وَحَدِيثِ: " فِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ فِرَارَكَ مِنَ الْأَسَدِ ".

وَجْهُ الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا أَنَّ هَذِهِ الْأَمْرَاضَ لَا تُعْدِي بِطَبْعِهَا، وَلَكِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى جَعَلَ مُخَالَطَةَ الْمَرِيضِ بِهَا لِلصَّحِيحِ سَبَبًا لِإِعْدَائِهِ مَرَضَهُ.

ثُمَّ قَدْ يَتَخَلَّفُ ذَلِكَ عَنْ سَبَبِهِ كَمَا فِي سَائِرِ الْأَسْبَابِ، فَفِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ نَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ يَعْتَقِدُهُ الْجَاهِلِيُّ مِنْ أَنَّ ذَلِكَ يُعْدِي بِطَبْعِهِ، وَلِهَذَا قَالَ: " فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ؟

پہلی قسم: دونوں حدیثوں کو جمع کرنا ممکن ہو اور ایک ایسے مفہوم کو لینا مشکل نہ ہو جو ان دونوں کے تناقض کو ختم کردے۔ تو اس وقت اس کا اختیار کرنا متعین ہو جاتا ہے اور یہ قول دونوں روایات کیلئے ہوتا ہے۔

اور اس کی مثال ہے حدیث: "لا عدوی ولا طیرۃ" (اسلام میں چھوت اور بدشگونی نہیں) کے ساتھ حدیث: "لا یورد ممرض علی مصحح" (بیمار اونٹ کو صحیح اونٹ کے ساتھ پانی نہ پلاؤ) اور حدیث "فرّ من المجذوم فرارك من الاسد

(کوڑھی شخص سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو) ان دونوں (طرح کی روایات) کے مابین جمع کی صورت یہ ہے کہ یہ امراض اپنی طبع (یعنی موثر بالذات ہونے) کی وجہ سے متعدی نہیں ہوتے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ مریض کے تندرست آدمی کے ساتھ ملاپ کو مرض کے تجاوز (متعدی ہونے) کا سبب بنا دیتے ہیں۔ پھر کبھی یہ اپنے سبب کے برعکس بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ عام اسباب میں ہوتا ہے۔ پس پہلی حدیث میں آپ ﷺ نے اس کی نفی فرمائی جو جاہل عقیدے رکھتے تھے کہ یہ طبعاً (فی نفسہ/خود بخود) متعدی ہوتا ہے اسی لئے فرمایا (کہ اگر مرض خود بخود ایک سے متجاوز ہو کر دوسرے کو لگتا ہے) ''تو پہلے کی طرف کس نے متعدی کیا؟''

وَفِي الثَّانِي: اعْلَمْ بِأَنَّ اللهَ - سُبْحَانَهُ - جَعَلَ ذَلِكَ سَبَبًا لِذَلِكَ، وَحَذَّرَ مِنَ الضَّرَرِ الَّذِي يَغْلِبُ وُجُودُهُ عِنْدَ وُجُودِهِ، بِفِعْلِ اللهِ - سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى.

وَلِهَذَا فِي الْحَدِيثِ أَمْثَالٌ كَثِيرَةٌ. وَ (كِتَابُ مُخْتَلِفِ الْحَدِيثِ) لِابْنِ قُتَيْبَةَ فِي هَذَا الْمَعْنَى إِنْ يَكُنْ قَدْ أَحْسَنَ فِيهِ مِنْ وَجْهٍ فَقَدْ أَسَاءَ فِي أَشْيَاءَ مِنْهُ قَصُرَ بَاعُهُ فِيهَا، وَأَتَى بِمَا غَيْرُهُ أَوْلَى وَأَقْوَى.

وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ الْإِمَامِ أَنَّهُ قَالَ: " لَا أَعْرِفُ أَنَّهُ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - حَدِيثَانِ بِإِسْنَادَيْنِ صَحِيحَيْنِ مُتَضَادَّيْنِ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَلْيَأْتِنِي بِهِ لِأُؤَلِّفَ بَيْنَهُمَا ".

اور دوسری حدیث میں (یہ ہے کہ) تو جان لے بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو اس چیز کا سبب بنایا ہے، اور اس ضرر سے بچ جس کا اس (مرض) کے ہوتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کرنے سے پایا جانا غالب ہوتا ہے۔ اور حدیث میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ اور ابن قتیبہ کی ''کتاب مختلف الحدیث'' اسی بارے میں ہے اگرچہ اس میں من وجہ عمدہ کام کیا ہے لیکن بعض اشیاء میں غلطی کی ہے جن میں ان کی مہارت کم تھی، اور اس بات کو ذکر کر دیا جس کے علاوہ کا ذکر کرنا اولیٰ اور زیادہ قوی ہے۔ اور تحقیق ہم نے محمد بن اسحاق بن خزیمہ الامام سے روایت کیا ہے بیشک انہوں نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ نبی ﷺ سے دو حدیثیں دونوں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی گئی ہوں اور ان میں آپس میں تضاد ہو، پس جس کے پاس بھی (ایسی روایات) ہوں تو میرے پاس لائے کہ میں ان کے مابین تطبیق دے دوں گا۔''

الْقِسْمُ الثَّانِي: أَنْ يَتَضَادَّا بِحَيْثُ لَا يُمْكِنُ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا، وَذَلِكَ عَلَى ضَرْبَيْنِ:

دوسری قسم: یہ ہے کہ دو حدیثیں آپس میں اس طرح متضاد ہوں کہ ان کے مابین تطبیق دینا ممکن نہ ہو، اور یہ دو قسم پر ہیں۔

أَحَدُهُمَا: أَنْ يَظْهَرَ كَوْنُ أَحَدِهِمَا نَاسِخًا وَالْآخَرِ مَنْسُوخًا، فَيُعْمَلُ بِالنَّاسِخِ وَيُتْرَكُ الْمَنْسُوخُ.

وَالثَّانِي: أَنْ لَا تَقُومَ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ النَّاسِخَ أَيُّهُمَا وَالْمَنْسُوخَ أَيُّهُمَا، فَيُفْزَعُ حِينَئِذٍ إِلَى التَّرْجِيحِ، وَيُعْمَلُ بِالْأَرْجَحِ مِنْهُمَا وَالْأَثْبَتِ، كَالتَّرْجِيحِ بِكَثْرَةِ الرُّوَاةِ، أَوْ بِصِفَاتِهِمْ فِي خَمْسِينَ وَجْهًا مِنْ وُجُوهِ التَّرْجِيحَاتِ وَأَكْثَرَ، وَلِتَفْصِيلِهَا مَوْضِعٌ غَيْرُ ذَا، وَاللهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ.

پہلی قسم یہ ہے:

کہ ان میں سے ایک کا ناسخ اور دوسری کا منسوخ ہونا ظاہر ہو جائے، پس ناسخ پر عمل کیا جائے گا اور منسوخ کو چھوڑ دیا جائے گا۔

دوسری قسم یہ ہے:

کہ کوئی دلالت نہ ہو کہ کونسا ناسخ اور کونسا منسوخ ہے، تو ترجیح سے مدد لے اور ان دونوں میں سے زیادہ راجح اور ثابت پر عمل کرے، جیسا کہ رواۃ کی کثرت یا ان کی صفات یا ترجیحات کی وجوہ میں سے پچاس طرح کی یا اس سے زیادہ ترجیحات کے ساتھ ترجیح دینا اور یہ ان دونوں اقسام کی تفصیل کا موقع نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ اعلم



النَّوْعُ السَّابِعُ وَالثَّلَاثُونَ سینتیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمَزِيدِ فِي مُتَّصِلِ الْأَسَانِيدِ

# متصل اسانید میں کی گئی زیادتی کا تعارف

مِثَالُهُ: مَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِدْرِيسَ يَقُولُ: سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ: "لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا" فَذِكْرُ سُفْيَانَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ زِيَادَةٌ وَوَهْمٌ، وَهَكَذَا ذِكْرُ أَبِي إِدْرِيسَ.

اس کی مثال وہ ہے: جو عبداللہ بن مبارکؒ سے روایت کی گئی، فرمایا: ہم سے بیان کیا سفیانؒ نے، عبدالرحمن بن یزید بن جابر سے، فرمایا: مجھ سے بسر بن عبیداللہ نے بیان کیا، فرمایا: میں نے ابوادریس سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے ابومرثد الغنوی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، ''قبروں پر (مجاور بن کر) نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو'' پس سفیان کو اس اسناد میں ذکر کرنا زیادتی اور وہم ہے اور ایسے ہی ابوادریس کا ذکر کرنا۔

أَمَّا الْوَهْمُ فِي ذِكْرِ سُفْيَانَ فَمِمَّنْ دُونَ ابْنِ الْمُبَارَكِ، لِأَنَّ جَمَاعَةً ثِقَاتٍ رَوَوْهُ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ نَفْسِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ صَرَّحَ فِيهِ بِلَفْظِ الْإِخْبَارِ بَيْنَهُمَا.

وَأَمَّا ذِكْرُ أَبِي إِدْرِيسَ فِيهِ: فَابْنُ الْمُبَارَكِ مَنْسُوبٌ فِيهِ إِلَى الْوَهْمِ، وَذَلِكَ لِأَنَّ جَمَاعَةً مِنَ الثِّقَاتِ رَوَوْهُ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ، فَلَمْ يَذْكُرُوا أَبَا إِدْرِيسَ بَيْنَ بُسْرٍ وَوَاثِلَةَ، وَفِيهِمْ مَنْ صَرَّحَ فِيهِ بِسَمَاعِ بُسْرٍ مِنْ وَاثِلَةَ.

بہرحال جو وہم سفیان کے ذکر (کرنے) میں ہے وہ ابن مبارک کے علاوہ سے ہے، اس لئے کہ ثقات کی ایک جماعت نے اس کو ابن مبارک عن ابن جابر سے براہِ راست روایت کیا ہے اور بعض نے ان دونوں کے مابین لفظِ اخبار کی صراحت کی ہے۔ اور بہرحال اس اسناد میں ابوادریس کے ذکر کا ہونا، تو ابن مبارک اس میں وہم کرنے کی طرف منسوب ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ ثقات کی ایک جماعت نے اس کو ابنِ جابر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے تو بسر اور واثلہ کے درمیان ابوادریس کو ذکر نہیں کیا، اور ان میں سے بعض نے اس میں بسر کے واثلہ سے سماع کی تصریح کی ہے۔

قَالَ أَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ: "يَرَوْنَ أَنَّ ابْنَ الْمُبَارَكِ وَهِمَ فِي هَذَا، قَالَ: وَكَثِيرًا مَا يُحَدِّثُ بُسْرٌ عَنْ أَبِي

إِدْرِيسَ، فَغَلِطَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، وَظَنَّ أَنَّ هَذَا مِمَّا رَوَى عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ وَاثِلَةَ، وَقَدْ سَمِعَ هَذَا بُسْرٌ مِنْ وَاثِلَةَ نَفْسِهِ.

ابوحاتم الرازی نے فرمایا: (محدثین) روایت کرتے ہیں کہ ابن مبارک نے اس میں وہم داخل کیا ہے۔ فرمایا: اور بہت سی روایات جو بسر ابوادریس سے روایت کرتے ہیں ان کو ابن مبارک نے غلط قرار دیا اور یہ سمجھا کہ یہ وہ ہیں جو ابوادریس عن واثلہ سے روایت کی گئی (جبکہ) ان روایات کا تو بسر براہِ راست واثلہ سے سماع کر چکے ہیں۔

قُلْتُ: قَدْ أَلَّفَ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ فِي هَذَا النَّوْعِ كِتَابًا سَمَّاهُ "كِتَابُ تَمْيِيزِ الْمَزِيدِ فِي مُتَّصِلِ الْأَسَانِيدِ"، وَفِي كَثِيرٍ مِمَّا ذَكَرَهُ نَظَرٌ، لِأَنَّ الْإِسْنَادَ الْخَالِيَ عَنِ الرَّاوِي الزَّائِدِ إِنْ كَانَ بِلَفْظَةِ "عَنْ" فِي ذَلِكَ فَيَنْبَغِي أَنْ يُحْكَمَ بِإِرْسَالِهِ، وَيُجْعَلَ مُعَلَّلًا بِالْإِسْنَادِ الَّذِي ذُكِرَ فِيهِ الزَّائِدُ، لِمَا عُرِفَ فِي نَوْعِ الْمُعَلَّلِ، وَكَمَا يَأْتِي ذِكْرُهُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى فِي النَّوْعِ الَّذِي يَلِيهِ.

وَإِنْ كَانَ فِيهِ تَصْرِيحٌ بِالسَّمَاعِ أَوْ بِالْإِخْبَارِ، كَمَا فِي الْمِثَالِ الَّذِي أَوْرَدْنَاهُ، فَجَائِزٌ أَنْ يَكُونَ قَدْ سَمِعَ ذَلِكَ مِنْ رَجُلٍ عَنْهُ، ثُمَّ سَمِعَهُ مِنْهُ نَفْسِهِ، فَيَكُونُ بُسْرٌ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَدْ سَمِعَهُ مِنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ وَاثِلَةَ، ثُمَّ لَقِيَ وَاثِلَةَ فَسَمِعَهُ مِنْهُ، كَمَا جَاءَ مِثْلُهُ مُصَرَّحًا بِهِ فِي غَيْرِ هَذَا.

میں کہتا ہوں: تحقیق الخطیب الحافظ نے اس نوع کے بارے میں کتاب تالیف فرمائی ہے۔ جس کا نام "کتاب تمیز المزید فی متصل الاسانید" رکھا ہے۔ اور ان کی ذکر کردہ بہت سی روایات میں غور و فکر کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ زائد راوی سے خالی روایت میں اگر سند لفظ "عن" کے ساتھ ہو پس مناسب ہے کہ اس کے مرسل ہونے کا حکم لگایا جائے، اور جس اسناد میں زائد ذکر کیا گیا ہو اسے معلل بنا دیا جائے، جیسا کہ معلل کی نوع میں معلوم ہوا، اور ایسے ہی ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ نوع میں اس کا ذکر آئے گا۔ اور اگر اس میں سماع یا اخبار کی تصریح ہو جیسا کہ اس مثال میں ہے جو ہم نے ذکر کی۔ پس جائز ہے کہ اس کو محدث نے کسی راوی سے سنا ہو پھر خود اسی محدث سے سن لیا ہو، پس یوں ہوگا کہ اس حدیث میں بسر نے ابوادریس عن واثلہ سے سنا ہو پھر واثلہ سے ملاقات کی ہو اور خود ان سے سنا ہو جیسا کہ اس کے علاوہ میں بھی اس کی مثالیں وضاحت کے ساتھ وارد ہوئی ہیں۔

اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ تُوجَدَ قَرِينَةٌ تَدُلُّ عَلَى كَوْنِهِ وَهْمًا، كَنَحْوِ مَا ذَكَرَهُ أَبُو حَاتِمٍ فِي الْمِثَالِ الْمَذْكُورِ.

وَأَيْضًا فَالظَّاهِرُ مِمَّنْ وَقَعَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ أَنْ يَذْكُرَ السَّمَاعَيْنِ، فَإِذَا لَمْ يَجِئْ عَنْهُ ذِكْرُ ذَلِكَ حَمَلْنَاهُ عَلَى الزِّيَادَةِ الْمَذْكُورَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اللهم مگر یہ کہ کوئی ایسا قرینہ پایا جاتا ہو جو اس کے وہم ہونے پر دلالت کرے۔ جیسا کہ وہ جس کا مذکورہ مثال میں ابوحاتم نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ بھی کہ جس کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آئے تو ظاہر ہے کہ وہ سماع کرنے والوں کو ذکر کرے پس جب محدث کی طرف سے اس کا ذکر نہ آئے تو ہم اس کو مذکورہ زیادتی پر محمول کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ الثَّامِنُ وَالثَّلَاثُونَ — اڑتیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمَرَاسِيلِ الْخَفِيِّ إِرْسَالُهَا

## ایسی مراسیل کا تعارف جن کا مرسل ہونا پوشیدہ ہو

هَذَا نَوْعٌ مُهِمٌّ عَظِيمُ الْفَائِدَةِ، يُدْرَكُ بِالِاتِّسَاعِ فِي الرِّوَايَةِ وَالْجَمْعِ لِطُرُقِ الْأَحَادِيثِ مَعَ الْمَعْرِفَةِ التَّامَّةِ، وَلِلْخَطِيبِ الْحَافِظِ فِيهِ كِتَابُ " التَّفْصِيلِ لِمُبْهَمِ الْمَرَاسِيلِ ".
وَالْمَذْكُورُ فِي هَذَا الْبَابِ مِنْهُ مَا عُرِفَ فِيهِ الْإِرْسَالُ بِمَعْرِفَةِ عَدَمِ السَّمَاعِ مِنَ الرَّاوِي فِيهِ أَوْ عَدَمِ اللِّقَاءِ، كَمَا فِي الْحَدِيثِ الْمَرْوِيِّ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: " كَانَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا قَالَ بِلَالٌ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ نَهَضَ وَكَبَّرَ "، رُوِيَ فِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ: " الْعَوَّامُ لَمْ يَلْقَ ابْنَ أَبِي أَوْفَى ".

یہ عظیم فائدے والی اہم نوع ہے، جس کو روایت کرنے میں وسعت اور احادیث کے طرق کو مکمل معرفت کے ساتھ جمع کرنے سے پہچانا جاتا ہے۔ اور الخطیب الحافظ کی اس موضوع پر کتاب "التفصیل لمبھم المراسیل" ہے۔ اور اس باب میں صرف اُس کا ذکر کیا گیا ہے جس کا ارسال راوی کے عدمِ سماع یا عدمِ لقاء (ملاقات نہ ہونا) کی وجہ سے معلوم ہو، جیسا کہ عوام بن حوشب عن عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی روایت میں وارد ہوا ہے فرمایا: ''جب بلال قد قامت الصلوۃ کہتے تو نبی ﷺ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوتے اور تکبیر کہتے'' اس بارے میں احمد بن حنبلؒ سے روایت کیا گیا ہے بیشک انہوں نے فرمایا: ''عوام کی ابن ابی اوفی سے ملاقات نہیں ہوئی۔''

وَمِنْهُ مَا كَانَ الْحُكْمُ بِإِرْسَالِهِ مُحَالًا عَلَى مَجِيئِهِ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ، بِزِيَادَةِ شَخْصٍ وَاحِدٍ أَوْ أَكْثَرَ فِي الْمَوْضِعِ الْمُدَّعَى فِيهِ الْإِرْسَالُ، كَالْحَدِيثِ الَّذِي سَبَقَ ذِكْرُهُ فِي النَّوْعِ الْعَاشِرِ: عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، فَإِنَّهُ حُكِمَ فِيهِ بِالِانْقِطَاعِ وَالْإِرْسَالِ بَيْنَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَالثَّوْرِيِّ، لِأَنَّهُ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْجَنَدِيُّ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، وَحُكِمَ أَيْضًا فِيهِ بِالْإِرْسَالِ بَيْنَ الثَّوْرِيِّ وَأَبِي إِسْحَاقَ، لِأَنَّهُ رُوِيَ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.
وَهَذَا وَمَا سَبَقَ فِي النَّوْعِ الَّذِي قَبْلَهُ يَتَعَرَّضَانِ، لِأَنْ يُعْتَرَضَ بِكُلٍّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى الْآخَرِ عَلَى مَا

تَقَدَّمَتِ الْإِشَارَةُ إِلَيْهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اسی قبیل سے وہ روایت بھی ہے جس کی سند میں ایک یا دو راویوں کی زیادتی کی وجہ ارسال کا دعویٰ کیا گیا ہو لیکن اس کے لیے دوسری (بغیر الف) کی سند بھی ہوتی ہے ایسی روایت پر ارسال کا حکم لگانا محال ہے۔ اس حدیث کی طرح جس کا ذکر دسویں نوع میں عبدالرزاق عن ثوری عن ابی اسحاق سے گزر چکا ہے۔ بیشک اس میں عبدالرزاق اور ثوری کے درمیان انقطاع وارسال کا حکم لگایا گیا ہے، اس لئے کہ عبدالرزاق سے روایت کیا گیا فرمایا: مجھ سے نعمان بن بشیر الجندی نے عن الثوری عن ابی اسحاق بیان کیا ہے۔ اور اس میں بھی ثوری اور ابو اسحاق کے درمیان ارسال کا حکم لگایا گیا ہے اس لئے کہ ثوری سے عن شریک عن ابی اسحاق روایت کیا گیا ہے۔ یہ اور جو پہلی نوع میں گزرا آپس میں متعارض ہیں کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے پر اعتراض کرتا ہے جس طرف پہلے اشارہ گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم



النَّوْعُ التَّاسِعُ وَالثَّلَاثُونَ انتالیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ

## صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تعارف

هَذَا عِلْمٌ كَبِيرٌ قَدْ أَلَّفَ النَّاسُ فِيهِ كُتُبًا كَثِيرَةً، وَمِنْ أَحْلَاهَا وَأَكْثَرِهَا فَوَائِدَ كِتَابُ " الِاسْتِيعَابِ " لِابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ، لَوْلَا مَا شَانَهُ بِهِ مِنْ إِيرَادِهِ كَثِيرًا مِمَّا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ، وَحِكَايَاتِهِ عَنِ الْأَخْبَارِيِّينَ لَا الْمُحَدِّثِينَ، وَغَالِبٌ عَلَى الْأَخْبَارِيِّينَ الْإِكْثَارُ وَالتَّخْلِيطُ فِيمَا يَرْوُونَهُ.

وَأَنَا أُورِدُ نُكَتًا نَافِعَةً - إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى - قَدْ كَانَ يَنْبَغِي لِمُصَنِّفِي كُتُبِ الصَّحَابَةِ أَنْ يَتَوَّجُوهَا بِهَا، مُقَدِّمِينَ لَهَا فِي فَوَاتِحِهَا:

یہ بہت بلند پایہ علم ہے، لوگ اس میں بہت سی کتابیں لکھ چکے ہیں۔ اور ان میں سب سے عظیم اور زیادہ مفید ابن عبدالبر کی ''کتاب الاستیعاب'' ہے۔ اس کا یہ مقام کیوں نہ ہو کہ اس میں صحابہ کے مابین ہونے والے بہت سے مشاجرات اور حکایات کو خبریں بیان کرنے والوں سے نقل کیا ہے نہ کہ محدثین سے، اور خبریں بیان کرنے والے جو روایت کرتے ہیں اس میں ان پر زیادتی اور خلط ملط کرنے کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور میں ان شاء اللہ تعالیٰ نفع بخش نکات ذکر کروں گا، کتب صحابہ رضی اللہ عنہم کے مصنفین کو چاہئے کہ ابتدائی مقدمات میں اس پر توجہ دیں:

إِحْدَاهَا: اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي أَنَّ الصَّحَابِيَّ مَنْ؟ فَالْمَعْرُوفُ مِنْ طَرِيقَةِ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَنَّ كُلَّ مُسْلِمٍ رَأَى رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَهُوَ مِنَ الصَّحَابَةِ.

قَالَ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ: " مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَوْ رَآهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهِ.

وَبَلَغَنَا عَنْ أَبِي الْمُظَفَّرِ السَّمْعَانِيِّ الْمَرْوَزِيِّ أَنَّهُ قَالَ: " أَصْحَابُ الْحَدِيثِ يُطْلِقُونَ اسْمَ الصَّحَابَةِ عَلَى كُلِّ مَنْ رَوَى عَنْهُ حَدِيثًا أَوْ كَلِمَةً، وَيَتَوَسَّعُونَ حَتَّى يَعُدُّونَ مَنْ رَآهُ رُؤْيَةً مِنَ الصَّحَابَةِ، وَهَذَا لِشَرَفِ مَنْزِلَةِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَعْطَوْا كُلَّ مَنْ رَآهُ حُكْمَ الصُّحْبَةِ ".

وَذُكِرَ أَنَّ اسْمَ الصَّحَابِيِّ - مِنْ حَيْثُ اللُّغَةُ، وَالظَّاهِرُ - يَقَعُ عَلَى مَنْ طَالَتْ صُحْبَتُهُ لِلنَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَكَثُرَتْ مُجَالَسَتُهُ لَهُ عَلَى طَرِيقِ التَّبَعِ لَهُ وَالْأَخْذِ عَنْهُ، قَالَ: " وَهَذَا طَرِيقُ الْأُصُولِيِّينَ ".

نمبر ۱۔ اہلِ علم نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ صحابی کون ہے؟ پس اہلِ حدیث کے اسلوب میں یہ معروف ہے کہ ہر مسلمان جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو وہ صحابہ میں سے ہے۔ (امام) بخاری نے اپنی صحیح میں فرمایا: ''مسلمانوں میں سے جس نے نبی ﷺ کی صحبت پائی یا آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ہے۔'' اور ہمیں ابو المظفر السمعانی المروزی سے خبر پہنچی بیشک انہوں نے فرمایا: ''اصحاب الحدیث صحابہ کے نام کا اطلاق ہر اس شخص پر کرتے ہیں جس نے آپ ﷺ کی کوئی حدیث یا کلمہ روایت کیا ہو، اور اس میں مزید وسعت دیتے ہیں حتی کہ جس نے آپ ﷺ کو ایک مرتبہ بھی دیکھا اس کو صحابہ میں شمار کرتے ہیں۔ اور یہ نبی ﷺ کے عظیم مرتبہ اور مقام کی وجہ سے ہے، کہ انہوں نے ہر اس شخص کو صحبت کا حکم دیا جس نے آپ ﷺ کی زیارت کی۔'' اور ذکر کیا کہ اسمِ صحابی لغت اور ظاہر کے اعتبار سے ہے۔ اس کا اطلاق اُس پر ہوتا ہے جس نے نبی ﷺ کی طویل صحبت پائی ہو اور آپ ﷺ کی اتباع اور سیکھنے کی غرض سے کثرت سے آپ ﷺ کا ہمنشیں ہوا ہو۔ فرمایا: ''یہ اصولیین کا طریق ہے۔''

قُلْتُ: وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ لَا يَعُدُّ الصَّحَابِيَّ إِلَّا مَنْ أَقَامَ مَعَ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - سَنَةً أَوْ سَنَتَيْنِ، وَغَزَا مَعَهُ غَزْوَةً أَوْ غَزْوَتَيْنِ، وَكَأَنَّ الْمُرَادَ بِهَذَا - إِنْ صَحَّ عَنْهُ - رَاجِعٌ إِلَى الْمَحْكِيِّ عَنِ الْأُصُولِيِّينَ.

وَلَكِنْ فِي عِبَارَتِهِ ضِيقٌ يُوجِبُ أَلَّا يُعَدَّ مِنَ الصَّحَابَةِ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيُّ وَمَنْ شَارَكَهُ فِي فَقْدِ ظَاهِرِ مَا اشْتَرَطَهُ فِيهِمْ، مِمَّنْ لَا نَعْرِفُ خِلَافًا فِي عَدِّهِ مِنَ الصَّحَابَةِ.

میں کہتا ہوں: اور تحقیق ہم نے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ وہ صرف اسی کو صحابی شمار کرتے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک یا دو سال رہا ہو اور آپ ﷺ کے ساتھ ایک یا دو غزوات میں شریک ہوا ہو۔ اگر ان سے اس روایت کی نقل صحیح ہو تو گویا اس سے مراد یہ ہے کہ یہ اصولیین کی بیان کردہ تعریف کی طرف راجع ہے، لیکن ان کی عبارت میں (اس قدر) تنگی ہے کہ جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ اور اس میں ان کے ساتھ شریک حضرات کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل نہ کرنا لازم آتا ہے، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ان کا یہ شرط لگانا ایسی چیز ہے کہ ہم ان کو صحابہ میں شامل کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں جانتے۔

وَرَوَيْنَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُوسَى السَّبَلَانِيِّ - وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا - قَالَ: ... أَتَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَقُلْتُ: هَلْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَحَدٌ غَيْرُكَ؟ قَالَ: " بَقِيَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ قَدْ رَأَوْهُ، فَأَمَّا مَنْ صَحِبَهُ فَلَا " .... إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ، حَدَّثَ بِهِ مُسْلِمٌ بِحَضْرَةِ أَبِي زُرْعَةَ.

ثُمَّ إِنَّ كَوْنَ الْوَاحِدِ مِنْهُمْ صَحَابِيًّا تَارَةً يُعْرَفُ بِالتَّوَاتُرِ، وَتَارَةً بِالِاسْتِفَاضَةِ الْقَاصِرَةِ عَنِ التَّوَاتُرِ، وَتَارَةً بِأَنْ يُرْوَى عَنْ آحَادِ الصَّحَابَةِ أَنَّهُ صَحَابِيٌّ، وَتَارَةً بِقَوْلِهِ وَإِخْبَارِهِ عَنْ نَفْسِهِ - بَعْدَ ثُبُوتِ عَدَالَتِهِ - بِأَنَّهُ صَحَابِيٌّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور ہم نے شعبہ سے موسیٰ السیلانی کے واسطے سے روایت کیا اور انہوں نے اس کی اچھی تعریف کی۔ فرمایا: میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا، پس میں نے ان سے عرض کی: کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے آپ کے علاوہ کوئی باقی ہے؟ فرمایا چند دیہاتی جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی باقی ہیں، بہر حال جس نے صحبت پائی ہو ایسا کوئی نہیں۔ اس کی اسناد جید ہے اس کو مسلم نے ابوزرعہ کی موجودگی میں بیان فرمایا۔

پھر بیشک ان میں سے کسی کا صحابی ہونا کبھی تو تواتر سے معلوم ہوتا ہے اور کبھی تواتر سے کم درجے کی وسعت سے اور کبھی کوئی صحابی روایت کرتا ہے کہ یہ صحابی ہے اور کبھی اس کے عادل ہونے کے ثبوت کے بعد اپنے قول یا اپنی خبر کے ساتھ کہ وہ صحابی ہے۔ واللہ اعلم

الثَّانِيَةُ: لِلصَّحَابَةِ بِأَسْرِهِمْ خَصِيصَةٌ، وَهِيَ أَنَّهُ لَا يُسْأَلُ عَنْ عَدَالَةِ أَحَدٍ مِنْهُمْ، بَلْ ذَلِكَ أَمْرٌ مَفْرُوغٌ مِنْهُ، لِكَوْنِهِمْ عَلَى الْإِطْلَاقِ مُعَدَّلِينَ بِنُصُوصِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَإِجْمَاعِ مَنْ يُعْتَدُّ بِهِ فِي الْإِجْمَاعِ مِنَ الْأُمَّةِ.

نمبر 2۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سارے کے سارے فضیلت والے ہیں، اور وہ یہ کہ بیشک ان میں سے کسی کی عدالت کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا، بلکہ یہ تو ختم شدہ معاملہ ہے اس وجہ سے کہ وہ کتاب، سنت اور ایسے اجماع سے علی الاطلاق عادل ہیں جسے اجماع امت شمار کیا جاتا ہے۔

قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) الْآيَةَ، قِيلَ: اتَّفَقَ الْمُفَسِّرُونَ عَلَى أَنَّهُ وَارِدٌ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَالَ تَعَالَى: (وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ). وَهَذَا خِطَابٌ مَعَ الْمَوْجُودِينَ حِينَئِذٍ. وَقَالَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: (مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ) الْآيَةَ.

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تم بہترین امت ہو جو بھیجی گئی ہو عالم میں" الآیہ کہا گیا ہے: کہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل تا کہ ہو تم گواہ لوگوں پر" اور یہ بشمول اس وقت کے موجودین کو خطاب ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "محمد رسول اللہ کا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر"

وَفِي نُصُوصِ السُّنَّةِ الشَّاهِدَةِ بِذَلِكَ كَثْرَةٌ، مِنْهَا حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ الْمُتَّفَقُ عَلَى صِحَّتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ

- صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: " لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ ".

ثُمَّ إِنَّ الْأُمَّةَ مُجْمِعَةٌ عَلَى تَعْدِيلِ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ، وَمَنْ لَابَسَ الْفِتَنَ مِنْهُمْ فَكَذَلِكَ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ الَّذِينَ يُعْتَدُّ بِهِمْ فِي الْإِجْمَاعِ، إِحْسَانًا لِلظَّنِّ بِهِمْ، وَنَظَرًا إِلَى مَا تَمَهَّدَ لَهُمْ مِنَ الْمَآثِرِ، وَكَأَنَّ اللهَ - سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى - أَتَاحَ الْإِجْمَاعَ عَلَى ذَلِكَ لِكَوْنِهِمْ نَقَلَةَ الشَّرِيعَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور سنت کی نصوص میں بھی کثرت کے ساتھ اس کی گواہی موجود ہے، ان میں سے حدیثِ ابو سعید جس کی صحت پر اتفاق کیا گیا ہے، بیشک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے صحابہ کو برا نہ کہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے بیشک اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا (بھی) خرچ دے تو ان کے ایک مُد اور نصف مُد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔'' پھر بیشک پوری امت کا تمام صحابہ کی عدالت پر اجماع ہے اور ایسے ہی امت میں سے وہ علماء جو فتنوں میں پڑ گئے ان علماء کے اجماع کو بھی اجماع شمار کیا گیا ہے ان کے ساتھ حسنِ ظن اور ان کی پرانی نیک نامی کی طرف نظر کرتے ہوئے۔ اور گویا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اجماع کو اسی لئے بنایا ہے کہ صحابہ شریعت کی ناقل ہیں۔ واللہ اعلم

الثَّالِثَةُ: أَكْثَرُ الصَّحَابَةِ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَبُو هُرَيْرَةَ رُوِيَ ذَلِكَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَذَلِكَ مِنَ الظَّاهِرِ الَّذِي لَا يَخْفَى عَلَى حَدِيثِيٍّ، وَهُوَ أَوَّلُ صَاحِبِ حَدِيثٍ.

بَلَغَنَا عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيِّ قَالَ: " رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي النَّوْمِ، وَأَنَا بِسِجِسْتَانَ أُصَنِّفُ حَدِيثَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ: إِنِّي لَأُحِبُّكَ، فَقَالَ: " أَنَا أَوَّلُ صَاحِبِ حَدِيثٍ كَانَ فِي الدُّنْيَا ".

نمبر 3۔ صحابہ میں سے رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے والے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، یہ قول سعید بن ابی الحسن اور احمد بن حنبل سے روایت کیا گیا ہے۔ اور یہ ایسا ظاہر ہے جو میری بات میں بھی پوشیدہ نہیں ہے اور وہ پہلے صاحب حدیث ہیں۔ ہمیں ابوبکر بن ابوداود السجستانی سے خبر پہنچی فرمایا: ''میں نے خواب میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور میں سجستان میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث تصنیف کر رہا تھا تو میں نے ان سے عرض کی، بیشک میں آپ سے محبت کرتا ہوں، تو فرمایا: میں دنیا میں پہلا صاحب حدیث تھا۔''

وَعَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَيْضًا - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - قَالَ: " سِتَّةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَكْثَرُوا الرِّوَايَةَ عَنْهُ وَعُمِّرُوا: أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسٌ. وَأَبُو هُرَيْرَةَ أَكْثَرُهُمْ حَدِيثًا، وَحَمَلَ عَنْهُ الثِّقَاتُ ".

ثُمَّ إِنَّ أَكْثَرَ الصَّحَابَةِ فُتْيَا تُرْوَى ابْنُ عَبَّاسٍ، بَلَغَنَا ... عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: "لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يُرْوَى عَنْهُ فِي الْفَتْوَى أَكْثَرَ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ "....

اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے فرمایا: اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے چھ نے زیادہ روایات بیان کیں اور لمبی عمر پائی: وہ ابوھریرہ، ابنِ عمر، عائشہ، جابر بن عبداللہ، ابنِ عباس اور انس رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور ابوھریرہ ان میں سے سب سے زیادہ احادیث بیان فرمانے والے ہیں اور ثقہ راویوں نے ان سے احادیث حاصل کی ہیں۔ پھر بیشک صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سب سے زیادہ فتاوی کی روایت کرنے والے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ ہمیں احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے خبر پہنچی فرمایا: ''اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایسا کوئی نہیں جس سے ابنِ عباس سے زیادہ فتاوی نقل کیے گئے ہوں''

وَرَوَيْنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَيْضًا أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: " مَنِ الْعَبَادِلَةُ؟ " فَقَالَ: " عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو ". قِيلَ لَهُ: " فَابْنُ مَسْعُودٍ؟ " قَالَ: " لَا، لَيْسَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ مِنَ الْعَبَادِلَةِ ".

قَالَ الْحَافِظُ أَحْمَدُ الْبَيْهَقِيُّ فِيمَا رَوَيْنَاهُ عَنْهُ وَقَرَأْتُهُ بِخَطِّهِ: " وَهَذَا لِأَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ تَقَدَّمَ مَوْتُهُ، وَهَؤُلَاءِ عَاشُوا حَتَّى احْتِيجَ إِلَى عِلْمِهِمْ، فَإِذَا اجْتَمَعُوا عَلَى شَيْءٍ قِيلَ: هَذَا قَوْلُ الْعَبَادِلَةِ، أَوْ هَذَا فِعْلُهُمْ ".

اور ہم نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے یہ بھی روایت کیا کہ ان سے پوچھا گیا: ''عبادلہ کون ہیں؟'' تو فرمایا: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ''پوچھا گیا: ''تو ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ؟'' فرمایا: ''نہیں، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عبادلہ میں سے نہیں ہیں۔''

جو ہم نے الحافظ احمد البیہقی سے روایت کیا اس میں انہوں نے فرمایا اور میں نے ان کے خط سے پڑھا: ''اور یہ اس لئے ہے کہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات پہلے ہوگئی تھی، اور یہ (حضرات) زندہ رہے حتی کہ ان کے علوم کی ضرورت پڑی۔ پس جب وہ کسی چیز پر جمع ہوجاتے تو کہا جاتا: ''یہ عبادلہ کا قول ہے یا ان کا فعل ہے۔''

قُلْتُ: وَيَلْتَحِقُ بِابْنِ مَسْعُودٍ فِي ذَلِكَ سَائِرُ الْعَبَادِلَةِ الْمُسَمَّيْنَ بِعَبْدِ اللهِ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَهُمْ نَحْوُ مِائَتَيْنِ وَعِشْرِينَ نَفْسًا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: اور اس صورت میں ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تمام عبادلہ مل گئے جن کا نام عبداللہ ہے اور وہ دوسوبیس کے قریب افراد ہیں۔ واللہ اعلم

وَرَوَيْنَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمَدِينِيِّ قَالَ: "لَمْ يَكُنْ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَحَدٌ لَهُ أَصْحَابٌ يَقُومُونَ بِقَوْلِهِ فِي الْفِقْهِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ: عَبْدُ اللهِ بْنُ

مَسْعُودٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، كَانَ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَصْحَابٌ يَقُومُونَ بِقَوْلِهِ وَيُفْتُونَ النَّاسَ".

وَرَوَيْنَا عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: "وَجَدْتُ عِلْمَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - انْتَهَى إِلَى سِتَّةٍ: عُمَرَ، وَعَلِيٍّ، وَأُبَيٍّ، وَزَيْدٍ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، ثُمَّ انْتَهَى عِلْمُ هَؤُلَاءِ السِّتَّةِ إِلَى اثْنَيْنِ: عَلِيٍّ، وَعَبْدِ اللهِ". وَرَوَيْنَا نَحْوَهُ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، لَكِنْ ذَكَرَ أَبَا مُوسَى بَدَلَ أَبِي الدَّرْدَاءِ.

اور ہم نے علی بن عبداللہ المدینی سے روایت کیا، فرمایا: ''اصحاب النبی ﷺ میں سے سوائے تین کے کوئی نہیں جس کے فقہ میں اقوال کو اس کے اصحاب لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہوں: (اور وہ) عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان میں سے ہر ایک شخص کے اصحاب اس کے اقوال کو لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو فتویٰ دیتے رہے۔''

اور ہم نے مسروق سے روایت کیا، فرمایا: میں نے اصحاب النبی ﷺ کے علم کو چھ صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف منتہی ہوتے ہوئے پایا۔ (یعنی ان کے پاس انتہائی درجے کا علم تھا اور وہ) عمر، علی، اُبی، ابو درداء اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں۔ پھر ان چھ کا علم دو کی طرف منتہی ہوا، وہ علی اور عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور ہم نے اسی کے مثل مطرف عن شعبی عن مسروق سے روایت کیا ہے لیکن انہوں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کی جگہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہے۔

وَرَوَيْنَا عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: "كَانَ الْعِلْمُ يُؤْخَذُ عَنْ سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَكَانَ عُمَرُ، وَعَبْدُ اللهِ، وَزَيْدٌ، يُشْبِهُ عِلْمُ بَعْضِهِمْ بَعْضًا، وَكَانَ يَقْتَبِسُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ، وَكَانَ عَلِيٌّ، وَالْأَشْعَرِيُّ، وَأُبَيٌّ، يُشْبِهُ عِلْمُ بَعْضِهِمْ بَعْضًا، وَكَانَ يَقْتَبِسُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ".

اور ہم نے شعبی سے روایت کیا، فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے (زیادہ تر) چھ سے علم حاصل کیا جاتا تھا اور عمر، عبداللہ اور زید رضی اللہ عنہ میں سے بعض کا علم بعض کے مشابہ تھا اور بعض، بعض سے اقتباس کرتے تھے، اور علی رضی اللہ عنہ، اشعری رضی اللہ عنہ اور اُبی رضی اللہ عنہ میں سے بعض کا علم بعض کے مشابہ تھا اور بعض، بعض سے اقتباس کرتے تھے۔

وَرَوَيْنَا عَنِ الْحَافِظِ أَحْمَدَ الْبَيْهَقِيِّ أَنَّ الشَّافِعِيَّ ذَكَرَ الصَّحَابَةَ فِي رِسَالَتِهِ الْقَدِيمَةِ، وَأَثْنَى عَلَيْهِمْ بِمَا هُمْ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: "وَهُمْ فَوْقَنَا فِي كُلِّ عِلْمٍ، وَاجْتِهَادٍ، وَوَرَعٍ، وَعَقْلٍ، وَأَمْرٍ اسْتُدْرِكَ بِهِ عِلْمٌ وَاسْتُنْبِطَ بِهِ، وَآرَاؤُهُمْ لَنَا أَحْمَدُ وَأَوْلَى بِنَا مِنْ آرَائِنَا عِنْدَنَا لِأَنْفُسِنَا"، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور ہم نے حافظ احمد البیہقی سے روایت کیا، بیشک (امام) شافعی نے اپنے قدیم رسالے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا اور ان کی خوب عمدہ تعریف بیان کی جس کے وہ اہل ہیں، پھر فرمایا: ''وہ ہر علم، اجتہاد، ورع، عقل اور معاملے میں ہم سے بڑے تھے۔ اسی

سے علم حاصل اور مستنبط کیا گیا۔اور ہمارے نزدیک ان کی آراء ہمارے لئے ہماری آراء سے زیادہ قابل تعریف اور بہتر ہیں۔" واللہ اعلم

الرَّابِعَةُ: رَوَيْنَا عَنْ أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ عِدَّةِ مَنْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ: وَمَنْ يَضْبِطُ هَذَا؟ شَهِدَ مَعَ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - حَجَّةَ الْوَدَاعِ أَرْبَعُونَ أَلْفًا، وَشَهِدَ مَعَهُ تَبُوكَ سَبْعُونَ أَلْفًا.

نمبر 4۔ہم نے ابوزرعہ الرازی سے روایت کیا بیشک ان سے نبی ﷺ سے روایت کرنے والوں کی تعداد کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: "کون اس کو ضبط کرے گا" حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے ساتھ چالیس ہزار حاضرین تھے۔اور تبوک میں آپ ﷺ کے ساتھ ستر ہزار حاضرین تھے۔

وَرَوَيْنَا عَنْ أَبِي زُرْعَةَ - أَيْضًا - أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: " أَلَيْسَ يُقَالُ: حَدِيثُ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَرْبَعَةُ آلَافِ حَدِيثٍ؟ " قَالَ: " وَمَنْ قَالَ ذَا؟ قَلْقَلَ اللهُ أَنْيَابَهُ! هَذَا قَوْلُ الزَّنَادِقَةِ، وَمَنْ يُحْصِي حَدِيثَ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، قُبِضَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَنْ مِائَةِ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفًا مِنَ الصَّحَابَةِ، مِمَّنْ رَوَى عَنْهُ وَسَمِعَ مِنْهُ، وَفِي رِوَايَةٍ: مِمَّنْ رَآهُ وَسَمِعَ مِنْهُ "، فَقِيلَ لَهُ: يَا أَبَا زُرْعَةَ، هَؤُلَاءِ أَيْنَ كَانُوا وَأَيْنَ سَمِعُوا مِنْهُ؟ قَالَ: " أَهْلُ الْمَدِينَةِ، وَأَهْلُ مَكَّةَ، وَمَنْ بَيْنَهُمَا، وَالْأَعْرَابُ، وَمَنْ شَهِدَ مَعَهُ حَجَّةَ الْوَدَاعِ، كُلٌّ رَآهُ وَسَمِعَ مِنْهُ بِعَرَفَةَ ".

اور ہم نے ابوزرعہ سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا: "کیا یہ نہیں کہا جاتا کہ نبی ﷺ کی احادیث چار ہزار احادیث ہیں؟" فرمایا: جس نے یہ کہا ہے اللہ اس کے دانت ہلا دے، یہ تو زنادقہ کا قول ہے۔رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا احاطہ کون کرسکتا ہے، جب رسول اللہ ﷺ کی (روح مبارک) قبض کی گئی تو ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ موجود تھے جنہوں نے آپ ﷺ سے روایت کی اور سماع کیا، اور ایک روایت میں ہے: جنہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور آپ سے سماع کیا، تو ان سے پوچھا گیا: اے ابوزرعہ! یہ کہاں تھے اور آپ ﷺ سے انہوں نے کہاں سماع کیا؟ فرمایا: اہل مدینہ، اہل مکہ اور ان کے مابین والے اور اعراب اور جو آپ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں حاضر ہوئے، تمام نے آپ ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ سے عرفہ میں سماع کیا۔

قَالَ الْمُؤَلِّفُ: ثُمَّ إِنَّهُ اخْتُلِفَ فِي عَدَدِ طَبَقَاتِهِمْ وَأَصْنَافِهِمْ، وَالنَّظَرُ فِي ذَلِكَ إِلَى السَّبْقِ بِالْإِسْلَامِ، وَالْهِجْرَةِ، وَشُهُودِ الْمَشَاهِدِ الْفَاضِلَةِ مَعَ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا وَأَنْفُسِنَا هُوَ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -.

وَجَعَلَهُمُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ: اثْنَتَيْ عَشْرَةَ طَبَقَةً، وَمِنْهُمْ مَنْ زَادَ عَلَى ذَلِكَ، وَلَسْنَا نُطَوِّلُ

بِتَفْصِيلِ ذَلِكَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

مؤلف نے کہا: پھر بیشک ان کے طبقات اور اصناف میں اختلاف ہو گیا، اور اس میں اسلام، ہجرت، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت عقبہ کی گواہی میں سبقت لے جانے کی طرف نظر کی گئی، ہمارے آباء، ہماری مائیں اور ہم خود آپ ﷺ پر قربان ہوں!۔ اور الحاکم ابو عبد اللہ نے ان کے بارہ طبقات بنائے ہیں، اور بعض نے اس سے زیادہ بیان کیے ہیں۔ اور ہم اس کی زیادہ تفصیل نہیں کرتے۔ واللہ اعلم

الْخَامِسَةُ: أَفْضَلُهُمْ عَلَى الْإِطْلَاقِ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ إِنَّ جُمْهُورَ السَّلَفِ عَلَى تَقْدِيمِ عُثْمَانَ عَلَى عَلِيٍّ، وَقَدَّمَ أَهْلُ الْكُوفَةِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ عَلِيًّا عَلَى عُثْمَانَ، وَبِهِ قَالَ مِنْهُمْ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ أَوَّلًا، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى تَقْدِيمِ عُثْمَانَ، رَوَى ذَلِكَ عَنْهُ وَعَنْهُمُ الْخَطَّابِيُّ.

وَمِمَّنْ نُقِلَ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ تَقْدِيمُ عَلِيٍّ عَلَى عُثْمَانَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنُ خُزَيْمَةَ، وَتَقْدِيمُ عُثْمَانَ هُوَ الَّذِي اسْتَقَرَّتْ عَلَيْهِ مَذَاهِبُ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ وَأَهْلِ السُّنَّةِ.

نمبر 5۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں علی الاطلاق سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر بیشک جمہور اسلاف عثمان رضی اللہ عنہ کو علی رضی اللہ عنہ پر مقدم کرتے ہیں۔ اور کوفہ کے اہل سنت نے علی رضی اللہ عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کیا ہے۔ اور ان میں سے سفیان ثوریؒ نے پہلے یہی کہا تھا پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی تقدیم کی طرف رجوع کر لیا۔ اس کو سفیان اور بقیہ حضرات سے خطابی نے روایت کیا ہے، اور اہلِ حدیث میں سے جس نے ان سے علی رضی اللہ عنہ کی عثمان رضی اللہ عنہ پر تقدیم کو نقل کیا وہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ ہیں۔ اور تقدیم عثمان ہی وہ قول ہے جس پر اصحابِ حدیث اور اہلسنت کے مذاہب پختہ ہو گئے۔

وَأَمَّا أَفْضَلُ أَصْنَافِهِمْ صِنْفًا: فَقَدْ قَالَ أَبُو مَنْصُورٍ الْبَغْدَادِيُّ التَّمِيمِيُّ: أَصْحَابُنَا مُجْمِعُونَ عَلَى أَنَّ أَفْضَلَهُمُ الْخُلَفَاءُ الْأَرْبَعَةُ، ثُمَّ السِّتَّةُ الْبَاقُونَ إِلَى تَمَامِ الْعَشَرَةِ، ثُمَّ الْبَدْرِيُّونَ، ثُمَّ أَصْحَابُ أُحُدٍ، ثُمَّ أَهْلُ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ بِالْحُدَيْبِيَةِ.

## اور بہرحال ان کی اصناف میں سے افضل صنف:

تو اس کے بارے میں ابو منصور البغدادی التمیمی نے کہا ہے: کہ ہمارے اصحاب اس پر مجتمع ہیں کہ ان میں سب سے افضل خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ پھر دس کے تمام تک باقی چھ (یعنی عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں سے باقی چھ) پھر بدریین رضی اللہ عنہم پھر اصحابِ احد رضی اللہ عنہم، پھر حدیبیہ میں بیعتِ رضوان کرنے والے۔

قُلْتُ: وَفِي نَصِّ الْقُرْآنِ تَفْضِيلُ السَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَهُمُ الَّذِينَ صَلَّوْا إِلَى الْقِبْلَتَيْنِ فِي قَوْلِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَطَائِفَةٍ، وَفِي قَوْلِ الشَّعْبِيِّ: هُمُ الَّذِينَ شَهِدُوا بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ، وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا قَالَا: هُمْ أَهْلُ بَدْرٍ، رَوَى ذَلِكَ عَنْهُمَا

ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِيمَا وَجَدْنَاهُ عَنْهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں نے کہا: نصِ قرآنی میں مہاجرین اور انصار میں سے پہلے سبقت لے جانے والوں کی افضلیت کا ذکر ہے۔ اور وہ سعید بن مسیب اور ایک گروہ کے قول کے مطابق وہ حضرات ہیں جنہوں نے قبلتین کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی۔ اور شعبی کے قول میں ہے: یہ وہ حضرات ہیں جو بیعت رضوان میں حاضر ہوئے۔ اور محمد بن کعب القرضی اور عطا بن یسار سے روایت ہے بیشک ان دونوں نے فرمایا: وہ اہلِ بدر ہیں، ان دونوں سے ابنِ عبدالبر نے یہ روایت کی (اس کے مطابق) جو ہم نے ان سے حاصل کیا۔ واللہ اعلم

السَّادِسَةُ: اخْتَلَفَ السَّلَفُ فِي أَوَّلِهِمْ إِسْلَامًا، فَقِيلَ: أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، رُوِيَ ذَلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ، وَإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، وَغَيْرِهِمْ.

وَقِيلَ: عَلِيٌّ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ، رُوِيَ ذَلِكَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، وَأَبِي ذَرٍّ، وَالْمِقْدَادِ، وَغَيْرِهِمْ.

وَقَالَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ: "لَا أَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ أَصْحَابِ التَّوَارِيخِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَوَّلُهُمْ إِسْلَامًا"، وَاسْتُنْكِرَ هَذَا مِنَ الْحَاكِمِ.

نمبر 6۔ ان میں سے پہلے اسلام لانے والے کے بارے میں سلف نے اختلاف کیا ہے، پس کہا گیا: کہ وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، یہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابراھیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے روایت کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا: کہ علی رضی اللہ عنہ پہلے اسلام لانے والے ہیں۔ یہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، ابوذر رضی اللہ عنہ اور مقداد وغیرہ سے روایت کیا گیا ہے۔ اور الحاکم ابوعبداللہ نے کہا: میں اصحاب تواریخ میں (اس بات میں) کوئی اختلاف نہیں جانتا کہ علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔ اور حاکم نے اس سے ناواقفیت ظاہر کی۔

وَقِيلَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، وَذَكَرَ مَعْمَرٌ نَحْوَ ذَلِكَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

وَقِيلَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ خَدِيجَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، رُوِيَ ذَلِكَ مِنْ وُجُوهٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَهُوَ قَوْلُ قَتَادَةَ، وَمُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ يَسَارٍ، وَجَمَاعَةٍ، وَرُوِيَ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

وَادَّعَى الثَّعْلَبِيُّ الْمُفَسِّرُ فِيمَا رَوَيْنَاهُ أَوْ بَلَغَنَا عَنْهُ اتِّفَاقَ الْعُلَمَاءِ عَلَى أَنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ خَدِيجَةُ، وَأَنَّ اخْتِلَافَهُمْ إِنَّمَا هُوَ فِي أَوَّلِ مَنْ أَسْلَمَ بَعْدَهَا.

اور کہا گیا ہے: پہلے اسلام لانے والے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور معمر نے بھی اسی کے مثل زھری سے نقل کیا ہے، اور کہا گیا ہے: پہلی اسلام لانے والی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ متعدد وجوہ سے زہری سے روایت کیا گیا ہے۔ اور یہی قتادہ محمد بن اسحاق بن یسار اور ایک جماعت کا قول ہے۔ اور ابنِ عباس سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ جو ہم نے روایات ذکر کیں ان کے بارے میں مفسر ثعلبی نے علماء کے اتفاق کا دعویٰ کیا ہے یا ہمیں ان سے (اس بات پر) علماء کے اتفاق کی خبر ملی ہے کہ پہلی اسلام لانے والی خدیجہ ہیں، اور صحابہ کا اختلاف ان کے بعد پہلے اسلام قبول کرنے والے کے بارے میں ہے۔

وَالْأَوْرَعُ أَنْ يُقَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ الْأَحْرَارِ أَبُو بَكْرٍ، وَمِنَ الصِّبْيَانِ أَوِ الْأَحْدَاثِ عَلِيٌّ، وَمِنَ النِّسَاءِ خَدِيجَةُ، وَمِنَ الْمَوَالِي زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، وَمِنَ الْعَبِيدِ بِلَالٌ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور محتاط یہ ہے کہ یوں کہا جائے: آزاد اشخاص میں سے پہلے اسلام لانے والے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، اور بچوں یا نو عمروں میں علی رضی اللہ عنہ ہیں، عورتوں میں خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں، آزاد کردہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں بلال رضی اللہ عنہم ہیں۔ واللہ اعلم

السَّابِعَةُ: آخِرُهُمْ عَلَى الْإِطْلَاقِ مَوْتًا أَبُو الطُّفَيْلِ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ، مَاتَ سَنَةَ مِائَةٍ مِنَ الْهِجْرَةِ.

وَأَمَّا بِالْإِضَافَةِ إِلَى النَّوَاحِي، فَآخِرُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ بِالْمَدِينَةِ: جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ قَتَادَةَ، وَقِيلَ: سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، وَقِيلَ: السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ.

نمبر 7۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے علی الاطلاق موت کے اعتبار سے آخری ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہجرت کے سویں سال فوت ہوئے، اور بہر حال نواحی کی طرف نسبت کرتے ہوئے، تو مدینہ میں آخری انتقال فرمانے والے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں، اسے احمد بن حنبل نے قتادہ سے روایت کیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہیں، اور کہا گیا ہے کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ ہیں۔

وَآخِرُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ بِمَكَّةَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَقِيلَ: جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ. وَذَكَرَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ بِمَكَّةَ مَاتَ، فَهُوَ إِذًا الْآخِرُ بِهَا.

وَآخِرُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ بِالْبَصْرَةِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ أَبُو عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: "مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مَاتَ بَعْدَهُ مِمَّنْ رَأَى رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِلَّا أَبَا الطُّفَيْلِ".

وَآخِرُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ بِالْكُوفَةِ: عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى.

وَبِالشَّامِ: عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ، وَقِيلَ: بَلْ أَبُو أُمَامَةَ.

اور ان میں سے مکہ میں سب سے اخیر میں انتقال فرمانے والے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور کہا گیا ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور علی بن المدینی نے ذکر کیا کہ جب ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کا مکہ میں انتقال ہوا تو وہ (صحابہ میں سے) وہاں آخری تھے، اور بصرہ میں جو اخیر میں فوت ہوئے انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابو عمر بن عبد البر نے کہا: ''جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ان میں سوائے ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کے میں کسی کو نہیں جانتا جو ان کے بعد فوت ہوا ہو۔'' اور ان صحابہ میں سے کوفہ میں جو سب سے اخیر میں فوت ہوئے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور شام میں عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ ہیں، اور کہا گیا بلکہ ابو امامہ ہیں۔

وَتَبَسَّطَ بَعْضُهُمْ فَقَالَ: "آخِرُ مَنْ مَاتَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِمِصْرَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيُّ، وَبِفِلَسْطِينَ: أَبُو أُبَيٍّ ابْنُ أُمِّ حَرَامٍ، وَبِدِمَشْقَ: وَاثِلَةُ بْنُ الْأَسْقَعِ، وَبِحِمْصَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ، وَبِالْيَمَامَةِ: الْهِرْمَاسُ بْنُ زِيَادٍ، وَبِالْجَزِيرَةِ: الْعُرْسُ بْنُ عَمِيرَةَ، وَبِأَفْرِيقِيَةَ:

رُوَيْفِعُ بْنُ ثَابِتٍ، وَبِالْبَادِيَةِ فِي الْأَعْرَابِ: سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ ".

اور بعض نے اسکو اور پھیلایا اور کہا:

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے مصر میں جو سب سے پہلے فوت ہوئے عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ ہیں، اور فلسطین میں ابواُبی ابن ام حرام رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور دمشق میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ ہیں، اور حمص میں عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ ہیں، اور یمامہ میں ھرماس بن زیاد رضی اللہ عنہ ہیں، اور الجزیرہ میں عرس بن عمیرہ رضی اللہ عنہ ہیں، اور افریقہ میں رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں، اور اعراب کے دیہاتوں میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

وَفِي بَعْضِ مَا ذَكَرْنَاهُ خِلَافٌ لَمْ نَذْكُرْهُ.

وَقَوْلُهُ فِي رُوَيْفِعٍ: " بِأَفْرِيقِيَةَ " لَا يَصِحُّ، إِنَّمَا مَاتَ فِي حَاضِرَةِ بَرْقَةَ وَقَبْرُهُ بِهَا، وَنَزَلَ سَلَمَةُ إِلَى الْمَدِينَةِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِلَيَالٍ فَمَاتَ بِهَا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

جو ہم نے ذکر کیے ان میں سے بعض میں اختلاف ہے جس کو ہم نے ذکر نہیں کیا، اور رویفع رضی اللہ عنہ کے افریقہ میں ہونے کے بارے میں قول درست نہیں جبکہ وہ تو برقہ کی شہری آبادی میں ہی فوت ہوئے اور وہیں ان کی قبر ہے اور سلمہ رضی اللہ عنہ اپنی موت سے چند راتیں پہلے مدینہ تشریف لائے اور وہیں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ واللہ اعلم



النَّوْعُ الْمُوفِي أَرْبَعِينَ — مکمل چالیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ التَّابِعِينَ

## تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا تعارف

هَذَا وَمَعْرِفَةُ الصَّحَابَةِ أَصْلٌ أَصِيلٌ يُرْجَعُ إِلَيْهِ فِي مَعْرِفَةِ الْمُرْسَلِ وَالْمُسْنَدِ.

قَالَ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ: التَّابِعِيُّ مَنْ صَحِبَ الصَّحَابِيَّ.

تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی معرفت ابتدائی بنیاد ہیں۔ مرسل اور مسند کی پہچان کرنے میں اسی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ الخطیب الحافظ نے کہا: تابعی وہ ہے جس نے صحابی کی صحبت پائی۔

قُلْتُ: وَمُطْلَقُهُ مَخْصُوصٌ بِالتَّابِعِ بِإِحْسَانٍ، وَيُقَالُ لِلْوَاحِدِ مِنْهُمْ: تَابِعٌ وَتَابِعِيٌّ.

وَكَلَامُ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللهِ وَغَيْرِهِ مُشْعِرٌ بِأَنَّهُ يَكْفِي فِيهِ أَنْ يَسْمَعَ مِنَ الصَّحَابِيِّ أَوْ يَلْقَاهُ، وَإِنْ لَمْ تُوجَدِ الصُّحْبَةُ الْعُرْفِيَّةُ، وَالِاكْتِفَاءُ فِي هَذَا بِمُجَرَّدِ اللِّقَاءِ وَالرُّؤْيَةِ أَقْرَبُ مِنْهُ فِي الصَّحَابِيِّ، نَظَرًا إِلَى مُقْتَضَى اللَّفْظَيْنِ فِيهِمَا.

میں کہتا ہوں: جو مطلق طور پر تو یہ ہر اس شخص کے ساتھ مخصوص ہے جو احسان کے ساتھ اتباع کرنے والا ہو، اور ایک کو تابع اور تابعی کہا جاتا ہے۔ اور حاکم ابوعبداللہ وغیرہ کا کلام اس بات کی علامت ہے کہ اس میں یہ بھی کافی ہے کہ صحابی سے سماع یا ملاقات کی ہو اگرچہ صحبت عرفیہ نہ پائی جاتی ہو۔ اور اس میں صرف صحابی سے ملاقات اور قریب سے اسے دیکھنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے دونوں لفظوں کے مقتضی پر غور کرتے ہوئے۔

وَهَذِهِ مُهِمَّاتٌ فِي هَذَا النَّوْعِ:

إِحْدَاهَا: ذَكَرَ الْحَافِظُ أَبُو عَبْدِ اللهِ أَنَّ التَّابِعِينَ عَلَى خَمْسَ عَشْرَةَ طَبَقَةً:

الْأُولَى: الَّذِينَ لَحِقُوا الْعَشَرَةَ: سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَقَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ، وَقَيْسُ بْنُ عُبَادٍ، وَأَبُو سَاسَانَ حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ، وَأَبُو وَائِلٍ، وَأَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ وَغَيْرُهُمْ.

وَعَلَيْهِ فِي بَعْضِ هَؤُلَاءِ إِنْكَارٌ، فَإِنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ لَيْسَ بِهَذِهِ الْمَثَابَةِ، لِأَنَّهُ وُلِدَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ، وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَكْثَرِ الْعَشَرَةِ، وَقَدْ قَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَصِحُّ لَهُ رِوَايَةٌ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَشَرَةِ إِلَّا سَعْدَ

بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ.

اور اس نوع کے اہم امور درج ذیل ہیں:

## پہلی بات:

الحافظ ابوعبداللہ نے ذکر کیا بیشک تابعین پندرہ طبقات پر مشتمل ہیں۔

نمبر 1۔ وہ حضرات جو عشرہ مبشرہ سے ملے سعید بن مسیبؒ، قیس بن ابوحازمؒ، ابوعثمان النہدیؒ، قیس بن عبادؒ، ابوساسان حصین بن المنذرؒ، ابووائلؒ اور ابورجاء العطاریؒ وغیرہ ہیں۔

ان میں سے بعض کے تابعی ہونے سے انکار وارد ہوا ہے۔ پس بیشک سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ اس جماعت میں سے نہیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پیدا ہوئے اور مکمل عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم سے سماع نہیں کیا۔ اور تحقیق بعض نے کہا ہے: ان کیلئے عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں سے سوائے سعد بن ابی وقاص کے کسی سے روایت کرنا درست نہیں ہے۔

قُلْتُ: وَكَانَ سَعْدٌ آخِرَهُمْ مَوْتًا.

وَذَكَرَ الْحَاكِمُ قَبْلَ كَلَامِهِ الْمَذْكُورِ أَنَّ سَعِيدًا أَدْرَكَ عُمَرَ فَمَنْ بَعْدَهُ إِلَى آخِرِ الْعَشَرَةِ.

وَقَالَ: لَيْسَ فِي جَمَاعَةِ التَّابِعِينَ مَنْ أَدْرَكَهُمْ وَسَمِعَ مِنْهُمْ غَيْرَ سَعِيدٍ وَقَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، وَلَيْسَ ذَلِكَ عَلَى مَا قَالَ كَمَا ذَكَرْنَاهُ، نَعَمْ، قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ سَمِعَ الْعَشَرَةَ وَرَوَى عَنْهُمْ، وَلَيْسَ فِي التَّابِعِينَ أَحَدٌ رَوَى عَنِ الْعَشَرَةِ سِوَاهُ، ذَكَرَ ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُوسُفَ بْنُ خِرَاشٍ الْحَافِظُ، فِيمَا رَوَيْنَا أَوْ بَلَغَنَا عَنْهُ، وَعَنْ أَبِي دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيِّ أَنَّهُ قَالَ: رَوَى عَنِ التِّسْعَةِ: وَلَمْ يَرْوِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ.

وَيَلِي هٰؤُلَاءِ التَّابِعُونَ الَّذِينَ وُلِدُوا فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مِنْ أَبْنَاءِ الصَّحَابَةِ كَعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، وَأَبِي أُمَامَةَ أَسْعَدَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، وَأَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، وَغَيْرِهِمْ.

میں کہتا ہوں: سعدؓ موت کے اعتبار سے سب سے آخری تھے۔ اور حاکم نے اپنے مذکورہ کلام سے پہلے ذکر کیا ہے، بیشک سعید نے عمر رضی اللہ عنہ کو پایا ہے ان کے بعد عشرہ (مبشرہ رضی اللہ عنہم) میں سے کون باقی ہوگا۔ اور فرمایا: سعید اور قیس بن ابی حازم کے علاوہ تابعین کی جماعت میں سے کوئی نہیں جس نے ان کو پایا ہو یا ان سے سماع کیا ہو، اور وہ نہیں ہے جو انہوں نے کہا، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے جی ہاں قیس بن ابی حازم نے عشرہ رضی اللہ عنہم سے سماع کیا ہے اور ان سے روایت کی ہے۔ ان کے سوا تابعین میں ایسا کوئی نہیں جس نے عشرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہو۔ اس کو عبدالرحمن بن یوسف بن خراش الحافظ نے ذکر کیا، جو ہم نے ان سے روایت کی یا ہمیں ان سے خبر پہنچی۔ اور ابوداؤد السجستانیؒ سے روایت ہے بیشک انہوں نے فرمایا: نو صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت نہیں کی۔ یہ تابعین، صحابہ رضی اللہ عنہم کے بیٹوں سے ملے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں پیدا ہوئے جیسے عبداللہ بن

ابی طلحہ اور ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف اور ابوادریس الخولانی وغیرہ۔

الثَّانِيَةُ: الْمُخَضْرَمُونَ مِنَ التَّابِعِينَ: هُمُ الَّذِينَ أَدْرَكُوا الْجَاهِلِيَّةَ، وَحَيَاةَ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَأَسْلَمُوا، وَلَا صُحْبَةَ لَهُمْ، وَاحِدُهُمْ مُخَضْرَمٌ - بِفَتْحِ الرَّاءِ - كَأَنَّهُ خُضْرِمَ أَيْ قُطِعَ عَنْ نُظَرَائِهِ الَّذِينَ أَدْرَكُوا الصُّحْبَةَ وَغَيْرَهَا. وَذَكَرَهُمْ مُسْلِمٌ فَبَلَغَ بِهِمْ عِشْرِينَ نَفْسًا، مِنْهُمْ: أَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ، وَسُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ الْكِنْدِيُّ، وَعَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيُّ، وَعَبْدُ خَيْرِ بْنُ يَزِيدَ الْخَيْوَانِيُّ، وَأَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُلٍّ، وَأَبُو الْحَلَالِ الْعَتَكِيُّ رَبِيعَةُ بْنُ زُرَارَةَ. وَمِمَّنْ لَمْ يَذْكُرْهُ مُسْلِمٌ: مِنْهُمْ أَبُو مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ ثُوَبَ، وَالْأَحْنَفُ بْنُ قَيْسٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

نمبر 2۔تابعین میں سے مخضرمین یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے زمانہ جاہلیت کو بھی پایا اور رسول اللہ ﷺ کی حیات (مبارکہ) کو بھی پایا۔ اور اسلام قبول کیا لیکن صحبت نہ پائی۔ ان کا واحد مخضرم ہے راء کے فتح کے ساتھ، گویا کہ کاٹ دیا گیا، یعنی ان کے حالات سے منقطع رہے جنہوں نے صحبت وغیرہ پائی۔ اور مسلم نے ان کا ذکر کیا پس بیس افراد پر اکتفاء کیا جن میں ابوعمرو الشیبانی، سوید بن غفلہ الکندی، عمرو بن میمون الاودی، عبد خیر بن یزید الخیوانی، ابوعثمان النھدی، عبدالرحمٰن بن مل اور ابوالحلال العتکی ربیعہ بن زرارہ شامل ہیں۔ اور جن کا مسلم نے تذکرہ نہیں کیا ان میں ابومسلم الخولانی، عبداللہ بن ثوب اور احنف بن قیس شامل ہیں۔

الثَّالِثَةُ: مِنْ أَكَابِرِ التَّابِعِينَ: الْفُقَهَاءُ السَّبْعَةُ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ،

وَهُمْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَالْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَخَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ.

رَوَيْنَا عَنِ الْحَافِظِ أَبِي عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ: "هَؤُلَاءِ الْفُقَهَاءُ السَّبْعَةُ عِنْدَ الْأَكْثَرِ مِنْ عُلَمَاءِ الْحِجَازِ".

نمبر 3۔اکابر تابعین میں فقہاء سبعہ اہلِ مدینہ میں سے ہیں۔ اور وہ سعید بن مسیب، قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر، خارجہ بن زید، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ اور سلیمان بن یسار رحمہم اللہ ہیں۔ اور ہم نے حافظ ابوعبداللہ سے روایت کیا ہے بیشک انہوں نے فرمایا: ''یہی سات فقہاء اکثر کے نزدیک علماءِ حجاز میں سے ہیں۔''

وَرَوَيْنَا عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: "كَانَ فُقَهَاءُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ الَّذِينَ يَصْدُرُونَ عَنْ رَأْيِهِمْ سَبْعَةً" فَذَكَرَ هَؤُلَاءِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَذَكَرَ بَدَلَهُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ.

وَرَوَيْنَا عَنْ أَبِي الزِّنَادِ تَسْمِيَتَهُمْ فِي كِتَابِهِ عَنْهُمْ، فَذَكَرَ هَؤُلَاءِ، إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بَدَلَ أَبِي سَلَمَةَ وَسَالِمٍ.

اور ہم نے ابنِ مبارک سے روایت کیا، فرمایا: ''اہلِ مدینہ کے فقہاء جو اپنی رائے سے فیصلہ صادر فرماتے تھے سات ہیں'' پس ان حضرات کا ذکر کیا مگر ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کا ذکر نہیں کیا اور ان کی جگہ سالم ابن عبداللہ بن عمر کا ذکر کیا۔ اور ہم نے ابوالزناد کی

ان کے بارے میں کتاب سے ان حضرات کے اسماء روایت کیے، پس انہوں نے یہ نام ذکر کیے مگر ابوسلمہ اور سالم کی جگہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن کا نام ذکر کیا۔

الرَّابِعَةُ: وَرَدَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ: " أَفْضَلُ التَّابِعِينَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ "، فَقِيلَ لَهُ: " فَعَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ؟ " فَقَالَ: " سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعَلْقَمَةُ، وَالْأَسْوَدُ ".

وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: " لَا أَعْلَمُ فِي التَّابِعِينَ مِثْلَ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، وَقَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ ".

وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّهُ قَالَ: " أَفْضَلُ التَّابِعِينَ قَيْسٌ، وَأَبُو عُثْمَانَ وَعَلْقَمَةُ، وَمَسْرُوقٌ، هَؤُلَاءِ كَانُوا فَاضِلِينَ، وَمِنْ عِلْيَةِ التَّابِعِينَ ".

نمبر 4۔احمد بن حنبلؒ سے وارد ہوا ہے بیشک انہوں نے فرمایا: ''تابعین میں سے افضل سعید بن مسیبؒ ہیں، تو ان سے پوچھا گیا: پھر علقمہ اور اسود (کا کیا مقام ہے)؟ تو فرمایا: سعید بن مسیب، علقمہ اور اسود (افضل) ہیں'' اور انہی سے روایت ہے فرمایا: ''میں تابعین میں ابوعثمان النہدی اور قیس بن ابی حازم جیسا کوئی اور نہیں جانتا'' اور ان سے یہ بھی روایت ہے فرمایا: ''تابعین میں افضل قیس، ابوعثمان، علقمہ اور مسروق ہیں۔ یہ تمام فاضلین اور اعلیٰ درجے کے تابعین میں سے تھے۔''

وَأَعْجَبَنِي مَا وَجَدْتُهُ عَنِ الشَّيْخِ أَبِي عَبْدِ اللهِ بْنِ خَفِيفٍ الزَّاهِدِ الشِّيرَازِيِّ فِي كِتَابٍ لَهُ، قَالَ: " اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي أَفْضَلِ التَّابِعِينَ: فَأَهْلُ الْمَدِينَةِ يَقُولُونَ: سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَأَهْلُ الْكُوفَةِ يَقُولُونَ: أُوَيْسٌ الْقَرَنِيُّ، وَأَهْلُ الْبَصْرَةِ يَقُولُونَ: الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ ".

وَبَلَغَنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: " لَيْسَ أَحَدٌ أَكْثَرَ فِي فَتْوَى مِنَ الْحَسَنِ، وَعَطَاءٍ، يَعْنِي مِنَ التَّابِعِينَ ".

وَقَالَ أَيْضًا: " كَانَ عَطَاءٌ مُفْتِيَ مَكَّةَ وَالْحَسَنُ مُفْتِيَ الْبَصْرَةِ، فَهَذَانِ أَكْثَرُ النَّاسِ عَنْهُمْ آرَاءُهُمْ ".

وَبَلَغَنَا عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: " سَيِّدَتَا التَّابِعِينَ مِنَ النِّسَاءِ: حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ، وَعَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ. وَثَالِثَتُهُمَا - وَلَيْسَتْ كَهُمَا - أُمُّ الدَّرْدَاءِ "، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور جو میں نے شیخ ابوعبداللہ بن خفیف الزاھد الشیرازی کی کتاب میں پایا اس نے مجھے تعجب میں ڈال دیا، فرمایا: ''لوگ تابعین میں سے افضل کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں، پس اہل مدینہ کہتے ہیں سعید بن مسیبؒ، اہلِ کوفہ کہتے ہیں اویس قرنیؒ، اہلِ بصرہ کہتے ہیں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ'' اور ہمیں احمد بن حنبلؒ سے خبر پہنچی فرمایا: ''حسن اور عطاء سے زیادہ فتویٰ دینے والا کوئی نہیں ہے، یعنی تابعین میں سے۔'' اور یہ بھی فرمایا: ''عطاء مکہ کے مفتی تھے اور حسن بصرہ کے مفتی تھے۔ پس یہ دونوں حضرات لوگوں میں سب سے زیادہ (کامل) رائے دینے والے تھے۔''

اور ہمیں ابوبکر بن داؤد سے خبر پہنچی فرمایا: ''تابعین عورتوں کی دو سردار حفصہ بنت سیرین اور عمرہ بنت عبدالرحمٰن ہیں، اور ان دو

کی تیسری۔ وہ ان دو جیسی نہیں ہیں۔ ام درداء ہیں۔'' واللہ اعلم

الْخَامِسَةُ: رَوَيْنَا عَنِ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللهِ قَالَ: " طَبَقَةٌ تُعَدُّ فِي التَّابِعِينَ، وَلَمْ يَصِحَّ سَمَاعُ أَحَدٍ مِنْهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ، مِنْهُمْ: إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ النَّخَعِيُّ الْفَقِيهُ، وَلَيْسَ بِإِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ الْفَقِيهِ، وَبُكَيْرُ بْنُ أَبِي السَّمِيطِ، وَبُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ "، وَذَكَرَ غَيْرَهُمْ.

قَالَ: " وَطَبَقَةٌ عِدَادُهُمْ عِنْدَ النَّاسِ فِي أَتْبَاعِ التَّابِعِينَ وَقَدْ لَقُوا الصَّحَابَةَ، مِنْهُمْ: أَبُو الزِّنَادِ عَبْدُ اللهِ بْنُ ذَكْوَانَ لَقِيَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ وَأَنَسًا، وَهِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، وَقَدْ أُدْخِلَ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، وَقَدْ أَدْرَكَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَأُمَّ خَالِدٍ بِنْتَ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ "، وَفِي بَعْضِ مَا قَالَهُ مَقَالٌ.

نمبر 5۔ ہم نے حاکم ابوعبداللہ سے روایت کیا فرمایا: ''ایک طبقہ جو تابعین میں شمار کیا جاتا ہے اور ان میں سے کسی کا بھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے سماع صحیح نہیں، ان میں ابراھیم بن سوید النخعی الفقیہ اور یہ ابراھیم بن زید النخعی الفقیہ نہیں ہیں، اور بکیر بن ابی السمیط اور بکیر بن عبداللہ بن الاشج ہیں'' اور ان کے علاوہ بھی ذکر کیے۔ فرمایا: اور ایک طبقہ جس کا شمار لوگوں کے نزدیک تبع تابعین میں ہے اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کر چکے ہیں۔ ان میں سے ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ سے ملے ہیں، اور ہشام ابن عروہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر چکے ہیں۔ اور موسیٰ بن عقبہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور ام خالد بنت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو پایا ہے۔ اور جو انہوں نے فرمایا اس میں سے بعض میں کلام ہے۔

قُلْتُ: وَقَوْمٌ عُدُّوا مِنَ التَّابِعِينَ وَهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَمِنْ أَعْجَبِ ذَلِكَ عَدُّ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللهِ: النُّعْمَانَ وَسُوَيْدًا ابْنَيْ مُقَرِّنٍ الْمُزَنِيِّ فِي التَّابِعِينَ، عِنْدَمَا ذَكَرَ الْأُخْوَةَ مِنَ التَّابِعِينَ، وَهُمَا صَحَابِيَّانِ مَعْرُوفَانِ مَذْكُورَانِ فِي الصَّحَابَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: اور ایک قوم جو تابعین میں شمار کی جاتی ہے اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، اور اس سے بھی عجیب یہ کہ جب تابعین میں سے بھائیوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو حاکم ابوعبداللہ النعمان اور سوید جو دونوں مقرن المزنی کے بیٹے ہیں ان کو تابعین میں شمار کیا جاتا ہے اور یہ دونوں مشہور صحابی رضی اللہ عنہ ہیں اور دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم میں مذکور ہیں۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ الثَّانِي وَالْأَرْبَعُونَ　　　　بیالیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمُدَبَّجِ وَمَا عَدَاهُ مِنْ رِوَايَةِ الْأَقْرَانِ بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ

# حدیث مدبج کا تعارف اور بعض ہم عصر راویوں کا ایک دوسرے سے روایت کرنے کا بیان

وَهُمُ الْمُتَقَارِبُونَ فِي السِّنِّ وَالْإِسْنَادِ، وَرُبَّمَا اكْتَفَى الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ فِيهِ بِالتَّقَارُبِ فِي الْإِسْنَادِ، وَإِنْ لَمْ يُوجَدِ التَّقَارُبُ فِي السِّنِّ.

یہ وہ حضرات ہیں جو عمر اور اسناد میں ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ اور بہت مرتبہ حاکم ابوعبداللہ نے اسناد میں ایک دوسرے کی قربت پر اکتفاء کیا ہے اگر چہ عمر میں قربت نہیں پائی گئی۔

اعْلَمْ أَنَّ رِوَايَةَ الْقَرِينِ عَنِ الْقَرِينِ تَنْقَسِمُ:

فَمِنْهَا الْمُدَبَّجُ: وَهُوَ أَنْ يَرْوِيَ الْقَرِينَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنِ الْآخَرِ.

مِثَالُهُ فِي الصَّحَابَةِ: عَائِشَةُ وَأَبُو هُرَيْرَةَ، رَوَى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنِ الْآخَرِ.

وَفِي التَّابِعِينَ: رِوَايَةُ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَرِوَايَةُ عُمَرَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

وَفِي أَتْبَاعِ التَّابِعِينَ: رِوَايَةُ مَالِكٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، وَرِوَايَةُ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ مَالِكٍ.

وَفِي أَتْبَاعِ الْأَتْبَاعِ: رِوَايَةُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ، وَرِوَايَةُ عَلِيٍّ عَنْ أَحْمَدَ.

وَذَكَرَ الْحَاكِمُ فِي هَذَا رِوَايَةَ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، وَرِوَايَةَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ أَحْمَدَ، وَلَيْسَ هَذَا بِمَرْضِيٍّ.

تو جان لے، بیشک ایک ہم عصر کے دوسرے ہم عصر سے روایت کرنے کو تقسیم کیا جاتا ہے: پس اسی تقسیم میں سے اَلْمُدَبَّج بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ دو ہم عصروں میں سے ہر ایک دوسرے سے روایت کرے۔

صحابہ میں اس کی مثال ہے: عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابوھریرہ رضی اللہ عنہ، دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے سے روایت کی ہے۔

اور تابعین میں: زھری کا عمر بن عبدالعزیز سے روایت کرنا اور عمر کا زھری سے روایت کرنا۔

فِي رِوَايَتِهِمَا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مُوسَى، فِي أَشْبَاهٍ لِذَلِكَ كَثِيرَةٍ.

اور ان اقسام میں سے یہ بھی ہے: کہ راوی مروی عنہ سے مرتبے کے اعتبار سے بڑا ہو کہ حافظ عالم ہو اور مروی عنہ شیخ ہو، راوی ہو اور بس۔ جیسے مالک عبداللہ بن دینار سے روایت کرنے میں، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہو یہ دونوں عبید اللہ بن موسیٰ سے روایت کرنے میں۔ اس کی مثالیں بہت ہیں۔

وَمِنْهَا: أَنْ يَكُونَ الرَّاوِي أَكْبَرَ مِنَ الْوَجْهَيْنِ جَمِيعًا، وَذَلِكَ كَرِوَايَةِ كَثِيرٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْحُفَّاظِ عَنْ أَصْحَابِهِمْ وَتَلَامِذَتِهِمْ، كَعَبْدِ الْغَنِيِّ الْحَافِظِ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الصُّورِيِّ، وَكَرِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ الْبَرْقَانِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْخَطِيبِ، وَكَرِوَايَةِ الْخَطِيبِ عَنْ أَبِي نَصْرِ بْنِ مَاكُولَا، وَنَظَائِرُ ذَلِكَ كَثِيرَةٌ.

وَيَنْدَرِجُ تَحْتَ هَذَا النَّوْعِ مَا يُذْكَرُ مِنْ رِوَايَةِ الصَّحَابِيِّ عَنِ التَّابِعِيِّ كَرِوَايَةِ الْعَبَادِلَةِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الصَّحَابَةِ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ.

اور انہی اقسام میں سے ہے: کہ راوی دونوں ہی جانب سے بڑے کے درجے ہوں، اور یہ بہت سے علماء اور حفاظ کا اپنے ساتھیوں اور شاگردوں سے روایت کرنے کی طرح ہے۔ جیسے عبدالغنی الحافظ کا محمد بن علی الصوری سے روایت کرنا، اور جیسے ابوبکر البرقانی کا ابوبکر الخطیب سے روایت کرنا، اور جیسے خطیب کا ابونصر بن ماکولا سے روایت کرنا۔ اور اس کے نظائر بہت سے ہیں اور اسی نوع کے تحت داخل ہوتا ہے جس کا صحابی کے تابعی سے روایت کرنے میں ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے عبادلہ وغیرہ کا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرنا۔

وَكَذَلِكَ رِوَايَةُ التَّابِعِيِّ عَنْ تَابِعِ التَّابِعِيِّ، كَمَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ رِوَايَةِ الزُّهْرِيِّ وَالْأَنْصَارِيِّ عَنْ مَالِكٍ، وَكَعَمْرِو بْنِ شُعَيْبِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ لَمْ يَكُنْ مِنَ التَّابِعِينَ، وَرَوَى عَنْهُ أَكْثَرُ مِنْ عِشْرِينَ نَفْسًا مِنَ التَّابِعِينَ، جَمَعَهُمْ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ سَعِيدٍ الْحَافِظُ فِي كُتَيِّبٍ لَهُ.

وَقَرَأْتُ بِخَطِّ الْحَافِظِ أَبِي مُحَمَّدٍ الطَّبَسِيِّ فِي تَخْرِيجٍ لَهُ قَالَ: "عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ لَيْسَ بِتَابِعِيٍّ، وَقَدْ رَوَى عَنْهُ نَيِّفٌ وَسَبْعُونَ رَجُلًا مِنَ التَّابِعِينَ"، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور ایسے ہی تابعی کا تبع تابعی سے روایت کرنا، جیسا کہ ہم زہری اور انصاری کا مالک سے روایت کرنا پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اور جیسے عمرو ابن شعیب رضی اللہ عنہ بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص تابعین میں سے نہیں ہے۔ اور ان سے تابعین میں سے بیس سے زیادہ افراد نے روایت کی ہے جن کو عبدالغنی بن سعید الحافظ نے اپنے کتابچے میں جمع کیا ہے۔ اور میں نے الحافظ ابو محمد الطبسی کی تخریج میں ان کے خط کے ساتھ لکھا ہوا پڑھا۔ فرمایا: ''عمرو ابن شعیب رضی اللہ عنہ تابعی نہیں ہے اور ان سے ستر سے زیادہ تابعین روایت کر چکے ہیں۔'' واللہ اعلم

النَّوْعُ الثَّالِثُ وَالْأَرْبَعُونَ — تینتالیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْإِخْوَةِ وَالْأَخَوَاتِ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالرُّوَاةِ

## بھائیوں اور بہنوں کا علماء اور راویوں سے روایت کرنے کا تعارف

وَذَلِكَ إِحْدَى مَعَارِفِ أَهْلِ الْحَدِيثِ الْمُفْرَدَةِ بِالتَّصْنِيفِ. صَنَّفَ فِيهَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ، وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّسَوِيُّ، وَأَبُو الْعَبَّاسِ السَّرَّاجِ وَغَيْرُهُمْ.

اور یہ اہل حدیث کی خوبیوں میں سے ایک ہے جو اپنی تصنیف میں منفرد ہے۔ اس فن میں علی بن المدینی، ابوعبدالرحمن النسوی اور ابوالعباس السراج وغیرہ نے تصنیف فرمائی ہے۔

فَمِنْ أَمْثِلَةِ الْأَخَوَيْنِ مِنَ الصَّحَابَةِ: عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ، وَعُتْبَةُ بْنُ مَسْعُودٍ هُمَا أَخَوَانِ، زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَيَزِيدُ بْنُ ثَابِتٍ هُمَا أَخَوَانِ، عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، وَهِشَامُ بْنُ الْعَاصِ أَخَوَانِ.

صحابہ میں سے دو (دو) بھائیوں کی مثالیں: عبداللہ بن مسعود اور عتبہ بن مسعود دونوں بھائی ہیں، زید بن ثابت اور یزید بن ثابت دو بھائی ہیں، عمرو بن العاص اور ہشام بن العاص بھائی ہیں۔

وَمِنَ التَّابِعِينَ: عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيلَ أَبُو مَيْسَرَةَ وَأَخُوهُ أَرْقَمُ بْنُ شُرَحْبِيلَ، كِلَاهُمَا مِنْ أَفَاضِلِ أَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُودٍ، هُزَيْلُ بْنُ شُرَحْبِيلَ وَأَرْقَمُ بْنُ شُرَحْبِيلَ، أَخَوَانِ آخَرَانِ مِنْ أَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَيْضًا.

اور تابعین میں سے: عمرو بن شرحبیل ابومیسرہ اور ان کے بھائی ارقم بن شرحبیل دونوں ابن مسعود کے باکمال ساتھیوں میں سے ہیں۔ ھزیل بن شرحبیل اور ارقم بن شرحبیل دو بھائی دوسرے ہیں یہ بھی ابن مسعود کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

وَمِنْ أَمْثِلَةِ ثَلَاثَةِ الْإِخْوَةِ: سَهْلٌ، وَعَبَّادٌ، وَعُثْمَانُ، بَنُو حُنَيْفٍ إِخْوَةٌ ثَلَاثَةٌ، عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، وَعُمَرُ، وَشُعَيْبٌ بَنُو شُعَيْبِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ إِخْوَةٌ ثَلَاثَةٌ.

اور تین (تین) بھائیوں کی مثالوں میں سے: بنوحنیف کے سہل، عباد اور عثمان تینوں بھائی ہیں۔ عمرو بن شعیب، عمر اور شعیب تینوں بھائی بنوشعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ہیں۔

وَمِنْ أَمْثِلَةِ الْأَرْبَعَةِ: سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانُ الزَّيَّاتُ، وَإِخْوَتُهُ عَبْدُ اللهِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ عَبَّادٌ،

اور تبع تابعین میں: مالک کا اوزاعی سے روایت کرنا، اور اوزاعی کا مالک سے روایت کرنا۔

اور تبع تابعین کے اتباع میں: احمد بن حنبل کا علی بن المدینی سے روایت کرنا، اور علی کا احمد سے روایت کرنا۔ اور حاکم نے اس (کی مثال) میں احمد بن حنبل کا عبدالرزاق سے روایت کرنا اور عبدالرزاق کا احمد سے روایت کرنا ذکر کیا ہے۔ اور یہ کوئی پسندیدہ نہیں ہے۔

**وَمِنْهَا: غَيْرُ الْمُدَبَّجِ، وَهُوَ أَنْ يَرْوِيَ أَحَدُ الْقَرِينَيْنِ عَنِ الْآخَرِ، وَلَا يَرْوِيَ الْآخَرُ عَنْهُ فِيمَا نَعْلَمُ.**

**مِثَالُهُ: رِوَايَةُ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ مِسْعَرٍ، وَهُمَا قَرِينَانِ، وَلَا نَعْلَمُ لِمِسْعَرٍ رِوَايَةً عَنِ التَّيْمِيِّ، وَلِذَلِكَ أَمْثَالٌ كَثِيرَةٌ، وَاللهُ أَعْلَمُ.**

اور اسی تقسیم میں سے ہے: غَيْرُ الْمُدَبَّجِ اور وہ یہ ہے کہ دو ہم عصروں میں سے ایک ہم عصر دوسرے سے روایت کرے اور دوسرا اس سے روایت نہ کرے جہاں تک ہم جانتے ہیں۔ اس کی مثال: سلیمان التیمی کا مسعر سے روایت کرنا اور یہ دونوں ہم عصر ہیں اور مسعر کا تیمی سے روایت کرنا نہیں جانتے۔ اور اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ واللہ اعلم



حقا حقا تعبداً ورقاً (میں حاضر ہوں حق کے ساتھ حق کے ساتھ بندگی کے ساتھ غلامی کے ساتھ)'' اور یہ غریب ہے بعض نے اس میں خامیاں نکالی ہیں پس کہا: کونسے تین بھائی ہیں جنہوں نے بعض نے بعض سے روایت کی ہے؟

وَمِثَالُ السَّبْعَةِ: النُّعْمَانُ بْنُ مُقَرِّنٍ، وَإِخْوَتُهُ: مَعْقِلٌ، وَعَقِيلٌ، وَسُوَيْدٌ، وَسِنَانٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ، وَسَابِعٌ لَمْ يُسَمَّ لَنَا، بَنُو مُقَرِّنٍ الْمُزَنِيُّونَ سَبْعَةُ إِخْوَةٍ، هَاجَرُوا وَصَحِبُوا رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَلَمْ يُشَارِكْهُمْ - فِيمَا ذَكَرَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَجَمَاعَةٌ - فِي هَذِهِ الْمَكْرُمَةِ غَيْرُهُمْ، وَقَدْ قِيلَ: إِنَّهُمْ شَهِدُوا الْخَنْدَقَ كُلُّهُمْ. وَقَدْ يَقَعُ فِي الْإِخْوَةِ مَا فِيهِ خِلَافٌ فِي مِقْدَارِ عَدَدِهِمْ، وَلَمْ نُطَوِّلْ بِمَا زَادَ عَلَى السَّبْعَةِ لِنُدْرَتِهِ، وَلِعَدَمِ الْحَاجَةِ إِلَيْهِ فِي غَرَضِنَا هَاهُنَا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور سات کی مثال: نعمان بن مقرن اور ان کے بھائی معقل، عقیل، سوید، سنان، عبد الرحمن اور ساتویں کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔ بنومقرن مزنی سات بھائی ہیں انہوں نے ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی اور ان کو ابن عبد البر اور ایک محدثین کی ایک جماعت نے ساتویں کو صحابی ہونے میں باقی بھائیوں کے ساتھ شمار نہیں کیا۔ اور ایک قول کے مطابق کہ یہ سب کے سب خندق میں حاضر ہوئے تھے۔ ان بھائیوں کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور ہم سات سے زیادہ کو ان کے نادر ہونے اور یہاں ہمارے مقصد میں اس کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کرتے۔ واللہ اعلم



وَمُحَمَّدٌ، وَصَالِحٌ.
اور چار بھائیوں کی مثالوں میں سے: سہیل بن ابوصالح السمان الزیات، اور ان کے بھائی عبداللہ جن کو عباد کہا جاتا ہے اور محمد اور صالح ہیں۔

وَمِنْ أَمْثِلَةِ الْخَمْسَةِ: مَا نَرْوِيهِ عَنِ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَلِيٍّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ الْحَافِظَ غَيْرَ مَرَّةٍ يَقُولُ: " آدَمُ بْنُ عُيَيْنَةَ، وَعِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ، وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثُوا عَنْ آخِرِهِمْ ".
اور پانچ کی مثالوں میں سے: جو ہم الحاکم ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے ابوعلی حسین بن علی الحافظ سے کئی مرتبہ سنا فرماتے تھے: ''آدم بن عیینہ، عمران بن عیینہ، محمد ابن عیینہ، سفیان بن عیینہ اور ابراہیم بن عیینہ سب نے دوسرے حضرات سے حدیث نقل کی ہے۔''

وَمِثَالُ السِّتَّةِ: أَوْلَادُ سِيرِينَ، سِتَّةٌ تَابِعِيُّونَ، وَهُمْ: مُحَمَّدٌ، وَأَنَسٌ، وَيَحْيَى، وَمَعْبَدٌ، وَحَفْصَةُ، وَكَرِيمَةُ ذَكَرَهُمْ هَكَذَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّسَوِيُّ، وَنَقَلْتُهُ مِنْ كِتَابِهِ بِخَطِّ الدَّارَقُطْنِيِّ فِيمَا أَحْسَبُ، وَرُوِيَ ذَلِكَ أَيْضًا عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ، وَهَكَذَا ذَكَرَهُمُ الْحَاكِمُ فِي " كِتَابِ الْمَعْرِفَةِ "، لَكِنْ ذَكَرَ فِيمَا نَرْوِيهِ مِنْ تَارِيخِهِ بِإِسْنَادِنَا عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَلِيٍّ الْحَافِظَ يَذْكُرُ بَنِي سِيرِينَ خَمْسَةَ إِخْوَةٍ: مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، وَأَكْبَرُهُمْ مَعْبَدُ بْنُ سِيرِينَ، وَيَحْيَى بْنُ سِيرِينَ، وَخَالِدُ بْنُ سِيرِينَ، وَأَنَسُ بْنُ سِيرِينَ، وَأَصْغَرُهُمْ حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ.
اور چھ کی مثال: سیرین کی اولاد چھ تابعین ہیں اور وہ: محمد، انس، یحیٰ، معبد، حفصہ، کریمہ۔ ابوعبدالرحمن النسوی نے ان کو ایسے ہی ذکر کیا ہے اور میں نے ان کی کتاب سے نقل کیا ہے جو میرے گمان کے مطابق دارقطنی کے خط کے ساتھ ہے۔ اور یہ یحیٰ بن معین سے بھی روایت کیا گیا ہے اور ایسے ہی ان کو الحاکم نے ''کتاب المعرفہ'' میں ذکر کیا ہے لیکن جو ہم روایت کرتے ہیں اس میں مع تاریخ ہماری اسناد کے ساتھ ذکر کیا کہ انہوں نے ابوعلی الحافظ کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ بنی سیرین پانچ بہن بھائی ہیں، محمد بن سیرین اور ان کے بڑے معبد بن سیرین، یحیٰ بن سیرین، خالد بن سیرین اور انس بن سیرین اور ان میں سب سے چھوٹی حفصہ بنت سیرین ہیں۔

قُلْتُ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: " لَبَّيْكَ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا وَرِقًّا ".
وَهَذِهِ غَرِيبَةٌ، عَايَا بِهَا بَعْضُهُمْ فَقَالَ: أَيُّ ثَلَاثَةِ إِخْوَةٍ رَوَى بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ؟
میں نے کہا: اور تحقیق محمد بن یحیٰ عن انس بن مالک سے روایت کیا گیا ہے بیشک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لبیک

سے میری روایت کے بارے میں بیان کیا ایوب عن حسن کے واسطے سے فرمایا: ''وتح'' دعائیہ کلمہ ہے، اور یہ ایسا عمدہ طریق ہے جو مختلف انواع کو جمع کرتا ہے۔

اور ہم سے اس باب میں ابو عمر حفص بن عمر الدوری المقری سے روایت کی گئی انہوں نے اپنے بیٹے ابو جعفر محمد بن حفص سے سولہ یا اس کے لگ بھگ احادیث روایت کیں اور جو ہم نے باپ کا بیٹے سے روایت کرنا بیان کیا ان میں یہ سب سے زیادہ ہے۔

وَآخِرُ مَا رَوَيْنَاهُ مِنْ هَذَا النَّوْعِ وَأَقْرَبُهُ عَهْدًا مَا حَدَّثَنِيهِ أَبُو الْمُظَفَّرِ عَبْدُ الرَّحِيمِ ابْنُ الْحَافِظِ أَبِي سَعْدٍ الْمَرْوَزِيِّ - رَحِمَهُمَا اللهُ - بِهَا مِنْ لَفْظِهِ قَالَ: أَنْبَأَنِي وَالِدِي عَنِّي - فِيمَا قَرَأْتُ بِخَطِّهِ - قَالَ: حَدَّثَنِي وَلَدِي أَبُو الْمُظَفَّرِ عَبْدُ الرَّحِيمِ مِنْ لَفْظِهِ وَأَصْلِهِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: "أَحْضِرُوا مَوَائِدَكُمُ الْبَقْلَ، فَإِنَّهُ مَطْرَدَةٌ لِلشَّيْطَانِ مَعَ التَّسْمِيَةِ".

اور اس نوع میں جو ہم سے آخری روایت بیان کی گئی، میرے قریب زمانے کی ہی ہے جو مجھ سے ابو المظفر عبد الرحیم بن الحافظ ابو سعد المروزی نے بیان کی - رحمہما اللہ - انہی نے الفاظ میں، فرمایا: مجھے میرے والد نے مجھ ہی سے روایت کرتے ہوئے خبر دی جو میں نے ان کے خط میں پڑھی، فرمایا: مجھ سے میرے بیٹے ابو المظفر عبد الرحیم نے انہی الفاظ واصل کے ساتھ بیان کیا پھر اس کی اسناد کو ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا، بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے دسترخوانوں پر ترکاری کو حاضر کرو بیشک یہ تسمیہ کے ذریعے شیطان کو دھتکارنے والی ہے''

وَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَيْنَاهُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهَا) عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ قَالَ: "فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ"، فَهُوَ غَلَطٌ مِمَّنْ رَوَاهُ، إِنَّمَا هُوَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ.

اور بہر حال وہ حدیث جو ہم سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیاہ دانے میں ہر بیماری شفاء ہے'' روایت کرنے والے کی طرف سے غلطی ہے، بجز اس کے نہیں کہ یہ تو ابو بکر بن ابو عتیق نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور وہ عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

وَهَؤُلَاءِ هُمُ الَّذِينَ قَالَ فِيهِمْ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: "لَا نَعْرِفُ أَرْبَعَةً أَدْرَكُوا النَّبِيَّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - هُمْ وَأَبْنَاؤُهُمْ إِلَّا هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةُ" فَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، وَأَبَاهُ، وَابْنَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ، وَابْنَهُ مُحَمَّدًا أَبَا عَتِيقٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور یہ وہی حضرات ہیں جن کے بارے میں موسیٰ بن عقبہ نے فرمایا: ''ہم سوائے ان چار کے کسی چار کو نہیں جانتے جنہوں نے خود اور ان کے بیٹوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہو۔'' پھر ابو بکر صدیق اور ان کے والد، اور ان کے بیٹے عبد الرحمن اور ان کے بیٹے محمد ابو عتیق کو ذکر کیا۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ الرَّابِعُ وَالْأَرْبَعُونَ — چوالیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ رِوَايَةِ الْآبَاءِ عَنِ الْأَبْنَاءِ
# والدوں کا اپنے بیٹوں سے روایت کرنے کا تعارف

وَلِلْخَطِيبِ الْحَافِظِ فِي ذَلِكَ كِتَابٌ رَوَيْنَا فِيهِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنِ ابْنِهِ الْفَضْلِ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - أَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - " جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ ".

وَرَوَيْنَا فِيهِ: عَنْ وَائِلِ بْنِ دَاوُدَ، عَنِ ابْنِهِ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ - وَهُمَا ثِقَتَانِ - أَحَادِيثَ:

الخطیب الحافظ کی اس بارے میں کتاب ہے اس میں سے ہمیں عباس بن عبد المطلب کا اپنے بیٹے فضل رضی اللہ عنہما سے روایت کرنا نقل کیا گیا ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے ''مزدلفہ میں جمع بین الصلوتین کی'' اور ہم نے اس بارے میں وائل بن داؤد کا اپنے بیٹے بکر بن وائل سے بہت سی احادیث روایت کرنا نقل کیا ہے۔ اور وہ دونوں ثقہ ہیں

مِنْهَا: عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ وَائِلِ بْنِ دَاوُدَ، عَنِ ابْنِهِ بَكْرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " أَخِّرُوا الْأَحْمَالَ فَإِنَّ الْيَدَ مُعَلَّقَةٌ، وَالرِّجْلَ مُوثَقَةٌ ". قَالَ الْخَطِيبُ: " لَا يُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِيمَا نَعْلَمُهُ - إِلَّا مِنْ جِهَةِ بَكْرٍ وَأَبِيهِ ".

انہی احادیث میں سے ہے کہ ابن عیینہ نے وائل بن داؤد سے روایت کی انہوں نے اپنے بیٹے بکر سے انہوں نے زھری سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''ساز و سامان کو پیچھے کرو بیشک ہاتھ بھرا رہتا ہے اور قدم بوجھل ہوتا ہے'' خطیب نے کہا: ''اس طرح کی کوئی حدیث نبی ﷺ سے روایت نہیں کی گئی جسے ہم جانتے ہوں سوائے بکر اور اس کے والد کی جہت کے''

وَرَوَيْنَا فِيهِ: عَنْ مُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثْتَنِي أَنْتَ عَنِّي، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: " وَيْحٌ " كَلِمَةُ رَحْمَةٍ، وَهَذَا طَرِيفٌ يَجْمَعُ أَنْوَاعًا.

وَرَوَيْنَا فِيهِ: عَنْ أَبِي عُمَرَ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ الدُّورِيِّ الْمُقْرِئِ، عَنِ ابْنِهِ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ حَفْصٍ سِتَّةَ عَشَرَ حَدِيثًا، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ، وَذَلِكَ أَكْثَرُ مَا رَوَيْنَاهُ لِأَبٍ عَنِ ابْنِهِ.

اور ہم سے اس باب میں معتمر بن سلیمان التیمی سے روایت کی گئی فرمایا: مجھ سے میرے والد نے بیان کیا فرمایا: تم نے مجھ

سے میری روایت کے بارے میں بیان کیا ایوب عن حسن کے واسطے سے فرمایا: ''وتح'' دعائیہ کلمہ ہے، اور یہ ایسا عمدہ طریق ہے جو مختلف انواع کو جمع کرتا ہے۔

اور ہم سے اس باب میں ابو عمر حفص بن عمر الدوری المقری سے روایت کی گئی انہوں نے اپنے بیٹے ابو جعفر محمد بن حفص سے سولہ یا اس کے لگ بھگ احادیث روایت کیں اور جو ہم نے باپ کا بیٹے سے روایت کرنا بیان کیا ان میں یہ سب سے زیادہ ہے۔

وَآخِرُ مَا رَوَيْنَاهُ مِنْ هَذَا النَّوْعِ وَأَقْرَبُهُ عَهْدًا مَا حَدَّثَنِيهِ أَبُو الْمُظَفَّرِ عَبْدُ الرَّحِيمِ ابْنُ الْحَافِظِ أَبِي سَعْدٍ الْمَرْوَزِيِّ - رَحِمَهُمَا اللهُ - بِهَا مِنْ لَفْظِهِ قَالَ: أَنْبَأَنِي وَالِدِي عَنِّي - فِيمَا قَرَأْتُ بِخَطِّهِ - قَالَ: حَدَّثَنِي وَلَدِي أَبُو الْمُظَفَّرِ عَبْدُ الرَّحِيمِ مِنْ لَفْظِهِ وَأَصْلِهِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: "أَحْضِرُوا مَوَائِدَكُمُ الْبَقْلَ، فَإِنَّهُ مَطْرَدَةٌ لِلشَّيْطَانِ مَعَ التَّسْمِيَةِ".

اور اس نوع میں جو ہم سے آخری روایت بیان کی گئی، میرے قریب زمانے کی ہی ہے جو مجھ سے ابو المظفر عبد الرحیم بن الحافظ ابو سعد المروزی نے بیان کی۔ رحمہما اللہ۔ انہی نے الفاظ میں، فرمایا: مجھے میرے والد نے مجھ ہی سے روایت کرتے ہوئے خبر دی جو میں نے ان کے خط میں پڑھی، فرمایا: مجھ سے میرے بیٹے ابو المظفر عبد الرحیم نے انہی الفاظ واصل کے ساتھ بیان کیا پھر اسی کی اسناد کو ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا، بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے دسترخوانوں پر ترکاری کو حاضر کرو بیشک یہ تسمیہ کے ذریعے شیطان کو دھتکارنے والی ہے''

وَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَيْنَاهُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهَا) عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ قَالَ: "فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ"، فَهُوَ غَلَطٌ مِمَّنْ رَوَاهُ، إِنَّمَا هُوَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ.

اور بہر حال وہ حدیث جو ہم سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیاہ دانے میں ہر بیماری شفاء ہے'' روایت کرنے والے کی طرف سے غلطی ہے، بجز اس کے نہیں کہ یہ تو ابو بکر بن ابو عتیق نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور وہ عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

وَهَؤُلَاءِ هُمُ الَّذِينَ قَالَ فِيهِمْ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: "لَا نَعْرِفُ أَرْبَعَةً أَدْرَكُوا النَّبِيَّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - هُمْ وَأَبْنَاؤُهُمْ إِلَّا هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةَ" فَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، وَأَبَاهُ، وَابْنَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ، وَابْنَهُ مُحَمَّدًا أَبَا عَتِيقٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور یہ وہی حضرات ہیں جن کے بارے میں موسیٰ بن عقبہ نے فرمایا: ''ہم سوائے ان چار کے کسی چار کو نہیں جانتے جنہوں نے خود اور ان کے بیٹوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہو۔'' پھر ابو بکر صدیق اور ان کے والد، اور ان کے بیٹے عبد الرحمن اور ان کے بیٹے محمد ابو عتیق کو ذکر کیا۔ واللہ اعلم

## النَّوْعُ الْخَامِسُ وَالْأَرْبَعُونَ
## پینتالیسویں قسم

# مَعْرِفَةُ رِوَايَةِ الْأَبْنَاءِ عَنِ الْآبَاءِ
# بیٹوں کا اپنے والدوں سے روایت کرنے کا تعارف

وَلِأَبِي نَصْرٍ الْوَائِلِيِّ الْحَافِظِ فِي ذَلِكَ كِتَابٌ. وَأَهَمُّهُ مَا لَمْ يُسَمَّ فِيهِ الْأَبُ أَوِ الْجَدُّ،
وَهُوَ نَوْعَانِ:

اور ابونصر الوائلی الحافظ کی اس بارے میں کتاب ہے اور اس کی اہم بات یہ ہے کہ اس میں باپ اور دادا کا نام ذکر نہیں کیا۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں:

أَحَدُهُمَا: رِوَايَةُ الِابْنِ عَنِ الْأَبِ عَنِ الْجَدِّ نَحْوُ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، وَلَهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نُسْخَةٌ كَبِيرَةٌ، أَكْثَرُهَا فِقْهِيَّاتٌ جِيَادٌ، وَشُعَيْبٌ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَقَدِ احْتَجَّ أَكْثَرُ أَهْلِ الْحَدِيثِ بِحَدِيثِهِ، حَمْلًا لِمُطْلَقِ الْجَدِّ فِيهِ عَلَى الصَّحَابِيِّ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو دُونَ ابْنِهِ مُحَمَّدٍ وَالِدِ شُعَيْبٍ، لِمَا ظَهَرَ لَهُمْ مِنْ إِطْلَاقِهِ ذَلِكَ.

نمبر ۱: بیٹے کا باپ سے اور اس کا دادا سے روایت کرنا، جیسے عمرو بن شعیب کا اپنے والد سے اور ان کا دادا سے، اور ان (عمرو بن شعیب) کا اس اسناد کے ساتھ ایک بڑا نسخہ ہے جس میں اکثر عمدہ فقہیات ہیں۔ اور شعیب، وہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عاص ہیں۔ اور تحقیق اکثر اہلِ حدیث ان کی حدیث کو مطلق دادا جو کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہیں پر محمول کرتے ہوئے دلیل بناتے ہیں، نہ کہ ان کے بیٹے محمد پر جو شعیب کے والد ہیں۔ جیسا کہ اس کے اطلاق سے ظاہر ہے۔

وَنَحْوُ: بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، رَوَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ نُسْخَةً كَبِيرَةً حَسَنَةً، وَجَدُّهُ هُوَ مُعَاوِيَةُ بْنُ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيُّ.

وَطَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، وَجَدُّهُ عَمْرُو بْنُ كَعْبٍ الْيَامِيُّ، وَيُقَالُ: كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو.

اور ایسے ہی بہز بن حکیم نے اپنے والد سے، اپنے دادا سے اس اسناد کے ساتھ بڑا اور عمدہ نسخہ روایت کیا۔ اور ان کے دادا معاویہ بن حیدۃ القشیری ہیں۔

اور طلحہ بن مصرف اپنے والد سے، اپنے دادا سے (روایت کرتے ہیں) اور ان کے دادا عمرو بن کعب الیامی ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ کعب بن عمرو ہیں۔

وَمِنْ أَظْرَفِ ذَلِكَ رِوَايَةُ أَبِي الْفَرَجِ عَبْدِ الْوَهَّابِ التَّمِيمِيِّ الْفَقِيهِ الْحَنْبَلِيِّ، وَكَانَتْ لَهُ بِبَغْدَادَ فِي جَامِعِ الْمَنْصُورِ حَلْقَةٌ لِلْوَعْظِ وَالْفَتْوَى، عَنْ أَبِيهِ، فِي تِسْعَةٍ مِنْ آبَائِهِ نَسَقًا، أَخْبَرَنِي بِذَلِكَ الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ مُؤَيَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ النَّيْسَابُورِيُّ بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ بِهَا، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الشَّيْبَانِيُّ فِي كِتَابِهِ إِلَيْنَا، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ أَسَدِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ أُكَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ التَّمِيمِيُّ مِنْ لَفْظِهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: ... سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَقَدْ سُئِلَ عَنِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ، فَقَالَ: الْحَنَّانُ الَّذِي يُقْبِلُ عَلَى مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ، وَالْمَنَّانُ الَّذِي يَبْدَأُ بِالنَّوَالِ قَبْلَ السُّؤَالِ....

اور اس میں انوکھی چیز فقیہ ابوالفرج عبدالوہاب تمیمی حنبلی کی روایت ہے، بغداد میں جامع المنصور میں ان کا وعظ اور فتوی کا حلقہ ہوا کرتا تھا، جو اپنے والد سے نو آباء کے واسطے سے ترتیب سے (ذکر کرتے تھے۔) مجھے اس کے بارے میں شیخ ابوالحسن مؤید بن محمد بن علی نیشاپوری نے، میرے ان پر اس کی قراءت کرنے کیساتھ خبر دی، فرمایا: ہمیں ابو منصور عبدالرحمن بن محمد الشیبانی نے اپنی کتاب سے خبر دی، فرمایا: ہمیں حافظ ابوبکر احمد بن علی نے خبر دی، فرمایا: ہم سے عبدالوہاب بن عبدالعزیز بن حارث بن اسد بن لیث بن سلیمان بن اسود بن سفیان بن یزید بن اکینہ بن عبداللہ تمیمی نے اپنے الفاظ میں بیان کیا، فرمایا: میں نے اپنے والد کو سنا فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے والد کو سنا فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے والد کو سنا فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے والد کو سنا فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے والد کو سنا فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے والد کو سنا فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے والد کو سنا فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے والد کو سنا فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے والد کو سنا فرماتے ہیں: انہوں نے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو سنا، اور تحقیق ان سے الحنان المنان کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: الحنان وہ ہے جو اپنے سے بے رغبتی کرنے والے کی بھی سنے، اور المنان وہ ہے جو مانگنے سے پہلے ہی عطا کرنا شروع کردے۔

آخِرُهُمْ أُكَيْنَةُ -بِالنُّونِ- وَهُوَ السَّامِعُ عَلِيًّا -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ-.

حَدَّثَنِي أَبُو الْمُظَفَّرِ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ الْحَافِظِ أَبِي سَعْدٍ السَّمْعَانِيِّ بِمَرْوِ الشَّاهِجَانِ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْفَامِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ السَّيِّدَ أَبَا الْقَاسِمِ مَنْصُورَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْعَلَوِيَّ يَقُولُ: "الْإِسْنَادُ بَعْضُهُ عَوَالٍ وَبَعْضُهُ مَعَالٍ، وَقَوْلُ الرَّجُلِ: "حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي" مِنَ الْمَعَالِي".

ان کے اخیر میں اکینہ ہیں جو علی رضی اللہ عنہ سے سماع کرنے والے ہیں۔ مجھ سے ابو المظفر عبد الرحیم بن الحافظ ابو سعد السمعانی نے شاہجہان کی روایت، ابو النضر عبد الرحمن بن عبد الجبار الفامی سے بیان کی، فرمایا: میں نے سید ابو القاسم منصور بن محمد العلوی کو سنا فرماتے ہیں: اسناد بعض عالی ہیں، اور بعض غیر عالی ہیں۔ اور آدمی کا قول ''مجھ سے بیان کیا میرے والد نے، دادا سے'' معالی میں ہے۔

الثَّانِي: رِوَايَةُ الِابْنِ عَنْ أَبِيهِ دُونَ الْجَدِّ وَذَلِكَ بَابٌ وَاسِعٌ، وَهُوَ نَحْوُ رِوَايَةِ أَبِي الْعُشَرَاءِ الدَّارِمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَحَدِيثُهُ مَعْرُوفٌ.

وَقَدِ اخْتَلَفُوا فِيهِ، فَالْأَشْهَرُ أَنَّ أَبَا الْعُشَرَاءِ هُوَ أُسَامَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ قِهْطِمٍ، وَهُوَ فِيمَا نَقَلْتُهُ مِنْ خَطِّ الْبَيْهَقِيِّ وَغَيْرِهِ بِكَسْرِ الْقَافِ، وَقِيلَ: قِحْطِمٌ بِالْحَاءِ، وَقِيلَ: هُوَ عُطَارِدُ بْنُ بَرْزٍ بِتَسْكِينِ الرَّاءِ، وَقِيلَ: بِتَحْرِيكِهَا أَيْضًا، وَقِيلَ: بْنُ بَلْزٍ بِاللَّامِ، وَفِي اسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ مِنَ الْخِلَافِ غَيْرُ ذَلِكَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

نمبر 2: بیٹے کا باپ سے روایت کرنا نہ کہ دادا سے، اور یہ ایک وسیع باب ہے اور یہ ابو العشراء الدارمی کی اپنے والد سے ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے کی طرح ہے اور ان کی حدیث معروف ہے۔ اور تحقیق اس میں (اہل علم) نے اختلاف کیا ہے، پس زیادہ مشہور یہی ہے کہ ابو العشراء اسامہ بن مالک بن قہطم ہیں اور یہی ہے جو میں نے بیہقی وغیرہ کے خط سے نقل کیا ہے۔ قاف کے کسرہ کے ساتھ ہے اور کہا گیا ہے کہ قحطم حاء کے ساتھ ہے، اور کہا گیا ہے کہ وہ عطار بن برز ہیں راء کے سکون سے ساتھ، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ راء کی حرکت کے ساتھ ہے، اور کہا گیا ہے کہ ابن بلز ہیں لام کے ساتھ، اور ان کے اور ان کے والد کے نام میں اختلاف اس کے علاوہ ہے۔ واللہ اعلم



## النَّوْعُ السَّادِسُ وَالْأَرْبَعُونَ چھالیسویں نوع

مَعْرِفَةُ مَنِ اشْتَرَكَ فِي الرِّوَايَةِ عَنْهُ رَاوِيَانِ مُتَقَدِّمٌ وَمُتَأَخِّرٌ، تَبَايَنَ وَقْتُ وَفَاتَيْهِمَا تَبَايُنًا شَدِيدًا، فَحَصَلَ بَيْنَهُمَا أَمَدٌ بَعِيدٌ، وَإِنْ كَانَ الْمُتَأَخِّرُ مِنْهُمَا غَيْرَ مَعْدُودٍ مِنْ مُعَاصِرِي الْأَوَّلِ وَذَوِي طَبَقَتِهِ

ان حضرات کا تعارف جن سے روایت کرنے میں دو راوی شریک ہوئے جن میں سے ایک زمانہ کے اعتبار سے مقدم اور دوسرا مؤخر ہو اور ان کے وفات کے وقت میں بہت زیادہ تفاوت ہو کہ دونوں کے درمیان لمبی مدت حائل ہو جائے، اگرچہ بعد والے کو پہلے والے کے زمانے اور طبقے میں سے بھی شمار نہ کیا جائے

وَمِنْ فَوَائِدِ ذَلِكَ تَقْرِيرُ حَلَاوَةِ عُلُوِّ الْإِسْنَادِ فِي الْقُلُوبِ.

وَقَدْ أَفْرَدَهُ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ فِي كِتَابٍ حَسَنٍ سَمَّاهُ " كِتَابَ السَّابِقِ وَاللَّاحِقِ ".

وَمِنْ أَمْثِلَتِهِ: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ الثَّقَفِيَّ السَّرَّاجَ النَّيْسَابُورِيَّ رَوَى عَنْهُ الْبُخَارِيُّ الْإِمَامُ فِي تَارِيخِهِ، وَرَوَى عَنْهُ أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخَفَّافُ النَّيْسَابُورِيُّ، وَبَيْنَ وَفَاتَيْهِمَا مِائَةٌ وَسَبْعٌ وَثَلَاثُونَ سَنَةً أَوْ أَكْثَرُ، وَذَلِكَ أَنَّ الْبُخَارِيَّ مَاتَ سَنَةَ سِتٍّ وَخَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ، وَمَاتَ الْخَفَّافُ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَتِسْعِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ، وَقِيلَ: مَاتَ فِي سَنَةِ أَرْبَعٍ أَوْ خَمْسٍ وَتِسْعِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ.

دلوں میں بلندیٔ اسناد کی مٹھاس کی پختگی اس کے فوائد میں سے ہے۔ اور تحقیق صرف الخطیب الحافظ نے ہی (اس موضوع پر) بہترین کتاب تحریر کی ہے جسکا نام ''کتاب السابق واللاحق'' رکھا ہے۔ اور اس کی مثالوں میں سے ہے کہ محمد بن اسحاق الثقفی السراج سے امام بخاری نے اپنی تاریخ میں روایت نقل کی، اور ابو الحسین احمد بن محمد الخفاف نیشاپوری نے بھی ان سے روایت کی، اور ان دونوں (حضرات) کی وفات کے مابین ایک سو سینتیس (137) یا اس سے زیادہ سالوں کی مدت ہے، اور یہ کہ (امام) بخاری دو سو چھپن (256 ہجری) میں فوت ہوئے اور خفاف تین سو ترانوے (393 ہجری) میں فوت ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تین سو چورانوے (394) یا تین سو پچانوے (395 ہجری) میں فوت ہوئے۔

وَكَذَلِكَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ الْإِمَامُ حَدَّثَ عَنْهُ الزُّهْرِيُّ وَزَكَرِيَّا بْنُ دُوَيْدٍ الْكِنْدِيُّ، وَبَيْنَ وَفَاتَيْهِمَا مِائَةٌ وَسَبْعٌ وَثَلَاثُونَ سَنَةً أَوْ أَكْثَرُ، "إذ مات مالك بن أنس سنة تسع وتسعين ومائة،" وَمَاتَ الزُّهْرِيُّ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَةٍ، وَلَقَدْ حَظِيَ مَالِكٌ بِكَثِيرٍ مِنْ هَذَا النَّوْعِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

اور ایسے امام مالک بن انسؒ سے زھری اور زکریا بن دوید الکندی نے روایت کی اور دونوں (حضرات) کی وفات کے مابین ایک سو سینتیس (137) سال یا اس سے زیادہ کی مدت ہے جبکہ مالک بن انس ایک سو ننانوے (199) ہجری میں فوت ہوئے اور زھری ایک سو چوبیس (124 ہجری) میں فوت ہوئے اور تحقیق مالکؒ نے اس نوع میں سے بہت سا حصہ پایا ہے۔ واللہ اعلم

## النَّوْعُ السَّابِعُ وَالْأَرْبَعُونَ سینتالیسویں نوع

مَعْرِفَةُ مَنْ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ إِلَّا رَاوٍ وَاحِدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ

صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور ان کے بعد والے حضرات رحمہم اللہ میں سے ان حضرات کا تعارف جن سے صرف ایک ہی راوی نے روایت نقل کی ہو۔

وَلِمُسْلِمٍ فِيهِ كِتَابٌ لَمْ أَرَهُ، وَمِثَالُهُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَهْبُ بْنُ خَنْبَشٍ - وَهُوَ فِي كِتَابَيِ الْحَاكِمِ وَأَبِي نُعَيْمٍ الْأَصْبَهَانِيِّ فِي مَعْرِفَةِ عُلُومِ الْحَدِيثِ هَرِمُ بْنُ خَنْبَشٍ، وَهُوَ رِوَايَةُ دَاوُدَ الْأَوْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ، وَذَلِكَ خَطَأٌ - صَحَابِيٌّ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ الشَّعْبِيِّ.

اور امام مسلم رحمہ اللہ کی اس باب میں ایک کتاب ہے جسے میں نے نہیں دیکھا، اور صحابہ میں اس کی مثال وھب بن خنبش رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام حاکم رحمہ اللہ اور امام ابونعیم الاصبہانی رحمہ اللہ دونوں حضرات کی فنِ معرفتِ علوم حدیث کے بارے میں لکھی ہوئی کتابوں میں یہی صحابی حرم بن خنبش کے نام سے مذکور ہیں، ان کتابوں میں صحابی مذکور کو وھب کے بجائے حرم نام سے نقل کرنا امام شعبی سے داؤد الاودی کی روایت ہے اور یہ (وھب بن خنبش کے بجائے حرم بن خنبش نام نقل کرنا) خطأ ہے بہر حال وھب بن خنبش ایسے صحابی ہیں جن سے شعبی کے علاوہ کسی نے روایت نقل نہیں کی ہے۔

وَكَذَلِكَ عَامِرُ بْنُ شَهْرٍ، وَعُرْوَةُ بْنُ مُضَرِّسٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ صَفْوَانَ الْأَنْصَارِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ صَيْفِيٍّ الْأَنْصَارِيُّ - وَلَيْسَا بِوَاحِدٍ وَإِنْ قَالَهُ بَعْضُهُمْ - صَحَابِيُّونَ، لَمْ يَرْوِ عَنْهُمْ غَيْرُ الشَّعْبِيِّ.
وَانْفَرَدَ قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ بِالرِّوَايَةِ عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ دُكَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ الْمُزَنِيِّ، وَالصُّنَابِحِ بْنِ الْأَعْسَرِ، وَمِرْدَاسِ بْنِ مَالِكٍ الْأَسْلَمِيِّ، وَكُلُّهُمْ صَحَابَةٌ. وَقُدَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْكِلَابِيُّ مِنْهُمْ، لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ أَيْمَنَ بْنِ نَابِلٍ.

اور ایسے ہی عامر بن شہر اور عروہ بن مُضَرِّس، محمد بن صفوان الانصاری اور محمد بن صیفی انصاری (بھی) ہیں۔۔۔ (یہ آخر الذکر دونوں الگ الگ صحابی ہیں) ایک نہیں ہیں اگر چہ بعض نے کہا ہے کہ ابن صفوان اور ابن صیفی سے ایک ہی صحابی مراد ہے۔۔۔ یہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جن سے شعبی کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔

اور قیس بن ابی حازم اپنے والد سے اور دکین بن سعید المزنی، صنابح بن الاعسر اور مرداس بن مالک السلمی سے روایت کرنے میں اکیلے ہیں اور یہ تمام کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور قدامہ بن عبداللہ الکلابی بھی انہی میں سے ہیں۔ ان سے ایمن بن نابل کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔

وَفِي الصَّحَابَةِ جَمَاعَةٌ لَمْ يَرْوِ عَنْهُمْ غَيْرُ أَبْنَائِهِمْ مِنْهُمْ: شَكَلُ بْنُ حُمَيْدٍ، لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ ابْنِهِ

شُتَيْرٍ.

وَمِنْهُمْ: الْمُسَيَّبُ بْنُ حَزْنٍ الْقُرَشِيُّ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ ابْنِهِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ.

وَمُعَاوِيَةُ بْنُ حَيْدَةَ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ ابْنِهِ حَكِيمٍ وَالِدِ بَهْزٍ. وَقُرَّةُ بْنُ إِيَاسٍ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ ابْنِهِ مُعَاوِيَةَ. وَأَبُو لَيْلَى الْأَنْصَارِيُّ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ ابْنِهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى.

اور صحابہ ﷺ میں سے ایک جماعت ایسی ہے جن سے ان کے بیٹوں کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔ ان میں شکل بن حمید ہیں، ان سے ان کے بیٹے شتیر کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی، اور ان میں مسیب بن حزن القرشی ہیں، ان سے ان کے بیٹے سعید بن مسیب کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی اور معاویہ بن حیدہ ان سے ان کے بیٹے حکیم جو کہ بھز کے والد ہیں کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی، اور قرہ بن ایاس ان سے ان کے بیٹے معاویہ کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی اور ابو لیلی انصاری، ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمن بن ابی لیلی کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔

ثُمَّ إِنَّ الْحَاكِمَ أَبَا عَبْدِ اللهِ حَكَمَ فِي " الْمَدْخَلِ إِلَى كِتَابِ الْإِكْلِيلِ " بِأَنَّ أَحَدًا مِنْ هَذَا الْقَبِيلِ لَمْ يُخَرِّجْ عَنْهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ فِي صَحِيحَيْهِمَا.

وَأُنْكِرَ ذَلِكَ عَلَيْهِ، وَنُقِضَ عَلَيْهِ بِإِخْرَاجِ الْبُخَارِيِّ فِي صَحِيحِهِ حَدِيثَ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ: " يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ " وَلَا رَاوِيَ لَهُ غَيْرُ قَيْسٍ.

وَبِإِخْرَاجِهِ - بَلْ بِإِخْرَاجِهِمَا - حَدِيثَ الْمُسَيَّبِ بْنِ حَزْنٍ فِي وَفَاةِ أَبِي طَالِبٍ، مَعَ أَنَّهُ لَا رَاوِيَ لَهُ غَيْرُ ابْنِهِ. وَبِإِخْرَاجِهِ حَدِيثَ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ: " إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ، وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ " وَلَمْ يَرْوِ عَنْ عَمْرٍو غَيْرُ الْحَسَنِ.

پھر بیشک حاکم ابو عبداللہ نے "المدخل الی کتاب الاکلیل" میں فیصلہ فرمایا ہے کہ اس قبیل کے کسی راوی سے بخاری اور مسلم نے اپنی صحیحین میں روایت درج نہیں فرمائی اور امام بخاری کے اپنی صحیح میں قیس بن ابی حازم عن مرداس الاسلمی کی حدیث "یذھب الصالحون الاول فالاول" (صالحین ایک ایک کر کے چلے جائیں گے۔) تخریج کرنے کا انکار اور ابطال کیا ہے۔ اور اس کا قیس کے علاوہ کوئی راوی نہیں اور ابو طالب کی وفات کے بارے میں مسیب بن حزن کی حدیث کی تخریج کا بلکہ دونوں کی تخریج کا انکار وابطال کیا ہے جبکہ ان کے بیٹے کے علاوہ اس حدیث کا کوئی راوی نہیں اور حسن بصری رحمہ اللہ کی عمرو بن تغلب سے حدیث: "انی لاعطی الرجل والذی ادع احب الی" (بیشک میں آدمی کو عطا کرتا ہوں، اور جس کو میں نہیں دیتا وہ مجھے زیادہ محبوب ہے) کی تخریج کا بھی انکار ونقص بیان کیا ہے، اور عمرو سے حسن کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔

وَكَذَلِكَ أَخْرَجَ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ حَدِيثَ رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ، وَلَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، وَحَدِيثَ أَبِي رِفَاعَةَ الْعَدَوِيِّ وَلَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ

الْعَدَوِيِّ.

وَحَدِيثَ الْأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ: " إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي " وَلَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ أَبِي بُرْدَةَ، فِي أَشْيَاءَ كَثِيرَةٍ عِنْدَهُمَا فِي كِتَابَيْهِمَا عَلَى هَذَا النَّحْوِ.

وَذَلِكَ دَالٌّ عَلَى مَصِيرِهِمَا إِلَى أَنَّ الرَّاوِيَ قَدْ يَخْرُجُ عَنْ كَوْنِهِ مَجْهُولًا مَرْدُودًا بِرِوَايَةِ وَاحِدٍ عَنْهُ.

وَقَدْ قَدَّمْتُ هَذَا فِي النَّوْعِ الثَّالِثِ وَالْعِشْرِينَ،

اور ایسے ہی مسلم نے اپنی صحیح میں رافع بن عمرو الغفاری کی حدیث نقل کی ہے اور ان سے عبداللہ بن صامت کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا، اور ابو رفاعہ العدوی کی حدیث اور ان سے حمید بن ھلال العدوی کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی، اور الاغر مزنی کی حدیث "انہ لیغان علی قلبی" (میرے دل پر (کبھی کبھی انوار سے) پردہ سا ہو جاتا ہے۔) اور ابو بردہ کے علاوہ کسی نے اس کو روایت نہیں کیا، بہت سی اشیاء میں ان دونوں حضرات کے نزدیک ان کی کتاب میں ایسے ہی ہے اور یہ دلالت ہے کہ ان کو پھیرا جائے اس بات کی طرف کہ مروی عنہ سے ایک شخص کے روایت کرنے سے بھی وہ مجہول و مردود ہونے سے نکل جاتا ہے۔ اور میں اس کو تیئیسویں نوع میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔

ثُمَّ بَلَغَنِي عَنْ أَبِي عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْبَرِّ الْأَنْدَلُسِيِّ وِجَادَةً قَالَ: " كُلُّ مَنْ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ فَهُوَ عِنْدَهُمْ مَجْهُولٌ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلًا مَشْهُورًا فِي غَيْرِ حَمْلِ الْعِلْمِ، كَاشْتِهَارِ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ بِالزُّهْدِ، وَعَمْرِو بْنِ مَعْدِي كَرِبَ بِالنَّجْدَةِ ".

پھر مجھے ابو عمر بن عبد البر الاندلسی سے وجادۃً (یعنی بغیر سماع و اجازت کے کتاب سے حاصل کرنا) خبر پہنچی فرمایا: "ہر وہ مروی عنہ جس سے ایک شخص کے علاوہ کسی نے روایت نہ کی ہو وہ اہلِ علم کے نزدیک مجہول ہے مگر یہ کہ وہ شخص علم والا ہونے کے علاوہ کسی اور چیز سے مشہور ہو۔ جیسا کہ مالک بن دینار کا زھد میں مشہور ہونا اور عمرو بن معدی کرب کا جنگی بہادری میں مشہور ہونا۔"

وَاعْلَمْ أَنَّهُ قَدْ يُوجَدُ فِي بَعْضِ مَنْ ذَكَرْنَا تَفَرُّدَ رَاوٍ وَاحِدٍ عَنْهُ خِلَافٌ فِي تَفَرُّدِهِ، وَمِنْ ذَلِكَ قُدَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، ذَكَرَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ أَنَّهُ رَوَى عَنْهُ أَيْضًا حُمَيْدُ بْنُ كِلَابٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور تو جان لے کہ جو ہم نے ذکر کیا اس میں سے بعض میں کبھی کسی ایک راوی کا مروی عنہ سے تفرد پایا جاتا ہے بخلاف اس کے اپنے تفرد (اکیلے ہونے) کے، اور اس کی مثال قدامہ بن عبداللہ ہیں، ابنِ عبد البر نے ذکر کیا ہے کہ ان سے حمید بن کلاب نے بھی روایت کی ہے۔

وَمِثَالُ هَذَا النَّوْعِ فِي التَّابِعِينَ: أَبُو الْعُشَرَاءِ الدَّارِمِيُّ، لَمْ يَرْوِ عَنْهُ - فِيمَا يُعْلَمُ - غَيْرُ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ.

وَمَثَّلَ الْحَاكِمُ لِهَذَا النَّوْعِ فِي التَّابِعِينَ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ، وَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ

الزُّهْرِيِّ فِيمَا يَعْلَمُ، قَالَ: وَكَذَلِكَ تَفَرَّدَ الزُّهْرِيُّ عَنْ نَيِّفٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا مِنَ التَّابِعِينَ، لَمْ يَرْوِ عَنْهُمْ غَيْرُهُ، وَكَذَلِكَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ تَفَرَّدَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ التَّابِعِينَ، وَكَذَلِكَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَأَبُو إِسْحَاقَ السَّبِيعِيُّ وَهِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ وَغَيْرُهُمْ. وَسَمَّى الْحَاكِمُ مِنْهُمْ فِي بَعْضِ الْمَوَاضِعِ فِيمَنْ تَفَرَّدَ عَنْهُمْ: عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَعْبَدٍ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ فَرُّوخَ، وَفِيمَنْ تَفَرَّدَ عَنْهُمُ الزُّهْرِيُّ: عَمْرَو بْنَ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، وَسِنَانَ بْنَ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيَّ، وَفِيمَنْ تَفَرَّدَ عَنْهُمْ يَحْيَى: عَبْدَ اللهِ بْنَ أُنَيْسٍ الْأَنْصَارِيَّ.

اور تابعین میں سے اس کی مثال ابوالعشراء الدارمی ہیں۔ جو ہم جانتے ہیں اس کے مطابق حماد بن سلمہ کے علاوہ کسی نے ان سے روایت نہیں کی۔ اور حاکم نے اس نوع میں تابعین کی مثال محمد بن ابی سفیان ثقفی سے دی ہے اور ذکر کیا ہے کہ ان کی معلومات کے مطابق زھری کے علاوہ کسی نے ان سے روایت نہیں کی، فرمایا: اور ایسے ہی زھری نے تابعین میں سے بیس سے زائد ایسے اشخاص سے روایت کی ہے جن سے کسی نے روایت نہیں کی۔ اور ایسے ہی عمرو بن دینار اور تابعین کی ایک جماعت سے اکیلے روایت کی ہے، اور ایسے ہی یحیٰ بن سعید انصاری، ابواسحاق السبیعی اور ھشام بن عروہ وغیرہ۔ اور حاکم نے بعض مقامات میں ان میں سے چند کے نام ذکر کیے ہیں، جن سے عمرو بن دینار نے تفرد کیا ہے اور وہ عبدالرحمن بن معید اور عبدالرحمن بن فروخ ہیں۔ اور جن سے زھری نے تفرد کیا وہ عمرو بن ابان بن عثمان اور سنان بن ابی سنان الدوَلی ہیں۔ اور جن سے یحیٰ نے تفرد کیا وہ عبداللہ بن انیس انصاری ہیں۔

وَمَثَّلَ فِي أَتْبَاعِ التَّابِعِينَ بِالْمِسْوَرِ بْنِ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ، وَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ مَالِكٍ، وَكَذَلِكَ تَفَرَّدَ مَالِكٌ عَنْ زُهَاءِ عَشَرَةٍ مِنْ شُيُوخِ الْمَدِينَةِ.

اور تبع تابعین میں اس کی مثال مسور بن رفاعہ القرظی سے بیان کی ہے، اور ذکر کیا ہے کہ مالک کے علاوہ کسی نے ان سے روایت نہیں کی۔ اور ایسے ہی مالک نے دس کے قریب مدینہ کے شیوخ سے تفرد کیا ہے۔

قُلْتُ: وَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ الْحَاكِمُ فِي تَنْزِيلِهِ بَعْضَ مَنْ ذَكَرَهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِي جَعَلَهُ فِيهَا - مُعْتَمِدًا عَلَى الْحُسْبَانِ وَالتَّوَهُّمِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: مجھے اندیشہ ہے کہ حاکم نے بعض ذکر کردہ راویوں کو اندازے اور گمان پر اعتماد کرتے ہوئے مقام و مرتبہ دیا (یعنی متعین کیا) ہے۔ واللہ اعلم



## النَّوْعُ الثَّامِنُ وَالْأَرْبَعُونَ

## اڑتالیسویں نوع

مَعْرِفَةُ مَنْ ذُكِرَ بِأَسْمَاءٍ مُخْتَلِفَةٍ أَوْ نُعُوتٍ مُتَعَدِّدَةٍ فَظَنَّ مَنْ لَا خِبْرَةَ لَهُ بِهَا أَنَّ تِلْكَ الْأَسْمَاءَ أَوِ النُّعُوتَ لِجَمَاعَةٍ مُتَفَرِّقِينَ

ان حضرات کا تعارف جن کو مختلف ناموں یا مختلف صفات کے ساتھ ذکر کیا گیا ہو اور جس کو معلوم نہ ہو وہ یہ سمجھے کہ یہ اسماء اور صفات متفرق جماعت کے ہیں

هَذَا فَنٌّ عَوِيصٌ، وَالْحَاجَةُ إِلَيْهِ حَاقَّةٌ، وَفِيهِ إِظْهَارُ تَدْلِيسِ الْمُدَلِّسِينَ، فَإِنَّ أَكْثَرَ ذَلِكَ إِنَّمَا نَشَأَ مِنْ تَدْلِيسِهِمْ.

وَقَدْ صَنَّفَ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ سَعِيدٍ الْحَافِظُ الْمِصْرِيُّ وَغَيْرُهُ فِي ذَلِكَ.

یہ پیچیدہ فن ہے اور اس کی ضرورت بھی شدید ہے۔ اور اس میں تدلیس کرنے والوں کی تدلیس کا اظہار ہے۔ بیشک یہ زیادہ تر ان کی تدلیس ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور تحقیق عبدالغنی بن سعید الحافظ المصری وغیرہ نے اس میں تصنیف بھی فرمائی ہے۔

مِثَالُهُ: مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ الْكَلْبِيُّ صَاحِبُ التَّفْسِيرِ، هُوَ أَبُو النَّضْرِ الَّذِي رَوَى عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ يَسَارٍ حَدِيثَ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ، وَهُوَ حَمَّادُ بْنُ السَّائِبِ، الَّذِي رَوَى عَنْهُ أَبُو أُسَامَةَ حَدِيثَ: " ذَكَاةُ كُلِّ مَسْكٍ دِبَاغُهُ "، وَهُوَ أَبُو سَعِيدٍ الَّذِي يَرْوِي عَنْهُ عَطِيَّةُ الْعَوْفِيُّ التَّفْسِيرَ يُدَلِّسُ بِهِ مُوهِمًا أَنَّهُ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ.

اس کی مثال: محمد بن سائب الکلبی جنہوں نے تفسیر بھی لکھی ہے، وہ ابوالنضر ہیں جن سے محمد بن اسحاق بن یسار نے تمیم داری سے حدیث روایت کی ہے، اور عدی بن بداء یہ حماد بن سائب ہیں جن سے ابوامامہ نے حدیث ''ہر کھال کی طہارت (کا طریقہ) دباغت ہے'' روایت کی ہے اور ابوالسعید جن سے عطیہ العوفی نے تفسیر میں روایت کی ہے، وہ اس کے ساتھ وہم پیدا کرتے ہوئے یہ تدلیس کرتا ہے کہ یہ ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ ہیں۔

وَمِثَالُهُ أَيْضًا: سَالِمٌ الرَّاوِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَائِشَةَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ - هُوَ سَالِمٌ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْمَدِينِيُّ، وَهُوَ سَالِمٌ مَوْلَى مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ، وَهُوَ سَالِمٌ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ النَّصْرِيِّ، وَهُوَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ مُسَمًّى بِسَالِمٍ مَوْلَى النَّصْرِيِّينَ، وَفِي بَعْضِهَا بِسَالِمٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ، وَهُوَ فِي بَعْضِهَا سَالِمٌ سَبَلَانُ، وَفِي بَعْضِهَا أَبُو عَبْدِ اللهِ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ، وَفِي بَعْضِهَا سَالِمٌ أَبُو عَبْدِ اللهِ الدَّوْسِيُّ، وَفِي بَعْضِهَا سَالِمٌ مَوْلَى دَوْسٍ، ذَكَرَ ذَلِكَ كُلَّهُ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ سَعِيدٍ.

اور سالم بھی اس کی مثال ہیں جو ابو ھریرہ، ابوسعید الخدری اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے والے ہیں۔ یہ سالم ابوعبداللہ المدینی ہیں، یہی سالم مولی مالک بن اوس بن الحدثان النصری ہیں اور یہی سالم مولی شاد بن الھاد النصری ہیں۔ اور بعض روایات میں انہی کا نام سالم مولی النصریین ہے اور بعض میں سالم مولی المھری ہے اور یہی بعض روایات میں سالم سبلان ہیں اور بعض میں ابوعبداللہ مولی شداد بن الھاد ہیں اور بعض میں سالم ابوعبداللہ الدوسی ہیں۔ اور بعض میں سالم مولی دوس ہیں۔ ان تمام کو عبدالغنی بن سعید نے ذکر کیا ہے۔

قُلْتُ: وَالْخَطِيبُ الْحَافِظُ يَرْوِي فِي كُتُبِهِ، عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْأَزْهَرِيِّ، وَعَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْفَتْحِ الْفَارِسِيِّ، وَعَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عُثْمَانَ الصَّيْرَفِيِّ، وَالْجَمِيعُ شَخْصٌ وَاحِدٌ مِنْ مَشَايِخِهِ. وَكَذَلِكَ يَرْوِي عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْخَلَّالِ، وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْخَلَّالِ، وَالْجَمِيعُ عِبَارَةٌ عَنْ وَاحِدٍ. وَيَرْوِي أَيْضًا عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ التَّنُوخِيِّ، وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُحَسِّنِ، وَعَنِ الْقَاضِي أَبِي الْقَاسِمِ عَلِيِّ بْنِ الْمُحَسِّنِ التَّنُوخِيِّ، وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي عَلِيٍّ الْمُعَدَّلِ، وَالْجَمِيعُ شَخْصٌ وَاحِدٌ، وَلَهُ مِنْ ذَلِكَ الْكَثِيرُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: الخطیب الحافظ نے اپنی کتابوں میں ابوالقاسم الازھری اور عبیداللہ بن عبدالفتح الفارسی اور عبیداللہ بن احمد بن عثمان الصیرفی سے روایت نقل کی ہے اور ان کے مشائخ میں یہ تمام ایک ہی شخص ہیں۔ اور ایسے ہی حسن بن محمد الخلال، حسن بن ابی طالب اور ابومحمد الخلال سے روایت کی جاتی ہے، اور یہ تمام (نام) ایک ہی شخص سے عبارت ہیں۔ اور ابوالقاسم التنوخی، علی بن المحسن، قاضی ابوالقاسم علی بن محسن التنوخی اور علی بن ابوعلی المعدل سے بھی روایت کی جاتی ہے، اور تمام ایک ہی شخص ہیں۔ اور اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ التَّاسِعُ وَالْأَرْبَعُونَ — انچاسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمُفْرَدَاتِ الْآحَادِ مِنْ أَسْمَاءِ الصَّحَابَةِ وَرُوَاةِ الْحَدِيثِ وَالْعُلَمَاءِ وَأَلْقَابِهِمْ وَكُنَاهُمْ

## علماء، راویوں اور صحابہ کے ناموں، القاب اور کنیتوں میں سے مفردات کا تعارف

هَذَا نَوْعٌ مَلِيحٌ عَزِيزٌ، يُوجَدُ فِي كُتُبِ الْحُفَّاظِ الْمُصَنَّفَةِ فِي الرِّجَالِ مَجْمُوعًا، مُفَرَّقًا فِي أَوَاخِرِ أَبْوَابِهَا وَأُفْرِدَ أَيْضًا بِالتَّصْنِيفِ، وَكِتَابُ أَحْمَدَ بْنِ هَارُونَ الْبَرْدِيجِيِّ الْبَرْذَعِيِّ، الْمُتَرْجَمُ " بِالْأَسْمَاءِ الْمُفْرَدَةِ " مِنْ أَشْهَرِ كِتَابٍ فِي ذَلِكَ، وَلَحِقَهُ فِي كَثِيرٍ مِنْهُ اعْتِرَاضٌ وَاسْتِدْرَاكٌ مِنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ، مِنْهُمْ أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ بُكَيْرٍ.

یہ ایک پسندیدہ اور دلچسپ نوع ہے جو حفاظ حدیث کی اسماء رجال کے بارے میں تصنیف کردہ کتابوں کے آخری ابواب میں مجموعی یا متفرق طور پر پائی جاتی ہے۔ اور صرف اس نوع پر بھی تصانیف لکھی گئی ہیں۔ احمد بن ہارون البردیجی البرذعی کی "الاسماء المفردة" کے نام سے کتاب، اس نوع کی مشہور کتابوں میں سے ہے۔ اور اس میں مذکور بہت سے ناموں کے متعلق جن کو اسماء مفردہ میں سے شمار کیا گیا ہے حفاظ حدیث کی جانب سے اعتراضات بھی کیے گئے ہیں، انہی میں سے ایک ابوعبداللہ بن بکیر بھی ہیں۔

فَمِنْ ذَلِكَ مَا وَقَعَ فِي كَوْنِهِ ذَكَرَ أَسْمَاءً كَثِيرَةً عَلَى أَنَّهَا آحَادٌ، وَهِيَ مَثَانٍ وَمَثَالِثُ، وَأَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ۔ وَعَلَى مَا فَهِمْنَاهُ مِنْ شَرْطِهِ - لَا يَلْزَمُهُ مَا يُوجَدُ مِنْ ذَلِكَ فِي غَيْرِ أَسْمَاءِ الصَّحَابَةِ وَالْعُلَمَاءِ وَرُوَاةِ الْحَدِيثِ.

وَمِنْ ذَلِكَ أَفْرَادٌ ذَكَرَهَا اعْتُرِضَ عَلَيْهِ فِيهَا بِأَنَّهَا أَلْقَابٌ لَا أَسَامِي،

مِنْهَا الْأَجْلَحُ الْكِنْدِيُّ، إِنَّمَا هُوَ لَقَبٌ لِجَلْحَةٍ كَانَتْ بِهِ، وَاسْمُهُ يَحْيَى، وَيَحْيَى كَثِيرٌ.

وَمِنْهَا صُغْدِيُّ بْنُ سِنَانٍ، اسْمُهُ عُمَرُ، وَصُغْدِيٌّ لَقَبٌ، وَمَعَ ذَلِكَ فَلَهُمْ صُغْدِيٌّ غَيْرُهُ.

اسی قبیل سے بہت سے وہ اسماء ہیں جن کو اس کتاب میں آحاد میں سے ذکر کیا گیا ہے حالانکہ وہ دو دو، تین تین اور اس سے زیادہ ناموں والے ہیں۔ صاحب کتاب کی شرط کے مطابق ہم نے تو ان کے کلام سے یہ بات سمجھی ہے کہ صحابہ، تابعین اور رروات حدیث کے علاوہ دیگر ناموں میں ان پر اعتراض بنتا نہیں ہے اور اسی میں سے وہ منفرد نام ہیں جن کا ذکر کیا پھر اس میں ان پر

اعتراض نقل کیا کہ یہ القاب ہیں نام نہیں ہیں۔ ان میں سے الاجلح الکندی ہے جبکہ یہ تو لقب ہی ہے جو نیم گنجے پن کی وجہ سے تھا جو ان کو لاحق تھا، اور ان کا نام یحیٰ تھا، اور یحیٰ بہت سے ہیں۔ اسی میں سے صغدی بن سنان بھی ہیں ان کا نام عمر اور صغدی لقب تھا۔ اور اس کے باوجود ان کے ہاں صغدی اس کے علاوہ بھی ہیں۔

وَلَيْسَ يُرَدُّ هَذَا عَلَى مَا تَرْجَمْتُ بِهِ هَذَا النَّوْعَ، وَالْحَقُّ أَنَّ هَذَا فَنٌّ يَصْعُبُ الْحُكْمُ فِيهِ، وَالْحَاكِمُ فِيهِ عَلَى خَطَرٍ مِنَ الْخَطَأِ وَالِانْتِقَاضِ، فَإِنَّهُ حَصْرٌ فِي بَابٍ وَاسِعٍ شَدِيدِ الِانْتِشَارِ.

اور جو میں نے اس نوع کا عنوان باندھا ہے اس پر اعتراض وارد نہیں ہوتا اور حق یہ ہے کہ یہ ایسا فن ہے جس میں حکم بندی مشکل کام ہے۔ اور اس میں حکم بندی کرنے والا خطا اور بگاڑ کے خطرے میں ہے کہ اس نے تو وسیع اور شدید انتشار والے باب میں حصر پیدا کر دیا ہے۔

فَمِنْ أَمْثِلَةِ ذَلِكَ الْمُسْتَفَادَةِ: أَحْمَدُ بْنُ عُجْيَانَ الْهَمْدَانِيُّ - بِالْجِيمِ - صَحَابِيٌّ، ذَكَرَهُ أَبُو يُونُسَ، وَعُجَيَّانَ كُنَّا نَعْرِفُهُ بِالتَّشْدِيدِ، عَلَى وَزْنِ عُلَيَّانِ. ثُمَّ وَجَدْتُهُ بِخَطِّ ابْنِ الْفُرَاتِ - وَهُوَ حُجَّةٌ - عُجْيَانَ بِالتَّخْفِيفِ عَلَى وَزْنِ سُفْيَانَ.

أَوْسَطُ بْنُ عَمْرٍو الْبَجَلِيُّ تَابِعِيٌّ.

تَدُومُ بْنُ صُبْحٍ الْكَلَاعِيُّ عَنْ تُبَيْعِ بْنِ عَامِرٍ الْكَلَاعِيِّ، وَيُقَالُ فِيهِ: يَدُومُ بِالْيَاءِ، وَصَوَابُهُ بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ.

جُبَيْبُ بْنُ الْحَارِثِ صَحَابِيٌّ، بِالْجِيمِ وَبِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ الْمُكَرَّرَةِ.

جِيلَانُ بْنُ فَرْوَةَ بِالْجِيمِ الْمَكْسُورَةِ، أَبُو الْجَلْدِ الْأَخْبَارِيُّ، تَابِعِيٌّ.

الدُّجَيْنُ بْنُ ثَابِتٍ، بِالْجِيمِ مُصَغَّرًا.

أَبُو الْغُصْنِ، قِيلَ إِنَّهُ جُحَا الْمَعْرُوفُ، وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ غَيْرُهُ.

زِرُّ بْنُ حُبَيْشٍ، التَّابِعِيُّ الْكَبِيرُ.

سُعَيْرُ بْنُ الْخِمْسِ، انْفَرَدَ فِي اسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ.

سَنْدَرٌ الْخَصِيُّ، مَوْلَى زِنْبَاعٍ الْجُذَامِيِّ، لَهُ صُحْبَةٌ.

اس کی حاصل شدہ مثالوں میں سے ہے:

احمد بن عجیان الھمدانی جیم کے ساتھ صحابی ہیں جن کا ابن یونس نے ذکر کیا ہے، اور عجیان کو ہم تشدید کے ساتھ عُلیّان کے وزن پر سمجھتے تھے۔ پھر میں نے اس کو ابن الفرات کے خط میں پایا اور وہ حجت ہے عُجْیان تخفیف کے ساتھ سفیان کے وزن پر۔ اوسط بن عمرو البجلی تابعی ہیں۔ تدوم بن صبح الکلاعی، تبیع بن عامر الکلاعی کے قبیلے سے ہیں۔ اور اس کو یدوم یاء کے ساتھ بھی کہا گیا ہے اور

درست اوپر دو نقطوں والی تاء کے ساتھ ہی ہے۔ حُبَیب بن الحارث صحابی ہیں جیم اور ایک نقطے والی باء کے تکرار کے ساتھ۔ جیلان بن فروہ جیم مکسورہ کے ساتھ، ابوجلد الاخباری تابعی ہیں۔ الدُّجَین بن ثابت جیم اور تصغیر کے ساتھ۔ ابوالغصن کہا گیا ہے کہ یہ جحا ہیں جو کہ معروف ہیں لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ کوئی اور ہیں۔ زِرّ بن حبیش بہت بڑے تابعی ہیں۔ سُغیر بن الخمس اپنے اور اپنے والد کے نام میں منفرد ہیں۔ سَنْدر الخصی زنباع الجذامی کے آزاد کردہ ہیں ان کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت بھی حاصل ہے۔

شَكَلُ بْنُ حُمَيْدٍ الصَّحَابِيُّ، بِفَتْحَتَيْنِ.

شَمْعُونُ بْنُ زَيْدٍ، أَبُو رَيْحَانَةَ، بِالشِّينِ الْمَنْقُوطَةِ وَالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ - وَيُقَالُ: بِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ -، قَالَ أَبُو سَعِيدِ بْنُ يُونُسَ: - وَهُوَ عِنْدِي أَصَحُّ - أَحَدُ الصَّحَابَةِ الْفُضَلَاءِ.

صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ، أَبُو أُمَامَةَ الصَّحَابِيُّ.

صُنَابِحُ بْنُ الْأَعْسَرِ، الصَّحَابِيُّ، وَمَنْ قَالَ فِيهِ: صُنَابِحِيٌّ فَقَدْ أَخْطَأَ.

ضُرَيْبُ بْنُ نُقَيْرِ بْنِ سُمَيْرٍ، بِالتَّصْغِيرِ فِيهَا كُلِّهَا، أَبُو السَّلِيلِ الْقَيْسِيُّ الْبَصْرِيُّ، رَوَى عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ وَغَيْرِهَا، وَنُقَيْرٌ أَبُوهُ بِالنُّونِ وَالْقَافِ، وَقِيلَ: بِالْفَاءِ وَقِيلَ بِالْفَاءِ وَاللَّامِ نُفَيْلٌ.

عَزْوَانُ بْنُ زَيْدٍ الرَّقَاشِيُّ - بِعَيْنٍ غَيْرِ مُعْجَمَةٍ - عَبْدٌ صَالِحٌ تَابِعِيٌّ.

قَزَعَةُ الضَّبِّيُّ بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ، كَلَدَةُ بْنُ حَنْبَلٍ بِفَتْحِ اللَّامِ صَحَابِيٌّ.

لُبَيُّ بْنُ لَبَا الْأَسَدِيُّ الصَّحَابِيُّ بِاللَّامِ فِيهِمَا، وَالْأَوَّلُ مُشَدَّدٌ مُصَغَّرٌ عَلَى وَزْنِ أُبَيٍّ، وَالثَّانِي مُخَفَّفٌ مُكَبَّرٌ عَلَى وَزْنِ عَصَا، فَاعْلَمْهُ فَإِنَّهُ يُغْلَطُ فِيهِ.

مُسْتَمِرُّ بْنُ الرَّيَّانِ، رَأَى أَنَسًا.

نُبَيْشَةُ الْخَيْرِ صَحَابِيٌّ.

نَوْفٌ الْبِكَالِيُّ تَابِعِيٌّ، مِنْ بِكَالٍ، بَطْنٍ مِنْ حِمْيَرَ - بِكَسْرِ الْبَاءِ وَتَخْفِيفِ الْكَافِ -، وَغَلَبَ عَلَى أَلْسِنَةِ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِيهِ فَتْحُ الْبَاءِ وَتَشْدِيدُ الْكَافِ.

وَابِصَةُ بْنُ مَعْبَدٍ الصَّحَابِيُّ.

هُبَيْبُ بْنُ مُغْفِلٍ، مُصَغَّرٌ بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ الْمُكَرَّرَةِ صَحَابِيٌّ، وَمُغْفِلٌ بِالْغَيْنِ الْمَنْقُوطَةِ السَّاكِنَةِ.

هَمَذَانُ، بَرِيدُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، ضَبَطَهُ ابْنُ بُكَيْرٍ وَغَيْرُهُ بِالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ، وَضَبَطَهُ بَعْضُ مَنْ أَلَّفَ عَلَى كِتَابِ الْبَرْدِيجِيِّ بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَإِسْكَانِ الْمِيمِ.

شَکَل بن حمید صحابی ہیں دو فتحہ کے ساتھ۔ شمعون بن زید ابو ریحانہ نقطوں والی شین اور بے نقط عین کے ساتھ، اور یہ بھی کہا گیا کہ نقط والی غین کے ساتھ ہے۔ ابوسعید بن یونس نے کہا ہے: وہی میرے نزدیک زیادہ صحیح ہے، فضلاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک

ہیں۔ صُدَیّ بن عجلان ابو امامہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ صنابح بن الاعسر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ جس نے اس کو صنابحی کہا اس نے غلطی کی۔ ضُرَیب بن نُقَیر بن شُمیر ان تمام میں تصغیر ہے۔ ابو السلیل القیسی البصری، معاذہ العدویہ اور ان کے علاوہ سے روایت کیا گیا ہے اور نقیر ان کے والد ہیں نون اور قاف کے ساتھ، اور کہا گیا کہ فاء اور لام کے ساتھ ہے: نُفَیل۔ عُزْوان بن زید الرّقاشی بے نقط عین کے ساتھ نیک غلام ہیں تابعی ہیں۔ قُرثُع الضبی تین نقطوں والی ثاء کے ساتھ۔ کلدہ بن حنبل لام کے فتح کے ساتھ صحابی ہیں۔ لُبَیّ بن لبا الاسدی صحابی ہیں۔ دونوں میں لام ہے پہلا تصغیر کے ساتھ اور مشدد ہے اُبَیّ کے وزن پر، اور دوسرا تخفیف اور الف کے ساتھ ہے عَصا کے وزن پر۔ پس تُو اس کو جان لے کہ بیشک اس میں غلطی کی جاتی ہے۔ مُستَمِر بن الریان۔ انہوں نے انس رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔ نُبَیشَہ الخیر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ نوف البکالی تابعی ہیں، حمیر کی شاخ بکال سے ہیں۔ باء کے کسرہ اور کاف کی تخفیف کے ساتھ۔ وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ ھُبَیب بن مغفل رضی اللہ عنہ تصغیر اور ایک نقطے والی باء کے تکرار کے ساتھ۔ صحابی ہیں اور مغفل ایک نقطے والی ساکن غین کے ساتھ ہے۔ ھمذان عمر بن خطاب کے پیغام رساں ہیں۔ ابنِ بکیر وغیرہ نے نقطے والی ذال کے ساتھ اس کو ضبط کیا ہے۔

اور بعض جنہوں نے بردیجی کی کتاب پر لکھا ہے انہوں نے اس کو بے نقط دال اور میم کے سکون کے ساتھ ضبط کیا ہے۔

وَأَمَّا الْكُنَى الْمُفْرَدَةِ، فَمِنْهَا: أَبُو الْعُبَيْدَيْنِ، مُصَغَّرٌ مُثَنًّى، وَاسْمُهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ سَبْرَةَ، مِنْ أَصْحَابِ ابْنِ مَسْعُودٍ، لَهُ حَدِيثَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ.

أَبُو الْعُشَرَاءِ الدَّارِمِيُّ، وَقَدْ سَبَقَ.

أَبُو الْمُدِلَّةِ، بِكَسْرِ الدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَتَشْدِيدِ اللَّامِ، وَلَمْ يُوقَفْ عَلَى اسْمِهِ. رَوَى عَنْهُ الْأَعْمَشُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَجَمَاعَةٌ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ أَبَا نُعَيْمٍ الْحَافِظَ فِي قَوْلِهِ إِنَّ اسْمَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَدَنِيُّ.

أَبُو مُرَايَةَ الْعِجْلِيُّ، عَرَفْنَاهُ بِضَمِّ الْمِيمِ وَبَعْدَ الْأَلِفِ يَاءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ تَحْتُ، وَاسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، تَابِعِيٌّ، رَوَى عَنْهُ قَتَادَةُ.

أَبُو مُعَيْدٍ، مُصَغَّرٌ مُخَفَّفُ الْيَاءِ: حَفْصُ بْنُ غَيْلَانَ الْهَمْدَانِيُّ، رَوَى عَنْ مَكْحُولٍ وَغَيْرِهِ.

اور بہر حال مفرد کنیتیں:

تو ان میں ابو العُبیدین تصغیر کے ساتھ تثنیہ ہے اور ان کا نام معاویہ بن سبرۃ ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہیں ان کی دو یا تین مرویات ہیں۔ ابو العشراء دارمی اور ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ ابو المِدِلّۃ بے نقط دال کے کسرہ اور لام کی تشدید کے ساتھ، اور ان کے نام پر وقوف نہیں کیا گیا (کہ یہی ان کا نام ہو) ان سے اعمش ابن عیینہ اور ایک جماعت نے روایت کی ہے اور ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے ابو نعیم الحافظ کے اس قول میں اتفاق کیا ہو کہ ان کا نام عبید اللہ بن عبد اللہ المدنی ہے۔ ابو مرایہ العجلی

جن کو ہم میم کے ضمہ اور الف کے بعد نیچے دو نقطوں والی یاء کے ساتھ پہچانتے ہیں۔اور ان کا نام عبد اللہ بن عمرو ہے، تابعی ہیں۔قتادہ نے ان سے روایت کی ہے۔ابو مُعَید تصغیر اور مخفف یاء کے ساتھ، حفص بن غیلان اُلْھمد انی انہوں نے مکحول وغیرہ سے روایت کی ہے۔

وَأَمَّا الْأَفْرَادُ مِنَ الْأَلْقَابِ: فَمِثَالُهَا: سَفِينَةُ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مِنَ الصَّحَابَةِ لَقَبٌ فَرْدٌ، وَاسْمُهُ مِهْرَانُ عَلَى خِلَافٍ فِيهِ.

مِنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ وَهُوَ بِكَسْرِ الْمِيمِ، رَوَى عَنِ الْخَطِيبِ وَغَيْرِهِ، وَيَقُولُونَهُ كَثِيرًا بِفَتْحِهَا، وَهُوَ لَقَبٌ وَاسْمُهُ عَمْرٌو.

سَحْنُونُ بْنُ سَعِيدٍ التَّنُوخِيُّ الْقَيْرَوَانِيُّ، صَاحِبُ الْمُدَوَّنَةِ عَلَى مَذْهَبِ مَالِكٍ، لَقَبٌ فَرْدٌ، وَاسْمُهُ عَبْدُ السَّلَامِ.

وَمِنْ ذَلِكَ مُطَيَّنٌ الْحَضْرَمِيُّ، وَمُشْكُدَانَةُ الْجُعْفِيُّ، فِي جَمَاعَةٍ آخَرِينَ، سَنَذْكُرُهُمْ فِي نَوْعِ الْأَلْقَابِ، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى، وَهُوَ أَعْلَمُ.

بہر حال وہ جن کا صرف ایک لقب ہو:

تو اس کی مثال رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ سفینہ رضی اللہ عنہ ہیں، صحابہ میں سے ہیں۔لقب فرد ہے اور نام مہران ہے کچھ اختلاف کے ساتھ۔

مِندل بن علی یہ میم کے کسرہ کے ساتھ ہے، خطیب وغیرہ سے ایسے ہی روایت کیا گیا ہے۔اور بہت سے حضرات اس کو فتح کے ساتھ کہتے ہیں اور یہ لقب ہے اور ان کا نام عمرو ہے۔سحنون بن سعید التنوخی القیر وانی جو کہ مذہب مالک پر مدونہ لکھنے والے ہیں۔ان کا (صرف) لقب منفرد ہے اور ان کا نام عبد السلام ہے۔اور مطین الحضر می بھی اسی میں سے ہیں۔اور مشکدانہ الجعفی متاخرین کی جماعت میں، ہم عنقریب القاب کی نوع میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو ذکر کریں گے۔واللہ اعلم

النَّوْعُ الْمُوفِي خَمْسِينَ مکمل پچاسویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْأَسْمَاءِ وَالْكُنَى
# اسماء اور کنیتوں کا تعارف

كُتُبُ الْأَسْمَاءِ وَالْكُنَى كَثِيرَةٌ، مِنْهَا: كِتَابُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ، وَكِتَابُ مُسْلِمٍ، وَكِتَابُ النَّسَائِيِّ، وَكِتَابُ الْحَاكِمِ الْكَبِيرِ أَبِي أَحْمَدَ الْحَافِظِ. وَلِابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ فِي أَنْوَاعٍ مِنْهُ كُتُبٌ لَطِيفَةٌ رَائِقَةٌ.
وَالْمُرَادُ بِهَذِهِ التَّرْجَمَةِ: بَيَانُ أَسْمَاءِ ذَوِي الْكُنَى.
وَالْمُصَنِّفُ فِي ذَلِكَ يُبَوِّبُ كِتَابَهُ عَلَى الْكُنَى مُبَيِّنًا أَسْمَاءَ أَصْحَابِهَا.
وَهَذَا فَنٌّ مَطْلُوبٌ، لَمْ يَزَلْ أَهْلُ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ يُعْنَوْنَ بِهِ وَيَتَحَفَّظُونَهُ وَيَتَطَارَحُونَهُ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَيَتَنَقَّصُونَ مَنْ جَهِلَهُ. وَقَدِ ابْتَكَرْتُ فِيهِ تَقْسِيمًا حَسَنًا،

اسماء اور کنیتوں کی کتابیں بہت سی ہیں، جن میں علی بن المدینی کی کتاب، مسلم کی کتاب، نسائی کی کتاب، الحاکم الکبیر ابواحمد الحافظ کی کتاب، اور بعض انواع پر ابن عبدالبر کی کتاب، دقیق و متوازن (اسلوب والی) کتابیں ہیں۔ اور اس عنوان سے مقصود کنیت والوں کے ناموں کو بیان کرنا ہے۔ اور اس میں تصنیف کرنے والا ناموں کی وضاحت کے ساتھ، کنیتوں پر اپنی کتاب کی ابواب بندی کرتا ہے۔ اور یہ فن مطلوب ہے۔ حدیث کا علم رکھنے والے ہمیشہ اس کے ذریعے مدد حاصل کرتے ہیں۔ اور اسے تھوڑا تھوڑا کر کے یاد کرتے ہیں اور اس میں آپس میں مسابقہ کرتے ہیں۔ اور بہت کم اس سے جاہل ہوتے ہیں۔ اور میں نے اس میں ایک عمدہ تقسیم ایجاد کی ہے۔

فَأَقُولُ: أَصْحَابُ الْكُنَى فِيهَا عَلَى ضُرُوبٍ:
أَحَدُهَا: الَّذِينَ سُمُّوا بِالْكُنَى، فَأَسْمَاؤُهُمْ كُنَاهُمْ، لَا أَسْمَاءَ لَهُمْ غَيْرُهَا وَيَنْقَسِمُ هَؤُلَاءِ إِلَى قِسْمَيْنِ:

پس میں کہتا ہوں:
کنیتوں والے متعدد اقسام پر مشتمل ہیں:

## پہلی قسم:

وہ لوگ جنہوں نے کنیتوں کے ساتھ نام رکھا، پس ان کے نام ہی کنیتیں ہیں اس کے علاوہ ان کا کوئی نام نہیں۔اس کو دو قسموں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

أَحَدُهُمَا: مَنْ لَهُ كُنْيَةٌ أُخْرَى سِوَى الْكُنْيَةِ الَّتِي هِيَ اسْمُهُ، فَصَارَ كَأَنَّ لِلْكُنْيَةِ كُنْيَةً، وَذَلِكَ طَرِيفٌ عَجِيبٌ، وَهَذَا كَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ الْمَخْزُومِيِّ، أَحَدِ فُقَهَاءِ الْمَدِينَةِ السَّبْعَةِ، وَكَانَ يُقَالُ لَهُ: " رَاهِبُ قُرَيْشٍ " اسْمُهُ أَبُو بَكْرٍ، وَكُنْيَتُهُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَكَذَلِكَ أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ الْأَنْصَارِيُّ، يُقَالُ إِنَّ اسْمَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَكُنْيَتُهُ أَبُو مُحَمَّدٍ.

وَلَا نَظِيرَ لِهَذَيْنِ فِي ذَلِكَ، قَالَهُ الْخَطِيبُ، وَقَدْ قِيلَ إِنَّهُ لَا كُنْيَةَ لِابْنِ حَزْمٍ غَيْرُ الْكُنْيَةِ الَّتِي هِيَ اسْمُهُ.

نمبر 1۔جس کی اس کنیت کے علاوہ ایک اور کنیت ہو جو اس کا نام ہے تو یہ ایسا ہو گیا گویا کنیت کی بھی کنیت ہے، یہ انوکھی اور عجیب بات ہے۔ یہ ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ھشام المخزومی کی طرح ہے جو مدینہ کے فقہاء سبعہ میں سے ایک ہیں۔اور ان کو قریش کا راھب کہا جاتا تھا۔ان کا نام ابو بکر اور کنیت ابو عبدالرحمن ہے اور ایسے ہی ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری ہیں۔کہا جاتا ہے کہ ان کا نام ابو بکر اور کنیت ابو محمد ہے اور اس میں ان دونوں کی کوئی نظیر نہیں، یہ خطیب کا کہنا ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابن حزم کی کوئی کنیت نہیں ہے سوائے اس کنیت کے جو ان کا نام ہے۔

الثَّانِي مِنْ هَؤُلَاءِ: مَنْ لَا كُنْيَةَ لَهُ غَيْرُ الْكُنْيَةِ الَّتِي هِيَ اسْمُهُ، مِثَالُهُ: أَبُو بِلَالٍ الْأَشْعَرِيُّ، الرَّاوِي عَنْ شَرِيكٍ وَغَيْرِهِ، رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ

قَالَ: لَيْسَ لِي اسْمٌ، اسْمِي وَكُنْيَتِي وَاحِدٌ، وَهَكَذَا أَبُو حَصِينِ بْنُ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ بِفَتْحِ الْحَاءِ، رَوَى عَنْهُ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ أَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ، وَسَأَلَهُ: هَلْ لَكَ اسْمٌ؟ فَقَالَ: لَا، اسْمِي وَكُنْيَتِي وَاحِدٌ.

نمبر 2۔اس کی دوسری قسم: جن کی اپنے نام والی کنیت کے سوا کوئی کنیت نہ ہو۔اس کی مثال ابو بلال اشعری ہیں جو شریک وغیرہ سے روایت کرنے والے ہیں۔ان سے روایت کی گئی بیشک انہوں نے فرمایا: میرا کوئی نام نہیں ہے۔میرا نام اور کنیت ایک ہی ہے۔اور ایسے ہی ابو حصین بن یحیٰ بن سلمان الرازی ہیں حاء کے فتحہ کے ساتھ۔ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے۔ جن میں سے ابو حاتم الرازی نے ان سے پوچھا: کیا آپ کا نام ہے؟ فرمایا نہیں، میرا نام اور کنیت ایک ہی ہے۔

الضَّرْبُ الثَّانِي: الَّذِينَ عُرِفُوا بِكُنَاهُمْ، وَلَمْ يُوقَفْ عَلَى أَسْمَائِهِمْ وَلَا عَلَى حَالِهِمْ فِيهَا، هَلْ هِيَ كُنَاهُمْ أَوْ غَيْرُهَا؟

مِثَالُهُ مِنَ الصَّحَابَةِ: أَبُو أُنَاسٍ - بِالنُّونِ - الْكِنَانِيُّ، وَيُقَالُ: الدِّيلِيُّ مِنْ رَهْطِ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ،

وَيُقَالُ فِيهِ: الدُّؤَلِيُّ، بِالضَّمِّ، وَالْهَمْزَةُ مَفْتُوحَةٌ فِي النَّسَبِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعَرَبِيَّةِ، وَمَكْسُورَةٌ عِنْدَ بَعْضِهِمْ عَلَى الشُّذُوذِ فِيهِ.

وَأَبُو مُوَيْهِبَةَ، مَوْلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -.

وَأَبُو شَيْبَةَ الْخُدْرِيُّ، الَّذِي مَاتَ فِي حِصَارِ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ وَدُفِنَ هُنَاكَ مَكَانَهُ.

وَمِنْ غَيْرِ الصَّحَابَةِ: أَبُو الْأَبْيَضِ، الرَّاوِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ وَغَيْرُهُ.

أَبُو النَّجِيبِ، مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ بِالنُّونِ الْمَفْتُوحَةِ فِي أَوَّلِهِ، وَقِيلَ: بِالتَّاءِ الْمَضْمُومَةِ، اثْنَتَيْنِ مِنْ فَوْقُ.

أَبُو الْحَرْبِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيُّ.

أَبُو حَرِيزٍ الْمَوْقِفِيُّ، وَالْمَوْقِفُ مَحَلَّةٌ بِمِصْرَ، رَوَى عَنْهُ ابْنُ وَهْبٍ وَغَيْرُهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

**دوسری قسم:**

جو اپنی کنیت سے جانے گئے، نہ تو ان کے ناموں سے واقفیت حاصل کی گئی اور نہ ہی ان کی کنیت کی حالت کے بارے میں، کہ یہی ان کی کنیت ہے یا کچھ اور ہے۔ صحابہ میں اس کی مثال ابواناس ہیں، نون کے ساتھ الکنانی، اور کہا جاتا ہے کہ یہ دئلی ہیں ابوالاسود دئلی کے قبیلے سے ہیں، اور اس کو بعض اہل عرب کی طرف نسبت کرتے ہوئے الدؤلی ضمہ اور ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ بھی کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک ہمزہ مکسورہ کے ساتھ ہے اس میں شذوذ پر عمل کرتے ہوئے۔ اور موہبہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ ہیں اور ابوشیبہ خدری جو قسطنطنیہ کے حصار میں وفات پا گئے اور وہیں اسی جگہ دفن کیے گئے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ میں ابوالابیض ہیں جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے راوی ہیں۔ ابوبکر بن نافع، ابن عمر کے آزاد کردہ ہیں، مالک وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔ ابوالنجیب، عبداللہ بن عمر بن عاص کے آزاد کردہ ہیں، شروع میں نون مفتوح کے ساتھ اور کہا گیا ہے کہ اوپر دو نقطوں والی تاء مضمومہ کے ساتھ ہے۔ ابوالحرب بن ابوالاسود الدئلی، ابوحریز الموقفی، اور موقف مصر کا ایک محلہ ہے۔ ابن وہب وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔ واللہ اعلم

الضَّرْبُ الثَّالِثُ: الَّذِينَ لُقِّبُوا بِالْكُنَى، وَلَهُمْ غَيْرُ ذَلِكَ كُنًى وَأَسْمَاءٌ، مِثَالُهُ: عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يُلَقَّبُ بِأَبِي تُرَابٍ،

وَيُكْنَى أَبَا الْحَسَنِ.

أَبُو الزِّنَادِ عَبْدُ اللهِ بْنُ ذَكْوَانَ، كُنْيَتُهُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَأَبُو الزِّنَادِ لَقَبٌ، وَذَكَرَ الْحَافِظُ أَبُو الْفَضْلِ الْفَلَكِيُّ فِيمَا بَلَغَنَا عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَغْضَبُ مِنْ أَبِي الزِّنَادِ، وَكَانَ عَالِمًا مُفْتِيًا.

أَبُو الرِّجَالِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيُّ كُنْيَتُهُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَأَبُو الرِّجَالِ لَقَبٌ لُقِّبَ بِهِ لِأَنَّهُ كَانَ لَهُ عَشَرَةُ أَوْلَادٍ كُلُّهُمْ رِجَالٌ.

أَبُو تُمَيْلَةَ - بِتَاءٍ مَضْمُومَةٍ مُثَنَّاةٍ مِنْ فَوْقُ - يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ الْأَنْصَارِيُّ الْمَرْوَزِيُّ، يُكْنَى أَبَا مُحَمَّدٍ، وَأَبُو تُمَيْلَةَ لَقَبٌ، وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ، وَأَنْكَرَ أَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ عَلَى الْبُخَارِيِّ إِدْخَالَهُ إِيَّاهُ فِي كِتَابِ الضُّعَفَاءِ.

أَبُو الْآذَانِ الْحَافِظُ عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، يُكْنَى أَبَا بَكْرٍ، وَأَبُو الْآذَانِ لَقَبٌ لُقِّبَ بِهِ لِأَنَّهُ كَانَ كَبِيرَ الْأُذُنَيْنِ. أَبُو الشَّيْخِ الْأَصْبَهَانِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَافِظُ، كُنْيَتُهُ أَبُو مُحَمَّدٍ وَأَبُو الشَّيْخِ لَقَبٌ.

أَبُو حَازِمٍ الْعَبْدُوِيُّ الْحَافِظُ عُمَرُ بْنُ أَحْمَدَ كُنْيَتُهُ أَبُو حَفْصٍ، وَأَبُو حَازِمٍ لَقَبٌ، وَإِنَّمَا اسْتَفَدْنَاهُ مِنْ كِتَابِ الْفَلَكِيِّ فِي الْأَلْقَابِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## تیسری قسم:

جن کا کنیت سے لقب رکھا گیا اور ان کی کنیتیں اور نام اس کے علاوہ ہیں۔

اس کی مثال: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہ ان کا لقب ابوتراب اور کنیت ابوالحسن رکھی گئی۔ ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان، اس کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے اور ابوالزناد لقب ہے۔ حافظ ابوالفضل فلکی نے ذکر کیا جو ہمیں ان سے خبر پہنچی کہ وہ ابوالزناد سے ناراض ہوئے تھے اور یہ فتنہ انگیز عالم تھا۔ ابوالرجال محمد بن عبدالرحمن انصاری، ان کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے اور ابوالرجال لقب ہے ان کو یہ لقب اس لئے دیا گیا کہ ان کی اولاد کی تعداد دس تھی اور تمام کے تمام لڑکے تھے۔ ابوتمیلہ اوپر دو نقطوں والی تاء مضمومہ کے ساتھ۔ یحیٰ ابن واضح انصاری المروزی ان کی کنیت ابومحمد اور لقب ابوتمیلہ رکھا گیا۔ یحیٰ بن معین وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور ابوحاتم الرازی نے (امام) بخاری کے ان کو اپنی کتاب ''الضعفاء'' میں داخل کرنے کو ناپسند کیا ہے۔ ابوالآذان الحافظ عمر بن ابراھیم ان کی کنیت ابوبکر ہے، اور ابوالاذان لقب ہے، یہ لقب اس لئے رکھا گیا ہے یہ بڑے کانوں والے تھے۔ ابوالشیخ الصبہانی عبداللہ بن محمد الحافظ ان کی کنیت ابومحمد اور ابوالشیخ لقب ہے۔ ابوحازم العبدوی الحافظ عمر بن احمد، ان کی کنیت ابوحفص اور ابوحازم لقب ہے اور یہ سارا ہم نے القاب کے بارے میں فلکی کی کتاب ہی سے حاصل کیا ہے۔ واللہ اعلم

الضَّرْبُ الرَّابِعُ: مَنْ لَهُ كُنْيَتَانِ أَوْ أَكْثَرُ

مِثَالُ ذَلِكَ: عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ، كَانَتْ لَهُ كُنْيَتَانِ: أَبُو خَالِدٍ، وَأَبُو الْوَلِيدِ.

عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ الْعُمَرِيُّ، أَخُو عُبَيْدِ اللهِ، رُوِيَ أَنَّهُ كَانَ يُكْنَى أَبَا الْقَاسِمِ، فَتَرَكَهَا وَاكْتَنَى أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

وَكَانَ لِشَيْخِنَا مَنْصُورِ بْنِ أَبِي الْمَعَالِي النَّيْسَابُورِيِّ - حَفِيدِ الْفُرَاوِيِّ - ثَلَاثُ كُنًى: أَبُو بَكْرٍ، وَأَبُو الْفَتْحِ، وَأَبُو الْقَاسِمِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## چوتھی قسم:

جس کی دو یا اس سے زیادہ کنیتیں ہوں، اس کی مثال عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج ان کی دو کنیتیں ہیں ابو خالد اور ابوالولید۔ عبداللہ بن عمر بن حفص العمری جو عبیداللہ کے بھائی ہیں روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی کنیت ابوالقاسم رکھی تھی پھر اسے چھوڑ دیا اور ابوعبدالرحمن کنیت رکھ لی۔ اور ہمارے شیخ منصور بن ابوالمعالی نیشاپوری جو فراوی کے پوتے تھے ان کی تین کنیتیں ہیں۔ ابوبکر، ابوالفتح اور ابوالقاسم واللہ اعلم

الضَّرْبُ الْخَامِسُ: مَنِ اخْتُلِفَ فِي كُنْيَتِهِ، فَذُكِرَ لَهُ عَلَى الِاخْتِلَافِ كُنْيَتَانِ أَوْ أَكْثَرُ، وَاسْمُهُ مَعْرُوفٌ، وَلِعَبْدِ اللهِ بْنِ عَطَاءٍ الْإِبْرَاهِيمِيِّ الْهَرَوِيِّ - مِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ - فِيهِ مُخْتَصَرٌ.

مِثَالُهُ: أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قِيلَ: كُنْيَتُهُ أَبُو زَيْدٍ، وَقِيلَ: أَبُو مُحَمَّدٍ، وَقِيلَ: أَبُو عَبْدِ اللهِ، وَقِيلَ: أَبُو خَارِجَةَ.

أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَبُو الْمُنْذِرِ، وَقِيلَ: أَبُو الطُّفَيْلِ.

قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ أَبُو إِسْحَاقَ، وَقِيلَ: أَبُو سَعِيدٍ.

الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَقِيلَ: أَبُو مُحَمَّدٍ.

سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ الْمَدَنِيُّ أَبُو بِلَالٍ، وَقِيلَ: أَبُو مُحَمَّدٍ.

وَفِي بَعْضِ مَنْ ذُكِرَ فِي هَذَا الْقِسْمِ مَنْ هُوَ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ مُلْتَحِقٌ بِالضَّرْبِ الَّذِي قَبْلَهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

## پانچویں قسم:

جس کی کنیت میں اختلاف ہو جائے تو اسی اختلاف کے ساتھ اس کی دو یا زیادہ کنیتیں ذکر کی جائیں اور اسکا نام معروف ہو۔ اور عبداللہ بن عطاء ابراہیمی الھروی متاخرین میں سے ہیں۔ ان کا اس میں مختصر (رسالہ) ہے۔ اس کی مثال:

اسامہ بن زید جو رسول اللہ ﷺ کے پسندیدہ ہیں کہا گیا کہ ان کی کنیت ابوزید ہے، اور کہا گیا کہ ابومحمد ہے اور کہا گیا کہ ابوعبداللہ ہے اور کہا گیا کہ ان کے علاوہ کوئی اور ہے۔ اُبی بن کعب کی ابومنذر ہے اور کہا گیا کہ ابوالطفیل ہے، قبیصہ بن ذؤیب کی ابواسحاق ہے اور کہا گیا کہ ابوسعید ہے، قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ابوعبدالرحمن ہے اور کہا گیا کہ ابومحمد ہے، سلیمان بن بلال المدنی کی ابوبلال ہے اور کہا گیا کہ ابومحمد ہے۔ اور اس قسم میں جن کا ذکر کیا گیا ان میں سے چند ایک درحقیقت اس سے پچھلی قسم سے ملے ہوئے ہیں واللہ اعلم۔

الضَّرْبُ السَّادِسُ: مَنْ عُرِفَتْ كُنْيَتُهُ وَاخْتُلِفَ فِي اسْمِهِ

مِثَالُهُ مِنَ الصَّحَابَةِ أَبُو بَصْرَةَ الْغِفَارِيُّ، عَلَى لَفْظِ الْبَصْرَةِ الْبَلْدَةِ، قِيلَ: اسْمُهُ جَمِيلُ بْنُ بَصْرَةَ، بِالْجِيمِ، وَقِيلَ حُمَيْلٌ بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ الْمَضْمُومَةِ، وَهُوَ الْأَصَحُّ.

أَبُو جُحَيْفَةَ السُّوَائِيُّ، قِيلَ: اسْمُهُ وَهْبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَقِيلَ: وَهْبُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ.

أَبُو هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيُّ، اخْتُلِفَ فِي اسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ اخْتِلَافٌ كَثِيرٌ جِدًّا، لَمْ يُخْتَلَفْ مِثْلُهُ فِي اسْمِ أَحَدٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ، وَذَكَرَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ أَنَّ فِيهِ نَحْوَ عِشْرِينَ قَوْلَةً فِي اسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ، وَأَنَّهُ لِكَثْرَةِ الِاضْطِرَابِ لَمْ يَصِحَّ عِنْدَهُ فِي اسْمِهِ شَيْءٌ يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ، إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللهِ أَوْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ هُوَ الَّذِي يَسْكُنُ إِلَيْهِ الْقَلْبُ فِي اسْمِهِ فِي الْإِسْلَامِ، وَذُكِرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ أَنَّ اسْمَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ صَخْرٍ، قَالَ: وَعَلَى هَذَا اعْتَمَدَتْ طَائِفَةٌ أَلَّفَتْ فِي الْأَسْمَاءِ وَالْكُنَى.

چھٹی قسم:

جس کی کنیت کو تو معلوم ہو اور نام میں اختلاف ہو گیا۔ صحابہ میں اس کی مثال: ابو بصرۃ الغفاری بصرہ شہر کے الفاظ کی طرح، کہا گیا کہ ان کا نام جمیل بن بصرہ ہے جیم کے ساتھ، اور کہا گیا کہ حمیل ہے حاء مہملہ (بے نقطہ) مضمومہ کے ساتھ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

ابو جیفہ السوائی، کہا گیا کہ ان کا نام وہب بن عبداللہ اور کہا گیا کہ وہب اللہ بن عبداللہ ہے۔ ابوہریرہ دوسی ان کے نام اور ان کے والد کے نام میں بہت ہی زیادہ اختلاف ہے۔، جاہلیت اور اسلام میں کسی کے نام میں بھی اس طرح کا اختلاف نہیں ہوا۔ اور ابن عبدالبر نے ذکر کیا ہے کہ ان کے اور ان کے والد کے نام کے بارے میں بیس کے قریب اقوال ہیں۔ اور کثرت اضطراب کی وجہ سے ان کے نزدیک ان کے نام میں سے سوائے عبداللہ اور عبدالرحمن کے کوئی صحیح نہیں جس پر اعتماد کیا جائے، یہی وہ نام ہیں کہ اسلام کی وجہ سے اسی نام سے دل مطمئن ہوتا ہے۔ اور محمد بن اسحاق سے نقل کیا گیا ہے کہ ان کا نام عبدالرحمن بن سحر ہے۔ فرمایا: اور اسی پر اسماء اور کنیتوں میں ایک جماعت نے اعتماد کیا ہے۔

قَالَ: وَقَالَ أَبُو أَحْمَدَ الْحَاكِمُ: أَصَحُّ شَيْءٍ عِنْدَنَا فِي اسْمِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ صَخْرٍ.

وَمِنْ غَيْرِ الصَّحَابَةِ: أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، أَكْثَرُهُمْ عَلَى أَنَّ اسْمَهُ عَامِرٌ، وَعَنِ ابْنِ مَعِينٍ أَنَّ اسْمَهُ الْحَارِثُ.

أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ رَاوِي قِرَاءَةِ عَاصِمٍ، اخْتُلِفَ فِي اسْمِهِ عَلَى أَحَدَ عَشَرَ قَوْلًا، قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: إِنْ صَحَّ لَهُ اسْمٌ فَهُوَ شُعْبَةُ لَا غَيْرُ، وَهُوَ الَّذِي صَحَّحَهُ أَبُو زُرْعَةَ. قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: وَقِيلَ: اسْمُهُ كُنْيَتُهُ، وَهَذَا أَصَحُّ -إِنْ شَاءَ اللهُ-؛ لِأَنَّهُ رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: مَا لِيَ اسْمٌ غَيْرُ أَبِي بَكْرٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

فرمایا: ابو احمد الحاکم نے فرمایا: ابوہریرہ کے نام میں ہمارے نزدیک سب سے زیادہ صحیح عبدالرحمن بن صخر ہے۔ اور غیر صحابہ

میں ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری ہیں، اکثر کے نزدیک ان کا نام عامر ہے، اور ابن معین سے روایت ہے کہ ان کا نام حارث ہے۔
ابو بکر بن عیاش جو قراءت عاصم کے راوی ہیں ان کے نام میں گیارہ اقوال پر اختلاف ہے۔ ابن عبدالبر نے فرمایا: اگر ان کا صحیح نام ہے تو وہ شعبہ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ اور اسی کو ابوزرعہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن عبدالبر نے فرمایا: اور کہا گیا کہ ان کا نام ان کی کنیت ہی ہے اور ان شاء اللہ یہی زیادہ صحیح ہے اس لئے کہ خود ان سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ابو بکر کے علاوہ میرا کوئی نام نہیں ہے۔ واللہ اعلم

السَّابِعُ: مَنِ اخْتُلِفَ فِي كُنْيَتِهِ وَاسْمِهِ مَعًا، وَذَلِكَ قَلِيلٌ.
مِثَالُهُ: سَفِينَةُ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قِيلَ: اسْمُهُ عُمَيْرٌ، وَقِيلَ: صَالِحٌ، وَقِيلَ: مِهْرَانُ، وَكُنْيَتُهُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَقِيلَ: أَبُو الْبَخْتَرِيِّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

### ساتویں قسم:

جس کے نام اور کنیت دونوں میں اختلاف ہو اور یہ بہت کم ہوتا ہے۔
اس کی مثال: رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ سفینہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ کہا گیا کہ ان کا نام عمیر ہے، اور کہا گیا کہ صالح ہے اور کہا گیا کہ مہران ہے اور ان کی کنیت ابوعبدالرحمن اور کہا گیا کہ ابوالبختری ہے واللہ اعلم۔

الثَّامِنُ: مَنْ لَمْ يُخْتَلَفْ فِي كُنْيَتِهِ وَاسْمِهِ، وَعُرِفَا جَمِيعًا وَاشْتَهَرَا.
وَمِنْ أَمْثِلَتِهِ: أَئِمَّةُ الْمَذَاهِبِ ذَوُو أَبِي عَبْدِ اللهِ، مَالِكٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَأَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ، فِي خَلْقٍ كَثِيرٍ.

### آٹھویں قسم:

جس کے نام و کنیت میں اختلاف نہ ہو دونوں پہچانے جاتے ہوں اور مشہور ہوں۔ اور اس کی مثالیں بہت سے لوگوں میں مذاہب والے ائمہ، ابوعبداللہ، مالک، محمد بن ادریس الشافعی، احمد بن حنبل، سفیان ثوری اور ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ہیں۔

التَّاسِعُ: مَنِ اشْتَهَرَ بِكُنْيَتِهِ دُونَ اسْمِهِ، وَاسْمُهُ مَعَ ذَلِكَ غَيْرُ مَجْهُولٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ، وَلِابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ تَصْنِيفٌ مَلِيحٌ فِيمَنْ بَعْدَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ.
مِثَالُهُ: أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ، اسْمُهُ عَائِذُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، أَبُو إِسْحَاقَ السَّبِيعِيُّ: اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ.
أَبُو الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيُّ صَنْعَاءِ دِمَشْقَ، اسْمُهُ شَرَاحِيلُ بْنُ آدَةَ، بِهَمْزَةٍ مَمْدُودَةٍ بَعْدَهَا دَالٌ مُهْمَلَةٌ مَفْتُوحَةٌ مُخَفَّفَةٌ، وَمِنْهُمْ مَنْ شَدَّدَ الدَّالَ وَلَمْ يَمُدَّ.

أَبُو الضُّحَى مُسْلِمُ بْنُ صُبَيْحٍ، بِضَمِّ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ.

أَبُو حَازِمٍ الْأَعْرَجُ الزَّاهِدُ الرَّاوِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَغَيْرِهِ اسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ دِينَارٍ، وَمَنْ لَا يُحْصَى، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

## نوویں قسم:

جس کی کنیت مشہور ہو نہ کہ نام، اور اس کے باوجود حدیث کا علم رکھنے والوں کے نزدیک اس کا نام بھی مجہول نہ ہو۔ اور اس میں ابن عبد البر کی صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد والوں کے بارے میں دلچسپ تصنیف ہے۔ اس کی مثال ابو ادریس خولانی ہیں ان کا نام عائذ اللہ ابن عبد اللہ ہے۔ ابو اسحاق سبیعی ان کا نام عمرو بن عبد اللہ ہے۔ ابو الاشعث صنعانی دمشق کے صنعاء سے ان کا نام شراحیل بن آدۃ ہے مد والی ہمزہ اس کے بعد بغیر نقطے والی دال مفتوح کی تخفیف کے ساتھ اور بعض نے دال کو تشدید دی اور مد نہیں کی۔ ابو الضحی مسلم بن صُبیح صاد مہملہ کے ضمہ کے ساتھ۔ ابو حازم الاعرج الزاھد سہیل بن سعد وغیرہ کے راوی ہیں ان کا نام سلمہ بن دینار ہے۔ اور نا قابل شمار بہت سے نام ہیں واللہ اعلم



النَّوْعُ الْحَادِي وَالْخَمْسُونَ                اکیاونویں قسم

# مَعْرِفَةُ كُنَى الْمَعْرُوفِينَ بِالْأَسْمَاءِ دُونَ الْكُنَى

# ان راویوں کی کنیتوں کا تعارف جو کنیتوں کی بجائے ناموں سے مشہور ہوئے

وَهٰذَا مِنْ وَجْهٍ ضِدُّ النَّوْعِ الَّذِي قَبْلَهُ. وَمِنْ شَأْنِهِ أَنْ يُبَوَّبَ عَلَى الْأَسْمَاءِ، ثُمَّ تُبَيَّنَ كُنَاهَا بِخِلَافِ ذَالِكَ، وَمِنْ وَجْهٍ آخَرَ يَصْلُحُ لِأَنْ يُجْعَلَ قِسْمًا مِنْ أَقْسَامِ ذَالِكَ مِنْ حَيْثُ كَوْنُهُ قِسْمًا مِنْ أَقْسَامِ أَصْحَابِ الْكُنَى.

وَقَلَّ مَنْ أَفْرَدَهُ بِالتَّصْنِيفِ، وَبَلَغَنَا أَنَّ لِأَبِي حَاتِمِ بْنِ حِبَّانَ الْبُسْتِيِّ فِيهِ كِتَابًا.

وَلْنَجْمَعْ فِي التَّمْثِيلِ جَمَاعَاتٍ فِي كُنْيَةٍ وَاحِدَةٍ تَقْرِيبًا عَلَى الضَّابِطِ:

یہ اس سے پہلی نوع کی ضد والی قسم ہے اور اس کی شان یہ ہے کہ اس کی ابواب بندی اسماء پر کی جاتی ہے پھر اس کی کنیت واضح کی جاتی ہے بخلاف اس (پہلی قسم) کے۔ اور ایک دوسرے طریق سے اس میں یہ صلاحیت ہے کہ اس کی اُسی کی اقسام میں سے ایک قسم بنا دیا جائے اس حیثیت سے کہ یہ اصحاب کُنیٰ (کنیت والوں) کی اقسام میں سے ایک قسم ہو، اور بہت کم اس پر کسی نے منفرد تصنیف کی ہے اور ہمیں خبر پہنچی ہے کہ ابو حاتم بن حبان کی اس موضوع میں کتاب ہے۔ اور ہم ضبط کرتے ہوئے تمثیل میں تقریباً ایک ہی کنیت والی جماعات کو جمع کریں گے۔

فَمِمَّنْ يُكْنَى بِأَبِي مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْقَبِيلِ مِنَ الصَّحَابَةِ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ -: طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ التَّيْمِيُّ، عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ، الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيُّ، ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ الشَّمَّاسِ، عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ صَاحِبُ الْأَذَانِ، الْأَنْصَارِيَّانِ، كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ، الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ، مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ، عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَبْدُ اللهِ ابْنُ بُحَيْنَةَ، عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ، الْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، حُوَيْطِبُ بْنُ عَبْدِ الْعُزَّى، مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَبْدُ اللهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ.

پس اس قبیل سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جن کی کنیت ابو محمد ہے:

وہ طلحہ بن عبید اللہ تیمی، عبد الرحمن بن عوف زہری، حسن بن علی بن ابی طالب ہاشمی، ثابت بن قیس بن شماس، عبد اللہ بن زید

اذان دینے والے دونوں انصاری ہیں، کعب بن عجرہ، اشعث بن قیس، معقل بن سنان اشجعی، عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، عبداللہ ابن بحسینہ، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق، جبیر بن مطعم، فضل بن عباس بن عبدالمطلب، حویطب بن عبدالعزی، محمود بن ربیع، عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعیر (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

وَمِمَّنْ يُكْنَى مِنْهُمْ بِأَبِي عَبْدِ اللهِ: الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ، الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ الْعَدَوِيُّ، حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ، كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ، رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ، عُمَارَةُ بْنُ حَزْمٍ، النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ، جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ، حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، وَهَؤُلَاءِ السَّبْعَةُ أَنْصَارِيُّونَ، ثَوْبَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، شُرَحْبِيلُ ابْنُ حَسَنَةَ، عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ، مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَامِرٍ الْمُزَنِيَّانِ.

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جن کی کنیت ابوعبداللہ ہے وہ:

زبیر بن عوام، حسین بن علی بن ابی طالب، سلمان فارسی، عامر بن ربیعہ عدوی، حذیفہ بن یمان، کعب بن مالک، رافع بن خدیج، عمارہ بن حزم، نعمان بن بشیر، جابر بن عبداللہ، عثمان بن حنیف، حارثہ بن نعمان (رضی اللہ عنہم) اور یہ سات حضرات انصاری ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ثوبان، مغیرہ بن شعبہ، شرحبیل بن حسنہ، عمرو بن عاص، محمد بن عبداللہ بن جحش، معقل بن یسار اور عمرو بن عامر دونوں مزنی ہیں (رضی اللہ عنہم)۔

وَمِمَّنْ يُكْنَى مِنْهُمْ بِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ: عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ، مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ أَخُو عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ،

عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ، عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ عَلَى وَزْنِ نُعَيْمٍ، زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ، بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِيُّ، مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ، الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ.

وَفِي بَعْضِ مَنْ ذَكَرْنَاهُ مَنْ قِيلَ فِي كُنْيَتِهِ غَيْرُ مَا ذَكَرْنَاهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جن کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے وہ:

عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، زید بن خطاب جو عمر بن خطاب کے بھائی ہیں، عبداللہ بن عمر بن خطاب، محمد بن مسلمہ انصاری، عُوَیم بن ساعدہ، نُعَیم کے وزن پر، زید بن خالد جہنی، بلال بن حارث مزنی، معاویہ بن ابی سفیان، حارث بن ہشام مخزومی، مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور جو ہم نے ذکر کیے ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کی کنیت کے بارے میں ہمارے ذکر کردہ قول کے علاوہ دوسرا قول لیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ الثَّانِي وَالْخَمْسُونَ باونویں قسم

# مَعْرِفَةُ أَلْقَابِ الْمُحَدِّثِينَ وَمَنْ يُذْكَرُ مَعَهُمْ
# محدثین کے القاب اور جو اس کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے

## اس کا تعارف

وَفِيهَا كَثْرَةٌ، وَمَنْ لَا يَعْرِفُهَا يُوشِكُ أَنْ يَظُنَّهَا أَسَامِيَ، وَأَنْ يَجْعَلَ مَنْ ذُكِرَ بِاسْمِهِ فِي مَوْضِعٍ وَبِلَقَبِهِ فِي مَوْضِعٍ شَخْصَيْنِ، كَمَا اتَّفَقَ لِكَثِيرٍ مِمَّنْ أَلَّفَ.

وَمِمَّنْ صَنَّفَهَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الشِّيرَازِيُّ الْحَافِظُ، ثُمَّ أَبُو الْفَضْلِ بْنُ الْفَلَكِيِّ الْحَافِظُ.

وَهِيَ تَنْقَسِمُ إِلَى مَا يَجُوزُ التَّعْرِيفُ بِهِ، وَهُوَ مَا لَا يَكْرَهُهُ الْمُلَقَّبُ، وَإِلَى مَا لَا يَجُوزُ، وَهُوَ مَا يَكْرَهُهُ الْمُلَقَّبُ.

اور یہ بہت زیادہ ہیں، اور جو نہیں جانتا قریب ہے کہ وہ گمان کرے کہ یہ نام ہیں اور جس کا ایک جگہ پر نام دوسری جگہ پر لقب ذکر کیا گیا ہو تو وہ اس کو دو شخص سمجھے گا۔ جیسا کہ اکثر تالیف لکھنے والوں نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ اور جنہوں نے اس میں تصنیف لکھی وہ ابوبکر احمد بن عبدالرحمن شرازی الحافظ اور ان کے بعد ابوالفضل فلکی الحافظ ہیں۔ اور اس کی تقسیم تعریف کے جائز ہونے کی طرف کی جاتی ہے یہ وہ ہے جس کا لقب بنانا ناپسندیدہ نہیں، اور تعریف کے ناجائز ہونے کی طرف یہ وہ ہے جس کا لقب مکروہ ہے۔

وَهَذَا أُنْمُوذَجٌ مِنْهَا مُخْتَارٌ:

رَوَيْنَا عَنْ عَبْدِ الْغَنِيِّ بْنِ سَعِيدٍ الْحَافِظِ أَنَّهُ قَالَ: رَجُلَانِ جَلِيلَانِ، لَزِمَهُمَا لَقَبَانِ قَبِيحَانِ: مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ الضَّالُّ، وَإِنَّمَا ضَلَّ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّعِيفُ، وَإِنَّمَا كَانَ ضَعِيفًا فِي جِسْمِهِ لَا فِي حَدِيثِهِ.

اور یہ اس میں اختیارہ کردہ مثالیں ہیں:

ہم نے عبدالغنی بن سعید الحافظ سے روایت کیا بیشک انہوں نے فرمایا: دو عظیم آدمیوں کے قبیح لقب ہیں معاویہ بن عبدالکریم الضال (گمراہ)، یہ تو صرف ایک بار مکہ کے راستے میں گم ہوئے تھے۔ اور عبداللہ بن محمد الضعیف (کمزور) یہ تو صرف اپنے جسم کے اعتبار سے ضعیف تھے، حدیث بیان کرنے کے اعتبار سے نہیں۔

قُلْتُ: وَثَالِثٌ، وَهُوَ عَارِمٌ أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ السَّدُوسِيُّ، وَكَانَ عَبْدًا صَالِحًا بَعِيدًا مِنَ الْعَرَامَةِ.

وَالضَّعِيفُ هُوَ الطَّرَسُوسِيُّ أَبُو مُحَمَّدٍ، سَمِعَ أَبَا مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرَ وَغَيْرَهُ، كَتَبَ عَنْهُ أَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ، وَزَعَمَ أَبُو حَاتِمِ بْنُ حِبَّانَ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ الضَّعِيفُ لِإِتْقَانِهِ وَضَبْطِهِ.

میں کہتا ہوں: اور تیسرے، وہ عارم (بدخو آدمی) ابو النعمان محمد بن فضل سدوسی ہیں اور یہ نیک آدمی تھے بدخلقی سے بہت دور تھے۔ اور الضعیف (کمزور) یہ طرسوسی ابو محمد ہیں، (ابو حاتم الرازی نے) ابو معاویہ الضریر وغیرہ سے سنا، انہی سے اپنی کتاب میں نقل کیا اور ابو حاتم بن حبان نے یہ گمان کیا کہ اُن کے اتقان اور ضبط کی وجہ سے ان کو ضعیف کہا گیا ہے۔

غُنْدَرٌ: لَقَبُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْبَصْرِيِّ أَبِي بَكْرٍ، وَسَبَبُهُ مَا رَوَيْنَا أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ قَدِمَ الْبَصْرَةَ، فَحَدَّثَهُمْ بِحَدِيثٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، فَأَنْكَرُوهُ عَلَيْهِ وَشَغَّبُوا، وَأَكْثَرَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ مِنَ الشَّغْبِ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ: اسْكُتْ يَا غُنْدَرُ، وَأَهْلُ الْحِجَازِ يُسَمُّونَ الْمُشَغِّبَ غُنْدَرًا.

ثُمَّ كَانَ بَعْدَهُ غَنَادِرَةٌ، كُلٌّ مِنْهُمْ يُلَقَّبُ بِغُنْدَرٍ، مِنْهُمْ: مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ أَبُو الْحُسَيْنِ غُنْدَرٌ، رَوَى عَنْ أَبِي حَاتِمٍ الرَّازِيِّ وَغَيْرِهِ.

وَمِنْهُمْ: مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَبُو بَكْرٍ الْبَغْدَادِيُّ غُنْدَرٌ، الْحَافِظُ الْجَوَّالُ، حَدَّثَ عَنْهُ أَبُو نُعَيْمٍ الْحَافِظُ وَغَيْرُهُ.

وَمِنْهُمْ: مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ دُرَّانَ الْبَغْدَادِيُّ أَبُو الطَّيِّبِ، رَوَى عَنْ أَبِي خَلِيفَةَ الْجُمَحِيِّ وَغَيْرِهِ.

وَآخَرُونَ لُقِّبُوا بِذَلِكَ، مِمَّنْ لَيْسَ بِمُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ.

غندر: محمد بن جعفر بصری ابو بکر کا لقب ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے جو ہم نے روایت کیا کہ ابن جریج بصرہ آئے تو ان سے حسن بصری کی روایت بیان کی، اس پر انہوں نے انکار کیا اور شور و غوغا کیا، اور ان پر سب سے زیادہ شور و غوغا محمد ابن جعفر نے کیا، تو ابن جریج نے اس سے کہا: اے غندر خاموش ہو جا! اور اہلِ حجاز شور و غوغا کرنے والے کو غندر کہتے تھے۔ پھر اس کے بعد بہت سے غندر ہوئے، ہر ایک کا لقب غندر رکھا گیا۔ ان میں محمد بن جعفر الرازی ابو الحسین غندر ہیں۔ ان سے ابو حاتم الرازی وغیرہ نے روایت کی ہے، اور ان میں محمد بن جعفر ابو بکر بغدادی غندر حافظ الجوال ہیں، ان سے ابو نعیم الحافظ وغیرہ نے حدیث کی روایت کی ہے، ان میں محمد بن جعفر بن دران بغدادی ابو الطیب ہیں۔ انہوں نے ابو خلیفہ الجمحی وغیرہ سے روایت کی ہے۔ اور بہت سوں کا یہ لقب رکھا گیا لیکن وہ (یعنی ان کے نام) محمد بن جعفر نہیں ہیں۔

غُنْجَارُ: لَقَبُ عِيسَى بْنِ مُوسَى التَّيْمِيِّ أَبِي أَحْمَدَ الْبُخَارِيِّ، مُتَقَدِّمٌ، حَدَّثَ عَنْ مَالِكٍ وَالثَّوْرِيِّ وَغَيْرِهِمَا، لُقِّبَ بِغُنْجَارَ لِحُمْرَةِ وَجْنَتَيْهِ. وَغُنْجَارُ آخَرُ مُتَأَخِّرٌ، وَهُوَ أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ

الْبُخَارِيُّ الْحَافِظُ، صَاحِبُ تَارِيخِ بُخَارَى، مَاتَ سَنَةَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

غنجار (ناز نخرے والا): یہ عیسیٰ بن موسیٰ تیمی ابو احمد بخاری کا لقب ہے جو متقدمین میں سے ہیں، انہوں نے مالک اور ثوری وغیرہ سے حدیث کی روایت کی ہے، ان کے سرخ رخساروں کی سرخی کی وجہ سے یہ لقب رکھا گیا تھا۔ اور ایک بعد کے زمانے والے بھی غنجار ہیں اور وہ ابو عبداللہ محمد بن احمد بخاری الحافظ جو تاریخ بخاری کے لکھنے والے ہیں اور 412ھ میں فوت ہوئے۔

صَاعِقَةٌ: هُوَ أَبُو يَحْيَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْحَافِظُ، رَوَى عَنْهُ الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهُ، قَالَ أَبُو عَلِيٍّ الْحَافِظُ: "إِنَّمَا لُقِّبَ صَاعِقَةً لِحِفْظِهِ وَشِدَّةِ مُذَاكَرَتِهِ وَمُطَالَبَاتِهِ".

شَبَابٌ: لَقَبُ خَلِيفَةَ بْنِ خَيَّاطٍ الْعُصْفُرِيِّ، صَاحِبِ التَّارِيخِ، سَمِعَ غُنْدَرًا وَغَيْرَهُ.

زُنَيْجٌ بِالنُّونِ وَالْجِيمِ: لَقَبُ أَبِي غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الْأَصْبَهَانِيِّ الرَّازِيِّ، رَوَى عَنْهُ مُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ.

رُسْتَهْ: لَقَبُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُمَرَ الْأَصْبَهَانِيِّ.

صاعقہ (کڑک اور گرج والا): یہ ابو یحیٰ محمد بن عبدالرحیم الحافظ ہیں، ان سے بخاری وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ابو علی الحافظ نے فرمایا: ان کا یہ صاعقہ لقب ان کے حافظے، مذاکرہ کی شدت اور مطالبہ کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔

شباب (جوان): خلیفہ بن خیاط عصفری کا جو تاریخ غندار کے مصنف ہیں یا کسی اور کا لقب ہے۔

زُنَیج (چھوٹا حبشی): نون اور جیم کے ساتھ: ابو غسان محمد بن عمرو اصبہانی رازی کا لقب ہے، ان سے مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

رُستہ (مضبوط ستون وغیرہ): عبدالرحمن بن عمر اصبہانی کا لقب ہے۔

سُنَيْدٌ: لَقَبُ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْمِصِّيصِيِّ، صَاحِبِ التَّفْسِيرِ، رَوَى عَنْهُ أَبُو زُرْعَةَ وَأَبُو حَاتِمٍ الْحَافِظَانِ وَغَيْرُهُمَا.

بُنْدَارٌ: لَقَبُ مُحَمَّدِ بْنِ بَشَّارٍ الْبَصْرِيِّ، رَوَى عَنْهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَالنَّاسُ، قَالَ ابْنُ الْفَلَكِيِّ: إِنَّمَا لُقِّبَ بِهَذَا لِأَنَّهُ كَانَ بُنْدَارَ الْحَدِيثِ.

قَيْصَرُ: لَقَبُ أَبِي النَّضْرِ هَاشِمِ بْنِ الْقَاسِمِ الْمَعْرُوفِ، رَوَى عَنْهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَغَيْرُهُ.

سُنَید (چھوٹی سند): حسین بن داود مصیصی جنہوں نے تفسیر بھی لکھی، ان سے دو حفاظ ابو زرعہ اور ابو حاتم وغیرہ نے روایت کی۔

بُندار (ذخیرہ اندوز): محمد بن بشار بصری کا لقب ہے، ان سے بخاری مسلم اور بہت سے لوگوں نے روایت کی۔ ابن الفلکی نے فرمایا: ان کا یہ لقب اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ یہ حدیث کا ذخیرہ کرنے والے تھے۔

قیصر (بادشاہ): ابو النضر ہاشم بن قاسم کا لقب ہے جو کہ مشہور ہیں ان سے احمد بن حنبلؒ وغیرہ نے روایت کی ہے۔

الْأَخْفَشُ: لَقَبُ جَمَاعَةٍ مِنْهُمْ أَحْمَدُ بْنُ عِمْرَانَ الْبَصْرِيُّ النَّحْوِيُّ، مُتَقَدِّمٌ، رَوَى عَنْ زَيْدِ بْنِ الْحُبَابِ وَغَيْرِهِ، وَلَهُ غَرِيبُ الْمُوَطَّأِ.

وَفِي النَّحْوِيِّينَ أَخَافِشُ ثَلَاثَةٌ مَشْهُورُونَ: أَكْبَرُهُمْ: أَبُو الْخَطَّابِ عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ، وَهُوَ الَّذِي ذَكَرَهُ سِيبَوَيْهِ فِي كِتَابِهِ، وَالثَّانِي: سَعِيدُ بْنُ مَسْعَدَةَ أَبُو الْحَسَنِ، الَّذِي يُرْوَى عَنْهُ كِتَابُ سِيبَوَيْهِ، وَهُوَ صَاحِبُهُ. وَالثَّالِثُ: أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ، صَاحِبُ أَبَوَيِ الْعَبَّاسِ النَّحْوِيَّيْنِ: أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى الْمُلَقَّبِ بِثَعْلَبٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ الْمُلَقَّبِ بِالْمُبَرِّدِ.

اخفش (کمزور نگاہ ہونا): ایک جماعت کا لقب ہے جن میں احمد بن عمران بصری نحوی مقدم ہیں، انہوں نے زید بن حباب وغیرہ سے روایت کی ہے اور ان کی ایک غریب موطا بھی ہے۔ اور نحویوں میں تین اخفش مشہور ہیں ان میں سب سے بڑے ابو الخطاب عبدالمجید بن عبدالحمید ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کا ذکر سیبویہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے اور دوسرے سعید بن مسعدہ ابوالحسن ہیں سیبویہ کی کتاب ان کی روایت سے نقل کی جاتی ہے یہ ان کے شاگرد ہیں۔ اور تیسرے ابوالحسن علی بن سلیمان جو دونوں ابوالعباس نحویوں کے ساتھی ہیں (اور وہ دونوں ابوالعباس) احمد بن یحیٰ ہیں جن کا لقب ثعلب ہے، اور محمد بن یزید ہیں جن کا لقب مبرد ہے۔

مُرَبَّعٌ: بِفَتْحِ الْبَاءِ الْمُشَدَّدَةِ، هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَافِظُ الْبَغْدَادِيُّ.

جَزَرَةُ: لَقَبُ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيِّ الْحَافِظِ، لُقِّبَ بِذَلِكَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ بَعْضِ الشُّيُوخِ مَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ أَنَّهُ كَانَ يَرْقِي بِخَرَزَةٍ، فَصَحَّفَهَا وَقَالَ: "جَزَرَةٍ"، بِالْجِيمِ، فَذَهَبَتْ عَلَيْهِ، وَكَانَ ظَرِيفًا لَهُ نَوَادِرُ تُحْكَى.

عُبَيْدٌ الْعِجْلُ: لَقَبُ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَاتِمٍ الْبَغْدَادِيِّ الْحَافِظِ.

كِيلَجَةُ: هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ الْبَغْدَادِيُّ الْحَافِظُ.

مربع (چہار گوشہ): با مشددہ کے فتح کے ساتھ، اور وہ محمد بن ابراہیم الحافظ بغدادی ہیں۔

جزرۃ: صالح بن محمد بغدادی الحافظ کا لقب ہے ان کو یہ لقب اس لئے دیا گیا کہ انہوں نے اپنے شیوخ میں سے کسی سے وہ روایت سنی جو عبداللہ بن بسر سے روایت کی گئی کہ کان یرقی بخرزۃ یعنی وہ چمڑے پر تعویذ لکھ رہے تھے تو صالح نے اس عبارت کو تبدیل کر کے یوں نقل کیا کان یرقی بجزرۃ یعنی جزرۃ جیم کے ساتھ نقل کیا میں تو اس وقت سے ان کا لقب جزرۃ ہو گیا اور وہ ظریف الطبع تھے ان سے اور بھی اس طرح کے انوکھی باتیں منقول ہیں۔

عبید العجل: ابوعبداللہ حسین بن محمد بن حاتم بغدادی کا لقب ہے۔

کیلجہ (بہادر سخی): یہ محمد بن صالح بغدادی الحافظ ہیں۔

مَا غَمَّهُ: بِلَفْظِ النَّفْيِ لِفِعْلِ الْغَمِّ، هُوَ لَقَبُ عَلَّانَ بْنِ عَبْدِ الصَّمَدِ، وَهُوَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ الصَّمَدِ الْبَغْدَادِيُّ الْحَافِظُ، وَيُجْمَعُ فِيهِ بَيْنَ اللَّقَبَيْنِ، فَيُقَالُ: عَلَّانُ مَا غَمَّهُ.

وَهَؤُلَاءِ الْبَغْدَادِيُّونَ الْخَمْسَةُ، رَوَيْنَا أَنَّ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ هُوَ لَقَّبَهُمْ، وَهُمْ مِنْ كِبَارِ أَصْحَابِهِ وَحُفَّاظِ

الْحَدِيثِ.

سَجَّادَةُ الْمَشْهُورُ: هُوَ الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ، سَمِعَ وَكِيعًا وَغَيْرَهُ.

مُشْكَدَانَةُ: وَمَعْنَاهُ بِالْفَارِسِيَّةِ حَبَّةُ الْمِسْكِ، أَوْ وِعَاءُ الْمِسْكِ، لَقَبُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانٍ.

ماغمہ: لفظِ نفی کے ساتھ غم کا فعل ہے یہ علان بن عبدالصمد کا لقب ہے اور یہ علی بن حسن بن عبدالصمد بغدادی الحافظ ہیں۔اوران میں دولقب جمع کیے جاتے ہیں پس کہا جاتا ہے: ماغَمَّة. اور یہ پانچ بغدادی، ہم نے روایت کیا کہ۔یحیٰ بن معین نے ان کالقب رکھااور یہ سب ان کے بڑے ساتھیوں میں اور حفاظِ حدیث تھے۔

سجّادہ (پیشانی پر سجدے کا نشان) جو کہ مشہور ہیں: یہ حسن بن حماد ہیں، انہوں نے وکیع وغیرہ سے سماع کیا۔

مشکدانہ: اور فارسی میں اس کا معنی مشک کا دانہ یا مشک کا برتن، عبداللہ بن عمر بن محمد بن ابان کا لقب ہے۔

مُطَيَّنٌ: بِفَتْحِ الْيَاءِ، لَقَبُ أَبِي جَعْفَرٍ الْحَضْرَمِيِّ، خَاطَبَهُمَا بِذَلِكَ أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ فَلُقِّبَا بِهِمَا.

عَبْدَانُ: لَقَبٌ لِجَمَاعَةٍ، أَكْبَرُهُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ الْمَرْوَزِيُّ، صَاحِبُ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَرَاوِيَتُهُ، رُوِّينَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَاهِرٍ الْمَقْدِسِيِّ أَنَّهُ إِنَّمَا قِيلَ لَهُ: " عَبْدَانُ " لِأَنَّ كُنْيَتَهُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَاسْمَهُ عَبْدُاللهِ، فَاجْتَمَعَ فِي كُنْيَتِهِ وَاسْمِهِ الْعَبْدَانِ، وَهَذَا لَا يَصِحُّ، بَلْ ذَلِكَ مِنْ تَغْيِيرِ الْعَامَّةِ لِلْأَسَامِي وَكَسْرِهِمْ لَهَا فِي زَمَانِ صِغَرِ الْمُسَمَّى أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ، كَمَا قَالُوا فِي عَلِيٍّ: " عَلَّانُ "، وَفِي أَحْمَدَ بْنِ يُوسُفَ السُّلَمِيِّ وَغَيْرِهِ: " حَمْدَانُ "، وَفِي وَهْبِ بْنِ بَقِيَّةَ الْوَاسِطِيِّ: " وَهْبَانُ "، وَاللهُ أَعْلَمُ.

مطین (گارے سے لیپا ہوا): یاء کے فتح کے ساتھ دونوں ابوجعفر الحضرمی کا لقب ہے، اس لقب کے ساتھ ان دونوں کو ابونعیم الفضل بن دکین نے پکارا پس ان دونوں کا لقب بن گیا۔

عبدان: ایک جماعت کا لقب ہے، جن میں سب سے بڑے عبداللہ بن عثمان مروزی ابن مبارک کے ساتھی اور راوی ہیں، ہم نے محمد بن طاہر مقدسی سے روایت کیا کہ ان کو بھی عبدان کہا گیا اس لئے کہ ان کنیت ابوعبدالرحمن اور عبداللہ ہے پس ان کی کنیت اور نام میں دو عبد جمع ہو گئے، اور یہ درست نہیں ہے بلکہ یہ عام لوگوں کا ناموں میں تغیر کرنا یا مسمی کی چھوٹی عمر میں اس کے نام کو توڑنا یا اور اس کے مثل معاملہ کرنا ہے جیسا کہ انہوں نے علی کو ''علان'' کہا، اور احمد بن یوسف سلمی وغیرہ کو ''حمدان'' کہا اور وہب بن بقیہ واسطی کو ''وھبان'' کہا۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ الثَّالِثُ وَالْخَمْسُونَ — ترپنویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمُؤْتَلِفِ وَالْمُخْتَلِفِ مِنَ الْأَسْمَاءِ وَالْأَنْسَابِ وَمَا يَلْتَحِقُ بِهَا

# اسماء وانساب اور ان کے ہم مثل میں سے مؤتلف اور مختلف کا تعارف

وَهُوَ مَا يَأْتَلِفُ - أَيْ تَتَّفِقُ - فِي الْخَطِّ صُورَتُهُ، وَتَخْتَلِفُ فِي اللَّفْظِ صِيغَتُهُ.

هَذَا فَنٌّ جَلِيلٌ، مَنْ لَمْ يَعْرِفْهُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ كَثُرَ عِثَارُهُ، وَلَمْ يَعْدَمْ مُخْجِلًا، وَهُوَ مُنْتَشِرٌ لَا ضَابِطَ فِي أَكْثَرِهِ يُفْزَعُ إِلَيْهِ، وَإِنَّمَا يُضْبَطُ بِالْحِفْظِ تَفْصِيلًا. وَقَدْ صُنِّفَتْ فِيهِ كُتُبٌ كَثِيرَةٌ مُفِيدَةٌ، وَمِنْ أَكْمَلِهَا " الْإِكْمَالُ " لِأَبِي نَصْرِ بْنِ مَاكُولَاءَ، عَلَى إِعْوَازٍ فِيهِ. وَهَذِهِ أَشْيَاءُ مِمَّا دَخَلَ مِنْهُ تَحْتَ الضَّبْطِ مِمَّا يَكْثُرُ ذِكْرُهُ، وَالضَّبْطُ فِيهَا عَلَى قِسْمَيْنِ عَلَى الْعُمُومِ وَعَلَى الْخُصُوصِ.

یہ وہ ہیں جو ملتے جلتے ہوں یعنی لکھائی میں ان کی صورت ایک جیسی ہو اور الفاظ میں ان کا صیغہ مختلف ہو۔ یہ عظیم فن ہے محدثین میں سے جو اسے نہیں جانتا اس سے لغزش زیادہ ہوتی ہے اور ہمیشہ باعث شرم ہوتا ہے۔ یہ منتشر ہوتے ہیں ان میں سے اکثر کا کوئی ضابطہ نہیں ہوتا جس کا سہارا لیا جائے، اس کو تو صرف تفصیلی طور پر یاد کر کے ہی محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ اور اس فن میں بہت سی مفید کتابیں لکھی گئی ہیں، اور اس کی مشکلات پر سب سے کامل ابونصر بن ماکولا کی کتاب ''الاکمال'' ہے، اور یہ ایسی چیزیں ہیں جن کا کثرت سے تذکرہ کر کے ہی ان کو یاد کیا جا سکتا ہے اور اس کو ضبط کرنا دو قسموں عموم اور خصوص پر ہوتا ہے۔

فَمِنَ الْقِسْمِ الْأَوَّلِ: سَلَّامٌ وَسَلَامٌ، جَمِيعُ مَا يَرِدُ عَلَيْكَ مِنْ ذَلِكَ فَهُوَ بِتَشْدِيدِ اللَّامِ إِلَّا خَمْسَةً، وَهُمْ: سَلَامٌ وَالِدُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ الْإِسْرَائِيلِيِّ الصَّحَابِيِّ.

وَسَلَامٌ وَالِدُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَامٍ الْبِيكَنْدِيِّ الْبُخَارِيِّ شَيْخِ الْبُخَارِيِّ، لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْخَطِيبُ وَابْنُ مَاكُولَاءَ غَيْرَ التَّخْفِيفِ، وَقَالَ صَاحِبُ الْمَطَالِعِ: مِنْهُمْ مَنْ خَفَّفَ وَمِنْهُمْ مَنْ ثَقَّلَ، وَهُوَ الْأَكْثَرُ.

پہلی قسم:

سلّام اور سلام: ان (ناموں) میں سے جو بھی تیرے سامنے آئے تو وہ سوائے پانچ کے لام کی تشدید کے ساتھ ہیں اور وہ پانچ: سلام، عبداللہ بن سلام اسرائیلی صحابی کے والد، اور سلام، محمد بن سلام البیکندی البخاری جو بخاری کے شیخ ہیں ان کے والد، ان کے نام میں خطیب اور ماکولا نے بغیر تخفیف کے ذکر نہیں کیے۔ اور صاحب المطالع نے فرمایا: بعض نے تخفیف اور بعض نے تشدید

[illegible]

قلت: التخفيف أشهر، وهو الذي ذكره صاحب [illegible] البخاري، وهو [illegible]
وسلام بن محمد بن ناهض المقدسي، روى عنه [illegible] وسماه الطبراني سلامة.

[illegible]

وسَلَام جد محمد بن عبد الوهاب بن سلام المتكلم الجبائي أبي علي المعتزلي، وقال المبرد في كامله: ليس في العرب سلام مخفف اللام إلا والد عبد الله بن سلام، وسلام بن أبي الحقيق. قال: وزاد آخرون سلام بن مشكم خمار كان في الجاهلية، والمعروف فيه التشديد.
والله أعلم.

[illegible]

عُمارة وعِمارة: ليس لنا عِمارة بكسر العين إلا أُبي بن عِمارة الصحابي، ومنهم من ضمه. ومن عداه عُمارة بالضم. والله أعلم.
كَرِيز وكُرَيز: حكى أبو علي الغساني في كتابه تقييد المهمل عن محمد بن وضاح أن كَرِيزًا بفتح الكاف في خزاعة، وكُرَيزًا بضمها في عبد شمس بن عبد مناف.

[illegible]

[illegible]

قلت: وكُرَيز بضمها موجود أيضًا في غيرهما، ولا نستدرك في المختلف [illegible] عن [illegible] بن [illegible] [illegible] بالفتح [illegible] بالضم [illegible]
[illegible]

حِزَامٌ: بِالزَّايِ فِي قُرَيْشٍ، وَحَرَامٌ: بِالرَّاءِ الْمُهْمَلَةِ فِي الْأَنْصَارِ، وَاللهُ أَعْلَمُ. ذَكَرَ أَبُو عَلِيِّ بْنُ الْبَرَدَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ الْخَطِيبَ الْحَافِظَ يَقُولُ: الْعَيْشِيُّونَ بَصْرِيُّونَ، وَالْعَبْسِيُّونَ كُوفِيُّونَ، وَالْعَنْسِيُّونَ شَامِيُّونَ.

میں کہتا ہوں: ان دونوں کے علاوہ بھی کو فتح کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ضمہ کریز ضمہ کے ساتھ موجود ہے۔ اور ہم ایوب بن کریز کو فقط مفتوح نہیں سمجھتے جو عبدالرحمن بن غنم سے روایت کرنے والا ہے، فتح کے ساتھ تو اس لیے کہ عبدالغنی نے اس کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ضمہ کے ساتھ اس لئے کہ دارقطنی وغیرہ نے اس کو ایسے ہی ذکر کیا ہے۔

قریش میں حزام زاء کے ساتھ، اور حرام انصار میں راء مہملہ کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم

ابوعلی بن البردانی نے ذکر کیا کہ انہوں نے خطیب الحافظ کو کہتے ہوئے سنا ہے: عیشیون بصری ہیں، عبسیون کوفی ہیں، عنسیون شامی ہیں۔

قُلْتُ: وَقَدْ قَالَهُ قَبْلَهُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ، وَهَذَا عَلَى الْغَالِبِ، الْأَوَّلُ بِالشِّينِ الْمُعْجَمَةِ، وَالثَّانِي بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ، وَالثَّالِثُ بِالنُّونِ، وَالسِّينُ فِيهِمَا غَيْرُ مُعْجَمَةٍ.

میں کہتا ہوں: اس سے پہلے حاکم ابوعبداللہ نے بھی یہی کہا ہے اور یہی اکثر احوال میں واقع ہوتا ہے: پہلا شین معجمہ کے ساتھ، دوسرا باء موحدہ کے ساتھ، اور تیسرا نون اور سین دونوں کے غیر معجمہ ہونے کے ساتھ۔

أَبُو عُبَيْدَةَ: كُلُّهُ بِالضَّمِّ، بَلَغَنَا عَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ أَنَّهُ قَالَ: لَا نَعْلَمُ أَحَدًا يُكْنَى أَبَا عَبِيدَةَ بِالْفَتْحِ.

وَهَذِهِ أَشْيَاءُ اجْتَهَدْتُ فِي ضَبْطِهَا، مُتَتَبِّعًا مَنْ ذَكَرَهُمُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَعَبْدُ الْغَنِيِّ وَابْنُ مَاكُولَاءَ.

ابوعبیدہ: تمام جگہ ضمہ کے ساتھ ہے، ہمیں دارقطنی سے خبر پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا: ہم کسی (ایسے شخص) کو نہیں جانتے جس کی کنیت ابوعَبیدہ فتح کے ساتھ رکھی گئی ہو۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ضبط میں اجتہاد کیا گیا ہے جن کو تابع کے ساتھ دارقطنی، عبدالغنی اور ابن ماکولا نے ذکر کیا ہے۔

مِنْهَا: السَّفْرُ بِإِسْكَانِ الْفَاءِ، وَالسَّفَرُ، بِفَتْحِهَا، وَجَدْتُ الْكُنَى مِنْ ذَلِكَ بِالْفَتْحِ، وَالْبَاقِي بِالْإِسْكَانِ، وَمِنَ الْمَغَارِبَةِ مَنْ سَكَّنَ الْفَاءَ مِنْ أَبِي السَّفَرِ سَعِيدِ بْنِ يُحْمِدَ، وَذَلِكَ خِلَافُ مَا يَقُولُهُ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ، حَكَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْهُمْ.

جن میں: السفر، فاء کے سکون کے ساتھ، اور السفر فتح کے ساتھ بھی ہے، اس کی صرف کنیت میں نے فتح کے ساتھ پائی ہے باقی اسکان کے ساتھ ہی ہے، اور مغاربہ میں سے ہے جس نے ابوالسفر سعید بن محمد میں فاء کو سکون دیا اور یہ اس کا خلاف ہے جو اصحاب الحدیث کہتے ہیں، اس کو دارقطنی نے ان سے نقل کیا ہے۔

عِسْلٌ: بِكَسْرِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَإِسْكَانِ السِّينِ الْمُهْمَلَةِ، وَعَسَلٌ بِفَتْحِهِمَا، وَجَدْتُ الْجَمِيعَ مِنَ الْقَبِيلِ الْأَوَّلِ، وَمِنْهُمْ: عِسْلُ بْنُ سُفْيَانَ، إِلَّا عَسَلَ بْنَ ذَكْوَانَ الْأَخْبَارِيَّ الْبَصْرِيَّ، فَإِنَّهُ بِالْفَتْحِ،

ذَكَرَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَغَيْرُهُ، وَوَجَدْتُهُ بِخَطِّ الْإِمَامِ أَبِي مَنْصُورٍ الْأَزْهَرِيِّ فِي كِتَابِهِ " تَهْذِيبِ اللُّغَةِ " بِالْكَسْرِ وَالْإِسْكَانِ أَيْضًا، وَلَا أُرَاهُ ضَبَطَهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

عِسْل عین مہملہ کے کسرہ اور سین مہملہ کے اسکان کے ساتھ اور عَسَل ان دونوں کے فتح کے ساتھ: میں نے تمام کو پہلے کے قبیل سے پایا ہے جن میں عِسْل بن سفیان بھی ہیں، مگر عَسَل بن ذکوان اخباری بصری بیشک یہ فتح کے ساتھ ہے۔ اس کو دارقطنی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور میں نے اس کو امام ابومنصور ازھری کی کتاب ''تہذیب اللغۃ'' میں ان کے خط کے ساتھ کسرہ اور اسکان کے ساتھ بھی پایا ہے۔ لیکن میں نے اس کو محفوظ شدہ نہیں دیکھا۔ واللہ اعلم

غَنَّامٌ: بِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالنُّونِ الْمُشَدَّدَةِ، وَعَثَّامٌ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ الْمُشَدَّدَةِ، وَلَا يُعْرَفُ مِنَ الْقَبِيلِ الثَّانِي غَيْرُ عَثَّامِ بْنِ عَلِيٍّ الْعَامِرِيِّ الْكُوفِيِّ، وَالِدِ عَلِيِّ بْنِ عَثَّامٍ الزَّاهِدِ، وَالْبَاقُونَ مِنَ الْأَوَّلِ، مِنْهُمْ: غَنَّامُ بْنُ أَوْسٍ: صَحَابِيٌّ بَدْرِيٌّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

غنّام غین معجمہ اور نون مشددہ کے ساتھ اور عثّام عین مہملہ اور تین نقطوں والی مشدد ثاء کے ساتھ: ہم دوسرے قبیل سے عثّام بن علی عامری کوفی جو کہ علی بن عثام الزاھد کے والد ہیں کے علاوہ کسی کو نہیں جانتے اور باقی پہلے کے قبیل سے ہیں۔ جن میں غنام بن اوس رضی اللہ عنہ بھی ہیں جو بدری صحابی ہیں۔ واللہ اعلم

قُمَيْرٌ وَقَمِيرٌ: الْجَمِيعُ بِضَمِّ الْقَافِ، وَمِنْهُمْ مَكِّيُّ بْنُ قُمَيْرٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ، إِلَّا امْرَأَةَ مَسْرُوقِ بْنِ الْأَجْدَعِ قَمِيرَ بِنْتَ عَمْرٍو، فَإِنَّهَا بِفَتْحِ الْقَافِ وَكَسْرِ الْمِيمِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

مِسْوَرٌ وَمُسَوَّرٌ: أَمَّا مُسَوَّرٌ - بِضَمِّ الْمِيمِ وَتَشْدِيدِ الْوَاوِ وَفَتْحِهَا - فَهُوَ مُسَوَّرُ بْنُ يَزِيدَ الْمَالِكِيُّ الْكَاهِلِيُّ، لَهُ صُحْبَةٌ، وَمُسَوَّرُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْيَرْبُوعِيُّ رَوَى عَنْهُ مَعْنُ بْنُ عِيسَى، ذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ، وَمَنْ سِوَاهُمَا - فِيمَا نَعْلَمُ - بِكَسْرِ الْمِيمِ وَإِسْكَانِ السِّينِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

قُمیر اور قَمِیر: تمام قاف کے ضمہ کے ساتھ ہیں جن میں مکی بن قُمیر عن جعفر بن سلیمان بھی ہیں مگر مسروق بن اجدع کی بیوی قَمیر بنت عمرو کہ یہ قاف کے فتحہ اور میم کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم

مِسْور اور مُسَوَّر: بہر حال مُسَوَّر میم کے ضمہ اور واؤ کی تشدید اور فتحہ کے ساتھ، پس یہ مُسَوَّر بن یزید مالکی رضی اللہ عنہ الکاہلی ہیں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہے۔ اور مُسَوَّر بن عبدالملک یربوعی، ان سے معن بن عیسیٰ نے روایت کی جن کا ذکر بخاری نے کیا ہے اور ان دو کے علاوہ جن کو ہم جانتے ہیں میم کے کسرہ اور سین کے سکون کے ساتھ ہیں۔ واللہ اعلم

الْحَمَّالُ وَالْجَمَّالُ: لَا نَعْرِفُ فِي رُوَاةِ الْحَدِيثِ - أَوْ فِيمَنْ ذُكِرَ مِنْهُمْ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ الْمُتَدَاوَلَةِ - الْحَمَّالَ بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، صِفَةً لَا اسْمًا، إِلَّا هَارُونَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالَ، وَالِدَ مُوسَى بْنِ هَارُونَ الْحَمَّالِ الْحَافِظِ، حَكَى عَبْدُ الْغَنِيِّ الْحَافِظُ أَنَّهُ كَانَ بَزَّازًا، فَلَمَّا تَزَهَّدَ حَمَلَ، وَزَعَمَ الْخَلِيلِيُّ وَابْنُ الْفَلَكِيِّ أَنَّهُ

لُقِبَ بِالْحَمَّالِ لِكَثْرَةِ مَا حَمَلَ مِنَ الْعِلْمِ، وَلَا أُرَى مَا قَالَاهُ يَصِحُّ، وَمَنْ عَدَاهُ فَالْجَمَّالُ بِالْجِيمِ، مِنْهُمْ مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الْجَمَّالُ، حَدَّثَ عَنْهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَغَيْرُهُمَا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

حمال اور جمال: رواۃِ حدیث میں یا ان میں جن کا حدیث کی متداول کتابوں میں ذکر کیا گیا حاء مہملہ کے ساتھ ہم کسی حمال کو نہیں جانتے یہ صفت ہے نہ کہ اسم، سوائے ھارون بن عبداللہ الحمال کے جو موسیٰ بن ھارون الحمال الحافظ کے والد ہیں۔ عبدالغنی الحافظ نے بیان کیا کہ یہ کپڑے کے تاجر تھے جب زھد اختیار کیا تو نقلِ روایت کا کام شروع کیا۔ خلیلی اور ابن فلکی کا خیال ہے کہ علم کی کثرتِ روایت کی وجہ سے ان کا لقب حمال رکھا گیا، اور جو ان دونوں (حضرات) نے کہا میں اسے درست نہیں سمجھتا۔ اور اس کے علاوہ سب جیم کے ساتھ جمال ہیں جن میں محمد بن مہران الجمال شامل ہیں، ان سے بخاری، مسلم اور ان کے علاوہ حضرات نے حدیث کی روایت کی ہے۔ واللہ اعلم

وَقَدْ يُوجَدُ فِي هَذَا الْبَابِ مَا يُؤْمَنُ فِيهِ مِنَ الْغَلَطِ، وَيَكُونُ اللَّافِظُ فِيهِ مُصِيبًا كَيْفَمَا قَالَ، مِثْلُ عِيسَى بْنِ أَبِي عِيسَى الْحَنَّاطُ، وَهُوَ أَيْضًا الْخَبَّاطُ وَالْخَيَّاطُ، إِلَّا أَنَّهُ اشْتَهَرَ بِعِيسَى الْحَنَّاطِ، بِالْحَاءِ وَالنُّونِ، كَانَ خَيَّاطًا لِلثِّيَابِ، ثُمَّ تَرَكَ ذَلِكَ وَصَارَ حَنَّاطًا يَبِيعُ الْحِنْطَةَ، ثُمَّ تَرَكَ ذَلِكَ وَصَارَ خَبَّاطًا يَبِيعُ الْخَبَطَ الَّذِي تَأْكُلُهُ الْإِبِلُ، وَكَذَلِكَ مُسْلِمٌ

الْخَبَّاطُ، بِالْبَاءِ الْمَنْقُوطَةِ بِوَاحِدَةٍ، اجْتَمَعَ فِيهِ الْأَوْصَافُ الثَّلَاثَةُ، حَكَى اجْتِمَاعَهَا فِي هَذَيْنِ الشَّخْصَيْنِ الْإِمَامُ الدَّارَقُطْنِيُّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور کبھی اس باب میں ایسے (القاب) پائے جاتے ہیں جو غلطی سے محفوظ ہوتے ہیں اور اس کا تلفظ کرنے والا جیسے بھی بولے درست ہی ہوتا ہے۔ جیسے عیسیٰ بن ابی عیسیٰ حناط (گندم فروش) اور یہی خباط (اونٹ کا چارہ/ پتے بیچنے والا) اور خیاط (درزی) بھی ہیں مگر یہ عیسیٰ حناط حاء اور نون کے ساتھ کے نام سے مشہور ہو گئے یہ کپڑے سیا کرتے تھے، پھر اسے چھوڑ دیا اور حناط بن گئے، گندم بیچا کرتے تھے، پھر اسے بھی چھوڑ کر خباط بن گئے خبط (پتے) بیچتے تھے جسے اونٹ کھاتے ہیں۔ اور ایسے ہی مسلم الخباط ہیں۔ ایک نقطے والی باء کے ساتھ، تینوں اوصاف ان میں (بھی) اکٹھے ہو گئے۔ ان دو شخصوں میں ان (اوصاف) کے اکٹھا ہونے کو امام دارقطنی نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

الْقِسْمُ الثَّانِي: ضَبْطُ مَا فِي الصَّحِيحَيْنِ، أَوْ مَا فِيهِمَا مَعَ الْمُوَطَّأِ مِنْ ذَلِكَ، عَلَى الْخُصُوصِ.

فَمِنْ ذَلِكَ: بَشَّارٌ - بِالشِّينِ الْمَنْقُوطَةِ - وَالِدُ بُنْدَارٍ مُحَمَّدِ بْنِ بَشَّارٍ، وَسَائِرُ مَنْ فِي الْكِتَابَيْنِ يَسَارٌ - بِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ فِي أَوَّلِهِ، وَالسِّينِ الْمُهْمَلَةِ - ذَكَرَ ذَلِكَ أَبُو عَلِيٍّ الْغَسَّانِيُّ فِي كِتَابِهِ.

وَفِيهِمَا جَمِيعًا: سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ وَسَيَّارُ بْنُ أَبِي سَيَّارٍ وَرْدَانُ، وَلَكِنْ لَيْسَا عَلَى هَذِهِ الصُّورَةِ وَإِنْ قَارَبَا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

دوسری قسم:

خصوص (کے طریق) پر ان کو ضبط کرنا صحیحین میں یا ان کے ساتھ موطا میں ہوتا ہے۔ پس اس میں سے بشار ہے: نقطے والی شین کے ساتھ، جو بندار محمد بن بشار کے والد ہیں۔ اور دونوں کتابوں (صحیحین) میں تمام جگہ یسار شروع میں دو نقطوں والی یا اور سین مہملہ کے ساتھ ہے۔ اس کو ابو علی غسانی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے، اور دونوں میں تمام سیار بن سلامہ اور سیار بن ابی سیار وارد ہوئے ہیں۔ اگر چہ یہ قریب قریب ہیں لیکن اس صورت پر نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

جَمِيعُ مَا فِي الصَّحِيحَيْنِ وَالْمُوَطَّأِ مِمَّا هُوَ عَلَى صُورَةِ بِشْرٍ: فَهُوَ بِالشِّينِ الْمَنْقُوطَةِ وَكَسْرِ الْبَاءِ، إِلَّا أَرْبَعَةً فَإِنَّهُمْ بِالسِّينِ الْمُهْمَلَةِ وَضَمِّ الْبَاءِ، وَهُمْ: عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ الْمَازِنِيُّ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَبُسْرُ بْنُ سَعِيدٍ، وَبُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، وَبُسْرُ بْنُ مِحْجَنٍ الدِّيلِيُّ، وَقَدْ قِيلَ فِي ابْنِ مِحْجَنٍ: بِشْرٌ، بِالشِّينِ الْمَنْقُوطَةِ، حَكَاهُ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ الْمِصْرِيُّ، عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ وَلَدِهِ وَرَهْطِهِ، وَبِالْأَوَّلِ قَالَ مَالِكٌ وَالْأَكْثَرُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

صحیحین اور موطا میں موجود تمام جو بشر کی صورت میں ہیں وہ نقطوں والی شین اور باء کے کسرہ کے ساتھ ہیں سوائے چار کے، بیشک وہ سین مہملہ اور باء کے ضمہ کے ساتھ ہیں اور وہ عبداللہ بن بسر مازنی صحابہ میں سے اور بسر بن سعید، بسر بن عبید حضرمی اور بسر بن محجن دیلمی ہیں۔ اور ابن محجن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ بشر ہیں شین منقوطہ کے ساتھ اس کو احمد بن صالح مصری نے اپنی اولاد اور چند لوگوں سے روایت کی ہے اور پہلے کے کہنے والے مالک اور اکثر (حضرات) ہیں۔ واللہ اعلم

وَجَمِيعُ مَا فِيهِمَا عَلَى صُورَةِ بَشِيرٍ بِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتُ قَبْلَ الرَّاءِ، فَهُوَ بِالشِّينِ الْمَنْقُوطَةِ وَالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ الْمَفْتُوحَةِ إِلَّا أَرْبَعَةً: فَاثْنَانِ مِنْهُمْ بِضَمِّ الْبَاءِ وَفَتْحِ الشِّينِ الْمُعْجَمَةِ، وَهُمَا: بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ، وَبُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ، وَالثَّالِثُ يُسَيْرُ بْنُ عَمْرٍو، وَهُوَ بِالسِّينِ الْمُهْمَلَةِ وَأَوَّلُهُ يَاءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ تَحْتُ مَضْمُومَةٌ، وَيُقَالُ فِيهِ أَيْضًا: أُسَيْرٌ، وَالرَّابِعُ قَطَنُ بْنُ نُسَيْرٍ، وَهُوَ بِالنُّونِ الْمَضْمُومَةِ وَالسِّينِ الْمُهْمَلَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور تمام کے تمام الفاظ جو بشیر کی صورت پر ہیں، راء سے پہلے نیچے دو نقطوں والی یاء، نقطوں والی شین اور ایک نقطے والی باء مفتوحہ کے ساتھ ہیں۔ سوائے چار کے، ان میں سے دو باء کے ضمہ اور شین معجمہ کے فتحہ کے ساتھ ہیں اور وہ دونوں بُشیر بن کعب عدوی اور بشیر بن یسار ہیں اور تیسرے یُسیر بن عمرو ہیں اور یہ سین مہملہ اور اس سے پہلے نیچے دو نقطوں والی یاء مضمومہ کے ساتھ ہے اور اس کو اسیر بھی کہا جاتا ہے۔ اور چوتھے قطن بن نُسیر اور یہ نون مضمومہ اور سین مہملہ کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم

كُلُّ مَا فِيهَا عَلَى صُورَةِ يَزِيدَ، فَهُوَ بِالزَّايِ وَالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتُ إِلَّا ثَلَاثَةً أَحَدُهَا: بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، فَإِنَّهُ بِضَمِّ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَبِالرَّاءِ الْمُهْمَلَةِ، وَالثَّانِي: مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ بْنِ الْبِرِنْدِ،

فَإِنَّهُ بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالرَّاءِ الْمُهْمَلَةِ الْمَكْسُورَتَيْنِ وَبَعْدَهُمَا نُونٌ سَاكِنَةٌ. وَفِي كِتَابِ " عُمْدَةِ الْمُحَدِّثِينَ " وَغَيْرِهِ أَنَّهُ بِفَتْحِ الْبَاءِ وَالرَّاءِ، وَالْأَوَّلُ أَشْهَرُ، وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ مَاكُولَاءَ غَيْرَهُ، وَالثَّالِثُ: عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ، فَإِنَّهُ بِفَتْحِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالرَّاءِ الْمُهْمَلَةِ الْمَكْسُورَةِ وَالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

تمام الفاظ جولفظ یزید کی صورت میں ہیں وہ سوائے تین کے، زاء اور نیچے دو نقطوں والی یاء کے ساتھ ہیں: ان میں سے ایک برید بن عبداللہ بن ابی بردہ بیشک یہ ایک نقطے والی باء کے ضمہ اور راء مہملہ کے ساتھ ہے اور دوسرے محمد بن عرعرہ بن برید، بیشک یہ ایک نقطے والی باء اور راء دونوں کے کسرہ اور اس کے بعد نون ساکنہ کے ساتھ ہے۔ اور کتاب ''عمدۃ المحدثین'' وغیرہ میں ہے کہ یہ باء اور راء کے فتحہ کے ساتھ ہے اور پہلا زیادہ مشہور ہے اور ابن ماکولا وغیرہ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور تیسرے علی بن ھاشم بن بَرِید ہیں یہ ایک نقطے والی باء مفتوحہ اور راء مہملہ مکسورہ اور نیچے دو نقطوں والی یاء کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم

كُلُّ مَا يَأْتِي فِيهَا مِنَ الْبَرَاءِ فَإِنَّهُ بِتَخْفِيفِ الرَّاءِ، إِلَّا أَبَا مَعْشَرٍ الْبَرَّاءَ، وَأَبَا الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءَ، فَإِنَّهُمَا بِتَشْدِيدِ الرَّاءِ، وَالْبَرَّاءُ الَّذِي يَبْرِي الْعُودَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

لَيْسَ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَالْمُوَطَّأِ جَارِيَةُ - بِالْجِيمِ - إِلَّا جَارِيَةُ بْنُ قُدَامَةَ، وَيَزِيدُ بْنُ جَارِيَةَ، وَمَنْ عَدَاهُمَا فَهُوَ حَارِثَةُ، بِالْحَاءِ وَالثَّاءِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

تمام (اسماء) جو براء سے آتے ہیں وہ راء کی تخفیف کے ساتھ ہیں سوائے ابو معشر براء اور ابو العالیہ براء کے بیشک یہ دونوں راء کے تشدید کے ساتھ ہیں۔ اور براء وہ ہے جو لکڑی تراشتا ہے۔ واللہ اعلم

صحیحین اور موطا میں جاریہ جیم کے ساتھ نہیں ہے سوائے جاریہ بن قدامہ اور یزید بن جاریہ کے۔ اور جو ان دو کے علاوہ ہے وہ حارثہ ہے حاء اور ثاء کے ساتھ۔ واللہ اعلم

لَيْسَ فِيهَا حَرِيزٌ - بِالْحَاءِ فِي أَوَّلِهِ وَالزَّايِ فِي آخِرِهِ - إِلَّا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ الرَّحَبِيُّ الْحِمْصِيُّ، وَأَبُو حَرِيزٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَاضِي الرَّاوِي عَنْ عِكْرِمَةَ وَغَيْرِهِ، وَمَنْ عَدَاهُمَا جَرِيرٌ بِالْجِيمِ، وَرُبَّمَا اشْتَبَهَا بِحُدَيْرٍ - بِالدَّالِ - وَهُوَ فِيهَا وَالِدُ عِمْرَانَ بْنِ حُدَيْرٍ، وَوَالِدُ زَيْدٍ وَزِيَادٍ ابْنَيْ حُدَيْرٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ. لَيْسَ فِيهَا حِرَاشٌ - بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ - إِلَّا وَالِدُ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، وَمَنْ بَقِيَ مِمَّنِ اسْمُهُ عَلَى هَذِهِ الصُّورَةِ فَهُوَ خِرَاشٌ، بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

کوئی حریز، شروع میں حاء اور اخیر میں زاء کے ساتھ نہیں ہے سوائے حریز بن عثمان رحبی حمصی کے اور ابو حریز عبداللہ بن حسین قاضی کے جو عکرمہ وغیرہ کے راوی ہیں اور جو ان دو کے علاوہ ہے وہ جریر جیم کے ساتھ ہے۔ اور کبھی دال والے حدیر کے ساتھ اشتباہ ہو جاتا ہے۔ وہ عمران بن حدیر کے والد اور زید و زیاد کے والد جو دونوں حدیر کے بیٹے ہیں۔ واللہ اعلم

کوئی حراش حاء مہملہ کے ساتھ نہیں ہے سوائے ربعی بن حراش کے والد کے، اور اس کے علاوہ جس کا نام اس صورت پر ہو تو وہ خراش خاء معجمہ کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم

لَيْسَ فِيهَا حَصِينٌ - بِفَتْحِ الْحَاءِ - إِلَّا فِي أَبِي حَصِينٍ عُثْمَانَ بْنِ عَاصِمٍ الْأَسَدِيِّ، وَمَنْ عَدَاهُ حُصَيْنٌ بِضَمِّ الْحَاءِ، وَجَمِيعُهُ بِالصَّادِ الْمُهْمَلَةِ، إِلَّا حُضَيْنَ بْنَ الْمُنْذِرِ أَبَا سَاسَانَ، فَإِنَّهُ بِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

كُلُّ مَا فِيهَا مِنْ حَازِمٍ وَأَبِي حَازِمٍ فَهُوَ بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، إِلَّا مُحَمَّدَ بْنَ خَازِمٍ أَبَا مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرَ، فَإِنَّهُ بِخَاءٍ مُعْجَمَةٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

کوئی حصین حاء کے فتحہ کے ساتھ نہیں ہے سوائے ابوحصین عثمان بن عاصم اسدی کے، اور جو اس کے علاوہ ہیں وہ حصین حاء کے ضمہ کے ساتھ ہیں، اور تمام صاد مہملہ کے ساتھ ہیں سوائے حضین بن منذر ابوساسان کے کہ وہ ضاد معجمہ کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم

تمام حازم اور ابوحازم حاء مہملہ کے ساتھ ہیں سوائے محمد بن خازم ابومعاویہ ضریر کے کہ یہ خاء معجمہ کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم

الَّذِي فِيهَا مِنْ حَبَّانَ - بِالْحَاءِ الْمَفْتُوحَةِ وَالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ الْمُشَدَّدَةِ - حَبَّانُ بْنُ مُنْقِذٍ: وَالِدُ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، وَجَدُّ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، وَجَدُّ حَبَّانَ بْنِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، وَحَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ مَنْسُوبًا وَغَيْرَ مَنْسُوبٍ، عَنْ شُعْبَةَ وَعَنْ وُهَيْبٍ وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيَى، وَعَنْ أَبَانِ بْنِ يَزِيدَ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ وَعَنْ أَبِي عَوَانَةَ.

اور حبان میں حاء مفتوحہ اور ایک نقطے والی مشدد باء کے ساتھ ہے۔ حبان بن منقذ جو واسع بن حبان کے والد محمد بن یحی بن حبان کے دادا ہیں۔ اور حبان بن واسع بن حبان کے دادا ہیں۔ اور حبان بن ھلال یہ (اپنے باپ کی طرف) منسوب بھی کیے جاتے ہیں اور مطلق (باپ کی طرف نسبت کیے بغیر) بھی ذکر کیے جاتے ہیں اپنے شیوخ شعبہ، وھیب، ھمام بن یحی، ابان بن یزید، سلیمان بن مغیرہ اور ابوعوانہ سے روایت کرتے ہیں۔

وَالَّذِي فِيهَا مِنْ حِبَّانَ - بِكَسْرِ الْحَاءِ - حِبَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ، وَحِبَّانُ بْنُ مُوسَى، وَهُوَ حِبَّانُ بِيَاءٍ بِنُ مُثَنَّاتَيْنِ مِنْ تَحْتُ، وَهُوَ زُبَيْدُ بْنُ الصَّلْتِ، يُكْسَرُ أَوَّلُهُ وَيُضَمُّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

فِيهَا سَلِيمٌ - بِفَتْحِ السِّينِ - وَاحِدٌ، وَهُوَ سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ، وَمَنْ عَدَاهُ فِيهَا فَهُوَ سُلَيْمٌ، بِالضَّمِّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور جو حبان حاء کے کسرہ کے ساتھ ہے حبان بن عطیہ ہیں۔ اور حبان بن موسیٰ اور وہ حبان جو اپنے باپ دادا کی طرف نسبت کئے بغیر ذکر کیے جاتے ہیں اور اپنے شیوخ عبداللہ ابن مبارک اور ابن العرقۃ سے روایت کرتے ہیں جن کا نام خود بھی حبان ہے اور جو ان کے علاوہ ہیں وہ نیچے دو نقطوں والی یاء کے ساتھ حیان ہیں۔ واللہ اعلم

الَّذِي فِي هَذِهِ الْكُتُبِ مِنْ خُبَيْبٍ - بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ الْمَضْمُومَةِ - خُبَيْبُ بْنُ عَدِيٍّ، وَخُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خُبَيْبِ بْنِ يَسَافٍ، وَهُوَ خُبَيْبٌ غَيْرُ مَنْسُوبٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْنٍ، وَأَبُو خُبَيْبٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَمَنْ عَدَاهُمْ فَبِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

ان کتابوں میں جو خبیب خاء معجمہ مضمومہ کے ساتھ (بصورت تصغیر) ہے، وہ صرف خبیب بن عدی، خبیب بن عبدالرحمن بن خبیب بن یسار، اور یہ وہ خبیب ہیں جو باپ دادا کی طرف نسبت کئے بغیر ذکر کئے جاتے ہیں اور اپنے شیوخ حفص ابن عاصم اور عبداللہ بن محمد بن معن سے روایت کرتے ہیں اور تیسرے ابوخبیب عبداللہ بن زبیر سے ہیں۔ اور جو ان کے علاوہ ہیں، وہ حاء مہملہ کے ساتھ (حبیب) ہیں۔ واللہ اعلم

لَيْسَ فِيهَا حُكَيْمٌ - بِالضَّمِّ - إِلَّا حُكَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَزُرَيْقُ بْنُ حُكَيْمٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

کوئی حکیم ضمہ کے ساتھ نہیں ہے سوائے حکیم بن عبداللہ اور رزیق بن حکیم کے۔ واللہ اعلم

كُلُّ مَا فِيهَا مِنْ رَبَاحٍ فَهُوَ بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ، إِلَّا زِيَادَ بْنَ رِيَاحٍ، وَهُوَ أَبُو قَيْسٍ الرَّاوِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، وَمُفَارَقَةِ الْجَمَاعَةِ، فَإِنَّهُ بِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتُ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ، وَقَدْ حَكَى الْبُخَارِيُّ فِيهِ الْوَجْهَيْنِ بِالْبَاءِ وَالْيَاءِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

جو بھی رباح ہیں وہ ایک نقطے والی باء کے ساتھ ہیں سوائے زیاد بن ریاح کے، وہ ابوقیس ہیں جو کہ اشراط الساعۃ اور مفارقۃ الجماعۃ والی حدیث میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے راوی ہیں، بیشک یہ اکثر کے نزدیک نیچے دو نقطوں والی یاء کے ساتھ ہیں۔ اور تحقیق بخاری نے اس میں دو وجہیں باء اور یاء کے ساتھ بیان کی ہیں۔ واللہ اعلم

زُبَيْدٌ وَزُيَيْدٌ: لَيْسَ فِي الصَّحِيحَيْنِ إِلَّا زُبَيْدٌ بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ، وَهُوَ زُبَيْدُ بْنُ الْحَارِثِ الْيَامِيُّ، وَلَيْسَ فِي الْمُوَطَّأِ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا زُيَيْدٌ

فِيهَا سَلِيمٌ - بِفَتْحِ السِّينِ - وَاحِدٌ، وَهُوَ سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ، وَمَنْ عَدَاهُ فِيهَا فَهُوَ سُلَيْمٌ، بِالضَّمِّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

وَفِيهَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ، وَسَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، وَسَلْمُ بْنُ أَبِي الذَّيَّالِ، وَسَلْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةُ بِإِسْكَانِ اللَّامِ، وَمَنْ عَدَاهُمْ: سَالِمٌ، بِالْأَلِفِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

زبید اور زیید: صحیحین میں سوائے زبید کے جو ایک نقطے والی باء کے ساتھ ہے اور کوئی نہیں اور وہ زبید بن حارث یامی ہیں اور موطا میں ان میں سے کوئی نہیں سوائے زیید کے جو نیچے دو نقطوں والی دو یاؤں کے ساتھ ہے اور وہ زیید بن الصلت ہیں، اس کے پہلے حرف کو کسرہ دیا جاتا ہے اور ضمہ بھی۔ واللہ اعلم

سین کے فتح کے ساتھ سلیم ایک ہی ہے اور وہ سلیم بن حیان ہیں اور جو اسطرح کے اس کے علاوہ ہیں تو وہ سین کے ضمہ کے

ساتھ سُلیم ہیں۔ واللہ اعلم

اور سلم بن زریر، سلم بن قتیبہ، سلم بن ابی ذیال اور سلم بن عبدالرحمٰن، یہ چار لام کے اسکان کے ساتھ ہیں اور جوان کے علاوہ ہیں وہ سالم ہیں الف کے ساتھ۔ واللہ اعلم

وَفِيهَا: سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، وَسُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ، وَأَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةُ بِالْجِيمِ وَالسِّينِ الْمُهْمَلَةِ، وَمَنْ عَدَاهُمْ فِيهَا فَهُوَ بِالشِّينِ الْمَنْقُوطَةِ وَالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

وَفِيهَا: سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، وَسَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ، وَسَلْمَانُ الْأَغَرُّ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلْمَانَ، وَمَنْ عَدَا هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةَ سُلَيْمَانُ بِالْيَاءِ، وَأَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ الرَّاوِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبُو رَجَاءٍ مَوْلَى أَبِي قِلَابَةَ، كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اسْمُهُ سَلْمَانُ بِغَيْرِ يَاءٍ، لَكِنْ ذُكِرَا بِالْكُنْيَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور سریج بن یونس، سریج بن نعمان اور احمد بن ابی سریج یہ تینوں جیم اور سین مہملہ کے ساتھ ہیں اور جوان کے علاوہ ہیں وہ نقطوں والی شین اور حاء مہملہ کے ساتھ ہیں۔ واللہ اعلم

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، سلمان بن عامر، سلمان اغر اور عبدالرحمن بن سلمان ہیں۔ اور جوان چار کے علاوہ ہیں وہ سلیمان یاء کے ساتھ ہیں۔ اور ابوحازم اشجعی جو ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے راوی ہیں اور ابورجاء جو ابوقلابہ کے مولی ہیں ان دونوں میں سے ہر ایک کا نام سلمان بغیر یاء کے ہے لیکن ان کو کنیت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

وَفِيهَا: سَلِمَةُ بِكَسْرِ اللَّامِ، عَمْرُو بْنُ سَلِمَةَ الْجَرْمِيُّ إِمَامُ قَوْمِهِ، وَبَنُو سَلِمَةَ الْقَبِيلَةُ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَالْبَاقِي سَلَمَةُ بِفَتْحِ اللَّامِ، غَيْرَ أَنَّ عَبْدَ الْخَالِقِ بْنَ سَلَمَةَ فِي كِتَابِ مُسْلِمٍ ذُكِرَ فِيهِ الْفَتْحُ وَالْكَسْرُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

وَفِيهَا: سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ، وَسِنَانُ بْنُ سَلَمَةَ، وَسِنَانُ بْنُ رَبِيعَةَ أَبُو رَبِيعَةَ، وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، وَأُمُّ سِنَانٍ، وَأَبُو سِنَانٍ ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ الشَّيْبَانِيُّ، وَمَنْ عَدَا هَؤُلَاءِ السِّتَّةَ شَيْبَانُ، بِالشِّينِ الْمَنْقُوطَةِ وَالْيَاءِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

سلمہ لام کے کسرہ کے ساتھ عمرو بن سلمہ جرمی اپنی قوم کے سردار ہیں اور بنوسلمہ انصار کا ایک قبیلہ ہے اور باقی تمام سلمہ لام کے فتحہ کے ساتھ ہیں مگر عبدالخالق بن سلمہ جو مسلم کی کتاب میں ہیں، اس میں فتحہ اور کسرہ دونوں ذکر کیے گئے ہیں۔ واللہ اعلم

اور سنان بن ابی سنان دؤلی، سنان بن سلمہ، سنان بن ربیعہ ابوربیعہ، احمد بن سنان، ام سنان، ابوسنان ضرار بن مرہ شیبانی اور جوان چھ کے علاوہ ہیں وہ شیبان ہیں نقطوں والی شین اور یاء کے ساتھ۔ واللہ اعلم

عَبِيدَةُ: بِفَتْحِ الْعَيْنِ، لَيْسَ فِي الْكُتُبِ الثَّلَاثَةِ إِلَّا عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ، وَعَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، وَعَبِيدَةُ بْنُ سُفْيَانَ، وَعَامِرُ بْنُ عَبِيدَةَ الْبَاهِلِيُّ، وَمَنْ عَدَا هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةَ فَعُبَيْدَةُ بِالضَّمِّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

عُبَيْدٌ، بِغَيْرِ هَاءِ التَّأْنِيثِ، هُوَ بِالضَّمِّ حَيْثُ وَقَعَ فِيهَا.

وَ كَذٰلِكَ عُبَادَةُ بِالضَّمِّ حَيْثُ وَقَعَ، إِلَّا مُحَمَّدَ بْنَ عَبَادَةَ الْوَاسِطِيَّ مِنْ شُيُوخِ الْبُخَارِيِّ، فَإِنَّهُ بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَتَخْفِيفِ الْبَاءِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

عَبیدہ عین کے فتحہ کے ساتھ تینوں کتابوں (صحیحین وموطا) میں نہیں ہے سوائے عبیدہ سلمانی، عبیدہ بن حمید، عبیدہ بن سفیان اور عامر بن عبیدہ باہلی کے، اور جو ان چاروں کے علاوہ ہیں وہ عُبیدہ ضمہ کے ساتھ ہیں۔ واللہ اعلم

عبید بغیر ھائے تانیث کے جہاں بھی ہو عین کے ضمہ کے ساتھ ہے۔ اور ایسے ہی عُبادہ جہاں بھی ہو ضمہ کے ساتھ ہے سوائے محمد بن عَبادہ واسطی کے جو بخاری کے شیوخ میں سے ہیں بیشک یہ عین کے فتحہ اور باء کی تخفیف کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم۔

عَبْدَةُ: هُوَ بِإِسْكَانِ الْبَاءِ حَيْثُ وَقَعَ فِي هٰذِهِ الْكُتُبِ، إِلَّا عَامِرَ بْنَ عَبَدَةَ فِي خُطْبَةِ كِتَابِ مُسْلِمٍ، وَإِلَّا بَجَالَةَ بْنَ عَبَدَةَ، عَلَى أَنَّ فِيهِمَا خِلَافًا، مِنْهُمْ مَنْ سَكَّنَ الْبَاءَ مِنْهُمَا أَيْضًا، وَعِنْدَ بَعْضِ رُوَاةِ مُسْلِمٍ عَامِرُ بْنُ عَبْدٍ، بِلَا هَاءٍ، وَلَا يَصِحُّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

عَبَّادٌ: هُوَ فِيهَا بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَتَشْدِيدِ الْبَاءِ، إِلَّا قَيْسَ بْنَ عُبَادٍ، فَإِنَّهُ بِضَمِّ الْعَيْنِ وَتَخْفِيفِ الْبَاءِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

عبدہ: ان کتابوں (صحیحین وموطا) میں جہاں بھی ہو باء کے اسکان کے ساتھ ہے سوائے عامر بن عبدہ کے جو کتاب مسلم کے خطبہ میں ہیں، اور سوائے بجالہ بن عبدہ کے، اس طور پر کہ ان دونوں میں اختلاف ہے، بعض نے دونوں میں باء کو سکون دیا ہے اور مسلم کے بعض رواۃ کے نزدیک عامر بن عبد ہے۔ بغیر ھاء کے، اور یہ درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم

عباد، یہ عین کے فتحہ اور باء کی تشدید کے ساتھ ہے سوائے قیس بن عباد کے بیشک یہ عین کے ضمہ اور باء کی تخفیف کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم

لَيْسَ فِيهَا عُقَيْلٌ - بِضَمِّ الْعَيْنِ - إِلَّا عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، وَيَحْيَى بْنُ عُقَيْلٍ، وَبَنُو عُقَيْلٍ لِلْقَبِيلَةِ، وَمَنْ عَدَا هٰؤُلَاءِ عَقِيلٌ، بِفَتْحِ الْعَيْنِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

وَلَيْسَ فِيهَا وَافِدٌ - بِالْفَاءِ - أَصْلًا، وَجَمِيعُ مَا فِيهَا: وَاقِدٌ، بِالْقَافِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

وَمِنَ الْأَنْسَابِ، ذَكَرَ الْقَاضِي الْحَافِظُ عِيَاضٌ أَنَّهُ لَيْسَ فِي هٰذِهِ الْكُتُبِ "الْأُبُلِّيُّ" - بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ -، وَجَمِيعُ مَا فِيهَا عَلَى هٰذِهِ الصُّورَةِ فَإِنَّمَا هُوَ الْأَيْلِيُّ، بِالْيَاءِ الْمَنْقُوطَةِ بِاثْنَتَيْنِ مِنْ تَحْتُ.

سوائے تین راویوں کے عُقیل نامی راوی (عین کے ضمہ کے ساتھ یعنی بصورت تصغیر) کوئی اور نہیں ہے ایک عُقیل بن خالد دوسرے یحییٰ بن عُقیل اور تیسرے بنو عُقیل جو ایک قبیلے کا نام ہے ان تین کے علاوہ باقی تمام راویوں کے نام عَقیل عین کے فتح کے ساتھ ہیں۔

کوئی واقد فاء کے ساتھ بالکل نہیں ہے ایسے تمام اسماء، واقد قاف کے ساتھ ہی ہیں۔ واللہ اعلم

اور قاضی حافظ عیاض نے ذکر کیا کہ انساب میں سے ان کتابوں میں کوئی ابلی ایک نقطے والی مضموم باء کے ساتھ نہیں ہے، ان میں اس صورت میں جو بھی اسماء ہیں وہ نیچے دو نقطوں والی یاء کے ساتھ ایلی ہی ہیں۔

قُلْتُ: رَوَى مُسْلِمٌ الْكَثِيرَ عَنْ شَيْبَانَ بْنِ فَرُّوخَ، وَهُوَ أُبُلِّيٌّ، بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ، لَكِنْ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ مَنْسُوبًا لَمْ يَلْحَقْ عِيَاضًا مِنْهُ تَخْطِئَةٌ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: مسلم نے شیبان بن فروخ سے بہت سی روایات بیان کی ہیں اور وہ ابلی ہیں ایک نقطے والی باء کے ساتھ، لیکن جب (امام مسلم کی طرف سے) دونوں میں سے (ایلی یا ابلی میں سے) کسی ایک کی طرف بھی منسوب نہیں کیا گیا تو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو بھی غلط قرار نہیں دیا جا سکتا۔ واللہ اعلم

لَا نَعْلَمُ فِي الصَّحِيحَيْنِ الْبَزَّارَ - بِالرَّاءِ الْمُهْمَلَةِ فِي آخِرِهِ - إِلَّا خَلَفَ بْنَ هِشَامٍ الْبَزَّارَ، وَالْحَسَنَ بْنَ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارَ، وَأَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ وَغَيْرُهُ فِيهِمَا فَهُوَ بِزَايَيْنِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

ہم صحیحین میں کوئی بزار نہیں جانتے [جس کے اخیر میں راء مہملہ ہو سوائے خلف بن ھشام بزار اور حسن بن صباح بزار کے] اور بہر حال محمد بن صباح بزاز وغیرہ دو زاؤں کے ساتھ ہیں۔ واللہ اعلم

وَلَيْسَ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَالْمُوَطَّأِ النَّصْرِيُّ: - بِالنُّونِ وَالصَّادِ الْمُهْمَلَةِ - إِلَّا ثَلَاثَةٌ: مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيُّ، وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ عَبْدِ اللهِ النَّصْرِيُّ، وَسَالِمٌ مَوْلَى النَّصْرِيِّينَ، وَسَائِرُ مَا فِيهِمَا عَلَى هَذِهِ الصُّورَةِ فَهُوَ بَصْرِيٌّ بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

لَيْسَ فِيهِمَا التَّوَّزِيُّ - بِفَتْحِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ، وَالْوَاوِ الْمُشَدَّدَةِ الْمَفْتُوحَةِ، وَالزَّايِ - إِلَّا أَبُو يَعْلَى التَّوَّزِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ، فِي كِتَابِ الْبُخَارِيِّ فِي بَابِ الرِّدَّةِ، وَمَنْ عَدَاهُ فَهُوَ الثَّوْرِيُّ، بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ، وَمِنْهُمْ أَبُو يَعْلَى مُنْذِرُ بْنُ يَعْلَى الثَّوْرِيُّ، خَرَّجَا عَنْهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

صحیحین اور موطا میں نون اور صاد مہملہ کے ساتھ نصری نہیں ہے سوائے تین کے: مالک بن اوس بن حدثان نصری، عبدالواحد بن عبداللہ نصری اور سالم مولی النصریین۔ (علاوہ ازیں) اس صورت کے تمام ایک نقطے والی باء کے ساتھ بصری ہیں۔ واللہ اعلم

کوئی توَّزی نہیں، اوپر دو نقطوں والی تاء کے فتحہ، شد والی واؤ مفتوحہ اور زاء کے ساتھ سوائے بخاری کی کتاب کے باب الردۃ میں ابو یعلی توَّزی محمد بن صلت کے۔ اور اس کے علاوہ تین نقطوں والی ثاء کے ساتھ ثوری ہیں۔ انہی میں سے ایک ابو یعلی منذر بن یعلی ثوری ہیں ان سے دونوں (صحیحین) نے حدیث کی تخریج کی ہے۔ واللہ اعلم

سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ، وَعَبَّاسٌ الْجُرَيْرِيُّ، وَالْجُرَيْرِيُّ غَيْرُ مُسَمًّى عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، هَذَا مَا فِيهِمَا بِالْجِيمِ الْمَضْمُومَةِ.

وَفِيهَا الْحَرِيرِيُّ - بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ - يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ ، شَيْخُ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

[وَفِيهَا الْجَرِيرِيُّ - بِفَتْحِ الْجِيمِ - يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ الْجَرِيرِيُّ فِي كِتَابِ الْبُخَارِيِّ مِنْ وَلَدِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ].

الْجَارِيُّ فِيهَا - بِالْجِيمِ - شَخْصٌ وَاحِدٌ وَهُوَ سَعْدٌ، مَنْسُوبٌ إِلَى الْجَارِ: مَرْفَأُ السُّفُنِ بِسَاحِلِ الْمَدِينَةِ، وَمَنْ عَدَاهُ الْحَارِثِيُّ، بِالْحَاءِ وَالثَّاءِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

سعید جریری، عباس جریری اور جو ابونضرہ سے غیر مسمی (بلا نام) روایت کیے گئے ہیں، یہ وہ ہیں جو جیم مضمومہ کے ساتھ ہیں۔

اور حریری حاء مہملہ کے ساتھ۔ یحی بن بشر ہیں جو بخاری اور مسلم کے شیخ ہیں۔ واللہ اعلم

اور جریر جیم کے فتحہ کے ساتھ۔ یحی بن ایوب جریری بخاری کی کتاب میں جریر بن عبداللہ کی اولاد سے ہیں واللہ اعلم

جاری جیم کے ساتھ ایک ہی شخص ہیں اور وہ سعد ہیں جو جار کی طرف منسوب ہیں جو کہ ساحلِ مدینہ میں کشتیوں کی بندرگاہ ہے اور جو اس کے علاوہ ہیں وہ حارثی ہیں حاء اور ثاء کے ساتھ واللہ اعلم

الْحِزَامِيُّ: حَيْثُ وَقَعَ فِيهَا فَهُوَ بِالزَّايِ غَيْرِ الْمُهْمَلَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

السَّلَمِيُّ: إِذَا جَاءَ فِي الْأَنْصَارِ فَهُوَ بِفَتْحِ السِّينِ، نِسْبَةً إِلَى بَنِي سَلِمَةَ مِنْهُمْ.

وَمِنْهُمْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَأَبُو قَتَادَةَ، ثُمَّ إِنَّ أَهْلَ الْعَرَبِيَّةِ يَفْتَحُونَ اللَّامَ مِنْهُ فِي النَّسَبِ، كَمَا فِي النَّمَرِيِّ وَالصَّدَفِيِّ وَبَابِهِمَا، وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْحَدِيثِ يَقُولُونَهُ بِكَسْرِ اللَّامِ عَلَى الْأَصْلِ، وَهُوَ لَحْنٌ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

حزامی جہاں بھی واقع ہو تو یہ غیر مہملہ زاء کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم

سلمی جب انصار کے بارے میں وارد ہو تو بنی سلمہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے سین کے فتحہ کے ساتھ ہوتا ہے جن میں جابر بن عبداللہ اور ابوقتادہ ہیں پھر بیشک اہل عرب نسب میں لام کو فتحہ دیتے ہیں جیسا کہ نمری اور صدفی اور ان دونوں کے باب میں۔ اور اکثر اہل حدیث کہتے ہیں کہ درحقیقت یہ لام کے کسرہ کے ساتھ ہیں اور یہ غلطی ہے۔ واللہ اعلم

لَيْسَ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَالْمُوَطَّأ الْهَمَذَانِيُّ، بِالذَّالِ الْمَنْقُوطَةِ، وَجَمِيعُ مَا فِيهَا عَلَى هَذِهِ الصُّورَةِ فَهُوَ الْهَمْدَانِيُّ، بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَسُكُونِ الْمِيمِ، وَقَدْ قَالَ أَبُو نَصْرِ بْنُ مَاكُولَاءَ: "الْهَمْدَانِيُّ فِي الْمُتَقَدِّمِينَ بِسُكُونِ الْمِيمِ أَكْثَرُ، وَبِفَتْحِ الْمِيمِ فِي الْمُتَأَخِّرِينَ أَكْثَرُ"، وَهُوَ كَمَا قَالَ. [وَاللهُ أَعْلَمُ].

صحیحین اور موطا میں نقطے والی ذال کے ساتھ ہمذانی نہیں ہے اور جو اس صورت پر ہیں وہ تمام دال مہملہ اور میم کے سکون کے ساتھ ھمدانی ہیں، چنانچہ ابونصر بن ماکولا نے فرمایا: ''متقدمین میں ہمدانی اکثر میم کے سکون کے ساتھ ہے، اور متاخرین میں اکثر میم کے فتحہ کے ساتھ ہے'' اور یہ بات ایسے ہی ہے جیسے ابونصر نے فرمایا، (یعنی سکون میم اور فتحہ میم کے بارے میں متقدمین اور

متاخرین کے درمیان واقعی اختلاف ہے۔) واللہ اعلم

هَذِهِ جُمْلَةٌ لَوْ رَحَلَ الطَّالِبُ فِيهَا لَكَانَتْ رِحْلَةً رَابِحَةً، إِنْ شَاءَ اللهُ - تَعَالَى - وَيَحِقُّ عَلَى الْحَدِيثِيِّ إِيدَاعُهَا فِي سُوَيْدَاءِ قَلْبِهِ، وَفِي بَعْضِهَا مِنْ خَوْفِ الِانْتِقَاضِ مَا تَقَدَّمَ فِي الْأَسْمَاءِ الْمُفْرَدَةِ، وَأَنَا فِي بَعْضِهَا مُقَلِّدٌ كِتَابَ الْقَاضِي عِيَاضٍ، وَمُعْتَصِمٌ بِاللهِ فِيهِ وَفِي جَمِيعِ أَمْرِي، وَهُوَ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ

تمام اقسام یہی ہیں اگر طالب علم ان کی معرفت کے لئے کوچ کرے تو یہ سودمند سفر ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ، اور میری بات دل کی گہرائی سے اس پر حق ثابت ہوگی۔ اور بعض جو اسماء مفردہ میں سے گزر چکے ان میں شکستگی کا خوف ہے اور میں اس کے بعض حصے میں قاضی عیاض کی کتاب کا مقلد ہوں، اور میں اس بارے میں بھی اور اپنے تمام کاموں میں بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کو مضبوطی سے تھامنے والا ہوں۔ اور وہی جو پاک ذات ہے زیادہ باخبر ہے۔



## النَّوْعُ الرَّابِعُ وَالْخَمْسُونَ چونویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمُتَّفِقِ وَالْمُفْتَرِقِ مِنَ الْأَسْمَاءِ وَالْأَنْسَابِ وَنَحْوِهَا

## اسماء اور انساب وغیرہ میں سے متفق اور مفترق کا تعارف

هَذَا النَّوْعُ مُتَّفِقٌ لَفْظًا وَخَطًّا، بِخِلَافِ النَّوْعِ الَّذِي قَبْلَهُ، فَإِنَّ فِيهِ الِاتِّفَاقَ فِي صُورَةِ الْخَطِّ مَعَ الِافْتِرَاقِ فِي اللَّفْظِ، وَهَذَا مِنْ قَبِيلِ مَا يُسَمَّى فِي أُصُولِ الْفِقْهِ " الْمُشْتَرَكَ "، وَزَلَّ بِسَبَبِهِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَكَابِرِ، وَلَمْ يَزَلِ الِاشْتِرَاكُ مِنْ مَظَانِّ الْغَلَطِ فِي كُلِّ عِلْمٍ.

وَلِلْخَطِيبِ فِيهِ " كِتَابُ الْمُتَّفِقِ وَالْمُفْتَرِقِ " وَهُوَ مَعَ أَنَّهُ كِتَابٌ حَفِيلٌ - غَيْرُ مُسْتَوْفٍ لِلْأَقْسَامِ الَّتِي أَذْكُرُهَا إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى.

یہ نوع لفظ اور خط کے اعتبار سے متفق ہے بخلاف اس سے پہلی نوع کے، بیشک اُس میں خط کی صورت میں اتفاق تھا جبکہ الفاظ جدا جدا تھے۔ جس کا نام اصول فقہ میں مشترک رکھا جاتا ہے یہ اسی کے قبیل سے ہے، اور بہت سے اکابر اس کی وجہ سے لغزش کا شکار ہوئے ہیں، اور ہمیشہ یہ اشتراک غلطی کے گمان کے ساتھ ہر علم میں ہوتا ہے، اور خطیب کی اس کے بارے میں "کتاب المتفق والمفترق" ہے، اور وہ باوجود یکہ بڑی کتاب ہے لیکن ان اقسام کو محیط نہیں جن کا میں ذکر کروں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ

فَأَحَدُهَا: الْمُفْتَرِقُ مِمَّنِ اتَّفَقَتْ أَسْمَاؤُهُمْ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ.

مِثَالُهُ: الْخَلِيلُ بْنُ أَحْمَدَ سِتَّةٌ، وَفَاتَ الْخَطِيبَ مِنْهُمُ الْأَرْبَعَةُ الْأَخِيرَةُ:

فَأَوَّلُهُمُ النَّحْوِيُّ الْبَصْرِيُّ صَاحِبُ الْعَرُوضِ، حَدَّثَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ وَغَيْرِهِ، قَالَ أَبُو الْعَبَّاسِ الْمُبَرِّدُ: فَتَّشَ الْمُفَتِّشُونَ فَمَا وُجِدَ بَعْدَ نَبِيِّنَا - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَنِ اسْمُهُ أَحْمَدُ قَبْلَ أَبِي الْخَلِيلِ بْنِ أَحْمَدَ، وَذَكَرَ التَّارِيخِيُّ أَبُو بَكْرٍ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يَسْمَعُ النَّسَّابِينَ وَالْأَخْبَارِيِّينَ يَقُولُونَ: إِنَّهُمْ لَمْ يَعْرِفُوا غَيْرَهُ، وَاعْتُرِضَ عَلَيْهِ بِأَبِي السَّفَرِ سَعِيدِ بْنِ أَحْمَدَ، احْتِجَاجًا بِقَوْلِ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ فِي اسْمِ أَبِيهِ، فَإِنَّهُ أَقْدَمُ، وَأَجَابَ: بِأَنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّمَا قَالُوا فِيهِ سَعِيدُ بْنُ يُحْمِدَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

پہلی قسم: وہ الگ الگ (افراد) جن کے اپنے اور ان کے والد کے نام ایک ہی ہیں۔

اس کی مثال: خلیل بن احمد یہ چھ ہیں، اور خطیب نے ان میں سے آخری چار کا ذکر نہیں کیا۔ پس ان میں سے پہلے نحوی بصری

صاحب العروض ہیں، انہوں نے عاصم الاحول وغیرہ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ ابو العباس مبرد نے کہا ہے: تحقیق و تفتیش کرنے والوں نے تحقیق کی ہے چنانچہ انہوں نے ہمارے نبی ﷺ کے بعد ابو خلیل بن احمد سے پہلے کسی کو نہیں پایا جس کا نام احمد ہو۔ اور ابو بکر تاریخی نے ذکر کیا ہے کہ وہ ہمیشہ نسب اور خبریں بیان کرنے والوں کو یہ کہتے ہوئے سنتے رہے کہ وہ انکے علاوہ کسی کو نہیں جانتے۔ اور ابو السفر سعید بن احمد نے۔ یحیی ابن معین کے اپنے والد کے بارے میں قول سے دلیل پکڑتے ہوئے اس پر اعتراض کیا ہے کہ بیشک وہ زیادہ پہلے کے ہیں۔ اور اسکا جواب دیا گیا کہ اکثر اہل علم ان کو سعید بن محمد ہی کہتے تھے۔ واللہ اعلم۔

وَالثَّانِي: أَبُو بِشْرٍ الْمُزَنِيُّ بَصْرِيٌّ أَيْضًا، حَدَّثَ عَنِ الْمُسْتَنِيرِ بْنِ أَخْضَرَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، رَوَى عَنْهُ الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ وَجَمَاعَةٌ.

وَالثَّالِثُ: أَصْبَهَانِيٌّ، رَوَى عَنْ رَوْحِ بْنِ عُبَادَةَ وَغَيْرِهِ.

وَالرَّابِعُ: أَبُو سَعِيدٍ السِّجْزِيُّ الْقَاضِي، الْفَقِيهُ الْحَنَفِيُّ الْمَشْهُورُ بِخُرَاسَانَ، حَدَّثَ عَنِ ابْنِ خُزَيْمَةَ، وَابْنِ صَاعِدٍ، وَالْبَغَوِيِّ، وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْحُفَّاظِ الْمُسْنِدِينَ.

وَالْخَامِسُ: أَبُو سَعِيدٍ الْبُسْتِيُّ الْقَاضِي الْمُهَلَّبِيُّ، فَاضِلٌ، رَوَى عَنِ الْخَلِيلِ السِّجْزِيِّ الْمَذْكُورِ، وَحَدَّثَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْمُظَفَّرِ الْبَكْرِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي خَيْثَمَةَ بِتَارِيخِهِ، وَعَنْ غَيْرِهِمَا. حَدَّثَ عَنْهُ الْبَيْهَقِيُّ الْحَافِظُ.

وَالسَّادِسُ: أَبُو سَعِيدٍ الْبُسْتِيُّ أَيْضًا، الشَّافِعِيُّ، فَاضِلٌ مُتَصَرِّفٌ فِي عُلُومٍ، دَخَلَ الْأَنْدَلُسَ. وَحَدَّثَ، وُلِدَ سَنَةَ سِتِّينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ، رَوَى عَنْ أَبِي حَامِدٍ الْإِسْفَرَائِينِيِّ وَغَيْرِهِ. حَدَّثَ عَنْهُ أَبُو الْعَبَّاسِ الْعُذْرِيُّ وَغَيْرُهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور دوسرے ابو بشر مزنی جو بصری بھی ہیں، انہوں نے مستنیر بن اخضر عن معاویہ بن قرہ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ اور ان سے عباس عنبری اور ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ اور تیسرے اصبہانی ہیں۔ انہوں نے روح بن عبادہ وغیرہ سے روایت کی ہے اور چوتھے خراسان کے مشہور قاضی فقیہ حنفی ابو سعید سجزی ہیں انہوں نے ابن خزیمہ، ابن صاعد، اور بغوی وغیرہ جیسے مستند حفاظ حدیث سے روایت کی ہے۔ اور پانچویں قاضی فاضل ابو سعید بستی مہلبی ہیں انہوں نے خلیل سجزی مذکور سے روایت کی اور احمد بن مظفر بکری عن ابن ابی خیثمہ سے ان کی تاریخ (کو کتاب) سے اور ان دونوں حضرات کے علاوہ سے بھی روایت کیا ہے اور ان سے حافظ بیہقی نے روایت کی ہے۔ اور چھٹے بھی ابو سعید بستی شافعی فاضل، علوم میں دسترس رکھنے والے اندلس (سپین) میں داخل ہوئے اور (درس) حدیث بیان کیا، اور تین سو ساٹھ ہجری میں پیدا ہوئے، ابو حامد اسفرائنی وغیرہ سے روایت کی۔ اور ان سے ابو العباس عذری وغیرہ نے روایت کی۔ واللہ اعلم

الْقِسْمُ الثَّانِي: الْمُفْتَرِقُ مِمَّنِ اتَّفَقَتْ أَسْمَاؤُهُمْ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَأَجْدَادِهِمْ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

وَمِنْ أَمْثِلَتِهِ: أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ، أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ.

أَحَدُهُمْ: الْقَطِيعِيُّ الْبَغْدَادِيُّ أَبُو بَكْرٍ، الرَّاوِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ.

الثَّانِي: السَّقَطِيُّ الْبَصْرِيُّ أَبُو بَكْرٍ، يَرْوِي أَيْضًا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَحْمَدَ، وَلَكِنَّهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ.

الثَّالِثُ: دِينَوَرِيٌّ، رَوَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ صَاحِبِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ.

وَالرَّابِعُ: طَرَسُوسِيٌّ، رَوَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَابِرٍ الطَّرَسُوسِيِّ تَارِيخَ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الطَّبَّاعِ.

دوسری قسم: ایسے الگ الگ افراد جن کے اپنے اوران کے والد اوران کے دادا یا اس سے زیادہ کے ایک ہی نام ہیں۔

اوراس کی مثالیں: احمد بن جعفر بن حمدان چار ہیں، سارے ایک ہی زمانے کے ہیں۔ ان میں سے پہلے قطیعی بغدادی ابوبکر ہیں جو عبداللہ بن احمد بن حنبل کے راوی ہیں۔ اوردوسرے سقطی بصری ابوبکر ہیں یہ بھی عبداللہ بن احمد سے روایت کرتے ہیں لیکن یہ عبداللہ بن احمد بن ابراھیم دورقی ہیں، تیسرے دینوری ہیں انہوں نے عبداللہ بن محمد بن سنان عن محمد بن کثیر سے روایت کی، جو سفیان ثوری کے ساتھی ہیں اور چوتھے طرسوسی ہیں، انہوں نے عبداللہ بن جابر طرسوسی سے محمد بن عیسیٰ طباع کی تاریخ روایت کی۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ يُوسُفَ النَّيْسَابُورِيُّ: اثْنَانِ كِلَاهُمَا فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ، وَكِلَاهُمَا يَرْوِي عَنْهُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَغَيْرُهُ.

فَأَحَدُهُمَا: هُوَ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الْعَبَّاسِ الْأَصَمِّ.

وَالثَّانِي: هُوَ أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ الْأَخْرَمِ الشَّيْبَانِيُّ، وَيُعْرَفُ بِالْحَافِظِ، دُونَ الْأَوَّلِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

محمد بن یعقوب بن یوسف نیشاپوری، دو ہیں دونوں ایک ہی زمانے کے ہیں اور دونوں حاکم ابوعبداللہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ پس ان میں سے پہلے: جوابوالعباس اصم کے نام سے مشہور ہیں۔ اوردوسرے: وہ ابوعبداللہ بن اخرم شیبانی ہیں اور حافظ کے نام سے پہچانے جاتے ہیں نہ کہ پہلے والے (یعنی وہ حافظ کے نام سے نہیں جانے جاتے) واللہ اعلم

الْقِسْمُ الثَّالِثُ: مَا اتَّفَقَ مِنْ ذَلِكَ فِي الْكُنْيَةِ وَالنِّسْبَةِ مَعًا

مِثَالُهُ: أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ اثْنَانِ.

أَحَدُهُمَا: التَّابِعِيُّ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ. وَالثَّانِي: اسْمُهُ مُوسَى بْنُ سَهْلٍ، بَصْرِيٌّ، سَكَنَ بَغْدَادَ، رَوَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمَّارٍ وَغَيْرِهِ، رَوَى عَنْهُ دَعْلَجُ بْنُ أَحْمَدَ وَغَيْرُهُ.

وَمِمَّا يُقَارِبُهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ثَلَاثَةٌ:

أَوَّلُهُمْ: الْقَارِئُ الْمُحَدِّثُ، وَقَدْ سَبَقَ ذِكْرُ الْخِلَافِ فِي اسْمِهِ. وَالثَّانِي: أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ الَّذِي حَدَّثَ عَنْهُ جَعْفَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْهَاشِمِيُّ، وَهُوَ مَجْهُولٌ، وَجَعْفَرٌ غَيْرُ ثِقَةٍ. وَالثَّالِثُ: أَبُو بَكْرٍ

بْنُ عَيَّاشٍ السُّلَمِيُّ الْبَاجُدَّائِيُّ، صَاحِبُ كِتَابِ "غَرِيبِ الْحَدِيثِ"، وَاسْمُهُ حُسَيْنُ بْنُ عَيَّاشٍ مَاتَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَمِائَتَيْنِ بِبَاجُدَّا، رَوَى عَنْهُ عَلِيُّ بْنُ جَمِيلٍ الرَّقِّيُّ وَغَيْرُهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

تیسری قسم: جو کنیت اور نسبت دونوں میں متفق ہوں۔

اس کی مثال ابو عمران الجونی دو ہیں: ان میں سے ایک عبدالملک بن حبیب تابعی ہیں۔ اور دوسرے ان کا نام موسیٰ بن سہل ہے بصری ہیں بغداد میں سکونت پذیر رہے، ہشام بن عمار وغیرہ سے روایت کی، ان سے دعلج بن احمد وغیرہ نے روایت کی ہے۔

اور جو اس قسم کے قریب قریب ہیں ابو بکر بن عیاش تین ہیں: ان میں سے پہلے: قاری اور محدث ہیں ان کے نام میں اختلاف کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اور دوسرے: ابو بکر بن عیاش حمصی ہیں جن سے جعفر بن عبدالواحد ھاشمی نے حدیث کی روایت کی ہے۔ اور وہ مجہول ہیں اور جعفر غیر ثقہ ہے۔ اور تیسرے: ابو بکر بن عیاش سلمی باجدائی ''کتاب غریب الحدیث'' کے مصنف ہیں اور ان کا نام حسین بن عیاش ہے، سن دو سو چار ہجری میں باجدا میں فوت ہوئے، ان سے علی بن جمیل رقی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ واللہ اعلم

الْقِسْمُ الرَّابِعُ: عَكْسُ هَذَا

وَمِثَالُهُ: صَالِحُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، أَرْبَعَةٌ: أَحَدُهُمْ: مَوْلَى التَّوْأَمَةِ بِنْتِ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ. وَالثَّانِي: أَبُوهُ أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ ذَكْوَانُ الرَّاوِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَالثَّالِثُ: صَالِحُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ السَّدُوسِيُّ، رَوَى عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ، رَوَى عَنْهُ خَلَّادُ بْنُ عَمْرٍو. الرَّابِعُ: صَالِحُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَوَى عَنْهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

چوتھی قسم: اس کے برعکس ہے۔

اس کی مثال: صالح بن ابی صالح چار ہیں۔ ان میں سے پہلے توأمہ بنت امیہ بن خلف کے مولیٰ (آزاد کردہ) ہیں، اور دوسرے اس کے والد صالح السمان ذکوان جو کہ ابو ھریرہ کے راوی ہیں اور تیسرے صالح بن ابی صالح السدوسی انہوں نے علی اور عائشہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت کی ہے اور ان سے خلاد بن عمرو نے روایت کی ہے۔ اور چوتھے صالح بن ابی صالح عمرو بن حریث کے آزاد کردہ ہیں، انہوں نے ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، ان سے ابو بکر بن عیاش نے روایت کی ہے۔ واللہ اعلم

الْقِسْمُ الْخَامِسُ: الْمُفْتَرِقُ مِمَّنِ اتَّفَقَتْ أَسْمَاؤُهُمْ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَنِسْبَتُهُمْ

مِثَالُهُ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ: اثْنَانِ مُتَقَارِبَانِ فِي الطَّبَقَةِ.

أَحَدُهُمَا: هُوَ الْأَنْصَارِيُّ الْمَشْهُورُ، الْقَاضِي أَبُو عَبْدِ اللهِ الَّذِي رَوَى عَنْهُ الْبُخَارِيُّ وَالنَّاسُ.

وَالثَّانِي: كُنْيَتُهُ أَبُو سَلَمَةَ، ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

پانچویں قسم: وہ الگ الگ (افراد) جن کے اپنے اور ان کے والد کے نام اور ان کی نسبتیں سب ایک ہی ہیں۔

اس کی مثال: محمد بن عبداللہ انصاری دو ہیں اور طبقے میں بھی قریب قریب ہیں، ان میں سے ایک مشہور انصاری قاضی ابوعبداللہ ہیں جن سے بخاری اور دوسرے لوگوں نے روایت کی ہے۔ اور دوسرے، ان کی کنیت ابوسلمہ ہے، ضعیف الحدیث ہیں، واللہ اعلم

الْقِسْمُ السَّادِسُ: مَا وَقَعَ فِيهِ الِاشْتِرَاكُ فِي الِاسْمِ خَاصَّةً، أَوِ الْكُنْيَةِ خَاصَّةً، وَأُشْكِلَ مَعَ ذَلِكَ، لِكَوْنِهِ لَمْ يُذْكَرْ بِغَيْرِ ذَلِكَ.

مِثَالُهُ: مَا رَوَيْنَاهُ عَنِ ابْنِ خَلَّادٍ الْقَاضِي الْحَافِظِ قَالَ: إِذَا قَالَ عَارِمٌ: " حَدَّثَنَا حَمَّادٌ " فَهُوَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، وَكَذَلِكَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ.

وَإِذَا قَالَ التَّبُوذَكِيُّ: " ثَنَا حَمَّادٌ " فَهُوَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَكَذَلِكَ الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ.

وَإِذَا قَالَ عَفَّانُ: " حَدَّثَنَا حَمَّادٌ " أَمْكَنَ أَنْ يَكُونَ أَحَدَهُمَا.

ثُمَّ وَجَدْتُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الذُّهْلِيِّ، عَنْ عَفَّانَ قَالَ: إِذَا قُلْتُ لَكُمْ " حَدَّثَنَا حَمَّادٌ " وَلَمْ أَنْسُبْهُ فَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ.

وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى - فِيمَنْ سِوَى التَّبُوذَكِيِّ - مَا ذَكَرَهُ ابْنُ خَلَّادٍ،

چھٹی قسم: جس میں صرف نام یا صرف کنیت میں اشتراک ہو اور اس کی وجہ سے اشکال پیدا ہو جائے اس لئے کہ اسے بغیر اس نام یا کنیت کے ذکر نہ کیا جائے۔

اس کی مثال: وہ ہے جو ہم نے قاضی حافظ ابن خلاد سے روایت کی فرمایا: جب عارم کہیں: ''ہم سے حماد نے بیان کیا'' تو یہ حماد بن زید ہیں، اور ایسے ہی جب سلیمان بن حرب کہیں۔ اور جب تبوذکی کہیں ''ہم سے حماد نے بیان کیا'' تو یہ حماد بن سلمہ ہیں، اور ایسے ہی ہے جب حجاج بن منہال کہیں۔ اور جب عفان کہیں: ''ہم سے حماد نے بیان کیا'' ممکن ہے کہ یہ ان دونوں میں سے کوئی ایک ہوں۔ پھر میں نے محمد بن یحیٰ ذہلی عن عفان سے خبر پائی فرمایا: جب میں تم سے کہوں ''ہم سے حماد نے بیان کیا'' اور میں نسب بیان نہ کروں تو وہ ابن سلمہ ہیں۔ اور محمد بن یحیٰ نے تبوذکی کے علاوہ کے بارے میں وہ ذکر کیا جو ابن خلاد نے ذکر کیا۔

وَمِنْ ذَلِكَ مَا رَوَيْنَاهُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ أَنَّهُ حَدَّثَ يَوْمًا فَقَالَ: " أَنَا عَبْدُ اللهِ " فَقِيلَ لَهُ: ابْنُ مَنْ؟ فَقَالَ: يَا سُبْحَانَ اللهِ! أَمَا تَرْضَوْنَ فِي كُلِّ حَدِيثٍ حَتَّى أَقُولَ: " حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَنْظَلِيُّ الَّذِي مَنْزِلُهُ فِي سِكَّةِ صُغْدَ "

اور اسی قسم میں سے ہے جو ہم نے سلمہ بن سلیمان سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک دن حدیث بیان کی تو فرمایا ''ہمیں عبداللہ نے خبر دی'' ان سے پوچھا گیا: کس کے بیٹے ہیں؟ تو فرمایا: ارے، سبحان اللہ! کیا تم کسی بھی حدیث کے بارے میں مطمئن نہ ہو گے حتی کہ میں کہوں: ''ہم سے عبداللہ بن مبارک ابوعبدالرحمن نے بیان کیا وہ جن کی رہائش صغد کی گلی میں ہے۔''

ثُمَّ قَالَ سَلَمَةُ: إِذَا قِيلَ بِمَكَّةَ " عَبْدُ اللهِ " فَهُوَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، وَإِذَا قِيلَ بِالْمَدِينَةِ " عَبْدُ اللهِ " فَهُوَ ابْنُ عُمَرَ، وَإِذَا قِيلَ بِالْكُوفَةِ " عَبْدُ اللهِ " فَهُوَ ابْنُ مَسْعُودٍ، وَإِذَا قِيلَ بِالْبَصْرَةِ " عَبْدُ اللهِ " فَهُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَإِذَا قِيلَ بِخُرَاسَانَ " عَبْدُ اللهِ " فَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ.

وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو يَعْلَى الْخَلِيلِيُّ الْقَزْوِينِيُّ: إِذَا قَالَ الْمِصْرِيُّ " عَنْ عَبْدِ اللهِ " وَلَا يَنْسُبُهُ فَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو يَعْنِي ابْنَ الْعَاصِ، وَإِذَا قَالَ الْمَكِّيُّ: " عَنْ عَبْدِ اللهِ " وَلَا يَنْسُبُهُ فَهُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ.

پھر سلمہ نے فرمایا: جب مکہ میں ''عبداللہ'' کہا جائے تو وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور جب مدینہ میں ''عبداللہ'' کہا جائے تو وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور جب کوفہ میں ''عبداللہ'' تو وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، اور جب بصرہ میں ''عبداللہ'' کہا جائے تو وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، اور جب خراسان میں ''عبداللہ'' کہا جائے تو وہ ابن مبارکؒ ہیں۔ اور حافظ ابویعلی خلیلی قزوینی نے کہا: جب مصری کہے "عن عبداللہ" اور اس کا نسب بیان نہ کرے تو وہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ ہیں یعنی ابن العاص رضی اللہ عنہ ہیں، اور جب مکی کہے "عن عبداللہ" اور اس کا نسب بیان نہ کرے تو وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔

وَمِنْ ذَلِكَ: أَبُو حَمْزَةَ بِالْحَاءِ وَالزَّايِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا أُطْلِقَ.

وَذَكَرَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ أَنَّ شُعْبَةَ رَوَى عَنْ سَبْعَةٍ كُلُّهُمْ أَبُو حَمْزَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَكُلُّهُمْ أَبُو حَمْزَةَ - بِالْحَاءِ وَالزَّايِ - إِلَّا وَاحِدًا فَإِنَّهُ بِالْجِيمِ، وَهُوَ أَبُو جَمْرَةَ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ الضُّبَعِيُّ، وَيُدْرَكُ فِيهِ الْفَرْقُ بَيْنَهُمْ بِأَنَّ شُعْبَةَ إِذَا قَالَ: " عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ " وَأَطْلَقَ فَهُوَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عِمْرَانَ، وَإِذَا رَوَى عَنْ غَيْرِهِ فَهُوَ يَذْكُرُ اسْمَهُ أَوْ نَسَبَهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور اسی قسم میں سے ہے ابوحمزہ حاء اور زاء کے ساتھ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ جب مطلق بولا جائے۔ اور بعض حفاظ نے ذکر کیا کہ شعبہ نے سات افراد سے روایت کی کہ تمام کے تمام ابوحمزہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور سوائے ایک کے تمام ابوحمزہ حاء اور زاء کے ساتھ ہیں جبکہ وہ جیم کے ساتھ ہے اور وہ ابوجمرہ نصر بن عمران ضبعی ہیں۔ اور ان کے مابین ایسے فرق کیا جا سکتا ہے کہ جب شعبہ کہیں: "عن ابی جمرہ عن ابن عباس" اور اسے مطلق چھوڑیں تو یہ عن نصر بن عمران ہے اور جب اس کے علاوہ سے روایت کریں تو وہ اس کا نام اور نسب ذکر کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

## الْقِسْمُ السَّابِعُ: الْمُشْتَرَكُ الْمُتَّفِقُ فِي النِّسْبَةِ خَاصَّةً

وَمِنْ أَمْثِلَتِهِ: الْآمُلِيُّ وَالْآمُلِيُّ:

فَالْأَوَّلُ: إِلَى آمُلِ طَبَرِسْتَانَ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ السَّمْعَانِيُّ: " أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ طَبَرِسْتَانَ مِنْ آمُلَ ".

وَالثَّانِي: إِلَى آمُلِ جَيْحُونَ، شُهِرَ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حَمَّادٍ الْآمُلِيُّ، رَوَى عَنْهُ الْبُخَارِيُّ فِي

صَحِيحِهِ.

وَمَا ذَكَرَهُ الْحَافِظُ أَبُو عَلِيٍّ الْغَسَّانِيُّ، ثُمَّ الْقَاضِي عِيَاضٌ الْمَغْرِبِيَّانِ مِنْ أَنَّهُ مَنْسُوبٌ إِلَى آمُلِ طَبَرِسْتَانَ، فَهُوَ خَطَأٌ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

ساتویں قسم: وہ مشترک اسماء جو صرف نسبت میں متفق ہوں۔

اور اس کی مثالوں میں سے : آمُلِی اور آمُلِی: پس پہلا طبرستان کے آمل کی طرف منسوب ہے، ابو سعد سمعانی نے کہا: "طبرستان کے رہنے والے اکثر اہل علم آمل کے ہیں، اور دوسرا جیحون کے آمل کی طرف منسوب ہے۔ عبداللہ بن حماد آملی کی طرف طرف نسبت مشہور ہے۔ بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے روایت کی ہے۔ اور جو حافظ ابوعلی غسانی، پھر قاضی عیاض دونوں مغربی (حضرات) نے ذکر کیا کہ یہ آمل کے طبرستان کی طرف منسوب ہے۔ پس یہ غلطی ہے۔ واللہ اعلم

وَمِنْ ذَلِكَ الْحَنَفِيُّ وَالْحَنَفِيُّ، فَالْأَوَّلُ نِسْبَةٌ إِلَى بَنِي حَنِيفَةَ. وَالثَّانِي: نِسْبَةٌ إِلَى مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ، وَفِي كُلٍّ مِنْهُمَا كَثْرَةٌ وَشُهْرَةٌ، وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ طَاهِرٍ الْمَقْدِسِيُّ، وَكَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْحَدِيثِ وَغَيْرُهُمْ، يُفَرِّقُونَ بَيْنَهُمَا، فَيَقُولُونَ فِي الْمَذْهَبِ: " حَنِيفِيٌّ " بِالْيَاءِ، وَلَمْ أَجِدْ ذَلِكَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ النَّحْوِيِّينَ إِلَّا عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْأَنْبَارِيِّ الْإِمَامِ، قَالَهُ فِي كِتَابِهِ " الْكَافِي " وَلِمُحَمَّدِ بْنِ طَاهِرٍ فِي هَذَا الْقِسْمِ كِتَابُ " الْأَنْسَابِ الْمُتَّفِقَةِ ".

اور اسی کی مثالوں میں سے ہے حنفی اور حنفی: پس پہلا بنی حنیفہ کی طرف منسوب ہے اور دوسرا ابوحنیفہؒ کے مذھب کی طرف منسوب ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کی کثرت اور شہرت ہے۔ اور محمد بن طاہر مقدسی اور بہت سے اہل علم اور اہل حدیث وغیرہ ان کے مابین فرق کرتے ہیں پس مذہب کے بارے میں کہتے ہیں "حنیفی" یاء کے ساتھ، اور میں نے اسے نحویین میں سے کسی سے نہیں پایا، سوائے امام ابوبکر انباری کے۔ انہوں نے اپنی کتاب "الکافی" میں یہ قول کیا ہے اور محمد بن طاہر کی اس قسم کے بارے میں "کتاب الانساب المتفقہ" ہے۔

وَوَرَاءَ هَذِهِ الْأَقْسَامِ أَقْسَامٌ أُخَرُ لَا حَاجَةَ بِنَا إِلَى ذِكْرِهَا.

ثُمَّ إِنَّ مَا يُوجَدُ مِنَ الْمُتَّفِقِ الْمُفْتَرِقِ غَيْرُ مَقْرُونٍ بِبَيَانٍ، فَالْمُرَادُ بِهِ قَدْ يُدْرَكُ بِالنَّظَرِ فِي رِوَايَاتِهِ، فَكَثِيرًا مَا يَأْتِي مُمَيَّزًا فِي بَعْضِهَا، وَقَدْ يُدْرَكُ بِالنَّظَرِ فِي حَالِ الرَّاوِي وَالْمَرْوِيِّ عَنْهُ، وَرُبَّمَا قَالُوا فِي ذَلِكَ بِظَنٍّ لَا يَقْوَى.

حَدَّثَ الْقَاسِمُ الْمُطَرِّزُ يَوْمًا بِحَدِيثٍ: " عَنْ أَبِي هَمَّامٍ أَوْ غَيْرِهِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سُفْيَانَ "، فَقَالَ لَهُ أَبُو طَالِبِ بْنُ نَصْرٍ الْحَافِظُ:

مَنْ سُفْيَانُ هَذَا؟ فَقَالَ: هَذَا الثَّوْرِيُّ، فَقَالَ لَهُ أَبُو طَالِبٍ: بَلْ هُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ، فَقَالَ لَهُ الْمُطَرِّزُ:

مِنْ أَيْنَ قُلْتَ؟ فَقَالَ: " لِأَنَّ الْوَلِيدَ قَدْ رَوَى عَنِ الثَّوْرِيِّ أَحَادِيثَ مَعْدُودَةً مَحْفُوظَةً، وَهُوَ مَلِيءٌ بِابْنِ عُيَيْنَةَ "، وَاللهُ أَعْلَمُ.

ان اقسام کے علاوہ اور بھی اقسام ہیں جن کے ذکر کی ہمیں ضرورت نہیں۔

پھر بیشک جو متفق اسماء میں بغیر وضاحت کے جدا پایا جائے تو کبھی اس کی مراد روایات میں غور کرنے سے معلوم ہو جاتی ہے، پس بہت سے اسماء ایسے ہیں جو بعض مقامات میں ممیز (واقع ہوئے) ہیں اور کبھی راوی اور مروی عنہ کی حالت میں غور کرنے سے معلوم ہوتے ہیں اور بہت مرتبہ اس بارے میں محدثین نے گمان سے کہا جو مضبوط نہیں ہوتا۔ قاسم المطرز نے ایک دن حدیث بیان کی "ابو ھمام یا اس کے علاوہ سے انہوں نے ولید بن مسلم سے انہوں نے سفیان سے" تو ابو طالب بن نصر الحافظ نے ان سے پوچھا: یہ کون سے سفیان ہیں؟ تو فرمایا: یہ ثوری ہیں، تو ان سے ابو طالب نے کہا، بلکہ یہ تو ابن عیینہ ہیں۔ تو مطرز نے ان سے پوچھا: تم نے کہاں سے کہا؟ تو فرمایا: اس لئے کہ ولید نے ثوری سے تو چند محفوظ احادیث روایت کی ہیں اور وہ ابن عیینہ کے (علم) سے سیر ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم



النَّوْعُ الخَامِسُ وَالخَمْسُونَ — پچپنویں قسم

# نَوْعٌ يَتَرَكَّبُ مِنَ النَّوْعَيْنِ اللَّذَيْنِ قَبْلَهُ

# وہ قسم جو ان دونوں (متفق اور مفترق) سے مرکب ہے

وَهُوَ أَنْ يُوجَدَ الاِتِّفَاقُ الْمَذْكُورُ فِي النَّوْعِ الَّذِي فَرَغْنَا مِنْهُ آنِفًا فِي اسْمَيْ شَخْصَيْنِ أَوْ كُنْيَتِهِمَا الَّتِي عُرِفَا بِهَا، وَيُوجَدُ فِي نَسَبِهِمَا أَوْ نِسْبَتِهِمَا الاِخْتِلَافُ وَالاِئْتِلَافُ الْمَذْكُورَانِ فِي النَّوْعِ الَّذِي قَبْلَهُ، أَوْ عَلَى الْعَكْسِ مِنْ هَذَا بِأَنْ يَخْتَلِفَ وَيَأْتَلِفَ أَسْمَاؤُهُمَا، وَيَتَّفِقَ نِسْبَتُهُمَا أَوْ نَسَبُهُمَا اسْمًا أَوْ كُنْيَةً.
وَيَلْتَحِقُ بِالْمُؤْتَلِفِ وَالْمُخْتَلِفِ فِيهِ مَا يَتَقَارَبُ وَيَشْتَبِهُ، وَإِنْ كَانَ مُخْتَلِفًا فِي بَعْضِ حُرُوفِهِ فِي صُورَةِ الْخَطِّ.

اور وہ یہ ہے کہ دو شخصوں کے ناموں یا کنیتوں میں جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں ایسا اتفاق (مماثل ہونا) پایا جائے جو اس نوع میں ذکر کیا گیا جس سے ہم ابھی فارغ ہوئے ہیں، اور ان کے نسب یا نسبت میں ایسا اختلاف اور مماثلت (ہم شکل ہونا) پائی جائے جس کا اس سے بھی پہلی نوع میں ذکر کیا گیا، یا اس کا عکس ہو کہ اختلاف اور مماثلت تو ان دونوں کے ناموں میں ہو اور نسبت یا نسب میں نام یا کنیت کے اعتبار سے اتفاق ہو اور جو قریب قریب یا مشتبہ ہو اس کو مؤتلف (ہم شکل) ومختلف کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے اگر چہ صورتاً لکھائی میں بعض حروف میں مختلف ہو۔

وَصَنَّفَ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ فِي ذَلِكَ كِتَابَهُ الَّذِي أَسْمَاهُ " كِتَابَ تَلْخِيصِ الْمُتَشَابِهِ فِي الرَّسْمِ " وَهُوَ مِنْ أَحْسَنِ كُتُبِهِ، لَكِنْ لَمْ يُعْرِبْ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ عَنْ مَوْضُوعِهِ كَمَا أَعْرَبْنَا عَنْهُ.

اور الخطیب الحافظ نے اس کے بارے میں کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کا نام انہوں نے "کتاب تلخیص المتشابہ فی الرسم" رکھا ہے یہ ان کی بہترین کتابوں میں سے ہے لیکن جو انہوں نے اس کا نام رکھا ہے اس کو موضوع کے ساتھ خوب (موافق) ظاہر نہیں کیا جیسا کہ ہم نے ظاہر کیا ہے۔

فَمِنْ أَمْثِلَةِ الْأَوَّلِ: مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ بِفَتْحِ الْعَيْنِ، وَمُوسَى بْنُ عُلَيٍّ بِضَمِّ الْعَيْنِ. فَمِنَ الْأَوَّلِ جَمَاعَةٌ، مِنْهُمْ: أَبُو عِيسَى الْخُتَّلِيُّ، الَّذِي رَوَى عَنْهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ مِقْسَمٍ الْمُقْرِي وَأَبُو عَلِيٍّ الصَّوَّافُ وَغَيْرُهُمَا.
وَأَمَّا الثَّانِي: فَهُوَ مُوسَى بْنُ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ، اللَّخْمِيُّ الْمِصْرِيُّ، عُرِفَ بِالضَّمِّ فِي اسْمِ أَبِيهِ، وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْهُ

تَخْرِيْجَهُ مَنْ يَقُولُهُ بِالضَّمِّ، وَيُقَالُ: إِنَّ أَهْلَ مِصْرَ كَانُوا يَقُولُونَهُ بِالْفَتْحِ لِذَلِكَ، وَأَهْلَ الْعِرَاقِ كَانُوا يَقُولُونَهُ بِالضَّمِّ، وَكَانَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ يَجْعَلُهُ بِالْفَتْحِ اسْمًا لَهُ وَبِالضَّمِّ لَقَبًا. وَاللهُ أَعْلَمُ.

پہلی قسم کی مثالوں میں سے:

موسیٰ بن علی عین کے فتحہ کے ساتھ اور موسیٰ بن عُلَی عین کے ضمہ کے ساتھ، پہلے نام والوں کی ایک جماعت ہے جن میں ابوموسیٰ ختلی جن سے ابوبکر بن مقسم مقری اور ابوعلی صواف وغیرہ نے روایت کی ہے۔ اور بہر حال دوسرا نام: تو وہ موسیٰ بن عُلَی بن رباح لخمی مصری ہیں جو اپنے والد کے نام میں ضمہ کے ساتھ جانے گئے، اور تحقیق ہم نے اس کی تخریج اُس سے روایت کی ہے جو ضمہ کے ساتھ کہتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے: کہ اہل مصر اس کو فتحہ کے ساتھ بولتے تھے اور اہل عراق ضمہ کے ساتھ بولتے تھے۔ اور بعض حفاظ اس نام کو فتحہ کے ساتھ اور لقب کو ضمہ کے ساتھ بتاتے تھے۔ واللہ اعلم

وَمِنَ الْمُتَّفِقِ مِنْ ذَلِكَ الْمُخْتَلِفِ الْمُؤْتَلِفِ فِي النِّسْبَةِ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُخَرِّمِيُّ - بِضَمِّ الْمِيمِ الْأُولَى وَكَسْرِ الرَّاءِ الْمُشَدَّدَةِ - مَشْهُورٌ، صَاحِبُ حَدِيثٍ، نُسِبَ إِلَى الْمُخَرِّمِ مِنْ بَغْدَادَ.

وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَخْرَمِيُّ - بِفَتْحِ الْمِيمِ الْأُولَى وَإِسْكَانِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ - غَيْرُ مَشْهُورٍ، رَوَى عَنِ الْإِمَامِ الشَّافِعِيِّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور اس میں سے متفق کی مثال: وہ مختلف (افراد) جو نسبت میں ہم شکل ہیں محمد بن عبداللہ مُخَرِّمی پہلے میم کے ضمہ اور راء مشددہ کے کسرہ کے ساتھ، مشہور حدیث بیان کرنے والے ہیں، بغداد کے (علاقے) مخرم کی طرف منسوب ہیں۔ اور محمد بن عبداللہ مَخْرَمی پہلے میم کے فتحہ اور خاء معجمہ کے اسکان کے ساتھ، غیر مشہور ہیں، انہوں نے امام شافعی سے روایت کی ہے۔ واللہ اعلم

وَمِمَّا يَتَقَارَبُ وَيَشْتَبِهُ مَعَ الِاخْتِلَافِ فِي الصُّورَةِ: ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ الْكَلَاعِيُّ الشَّامِيُّ، وَثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ - بِلَا يَاءٍ فِي أَوَّلِهِ - الدِّيلِيُّ الْمَدَنِيُّ، وَهَذَا الَّذِي رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ، وَحَدِيثُهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ مَعًا، وَالْأَوَّلُ حَدِيثُهُ عِنْدَ مُسْلِمٍ خَاصَّةً، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور اس میں سے جو قریب قریب اور مشتبہ ہونے کے ساتھ ساتھ صورت میں مختلف بھی ہیں وہ ثور بن یزید کلاعی شامی ہیں اور ثور بن زید شروع میں یاء کے بغیر دیلمی مزنی ہیں اور یہ وہی ہیں جن سے مالک نے روایت کی اور صحیحین میں سے ہر ایک میں ان کی حدیث موجود ہے اور پہلے والے (ثور بن یزید) کی حدیث صرف مسلم کے پاس ہے۔ واللہ اعلم

وَمِنَ الْمُتَّفِقِ فِي الْكُنْيَةِ الْمُخْتَلِفِ الْمُؤْتَلِفِ فِي النِّسْبَةِ: أَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ، وَأَبُو عَمْرٍو السَّيْبَانِيُّ، تَابِعِيَّانِ يَفْتَرِقَانِ، لِأَنَّ الْأَوَّلَ بِالشِّينِ الْمُعْجَمَةِ، وَالثَّانِي بِالسِّينِ الْمُهْمَلَةِ، وَاسْمُ الْأَوَّلِ سَعْدُ بْنُ إِيَاسٍ، وَيُشَارِكُهُ فِي ذَلِكَ أَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ اللُّغَوِيُّ إِسْحَاقُ بْنُ مَرَارٍ، وَأَمَّا الثَّانِي فَاسْمُهُ زُرْعَةُ، وَهُوَ وَالِدُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ الشَّامِيِّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور جو کنیت میں متفق ہیں (لیکن) نسبت میں ہم شکل اور مختلف ہیں ابوعمرو شیبانی اور ابوعمرو سیبانی دونوں الگ الگ تابعی ہیں کہ پہلے والے شین معجمہ اور دوسرے والے سین مہملہ کے ساتھ ہیں، پہلے والے کا نام سعد بن ایاس ہے اور اس (کنیت ونسب) میں ابوعمرو شیبانی لغوی اسحاق بن مرار بھی ان کے ساتھ شریک ہیں۔ اور دوسرے: ان کا نام زرعہ ہے اور وہ یحییٰ بن ابوعمرو سیبانی شامی کے والد ہیں۔ واللہ اعلم

وَأَمَّا الْقِسْمُ الثَّانِي الَّذِي هُوَ عَلَى الْعَكْسِ: فَمِنْ أَمْثِلَتِهِ بِأَنْوَاعِهِ: عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، بِفَتْحِ الْعَيْنِ، وَعُمَرُ بْنُ زُرَارَةَ بِضَمِّ الْعَيْنِ.

فَالْأَوَّلُ جَمَاعَةٌ، مِنْهُمْ: أَبُو مُحَمَّدٍ النَّيْسَابُورِيُّ الَّذِي رَوَى عَنْهُ مُسْلِمٌ.

وَالثَّانِي يُعْرَفُ بِالْحَدَثِيِّ، وَهُوَ الَّذِي يَرْوِي عَنْهُ الْبَغَوِيُّ الْمَنِيعِيُّ، وَبَلَغَنَا عَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ أَنَّهُ مِنْ مَدِينَةٍ فِي الثَّغْرِ يُقَالُ لَهَا "الْحَدَثُ"، وَرَوَيْنَا عَنْ أَبِي أَحْمَدَ الْحَافِظِ الْحَاكِمِ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثَةِ، مَنْسُوبٌ إِلَيْهَا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

دوسری قسم:

یہ وہ ہے جو اس کے برعکس ہے پس اس کی مثالیں انہی انواع کے ساتھ ہیں، عمرو بن زرارہ عین کے فتحہ کے ساتھ اور عمر بن زرارہ عین کے ضمہ کے ساتھ۔ پس پہلے (نام والے) ایک جماعت ہیں جن میں ابومحمد نیشاپوری بھی ہیں جنہوں نے مسلم سے روایت کی۔ اور دوسرے حدثی کے نام سے جانے جاتے ہیں اور یہ وہی ہیں جن سے بغوی منیعی روایت کرتے ہیں۔ اور ہمیں دارقطنی سے خبر پہنچی ہے کہ یہ ثغر کے ایک شہر سے ہیں جس کو حدث کہا جاتا ہے۔ اور ہم نے ابواحمد حافظ الحاکم سے روایت کیا کہ یہ اھل حدیثہ سے ہیں اسی کی طرف منسوب ہیں۔ واللہ اعلم

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ.

الْأَوَّلُ هُوَ ابْنُ الْأَغَرِّ سَلْمَانَ أَبِي عَبْدِ اللهِ، صَاحِبُ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ.

وَالثَّانِي: جَمَاعَةٌ، مِنْهُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْمُقْرِئُ الْأَصْبَهَانِيُّ، رَوَى عَنْهُ أَبُو الشَّيْخِ الْأَصْبَهَانِيُّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

عبیداللہ بن ابوعبداللہ اور عبداللہ بن ابوعبداللہ، پہلے: وہ ابن الاغر سلمان ابوعبداللہ، ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، ان سے مالک نے روایت کی ہے۔ اور دوسرے (نام والے): ایک جماعت ہیں جن میں عبداللہ بن ابوعبداللہ مقری اصبہانی ہیں ان سے ابوالشیخ اصبہانی نے روایت کی ہے۔ واللہ اعلم

حَيَّانُ الْأَسَدِيُّ بِالْيَاءِ الْمُشَدَّدَةِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتُ، وَحَنَانٌ - بِالنُّونِ الْخَفِيفَةِ - الْأَسَدِيُّ.

فَمِنَ الْأَوَّلِ: حَيَّانُ بْنُ حُصَيْنٍ التَّابِعِيُّ الرَّاوِي عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ.

وَالثَّانِي: هُوَ حَنَانُ الْأَسَدِيُّ مِنْ بَنِي أَسَدِ بْنِ شُرَيْكٍ - بِضَمِّ الشِّينِ - وَهُوَ مُسَرْهَدٌ وَالِدُ مُسَدَّدٍ، ذَكَرَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ، يَرْوِي عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

حیان اسدی نیچے دو نقطوں والی یاء مشددہ کے ساتھ، اور حنان اسدی نون خفیفہ کے ساتھ، پہلے (نام والوں) میں سے: حیان بن حصین تابعی ہیں جو عمار بن یاسر سے روایت کرنے والے ہیں۔ اور دوسرے: وہ حنان اسدی، بنی اسد بن شُریک سے ہیں شین کے ضمہ کے ساتھ، اور وہ مسرھد کے چچا مسدد کے والد ہیں، دارقطنی نے ان کا تذکرہ کیا ہے، ابوعثمان نھدی سے روایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم



## النَّوْعُ السَّادِسُ وَالْخَمْسُونَ — چھپنویں قسم

مَعْرِفَةُ الرُّوَاةِ الْمُتَشَابِهِينَ فِي الِاسْمِ وَالنَّسَبِ الْمُتَمَايِزِينَ بِالتَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فِي الِابْنِ وَالْأَبِ

ان راویوں کا تعارف جو نام ونسب میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوں لیکن باپ اور بیٹے میں تقدیم وتاخیر کی وجہ سے ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا ہوں

مِثَالُهُ: يَزِيدُ بْنُ الْأَسْوَدِ، وَالْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيدَ:

فَالْأَوَّلُ: يَزِيدُ بْنُ الْأَسْوَدِ الصَّحَابِيُّ الْخُزَاعِيُّ، وَيَزِيدُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْجُرَشِيُّ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَأَسْلَمَ. وَسَكَنَ الشَّامَ، وَذُكِرَ بِالصَّلَاحِ حَتَّى اسْتَسْقَى بِهِ مُعَاوِيَةُ فِي أَهْلِ دِمَشْقَ، فَقَالَ: "اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَشْفِعُ إِلَيْكَ الْيَوْمَ بِخَيْرِنَا وَأَفْضَلِنَا"، فَسُقُوا لِلْوَقْتِ، حَتَّى كَادُوا لَا يَبْلُغُونَ مَنَازِلَهُمْ. وَالثَّانِي: الْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيدَ النَّخَعِيُّ التَّابِعِيُّ الْفَاضِلُ.

اس کی مثال: یزید بن اسود اور اسود بن یزید ہیں پس پہلے: یزید بن اسود صحابی خزاعی ہیں اور یزید بن اسود جرشی ہیں انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور اسلام لائے اور شام میں رہائش پذیر رہے اور راست روی کے ساتھ یاد کیے گئے حتی کہ اہل دمشق نے بارش کی طلب کیلئے دعا کی تو کہا: ''اے اللہ آج ہم تجھ سے اپنے میں سے سب سے بہتر اور افضل کے وسیلے سے درخواست کرتے ہیں'' تو اسی وقت ان کو سیراب کر دیا گیا حتی کہ وہ اپنے گھروں تک بھی نہ پہنچ پائے تھے، اور دوسرے: اسود بن یزید نخعی تابعی فاضل ہیں۔

وَمِنْ ذَلِكَ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، وَمُسْلِمُ بْنُ الْوَلِيدِ.

فَمِنَ الْأَوَّلِ: الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ الْبَصْرِيُّ التَّابِعِيُّ، الرَّاوِي عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ، وَالْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ الدِّمَشْقِيُّ الْمَشْهُورُ، صَاحِبُ الْأَوْزَاعِيِّ، رَوَى عَنْهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَالنَّاسُ.

وَالثَّانِي: مُسْلِمُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ الْمَدَنِيُّ، حَدَّثَ عَنْ أَبِيهِ وَغَيْرِهِ، رَوَى عَنْهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ وَغَيْرُهُ، وَذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَارِيخِهِ فَقَلَبَ اسْمَهُ وَنَسَبَهُ، فَقَالَ: "الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ" وَأُخِذَ عَلَيْهِ ذَلِكَ.

اور اس نوع میں سے ولید بن مسلم اور مسلم بن ولید ہیں۔ پس پہلے نام والوں میں سے ولید بن مسلم بصری تابعی ہیں، جندب بن عبداللہ بجلی سے روایت کرنے والے ہیں۔ اور ولید بن مسلم دمشقی جو کہ مشہور ہیں، اوزاعی کے شاگرد ہیں ان سے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔ اور دوسرے: مسلم بن ولید بن رباح مدنی ہیں انہوں نے اپنے والد اور اس کے علاوہ لوگوں سے حدیث کی روایت کی ہے، ان سے عبدالعزیز دراوردی وغیرہ نے روایت کی ہے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے ان کا نام اور نسب بدل دیا اور کہا: ''ولید بن مسلم'' اور اس پر گرفت کی گئی۔

وَصَنَّفَ الْخَطِيبُ الْحَافِظُ فِي هَذَا النَّوْعِ كِتَابًا سَمَّاهُ "رَافِعَ الِارْتِيَابِ فِي الْمَقْلُوبِ مِنَ الْأَسْمَاءِ وَالْأَنْسَابِ"، وَهَذَا الِاسْمُ رُبَّمَا أَوْهَمَ اخْتِصَاصَهُ بِمَا وَقَعَ فِيهِ مِثْلُ الْغَلَطِ الْمَذْكُورِ فِي هَذَا الْمِثَالِ الثَّانِي، وَلَيْسَ ذَلِكَ شَرْطًا فِيهِ، وَأَكْثَرُهُ لَيْسَ كَذَلِكَ، فَمَا تَرْجَمْنَاهُ بِهِ إِذًا أَوْلَى. وَاللَّهُ أَعْلَمُ

اور الخطیب الحافظ نے اس نوع میں ایک کتاب کی تصنیف کی ہے جس کا نام: "کتاب رافع الارتیاب فی "مقلوب من الاسماء والانساب" رکھا ہے۔ اور کبھی کبھار یہ نام اس کے اس چیز کے ساتھ خاص ہونے کا وہم پیدا کرتا ہے جو اس میں واقع ہوئی جیسا کہ وہ غلطی جو اس دوسری مثال میں ذکر کی گئی، اور ایسا ہونا اس میں ضروری نہیں ہے اور اکثر ایسا نہیں ہوتا، بنا بریں جو ہم نے عنوان قائم کیا وہ زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم



## النَّوْعُ السَّابِعُ وَالْخَمْسُونَ ستاونویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمَنْسُوبِينَ إِلَى غَيْرِ آبَائِهِمْ

# ان راویوں کا تعارف جو آباء کے علاوہ کی طرف منسوب ہوئے

وَذَلِكَ عَلَى ضُرُوبٍ:

أَحَدُهَا: مَنْ نُسِبَ إِلَى أُمِّهِ، مِنْهُمْ مُعَاذٌ، وَمُعَوِّذٌ، وَعَوْذٌ بَنُو عَفْرَاءَ، هِيَ أُمُّهُمْ، وَأَبُوهُمُ الْحَارِثُ بْنُ رِفَاعَةَ الْأَنْصَارِيُّ، وَذَكَرَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ أَنَّهُ يُقَالُ فِي عَوْذٍ عَوْفٌ، وَأَنَّهُ الْأَكْثَرُ. بِلَالُ ابْنُ حَمَامَةَ الْمُؤَذِّنُ: حَمَامَةُ أُمُّهُ، وَأَبُوهُ رَبَاحٌ. سُهَيْلٌ وَأَخَوَاهُ سَهْلٌ وَصَفْوَانُ بَنُو بَيْضَاءَ، هِيَ أُمُّهُمْ وَاسْمُهَا دَعْدُ، وَاسْمُ أَبِيهِمْ وَهْبٌ. شُرَحْبِيلُ ابْنُ حَسَنَةَ، هِيَ أُمُّهُ، وَأَبُوهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُطَاعِ الْكِنْدِيُّ. عَبْدُ اللهِ ابْنُ بُحَيْنَةَ، هِيَ أُمُّهُ، وَأَبُوهُ مَالِكُ بْنُ الْقِشْبِ الْأَزْدِيُّ الْأَسَدِيُّ. سَعْدُ ابْنُ حَبْتَةَ الْأَنْصَارِيُّ: هِيَ أُمُّهُ، وَأَبُوهُ بُحَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ جَدُّ أَبِي يُوسُفَ الْقَاضِي. هَؤُلَاءِ صَحَابَةٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

اور یہ متعدد اقسام پر مشتمل ہیں:

پہلی قسم: جو ماں کی طرف نسبت کئے گئے، جن میں معاذ، معوذ اور عوذ، عفراء کے بیٹے ہیں یہ ان کی ماں ہیں اور ان کے والد حارث بن رفاعہ انصاری ہیں، اور ابن عبدالبر نے ذکر کیا ہے کہ عُوذ کے بارے میں کہا جاتا تھا: کہ یہ عوف ہیں اور یہی زیادہ تر مشہور ہے۔ بلال ابن حمامہ مؤذن، حمامہ ان کی والدہ ہیں اور والد رباح ہیں۔ سہیل اور ان کے دونوں بھائی سہل اور صفوان، بیضاء کے بیٹے ہیں یہ ان کی والدہ ہیں اور انکا نام دعد ہے، اور ان کے والد کا نام وھب ہے۔ شرحبیل ابن حسنہ، یہ ان کی والدہ ہیں اور ان کے والد عبداللہ بن مطاع الکندی ہیں۔ عبداللہ ابن بحینہ یہ ان کی والدہ ہیں اور انکے والد بُحیر بن معاویہ قاضی ابو یوسفؒ کے دادا ہیں۔ یہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

وَمِنْ غَيْرِهِمْ: مُحَمَّدُ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ: هِيَ أُمُّهُ وَاسْمُهَا خَوْلَةُ، وَأَبُوهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ: هِيَ أُمُّهُ، وَأَبُوهُ إِبْرَاهِيمُ أَبُو إِسْحَاقَ.

إِبْرَاهِيمُ ابْنُ هَرَاسَةَ: قَالَ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ سَعِيدٍ: هِيَ أُمُّهُ، وَأَبُوهُ سَلَمَةُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور ان کے علاوہ میں محمد ابن الحنفیہ، یہ ان کی والدہ ہیں اور انکا نام خولہ ہے اور ان کے والد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

اسماعیل ابن عُلَیہ، یہ ان کی والدہ ہیں اور ان کے والد ابراہیم ابواسحاق ہیں۔ ابراہیم ابن ہراسہ، عبدالغنی بن سعید نے کہا ہے: یہ ان کی والدہ ہیں اور ان کے والد سلمہ ہیں۔ واللہ اعلم

الثَّانِي: مَنْ نُسِبَ إِلَى جَدَّتِهِ: مِنْهُمْ: يَعْلَى ابْنُ مُنْيَةَ الصَّحَابِيُّ هِيَ فِي قَوْلِ الزُّبَيْرِ بْنِ بَكَّارٍ جَدَّتُهُ أُمُّ أَبِيهِ، وَأَبُوهُ أُمَيَّةُ. وَمِنْهُمْ: بَشِيرُ ابْنُ الْخَصَاصِيَةِ الصَّحَابِيُّ هُوَ بَشِيرُ بْنُ مَعْبَدٍ، وَالْخَصَاصِيَةُ هِيَ أُمُّ الثَّالِثِ مِنْ أَجْدَادِهِ. وَمِنْ أَحْدَثِ ذَلِكَ عَهْدًا شَيْخُنَا أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَلِيٍّ الْبَغْدَادِيُّ، يُعْرَفُ بِابْنِ سُكَيْنَةَ وَهِيَ أُمُّ أَبِيهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

دوسری: جو دادی کی طرف منسوب ہوئے، ان میں یعلی ابن منیہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، زبیر بن بکار کے قول کے مطابق یہ ان کے والد کی ماں ان کی دادی ہیں اور ان کے والد امیہ ہیں، اور ان میں بشیر ابن الخصاصیہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، یہ بشر بن معبد ہیں اور خصاصیہ ان کی پشت میں تیسری دادی ہیں۔ اور قریب زمانے میں سے ہمارے شیخ ابواحمد عبدالوھاب بن علی بغدادی، ابن سکینہ کے نام سے جانے جاتے تھے اور یہ ان کے والد کی ماں ہیں۔ واللہ اعلم

الثَّالِثُ: مَنْ نُسِبَ إِلَى جَدِّهِ، مِنْهُمْ: أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ أَحَدُ الْعَشَرَةِ، هُوَ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْجَرَّاحِ. حَمَلُ بْنُ النَّابِغَةِ الْهُذَلِيُّ الصَّحَابِيُّ: هُوَ حَمَلُ بْنُ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ. مُجَمِّعُ بْنُ جَارِيَةَ الصَّحَابِيُّ، هُوَ مُجَمِّعُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ. ابْنُ جُرَيْجٍ: هُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ. بَنُو الْمَاجِشُونِ بِكَسْرِ الْجِيمِ: مِنْهُمْ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونِ، قَالَ أَبُو عَلِيٍّ الْغَسَّانِيُّ: هُوَ لَقَبُ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، وَجَرَى عَلَى بَنِيهِ وَبَنِي أَخِيهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ.

قُلْتُ: وَالْمُخْتَارُ فِي مَعْنَاهُ أَنَّهُ الْأَبْيَضُ الْأَحْمَرُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

تیسری: جو دادا کی طرف منسوب ہوئے، ان میں ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں، یہ عامر بن عبداللہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔ حمل بن نابغہ ھذلی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، یہ حمل بن مالک بن نابغہ ہیں۔ مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، یہ مجمع بن یزید بن جاریہ ہیں۔ ابن جریج، یہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج ہیں۔ ماجشون کے بیٹے، جیم کے کسرہ کے ساتھ، ان میں یوسف بن یعقوب بن ابوسلمہ ماجشون ہیں۔ ابوعلی غسانی نے فرمایا: یہ یعقوب بن ابوسلمہ کا لقب ہے اور ان کے بیٹوں اور ان کے بھائی عبداللہ بن ابوسلمہ کے بیٹوں پر جاری ہوگیا۔

میں کہتا ہوں: اس کے معانی میں سے پسندیدہ ابیض واحمر (یعنی سفید و سرخ) ہے۔ واللہ اعلم

ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ أَبِي ذِئْبٍ.
ابْنُ أَبِي لَيْلَى الْفَقِيهُ: هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى. ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ. أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ الْإِمَامُ: هُوَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، أَبُو عَبْدِ اللهِ. بَنُو أَبِي شَيْبَةَ: أَبُو

بَكْرٍ وَعُثْمَانُ الْحَافِظَانِ وَأَخُوهُمَا الْقَاسِمُ، أَبُو شَيْبَةَ هُوَ جَدُّهُمْ، وَاسْمُهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ وَاسِطِيٌّ، وَأَبُوهُمْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. وَمِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ: أَبُو سَعِيدِ بْنُ يُونُسَ صَاحِبُ تَارِيخِ مِصْرَ: هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدَفِيُّ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

ابن ابی ذئب، یہ محمد بن عبدالرحمن بن مغیرہ بن ابی ذئب ہیں۔ ابن ابی لیلی فقیہ، یہ محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ہیں۔ ابن ابی ملیکہ، یہ عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ ہیں۔ احمد بن حنبلؒ جو کہ امام ہیں، یہ احمد بن محمد بن حنبل ابو عبداللہ ہیں۔ ابوشیبہ کے بیٹے ،ابوبکر اور عثمان دونوں حافظ ہیں اور ان کا بھائی قاسم ہے، ابوشیبہ ان کے دادا ہیں اور ان کا نام ابراھیم بن عثمان واسطی ہے اور ان کے والد محمد بن ابوشیبہ ہیں۔ اور متاخرین میں سے ابوسعید بن یونس جو تاریخ مصر کے لکھنے والے ہیں۔ وہ عبدالرحمن بن احمد بن یونس بن عبدالاعلی صدفی ہیں۔ واللہ اعلم

الرَّابِعُ: مَنْ نُسِبَ إِلَى رَجُلٍ غَيْرِ أَبِيهِ هُوَ مِنْهُ بِسَبَبٍ:

مِنْهُمْ: الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ: هُوَ الْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرِو بْنِ ثَعْلَبَةَ الْكِنْدِيُّ، وَقِيلَ: الْبَهْرَانِيُّ، كَانَ فِي حَجْرِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ الزُّهْرِيِّ، وَتَبَنَّاهُ فَنُسِبَ إِلَيْهِ. الْحَسَنُ بْنُ دِينَارٍ: هُوَ ابْنُ وَاصِلٍ، وَدِينَارٌ زَوْجُ أُمِّهِ، وَكَأَنَّ هَذَا خَفِيَ عَلَى ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ حَيْثُ قَالَ فِيهِ: الْحَسَنُ بْنُ دِينَارِ بْنِ وَاصِلٍ، فَجَعَلَ وَاصِلًا جَدَّهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

چوتھی: جو کسی سبب کی وجہ سے باپ کے علاوہ کسی اور شخص کی طرف منسوب ہو گئے۔ ان میں مقداد بن اسود ہیں، اور وہ مقداد بن عمرو بن ثعلبہ الکندی ہیں اور کہا گیا ہے کہ بہرانی ہیں، یہ اسود بن عبد یغوث زھری کی پرورش میں تھے اور اس نے ان کو منہ بولا بیٹا بنالیا تھا تو اسی کی طرف منسوب ہو گئے۔ حسن بن دینار، یہ واصل کے بیٹے ہیں اور دینار ان کی والدہ کے دوسرے شوہر ہیں۔ اور گویا کہ ابن ابی حاتم پر یہ بات مخفی رہی چونکہ انہوں نے ان کے بارے میں فرمایا: حسن بن دینار بن واصل، یعنی واصل کو ان کا دادا بنا دیا۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ الثَّامِنُ وَالْخَمْسُونَ　　　　اٹھاونویں قسم

# مَعْرِفَةُ النِّسَبِ الَّتِي بَاطِنُهَا عَلَى خِلَافِ ظَاهِرِهَا الَّذِي هُوَ السَّابِقُ إِلَى الْفَهْمِ مِنْهَا

# ان انساب کا تعارف جن کا باطن ان کے اُس ظاہر کے خلاف ہو جو بظاہر سمجھ میں آتا ہے

مِنْ ذَلِكَ أَبُو مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو: لَمْ يَشْهَدْ بَدْرًا فِي قَوْلِ الْأَكْثَرِ، وَلَكِنْ نَزَلَ بَدْرًا فَنُسِبَ إِلَيْهَا.

سُلَيْمَانُ بْنُ طَرْخَانَ التَّيْمِيُّ: نَزَلَ فِي تَيْمٍ وَلَيْسَ مِنْهُمْ، وَهُوَ مَوْلَى بَنِي مُرَّةَ.

أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هُوَ أَسَدِيٌّ مَوْلَى لِبَنِي أَسَدٍ، نَزَلَ فِي بَنِي دَالَانَ بَطْنٍ مِنْ هَمْدَانَ فَنُسِبَ إِلَيْهِمْ.

إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ الْخُوزِيُّ: لَيْسَ مِنَ الْخُوزِ، إِنَّمَا نَزَلَ شِعْبَ الْخُوزِ بِمَكَّةَ.

عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ الْعَرْزَمِيُّ: نَزَلَ جَبَّانَةَ عَرْزَمٍ بِالْكُوفَةِ، وَهِيَ قَبِيلَةٌ مَعْدُودَةٌ فِي فَزَارَةَ.

فَقِيلَ: عَرْزَمِيٌّ بِتَقْدِيمِ الرَّاءِ الْمُهْمَلَةِ عَلَى الزَّايِ.

مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْعَوَقِيُّ، أَبُو بَكْرٍ الْبَصْرِيُّ: بَاهِلِيٌّ نَزَلَ فِي الْعَوَقَةِ - بِالْقَافِ وَالْفَتْحِ - وَهُمْ بَطْنٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ، فَنُسِبَ إِلَيْهِمْ.

ان میں ابو مسعود بدری عقبہ بن عمرو ہیں، اکثر کے قول کے مطابق یہ بدر میں شریک نہیں ہوئے لیکن انہوں نے بدر میں قیام کیا تو اس کی طرف نسبت کر دیئے گئے۔ سلیمان بن طرخان تیمی نے تیم میں قیام کیا اور یہ ان میں سے نہیں ہیں یہ تو بنی مرہ کے آزاد کردہ ہیں۔ ابو خالد دالانی یزید بن عبدالرحمن یہ اسدی ہیں بنی اسد کے آزاد کردہ ہیں، انہوں نے بنی دالان میں قیام کیا جو ھمد ان کی ایک وادی ہے، پس ان کی طرف منسوب ہو گئے۔ ابراھیم بن یزید خوزی، یہ خوز کے نہیں ہیں انہوں نے تو صرف مکہ میں خوز کی گھاٹی میں قیام کیا تھا۔ عبدالملک بن ابو سلیمان عرزمی، کوفہ میں عرزم کے جبانہ میں قیام کیا اور یہ فزارہ میں چھوٹا سا قبیلہ ہے تو ان کو عرزمی کہہ گیا

راء مہملہ کی زاء پر تقدیم کے ساتھ۔ محمد بن سنان عَوَقی ابوبکر بصری، باھلی ہیں، عوقہ میں قیام کیا قاف اور فتحہ کے ساتھ، اور یہ عبد قیس کی ایک وادی ہے، پس ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ: جَلِيلٌ رَوَى عَنْهُ مُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ، هُوَ أَزْدِيٌّ عُرِفَ بِالسُّلَمِيِّ، لِأَنَّ أُمَّهُ كَانَتْ سُلَمِيَّةً، ثَبَتَ ذَلِكَ عَنْهُ، وَأَبُو عَمْرِو بْنُ نُجَيْدٍ السُّلَمِيُّ كَذَلِكَ، فَإِنَّهُ حَافِدُهُ، وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ: مُصَنِّفُ الْكُتُبِ لِلصُّوفِيَّةِ، كَانَتْ أُمُّهُ ابْنَةَ أَبِي عَمْرٍو الْمَذْكُورِ، فَنُسِبَ سُلَمِيًّا، وَهُوَ أَزْدِيٌّ أَيْضًا جَدُّهُ ابْنُ عَمِّ أَحْمَدَ بْنِ يُوسُفَ.

احمد بن یوسف سلمی، بڑے درجے کے آدمی ہیں، ان سے مسلم وغیرہ نے روایت کی ہے، یہ ازدی ہیں، سلمی کے نام سے جانے گئے، اس لئے کہ ان کی والدہ سلمیہ ہیں، یہ نام اسی کی طرف نسبت سے ثابت ہوا ہے۔ اور ابوعمرو بن نجیر سلمی بھی ایسے ہی ہیں اس لئے کہ یہ ان کا پوتا ہے۔ اور ابوعبدالرحمن سلمی صوفیاء کی کتابوں کے مصنف ہیں ان کی والدہ ابوعمرو مذکور کی بیٹی ہیں پس سلمی ہونے کی طرف نسبت کردی گئی اور یہ ازدی بھی ہیں ان کا دادا احمد بن یوسف کا چچازاد ہے۔

وَيَقْرُبُ مِنْ ذَلِكَ وَيَلْتَحِقُ بِهِ مِقْسَمٌ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: هُوَ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، لَزِمَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقِيلَ لَهُ: مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، لِلُزُومِهِ إِيَّاهُ. يَزِيدُ الْفَقِيرُ: أَحَدُ التَّابِعِينَ، وُصِفَ بِذَلِكَ لِأَنَّهُ أُصِيبَ فِي فَقَارِ ظَهْرِهِ، فَكَانَ يَأْلَمُ مِنْهُ حَتَّى يَنْحَنِيَ لَهُ. خَالِدٌ الْحَذَّاءُ: لَمْ يَكُنْ حَذَّاءً، وَوُصِفَ بِذَلِكَ لِجُلُوسِهِ فِي الْحَذَّائِينَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور اس سے قریب اور ملتے جلتے مقسم مولی ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں، یہ عبد اللہ بن حارث بن نوفل کے آزاد کردہ ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیوستہ رہے تو ان کو مولی ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا گیا، ان کے ساتھ چمٹے رہنے کی وجہ سے۔ یزید الفقیر تابعین میں سے ایک ہیں۔ ان کو یہ وصف اسلئے دیا گیا کہ ان کو ریڑھ کی ہڈی میں زخم ہوگیا تو ان کو اس سے تکلیف ہوتی تھی حتی کہ جھکاؤ پیدا ہوگیا۔ خالد الحذاء (جوتا بنانے والا)، یہ حذاء (جوتا بنانے والے) نہیں تھے۔ جوتا بنانے والوں کے ساتھ بیٹھنے کی وجہ سے ان کو یہ وصف دیا گیا۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ التَّاسِعُ وَالْخَمْسُونَ انسٹھویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمُبْهَمَاتِ

# مبہمات کا تعارف

أَيْ مَعْرِفَةُ أَسْمَاءِ مَنْ أُبْهِمَ ذِكْرُهُ فِي الْحَدِيثِ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ. وَصَنَّفَ فِي ذَلِكَ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ سَعِيدٍ الْحَافِظُ، وَالْخَطِيبُ وَغَيْرُهُمَا. وَيُعْرَفُ ذَلِكَ بِوُرُودِهِ مُسَمًّى فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ، وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ لَمْ يُوقَفْ عَلَى أَسْمَائِهِمْ. وَهُوَ عَلَى أَقْسَامٍ:

یعنی حدیث میں مردوں اور عورتوں میں سے ایسے افراد کے ناموں کی معرفت جن کا ذکر ابہام میں ڈال دے۔ اور اس بارے میں عبدالغنی بن سعید الحافظ اور خطیب وغیرہ نے تصنیف فرمائی ہے۔ اور بعض (دوسری) روایات میں ان کا نام آجانے سے ان کی پہچان کی جاتی ہے، اور ان میں سے اکثر کے ناموں سے واقفیت نہیں ہوئی۔ اور یہ چند اقسام پر مشتمل ہیں۔

مِنْهَا وَهُوَ مِنْ أَبْهَمِهَا: مَا قِيلَ فِيهِ "رَجُلٌ" أَوِ "امْرَأَةٌ"، وَمِنْ أَمْثِلَتِهِ: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! الْحَجُّ كُلَّ عَامٍ؟ هَذَا الرَّجُلُ هُوَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ، بَيَّنَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى. حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَرُّوا بِحَيٍّ فَلَمْ يُضَيِّفُوهُمْ، فَلُدِغَ سَيِّدُهُمْ، فَرَقَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى ثَلَاثِينَ شَاةً، الْحَدِيثَ، الرَّاقِي هُوَ الرَّاوِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ.

ان اقسام میں سے زیادہ ابہام میں ڈالنے والے لفظ "رجل" اور "امرأة" ہیں۔ اور اس کی مثالوں میں سے ہے: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کہ ایک شخص نے سوال کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا حج ہر سال فرض ہے؟" اور یہ شخص اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ ہیں، دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی وضاحت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے چند حضرات کے بارے میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ وہ ایک بستی سے گزرے تو اہل قریہ نے ان کی مہمان نوازی نہیں کی، ان کے سردار کو بچھو نے ڈنگ مارا تو انا صحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص نے تیس بکریوں کے عوض اس کو سورۃ فاتحہ کے ساتھ دم کیا، الحدیث۔ رُقیہ (دم) کرنے والے، خود راوی ابوسعید خدری ہیں۔

حَدِيثُ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رَأَى حَبْلًا مَمْدُودًا بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ،

فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا: " فُلَانَةُ تُصَلِّي، فَإِذَا غُلِبَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ "، قِيلَ: إِنَّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ زَوْجُ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَقِيلَ: أُخْتُهَا حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ، وَقِيلَ: مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ.

الْمَرْأَةُ الَّتِي سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْحَيْضِ فَقَالَ: " خُذِي فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ . . . " هِيَ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ الْأَنْصَارِيَّةُ، وَكَانَ يُقَالُ لَهَا: خَطِيبَةُ النِّسَاءِ، وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: تَسْمِيَتُهَا: " أَسْمَاءُ بِنْتُ شَكَلٍ "، وَاللهُ أَعْلَمُ.

انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں دوستونوں کے درمیان رسی کھینچی ہوئی دیکھی تو اس کے بارے میں پوچھا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا: فلاں خاتون نماز پڑھتی ہیں جب ان پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں۔ کہا گیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھیں، اور کہا گیا کہ ان کی بہن حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا تھیں، اور کہا گیا کہ ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا تھیں۔ وہ عورت جس نے رسول اللہ ﷺ سے حیض سے غسل کے بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا: ''مشک ملی روئی رکھ لو'' یہ اسماء بنت یزید بن السکن انصاریہ رضی اللہ عنہا ہیں اور ان کو خطیبۃ النساء (عورتوں کی خطیب) کہا جاتا تھا۔ اور مسلم کی روایت میں ان کا نام اسماء بنت شکل ہے۔ واللہ اعلم

وَمِنْهَا: مَا أُبْهِمَ بِأَنْ قِيلَ فِيهِ: " ابْنُ فُلَانٍ " أَوِ " ابْنُ الْفُلَانِيِّ " أَوِ " ابْنَةُ فُلَانٍ " أَوْ نَحْوُ ذَلِكَ.

وَمِنْ ذَلِكَ حَدِيثُ أُمِّ عَطِيَّةَ: مَاتَتْ إِحْدَى بَنَاتِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ: " اغْسِلْنَهَا بِمَاءٍ وَسِدْرٍ . . . " الْحَدِيثَ، هِيَ زَيْنَبُ زَوْجَةُ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ، أَكْبَرُ بَنَاتِهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَإِنْ كَانَ قَدْ قِيلَ: أَكْبَرُهُنَّ رُقَيَّةُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور اس کی اقسام میں سے ہے: وہ جس میں ابہام پیدا کیا جائے یعنی ''فلاں کا بیٹا'' یا ''فلانی کا بیٹا'' یا ''فلاں کی بیٹی'' یا اس کے ہم مثل کہا جائے۔ ام عطیہ کی حدیث اسی میں سے ہے: رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں میں سے ایک انتقال فرما گئیں تو ارشاد فرمایا: ''اس کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو۔۔۔ الحدیث'' یہ ابوالعاص بن ربیع کی زوجہ زینب رضی اللہ عنہا ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں، اگرچہ کہا گیا کہ ان میں سب سے بڑی رقیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ واللہ اعلم

ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ: ذَكَرَ صَاحِبُ الطَّبَقَاتِ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ اسْمَهُ عَبْدُ اللهِ، وَهَذِهِ نِسْبَةٌ إِلَى بَنِي لُتْبٍ - بِضَمِّ اللَّامِ وَإِسْكَانِ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقُ - بَطْنٌ مِنَ الْأَسْدِ - بِإِسْكَانِ السِّينِ - وَهُمُ الْأَزْدُ، وَقِيلَ: ابْنُ الْأُتْبِيَّةِ - بِالْهَمْزَةِ - وَلَا صِحَّةَ لَهُ.

ابن اللتبیہ: صاحب الطبقات محمد بن سعد نے ذکر کیا کہ ان کا نام عبداللہ ہے اور یہ بنی لُتب کی طرف نسبت ہے، لام کے ضمہ اور اوپر دو نقطوں والی تاء کے اسکان کے ساتھ۔ یہ سین کے سکون کے ساتھ اسد کی وادی ہے، اور یہ لوگ ازد ہیں اور ان کے بارے

میں کہا گیا ہے کہ یہ ابن اُحیبہ ہیں ہمزہ کے ساتھ، اور اس قول کی کوئی صحت نہیں ہے۔

ابْنُ مِرْبَعٍ الْأَنْصَارِيُّ، الَّذِي أَرْسَلَهُ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِلَى أَهْلِ عَرَفَةَ وَقَالَ: " كُونُوا عَلَى مَشَاعِرِكُمْ "، اسْمُهُ زَيْدٌ، وَقَالَ الْوَاقِدِيُّ وَكَاتِبُهُ ابْنُ سَعْدٍ: اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ.

ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى الْمُؤَذِّنُ: اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَائِدَةَ، وَقِيلَ: عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ، وَقِيلَ غَيْرُ ذَلِكَ. وَأُمُّ مَكْتُومٍ اسْمُهَا عَاتِكَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللهِ.

الِابْنَةُ الَّتِي أَرَادَ بَنُو هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ أَنْ يُزَوِّجُوهَا مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - هِيَ الْعَوْرَاءُ بِنْتُ أَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ: یہ وہ ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے اہلِ عرفہ کی طرف بھیجا اور فرمایا: ''اپنے اپنے اعمال کی جگہ ٹھہرے رہو'' ان کا نام زید ہے، اور واقدی نے اور اس (طبقات) کے کاتب ابن سعد نے کہا کہ ان کا نام عبداللہ ہے۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا جو مؤذن ہیں، ان کا نام عبداللہ بن زائدہ ہے، اور کہا گیا کہ عمرو بن قیس ہے، اور کہا گیا کہ اس کے علاوہ کچھ اور ہے۔ اور ام مکتوم ان کا نام عاتکہ بنت عبداللہ ہے۔ وہ خاتون جس کے بارے میں بنو ہشام بن مغیرہ نے ارادہ کیا کہ اس کا نکاح علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے کرادیں، یہ عوراء بنت ابی جہل بن ہشام بن مغیرہ ہے۔ واللہ اعلم

وَمِنْهَا: الْعَمُّ وَالْعَمَّةُ وَنَحْوُهُمَا: مِنْ ذَلِكَ: رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ عَنْ عَمِّهِ، فِي حَدِيثِ الْمُخَابَرَةِ، عَمُّهُ هُوَ ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ الْحَارِثِيُّ الْأَنْصَارِيُّ.

زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ: هُوَ قُطْبَةُ بْنُ مَالِكٍ الثَّعْلَبِيُّ بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ.

عَمَّةُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الَّتِي جَعَلَتْ تَبْكِي أَبَاهُ يَوْمَ أُحُدٍ: اسْمُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ، وَسَمَّاهَا الْوَاقِدِيُّ هِنْدًا، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور اس کی اقسام سے چچا، پھوپھی اور ان جیسے اسماء:

حدیث مخابرہ میں رافع بن خدیج کا اپنے چچا سے روایت کرنا، اور ان کے چچا ظہیر بن رافع حارثی انصاری ہیں۔ زید بن علاقہ کا اپنے چچا سے روایت کرنا، وہ قطبہ بن مالک ثعلبی ہیں، تین نقطوں والی ثاء کے ساتھ۔ جابر بن عبداللہ کی پھوپھی، یہ وہی ہیں جو احد کے دن اپنے والد کیلئے روتی رہی تھیں، ان کا نام فاطمہ بنت عمرو بن حرام ہے، اور واقدی نے ان کا نام ھندہ بتلایا ہے۔ واللہ اعلم

وَمِنْهَا: الزَّوْجُ وَالزَّوْجَةُ:

مِنْ ذَلِكَ حَدِيثُ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ أَنَّهَا وَلَدَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ، زَوْجُهَا هُوَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الَّذِي رَثَى لَهُ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ، وَكَانَ بَدْرِيًّا.

زَوْجُ بَرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ وَهِيَ بِفَتْحِ الْبَاءِ عِنْدَ أَهْلِ اللُّغَةِ، وَشَاعَ فِي أَلْسِنَةِ أَهْلِ الْحَدِيثِ كَسْرُهَا،

زَوْجُهَا اسْمُهُ هِلَالُ بْنُ مُرَّةَ الْأَشْجَعِيُّ عَلَى مَا رَوَيْنَاهُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

زَوْجَةُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الزَّبِيرِ - بِفَتْحِ الزَّايِ - الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ رِفَاعَةَ بْنِ سَمَوَالٍ الْقُرَظِيِّ فَطَلَّقَهَا، اسْمُهَا تَمِيمَةُ بِنْتُ وُهَيْبٍ، وَقِيلَ: تُمَيْمَةُ بِضَمِّ التَّاءِ، وَقِيلَ: سُهَيْمَةُ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

اوراس کی مثالوں میں سے ہے زوج (شوہر) اورزوجہ (بیوی):

اس کی مثال سُبَیْعَہ اسلمیہ کی حدیث ہے، انہوں نے اپنے شوہر کی وفات کے چندراتوں بعد بچہ جنا، ان کے شوہر سعد بن خولہ ہیں جن کیلئے رسول اللہ ﷺ نے ترس کھایا کہ وہ مکہ میں فوت ہوئے اور وہ بدری تھے۔ بروع بنت واشق کے شوہر، اور اہل لغت کے نزدیک یہ باء کے فتحہ کے ساتھ ہے، اور اہل حدیث کی زبانوں پر یہ کسرہ کے ساتھ مشہور ہوا ہے ان کے شوہر کا نام ھلال بن مرہ اشجعی ہے جو ہم نے بغیر سند کے روایت کیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن زبیر کی بیوی، زاء کے فتحہ کے ساتھ جو رفاعہ بن سموال قرظی کے عقد میں تھیں، پھر انہوں نے طلاق دے دی۔ ان کا نام تمیمہ بنت وہب ہے اور کہا گیا کہ تُمیمہ تاء کے ضمہ کے ساتھ ہے اور کہا گیا کہ سہیمہ ہے۔ واللہ اعلم



النَّوْعُ الْمُوفِي سِتِّينَ — مکمل ساٹھویں نوع

# مَعْرِفَةُ تَوَارِيخِ الرُّوَاةِ

# (وفات وغیرہ میں) راویوں کی تاریخوں کا تعارف

وَفِيهَا مَعْرِفَةُ وَفَيَاتِ الصَّحَابَةِ وَالْمُحَدِّثِينَ وَالْعُلَمَاءِ، وَمَوَالِيدِهِمْ، وَمَقَادِيرِ أَعْمَارِهِمْ، وَنَحْوِ ذَلِكَ.

اور اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم، محدثین، علماء اور ان کی اولادوں کی (تاریخ) وفات اور ان کی عمروں کی مقداروں اور اس جیسی دیگر چیزوں کا بیان ہے۔

رَوَيْنَا عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: "لَمَّا اسْتَعْمَلَ الرُّوَاةُ الْكَذِبَ اسْتَعْمَلْنَا لَهُمُ التَّارِيخَ"، أَوْ كَمَا قَالَ. وَرَوَيْنَا عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ أَنَّهُ قَالَ: "إِذَا اتَّهَمْتُمُ الشَّيْخَ، فَحَاسِبُوهُ بِالسِّنِينَ"، يَعْنِي احْسُبُوا سِنَّهُ وَسِنَّ مَنْ كَتَبَ عَنْهُ.

ہم نے سفیان ثوری سے روایت کیا بیشک انہوں نے فرمایا "جب رواۃ (کی عمروں) کے بارے میں جھوٹ پر عمل کیا جانے لگا تو ہم نے ان کی تاریخوں کو عمل میں لانا شروع کر دیا" یا جیسے فرمایا۔ اور ہم نے حفص بن غیاث سے روایت کیا بیشک انہوں نے فرمایا: "جب تمہیں شیخ کے بارے میں وہم میں ڈالا جائے تو ان کی عمر کا حساب کرلو" یعنی شیخ کی تاریخ وفات کا حساب لگاؤ اور ان سے کتابت کی روایت کرنے والے کا حساب لگاؤ۔

وَهَذَا كَنَحْوِ مَا رَوَيْنَا عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ قَالَ: "كُنْتُ بِالْعِرَاقِ، فَأَتَانِي أَهْلُ الْحَدِيثِ، فَقَالُوا: هَاهُنَا رَجُلٌ يُحَدِّثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: أَيَّ سَنَةٍ كَتَبْتَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ؟ فَقَالَ: سَنَةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ - يَعْنِي وَمِائَةٍ -، فَقُلْتُ: أَنْتَ تَزْعُمُ أَنَّكَ سَمِعْتَ مِنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ بَعْدَ مَوْتِهِ بِسَبْعِ سِنِينَ؟ قَالَ إِسْمَاعِيلُ: مَاتَ خَالِدٌ سَنَةَ سِتٍّ وَمِائَةٍ".

اور اسی کی مانند ہے جو ہم نے اسماعیل بن عیاش سے روایت کیا فرمایا: "میں عراق میں تھا تو میرے پاس اہل حدیث تشریف لائے اور انہوں نے بتایا: یہاں ایک شخص ہے جو خالد بن معدان سے حدیث کی روایت کرتا ہے، میں اس کے پاس گیا اور پوچھا: آپ نے کس سال میں خالد بن معدان سے کتابت کی ہے؟ تو اس نے بتایا تیرھویں سال یعنی ایک سو تیرہ ہجری میں، تو میں نے

اس کو کہا: تم یہ سمجھتے ہو کہ تم نے خالد بن معدان سے ان کی وفات سے بھی سات سال بعد سماع کیا ہے؟ اسماعیلؒ نے بتایا: کہ خالد نے ایک سو چھ ہجری میں وفات پائی ہے۔

قُلْتُ: وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ عُفَيْرِ بْنِ مَعْدَانَ قِصَّةً نَحْوَ هَذِهِ جَرَتْ لَهُ مَعَ بَعْضِ مَنْ حَدَّثَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، ذَكَرَ عُفَيْرٌ فِيهَا أَنَّ خَالِدًا مَاتَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَمِائَةٍ.

میں کہتا ہوں: اور تحقیق ہم نے عفیر بن معدان سے اسی کے مثل قصہ روایت کیا ہے جو ان کو کسی ایک شخص کے ساتھ پیش آیا جس نے خالد بن معدان سے حدیث کی روایت کی۔ اس واقعے میں عفیر نے ذکر کیا کہ خالد ایک سو چار ہجری میں فوت ہوئے۔

وَرَوَيْنَا عَنِ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللهِ قَالَ: "لَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْكَشِّيُّ، وَحَدَّثَ عَنْ عَبْدِ بْنِ حُمَيْدٍ، سَأَلْتُهُ عَنْ مَوْلِدِهِ، فَذَكَرَ أَنَّهُ وُلِدَ سَنَةَ سِتِّينَ وَمِائَتَيْنِ، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِنَا: سَمِعَ هَذَا الشَّيْخُ مِنْ عَبْدِ بْنِ حُمَيْدٍ بَعْدَ مَوْتِهِ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً".

اور ہم نے حاکم ابو عبداللہ سے روایت کی فرمایا: ''جب ابو جعفر محمد بن حاتم الکشی ہمارے پاس آیا اور عبد بن حمید سے حدیث کی روایت کی، میں نے اس سے اس کی تاریخ پیدائش کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ دو سو ساٹھ ہجری میں پیدا ہوا ہے۔ تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اس شیخ نے عبد بن حمید سے ان کی وفات کے تیرہ سال بعد سماع کیا ہے۔''

وَبَلَغَنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحُمَيْدِيِّ الْأَنْدَلُسِيِّ أَنَّهُ قَالَ مَا تَحْرِيرُهُ: "ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ مِنْ عُلُومِ الْحَدِيثِ يَجِبُ تَقْدِيمُ التَّهَمُّمِ بِهَا: الْعِلَلُ، وَأَحْسَنُ كِتَابٍ وُضِعَ فِيهِ "كِتَابُ الدَّارَقُطْنِيِّ"، وَالْمُؤْتَلِفُ وَالْمُخْتَلِفُ، وَأَحْسَنُ كِتَابٍ وُضِعَ فِيهِ "كِتَابُ ابْنِ مَاكُولَا"، وَوَفَيَاتُ الشُّيُوخِ، وَلَيْسَ فِيهِ كِتَابٌ".

اور ہمیں ابو عبداللہ حمیدی اندلسی سے خبر پہنچی بیشک انہوں نے اپنی تحریر میں فرمایا: ''علوم حدیث میں سے تین چیزیں ایسی ہیں'' جن کو پہلے از بر کر لینا ضروری ہوتا ہے: علل، اور اس کے بارے میں بہترین لکھی گئی کتاب ''کتاب الدارقطنی'' ہے، اور مؤتلف ومختلف اور اس کے بارے میں وضع کی گئی بہترین کتاب ''کتاب ابن ماکولا'' ہے، اور شیوخ کی تواریخ وفات، اور اس کے بارے میں کوئی کتاب نہیں ہے۔

قُلْتُ: فِيهَا غَيْرُ كِتَابٍ، وَلَكِنْ مِنْ غَيْرِ اسْتِقْصَاءٍ وَتَعْمِيمٍ.

وَتَوَارِيخُ الْمُحَدِّثِينَ مُشْتَمِلَةٌ عَلَى ذِكْرِ الْوَفَيَاتِ، وَلِذَلِكَ وَنَحْوِهِ سُمِّيَتْ تَوَارِيخَ، وَأَمَّا مَا فِيهَا مِنَ الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ وَنَحْوِهِمَا فَلَا يُنَاسِبُ هَذَا الِاسْمَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں کہ مستقل تصنیف کے علاوہ بغیر حصر اور عمومی طور پر ان کا ذکر کتابوں میں ہے اور محدثین کی تواریخ وفیات پر بھی مشتمل ہیں اور اسی لئے ان کو اور ان جیسی (دیگر کتب) کو تواریخ کہا جاتا ہے۔ اور بہر حال جو اس میں جرح وتعدیل اور دیگر اس

طرح کی چیزیں ہیں (ان کے اعتبار سے) یہ نام مناسب نہیں ہے۔ واللہ اعلم

وَلْنَذْكُرْ مِنْ ذَٰلِكَ عُيُونًا:

ہم اس میں سے بعض کو وضاحت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں:

أَحَدُهَا: الصَّحِيحُ فِي سِنِّ سَيِّدِنَا سَيِّدِ الْبَشَرِ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ - ثَلَاثٌ وَسِتُّونَ سَنَةً، وَقُبِضَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَوْمَ الِاثْنَيْنِ ضُحًى لِاثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ سَنَةَ إِحْدَى عَشْرَةَ مِنَ الْهِجْرَةِ.

وَتُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ فِي جُمَادَى الْأُولَى سَنَةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ. وَعُمَرُ: فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ.

وَعُثْمَانُ: فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، وَهُوَ ابْنُ اثْنَتَيْنِ وَثَمَانِينَ سَنَةً، وَقِيلَ: ابْنُ تِسْعِينَ، وَقِيلَ غَيْرُ ذَلِكَ. وَعَلِيٌّ: فِي شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ أَرْبَعِينَ، وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَقِيلَ: ابْنُ أَرْبَعٍ وَسِتِّينَ، وَقِيلَ: ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّينَ. وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَمِيعًا فِي جُمَادَى الْأُولَى سَنَةَ سِتٍّ وَثَلَاثِينَ، وَرَوَيْنَا عَنِ الْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللهِ أَنَّ سِنَّهُمَا كَانَ وَاحِدًا، كَانَا ابْنَيْ أَرْبَعٍ وَسِتِّينَ، وَقَدْ قِيلَ غَيْرُ مَا ذَكَرَهُ الْحَاكِمُ. وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: سَنَةَ خَمْسٍ وَخَمْسِينَ عَلَى الْأَصَحِّ، وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ سَنَةً. وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ: سَنَةَ إِحْدَى وَخَمْسِينَ، وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ وَسَبْعِينَ. وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثِينَ، وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسَبْعِينَ سَنَةً. وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ: سَنَةَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ، وَهُوَ ابْنُ ثَمَانٍ وَخَمْسِينَ سَنَةً.

وَفِي بَعْضِ مَا ذَكَرْتُهُ خِلَافٌ لَمْ أَذْكُرْهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

نمبر 1۔ سیدنا سید البشر رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے دو ساتھیوں ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی عمروں کے بارے میں صحیح قول تریسٹھ سال کا ہے۔ ہجرت کے گیارہویں سال، ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکیں تو سوموار کے روز چاشت کے وقت رسول اللہ ﷺ (کی روح مبارک) قبض کی گئی۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جمادی الاولی تیرہ (13) ہجری میں وفات پائی، اور عمر رضی اللہ عنہ نے ذی الحجہ تیئیس (23) ہجری میں، اور عثمان رضی اللہ عنہ نے ذی الحجہ پینتیس (35) ہجری میں، اور وہ بیاسی سال کے تھے۔ اور کہا گیا کہ نوے (90) سال کے تھے اور اس کے علاوہ بھی قول کیا گیا۔ اور علی رضی اللہ عنہ ماہ رمضان چالیس (40) ہجری میں۔ اور وہ تریسٹھ (63) برس کے تھے، اور کہا گیا کہ چونسٹھ کے، اور کہا گیا کہ پینسٹھ کے تھے۔ اور طلحہ و زبیر دونوں جمادی الاولی چھتیس (36) ہجری میں، اور ہم نے حاکم ابوعبداللہ سے روایت کیا ہے کہ دونوں کی عمر ایک (جیسی) تھی۔ دونوں چونسٹھ (64) برس کے تھے۔ اور تحقیق جو حاکم نے کہا اس کے علاوہ بھی قول کیا گیا ہے۔ اور سعد بن ابی وقاص صحیح قول کے مطابق پچپن ہجری میں فوت ہوئے اور وہ تہتر (73) برس کے تھے۔ اور سعید بن زید اکیاون (51) ہجری میں اور وہ تہتر یا چوہتر برس کے تھے۔ اور عبدالرحمن بن عوف بتیس ہجری میں اور وہ

پچھتر (75) برس کے تھے۔ اور ابوعبیدہ بن جراح اٹھارہ ہجری میں اور وہ اٹھاون برس کے تھے۔ اور جو میں نے ذکر کیا اس میں سے بعض میں اختلاف ہے جس کو میں نے ذکر نہیں کیا۔ واللہ اعلم

الثَّانِي: شَخْصَانِ مِنَ الصَّحَابَةِ عَاشَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ سِتِّينَ سَنَةً، وَفِي الْإِسْلَامِ سِتِّينَ سَنَةً، وَمَاتَا بِالْمَدِينَةِ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَخَمْسِينَ. أَحَدُهُمَا: حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ، وَكَانَ مَوْلِدُهُ فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ، قَبْلَ عَامِ الْفِيلِ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً. وَالثَّانِي: حَسَّانُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ حَرَامٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَرَوَى ابْنُ إِسْحَاقَ أَنَّهُ وَآبَاءَهُ ثَابِتًا وَالْمُنْذِرَ وَحَرَامًا عَاشَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ عِشْرِينَ وَمِائَةَ سَنَةٍ، وَذَكَرَ أَبُو نُعَيْمٍ الْحَافِظُ: أَنَّهُ لَا يُعْرَفُ فِي الْعَرَبِ مِثْلُ ذَلِكَ لِغَيْرِهِمْ، وَقَدْ قِيلَ: إِنَّ حَسَّانَ مَاتَ سَنَةَ خَمْسِينَ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

نمبر 2۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے دو اشخاص ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال حالت اسلام میں زندہ رہے اور دونوں چون (54) ہجری میں مدینہ میں فوت ہوئے: ان میں سے ایک حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ ہیں ان کی جائے پیدائش وسط کعبہ ہے عام الفیل سے تیرہ سال پہلے پیدا ہوئے۔ اور دوسرے: حسان بن ثابت بن منذر بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ وہ اور ان کے والد ثابت (نامی) تھے۔ اور منذر اور حرام ان میں سے ہر ایک (120) سال زندہ رہا۔ اور ابونعیم الحافظ نے ذکر کیا ہے کہ وہ عرب میں ان کے علاوہ کوئی ان جیسا نہیں جانتے۔ اور تحقیق کہا گیا ہے کہ حسان پچاس ہجری میں فوت ہوئے۔ واللہ اعلم

الثَّالِثُ: أَصْحَابُ الْمَذَاهِبِ الْخَمْسَةِ الْمَتْبُوعَةِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ -:

فَسُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّوْرِيُّ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: مَاتَ بِلَا خِلَافٍ بِالْبَصْرَةِ سَنَةَ إِحْدَى وَسِتِّينَ وَمِائَةٍ، وَكَانَ مَوْلِدُهُ سَنَةَ سَبْعٍ وَتِسْعِينَ. وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ سَنَةَ تِسْعٍ وَسَبْعِينَ وَمِائَةٍ قَبْلَ الثَّمَانِينَ بِسَنَةٍ، وَاخْتُلِفَ فِي مِيلَادِهِ، فَقِيلَ: فِي ثَلَاثٍ وَتِسْعِينَ، وَقِيلَ: سَنَةَ إِحْدَى، وَقِيلَ: سَنَةَ أَرْبَعٍ، وَقِيلَ: سَنَةَ سَبْعٍ. وَأَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ: مَاتَ سَنَةَ خَمْسِينَ وَمِائَةٍ بِبَغْدَادَ، وَهُوَ ابْنُ سَبْعِينَ سَنَةً. وَالشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ: مَاتَ فِي آخِرِ رَجَبٍ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَمِائَتَيْنِ بِمِصْرَ، وَوُلِدَ سَنَةَ خَمْسِينَ وَمِائَةٍ. وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ: مَاتَ بِبَغْدَادَ فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْآخِرِ سَنَةَ إِحْدَى وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ، وَوُلِدَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَسِتِّينَ وَمِائَةٍ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

نمبر 3۔ وہ پانچ مذاہب والے اصحاب جن کے مذاہب کا اتباع کیا گیا رضی اللہ عنہم:

چنانچہ سفیان بن سعید ثوری ابوعبداللہ بالاتفاق ایک سو اکسٹھ ہجری میں بصرہ میں فوت ہوئے اور ان کی پیدائش ستانوے (97) ہجری ہے۔

اور مالک بن انس رضی اللہ عنہ ایک سو اناسی (179) ہجری میں مدینہ میں فوت ہوئے، اسی (80) سے ایک سال پہلے۔ اور ان کی

تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے، پس کہا گیا کہ (93) ہجری ہے اور کہا گیا کہ اکانوے، اور کہا گیا کہ چورانوے اور کہا گیا کہ ستانوے ہجری ہے۔

اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک سو پچاس (150) ہجری میں بغداد میں فوت ہوئے اور وہ ستر برس کے تھے۔ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ آخر رجب دوسو چار ہجری میں مصر میں فوت ہوئے اور ایک سو پچاس ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ربیع الآخر دوسو اکتالیس ہجری میں بغداد میں فوت ہوئے اور ایک سو چونسٹھ (164) ہجری میں پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم

الرَّابِعُ: أَصْحَابُ كُتُبِ الْحَدِيثِ الْخَمْسَةِ الْمُعْتَمَدَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ:

فَالْبُخَارِيُّ أَبُو عَبْدِ اللهِ: وُلِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ لِثَلَاثَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ شَوَّالٍ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ، وَمَاتَ بِخَرْتَنْكَ قَرِيبًا مِنْ سَمَرْقَنْدَ لَيْلَةَ عِيدِ الْفِطْرِ سَنَةَ سِتٍّ وَخَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ، فَكَانَ عُمْرُهُ اثْنَتَيْنِ وَسِتِّينَ سَنَةً إِلَّا ثَلَاثَةَ عَشَرَ يَوْمًا.

وَمُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ النَّيْسَابُورِيُّ: مَاتَ بِهَا لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ رَجَبٍ سَنَةَ إِحْدَى وَسِتِّينَ وَمِائَتَيْنِ، وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَخَمْسِينَ سَنَةً.

وَأَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ: سُلَيْمَانُ بْنُ الْأَشْعَثِ، مَاتَ بِالْبَصْرَةِ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ خَمْسٍ وَسَبْعِينَ وَمِائَتَيْنِ.

وَأَبُو عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى السُّلَمِيُّ التِّرْمِذِيُّ: مَاتَ بِهَا لِثَلَاثَ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَجَبٍ، سَنَةَ تِسْعٍ وَسَبْعِينَ وَمِائَتَيْنِ. وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبٍ النَّسَوِيُّ: مَاتَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِمِائَةٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

نمبر 4۔ پانچ معتمد کتب حدیث والے اصحاب رضی اللہ عنہم، پس بخاری ابوعبداللہ تیرہ شوال ایک سو چورانوے (194) ہجری جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ پیدا ہوئے۔ اور سن دوسو چھپن (256) ہجری عید الفطر کی رات سمرقند سے قریب خرتنک میں فوت ہوئے، ان کی عمر تیرہ روز کم باسٹھ سال تھی۔

اور مسلم بن حجاج نیشاپوری، رجب سے پانچ روز کم دوسو اکسٹھ ہجری نیشاپور میں فوت ہوئے اور پچپن برس کے تھے۔

اور ابوداؤد سجستانی سلیمان بن اشعث شوال دوسو پچھتر (275) ہجری میں بصرہ میں فوت ہوئے۔ اور ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ سُلمی ترمذی تیرہ رجب دوسو اناسی (179) ہجری ترمذ میں فوت ہوئے۔ اور ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسوی تین سو تین ہجری میں فوت ہوئے۔ واللہ اعلم

الْخَامِسُ: سَبْعَةٌ مِنَ الْحُفَّاظِ فِي سَاقَتِهِمْ أَحْسَنُوا التَّصْنِيفَ، وَعَظُمَ الِانْتِفَاعُ بِتَصَانِيفِهِمْ فِي أَعْصَارِنَا:

أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ الدَّارَقُطْنِيُّ الْبَغْدَادِيُّ: مَاتَ بِهَا فِي ذِي الْقِعْدَةِ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَمَانِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ، وُلِدَ فِي ذِي الْقِعْدَةِ سَنَةَ سِتٍّ وَثَلَاثِمِائَةٍ.

ثُمَّ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ الْبَيِّعِ النَّيْسَابُورِيُّ: مَاتَ بِهَا فِي صَفَرٍ سَنَةَ خَمْسٍ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، وَوُلِدَ بِهَا فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ سَنَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ.

ثُمَّ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ سَعِيدٍ الْأَزْدِيُّ حَافِظُ مِصْرَ: وُلِدَ فِي ذِي الْقِعْدَةِ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ، وَمَاتَ بِمِصْرَ فِي صَفَرٍ سَنَةَ تِسْعٍ وَأَرْبَعِمِائَةٍ.

ثُمَّ أَبُو نُعَيْمٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَصْبَهَانِيُّ الْحَافِظُ: وُلِدَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَثَلَاثِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ، وَمَاتَ فِي صَفَرٍ سَنَةَ ثَلَاثِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ بِأَصْبَهَانَ.

نمبر 5۔ انہی کے طریقے پر چلتے ہوئے سات حفاظ جنہوں نے بہترین تصانیف لکھیں اور ہمارے زمانے میں ان کی تصانیف سے عظیم فائدہ ہوا۔

ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی بغدادی، ذی قعدہ تین سو پچاسی (385) ہجری میں بغداد ہی میں وفات پائی، اور ذی قعدہ تین سو چھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ پھر حاکم ابوعبداللہ ابن البیع نیشاپوری نے صفر چار سو پانچ ہجری میں نیشاپور میں وفات پائی اور ماہ ربیع الاول تین سو اکیس ہجری میں وہیں پیدا ہوئے تھے۔ پھر ابومحمد عبدالغنی بن سعید ازدی جو مصر کے حافظ تھے، ذی قعدہ تین سو بتیس (332) ہجری میں پیدا ہوئے اور صفر چار سو نو ہجری میں مصر میں وفات پائی۔ پھر ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی حافظ تین سو چونتیس (334) ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور صفر چار سو تیس (430) ہجری میں اصبہان میں وفات پائی۔

وَمِنَ الطَّبَقَةِ الْأُخْرَى:

أَبُو عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ النَّمَرِيُّ حَافِظُ أَهْلِ الْمَغْرِبِ: وُلِدَ فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْآخِرِ سَنَةَ ثَمَانٍ وَسِتِّينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ. وَمَاتَ بِشَاطِبَةَ مِنْ بِلَادِ الْأَنْدَلُسِ فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْآخِرِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ.

ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْبَيْهَقِيُّ: وُلِدَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَثَمَانِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ، وَمَاتَ بِنَيْسَابُورَ فِي جُمَادَى الْأُولَى سَنَةَ ثَمَانٍ وَخَمْسِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، وَنُقِلَ إِلَى بَيْهَقَ فَدُفِنَ بِهَا.

ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَطِيبُ الْبَغْدَادِيُّ: وُلِدَ فِي جُمَادَى الْآخِرَةِ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَتِسْعِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ. وَمَاتَ بِبَغْدَادَ فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، رَحِمَهُمُ اللهُ وَإِيَّانَا وَالْمُسْلِمِينَ أَجْمَعِينَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور دوسرے طبقے میں سے: ابوعمر بن عبد البر نمری اہل مغرب کے حافظ، ربیع الثانی تین سو اڑسٹھ (368) ہجری میں پیدا

ہوئے اور اندلس (سپین) کے شہروں میں سے شاطبہ میں ربیع الآخر چار سو تریسٹھ ہجری میں وفات پائی۔ پھر ابو بکر احمد بن حسین بیہقی تین سو چوراسی (384) ہجری میں پیدا ہوئے اور جمادی الاولی چار سو اٹھاون (458) ہجری میں نیشاپور میں فوت ہوئے اور بیہق کی طرف منتقل کیے گئے پھر وہیں دفن ہوئے۔ پھر ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی جمادی الاخری تین سو بانوے ہجری میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ذی الحجہ چار سو تریسٹھ ہجری میں وفات پائی۔ اللہ ان پر اور ہم پر اور تمام مسلمانوں پر رحم فرمائے۔



## اَلنَّوْعُ الْحَادِي وَالسِّتُّونَ اکسٹھویں قسم

# مَعْرِفَةُ الثِّقَاتِ وَالضُّعَفَاءِ مِنْ رُوَاةِ الْحَدِيثِ

## ثقہ اور ضعیف راویوں کا تعارف

هَذَا مِنْ أَجَلِّ نَوْعٍ وَأَفْخَمِهِ، فَإِنَّهُ الْمِرْقَاةُ إِلَى مَعْرِفَةِ صِحَّةِ الْحَدِيثِ وَسَقَمِهِ، وَلِأَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيثِ فِيهِ تَصَانِيفُ كَثِيرَةٌ.

یہ عظیم اور شاندار نوع ہے، بیشک یہ حدیث کی صحت اور سقم کو جاننے کیلئے زینہ ہے، اور حدیث کی معرفت رکھنے والوں کی اس موضوع پر بہت سی تصانیف ہیں۔

مِنْهَا مَا أُفْرِدَ فِي الضُّعَفَاءِ: كَكِتَابِ الضُّعَفَاءِ لِلْبُخَارِيِّ، وَالضُّعَفَاءِ لِلنَّسَائِيِّ، وَالضُّعَفَاءِ لِلْعُقَيْلِيِّ وَغَيْرِهَا.

ان میں سے وہ جو صرف ضعفاء کے بارے میں لکھی گئیں: جیسا کہ (امام) بخاری کی کتاب الضعفاء، اور کتاب الضعفاء نسائی کی، اور الضعفاء عقیلی اور دیگر حضرات کی۔

وَمِنْهَا فِي الثِّقَاتِ فَحَسْبُ: كَكِتَابِ الثِّقَاتِ لِأَبِي حَاتِمِ بْنِ حِبَّانَ.

وَمِنْهَا مَا جُمِعَ فِيهِ بَيْنَ الثِّقَاتِ وَالضُّعَفَاءِ كَتَارِيخِ الْبُخَارِيِّ، وَتَارِيخِ ابْنِ أَبِي خَيْثَمَةَ وَمَا أَغْزَرَ فَوَائِدَهُ، وَكِتَابِ الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ لِابْنِ أَبِي حَاتِمٍ الرَّازِيِّ.

رَوَيْنَا عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَافِظِ جَزَرَةَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الرِّجَالِ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ، ثُمَّ تَبِعَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، ثُمَّ بَعْدَهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ.

اور ان میں سے وہ جو صرف ثقات کے بارے میں لکھی گئیں: جیسا کہ ابو حاتم بن حبان کی کتاب الثقات۔

اور ان میں سے وہ جنہوں نے ثقات اور ضعفاء (دونوں) کو جمع کیا: جیسا کہ تاریخ بخاری، تاریخ ابن خیثمہ اور یہ کیا ہی بسیار فوائد کی حامل ہے۔ اور ابن ابی حاتم رازی کی کتاب الجرح والتعدیل۔

ہم نے صالح بن محمد حافظ جزرہ سے روایت کیا، فرمایا: پہلا شخص جس نے رجال پر کلام کیا شعبہ بن حجاج ہیں، پھر یحی بن سعید قطان نے ان کا اتباع کیا، پھر اس کے بعد احمد بن حنبل اور یحی بن معین (نے اس پر کلام کیا)۔

قُلْتُ: وَهٰؤُلَاءِ يَعْنِي أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ تَصَدّٰى لِذٰلِكَ وَعُنِيَ بِهِ، وَإِلَّا فَالْكَلَامُ فِيهِ جَرْحًا وَتَعْدِيلًا مُتَقَدِّمٌ ثَابِتٌ عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ثُمَّ عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ، وَجُوِّزَ ذٰلِكَ صَوْنًا لِلشَّرِيعَةِ، وَنَفْيًا لِلْخَطَإِ وَالْكَذِبِ عَنْهَا.

میں کہتا ہوں: اور یہ تمام یعنی یہ وہ پہلے ہیں جو اس کام کے درپے ہوئے اور اس کو اہمیت دی وگرنہ اس میں جرح اور تعدیل کے اعتبار سے کلام تو پہلے سے رسول اللہ ﷺ پھر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اور ان کے بعد والے لوگوں سے ثابت ہے اور اس کو شریعت کی حفاظت اور خطا و جھوٹ کو اس سے دور کرنے کیلئے جائز قرار دیا گیا ہے۔

وَكَمَا جَازَ الْجَرْحُ فِي الشُّهُودِ جَازَ فِي الرُّوَاةِ، وَرُوِّيتُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ: قُلْتُ لِيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ: أَمَا تَخْشَى أَنْ يَكُونَ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ تَرَكْتَ حَدِيثَهُمْ خُصَمَاءَكَ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ: لَأَنْ يَكُونُوا خُصَمَائِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ خَصْمِي رَسُولَ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ لِي: "لِمَ لَمْ تَذُبَّ الْكَذِبَ عَنْ حَدِيثِي؟".

اور جیسے جرح گواہوں میں جائز ہے راویوں میں بھی جائز ہے۔ اور ابوبکر بن خلاد سے روایت کیا گیا ہے فرمایا: میں نے یحییٰ بن سعید سے کہا: کیا تم (اس بات سے) نہیں ڈرتے کہ یہ لوگ جن کی حدیثوں کو تم نے چھوڑ دیا ہے قیامت کے دن اللہ کے حضور تمہارے مدمقابل ہوں گے؟ تو فرمایا: اگر یہ میرے مدمقابل ہوں تو مجھے زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ رسول اللہ ﷺ میرے مدمقابل ہوں اور مجھ سے پوچھیں: ''تو نے میری حدیث سے کذب کو کیوں دور نہ کیا؟''

وَرَوَيْنَا - أَوْ بَلَغَنَا - أَنَّ أَبَا تُرَابٍ النَّخْشَبِيَّ الزَّاهِدَ سَمِعَ مِنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ: "يَا شَيْخُ! لَا تَغْتَبِ الْعُلَمَاءَ، فَقَالَ لَهُ: وَيْحَكَ! هٰذَا نَصِيحَةٌ لَيْسَ هٰذَا غِيبَةً".

ثُمَّ إِنَّ عَلَى الْآخِذِ فِي ذٰلِكَ أَنْ يَتَّقِيَ اللهَ - تَبَارَكَ وَتَعَالَى - وَيَتَثَبَّتَ وَيَتَوَقَّى التَّسَاهُلَ، كَيْلَا يَجْرَحَ سَلِيمًا وَيَسِمَ بَرِيئًا بِسِمَةِ سُوءٍ يَبْقَى عَلَيْهِ الدَّهْرَ عَارُهَا.

اور ہم نے روایت کیا یا ہمیں خبر پہنچی کہ ابو تراب نخشبی رحمہ اللہ نے جو بڑے پرہیزگار ہیں احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اس کے بارے میں کوئی بات سنی تو ان سے کہا: ''اے شیخ! علماء کی غیبت نہ کریں۔ تو (احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے) جواب دیا: تیرے لیے ہلاکت ہو! یہ نصیحت ہے یہ غیبت نہیں ہے۔ پھر اس کام کو شروع کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرے اور پکی بات کرے، اور تساہل سے بچے تاکہ کسی بے عیب پر جرح نہ کردے اور کسی بے قصور کو برے عیب کے ساتھ متہم نہ کردے جس کی مذمت ہمیشہ اس پر باقی رہے۔

وَأَحْسَبُ أَبَا مُحَمَّدٍ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي حَاتِمٍ - وَقَدْ قِيلَ إِنَّهُ كَانَ يُعَدُّ مِنَ الْأَبْدَالِ - مِنْ مِثْلِ مَا ذَكَرْتُهُ خَافَ، فِيمَا رَوَيْنَاهُ أَوْ بَلَغَنَا أَنَّ يُوسُفَ بْنَ الْحُسَيْنِ الرَّازِيَّ وَهُوَ الصُّوفِيُّ دَخَلَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَقْرَأُ

كِتَابَهُ فِي الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ، فَقَالَ لَهُ: كَمْ مِنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ قَدْ حَطُّوا رَوَاحِلَهُمْ فِي الْجَنَّةِ مُنْذُ مِائَةِ سَنَةٍ وَمِائَتَيْ سَنَةٍ وَأَنْتَ تَذْكُرُهُمْ وَتَغْتَابُهُمْ؟ فَبَكَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ.

اور میں سمجھتا ہوں کہ ابومحمد عبدالرحمن بن ابی حاتم اور کہا گیا ہے کہ ان کا شمار ابدالوں میں ہوتا ہے، وہ اس کے مثل سے ڈرتے ہیں جو ہم نے ذکر کیا ہے، اور جو ہم نے ان کے بارے میں روایت کیا یا ہمیں ان کے بارے میں خبر پہنچی ہے کہ یوسف بن حسین رازی اور یہ صوفی ہیں ان کے پاس گئے اور وہ جرح وتعدیل میں لکھی گئی ان کی کتاب دیکھ رہے تھے۔ تو ان سے کہا: ان میں سے کتنے ہی لوگ سو سال اور دو سو سال سے جنت میں قیام کر چکے ہیں اور تم ان کا تذکرہ کرتے ہو اور ان کی غیبت کرتے ہو؟ پھر عبدالرحمن رونے لگے۔

وَبَلَغَنَا أَيْضًا أَنَّهُ حُدِّثَ وَهُوَ يَقْرَأُ كِتَابَهُ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ قَالَ: "إِنَّا لَنَطْعَنُ عَلَى أَقْوَامٍ لَعَلَّهُمْ قَدْ حَطُّوا رِحَالَهُمْ فِي الْجَنَّةِ مُنْذُ أَكْثَرَ مِنْ مِائَتَيْ سَنَةٍ" فَبَكَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ، وَارْتَعَدَتْ يَدَاهُ حَتَّى سَقَطَ الْكِتَابُ مِنْ يَدِهِ.

اور ہمیں یہ خبر پہنچی کہ انہوں نے حدیث بیان کی اور وہ لوگوں کو (جرح وتعدیل سے متعلق) ان کی وہی کتاب یحییٰ بن معین سے مروی سنا رہے تھے کہ انہوں نے فرمایا: ''بیشک ہم لوگوں پر طعن کرتے ہیں اور شاید کہ وہ دو سو سال سے زائد عرصے سے جنت میں قیام کر رہے ہیں'' پھر عبدالرحمن روئے اور ان کے ہاتھ کانپ اٹھے حتی کہ کتاب ان کے ہاتھ سے گر گئی۔

قَالَ الْمُؤَلِّفُ: وَقَدْ أَخْطَأَ فِيهِ غَيْرُ وَاحِدٍ عَلَى غَيْرِ وَاحِدٍ، فَجَرَحُوهُمْ بِمَا لَا صِحَّةَ لَهُ.

مِنْ ذَلِكَ: جَرْحُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّسَائِيِّ لِأَحْمَدَ بْنِ صَالِحٍ، وَهُوَ إِمَامٌ حَافِظٌ ثِقَةٌ، لَا يَعْلَقُ بِهِ جَرْحٌ. أَخْرَجَ عَنْهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ، وَقَدْ كَانَ مِنْ أَحْمَدَ إِلَى النَّسَائِيِّ جَفَاءٌ أَفْسَدَ قَلْبَهُ عَلَيْهِ.

وَرَوَيْنَا عَنْ أَبِي يَعْلَى الْخَلِيلِيِّ الْحَافِظِ قَالَ: اتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلَى أَنَّ كَلَامَهُ فِيهِ تَحَامُلٌ، وَلَا يَقْدَحُ كَلَامُ أَمْثَالِهِ فِيهِ.

مؤلف نے کہا: اور تحقیق بہت سے لوگوں نے اس بارے میں غلطی کی ہے اور بہت سے لوگوں پر جرح کی جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور اسی کی مثال میں سے ہے جو ابوعبدالرحمن نسائی نے احمد بن صالح پر جرح کی، حالانکہ وہ امام ہیں، حافظ ہیں، ثقہ ہیں، ان کے ساتھ جرح کا کوئی تعلق نہیں، ان سے بخاری نے اپنی صحیح میں روایت نقل کی ہے۔ اور تحقیق احمد کی طرف امام نسائی سے کچھ دوری اختیار کی گئی تھی جس نے ان کے بارے میں امام نسائی کے دل کو خراب کیا۔ اور ہم نے ابویعلی خلیلی الحافظ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہ فرمایا: تمام حفاظ حدیث نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ یہاں امام نسائیؒ کے کلام میں (جس میں احمد پر جرح کی گئی ہے) ایک قسم کی شدت اور سختی ہے اور اس جیسے کلام معتبر راویوں کے بارے میں موجب قدح نہیں ہے۔

قُلْتُ: النَّسَائِيُّ إِمَامٌ حُجَّةٌ فِي الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ، وَإِذَا نُسِبَ مِثْلُهُ إِلَى مِثْلِ هَذَا كَانَ وَجْهُهُ أَنَّ عَيْنَ

السُّخْطِ تُبْدِی مَسَاوِءَ لَهَا فِي الْبَاطِنِ مَخَارِجُ صَحِيحَةٌ تَعْمَى عَنْهَا بِحِجَابِ السُّخْطِ، لَا أَنَّ ذٰلِكَ يَقَعُ مِنْ مِثْلِهِ تَعَمُّدًا لِقَدْحٍ يُعْلَمُ بُطْلَانُهُ، فَاعْلَمْ هٰذَا فَإِنَّهُ مِنَ النُّكَتِ النَّفِيسَةِ الْمُهِمَّةِ.

وَقَدْ مَضَى الْكَلَامُ فِي أَحْكَامِ الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ فِي النَّوْعِ الثَّالِثِ وَالْعِشْرِينَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: جرح وتعدیل میں نسائی امام حجت ہیں۔ اور جن اشخاص کی طرف ایسی بات منسوب کی جائے تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ غصے کی نظر باطن میں برائی کو شروع کرتی ہے اور غصے کے پردے سے صحیح مخارج پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ایسے اشخاص سے ایسی بات کسی عیب کی وجہ سے ہوتی ہے جس کا بطلان معلوم کیا جائے۔ پس اس کو خوب جان لو یہ نفیس اور اہم دقیق علمی باتوں میں سے ہے۔

اور تحقیق تیئیسویں نوع میں جرح وتعدیل کے احکام کے بارے میں کلام گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم



النَّوْعُ الثَّانِي وَالسِّتُّونَ — باسٹھویں قسم

# مَعْرِفَةُ مَنْ خَلَطَ فِي آخِرِ عُمُرِهِ مِنَ الثِّقَاتِ

## ان ثقہ راویوں کا تعارف جن کی آخری عمر میں ان کو دماغی عارضہ لاحق ہو گیا

هَذَا فَنٌّ عَزِيزٌ مُهِمٌّ، لَمْ أَعْلَمْ أَحَدًا أَفْرَدَهُ بِالتَّصْنِيفِ وَاعْتَنَى بِهِ، مَعَ كَوْنِهِ حَقِيقًا بِذَلِكَ جِدًّا.

یہ زبردست اور اہمیت والا فن ہے، میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے اس میں مستقل تصنیف لکھی ہو اور اس پر خاص توجہ دی ہو باوجودیکہ اس کی ضرورت بہت زیادہ ہے۔

وَهُمْ مُنْقَسِمُونَ: فَمِنْهُمْ مَنْ خَلَطَ لِاخْتِلَاطِهِ وَخَرَفِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ خَلَطَ لِذَهَابِ بَصَرِهِ، أَوْ لِغَيْرِ ذَلِكَ. وَالْحُكْمُ فِيهِمْ أَنَّهُ يُقْبَلُ حَدِيثُ مَنْ أَخَذَ عَنْهُمْ قَبْلَ الِاخْتِلَاطِ، وَلَا يُقْبَلُ حَدِيثُ مَنْ أَخَذَ عَنْهُ بَعْدَ الِاخْتِلَاطِ، أَوْ أُشْكِلَ أَمْرُهُ فَلَمْ يُدْرَ هَلْ أَخَذَ عَنْهُ قَبْلَ الِاخْتِلَاطِ أَوْ بَعْدَهُ.

اور یہ تقسیم کیے جاتے ہیں: پس بعض وہ ہیں جنہوں نے دماغی عارضے اور ڈھلتی عمر کے باعث ذہنی کمزوری کی وجہ سے خلط (عدم امتیاز) کیا، اور بعض وہ ہیں جنہوں نے بینائی چلی جانے یا اور کسی وجہ سے خلط کیا۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ اُس کی حدیث قبول کی جائے گی جس نے ان سے اختلاط (کے زمانے) سے پہلے حدیث حاصل کی، اور اس کی حدیث قبول نہیں کی جائے گی جس نے اختلاط کے بعد ان سے حاصل کی یا اسے شک ہو اور معلوم نہ ہو کہ اس نے اختلاط سے پہلے ان سے حاصل کی ہے یا بعد میں۔

فَمِنْهُمْ عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ: اخْتَلَطَ فِي آخِرِ عُمُرِهِ، فَاحْتَجَّ أَهْلُ الْعِلْمِ بِرِوَايَةِ الْأَكَابِرِ عَنْهُ، مِثْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَشُعْبَةَ، لِأَنَّ سَمَاعَهُمْ مِنْهُ كَانَ فِي الصِّحَّةِ، وَتَرَكُوا الِاحْتِجَاجَ بِرِوَايَةِ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ آخِرًا.

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ فِي شُعْبَةَ: " إِلَّا حَدِيثَيْنِ كَانَ شُعْبَةُ يَقُولُ: سَمِعْتُهُمَا بِأَخَرَةٍ عَنْ زَاذَانَ ".

پس ان میں عطاء بن سائبؒ ہیں: آخری عمر میں ان کو دماغی عارضہ لاحق ہوا، اہل علم نے ان سے روایت کرنے والے اکابر مثلاً سفیان ثوری اور شعبہ کی روایت سے استدلال کیا ہے، اس لئے کہ ان کا اُن سے سماع کرنا حالتِ صحت میں تھا، اور جس نے ان سے آخری عمر میں سماع کیا اس کی روایت سے دلیل پکڑنا (اہل علم نے) ترک کر دیا۔ اور یحییٰ بن سعید قطانؒ نے شعبہؒ کے بارے میں کہا ہے: ''(ان کی تمام روایات معتبر ہیں) سوائے دو حدیثوں کے جن کے بارے میں شعبہ کہتے تھے کہ میں نے ان کو زاذان

سے اخیر عمر میں سنا ہے۔"

أَبُو إِسْحَاقَ السَّبِيعِيُّ: اخْتَلَطَ أَيْضًا، وَيُقَالُ إِنَّ سَمَاعَ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ مِنْهُ بَعْدَمَا اخْتَلَطَ، ذَكَرَ ذَلِكَ أَبُو يَعْلَى الْخَلِيلِيُّ.

ابو اسحاق السبیعیؒ: انہوں نے بھی اختلاط کیا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ سفیان بن عیینہ کا ان سے سماع دماغی عارضے کے بعد کا ہے۔ اس کو ابو یعلی خلیلی نے ذکر کیا ہے۔

سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ: اخْتَلَطَ وَتَغَيَّرَ حِفْظُهُ قَبْلَ مَوْتِهِ. قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ الْبَاجِيُّ الْمَالِكِيُّ: قَالَ النَّسَائِيُّ: "أُنْكِرَ أَيَّامَ الطَّاعُونِ، وَهُوَ أَثْبَتُ عِنْدَنَا مِنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، مَا سُمِعَ مِنْهُ قَبْلَ أَيَّامِ الطَّاعُونِ".

سعید بن ایاس جُر یریؒ: ان کو دماغی عارضہ لاحق ہوا اور انتقال سے پہلے حافظہ متغیر ہو گیا۔ ابو الولید باجی مالکیؒ نے فرمایا: کہ فرمایا نسائیؒ نے: "ایام طاعون نے ان کی حالت کو بدل دیا، اور وہ تو ہمارے نزدیک خالد الحذاء سے زیادہ ثقہ تھے، ایام طاعون سے پہلے ان سے (کوئی خلط والی بات) نہیں سنی گئی۔"

سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ: قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: خَلَّطَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ بَعْدَ هَزِيمَةِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَسَنِ بْنِ حَسَنٍ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَأَرْبَعِينَ -يَعْنِي وَمِائَةٍ-، فَمَنْ سَمِعَ مِنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ.
وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ صَحِيحُ السَّمَاعِ مِنْهُ، سَمِعَ مِنْهُ بِوَاسِطٍ وَهُوَ يُرِيدُ الْكُوفَةَ، وَأَثْبَتُ النَّاسِ سَمَاعًا مِنْهُ عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ.

سعید بن ابی عروبہؒ: یحیٰ بن معین نے فرمایا: سن 142ھ میں ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کی شکست کے بعد سعید بن ابی عروبہ کو دماغی عارضہ لاحق ہوا۔ اور جس نے ان سے اس کے بعد سماع کیا تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور یزید بن حارون کا ان سے سماع صحیح ہے۔ انہوں نے ان سے واسط میں سماع کیا اور وہ کوفہ جا رہے تھے۔ اور ان میں سے سب سے زیادہ مضبوط سماع عبدہ بن سلیمان کا ہے۔

قُلْتُ: وَمِمَّنْ عُرِفَ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْهُ بَعْدَ اخْتِلَاطِهِ وَكِيعٌ، وَالْمُعَافَى بْنُ عِمْرَانَ الْمَوْصِلِيُّ، بَلَغَنَا عَنِ ابْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيِّ أَحَدِ الْحُفَّاظِ أَنَّهُ قَالَ: "لَيْسَتْ رِوَايَتُهُمَا عَنْهُ بِشَيْءٍ، إِنَّمَا سَمَاعُهُمَا بَعْدَمَا اخْتَلَطَ". وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ قَالَ لِوَكِيعٍ: "تُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ وَإِنَّمَا سَمِعْتَ مِنْهُ فِي الِاخْتِلَاطِ؟" فَقَالَ: "رَأَيْتَنِي حَدَّثْتُ عَنْهُ إِلَّا بِحَدِيثٍ مُسْتَوٍ؟".

میں کہتا ہوں: اور جن کے بارے میں معلوم ہوا کہ انہوں نے اختلاط کے بعد ان سے سماع کیا وہ وکیع اور معافی بن عمران موصلی ہیں۔ ہمیں ابن عمار موصلی سے خبر پہنچی جو کہ حفاظ میں سے ایک ہیں، انہوں نے فرمایا: "ان دونوں کی ان سے کی ہوئی روایت کی کوئی حیثیت نہیں ہے ان کا سماع تو اختلاط کے بعد ہی کا ہے۔" اور تحقیق ہم نے یحیٰی بن معین سے روایت کی کہ انہوں نے وکیع

سے پوچھا: ''تم نے سعید بن ابی عروبہ سے حدیث کی روایت کی ہے جبکہ تم نے تو ان سے زمانۂ اختلاط میں سماع کیا ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''کیا آپ نے مجھے حدیث صحیح کے علاوہ ان سے کوئی (کوئی حدیث) روایت کرتے ہوئے پایا ہے؟''

الْمَسْعُودِيُّ: مِمَّنِ اخْتَلَطَ، وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ الْهُذَلِيُّ، وَهُوَ أَخُو أَبِي الْعُمَيْسِ عُتْبَةَ الْمَسْعُودِيِّ، ذَكَرَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللهِ فِي " كِتَابِ الْمُزَكِّينَ لِلرُّوَاةِ " عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ قَالَ: " مَنْ سَمِعَ مِنَ الْمَسْعُودِيِّ فِي زَمَانِ أَبِي جَعْفَرٍ فَهُوَ صَحِيحُ السَّمَاعِ، وَمَنْ سَمِعَ مِنْهُ فِي أَيَّامِ الْمَهْدِيِّ فَلَيْسَ سَمَاعُهُ بِشَيْءٍ ". وَذَكَرَ حَنْبَلُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ: " سَمَاعُ عَاصِمٍ - هُوَ ابْنُ عَلِيٍّ - وَأَبِي النَّضْرِ وَهَؤُلَاءِ مِنَ الْمَسْعُودِيِّ بَعْدَمَا اخْتَلَطَ ".

المسعودی: ان میں سے ہیں جن کو دماغی عارضہ لاحق ہوا۔ اور وہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود ہذلی ہیں جو کہ ابوالعمیس عتبہ المسعودی کے بھائی ہیں۔ حاکم ابوعبداللہ نے ''کتاب المزکین للرواۃ'' میں یحییٰ بن معین کے حوالے سے ذکر کیا ہے انہوں نے فرمایا: ''جس نے مسعودی سے ابوجعفر کے زمانے میں سماع کیا تو وہ صحیح سماع والا ہے، اور جس نے ان سے مھدی کے زمانے میں سماع کیا تو اس کے سماع کی کوئی حیثیت نہیں''، اور حنبل بن اسحاق نے احمد بن حنبل کے حوالے سے ذکر کیا کہ انہوں نے فرمایا: ''عاصم جو کہ ابن علی ہیں، اور ابوالنضر ان (تمام) کا مسعودی سے سماع اختلاط کے بعد کا ہے۔''

رَبِيعَةُ الرَّأْيِ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أُسْتَاذُ مَالِكٍ: قِيلَ: إِنَّهُ تَغَيَّرَ فِي آخِرِ عُمْرِهِ، وَتُرِكَ الِاعْتِمَادُ عَلَيْهِ لِذَلِكَ.

ربیعہ الرائیؒ بن ابوعبدالرحمن جو کہ (امام) مالکؒ کے استاد ہیں: کہا گیا ہے کہ آخری عمر میں ان کی (دماغی حالت) متغیر ہوگئی دراس وجہ سے ان پر اعتماد کرنا چھوڑ دیا گیا۔

صَالِحُ بْنُ نَبْهَانَ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ بِنْتِ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ: رَوَى عَنْهُ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَالنَّاسُ، قَالَ أَبُو حَاتِمِ بْنُ حِبَّانَ: " تَغَيَّرَ فِي سَنَةِ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ وَمِائَةٍ، وَاخْتَلَطَ حَدِيثُهُ الْأَخِيرُ بِحَدِيثِهِ الْقَدِيمِ وَلَمْ يَتَمَيَّزْ، فَاسْتَحَقَّ التَّرْكَ ".

صالح بن نبہانؒ جو توأمہ بنت امیہ بن خلف کے آزاد کردہ ہیں: ان سے ابن ابی ذئب اور بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔ ابوحاتم بن حبان نے فرمایا: ''سن ایک سو پچیس ہجری میں ان کی دماغی حالت تبدیل ہوگئی، اور انہوں نے اپنی اخیر زمانہ کی احادیث کو پہلی احادیث کے ساتھ خلط کر دیا اور تمیز نہیں کی، پس ان کا ترک ضروری ہوگیا۔''

حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكُوفِيُّ: مِمَّنِ اخْتَلَطَ وَتَغَيَّرَ، ذَكَرَهُ النَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

حصین بن عبدالرحمن (بھی) انہی میں سے ہیں جنہوں نے خلط کیا، اور ان کی ذہنی حالت متغیر ہوئی، نسائی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

عَبْدُ الوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ: ذَكَرَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ الرَّازِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ قَالَ: " اخْتَلَطَ بِأَخَرَةٍ ".
عبدالوہاب ثقفی: ابن ابی حاتم نے یحیٰ بن معین کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''ان کو آخری عمر میں دماغی عارضہ لاحق ہوا۔''

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: وَجَدْتُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ يَقُولُ: " أَشْهَدُ أَنَّ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ اخْتَلَطَ سَنَةَ سَبْعٍ وَتِسْعِينَ، فَمَنْ سَمِعَ مِنْهُ فِي هَذِهِ السَّنَةِ وَبَعْدَ هَذَا فَسَمَاعُهُ لَا شَيْءَ ".
سفیان بن عیینہ: مجھے محمد بن عبداللہ بن عمار موصلی سے خبر ملی کہ انہوں نے یحیٰ بن سعید قطان کو فرماتے ہوئے سنا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ سفیان بن عیینہ کو سن (ایک سو) ستانوے ہجری میں دماغی عارضہ لاحق ہوا، پس جس نے ان سے اس سال یا اس کے بعد سماع کیا تو اس کا سماع کچھ نہیں (یعنی اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے)۔

قُلْتُ: تُوُفِّيَ بَعْدَ ذَلِكَ بِنَحْوِ سَنَتَيْنِ سَنَةَ تِسْعٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ.
میں کہتا ہوں: وہ اس کے تقریباً دو سال بعد ایک سو ننانوے ہجری میں وفات پا گئے۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ: ذَكَرَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَنَّهُ عَمِيَ فِي آخِرِ عُمْرِهِ، فَكَانَ يُلَقَّنُ فَيَتَلَقَّنُ، فَسَمَاعُ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ بَعْدَمَا عَمِيَ لَا شَيْءَ، وَقَالَ النَّسَائِيُّ: " فِيهِ نَظَرٌ لِمَنْ كَتَبَ عَنْهُ بِأَخَرَةٍ ".
عبدالرزاق بن ہمام: احمد بن حنبلؒ نے ذکر کیا ہے کہ یہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، پھر ان کو بات سمجھائی جاتی تو سمجھتے تھے۔ پس جس نے ان سے ان کے نابینا ہو جانے کے بعد سماع کیا تو اس کا سماع کچھ نہیں۔ اور نسائی نے فرمایا: ''جس نے ان سے آخری زمانے میں کتابت کی اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے۔''

قُلْتُ: وَعَلَى هَذَا نَحْمِلُ قَوْلَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْعَظِيمِ لَمَّا رَجَعَ مِنْ صَنْعَاءَ: " وَاللهِ لَقَدْ تَجَشَّمْتُ إِلَى عَبْدِ الرَّزَّاقِ، وَإِنَّهُ لَكَذَّابٌ، وَالْوَاقِدِيُّ أَصْدَقُ مِنْهُ "
میں کہتا ہوں: اور عباس بن عبدالعظیم کا قول بھی اسی پر محمول کیا جائے گا، جب وہ صنعاء سے لوٹے (تو کہا): ''اللہ کی قسم میں نے عبدالرزاق کی وجہ سے بڑی مشقت جھیلی، وہ بہت جھوٹا ہے اس سے تو واقدی زیادہ سچا ہے۔''

قُلْتُ: قَدْ وَجَدْتُ فِيمَا رُوِيَ عَنِ الطَّبَرَانِيِّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَحَادِيثَ اسْتَنْكَرْتُهَا جِدًّا، فَأَحَلْتُ أَمْرَهَا عَلَى ذَلِكَ، فَإِنَّ سَمَاعَ الدَّبَرِيِّ مِنْهُ مُتَأَخِّرٌ جِدًّا "، قَالَ إِبْرَاهِيمُ الْحَرْبِيُّ: مَاتَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَلِلدَّبَرِيِّ سِتُّ سِنِينَ أَوْ سَبْعُ سِنِينَ.
وَتَحْصُلُ أَيْضًا فِي نَظَرٍ مِنْ كَثِيرٍ مِنَ الْعَوَالِي الْوَاقِعَةِ عَمَّنْ تَأَخَّرَ سَمَاعُهُ مِنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَأَشْبَاهِهِ.

میں کہتا ہوں: تحقیق میں نے طبرانی عن اسحاق بن ابراھیم الدبری عن عبد الرزاق سے احادیث کو (صحت کے اعتبار سے) بہت ہی ناپسندیدہ پایا ہے، پس میں نے اس معاملے کو اسی پر محمول کیا، بیشک دبری کا ان سے سماع بہت ہی بعد کے زمانے کا ہے۔ ابراہیم حربی نے فرمایا: جب عبدالرزاق فوت ہوئے تو دبری چھ سال یا سات سال کے تھے۔ اور بہت سے عوالی (عالی سند) واقعات جن میں سفیان بن عیینہ اور ان جیسے لوگوں سے اس کا سماع اخیر زمانے کا ہے (ان) میں غور کرنے سے یہ بھی بات حاصل ہوئی۔

عَارِمٌ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ أَبُو النُّعْمَانِ: اخْتَلَطَ بِأَخَرَةٍ، فَمَا رَوَاهُ عَنْهُ الْبُخَارِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الذُّهْلِيُّ وَغَيْرُهُمَا مِنَ الْحُفَّاظِ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مَأْخُوذًا عَنْهُ قَبْلَ اخْتِلَاطِهِ.

عارم محمد بن فضل ابوالنعمان: ان کو بھی آخری زمانے میں دماغی عارضہ لاحق ہوا پس جو ان سے بخاری اور محمد بن یحییٰ ذھلی وغیرہ حفاظ نے روایت کی غالب یہ ہے کہ وہ اختلاط کے زمانے سے پہلے ان سے حاصل شدہ ہو۔

أَبُو قِلَابَةَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الرَّقَاشِيُّ: رَوَيْنَا عَنِ الْإِمَامِ ابْنِ خُزَيْمَةَ أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ بِالْبَصْرَةِ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِطَ وَيَخْرُجَ إِلَى بَغْدَادَ. وَمِمَّنْ بَلَغَنَا عَنْهُ ذٰلِكَ مِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ أَبُو أَحْمَدَ الْغِطْرِيفِيُّ الْجُرْجَانِيُّ، وَأَبُو طَاهِرٍ حَفِيدُ الْإِمَامِ ابْنِ خُزَيْمَةَ: ذَكَرَ الْحَافِظُ أَبُو عَلِيٍّ الْبَرْذَعِيُّ ثُمَّ السَّمَرْقَنْدِيُّ فِي مُعْجَمِهِ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُمَا اخْتَلَطَا فِي آخِرِ عُمْرِهِمَا.

ابوقلابہ عبدالملک بن محمد بن عبداللہ رقاشی: ہم نے امام ابن خزیمہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا: ہم نے ابوقلابہ سے اختلاط سے پہلے بصرہ میں حدیث بیان کی، پھر وہ بغداد چلے گئے۔ اور متاخرین میں سے ہمیں ابواحمد غطریفی جرجانی اور ابوطاہر جو کہ امام ابن خزیمہ کے پوتے ہیں سے ان کے بارے میں یہی خبر پہنچی ہے۔ حافظ ابوعلی برذعی بعد از اں سمرقندی نے اپنی معجم میں ذکر کیا ہے کہ ان کو خبر پہنچی کہ ان دونوں کو بھی آخری عمر میں خلط کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔

وَأَبُو بَكْرِ بْنُ مَالِكٍ الْقَطِيعِيُّ: رَاوِي مُسْنَدِ أَحْمَدَ وَغَيْرِهِ اخْتَلَّ فِي آخِرِ عُمْرِهِ وَخَرِفَ حَتّٰى كَانَ لَا يَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا يُقْرَأُ عَلَيْهِ.

اور ابوبکر بن مالک قطیعی مسند احمد وغیرہ کے روای ہیں۔ آخری عمر میں فاسد العقل ہو گئے اور بڑھاپے کے باعث سٹھیا گئے حتی کہ جو چیز بھی ان پر قراءت کی جاتی اس کو نہ پہچانتے تھے۔

وَاعْلَمْ أَنَّ مَنْ كَانَ مِنْ هٰذَا الْقَبِيلِ مُحْتَجًّا بِرِوَايَتِهِ فِي الصَّحِيحَيْنِ أَوْ أَحَدِهِمَا فَإِنَّا نَعْرِفُ عَلَى الْجُمْلَةِ أَنَّ ذٰلِكَ مِمَّا تَمَيَّزَ، وَكَانَ مَأْخُوذًا عَنْهُ قَبْلَ الْاِخْتِلَاطِ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

اور تو جان لے کہ جو حضرات اس قبیل سے ہیں اور صحیحین میں یا ان میں سے ایک میں ان کی روایت کو حجت بنایا گیا تو ہم مختصراً یہ بات جانتے ہیں کہ یہ روایت وہ ہے جس میں انہوں نے تمیز کی ہے اور یہ ان سے اختلاط سے پہلے کی حاصل شدہ ہیں۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ الثَّالِثُ وَالسِّتُّونَ — تریسٹھویں قسم

# مَعْرِفَةُ طَبَقَاتِ الرُّوَاةِ وَالْعُلَمَاءِ

## علماء اور راویوں کے طبقات کا تعارف

وَذٰلِكَ مِنَ الْمُهِمَّاتِ الَّتِي افْتَضَحَ بِسَبَبِ الْجَهْلِ بِهَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْمُصَنِّفِينَ وَغَيْرِهِمْ.

اور یہ ان اہم امور میں سے ہے کہ جس سے جاہل ہونے کی وجہ سے بہت سے مصنفین اور ان کے علاوہ لوگوں کی رسوائی ہوئی۔

وَ كِتَابُ الطَّبَقَاتِ الْكَبِيرُ لِمُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ كَاتِبِ الْوَاقِدِيِّ كِتَابٌ حَفِيلٌ كَثِيرُ الْفَوَائِدِ، وَهُوَ ثِقَةٌ. غَيْرَ أَنَّهُ كَثِيرُ الرِّوَايَةِ فِيهِ عَنِ الضُّعَفَاءِ، وَمِنْهُمُ الْوَاقِدِيُّ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الَّذِي لَا يَنْسُبُهُ.

اور واقدی کے کاتب محمد بن سعد کی" کتاب طبقات الکبیر" ایسی عمدہ کتاب ہے جو کثیر فوائد کا مجموعہ ہے۔اور یہ معتمد کتاب ہے مگر اس میں ضعفاء سے بہت زیادہ روایات منقول ہیں۔اور انہی میں سے واقدی بھی ہیں اور وہ محمد بن عمر ہیں لیکن محمد بن سعد ان کی طرف نسبت نہیں کرتے۔

وَالطَّبَقَةُ فِي اللُّغَةِ عِبَارَةٌ عَنِ الْقَوْمِ الْمُتَشَابِهِينَ، وَعِنْدَ هٰذَا فَرُبَّ شَخْصَيْنِ يَكُونَانِ مِنْ طَبَقَةٍ وَاحِدَةٍ لِتَشَابُهِهِمَا بِالنِّسْبَةِ إِلَى جِهَةٍ، وَمِنْ طَبَقَتَيْنِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى جِهَةٍ أُخْرَى لَا يَتَشَابَهَانِ فِيهَا، فَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ وَغَيْرُهُ مِنْ أَصَاغِرِ الصَّحَابَةِ مَعَ الْعَشَرَةِ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَكَابِرِ الصَّحَابَةِ مِنْ طَبَقَةٍ وَاحِدَةٍ إِذَا نَظَرْنَا إِلَى تَشَابُهِهِمْ فِي أَصْلِ صِفَةِ الصُّحْبَةِ.

اور لغت میں طبقہ سے مراد ایسی قوم ہے جو آپس میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوں، اور اسی لئے بہت سے دو اشخاص ایک جہت کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپس میں تشابہ کی وجہ سے ایک ہی طبقے میں شمار ہوتے ہیں۔اور دوسری جہت کی طرف نسبت کرتے ہوئے دو طبقات میں شمار ہوتے ہیں جبکہ وہ دونوں اس جہت کے اعتبار سے آپس میں مشابہ نہیں ہوتے۔پس انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ وغیرہ چھوٹے صحابہ میں سے ہیں، جب ان کے تشابہ کو اصل صفت صحبت میں دیکھیں تو یہ عشرہ رضی اللہ عنہم (مبشرہ) اور دیگر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک ہی طبقے میں شمار ہوتے ہیں۔

وَعَلَى هٰذَا فَالصَّحَابَةُ بِأَسْرِهِمْ طَبَقَةٌ أُولَى، وَالتَّابِعُونَ طَبَقَةٌ ثَانِيَةٌ، وَأَتْبَاعُ التَّابِعِينَ ثَالِثَةٌ، وَهَلُمَّ

جَزًّا.وَإِذَا نَظَرْنَا إِلَى تَفَاوُتِ الصَّحَابَةِ فِي سَوَابِقِهِمْ وَمَرَاتِبِهِمْ كَانُوا - عَلَى مَا سَبَقَ ذِكْرُهُ - بِضْعَ عَشْرَةَ طَبَقَةً، وَلَا يَكُونُ عِنْدَ هَذَا أَنَسٌ وَغَيْرُهُ مِنْ أَصَاغِرِ الصَّحَابَةِ مِنْ طَبَقَةِ الْعَشَرَةِ مِنَ الصَّحَابَةِ، بَلْ دُونَهُمْ بِطَبَقَاتٍ.وَالْبَاحِثُ النَّاظِرُ فِي هَذَا الْفَنِّ يَحْتَاجُ إِلَى مَعْرِفَةِ الْمَوَالِيدِ وَالْوَفَيَاتِ، وَمَنْ أَخَذُوا عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَ عَنْهُمْ، وَنَحْوِ ذَلِكَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

لہٰذا اس طرز کے مطابق صحابہ رضی اللہ عنہم طبقہ اولی ہیں اور تابعین طبقہ ثانیہ اور تبع تابعین طبقہ ثالثہ ہیں، اور اسی طرح سلسلہ جاری ہے۔اور جب ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کی (اسلام میں) سبقت اور مراتب کی طرف نظر کریں ۔جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔دس سے کچھ زیادہ طبقات ہیں، اور اس صورت میں انس رضی اللہ عنہ وغیرہ دسویں طبقے کے اصاغر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے نہیں ہوں گے بلکہ اس سے نچلے طبقے کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہوں گے۔اور اس فن میں بحث اور غور وفکر کرنے والے کو سن پیدائش اور وفات اور جن سے انہوں نے علم حاصل کیا اور ان سے جنہوں نے علم حاصل کیا اور اس جیسے دیگر چیزوں کو جاننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم



النَّوْعُ الرَّابِعُ وَالسِّتُّونَ چونسٹھویں قسم

# مَعْرِفَةُ الْمَوَالِي مِنَ الرُّوَاةِ وَالْعُلَمَاءِ

## علماء اور راویوں میں سے موالی کا تعارف

وَأَهَمُّ ذٰلِكَ مَعْرِفَةُ الْمَوَالِي الْمَنْسُوبِينَ إِلَى الْقَبَائِلِ بِوَصْفِ الْإِطْلَاقِ، فَإِنَّ الظَّاهِرَ فِي الْمَنْسُوبِ إِلَى قَبِيلَةٍ - كَمَا إِذَا قِيلَ: " فُلَانٌ الْقُرَشِيُّ " أَنَّهُ مِنْهُمْ صَلِيبَةً، فَإِذًا بَيَانُ مَنْ قِيلَ فِيهِ " قُرَشِيٌّ " مِنْ أَجْلِ كَوْنِهِ مَوْلًى لَهُمْ مُهِمٌّ.

قبائل کی طرف مطلق طور پر منسوب موالی کی معرفت اہمیت کی حامل ہے۔ بیشک قبیلے کی طرف منسوب میں ظاہر یہ ہے جیسا کہ کہا گیا: ''فلاں قریشی ہے'' یعنی ان کی نسل سے ہے پس جس کے بارے میں ''قریشی'' کہا گیا یہ اس کیلئے وضاحت ہے اسلئے کہ یہ ان کے بہت اہم موالی ہے۔

وَاعْلَمْ أَنَّ فِيهِمْ مَنْ يُقَالُ فِيهِ: " مَوْلَى فُلَانٍ " أَوْ " لِبَنِي فُلَانٍ " وَالْمُرَادُ بِهِ مَوْلَى الْعَتَاقَةِ، وَهٰذَا هُوَ الْأَغْلَبُ فِي ذٰلِكَ.

اور تو جان لے کہ ان میں سے بعض کو ''مولی فلاں'' یا ''بنی فلاں کا مولی'' کہا جاتا ہے اور اس سے مولی العتاقہ مراد ہے اور یہ اس میں اغلب ہے۔

وَمِنْهُمْ مَنْ أُطْلِقَ عَلَيْهِ لَفْظُ " الْمَوْلَى " وَالْمُرَادُ بِهَا وَلَاءُ الْإِسْلَامِ، وَمِنْهُمْ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْبُخَارِيُّ: فَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْجُعْفِيُّ مَوْلَاهُمْ، نُسِبَ إِلَى وَلَاءِ الْجُعْفِيِّينَ لِأَنَّ جَدَّهُ - وَأَظُنُّهُ الَّذِي يُقَالُ لَهُ الْأَحْنَفُ - أَسْلَمَ - وَكَانَ مَجُوسِيًّا - عَلَى يَدِ الْيَمَانِ بْنِ أَخْنَسَ الْجُعْفِيِّ جَدِّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيِّ الْجُعْفِيِّ أَحَدِ شُيُوخِ الْبُخَارِيِّ. وَكَذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عِيسَى الْمَاسَرْجِسِيُّ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ: إِنَّمَا وَلَاؤُهُ مِنْ حَيْثُ كَوْنُهُ أَسْلَمَ - وَكَانَ نَصْرَانِيًّا - عَلَى يَدَيْهِ.

اور بعض وہ ہیں جن پر لفظ ''مولی'' کا اطلاق ہوتا ہے اور اس سے اسلام کا ولاء مراد ہے۔ اور انہی میں سے ابو عبد اللہ بخاریؒ ہیں، اور یہی محمد بن اسماعیل جعفی ہیں ان کا مولی جعفیوں کے ولاء کی طرف منسوب ہے اس لئے کہ ان کا دادا اور میرا گمان ہے کہ یہ وہی ہیں جن کو احنف کہا جاتا ہے جو کہ مجوسی تھے، یمان بن اخنس جعفی کے ہاتھ پر اسلام لائے جو کہ عبد اللہ بن محمد مسندی جعفی کے دادا اور بخاری کے شیوخ میں سے ایک ہیں اور ایسے ہی حسن بن عیسی ماسرجسی عبد اللہ بن مبارک کے مولی ہیں ان کا ولاء بھی صرف اسی

حیثیت سے ہے کہ یہ ان کے ہاتھ پر اسلام لائے اور یہ نصرانی تھے۔

وَمِنْهُمْ مَنْ هُوَ مَوْلًى بِوَلَاءِ الْحِلْفِ وَالْمُوَالَاةِ: كَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ الْإِمَامِ وَنَفَرِهِ: هُمْ أَصْبَحِيُّونَ حِمْيَرِيُّونَ صَلِيبَةً، وَهُمْ مَوَالٍ لِتَيْمِ قُرَيْشٍ بِالْحِلْفِ، وَقِيلَ: لِأَنَّ جَدَّهُ مَالِكَ بْنَ أَبِي عَامِرٍ كَانَ عَسِيفًا عَلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ التَّيْمِيِّ أَيْ أَجِيرًا، وَطَلْحَةُ يَخْتَلِفُ بِالتِّجَارَةِ فَقِيلَ: " مَوْلَى التَّيْمِيِّينَ " لِكَوْنِهِ مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ التَّيْمِيِّ.

اور بعض وہ ہیں جو باہمی تعاون اور دوستی کے معاہدے کی وجہ سے مولی ہیں۔ جیسا کہ مالک بن انسؒ اور ان کی جماعت، یہ نسل کے اعتبار سے اصبحی حمیری ہیں اور یہ باہمی تعاون کے معاہدے کی وجہ سے قریشی تیمیوں کے موالی ہیں۔ اور کہا گیا یہ اس لئے ہے کہ ان کے دادا مالک بن ابو عامر طلحہ بن عبید اللہ تیمی کے مزدور یعنی اجرت پر کام کرنے والے تھے اور طلحہ مختلف تجارتیں کرتے تھے۔ پس کہا گیا: کہ یہ ''تیمیین کے مولی'' ہیں، طلحہ بن عبید اللہ تیمی کے ساتھ ہونے کی وجہ سے۔

وَهَذَا قِسْمٌ رَابِعٌ فِي ذَلِكَ: وَهُوَ نَحْوُ مَا أَسْلَفْنَاهُ فِي مِقْسَمٍ أَنَّهُ قِيلَ فِيهِ: " مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ " لِلُزُومِهِ إِيَّاهُ.

اور یہ اس کی چوتھی قسم ہے، یہ اسی کی مانند ہے جس کا ہم نے تقسیم میں پہلے ذکر کیا جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ''یہ ابن عباس کے مولی ہیں'' ہر وقت ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے۔

وَهَذِهِ أَمْثِلَةٌ لِلْمَنْسُوبِينَ إِلَى الْقَبَائِلِ مِنْ مَوَالِيهِمْ:

أَبُو الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيُّ سَعِيدُ بْنُ فَيْرُوزَ التَّابِعِيُّ، هُوَ مَوْلَى طَيِّئٍ. أَبُو الْعَالِيَةِ رُفَيْعٌ الرِّيَاحِيُّ التَّمِيمِيُّ التَّابِعِيُّ: كَانَ مَوْلَى امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي رِيَاحٍ. عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هُرْمُزَ الْأَعْرَجُ الْهَاشِمِيُّ أَبُو دَاوُدَ الرَّاوِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ بُحَيْنَةَ وَغَيْرِهِمَا: هُوَ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ. اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ الْمِصْرِيُّ الْفَهْمِيُّ مَوْلَاهُمْ. عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ الْمَرْوَزِيُّ الْحَنْظَلِيُّ مَوْلَاهُمْ. عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ الْمِصْرِيُّ الْقُرَشِيُّ مَوْلَاهُمْ. عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ الْمِصْرِيُّ كَاتِبُ اللَّيْثِ الْجُهَنِيُّ مَوْلَاهُمْ.

اور یہ (آئندہ) مثالیں موالیین میں سے اُن کی ہیں جن کو ان کے قبائل کی طرف منسوب کیا گیا:

ابو البختری طائی سعید بن فیروز تابعی ہیں جو قبیلہ طیٔ کے مولی ہیں۔ ابو العالیہ رفیع ریاحی تمیمی تابعی ہیں یہ بنی ریاح کی ایک عورت کے مولی ہیں۔ عبد الرحمن بن ھرمز اعرج ھاشمی ابوداؤد جو کہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ، ابن بحسینہ اور ان کے علاوہ کے راوی ہیں یہ بنی ھاشم کے مولی ہیں، لیث بن سعد مصری فہمی ان کے مولی ہیں۔ عبد اللہ بن مبارک مروزی حنظلی ان کے مولی ہیں، عبد اللہ بن وھب مصری قرشی ان کے مولی ہیں۔ عبد اللہ بن صالح مصری جو لیث جہنی کے کاتب ہیں ان کے مولی ہیں۔

وَرُبَّمَا نُسِبَ إِلَى الْقَبِيلَةِ مَوْلَى مَوْلَاهَا كَأَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ الْهَاشِمِيِّ الرَّاوِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

وَابْنِ عُمَرَ، كَانَ مَوْلًى لِمَوْلَى هَاشِمٍ، لِأَنَّهُ مَوْلَى شُقْرَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (وَاللهُ أَعْلَمُ).

اور کبھی کبھی (قبیلے کے) مولی کے مولی کو بھی اسی قبیلے کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے جیسا کہ ابوالحباب سعید بن یسار ھاشمی، ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے راوی ہیں۔ یہ بنی ھاشم کے مولی کے مولی ہیں۔ اس لئے کہ یہ شقران کے مولی ہیں، اور شقران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولی ہیں۔ واللہ اعلم

رَوَيْنَا ... عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: " قَدِمْتُ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ قَدِمْتَ يَا زُهْرِيُّ؟ قُلْتُ: مِنْ مَكَّةَ. قَالَ: فَمَنْ خَلَّفْتَ بِهَا يَسُودُ أَهْلَهَا؟ قُلْتُ: عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ. قَالَ: فَمِنَ الْعَرَبِ أَمْ مِنَ الْمَوَالِي؟ قَالَ: قُلْتُ: مِنَ الْمَوَالِي. قَالَ: وَبِمَ سَادَهُمْ؟ قُلْتُ: بِالدِّيَانَةِ وَالرِّوَايَةِ. قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الدِّيَانَةِ وَالرِّوَايَةِ لَيَنْبَغِي أَنْ يَسُودُوا.

ہم نے زھری سے روایت کی، فرمایا: میں عبدالملک بن مروان کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے پوچھا: اے زھری کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا ہوں: مکہ سے، پوچھا: اہل مکہ پر کس حکمران کو چھوڑ کر آئے ہو؟ میں نے کہا: عطاء بن ابی رباح کو۔ پوچھا: وہ عرب میں سے ہیں یا موالی (آزاد کردہ غلاموں) میں سے؟ میں نے کہا موالی میں سے، پوچھا: ان کو کیوں سردار بنا دیا؟ میں نے کہا: ان کی دیانت اور روایت کی وجہ سے، کہا: اہل دیانت و روایت ہی اس کے لائق ہیں کہ وہ سردار بنائے جائیں۔

قَالَ: فَمَنْ يَسُودُ أَهْلَ الْيَمَنِ؟ قَالَ: قُلْتُ: طَاوُسُ بْنُ كَيْسَانَ. قَالَ: فَمِنَ الْعَرَبِ أَمْ مِنَ الْمَوَالِي؟ قَالَ: قُلْتُ: مِنَ الْمَوَالِي. قَالَ: وَبِمَ سَادَهُمْ؟ قُلْتُ: بِمَا سَادَهُمْ بِهِ عَطَاءٌ. قَالَ: إِنَّهُ لَيَنْبَغِي.
قَالَ: فَمَنْ يَسُودُ أَهْلَ مِصْرَ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ. قَالَ: فَمِنَ الْعَرَبِ أَمْ مِنَ الْمَوَالِي؟ قَالَ: قُلْتُ: مِنَ الْمَوَالِي. قَالَ: فَمَنْ يَسُودُ أَهْلَ الشَّامِ؟ قَالَ: قُلْتُ: مَكْحُولٌ. قَالَ: فَمِنَ الْعَرَبِ أَمْ مِنَ الْمَوَالِي؟ قَالَ: قُلْتُ: مِنَ الْمَوَالِي، عَبْدٌ نُوبِيٌّ أَعْتَقَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ هُذَيْلٍ. قَالَ: فَمَنْ يَسُودُ أَهْلَ الْجَزِيرَةِ؟ قُلْتُ: مَيْمُونُ بْنُ مِهْرَانَ. قَالَ: فَمِنَ الْعَرَبِ أَمْ مِنَ الْمَوَالِي؟ قَالَ: قُلْتُ: مِنَ الْمَوَالِي. قَالَ: فَمَنْ يَسُودُ أَهْلَ خُرَاسَانَ؟ قَالَ: قُلْتُ: الضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ. قَالَ: فَمِنَ الْعَرَبِ أَمْ مِنَ الْمَوَالِي؟ قَالَ: قُلْتُ: مِنَ الْمَوَالِي قَالَ: فَمَنْ يَسُودُ أَهْلَ الْبَصْرَةِ؟ قَالَ: قُلْتُ: الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ. قَالَ: فَمِنَ الْعَرَبِ أَمْ مِنَ الْمَوَالِي؟ قَالَ: قُلْتُ: مِنَ الْمَوَالِي. قَالَ: وَيْلَكَ!

پوچھا: اہل یمن پر کون حکمرانی کرتا ہے؟ فرمایا (زھری نے): میں نے کہا: طاؤس بن کیسان۔ پھر پوچھا عرب میں سے ہیں یا موالی میں سے؟ فرمایا: میں نے کہا: موالی میں سے؟ پوچھا ان کو کیوں سردار بنایا ہے؟ میں نے کہا اسی وجہ سے جس سے عطاء کو سردار بنایا۔ کہا بیشک یہ اسی لائق ہیں۔ پوچھا تو اہل مصر پر کون سرداری کرتا ہے؟ فرمایا: میں نے کہا: یزید بن ابی حبیب۔ کہا: یہ

عرب میں سے ہیں یا موالی میں سے؟ فرمایا میں نے کہا موالی میں سے۔ پوچھا: اہل شام پر کون حکمرانی کرتا ہے؟ فرمایا: میں نے کہا: مکحول۔ پوچھا: یہ عرب میں سے ہیں یا موالی میں سے؟ میں نے کہا، موالی میں سے اطاعت گزار غلام تھے ان کو ھذیل کی ایک عورت نے آزاد کیا۔ پوچھا: پھر اہل جزیرہ پر کون سرداری کرتا ہے؟ میں نے کہا میمون بن مہران۔ پوچھا: عرب میں سے ہیں یا موالی میں سے؟ میں نے کہا موالی میں سے۔ پوچھا: اہل خراسان پر کون حکمران ہے؟ فرمایا: میں نے کہا ضحاک بن مزاحم۔ پوچھا: عرب میں سے ہیں یا موالی میں سے؟ میں نے کہا: موالی میں سے۔ پوچھا: اہل بصرہ پر کون حکومت کرتا ہے؟ فرمایا: میں نے کہا حسن بن ابی الحسن۔ پوچھا: عرب میں سے ہیں یا موالی میں سے؟ فرمایا: میں نے کہا موالی میں سے۔ کہا: تیرا ناس ہو!

فَمَنْ يَسُودُ أَهْلَ الْكُوفَةِ؟ قَالَ: قُلْتُ: إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ. قَالَ: فَمِنَ الْعَرَبِ أَمْ مِنَ الْمَوَالِي؟ قَالَ: قُلْتُ: مِنَ الْعَرَبِ.قَالَ: وَيْلَكَ يَا زُهْرِيُّ! فَرَّجْتَ عَنِّي، وَاللهِ لَتَسُودَنَّ الْمَوَالِي عَلَى الْعَرَبِ، حَتَّى يُخْطَبَ لَهَا عَلَى الْمَنَابِرِ وَالْعَرَبُ تَحْتَهَا. قَالَ: قُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ إِنَّمَا هُوَ أَمْرُ اللهِ وَدِينُهُ، مَنْ حَفِظَهُ سَادَ، وَمَنْ ضَيَّعَهُ سَقَطَ ... ".

اہل کوفہ پر کون سرداری کرتا ہے؟ فرمایا: میں نے کہا: ابراہیم نخعی۔ پوچھا: عرب میں سے ہیں یا موالی میں سے؟ فرمایا: میں نے کہا عرب میں سے۔ کہا: اے زہری تیرا برا ہو! تو مجھ سے دور ہو گیا۔ بخدا تم نے موالی کو عربوں پر حکمران بنا دیا حتی کہ وہ منبروں پر چڑھ کر ان سے خطاب کرتے ہیں (خطبہ دیتے ہیں) اور عرب نیچے بیٹھے ہوتے ہیں۔ فرمایا: میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ تو اللہ ہی کا امر اور اسی کا دین ہے۔ جس نے اس کی حفاظت کی وہ سردار بنا اور جس نے اس کو ضائع کیا وہ بے وقعت و حقیر ہو گیا۔

وَفِيمَا نَرْوِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: " لَمَّا مَاتَ الْعَبَادِلَةُ صَارَ الْفِقْهُ فِي جَمِيعِ الْبُلْدَانِ إِلَى الْمَوَالِي إِلَّا الْمَدِينَةَ، فَإِنَّ اللهَ خَصَّهَا بِقُرَشِيٍّ، فَكَانَ فَقِيهُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ غَيْرَ مُدَافَعٍ ".

اور اس بارے میں جو ہم نے عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے روایت کی فرمایا: ''جب عبادلہ وفات پا چکے تو سوائے مدینہ کے تمام شہروں میں فقہ موالی کے سپرد ہوئی، بیشک اللہ تعالیٰ نے مدینہ کو قریشی کے ساتھ خاص کیا، پس اہل مدینہ کے فقیہ سعید بن مسیب تھے۔ جو غیر مدافع تھے (یعنی کوئی علم میں ان سے بڑھا ہوا نہ تھا کہ ان کا مقام پا سکے)۔''

قُلْتُ: وَفِي هَذَا بَعْضُ الْمَيْلِ، فَقَدْ كَانَ حِينَئِذٍ مِنَ الْعَرَبِ غَيْرَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ فُقَهَاءُ أَئِمَّةٌ مَشَاهِيرُ، مِنْهُمُ الشَّعْبِيُّ وَالنَّخَعِيُّ، وَجَمِيعُ الْفُقَهَاءِ السَّبْعَةِ الَّذِينَ مِنْهُمُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَرَبٌ إِلَّا سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

میں کہتا ہوں: اور اس میں کچھ میلان ہے، تحقیق اس وقت اہل عرب میں ابن مسیبؒ کے علاوہ مشاہیر ائمہ فقہاء جن میں شعبی اور نخعی اور تمام فقہاء سبعہ جن میں خود ابن مسیب بھی شامل ہیں سوائے سلیمان بن یسار کے سب عرب تھے۔ واللہ اعلم

النَّوْعُ الْخَامِسُ وَالسِّتُّونَ          پینسٹھویں قسم

# مَعْرِفَةُ أَوْطَانِ الرُّوَاةِ وَبُلْدَانِهِمْ

# راویوں کے شہروں اور ان کے ممالک کا تعارف

وَذَلِكَ مِمَّا يَفْتَقِرُ حُفَّاظُ الْحَدِيثِ إِلَى مَعْرِفَتِهِ فِي كَثِيرٍ مِنْ تَصَرُّفَاتِهِمْ، وَمِنْ مَظَانِّ ذِكْرِهِ "الطَّبَقَاتُ" لِابْنِ سَعْدٍ.وَقَدْ كَانَتِ الْعَرَبُ إِنَّمَا تَنْتَسِبُ إِلَى قَبَائِلِهَا فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ، وَغَلَبَ عَلَيْهِمْ سُكْنَى الْقُرَى وَالْمَدَائِنِ، حَدَثَ فِيمَا بَيْنَهُمُ الِانْتِسَابُ إِلَى الْأَوْطَانِ كَمَا كَانَتِ الْعَجَمُ تَنْتَسِبُ، وَأَضَاعَ كَثِيرٌ مِنْهُمْ أَنْسَابَهُمْ، فَلَمْ يَبْقَ لَهُمْ غَيْرُ الِانْتِسَابِ إِلَى أَوْطَانِهِمْ.

حفاظ حدیث کو اپنے بہت سے تصرفات میں اس کے سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔اور اس کے ذکر کا ماخذ ابن سعد کی کتاب ''الطبقات'' ہے۔اور تحقیق عرب تو اپنے قبائل ہی کی طرف منسوب کیے جاتے تھے، پھر جب اسلام غالب آیا اور ان پر ان کی بستیوں اور شہروں کی رہائش گاہیں غالب ہوئیں تو انہوں نے آپس میں بھی وطنوں کی طرف نسبت کو بیان کرنا شروع کر دیا، جیسا کہ عجم نسبت کرتے تھے، اور ان میں سے بہت سوں نے اپنے نسبوں کو ہی ضائع کر دیا، پس ان کے پاس اپنی مستقل رہائش گاہوں کی طرف نسبت کرنے کے علاوہ کچھ باقی نہ بچا۔

وَمَنْ كَانَ مِنَ النَّاقِلَةِ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ، وَأَرَادَ الْجَمْعَ بَيْنَهُمَا فِي الِانْتِسَابِ، فَلْيَبْدَأْ بِالْأَوَّلِ، ثُمَّ بِالثَّانِي الْمُنْتَقِلِ إِلَيْهِ، وَحَسَنٌ أَنْ يُدْخِلَ عَلَى الثَّانِي كَلِمَةَ " ثُمَّ "، فَيُقَالُ فِي النَّاقِلَةِ مِنْ مِصْرَ إِلَى دِمَشْقَ مَثَلًا: " فُلَانٌ الْمِصْرِيُّ ثُمَّ الدِّمَشْقِيُّ ".وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى بَلْدَةٍ فَجَائِزٌ أَنْ يَنْتَسِبَ إِلَى الْقَرْيَةِ، وَإِلَى الْبَلْدَةِ أَيْضًا، وَإِلَى النَّاحِيَةِ الَّتِي مِنْهَا تِلْكَ الْبَلْدَةُ أَيْضًا.

اور جو ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نقل مکانی کرنے والوں میں سے ہو اور نسبت کرنے میں دونوں کو جمع کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ پہلے سے شروع کرے پھر دوسرے جس کی طرف منتقل ہوا (اس کا ذکر کرے)۔اور بہتر یہ ہے کہ دوسرے پر ''ثم'' کا کلمہ داخل کرے، پس مثلاً مصر سے دمشق منتقل ہونے والے کے بارے میں کہا جائے گا: ''فلان المصری ثم الدمشقی'' اور جو شہر کی بستیوں میں سے کسی بستی میں رہنے والا ہو تو جائز ہے کہ بستی کی طرف نسبت کرے اور شہر کی طرف بھی اور اس جہت کی طرف بھی جس جہت میں وہ شہر واقع ہے۔

وَلْنَقْتَدِ بِالْحَاكِمِ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحَافِظِ، فَنَرْوِي أَحَادِيثَ بِأَسَانِيدِهَا، مُنَبِّهِينَ عَلَى بِلَادِ رُوَاتِهَا، وَمُسْتَحْسَنٌ مِنَ الْحَافِظِ أَنْ يُورِدَ الْحَدِيثَ بِإِسْنَادِهِ، ثُمَّ يَذْكُرَ أَوْطَانَ رِجَالِهِ وَاحِدًا فَوَاحِدًا، وَهَكَذَا غَيْرُ ذَلِكَ مِنْ أَحْوَالِهِمْ.

اور ہمیں حاکم ابوعبداللہ الحافظ کی اقتداء کرنی چاہئے پس ہم احادیث کو ان کی اسناد کے ساتھ ان کے رواۃ کے شہروں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے روایت کرتے ہیں۔ اور حافظ کی پسندیدہ بات یہ ہے کہ پہلے حدیث کو اس کی اسناد کے ساتھ لاتے ہیں پھر ان کے رجال کی سکونت کو ایک ایک کر کے بیان کرتے ہیں اور ایسے ہی اس کے علاوہ احوال (ذکر کرتے ہیں)۔

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ الْمُسْنِدُ الْمُعَمَّرُ أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُعَمَّرِ - رَحِمَهُ اللهُ - بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ بِبَغْدَادَ، قَالَ: أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَحْمَدَ الْبَرْمَكِيُّ، قَالَ: أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَيُّوبَ بْنِ مَاسِي، قَالَ: ثَنَا أَبُو مُسْلِمٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْكَجِّيُّ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: ثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "لَا هِجْرَةَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، أَوْ قَالَ: ثَلَاثِ لَيَالٍ".

شیخ مسند معمر ابوحفص عمر بن محمد بن معمر رحمہ اللہ نے بغداد میں میری ان پر قراءت کے ساتھ مجھے خبر دی، فرمایا: ہمیں ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد انصاری نے خبر دی، فرمایا: ہمیں ابواسحاق ابراھیم بن عمر بن احمد برمکی نے خبر دی، فرمایا: ہمیں ابومحمد عبداللہ بن ابراھیم بن ایوب بن ماسی نے خبر دی، فرمایا: ہم سے ابومسلم ابراھیم بن عبداللہ الکجی نے بیان کیا، فرمایا: ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا، فرمایا: ہم سے سلیمان تیمی نے عن انس رضی اللہ عنہ بیان کیا فرمایا: ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ''دو مسلمانوں کے مابین تین دن سے زیادہ جدا رہنا جائز نہیں'' یا فرمایا: ''تین راتیں''۔

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ الْمُسْنِدُ أَبُو الْحَسَنِ الْمُؤَيَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقْرِئُ رَحِمَهُ اللهُ بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ بِنَيْسَابُورَ عَوْدًا عَلَى بَدْءٍ، مِنْ ذَلِكَ مَرَّةً عَلَى رَأْسِ قَبْرِ مُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ: أَنَا فَقِيهُ الْحَرَمِ أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْفُرَاوِيُّ عِنْدَ قَبْرِ مُسْلِمٍ أَيْضًا (ح) وَأَخْبَرَتْنِي أُمُّ الْمُؤَيَّدِ زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي الْقَاسِمِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَسَنِ الشَّعْرِيِّ بِقِرَاءَتِي عَلَيْهَا بِنَيْسَابُورَ مَرَّةً، وَبِقِرَاءَةِ غَيْرِي مَرَّةً أُخْرَى - رَحِمَهَا اللهُ - قُلْتُ: أَخْبَرَكِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْقَارِئُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ، قَالَا: أَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَسْرُورٍ، قَالَ: أَنَا أَبُو عَمْرٍو إِسْمَاعِيلُ بْنُ نُجَيْدٍ السُّلَمِيُّ، قَالَ: أَنَا أَبُو مُسْلِمٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْكَجِّيُّ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ

شیخ زکی ابوالفتح منصور بن عبدالمنعم بن ابوالبرکات ابن امام ابوعبداللہ محمد بن فضل فراوی نے نیشاپور میں میری ان پر قراءت کے ساتھ مجھے خبر دی رحمۃ اللہ۔ فرمایا: ہمیں میرے دادا ابوعبداللہ محمد بن فضل نے خبر دی فرمایا: ہمیں ابوعثمان سعید بن محمد بحیری نے خبر دی رحمہ اللہ فرمایا: ہمیں ابوسعید محمد بن عبداللہ بن حمدون نے خبر دی فرمایا: ہمیں ابوحاتم مکی بن عبدان نے خبر دی فرمایا: ہمیں عبدالرحمٰن بن بشیر نے خبر دی فرمایا: ہمیں عبدالرزاق نے خبر دی، فرمایا: ہمیں ابن جریج نے خبر دی فرمایا: مجھے عبدہ بن ابی لبابہ نے خبر دی کہ ان کو وراد نے خبر دی جو کہ مغیرہ بن شعبہ کے آزاد کردہ ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ نے معاویہ کو خط لکھا اور ان کیلئے اس خط کی کتابت وراد نے کی ہے کہ بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے کہ جب سلام پھیرتے تو پڑھتے: "لا الٰه الا الله وحده لا شريك له. له الملك وله الحمد، اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد"

الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، وَوَرَّادٌ، وَعَبْدَةُ كُوفِيُّونَ، وَابْنُ جُرَيْجٍ مَكِّيٌّ، وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ صَنْعَانِيٌّ يَمَانٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ فَشَيْخُنَا وَمَنْ بَيْنَهُمَا أَجْمَعُونَ نَيْسَابُورِيُّونَ.

مغیرہ بن شعبہ، وراد اور عبدہ کوفی ہیں، اور ابن جریج مکی ہیں اور عبدالرزاق یمن کے صنعانی ہیں۔ اور عبدالرحمٰن بن بشیر پھر ہمارے شیخ اور جو ان دونوں کے درمیان ہیں تمام نیشاپوری ہیں۔

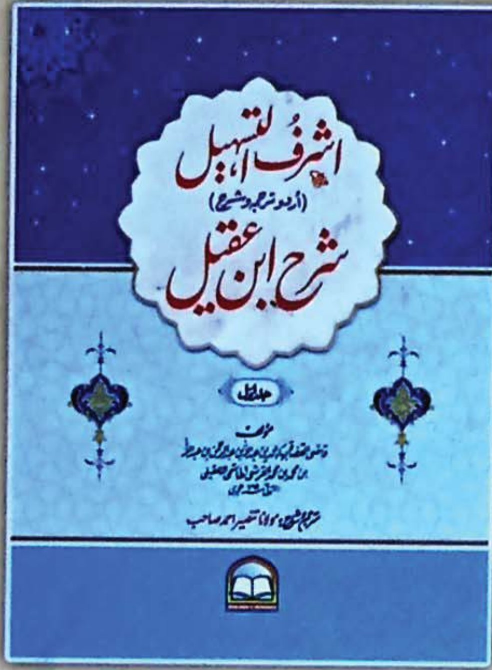
وَلِلّٰهِ سُبْحَانَهُ الْحَمْدُ الْأَتَمُّ عَلَى مَا أَسْبَغَ مِنْ إِفْضَالِهِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْأَفْضَلَانِ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَعَلَى سَائِرِ النَّبِيِّينَ وَآلِ كُلٍّ، نِهَايَةَ مَا يَسْأَلُ السَّائِلُونَ، وَغَايَةَ مَا يَأْمُلُ الْآمِلُونَ.

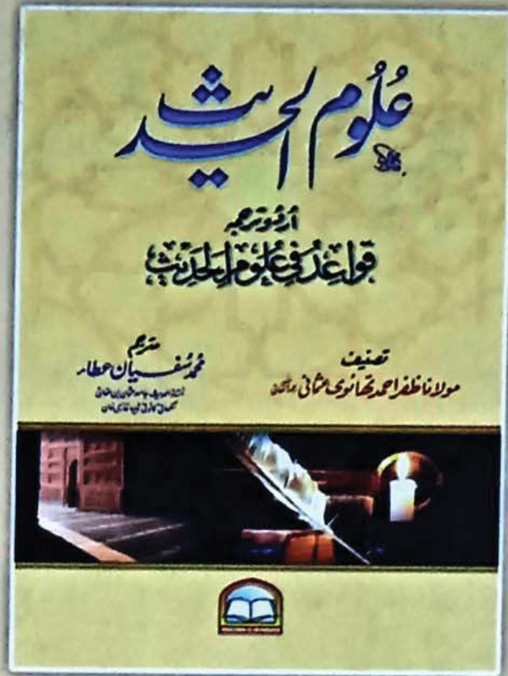
آمِينَ، آمِينَ، آمِينَ.

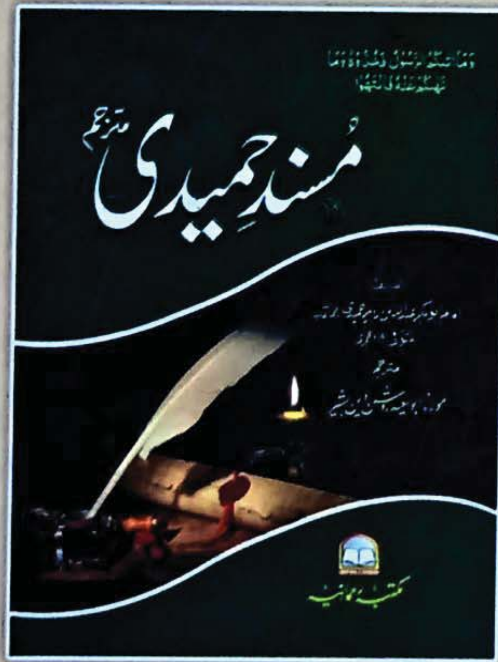
اور اللہ سبحانہ ہی کیلئے تمام کی تمام حمد اپنے کامل فضل کے ساتھ ہے اور صلوۃ وسلام دونوں افضل درجے کے ہمارے آقا محمد ﷺ اور ان کی آل اور تمام نبیوں اور تمام کی آل پر، اس انتہا تک جتنا مانگنے والے التجا کرتے ہیں اور اس انتہاء درجے کی امید کے ساتھ جتنی کہ امید لگانے والے امید لگاتے ہیں۔ آمین آمین آمین

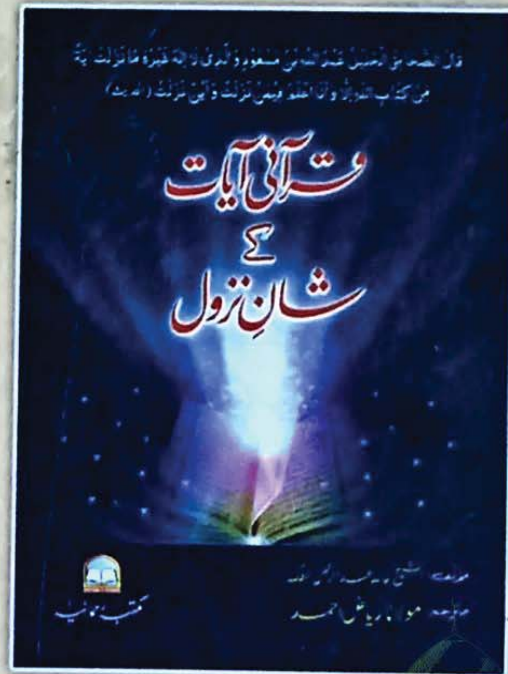











MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)

اقرا سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37224228-37355743